ماہنامہ فصلوں کی ماں مظفر نگر
۱
جنوری ۱۹۶۵ء
بڑا دن اور سال نو نمبر
جلد نمبر ۸ جنوری ۱۹۶۵ء شمارہ نمبر ۱
ہمارے لئے ایک لڑکا تولد ہوا اور ہم کو ایک بیٹا بخشا گیا اور سلطنت اسکے
کندھے پر ہوگی اور اُس کا نام عجیب مشیر خدائے قادر ابدیت کا باپ
سلامتی کا شہزادہ ہوگا (یشعیاہ ۹/۶)
اپنے سب مہربانوں کو ہم
کرسمس اور نیا سال
مبارک کہتے ہیں

ولادت مسیح

(از جیکب پیٹر حقیر میرٹھی)

ظلمتیں دہر سے کافور ہوئی جاتی ہیں — راہیں مخلوق کی پُرنور ہوئی جاتی ہیں
جملہ آفاتِ جہاں دور ہوئی جاتی ہیں — راحتیں آنے پہ مجبور ہوئی جاتی ہیں

شاد گمراہ ہیں اک راہنما آتا ہے
آج بالائے زمیں ابنِ خدا آتا ہے

غم کے مارے ہوئے دل شاد ہوئے جاتے ہیں — جتنے ویرانے تھے آباد ہوئے جاتے ہیں
قیدِ زنداں سے سب آزاد ہوئے جاتے ہیں — خوار سب بانیِ بیداد ہوئے جاتے ہیں

کھُل گئی آج ہر اک پیر و جوان کی قسمت
آج چرنی نے بدل دی ہے جہاں کی قسمت

ہم تو کیا گوش بر آواز ہے سارا عالم — محوِ نظارۂ انداز ہے سارا عالم
نغمۂ نو کے لئے ساز ہے سارا عالم — سچ تو یہ ہے چمنِ ناز ہے سارا عالم

جس نے آغوش کا مریم کی شرف پایا ہے
خلق کی بگڑی بنانے کو وہی آیا ہے

اب کوئی خلق میں ناشاد ہو ناممکن ہے — اب کوئی دہر میں برباد ہو ناممکن ہے
کوئی اب بھی ستم ایجاد ہو ناممکن ہے — اب نہ کچھ حاصلِ فریاد ہو ناممکن ہے

لئے تنویرِ خدا حق کا ستارا آیا
بیکسوں اور غریبوں کا سہارا آیا

جس طرف دیکھئے جلووں کی فراوانی ہے — خاک کے ذرّوں میں بھی شانِ درخشاں آیا
چرخ کے تاروں میں بڑھتی ہوئی تابانی ہے — کس کے مولود پہ یہ طرزِ ثنا خوانی ہے

غنچہ و گل سے بھی دلچسپ صدا ہے پیدا
پیشوا اپنا حقیر آج ہوا ہے پیدا

ہم اپنے سب مہربانوں کو کرسمس اور نیا سال مبارک کہتے ہیں

۱۔ یہی دسمبر کا مہینہ تھا جس میں دنیا کے واسطے روحانی نظام پر ایک عظیم الشان انقلاب طاری ہوا۔

۲۔ یہی دسمبر کا مہینہ تھا کہ جس میں خداوندوں کا خدا اور بادشاہوں کا بادشاہ اپنے ازلی تخت کو چھوڑ کر ہم گنہگاروں کے بچانے کیلئے دنیا میں تشریف لائے۔

۳۔ یہی دسمبر کا مہینہ تھا کہ جس میں ابن خدا نے ابن خدا ہوتے ہوئے اپنے آپکو خالی کر دیا اور خادم کی صورت اختیار کی اور انسانوں کے مشابہ ہو گیا۔

۴۔ یہی دسمبر کا مہینہ تھا جس میں ابن خدا نے انسانی شکل میں ظاہر ہو کر اپنے کو پست کر دیا درالحالیکہ وہ ازل سے خدا کے ساتھ تھا۔ وہ شان و شوکت کے ساتھ نہیں بلکہ سرائے کی چرنی میں غریبی اور گمنامی کی حالت میں پیدا ہوا۔ تا کہ گنہگاروں کو ان کے گناہ سے مخلصی اور شیطانی قید سے رہائی دے۔

۵۔ یہی دسمبر کا مہینہ تھا جس میں ہمارے لئے ایک لڑکا پیدا ہوا اور ہمکو ایک بیٹا بخشا گیا جسکے کاندھے پر سلطنت ہوگی اور عجیب مشیر خدائے قادر ابدیت کا باپ سلامتی کا شاہزادہ کے نام سے پکارا گیا۔

۶۔ یہی دسمبر کا مہینہ تھا جس میں نوع انسان کے لئے بخشش عالمگیر ہوئی یعنی کہ خدا نے جہان کو ایسا پیار کیا کہ اس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا۔

۷۔ یہی دسمبر کا مہینہ تھا جس میں گڈریوں پر ایک نور چمکا اور انہوں نے ایک آواز سنی کہ ڈرو نہیں دیکھو میں تمہیں بڑی خوشی کی خبر کی بشارت دیتا ہوں جو ساری امت کے واسطے ہو گی۔

۸۔ یہی دسمبر کا مہینہ تھا جس میں فرشتوں نے کہا آج داؤد کے شہر میں تمہارے لئے ایک منجی پیدا ہوا یعنی مسیح خداوند اور اسکا تمہارے لئے یہ پتہ ہے کہ تم ایک بچے کو کپڑے میں لپٹا اور چرنی میں پڑا پاؤ گے۔

۹۔ یہی دسمبر کا مہینہ تھا جس میں نورانی کرنیں بڑھتی گئیں اور طرح طرح کے آلات موسیقی بجنے لگے آسمان سے ہزاروں بلکہ لاکھوں فرشتے ایک سنہری سیڑھی کے ذریعہ اترتے دکھائی دئے پروں کی پھڑ پھڑاہٹ کے ساتھ اس آسمانی مخلوق کا ایک سُریلا اور دلکش گیت فضا میں عطر کی طرح اُڑنے لگا یعنی۔ عالم بالا پر خدا کی تمجید عالم بالا پر خدا کی تمجید اور زمین پر ان آدمیوں سے جن سے وہ راضی ہے صلح

۱۰۔ یہی دسمبر کا مہینہ تھا جس میں خدا نے "سلامتی کا شہزاد" میں ہوں، کہا اور جس نے دنیا کا اپنے ساتھ میل ملاپ کر لیا اور ان کی تقصیروں کو ان کے ذمہ نہ لگایا۔

فی الحقیقت اسکی چوبیسویں تاریخ کی نسبت کو یہودیوں فقیہوں فریسیوں نبیوں وغیرہ کی مرادیں بر آئیں اور انکی آنکھیں جو انتظار سے پتھرا گئیں تھیں پھر بینائی پذیر ہوئیں کیونکہ ارض الٰہی کی روحانی و جسمانی خلافت کا ورثہ سلامتی کے شہزادہ کے ذریعہ انہیں میسر ہوا کہ زمین کی وراثت کیلئے عِبادِیَ الصَّالِحُون کی شرط تھی۔ بنی اسرائیل نے خدا کی نعمتوں کی قدر نہ کی اُسکے احکام سے سرتابی کی اس کی بخشی ہوئی نعمتوں کو اپنے ذلیل نفسی کی تبلائی ہوئی ادنی چیزوں سے بدل دیا۔ خدائے قدوس کی زمین گندگی و کثافت کے لئے نہیں ہے وہ اپنے بندوں میں سے جماعت کیلئے چن لیتا ہے تا کہ اس کی طہارت ذمہ دار ہوں۔

پس ماہ دسمبر نافرمانوں اور نا قدروں کی عظمت کا اختتام اور فرمانبرداروں اور قدردانوں کے اقبال کا آغاز تھا۔

یہی دن ہمارے صحیفہ اقبال کا صحیفہ اولین تھا۔ اس ماہ کی آمد ہمیں یاد دلاتی ہے کہ بد اعمالیوں نے کیونکر بنی اسرائیل کو عظمت سے محروم کیا اور خداوند رب الافواج کی رحمت و غیور نے کیونکر بیٹے کے ذریعہ ہمیں برکات الٰہی کا مورد و مہبط بنایا دسمبر کی چوبیسویں تاریخ ہمیں خبر دیتی ہے کہ کسطرح خدا کی زمین نافرمانیوں کی ظلمت سے تاریک ہو گئی تھی اور کس طرح آفتاب رحمت نے طلوع ہو کر دنیا کی دائمی غمگینیاں اور سرگشتیاں دور کیں۔

اس معجزۂ فرتوت پر جو بڑی سے بڑی تعریف کی جاسکتی ہے اعلی سے اعلی مدح و ثنا جو ممکن ہو سکتی ہے زیادہ سے زیادہ عشق جو کیا جاسکتا ہے غرضیکہ فانی انسان کی زبان اور قلم جو کچھ کہہ سکتی ہے اور کر سکتی ہے وہ سب کا سب اسی مسیح کیلئے جس کی غلامی کا تمہیں فخر حاصل ہے اور جسکے نام میں ہی تمہارے لئے پیغام حیات ہے۔

پھر جس مظہرِ ذات کی یگانگی اور بے ہمتائی کا اتنا اعلی اور ارفع مرتبہ ہے اسکی محبوب یاد میں جتنی گھڑیاں بھی کٹ جائیں۔ اس کے عشق میں جتنے بھی بہہ جائیں۔ اسکی محبت میں جتنی آہیں بھی نکل جائیں۔ اسکی مدح و ثنا میں جتنی زبانیں بھی زمزمہ پیرا ہوں۔ روح کی سعادت دل کی طہارت زندگی کی پاکی انسانیت کا حاصل اور سیاست کی بادشاہی ہے۔ لیکن جب تم اس مبارک دن میں سب کچھ کرتے ہو۔ اور حضور کے واقعہ ولادت کی یاد میں خوشیاں مناتے ہو تو اس کی مسرتوں کے بعد تمہیں اپنا وہ ماتم بھی یاد آتا ہے۔ جس کے بعد اب ہماری کوئی خوشی خوشی نہیں ہو سکتی کبھی تم نے اس حقیقت پر بھی غور کیا ہے کہ یہ کس کی پیدائش ہے۔ جسکی یاد کے لئے تم اتنے سامان اور جشن کرتے ہو یہ کون تھا؟ جسکی ولادت کے تذکرہ میں ہمارے لئے خوشیوں اور مسرتوں کا ایسا عزیز پیام ہے۔ اگر اس جانفزا اور مبارک دن کی آمد ہمارے لئے جشن و مسرت کا پیغام ہے کیونکہ اسی دن وہ معرض ظہور میں آیا جس نے ہم کو سب کچھ دیا تو ہمارے لئے اس سے بڑھ کر کسی دن میں ماتم نہیں کیونکہ اس دن پیدا ہونے والے نے جو کچھ ہمیں دیا تھا وہ سب کچھ ہم نے کھو دیا۔ ضائع کر دیا۔ اس لئے اگر "بڑا دن" بخشنے والے کی یاد تازہ کرتا ہے تو دوسری طرف کھونے والوں کے زخم کو بھی تازہ ہونا چاہیئے ہ

ماخانہ رہیدگانِ ظلمیم ۔ پیغام خوش از دیار مانیست

ہم اپنی کوٹھی اور بنگلوں کو سجاتے ہیں مگر ہمیں اپنی اجڑی ہوئی بستی کی بھی خبر ہے؟ ہم بجلی کے قمقمے روشن کرتے ہیں مگر اپنے دل کی اندھیری کوٹھڑی کی تاریکی کو دور کرنے کیلئے کوئی چراغ نہیں ڈھونڈتے کوئی دیا تلاش نہیں کرتے ہم پھولوں کے گلدستے سجاتے ہیں مگر ہمارے اعمال کا پھول مرجھا گیا ہم سینٹ کے چھینٹوں سے اپنے دستمال اور آستین کو معطر کرتے ہیں مگر ہماری مسیحی عطر بیزی سے دنیا کی شام روح یکسر محروم ہے۔ کاش ہماری کوٹھیاں اور بنگلے تاریک ہوتے ہمارے اینٹ چونے کے مکانوں کو زیب و زینت کا ایک ذرہ نصیب نہ ہوتا ہماری آنکھیں رات رات بھر جشن آرائیوں میں نہ جاگتیں دنیا ہماری زبانوں سے ولادت مسیح کے متعلق کچھ نہ سنتی مگر ہماری روح کی آبادی معمور ہوتی ہمارے دل کی بستی نہ اجڑتی طالع خفتہ بیدار ہوتا ہماری زبانوں سے نہیں مگر ہمارے اعمال کے اندر سے حضور مسیح کی مدح و ثنا کے ترانے اٹھتے۔ پھر آہ! اور صد آہ۔

اس قوم کی غفلت و نادانی جسکے لئے اس جشن مسرت میں پیام عالم ہے اور جسکی حیات قومی کا قہقہہ عیش فغاں مسرت ہو گیا مگر نہ ماضی کی خونچکاں داستانوں میں اس کیلئے عبرت ہے نہ حال کے واقعات و حوادث میں کوئی پیغام ہوشیاری ہے اور نہ مستقبل کی دھمکیوں میں زندگی کی روشنی کی جھلک ہے اسے اپنی دنیاوی مشاغل اور اپنی کام جوئی اور فیشن بزم آرائیوں سے مہلت نہیں۔

عزیزو۔ دنیا شقاوت و حرمال کے درد سے دکھیا ہو گئی ہے فسق و فجور شر و خار اور ظلم و طغیان کی تاریکی نے اس مٹی کے متحرک گولے کو کس قدر تار کر دیا ہے کہ سچائی اور راستبازی

سینہ زار پامال ہو چکے ہیں ہم سال بھر غفلت کی نیند سو کر حضور مسیح کی ولادت کی خوشیاں تو مناتے پر اس مقصد ظہور سے قطعی غافل ہو گئے ہیں اور جس غرض کیلئے اُس نے ضلالت کو دائمی شکست دے کر ہم نا ہنجاروں کی خاطر کلوری کا اندوہناک منظر پیش کیا اس کیلئے تمہارے اندر کوئی ٹیس اور چبھن نہیں ہم بہار کی خوشیاں مناتے ہیں مگر آہ خزاں کی پامالیوں پر نہیں روتے ہ

شگفتہ پھولوں سے پوچھوں کہ نیم کلیوں سے
چمن میں کس کو سراغ بہار ملتا ہے
مجھے یقین نہیں مجھ سے لوگ کہتے ہیں
کہ تیری بزم میں دلکو قرار ملتا ہے

دوستو! خدارا مجھے بتاؤ کہ ہم کو اس پاکی اور مقدس یادگار کی خوشی منانے کا کیا حق حاصل ہے کیا موت و ہلاکت کو اس کا حق پہنچتا ہے کہ زندگی و روح کو اپنا ساتھی بنالے کیا مردہ لاش پر دنیا کی غفلتیں ہنسیں گی اگر وہ زندوں کی طرح زندگی کو یاد کرے ہاں یہ بالکل سچ ہے کہ آفتاب کی روشنی کے اندر دنیا کیلئے بڑی تابش ہے۔ لیکن ایک کور چشم کو کیا زیب دیتا ہے کہ وہ آفتاب کیلئے آنکھوں والوں کی طرح خوشیاں منائے پس اے غفلت شعارو!!! تمہاری غفلت پر صد فغاں وحسرت اور تمہاری سرشاریوں پر صد ہزار نالہ و بکا۔ اگر اس مبارک دن کی اصلی عبرت اور حقیقت سے بے خبر رہو اور حرف زبان کے ترانوں کو ٹھی بنگلوں کی آرائش اور بجلی کے قمقموں ہی میں اس کے مقصود یادگاری کو گم کر دو ہم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ مبارک دن ابدی نجات کی بنیاد ہے خدا کی بادشاہت کے قیام کا اولین اعلان ہے۔ پس اس دن کی خوشی اور اس دن کے تذکرہ کی یاد کی لذت ہر اس شخص کے روح پر حرام ہے جو اپنے ایمان اور عمل کے اندر اس الٰہی النسان کے حکم کی تعمیل و اطاعت اور اسکی

بمبئی کی یوخرسطی کانگریس

دو نومبر ۱۹۶۴ء کو دو سال کی تیاری کے بعد بمبئی میں یوخرسطی کانگرس کی کارروائی شروع ہوئی ۲ نومبر کی صبح روم سے پاپائے اعظم کے نمائندہ ہوائی جہاز سے تشریف لے آئے ان کی خوش آمدید کیلئے ہوائی اڈہ پر بہت بڑی بھیڑ اکھٹی ہوئی جس میں کاتھولک اور غیر کاتھولک شامل تھے۔ کارڈینل گریشیس بمبئی کے میئر صاحب اور ہوم منسٹر بھی حاضر تھے میئر صاحب نے انکے گلے میں ہار پہنایا پاپائے اعظم کے نمائندہ نے شکر گذاری کرتے ہوئے کہا آپ لوگوں کے بیچ میں اگر میرا دل شادمان ہو گیا اور آپ لوگوں کی خوش آمدید سے میرے دل پر بڑا بھاری اثر پڑا۔ آپ نے مہاتما گاندھی اور پنڈت نہرو جی کی بہت تعریف کی کارڈینل آگاجانیان دنیا کی ۹ زبانیں بڑی اچھی طرح سے بولتے ہیں اور انہیں نے بڑی صفائی کے ساتھ لوگوں سے ہندی میں بھی بات چیت کی۔

۲۸ نومبر کو کانگرس کے میدان میں ایک سو پچاس ہزار آدمیوں کا مجموعہ تھا اور اول کے باہر گیلری میں تقریباً ۲۰ ہزار سے زیادہ آدمی اکھٹے تھے سورج غروب ہونیوالا تھا جب کارڈینل گریشیس نائب صدر جمہوریہ ہند اور ریاست کے گورنر کے ساتھ تشریف آور ہوئے۔

۵ ہزار گانے والوں نے پاپائے اعظم کی عزت میں گانا شروع کیا۔ خدا ہمارے پاپائے اعظم کو برکت دے۔۔۔ گدی کے پاس پانچ کارڈینل اور دو سو پچاس بشپ اپنے عہدہ کے شاندار لباس میں پاپائے اعظم کے نمائندہ کی خوش آمدید کے لئے کھڑے تھے اتنے میں کارڈینل آگاجانیان مین گیٹ سے التار تک اپنے پیل گارڈ کے ہمراہ تشریف لے گئے اور تخت پر بیٹھ گئے۔ سفید اور لال کپڑوں میں التار کے چاروں طرف ۱۰۰ لڑکے کھڑے تھے۔

کارڈینل گریشیس نے بھارت سرکار اور سب دیگر مددگاروں کا شکریہ ادا کیا جنھوں نے اس کانگرس کی کامیابی کیلئے انتظام میں

شریک ہوئے۔ نائب صدر جمہوریہ ہند ڈاکٹر ذاکر حسین نے کانگریس کی افتتاحی رسم کو ادا کیا اور ساتھ ساتھ کہا کہ اس یوخرسٹی کانگریس سے انسانوں اور ملکوں کے بیچ میں زیادہ میل ملاپ پیدا ہوگا اور جسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ ذات پات اور رنگ کا تمیز ختم ہو جائیگا لوگ ایک دوسرے کا ناجائز فائدہ اٹھانا بند کرینگے انکے علاوہ آپ نے ہندوستان کے مسیحیوں کی تعریف کی جنہوں ملکی سیاسی اور سماجی اور تعلیمی زندگی میں آزادی سے پہلے اور بعد میں بھی پورا پورا حصہ لیا۔ جناب آپ نے تمام ہندوستانی زیارتیوں کو خوش آمدید کہا اور امید ظاہر کی انکا یہاں ٹھہرنا باعث عزت ہو۔ آپ نے فرمایا کہ گاندھی جی نے مقدس بائیبل کی تعلیم سے اپنے دل میں تسلی پائی اور اسکے ذریعہ سے بہت سے مسئلے حل کیے۔ میدان کے ہر چہار طرف گھروں کی چھتوں اور کھڑکیوں پر آدمیوں کی بڑی بھیڑ تھی اور انکی نگاہیں الطار پر لگی رہتی تھیں۔ دعائیں اور گانے ہر زبان میں گائے گئے اور بعد ازاں کارڈینل اگاجانیان نے تقریر کرتے ہوئے کہا مجھے بے حد مسرت ہے کہ پاپائے اعظم نے اس اعلےٰ عہدہ کیلئے مجھے منتخب کیا۔ آپ نے ہندوستان کی دینداری اور میل ملاپ کو بھی سراہا۔ انکے بعد لنڈن کے کارڈینل ہینین نے ایک تقریر میں بتایا کہ انگلینڈ کے کاتھولک لوگ ایک ہفتہ تک ہندوستان کی بہبودی کیلئے دعا کرتے رہیں گے۔

مین گیٹ پر بھارت سرکار اور پاپائے اعظم کے جھنڈے لہرائے گئے۔ اسکے علاوہ ۸ بڑے گیٹ بنائے گئے تھے۔ عام کارروائی اور عبادت بڑی خاموشی کے اور ادب کے ساتھ ہوتی رہیں اور بمبئی کے بشپ لون جینوس نے مقدس ساکرامنٹ کی برکت کے ساتھ میٹنگ کو برخاست کیا۔

یوخرسٹی کانگرس کے تیسرے دن میں ۱۰۰ بچوں کو بپتسمہ دیا گیا اور ۵ ہزار لڑکے اور لڑکیوں کو استقلال کا ساکرامنٹ دیا گیا۔ ۳۰ بشپ صاحبان اس رسم کے ادا کرنے میں شریک تھے اس کے علاوہ الگ الگ جگہوں میں لیکچر چنے ہوئے آدمیوں سے ہوتے رہے جس میں ہر زیارتی شریک ہو سکتا تھا۔

۲ دسمبر ۱۹۶۴ء ۵ $\frac{1}{2}$ بجے شام سے ۵ دسمبر ۱۹۶۴ء کی دوپہر تک

بمبئی میں پوپ پول ششم نے قیام کیا آپ بذریعہ ہوائی جہاز ۸ گھنٹ[ے] میں روم سے ہندوستان تک پہنچے اپنے سفر کے دوران می[ں] جس ملک سے آپ گذرتے تھے انکو صلح اور خوشی کا پیغام دیتے [...] بمبئی کے لوگ اور یوخرسٹی کانگرس کے دیگر زیارتی جنہوں ن[ے] آپ سے ملاقات کی ان دونوں کو کبھی نہیں بھولا جائے گا۔ سانتا کروز کے ہوائی اڈے پر لاکھوں آدمی آپ کے استقبال کیلی[ے] کھڑے تھے اور ہوائی اڈہ سے اوبل تک ۱۴ میل لمبے جلوس میں آپ سب لوگوں کو برکت دیتے آئے۔ ہندو مسلمان پار[سی] اور مسیحی سب آپ کو خوش آمدید کہنے کیلئے ایکدل تھے۔ اور پولیس نے بڑی کامیابی کے ساتھ جلوس کو قابو میں رکھا۔ آپ صلح اور خوشی کے زیارتی بن کر آئے اور سب کو بیٹے کی مانند سمجھا لوگوں نے آپ سے ہاتھ ملائے کئی لوگ آپ سے گلے ملے [...] اپنے آپ کو خوش قسمت تصور کرتے تھے بہت سے لوگ آپ کی پوشاک ہی کو چھو کر تسلی پاتے تھے ان دنوں میں بمبئی میں $\frac{1}{2}$ [...] زیارتی اکٹھے ہوئے۔ ان میں نائب صدر جمہوریہ ہند [کے] علاوہ ہندوستان کے پرائم منسٹر شری لال بہادر شاستری [اور] پریزیڈینٹ ڈاکٹر رادھا کرشنا بھی حاضر تھے۔

ہندوستان کے رہنے والوں نے آپ کو اپنی محبت او[ر] عزت دینے کیلئے ہر طرح کے تحائف پیش کئے جس میں ایک کاشمیری شال کا شمیر کے چیف منسٹر جی ایم صدیق نے پیش کیا جس کی قیمت اندازاً پچاس ہزار روپے ہے یہ دو سو سا[ل] بنا ہوا ہے۔ جب آپ پریزیڈینٹ ڈاکٹر رادھا کرشنن [سے] ملے تو آپ نے ان کو ویٹکن کے سب سے اعلےٰ ڈیکوریشن عنا[یت] کیا۔ ملک کے غریبوں اور یتیموں کے لئے آپ نے پچاس ہزا[ر] ڈالر (ایک ڈالر برابر ۴ روپیہ ۷ پیسے) کا چیک اور مقد[س] بائیبل کی دو جلدیں بھی پیش کیں۔ اور دوسرے دن کو یادگا[ر] کے طور پر ایک میڈل دیا اور مختلف تحائف دیئے۔ پریزیڈین[ٹ] نے اپنی طرف سے دو بہت خوبصورت چاندی کے شمعدان پیش کئے اور ایک بائیبل اسٹینڈ جو خالص ہاتھی دات کا بنا ہوا پیش کیا۔

آپ نے رحمدلی کا ایک خاص ثبوت دیا جب میری کلینگلر کو ج[و] موٹر کے حادثہ سے جان بچی ہوئے انکے بچوں کی تعلیم کے لئے [...]

پانچ ہزار ڈالر دیئے۔ بمبئی میں آپ نے غریبوں اور یتیموں میں
رہنا سب سے خاص خوبی سمجھا۔ اسی کی وجہ سے آپ ڈون باسکو
اسکول میں گئے جہاں آپ نے ان ہی کے ساتھ کھانا کھایا اور انکے
رہن سہن سے واقفیت حاصل کی سینٹ پال کے یتیم خانہ میں
جاکر آپ نے دوسو یتیم بچوں کو برکت دی اور ان میں سے
۲۲ چھوٹے بچوں کو پہلی پاک شراکت دی اور ۱۰ ہزار ڈالر
بطور امداد یتیم خانہ اور گرجہ بنانے کیلئے ۵ ہزار ڈالر کا چیک دیا
یوتھ کانگرس کے موقعہ پر آر سو آر یس پریزیڈینٹ آل انڈیا
کاتھولک فیڈریشن نے آپکے لئے ایک خطبہ پڑھا اور آپ نے
انکے کاندھے پر ہاتھ رکھا اور دو مرتبہ اس سے گلے ملے۔ تمام
موجودہ جوانوں سے ایک خوشی کے نعارے اٹھے آپ نے ان کو
سمجھایا کہ پاپائے اعظم ہر ایک انسان سے محبت کرتے ہیں مگر
خاص طور سے نوجوانوں سے کیونکہ آپ لوگوں پر آنے والے
زمانہ کی امید ہے۔ آپ لوگ نوجوان ہیں اور مضبوط ہیں اور
تمہارے اندر خوشی ہے میں آپ لوگوں کو کامیابی اور خوشحالی
کی دعا دیتا ہوں۔ اس کے علاوہ آپ نے ہدایت دی کہ نوجوانوں کو
یسوع مسیح کے کاموں اور تعلیم پر دھیان دینا چاہیئے تاکہ
اسکا نمونہ آپ لوگوں میں نقش رہے تاکہ وفاداری کے ساتھ اسکی
پیروی کر سکو وہ "راہ، حق اور زندگی" ہے

ان دنوں میں آپ نے جگہ بجگہ درس دیئے اور لوگوں نے
آپکی شخصیت پاکیزگی اور محبت کی تعریف کی۔ آپ نے دوسو
چالیس نوجوانوں کو جو کہانت کے عہدہ پر مخصوص کئے گئے
تھے برکت دینے کیلئے اوول تشریف لائے اور چھ بشپ صاحبان
کو اپنے ہاتھوں سے مخصوص کیا۔ بمبئی سے آپ نے تمام دنیا کی
حکومتوں سے درخواست کی کہ ہتھیاروں کے بنانے میں کمی
کریں اور اس بچی ہوئی رقم سے غریب ملکوں کی ترقی کیلئے
ایک ریلیف فنڈ کھولا جائے اس کے علاوہ غریبوں کی خوراک
و پوشاک اور مکانوں اور دواؤں کا انتظام کیا جائے۔ آپ
امید کرتے ہیں کہ حکومتیں آپ کی اس دلی خواہش کو ضرور
پورا کرنے کی کوشش کرینگے۔ آپ کی درخواست کو عملی جامہ
پہنایا گیا جب آپ نے سرکاری ہسپتالوں کو بائے کے درد کیلئے
ایک الیکٹرک مشین دینے کا وعدہ کیا۔

اپنی زیارت ختم کرنے سے پہلے آپ اس زیارت گاہ پر پہنچے
جہاں ہر سال ہندوستان کے چاروں طرف سے ہزاروں
زیارتی پہنچتے ہیں آپ سینٹ میری ماؤنٹ باندرا میں دعا
کرنے کیلئے تشریف لے گئے جہاں آپ نے عام زیارتیوں کے ساتھ
صلیب کے ۱۴ مقام کئے۔

۵ دسمبر ۱۹۶۴ء دوپہر آپ سانتا کروز کے ہوائی اڈہ پر پہنچے
جہاں آپ کو الوداع کہنے کیلئے بڑی بھیڑ جمع تھی۔ آپ نے
ہندوستان کے کاتھولک لوگوں کو بتایا کہ وہ اپنے ملک کے
اختیارات کو وفاداری کا ثبوت دیں اور ملک کی ترقی کیلئے
دل و جان سے کوشش کرتے رہیں۔

الوداع کے موقعہ پر سینٹرل گورنمنٹ کو منسٹر ٹی۔ ٹی
کرشنچاری اور مسز لکشمی مینن، مسٹر بی کے کرشنا مینن،
کارڈینل گریشیس اور بڑے بڑے عہدہ دار بھی حاضر تھے اسی دن
پاپائے اعظم روم کے ہوائی اڈے پر پہنچے جہاں اہل روما انکے
استقبال کے انتظار میں کھڑے تھے تب آپ نے ہندوستان کی
سرکار اور قوم کی بڑی تعریف اور شکر گزاری کی۔ اسکے علاوہ
آپ نے بتایا کہ "اس ۷۶ گھنٹوں میں آپ نے ہندوستان کی
عوام اور عہدہ داروں سے بیشمار ملاقاتیں کیں سب سے
زیادہ کاتھولک لوگوں سے اس کے ذریعہ آپ نے اس ملک
کو نزدیک سے پہچانا اسکی تہذیب اور فن کی قدر کی اور انکی
مذہبی جذبات کو پہچان کیلئے آئندہ کو ہمارا دل پہلے سے زیادہ
اس قوم کی خواہشوں امیدوں اور دکھوں میں شریک ہونا چاہیگا

پاپائے اعظم کے الوداع کے بعد کانگرس کی کار روائی ہوتی
رہی اور ۶ دسمبر ۱۹۶۴ء کی شام کو اوتار کے میدان سے گیٹ وے
آف انڈیا کیطرف ایک بہت لمبا جلوس روانہ ہوا جس میں دو لاکھ
سے زیادہ ایماندار شریک تھے جنکے ہاتھوں میں روشن بتیاں تھیں
کارڈینل اگاجانیان نے مقدس ساکرامینٹ Monstrance
(ظہور) میں رکھکر وہ اوتار سے گیٹ وے آف انڈیا کیطرف روانہ ہوئے
اور ایک جلوس دوسری طرف سے گیٹ وے آف انڈیا کیطرف روانہ ہوا
دونوں جلوس گیٹ وے اوف انڈیا پر جاکر مقدس ساکرامینٹ کے سامنے
پہنچے سمندر میں تین کشتیاں بہت شاندار طرح سے سجی ہوئیں تھیں جنہوں نے اس موقع کی رونق کو اور بڑھا دیا۔ پانچ ہزار لگانے والوں کی

بڑا دن خوشی کا

از شاعر ملت فخر قلم روز امرتسری

ہوا آج پیدا ہے منجی ہمارا ہے مریم کا لخت جگر ماہ پارا
خدا کی محبت ہوئی آشکارا بنی ہے جو دنیا درخشاں ستارا
بنی آج دلکش نگیں سرزمیں ہے!
کہ چرنی بھی جس ہو گئی مرمریں ہے

نہ کیوں پھر فضائیں، بہاروں کو لائیں نہ کیوں پھر مٹیں گل ستاں سے خزائیں
نہ کیوں پھر جو ابرِ کرم ہیں وہ چھائیں نہ کیوں پھر نجوم فلک ٹمٹمائیں
ہوئی چاندنی ہے جو شامِ محبت
نہ کیوں پھر چلیں دورِ جامِ محبت

چمکتا فلک سے جو آیا ستارا دیا ہے وہ خالق نے نوری اشارا
نظامِ مجسم ہے سنوارا، سنوارا مرقع جنت جہاں ہے ہمارا
جو کرتے ہیں جھک کر سلامیں فرشتے
عیاں نوریوں خاکیوں کے ہیں فرشتے

وہ پیسر خدا منجی آسمانی ہے دل بر ہمارا اے جاں نیر اجانی
وہ لاہے تحفہ میں زندگانی تمہارے، تمہارے لئے بندے فانی
وہ مینائے الفت نہ کیوں قلقلائے
عشائے محبت کھلائے پلائے

رواں دواں جس کے ہیں یہ فسانے محبت زمانے کو آیا دکھانے
وہ دریائے ظلمت سے آیا بچانے سفینہ دنیا کنارے لگانے
زمانے سے ظلمت مٹائیگا عیسےٰ
جو پستی میں ہیں وہ اٹھائیگا عیسےٰ

روانی پہ ہیں جو مخلصی کے دھارے ہیں دریائے رحمت کے اچھلے کنارے
نہ کیوں پھر ہوں رقصاں درخشاں ستارے ہیں چمکے نصیبے ہمارے، تمہارے
یہ تاریکیوں میں تجلی ہے بے شک
شکستہ دلوں کی تسلی ہے بے شک

نہ کیوں روز خوشیوں کے نغمے سنائیں چمن میں عنادل نہ کیوں چہچہائیں
بڑا دن خوشی سے منائیں تھے ہم جس سے بچھڑے گلے سے لگائیں
محبت کے جس گھر میں دیپک جلیں گے
اسی گھر میں آکر مسیحا بسیں گے

ہے مالکِ ارض و سما

از شاعر ملت فخر قلم
جناب روز امرتسری

ہے زمین و آسماں پر آج خوشیوں کی بہار　　آج اپنی سرزمیں ہے خوشنما و زرنابدار
کس کی آمد کے ہیں چرچے ہے یہ کس کا انتظار　　آج کس کی دید کو خلقِ خدا ہے بیقرار

کون ہے درِ بقا جو دہر میں آنے کو ہے
عاصیوں کے واسطے جو مخلصی لانیکو ہے

دے رہے ہیں مژدۂ فرحت فرشتے خوش بیاں　　کثرتِ انجم کے باعث دودھیا ہے آسماں
خوب روشن ہے ستاروں سے فضائے آسماں　　بن کے انساں آگیا ہے آج منجیٔ جہاں

ہو نہ جائے کیوں ستارا راہنمائی کو رواں
چھٹ رہے ہیں پھلجھڑی بن کر سحابِ آسماں

منتظر تھی مدتوں سے دنیا جس کی دید کو　　تھا نوشتوں میں لکھا نبیوں نے جو نائید کو
آگیا ہے وہ لٹانے زیستِ جاوید کو　　جگمگائیں گھر میں کیوں دیپک نہ ہم اس عید کو

آج وہ پسرِ خدا چرنی میں سے آیا ہوا
ہے وہ سوغاتِ نجاتِ عاصیاں لایا ہوا

آشتی لایا وہ انسانِ پریشاں کے لئے　　صلح کا پیغام ہے خوش بختِ انساں کے لئے
بن کے آیا ہے دوا امراضِ عصیاں کے لئے　　اور مٹانے ایک قلمِ سفاک شیطاں کے لئے

ہے زمانے میں درخشاں سربسر تثلیث آج
جس کے باعث سے نمایاں سربسر تثلیث آج

ہو گیا ہے تو جو آکر اس زمانے میں مکیں　　بن گئی ہے تیرے قدموں سے زمیں عرشِ بریں
چومتی ہے تیرے قدموں کو خوشی سے اب زمیں　　آج تو اپنی زمیں عرشِ بریں سے کم نہیں

جگمگایا تھا تجلّی سے وہ جس نے کوہِ طور
آج ہے دنیا مجسّم سے اسی کے نور و نور

ہوں نہ کیوں ظاہر تیرے شانِ کریمی کے نشاں　　ہوں نمایاں کیوں نہ پھر رحم و رحیمی کے نشاں
مٹ نہ جائیں کیوں تیرے انساں! یتیمی کے نشاں　　ہوں نہ کیوں روشن تیرے قلبِ صمیمی کے نشاں

کفر و باطل کا فسوں اب منتشر ہو جائیگا
زندگی کا نور پھر سے جلوہ گر ہو جائیگا

آج روشن کیوں نہ ہو پھر روز کا نام و نشاں　　حضرتِ مریم جو ہے فضلوں کی ماں! اے مہرباں
آج بن کے آگیا انسان ہے ربِ زماں　　اے مسیحا! دو جہاں کے ہے تیرا ثانی کہاں

تیری آمد ہو مبارک مالکِ ارض و سما
ابنِ مریم، ابنِ آدم، ہے تو ہی پسرِ خدا

بڑا دن مبارک

کنواری حضرت مریم سے خداوند یسوع مسیح کی معجزانہ پیدائش

پال ارنسٹ بی-اے
خوش پور

خداوند یسوع مسیح کی باکرانہ اور معجزانہ پیدائش کے خلاف لاہوری غلام احمدی جماعت کا بانی اور سابقہ پریذیڈنٹ مولوی محمد علی صاحب مرحوم اپنی کتاب محمد اینڈ کرائیسٹ میں لکھتے ہیں کہ ,, اگر ہم سوال کی تہ تک پہنچیں تو ہم یہ معلوم کرتے ہیں کہ قرآن مجید یسوع کے بارے میں کہیں بھی نہیں کہتا کہ وہ معجزانہ طور پر حمل میں پڑا تھا نہ اس میں کہیں یہ لکھا ہے کہ یسوع کا کوئی باپ نہیں تھا چونکہ نہ قرآن مجید میں اور نہ احادیث نبوی میں اس امر کا صاف اور واضح بیان ہے اس لئے ہمیں خود قرآن کے بعض الفاظ سے نتائج اخذ کرتے ہیں اور انہیں پر اب میں مختصر سی بحث کروں گا۔ سب سے بڑھ کر اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ جب حضرت مریم کو بیٹے کی پیدائش کی خوشخبری دی گئی تو حضرت مریم نے فرمایا کہ ,, اے میرے رب! میرے لڑکا کیسے ہوگا۔ مجھے تو کسی بشر نے ہاتھ تک نہیں لگایا۔ وہ بولا کہ یونہی جو اللہ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جب کسی کام کو کرنا چاہتا ہے تو یونہی کہہ دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے ,, (سورۃ عمران رکوع ۵- آیت ۴۶) اس سوال و جواب سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ وہ کسی مرد کے چھوئے بغیر حاملہ ہوگی۔ یہ نتیجہ درست نہیں ہے کیونکہ جب اسی طرح کی خبر زکریا کو دی گئی تو وہ چلا اٹھا کہ ,, اے میرے رب! میرے ہاں لڑکا کیسے ہوگا مجھ پر تو بڑھاپا آ گیا ہے اور میری بیوی بانجھ ہے کہا اسی طرح اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے ,, سورۃ عمران رکوع ۴ آیت ۳۹ وہی لفظ کذالک اس بات کی تاکید کرنے کے لئے استعمال کیا گیا ہے کہ اس بات کا اس طرح ہونا مقرر کر دیا گیا ہے اور یہ ہو کر رہے گا۔ چونکہ زکریا کے بارے میں ,, اسی طرح کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس کی بیوی بانجھ رہتے ہوئے بیٹا جنے گی، ویسے ہی یہ لفظ حضرت مریم کے بارے میں بھی یہ ظاہر نہیں کرتے کہ اس سے مرد کے چھوئے بغیر بیٹا پیدا ہوگا الفاظ ,, اسی طرح ,, دو لو موقعوں پر اس لئے درج کئے گئے ہیں کہ جس بات کا یقین دلایا گیا ہے اس پر مزید تاکید ہو جائے یعنی کہ جو کچھ کہا گیا ہے وہ بہر صورت پورا ہوگا ,,

تنقید۔ سوال کی تہ تک پہنچنا تو ایک طرف رہا اگر ایمانداری دیانت داری اور نیک نیتی سے سطحی مطالعہ بھی کیا جائے تو اس ریشنیلسٹ مرزائی کی بات کا غلط ہونا ظاہر ہو جاتا ہے لیکن اگر سوال کی تہ تک پہنچیں تو ان کی دعویٰ کا غلط ہونا سو فی صدی ثابت ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید نے مسیح کی معجزانہ و باکرانہ پیدائش مشرح، مصرح اور مفصل طور پر بیان کی ہے لیکن منکر کیلئے مفصل بیان مختصر سے بھی کہیں گیا گزرا ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ قرآن میں یہ نہیں لکھا کہ یسوع کا باپ نہیں تھا ہم ان کے مقلدوں سے پوچھتے ہیں کہ وہ بتائیں کہ قرآن میں یہ کہاں لکھا ہے کہ اس کا باپ تھا۔ اسے قرآن اور حدیث میں ابن مریم کیوں کہا گیا ہے۔ کیوں اسے ایک دفعہ بھی ابن یوسف نہیں کہا گیا۔

حدیث کا اسلام میں اس قدر وسیع ذخیرہ ہے کیوں ایک دفعہ بھی اس کے باپ کا ذکر نہیں کیا گیا اس کی معجزانہ پیدائش کا تو اس میں ذکر کیا گیا ہے لیکن ایک دفعہ بھی یہ نہیں کہا گیا کہ اس کی پیدائش دوسرے انبیاء کی طرح فطری اور قدرتی تھی۔ اسلامی لٹریچر کے وسیع خزانہ میں کبھی اس کی پیدائش کو قدرتی نہیں مانا گیا بلکہ ہمیشہ بلا استثنا معجزانہ اور باکرانہ ہی مانا گیا ہے۔

مولوی محمد علی صاحب مرحوم اس قرآنی حقیقت سے انکار کرنے کے لئے یہ بہانہ پیش کرتے ہیں کہ جب حضرت زکریا نے فرشتہ سے یہ کہا کہ میں بوڑھا ہوں اور میری بانجھ ہے تو اسے بھی یہی کہا گیا کہ اسی طرح ہوگا یعنی بڑھاپے اور بانجھپن کی جو مشکلات تو نے پیش کی ہیں ان مشکلات کے قائم رہتے ہوئے لڑکا پیدا ہوگا

مولوی محمد علی صاحب کہتے ہیں کہ اُس کی بیوی کا بانجھ پن دور ہُوا تھا تاکہ حضرت یحیٰی پیدا ہو اسی طرح حضرت مریم کا کنوارپن بھی دور ہوا تھا تاکہ مسیح پیدا ہو۔ ہم اس پر نکتہ چینی کرتے ہیں کہ زکریا نے ایسا یہ مشکل بھی تو پیش کی تھی کہ میں بوڑھا ہوں کیا اس مشکل کو دور کرکے قدرتی بنا دیا گیا تھا یعنی کیا وہ جوان ہو گیا تھا؟ نہیں اُس کا بڑھاپا قائم رہتے ہوئے لڑکا پیدا ہوا تھا اسی طرح اُس کی بیوی کا بھی بانجھ پن قائم رہتے ہوئے لڑکا پیدا ہوا تھا۔ اگر بانجھ پن قائم نہیں رہا تھا تو فرشتہ کو یہ نہیں کہنا چاہیئے تھا کہ اسی طرح ہو گا یعنی تو بوڑھا ہی رہیگا اور پھر بھی لڑکا ہو گا تو بیوی کے بارے میں اُلٹی بات کیسے ہو سکتی ہے کہ وہ بانجھ نہیں رہے گی تا کہ اُس سے لڑکا پیدا ہو اگر اُسے بانجھ نہیں رہنا تھا تو فرشتہ کو "اسی طرح" نہیں کہنا چاہیئے تھا بلکہ یوں کہنا چاہیئے تھا کہ "اسی طرح نہیں"۔ یعنی جو مشکل تو پیش کرتا ہے اُس کے قائم رہتے ہوئے اسی طرح نہیں ہوگا بلکہ اُس کو دور کرکے اس طرح ہو گا اگر "اسی طرح" کا مطلب "اِس طرح نہیں" ہے تو زکریا کا بڑھاپا دور کیوں نہیں ہوا تھا؟ "اسی طرح" کا مطلب یہ ہے کہ بڑھاپا قائم رہیگا اور یہ حقیقت ہے کہ بڑھاپا قائم رہا تھا زکریا یوحنا کی پیدائش کی خاطر جوان نہیں ہو گیا تھا۔ اسی طرح اُس کی بیوی کا بانجھ پن بھی دور ہوا تھا۔ یوحنا کی پیدائش کی خاطر اُسکا بانجھ پن دور نہیں ہوا تھا جس طرح زکریا کا بڑھاپا قائم رہتے ہوئے یوحنا پیدا ہوا تھا اسی طرح زکریا کی بیوی کا بانجھ پن قائم رہتے ہوئے یوحنا پیدا ہوا تھا۔ مسیح کی معجزانہ پیدائش کا انکار کرنے کے لئے منکر معجزات ریشنیلسٹ مرزائی کو معجزہ مانے بغیر چارہ نہیں ریشنیلزم کا معتقد ریشنیلزم قائم رکھنے کیلئے مگر اسلام دور کرنے اور اکھاڑنے پھینکنے کیلئے مسیح کی پیدائش کے معجزہ کا تو انکار کرتا ہو مگر زکریا کی بیوی کے بانجھ پن کے دور ہونے کے معجزہ کا معتقد ہے اور یوں اسے کسی نہ کسی طرح معجزہ کے مانے بغیر چارہ نہیں وہ اس معجزہ کے وقوع کو تو مانتا ہے مگر مسیح کی باکرانہ پیدائش کے معجزہ کو نہیں مانتا کیونکہ اس کے ساتھ اسے خصومت ہے

حضرت مریم کے بارے میں بھی فرشتے نے یہی الفاظ دُہرائے کہ "اسی طرح" یعنی اسی طرح ہو گا کہ جو مشکل تو نے پیش کی ہے اُس کے موجود رہتے ہوئے لڑکا پیدا ہو گا۔ تو نے یہ مشکل پیش کی ہے کہ مجھے کسی مرد نے نہیں چھوا۔ میں کنواری ہوں میرے ہاں لڑکا کیسے ہو گا۔ فرشتہ نے کہا کہ اسی طرح یعنی کسی مرد کے نہ چھونے سے یا کسی مرد کے چھوئے بغیر اور کنواری سے لڑکا ہو گا حضرت مریم کی حالت بدل جانی تھی اور لڑکا بدلی ہوئی حالت میں پیدا ہونے کو تھا یعنی مرد کے چھونے سے لڑکے کو پیدا ہونا تھا تو فرشتہ کو یہ نہیں کہنا چاہیئے تھا کہ "اسی طرح"، بلکہ یوں کہنا چاہیئے تھا کہ "اس طرح نہیں"، یعنی جو مشکل تو پیش کرتی ہے اس طرح نہیں ہو گا۔ اِس مشکل کے قائم رہتے ہوئے نہیں ہو گا بلکہ یہ مشکل دور کر دی جائیگی مرد تجھ کو چھوئے گا یعنی ترا خاوند تجھ کو چھوئے گا اور یوں تجھ سے قدرتی طور پر لڑکا پیدا ہو گا۔ فرشتہ نے کہا کہ اسی طرح ہو گا یعنی جو مشکل تو نے پیش کی ہے اس کے قائم رہتے ہوئے لڑکا پیدا ہو گا۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ تیرا کنوارپن قائم رہتے ہوئے تجھ سے لڑکا پیدا ہو گا۔ تیری کنوارپن کی حالت میں تجھ سے لڑکا پیدا ہو گا۔ خدا نے یہ بات مقرر کر دی اور جو کچھ وہ مقرر کرتا ہے وہ ضرور ہو کر رہتا ہے خدا نے یہ مقرر کیا ہے کہ تجھ سے کنوارپن کی حالت میں خدا کی قدرتِ مطلق سے لڑکا پیدا ہو گا۔ اور یہ ہو کر رہے گا کہ تجھ سے کنوارپن کی حالت میں بالضرور معجزانہ طور پر لڑکا پیدا ہو گا۔ کیونکہ ایسا کرنا خدا کے لئے آسان ہے پس چونکہ قرآن مجید اور احادیث میں اس بات کا صاف اور واضح بیان موجود ہے کہ مسیح کنواری مریم سے کنوارپن کی حالت میں پیدا ہوا تھا۔ اس لئے لاہوری مرزائیوں کو بھی ربوی مرزائیوں دیگر مسلمانوں اور مسیحیوں کے ساتھ یہی عقیدہ رکھنا چاہیئے کہ مسیح کنواری مریم سے اس کے کنوارپن کی حالت میں معجزانہ طور پر پیدا ہوا تھا۔

پال ارنسٹ بی۔ اے (از خوش پور)

یادگارِ ملک الشعراء محمد تقی میرؔ۔ جانشینِ ابو الجبال ناؔدر مرحوم ہماؔ میرٹھی بی اے

قطعات بر عیدِ ولادتِ خداوند مسیح

مژدہ کہ خداوندِ جہاں آیا ہے
خوش باش کہ مختارِ جناں آیا ہے
یہ عجز کہ چرنی میں ہوا ہے پیدا
اک عرش نشیں دیکھو کہاں آیا ہے

سوئے فرشِ خاک اک رفعت نشاں آہی گیا
آج ملنے کو زمیں سے آسماں آہی گیا
بندِ عصیاں سے ہماؔ آخر رہائی مل گئی
دستگیری کو مری اک مہرباں آہی گیا

ہے دلوں میں کامرانی ہے نظر میں کیف و مستی
کہ گھٹا ہیں رحمتوں کی چلی آتی ہیں برستی
سرِ عام ابنِ مریم بخلوص جلوہ گر ہے
ہماؔ اسکے دیکھنے کو تھی ہر اک نظر ترستی

اس رات سے جب صبح نکھر جائے گی
صورتِ شبِ ظلمت کی اُتر جائے گی
آپہنچا ہے بگڑی کا بنانے والا!
تقدیر زمانے کی سنور جائے گی

جلوۂ حسن کی بالغ نظری تو دیکھو
جذبۂ عشق کی یہ شعلہ گری تو دیکھو
دردِ دل میٹ دے زخمِ جگر بھر دے مسیحِ سب
مرے عیسیٰ کی ہماؔ چارہ گری تو دیکھو

گنہ کے ماروں نے امیدِ زندگی پائی
خطا کے بوجھوں سے بوجھل نے سرخوشی پائی
مسیح آئے تو ظلمت کا منھ ہوا کالا
اندھیری رات میں دنیا نے روشنی پائی

جب تیرگی گناہوں کی ہر سو مہیب تھی
جب ساری کائنات بہت غم نصیب تھی
انجیل کا نزول ہوا آسماں سے جب
دیکھا تو سب خدائی خدا کے قریب تھی

چھائی ہوئی ہر دل میں تھی عصیاں کی سیاہی
ابلیس کے ہاتھوں ہوئی ہر سمت تباہی،
امداد کو افلاک سے عیسیٰ اُتر آیا!
یوں رسمِ محبت کی مسیحا نے نباہی!

خدا کا کلام

دنیا میں بڑے بڑے معلم ہوئے ہیں۔ جنہوں نے فلاسفی اور علم الہائیت کی عمدہ کتابیں لکھیں جن میں بیشک انسانی زندگی کے لئے اعلیٰ تعلیم دی گئی اور ساتھ آنے والی زندگی کے بھیدوں کا بیان کرنے کی کوشش بھی کی گئی۔ مگر افسوس کہ اُن معلموں کے اہم اصولوں پر مخالفت پائی جاتی ہے اس کے علاوہ وہ موجودہ اور آنے والی زندگی کے بھیدوں کے بارے میں محض اپنی ذاتی رائے کو پیش کر سکتے ہیں۔ جن سے انسان کے دل کو پورا اطمینان اور تسلی پیدا کرنے کے لئے کافی نہیں۔

الہام :- تواریخ ثابت کرتی ہے کہ اس کمی کو دور کرنے کے لئے ضروری تھا کہ خدا انسان کو اپنا پیغام کے ذریعہ خلا ان سب بنیادی اصولوں پر انسان کی رہنمائی کرے۔ اس پیغام کو ہم الہام کہتے ہیں۔ سب مذاہب جو دنیا میں موجود ہیں اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ اُن کے پاس الہامی کتابیں ہیں۔ حالانکہ اُن میں ایسی تعلیم اور واقعات پائے جاتے ہیں جو خدا کے لائق نہیں بلکہ اُن سے صاف ظاہر ہے کہ یہ کتابیں محض انسانی عقل کا کام ہے۔

شاید کوئی کہے گا کہ کس طرح خدا انسان سے بات کر سکتا ہے؟ اس کا جواب دینا کوئی مشکل نہیں کیونکہ وہ ہستی جس نے ہمیں اپنے خیالات کو ایک دوسرے پر ظاہر کرنے کی طاقت دی اُس میں ضرور وہ ہی قوت موجود ہونی چاہئے چاہے پیغمبروں کے منہ در منہ بات کرے یا کسی خاص روشنی سے اُن کے دماغ کو روشن کرے یا کسی اور ذریعہ سے اپنی مرضی کو اُن پر نمایاں کرے۔ خدا کے اختیار میں ہے کہ وہ اُن ذرائع میں سے اپنی مرضی کے موافق استعمال کرے۔ یہ سب طریقے خدا اور انسان کے لئے ممکن ہیں اس لئے ہمیں تسلیم کرنا چاہیئے کہ خدا اپنا الہام انسان پر ظاہر کر سکتا ہے۔ سچا الہام صرف وہ ہو سکتا ہے جو انسان کی زندگی پاکیزگی کی طرف رجوع کرائے۔ اور خدا کے جلال کے لائق بنائے۔ ایسا الہام صرف بائبیل مقدس میں ہی پایا جاتا ہے۔

بائیبل :- ایک یونانی لفظ ہے جس کا مطلب "کتابیں" ہے کلیسیا اس لفظ کو اُن کتابوں کے لئے استعمال کرتی ہے جن میں خدا کا کلام درج کیا گیا۔ اس کا خاص مصنّف خدا ہے اور لکھنے والا صرف ایک ذریعہ ہے کیونکہ خدا نے اس کام کی سرانجام کیلئے اُس کو ایک خاص روشنی عطا کی ہے۔ بائیبل کی کتابیں الگ الگ جگہ اور الگ الگ زمانے میں لکھی گئیں اتنا کہ پہلی سے آخری کتاب یعنی مکاشفہ تک ۱۵۰۰ سو سال کا عرصہ گزرا۔

بائیبل کی کل کتابیں ۷۳ ہیں یعنی پرانے عہد نامہ میں ۴۶ کتابیں ہیں جن میں خداوند یسوع مسیح کی آمد سے پہلے کا کلام درج ہے اور نئے عہد نامہ میں ۲۷ کتابیں ہیں جن میں خداوند یسوع مسیح اور اُس کے رسولوں کی تعلیم موجود ہے۔ یہ ساری کتابیں روح پاک کی مدد یعنی الٰہی حمایت سے لکھی گئیں۔ جس کی وجہ سے اس کے اندر ایمان اور اخلاق کے بارے میں غلطی نہیں پائی جا سکتی۔ جیسے مقدس پولوس ہمیں سکھاتا ہے "کہ ہر ایک صحیفہ جو خدا کے کلام سے ہے تعلیم اور الزام اور اصلاح اور راستبازی میں تربیت کرنے کیلئے فائدہ مند بھی ہے۔ تاکہ مردِ خدا کامل بنے اور ہر ایک نیک کام کے لیے بالکل تیار ہو جائے۔

۲ تمھتیس $\frac{۳}{۱۶ و ۱۷}$

قانون :- قانون کا مطلب فہرست ہے۔ پرانے عہد نامہ کے قانون میں ۲۱ تواریخی کتابیں ہیں۔ جن میں دنیا کی پیدائش کا بیان اور یہودی قوم کی تواریخ مندرج ہے۔ ۷ کتابیں تعلیمی ہیں جن میں دعائیں مزامیر اور پاک ہدایتیں دی جاتی ہیں نبوتوں کی کتابیں کل ۱۸ ہیں۔

نئے عہد نامہ میں ۵ تواریخی کتابیں ۲۱ تعلیمی اور ایک نبوت کی کتاب ہے

کاتھلک فلسطینی اور پروٹسٹنٹ قانون کا فرق

پرانے عہد نامہ کے کاتھولک قانون میں وہ سب کتابیں درج ہیں جو سیپتواجینت — یعنی SEPTUAGINTA

سنتر آدمیوں کا یونانی ترجمہ میں پائی جاتی ہیں یہ ترجمہ یسوع مسیح کی پیدائش سے تین سو سال پہلے پورا ہو گیا تھا۔ کیونکہ یونانی زبان ایک عام زبان تھی۔ بہت سے یہودی لوگ جو فلسطین کے باہر رہتے تھے عبرانی زبان سے ناواقف تھے۔

پہلی صدی کے آخر میں فلسطین کے یہودیوں نے اس فہرست کو کم کر دیا تھا یعنی اس میں طوبیاس، یہودت پہلی اور دوسری مکابی، حکمت، یسوع بن سیراخ، باروک، آستر کے کچھ حصے یعنی ۱۰/۴ = ۱۴/۲۴ - اور دانیل ۳ / ۲۴تا۲۹ - تک اور ۱۳ اور ۱۴ ابواب بائیبل میں سے الگ کر دئے تھے۔ اس کے علاوہ یہودیوں نے جمنیا شہر (JAMNIA) کی مجلس جو تقریباً یسوع مسیح کی پیدائش سے ۱۰۰ سال پیشتر اکھٹی کی گئیں۔ اس پاک کلام کے حصوں کو سپتوا جینتا SPTUAgINTA ترجمہ میں سے حسب ذیل وجوہات کی بنا پر الگ کر دیا۔ ۱۔ اُن کے خیال میں وہ موسیٰ کی شریعت کے مطابق نہ تھے۔ ۲۔ یہ کتابیں کافی پرانی نہیں تھیں یعنی عالم کاہن عزرا کے زمانہ کے بعد لکھی گئیں تھیں۔ ۳۔ وہ عبرانی زبان میں نہیں لکھی گئیں۔ ۴۔ وہ فلسطین کے باہر لکھی گئیں تھیں۔ یہ فلسطینی قانون دوسری صدی میں بھی یعنی رسولی زمانے کے بعد قائم کیا گیا وہ ہی کتابیں جو کاتھولک اور فلسطینی قانون میں پائی جاتی ہیں وہ پروٹو قانونیکل PROTOCANONICAL کہلائی جاتی ہیں۔ اور وہ کتابیں جو فلسطینی قانون میں نہیں پائی جاتی اُن کو ڈیوٹیرو قانونیکل DEUTEROCANONICAL کہتے ہیں۔ ان کے الہامی ہونے کے بارے میں کہیں کہیں بحث ہوئی مگر کلیسیا نے اس کو الہامی قرار دیا۔

یہ کلیسیا کا فیصلہ سپتوا جینتا کی گواہی کی بنا پر کیا گیا جن کتابوں کا استعمال یسوع مسیح اور اُس کے رسولوں نے کیا تھا کلیسیا میں اُن کا متواتر استعمال ہوتا رہا۔ یہ فہرست ہیپو کی مجلس ۳۹۳ء اور کارتھج کی مجلس ۳۹۷ء میں تمام کلیسیا کے لئے منظور کر کے اعلان کیا گیا اور پاپائے داماسیس نے ان پر اپنی مہر لگائی۔

پرانے عہد نامہ کی پروٹسٹنٹ فلسطینی قانون کے موافق ہے صرف اتنا فرق ہے کہ ڈیوٹیرو قانونیکل کتابوں کو اپاکریفا (APOCPYPHA) یعنی غیر الہامی کہا گیا۔ انگلیکن کلیسیا نے ان کتابوں کو اگرچہ اپاکریفا سمجھا تو بھی ان کو دینداری بڑھانے کے لئے مفید سمجھتی تھی۔ اور اُن کو کافی عرصہ تک شائع کرتی رہی۔

نئے عہد نامہ کا قانون

چوتھی صدی کے آخر میں اس کے بارے میں پورا فیصلہ کیا گیا۔ اُس وقت سے پہلے کچھ کتابوں کے الہامی ہونے کے بارے میں بحث ہوتی رہی اور اُن کو ڈیوٹیرو قانونیکل کہا گیا یعنی عبرانیوں کا یعقوب اور یہوداہ کا، ۲۔پطرس ۲ اور ۳ یوحنا کے خطوط اور مکاشفہ۔ دوسری صدی کے آخر میں مسیحیوں کو نئے عہد نامہ کی ساری کتابوں کے بارے میں معلوم ہو چکا تھا۔ اور تقریباً سب الہامی سمجھی جاتی تھیں ہیپو اور کارتھج کی مجلسوں کے ذریعہ چوتھی صدی میں ڈیوٹیرو قانونیکل کتابوں کے بارے میں بحث ختم ہو گئی۔ اگرچہ مارٹین لوتھر نے ڈیوٹیرو قانونیکل کتابوں کو نئے عہد نامہ کی فہرست سے نکال دیا۔ پھر بھی آجکل وہ کتابیں پروٹسٹنٹ بائیبل میں پائی جاتی ہیں۔

یسوع مسیح کے آسمان پر جانے کے بعد کچھ کتابیں ایسی لکھی گئیں جن کو کلیسیا نے اپاکریفا (APOCRYPHA) یعنی غیر الہامی قرار دیا۔ یہ کتابیں کسی بدعتی تعلیم یا روپیہ کمانے کی غرض سے لکھی گئیں۔ ہو سکتا ہے کہ کچھ کتابیں دینداروں کی خواہش کو بھی پورا کرنے کے لئے لکھی گئی ہونگی۔ کیونکہ الہامی کتابوں میں بہت سی باتیں جن انسانی طبیعت عموماً معلوم کرنا چاہتی ہے اُن کا بیان نہیں پایا جاتا۔ گو کہ وہ ایمان کے لئے وہ ضروری نہیں۔ اُن کتابوں میں سب سے مشہور گملی ایل، مصریوں برتلمائی، یعقوب اور پطرس کی انجیلیں عام تھیں۔ اس کے علاوہ برناباس کا خط نامی ہے۔ اِس قسم کی پچاس انجیلیں اور بائیس رسولوں کے اعمال، بہت سے خطوط اور مکاشفہ کی کتابیں عوام میں پھیلی ہوئی تھیں۔ ان کتابوں میں کچھ انجیلیں اچھی تھیں مگر اُن کو کلیسیا نے کبھی الہامی کا درجہ نہیں دیا۔ اور نہ کبھی عبادت میں استعمال کی جاتی تھیں۔ بلکہ عوام اپنے طور پر پڑھا کرتے تھے۔

پہلی بائیبل کب چھپی

۱۴۴۲ء میں چھاپہ خانہ ایجاد ہوا اور سب پہلے بائیبل ہی چھاپی گئی۔ اس سے پہلے پوری بائیبل کی نقل کرنے میں کاتب لوگ تقریباً ۵ سال کا عرصہ صرف کرتے تھے۔ اور اس کو بڑی سجاوٹ کے ساتھ لکھا کرتے تھے۔ اس لئے بائیبل اُن دنوں میں وزنی اور مہنگی تھی۔ اس کے علاوہ تعلیم یافتہ لوگ بہت کم تھے بائیبل سے زیادہ کوئی دوسری کتاب نہیں پڑھی جاتی تھی۔ انتانکہ ۱۵ سو عیسوی سے پہلے - ۵۸ ایڈیشن لاطینی زبان میں شائع ہو چکے تھے۔ ۱۵۳۰ء میں جرمنی زبان میں شائع کی گئی۔ لوتھر کے ترجمہ سے پہلے بائیبل کے ۱۴ ترجمہ جرمنی زبان میں موجود تھے۔ اسی زمانہ میں سپین، اٹلی اور فرانس کی زبانوں میں ترجمے حاصل ہو سکتے تھے اور آج کل بائیبل دنیا کی تقریباً ہر زبان میں دستیاب ہو سکتی ہے۔

بائیبل کی تشریح

بائیبل خدا کا کلام ہے اس لئے ہمیں بائیبل مقدس کا مطالعہ بڑے دھیان سے کرنا چاہیئے۔ اور اُس کے بھیدوں کو سمجھنے کے لئے خدا سے عقل اور دانائی مانگنی چاہیئے اور اُس پر عمل کرنا بھی ہر مسیحی کا فرض ہے۔ اس کے علاوہ بائیبل مقدس میں بہت سے محاورے اور تمثیلیں ملتی ہیں جن کے سمجھنے کیلئے زیادہ سے زیادہ تجربہ اور زندہ اُستاد کی ضرورت ہے۔ آپ اِن باتوں کو مندرجہ ذیل مثالوں سے اچھی طرح سمجھ لیں گے۔

"ایک حبشی خوجہ یروشلم میں عبادت کے لئے آیا تھا، وہ اپنے رتھ پر بیٹھا ہوا اور یسعیاہ نبی کے صحیفہ کو پڑھتا ہوا واپس جا رہا تھا۔ روح نے فلپس سے کہا کہ نزدیک جا کر اُس رتھ کے ساتھ ہو لے۔ پس فلپس نے اس طرف دوڑ کر اُسے یسعیاہ نبی کا صحیفہ پڑھتے سنا اور کہا کہ جو تو پڑھتا ہے اُسے سمجھتا بھی ہے اُس نے کہا یہ مجھ سے کیونکر ہو سکتا ہے۔ جب مجھے کوئی ہدایت نہ کرے اور اُس نے فلپس سے درخواست کی کہ میرے پاس آ بیٹھ کتاب مقدس کی جو عبارت وہ پڑھ رہا تھا یہ تھی کہ لوگ اُسے بھیڑ کی طرح ذبح کرنے کو لے گئے اور جس طرح برّہ اپنے بال کترنے والے کے سامنے بے زبان ہوتا ہے۔ اُسی طرح وہ اپنا منہ نہیں کھولتا اس کی پست حالی میں اس کا انصاف نہ ہوا اور کون اسکی نسل کا حال بیان کریگا۔ کیونکہ زمین پر سے اسکی زندگی مٹائی جاتی ہے خوجہ نے فلپس سے کہا میں تیری منت کرکے پوچھتا ہوں کہ نبی یہ کس کے حق میں کہتا ہے؟ اپنے یا کسی دوسرے کے؟ فلپس نے اپنی زبان کھول کر اُسی نوشتہ سے شروع کیا اور اُسے یسوع مسیح کی خوشخبری دی۔ اور راہ میں چلتے چلتے کسی پانی کی جگہ پر پہنچے۔ خوجہ نے کہا دیکھو پانی موجود ہے۔ اب مجھے بپتسمہ لینے سے کونسی چیز روکتی ہے؟ پس فلپس نے کہا کہ اگر تو دل و جان سے ایمان لائے تو تو بپتسمہ لے سکتا ہے اس نے جواب میں کہا میں ایمان لاتا ہوں کہ یسوع مسیح خدا کا بیٹا ہے۔ پس اس نے رتھ کو کھڑا کرنے کا حکم دیا۔ اور فلپس اور خوجہ دونوں پانی میں اتر پڑے اور اُس نے اُسے بپتسمہ دیا جب وہ پانی میں سے نکل کر اوپر آئے تو خداوند کا روح فلپس کو اُٹھا لے گیا اور خوجہ نے اُسے پھر نہ دیکھا کیونکہ وہ خوشی کرتا ہوا اپنی راہ چلا گیا۔" رسولوں کے اعمال ۸ / ۲۶ تا ۳۹ -

مندرجہ بالا حوالا جات سے صاف ہے کہ ہمارے لئے نہ صرف ایک اُستاد کی ضرورت بلکہ ایک زندہ اور اچوک استاد لازمی ہے۔ یہ بندوبست خداوند یسوع مسیح نے اپنی کلیسیا میں رسولوں کے جانشینوں کے ذریعہ کیا۔ اس لئے خدا کا کلام پڑھتے وقت دھیان دینا چاہیئے کہ :-

(نمبر ۱) اس کا صحیح مطلب سمجھنا مشکل ہے جس کے سبب سے کچھ لوگ اپنے دوسروں کی بربادی کے لئے استعمال کرتے ہیں جن میں بعض باتیں ایسی ہیں جنکا سمجھنا مشکل ہے اور جاہل اور بے قیام لوگ اُن کے معنوں کو بھی اور صحیفوں کی طرح کھینچ تان کر اپنی لئے ہلاکت پیدا کرتے ہیں۔ ۲ پطرس ۳ / ۱۶

۲ - اس لئے اپنی شخصی تشریح پر بھروسہ نہیں رکھنا چاہیئے پہلے یہ جان لو کہ کتاب مقدس کی کسی نبوت کی بات کی تاویل کسی ذاتی اختیار پر موقوف نہیں، کیونکہ نبوت کی کوئی بات آدمی کی خواہش سے کبھی نہیں ہوتی بلکہ آدمی روح القدس کی تحریک کے سبب سے خدا کی طرف سے بولتے تھے۔" ۲ پطرس ۱ / ۲۰ تا ۲۱

۳ - بدعتی لوگ عام طور پر اس کا استعمال کرتے ہیں۔

جس طرح اُس اُمت میں جھوٹے نبی بھی تھے اُسی طرح تم میں بھی جھوٹے اُستاد ہوں گے جو پوشیدہ طور پر ہلاک کرنے والی بدعتیں نکالیں گے اور اُس مالک کا انکار کرینگے جس نے انہیں مول لیا تھا اور اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالیں گے جن کے سبب سے راہِ حق کی بدنامی ہو گی اور لالچ سے باتیں بنا کر تم کو اپنے نفع کا سبب ٹھہرائیں گے ۲ پطرس ۲ (آیات ۱تا۳)۔

مقدس اگسٹین ہدایت کرتے ہیں کہ ہمیں اپنی تشریح کلیسیا کے موافق کرنی چاہیئے۔ کیونکہ کلیسیا کی رہنمائی کے بغیر بہت ساری غلط رائے اور مختلف خیالات جو بائیبل کے اصل معنی کے خلاف ہوتے ہیں پھیلنے جائینگے۔

کلیسیا ہمیں بائیبل پڑھنے کی ہدایت دیتی ہے

کلیسیا کی خواہش ہے کہ ایماندار لوگ بائیبل کو پڑھیں اور اس پر عمل کریں۔ اس لئے بائیبل پڑھنے والوں کے لئے حسب ذیل انڈلجنسیا یعنی غفران عنایت کی گئیں۔

۱۔ تین سال کا انڈلجنسیا (غفران) اُن ایمانداروں کے لئے جو ادب کے ساتھ کم از کم ۱۵ منٹ تک کلام الٰہی کی تلاوت کریں۔

۲۔ ۵۰۰ سو دن کا انڈلجنسیا ان ایمانداروں کے واسطے جو دینداری کے ساتھ انجیل مقدس کی کچھ آیات پڑھیں اور انجیل مقدس کو چومیں اور ادب سے اُن میں سے کوئی دعا پڑھیں۔

"انجیل کے کلام سے میرے گناہ مٹائیں جائیں"

"انجیل مقدس کی تلاوت ہمارے لئے نجات اور محافظت ہو" "مسیح ابن خدا ہمیں اپنی انجیل کا کلام سکھائے"

۳۔ پوری انڈلجنسیا اُن ایمانداروں کے لئے جو مہینہ بھر روزانہ اوپر دی ہوئی شرائط کے مطابق پڑھیں گے۔

سال نو سلک گوہر

از قلم جناب ثمر دہلوی دہرہ دون

بہار آئی چمن میں سال نو کے ہم عناں ہو کر
ہے رنگ چمن گاتی ہے سوسن تو زباں ہو کر
کیا آباد چرنی کو بکینی لامکاں ہو کر
مجوسی تیر کی مانند سید ہے ہی چلے آئے
جو دیکھا کشتی عالم کو گرداب معاصی میں
تیری رحمت کے صدقے تو اڑی میں آگیا اڑے
ٹھکانہ ہو گیا تیرے کرم سے باغ جنت میں
ازل کے دن سے ہے مجھکو تمنائے قدمبوسی
الٰہی بیخودی وہ دے سرور عشق عیسیٰ میں

عنادل نے مچائی دہوم پھر رطب اللساں ہو کر
صنوبر جھومتے ہیں گل ہیں خنداں شادماں ہو کر
سکھائی عاجزی یوں ہمکو شاہِ دو جہاں ہو کر
تجھے سجدہ کیا ہر اک نے جھک جھک کر کماں ہو کر
بنا انسان وہ خود مالکِ کون و مکاں ہو کر
کیا سایہ تیرے ہاتھوں نے سر پر سائیاں ہو کر
بر نگِ بوئے گل پھرتے تھے ہم بے خانماں ہو کر
پڑا رہنے دے در پر مجھ کو سنگ آستاں ہو کر
کہ نظروں میں پھرے میری جہاں بھی آسماں ہو کر

ثمر میں لاکھ بھی داغ معاصی سے ہوں آلودہ
مسیحا خلد میں گھر دیگا مجھکو مہرباں ہو کر

فادر امبروس ایڈیٹر پرنٹر پبلشر نے نیشنل پرنٹنگ پریس دیوبند میں چھپوا کر دفتر ماہنامہ فضلوں کی ماں سنت آنترم مظفر نگر سے شائع کیا۔

ماہنامہ
فضلوں کی ماں
مظفر نگر

سنت آشرم مظفر نگر
سالانہ چندہ تین روپے پچاس پیسے

جلد نمبر ۸، شمارہ نمبر ۲، فروری ۱۹۶۵ء

آپ دنیا میں جو آئے تو اجالا بن کر

چیف ایڈیٹر حقیر میرٹھی

بیکسوں اور غریبوں کا سہارا بن کر
آپ کس شان سے آئے ہیں مسیحا بن کر

دفعتاً ہر کس و ناکس کا مقدر جاگا
خلق میں آئے جو تم خلق کے آقا بن کر

ظلمتیں چھائی ہوئی تھیں سرِ عالم ہر سو
آپ دنیا میں جو آئے تو اُجالا بن کر

تارے افلاک سے ہوتے ہیں تصدق اُس پر
آیا چرنی میں جو مریم کا دلارا بن کر

کس کے مولود کا یہ جشن ہے اس دنیا میں
رہ گئی چرنی بھی فردوس نظارا بن کر

کون آیا سرِ آفاق کرم فرمانے
اہلِ آفاق کی قسمت کا ستارا بن کر

عاصیوں کے لئے پیغامِ مسرت لائے
خلق میں تم کرمِ حق کا اشارا بن کر

ہر طرف بحرِ جہاں میں تھا تلاطم برپا
تم نے بیڑوں کو بچایا ہے کنارا بن کر

ہم کو دکھلائی ہے اک راہِ حقیقت اُس نے
جو زمانے میں رہا شمعِ دل آرا بن کر

تہنیت چرخ کے تاروں نے سنائی جس کی
خلق میں آیا وہی خلق کا پیارا بن کر

ہم گنہگاروں کو ہر غم سے چھڑائے گا وہی
اے حقیر آیا جو بیکس کا سہارا بن کر

ادبی واث عرش لکھنوی جانشینِ ابوالخیال نادر تھا میرٹھی، بی۔اے

روح اللہ

بحرِ خفیف مسدس مخبون محذوف

فاعلاتن	مفاعلن	فعلن
دو جہاں کہ	رہا ہے رو	ح اللہ

دو جہاں کہہ رہا ہے روح اللہ
تو ہی ابن خدا ہے روح اللہ

درد کتنا یہ روح افزا ہے
لب پہ صبح دمسا ہے روح اللہ

روح مانا ہے سب نے اللہ کو
تو ہی نام خدا ہے روح اللہ

دے سکے گا نہ دم اسے ابلیس
لب پہ جس کے سدا ہے روح اللہ

مرتبہ دے دیا ہے بیٹے کا
کہیے جانِ خدا ہے روح اللہ

کوئی منکر نہ ہو اگر سمجھے
کون ہے اور کیا ہے روح اللہ

اک نگاہ کرم تمہا پر بھی
نام لیوا ترا ہے روح اللہ

مسیحی اتحاد

ہر سال ۱۸ جنوری سے ۲۴ جنوری تک مسیحیوں کے اتحاد کیلئے دعا کی جاتی ہے پچھلے سال ۱۹۶۴ء کو انگلینڈ اور امریکہ میں سخت سردی میں ہزاروں لوگ ایک میدان میں دعا کے لئے اکھٹے ہوئے تھے اور اتحاد کے بارے میں تقاریر بھی ہوئیں۔ نیک مسیحیوں میں اتحاد کی خواہش روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ مسیح نے صرف ایک ہی تعلیم دی اور ایک ہی کلیسیا کو مقرر کیا۔ کیا وجہ ہے کہ آجکل مسیحیوں میں تقریباً ہزار فرقہ پیدا ہو گئے جنکا ایمان مختلف ہے جو آپس میں مسیحی محبت نہیں رکھتے، ایک دوسرے کے ایمان کو غلط بتاتے ہیں اور اپنے رویّہ کو صحیح بتاتے ہیں۔ حقیقتاً یہ بابل کے برج کی مانند ہے جس وقت لوگوں کو ایک دوسرے کی زبان کا سمجھنا ہی ناممکن ہو گیا اور اس طرح اُن لوگوں کی مغروری جو آسمان تک پہونچنا چاہتے تھے دب گئی۔

ان ہزاروں مخالف مسیحی مشنوں کا کیا مقصد ہے؟ کس کی تعلیم پھیلانا چاہتے ہیں؟ یسوع مسیح کی تعلیم کو یا خود اپنی مرضی کی تعلیم کو؟۔ وہ لوگ جنہوں نے کلیسیا کے اختیار کو رد کر دیا مقدس بائیبل کا نام لیتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ مقدس بائیبل کو مانتے ہیں۔ تو پھر کتنی مختلف بائیبل ہیں جس سے انہوں نے اپنی تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا ہے؟ کاتھولک بائیبل کے علاوہ بائبل سوسائیٹی کی اشاعت الگ موجود ہے یعنی جتنی مسیحی جماعتیں کاتھولک کلیسیا کی مخالفت کرتی ہیں ایک ہی بائیبل کا استعمال کرتی ہیں۔ تو کس طرح انہوں نے اپنی اپنی تعلیم میں اتنا فرق کیا کہ انکو ضرورت محسوس ہوئی کہ اپنی مشنوں کو الگ الگ جاصل کریں؟ یہ سچ مچ بابل کے برج سے بھی بدتر ہے کیونکہ وہاں کے آدمی ایک دوسرے کو نہیں سمجھتے تھے مگر دوسروں کو کم از کم غلط تو نہیں بتا سکتے نہ ایک دوسرے کی برائی کرنے کے قابل تھے۔ ان مسیحی مشنوں میں یہ سب کچھ یسوع مسیح کے نام سے اور بائیبل مقدس کے نام سے چلتا ہے اتنی بڑی گڑبڑ کو دیکھتے ہوئے ہم اُن مسیحی جماعتوں کو یاد دلانا چاہتے ہیں کہ خدا کا نام بے فائدہ کیوں لیتے ہیں اور اس کے مقدس کلام کو کیوں بدنام کرتے ہیں؟۔ ایسے مسیحی کس کے جھنڈے کے نیچے ہیں؟ آپ ذرا ٹھنڈے دل سے اس سوال پر غور کیجئے اور اس کا نتیجہ نکالنے کی خود کوشش کریں۔ آپ سے پہلے بہت سارے لوگوں نے یہ سوال کیا اور اس کا نتیجہ یہ نکالا کہ روم کو واپس چلو کیونکہ روم میں انکو ایک ہی تخت دکھائی دیا جو رسولوں کے سردار کا تخت تھا اور جب سے اس پر اسکے جانشینوں کا ایک لمبا سلسلہ چلا آ رہا ہے۔ یہ سلسلہ ان چرواہوں کا ہے جنکو خداوند یسوع مسیح نے حکم دیا "میری بھیڑوں کو چراؤ ... میرے برّوں کو چراؤ"۔ یوحنا ۲۱ | ۱۵ تا ۱۷ یہ جانتے ہوئے مصنفوں نے حالانکہ دوسرے رسولوں کے جانشینوں کی فہرست پیش نہ کر سکیں تو بھی مقدس پطرس کے جانشینوں کی فہرست بڑی احتیاط اور کوشش سے محفوظ رکھی (مسیحی اتحاد کیلئے ہم سب کا فرض ہے کہ دعا کریں)

مسیحی یگانگت میں شمولیت کیلئے دعا

ہم دعا کریں:۔ اے خداوند یسوع مسیح جس نے اپنی مصیبت سے پہلے ہی اپنے شاگردوں کے واسطے دعا کی "دنیا کے آخیر تک وہ سب ایک ہی ہوں جیسے کہ تو اے باپ مجھ میں اور میں تجھ میں کہ وہ بھی ہم میں ایک ہوں: تاکہ دنیا ایمان لائے کہ تو نے مجھے بھیجا ہے"۔ یوحنا ۱۷ = ۲۱، ترس کھا کر ہماری فرقہ بندی پر نظر کر۔ ان میں جو تجھپر ایمان کا اقرار کرتے ہیں ان زخموں کو جو انسانی گستاخی اور شیطان کے بہکاوے سے تیری قوم کو ہوئے۔ جدائی کی وہ دیوار جو ایک فرقہ دوسرے فرقہ کے درمیان قائم کرتا ہے ڈھاوے ان روحوں کو جو ان مختلف روحوں میں پیدا ہوئی ہیں اور جو تجھ سے نہیں بلکہ آدمی سے ہیں رحم کی نگاہ سے دیکھ۔ سبھوں کو دکھا کہ تخت پطرس روم کی پاک کلیسیا کی بنیاد مرکز اور یگانگت کا وسیلہ ہے انکا دل اِس بھولی ہوئی سچائی کے واسطے کھولکر پاپائے اعظم تیرا نائب اور نمائندہ کہ مذہبی معاملات میں اس کا تابعدار ہونا تیرا ہی فرمانبردار ہونا ہے اور جیسے آسمان پر ایک ہی جماعت ہے، اس طرح زمین پر بھی ایک ہی کلیسیا کی شراکت ہو۔ تیرے پاک نام کے اقرار اور جلال کیلئے آمین

زیلیغون

میں تجھ سے کہتا ہوں کہ تو پطرس ہے اور میں اس پتھر پر اپنی کلیسیا بناؤں گا۔ اے خداوند یسوع مسیح جس نے اپنے رسولوں سے کہا کہ "سلامتی میں تمہارے لئے چھوڑ کر جاتا ہوں اپنی سلامتی میں تمہیں دیتا ہوں" ہمارے گناہوں پر نگاہ نہ کر بلکہ اپنی کلیسیا کے ایمان پر نظر کر اور اس کو اپنی مرضی کے مطابق صلح اور میل بخش تو جو ہمیشہ تک جیتا اور خدا ہو کر سلطنت کرتا ہے آمین۔

یسوع مسیح

ایک کلیسیا — ایک ایمان

سردار پاپائے اعظم — ایک دیندار

تخت یگانگت

مبارک لوگوں کی خوشی خدا کے دیدار سے پیدا ہوگی

(از ڈاکٹر ہیرلڈ بی سنگھ) (امیر نگر مظفر نگر)

داؤد نبی کہتا ہے "میں تو صداقت سے تیرا دیدار حاصل کروں گا میں جب جاگو نگا تو تیری شباہت سے سیر ہونگا" زبور ۱۷/۱۵۔

راستباز کی محبّت کا مقصد خدا ہی ہے اس لئے اُسکی پوری اور کامل خوشی صرف خدا کی پہچان میں ہوگی "ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح جسے تو نے بھیجا ہے جانیں" یوحنا ۱۷/۳۔ اس زندگی میں خدا کی پہچان نا مکمل ہے صرف آسمان پر ہی ہم اسکو دیکھیں گے "ہم کو آئینہ میں دھندلا سا دکھائی دیتا ہے مگر اسوقت رو برو دیکھیں گے" ۱ کرنتھیوں ۱۳/۱۲۔ خدا کی حقیقی پہچان کے لئے انسانی عقل ایک خاص روشنی کی محتاج ہے جو صرف مبارک لوگوں کو آسمان پر دیتا ہے "وہ اسکا منہ دیکھیں گے وہ چراغ اور سورج کی روشنی کے محتاج نہ ہوں گے خداوند خدا ان کو روشن کرے گا" مکاشفہ ۲۲/۵-۴۔

خدا کے دیدار سے مبارک لوگ سب کچھ جانیں گے۔ جس سے انکی عقل کو پوری تسلی ہوگی "یعنی ان لوگوں کے بھی خیالات امیدیں اور مشکلات جانیں گے جو ان کے نزدیکی یا عزیز ہیں یا اُن سے کسی وجہ سے بھی تعلق رکھتے ہیں۔ وہ خدا کی بھلائی کو دیکھیں گے اور اسکو پیار کریں گے جس سے وہ خوشی پیدا ہوگی جس کا وعدہ خداوند مسیح نے کیا" تمہارا دل خوش ہوگا اور تمہاری خوشی تم سے کوئی چھین نہ لیگا" یوحنا ۱۶/۲۔

اگرچہ آسمانی خوشی دائمی ہے تو بھی کوئی اس سے تھکے گا نہیں جو کچھ آسمان میں ہے بہشت میں مبارک لوگوں کی خوشی دائمی ہوگی کیوں کہ وہ سب چیزوں سے بَری ہونگے جو اس میں کمی پیدا کر سکتی ہے۔ سب سے پہلے اُن میں خدا کی پہچان میں کمی نہیں ہوسکتی۔ اور خدا کی تمام تجویز سے واقف ہوں گے وہ گناہ اور اسکی آزمائش سے آزاد ہوں گے۔ کیونکہ جب ان کی نیکی کی خواہشات پوری ہوگئیں تو بدی کی خواہش نہ ممکن ہے۔ ان میں بے چینی نہیں ہوگی۔ کیونکہ انکی خوشی دائمی ہے اور کوئی ان سے چھین نہیں سکتا۔ جسمانی خواہشات سے بھی بری ہونگے کیونکہ جب بدن روح سے ملایا جائیگا تو اس کی خوشی میں پوری طور سے شامل ہوگی۔ وہ کسی صورت میں بوجھ یا رکاوٹ کا باعث نہیں بن سکتا اُس وقت انسانی جسم کے حالات آسمان پر یسوع مسیح کے جلالی بدن کے مانند ہونگے جو اپنے برگزیدوں پر بادشاہی کریگا۔ اسکی خوشیاں اور جلال اُن برگزیدوں کے بیاہ ہونگے۔ اس نئی دنیا کا صحیح صحیح بیان کرنا ممکن نہیں ہے کیونکہ جیسے مقدس پولوس رسول کہتا ہے "جو چیزیں نہ آنکھوں نے دیکھیں نہ کانوں سے سنیں نہ آدمی کے دل میں آئیں۔ وہ سب خدا نے اپنی محبت رکھنے والوں کے لئے تیار کر دیں" ۱ کرنتھیوں ۲/۹۔ بیشک یہ نئی دنیا یسوع مسیح اور اسکے برگزیدوں کے جلال کے لایق ہوگی۔

مقدس اگسٹین ایک نصیحت میں لوگوں کو بہشت کی خوشیوں کا بیان کر رہے تھے۔ بعد ازاں انھوں نے عوام سے یہ سوال کئے فرض کرو تم کو ۱۰۰ سال کی زندگی اور کثرت سے دولت عنایت کی جائے بہشت کے بجائے قبول کروگے؟ فوراً عوام کے منہ سے آواز نکلی کہ "نہیں نہیں" "سب کچھ برباد ہوجائے مگر خدا ہمارے ساتھ رہے"!

ایسی ہی خواہش ہر ایک کے دل میں ہونی چاہئیے۔ اس زندگی میں بہشت کی خوشیوں کا تجربہ کرنیکے لئے ہمیں رحم کے کاموں میں لگے رہنا چاہئیے ایک مرتبہ ایک دولت مند آدمی کو کسی عالم نے یہ صلاح دی "کسی غریب کے گھر جاؤ اور اس سے کہو "میں یہ سب کچھ تمہیں خداوند مسیح کے نام سے دیتا ہوں" یقین رکھنا کہ تمہارے دل میں ایک عجیب مسرّت ہوگی جس کا آپ انداز لگا سکتے ہیں کہ آسمان کی خوشی اس سے کتنی زیادہ بڑی خوشی ہوگی۔ اس سے پیشتر کہ یسوع مسیح صلیب پر مرجائے بہشت کے واسطے کوئی سیڑھی نہیں تھی۔ اس لئے نہ آدم یعقوب داؤد اور نہ کوئی دوسرا آدمی بہشت میں پہنچ سکا کیونکہ بہشت کا دروازہ بند تھا۔ مگر آپ یہ سیڑھی موجود ہے یہ سیڑھی صلیب ہے جسکے ذریعہ بہشت کا دروازہ کھلا۔

بہشت میں جانے کیلئے ہمیں یسوع مسیح کی مانند بننا چاہئیے۔ اسکے بارے میں مقدس اگسٹین ایک مثال دیتے ہیں کہ موت کے بعد ہماری روح بہشت کے دروازے پر کھٹ کھٹائے گی۔ ایک آواز اندر سے جواب دیگی تم کون ہو؟ روح بولیگی میں ایک آدمی ہوں۔ تب وہ آواز کہیگی تم نے اپنی روح اور مٹی کے بدن کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ روح گھبراتے ہوئے بولیگی میں تو مسیحی ہوں تب آواز اندر سے پوچھے گی کہ مجھے اپنے ہاتھ دکھاؤ اگر

ایسیں زخم ہیں اپنا سر اگر اسپر کانٹوں کا تاج ہے، تمہارے پاؤں اگر وہ چھیدے ہوئے ہیں یا نہیں۔ اپنا چہرہ دکھاؤ تاکہ معلوم ہو کہ تم یسوع مسیح کے بھائی ہو یا نہیں ... اگر تم روح القدس کی ہیکل ہو یا نہیں ... تب ہم کیا جواب دیں گے + سال کے شروع میں ہمیں اپنے مستقبل کے بارے میں فرور

(نوٹ) بڑے دن کی وجہ سے پچھلے ماہ شائع نہ ہو سکا۔

روم سے بمبئی تک

کاتھولک دنیا کے روحانی پیشوائے اعظم جناب پوپ پول روم سے بمبئی ۲ دسمبر ۱۹۶۴ء کو پہونچے۔ ہندوستان کے وزیر اعظم شری شاستری نے سانتا کروز ہوائی اڈہ پر آپ کا شاندار استقبال کیا۔ ہوائی اڈہ سے پاپائے اعظم ایک کھلی کار میں یوخرسطی کانفرنس تک تشریف لائے۔ اس بارہ میل کے راستہ میں مشتاقان دید نے پاپائے اعظم کی زیارت کی۔ شام کو راج بھون میں پاپائے اعظم سے صدر جمہوریہ ہند اور وزیر اعظم نے ملاقاتیں کیں۔ نائب صدر جمہوریہ ہند جناب ڈاکٹر ذاکر حسین پہلے ہی سے بمبئی میں موجود تھے۔

پاپائے اعظم کی مبارک آمد کی یادگار میں مقدس ٹامس رسول ہند کے ٹکٹ جاری کئے گئے یہ مذہبی انسان کے لئے اتنا بڑا اعزاز ہے جو آج تک کسی کو نہیں بخشا گیا۔ یہ اعزاز بھی کم نہیں کہ مملکت کے تمام سربراہ استقبال کیلئے بمبئی میں موجود رہے۔ صدر جمہوریہ ہند نائب صدر جمہوریہ اور وزیر اعظم سب ہی نے ملکر پاپائے اعظم کو خوش آمدید کہا

آل انڈیا بھارت سادھو سماج کے تمام ممبروں نے آپ کی آمد کا خیر مقدم کیا۔ جگت گرو شری شنکر آچاریہ اور شری کرشنا نند نے اُن کی آمد کو ہندوستان کے لئے قابل فخر بتایا۔ یورپ کے بڑے بڑے اخبارات کے خصوصی نمائندوں نے بھی یوخرسطی کانگریس کی کارروائیوں کو نشر کرنیکے لئے بمبئی میں قدم رکھا۔ پاپائے اعظم کی آمد اور کانگریس میں شرکت کو ٹیلی وائز کیا گیا۔ یورپ اور امریکہ کے لوگوں نے یوخرسطی کانگرس کو ٹیلی ویژن پر دیکھا آل انڈیا ریڈیو نے بھی کانگریس کی کارروائیوں کو نشر کرنے کا انتظام کیا تھا۔ اور خبروں کے بلیٹن، نیوز ریل اور دوسرے پروگراموں میں انکو خاص اہمیت دی گئی۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ پاپائے اعظم کو روم سے لانے کیلئے ہندوستان سے ایک خاص ہوائی جہاز روانہ کیا گیا تھا۔

بھارت سرکار نے پاپائے اعظم کی پذیرائی وسیع پیمانہ اور شاندار طریقہ سے کی تھی اس طرح ہندوستان کا رتبہ بڑھا اور بین الاقوامی دنیا پر اچھا اثر ڈالا آپ کی مبارک آمد سے نہ صرف ہندوستان کے سیکولرازم کو تقویت ملی بلکہ اس کی روایات کا وزن بھی بڑھا ہے۔

پاپائے اعظم پول ششم کے بمبئی تشریف آوری کے موقع پر ویٹکن شہر سے یادگاری کے بطور ایک ٹکٹ نکالا جس میں پاپائے اعظم کو مشنری کا لقب دیا گیا ہے۔ پاپائے اعظم گزشتہ جنوری ۱۹۶۳ء کو مقدس مقامات کی زیارت کے لئے فلسطین گئے تھے تب آپکو زیارتی کا لقب دیا گیا زیارتی وہی کہلایا جاتا ہے جو کسی مقدس جگہ کا دورہ کرتا ہے۔ مشنری وہی شخص ہے جو ایک مستقل کام کیلئے کسی جگہ پر جا کر رہائش کرتا ہے

اس نئے ٹکٹ کا مطلب یہ نہیں کہ پاپائے اعظم ہندوستان میں آ کر اس ملک میں مستقل طور قیام کرینگے بلکہ ایک اشارہ ہے کہ وہ کلیسیا جس کا اس زمین پر سردار ہے وہ اس ملک میں مشنری کام کو سرانجام دینے کے لئے قائم کئے ہوگئے۔ لفظ "مشنری" آریہ سماج، مہاسبھا اور جن سنگھ کے علاوہ بہت سے اور لوگ بھی پسند نہیں کرتے۔ کیونکہ مشنری طبقہ کو بدنام کرنے کیلئے کوئی ... دقیقہ باقی نہیں چھوڑا گیا۔ مگر ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے اس نام کی بڑی عزت قدر کی ہے جیسے ہمارے ملک کے کئی ایک لیڈروں کی تقریروں سے عیاں ہے۔ پنڈت جواہر لعل نہرو نے کئی مرتبہ اپنے ساتھیوں کو ہدایت کی تھی کہ "مشنری جوش سے اپنے ملک کی خدمت کو سرانجام دو"۔

گزشتہ زمانوں کے مشنریوں کے کاموں کو دیکھتے ہوئے ہر ایک انسان اُن کی تعریف کرنے کو مجبور ہوگا۔ چاہے وہ مسیحی یا غیر مسیحی ہو۔ ہندوستان کے خیراتی اور تعلیمی ادارے اُن کے شاہد ہیں۔ اسلئے پاپائے اعظم مشنری لقب کو اپنانے سے ...نہیں گھبرائے بلکہ باعث فخر سمجھا۔ مشنری کا مطلب پردیسی سے مطابق نہیں ہندوؤں، بدھ اور مسلمانوں نے بھی اپنے مشنری مرکزوں کو قائم کر رکھا ہے ان کے بارے میں اعتراض نہیں اُٹھایا جاتا ہے اسکی کیا وجہ ہے ؟-

ہم بھی اس دیش کے اندر یسوع مسیح کے مشنری بن سکتے ہیں۔ یہ حق ہندوستان کے آئین میں محفوظ۔ مقدس تھومس رسول کے زمانہ سے یہ حق عمل میں لایا جاتا ہے۔ مقدس تھومس رسول کے مسیحی ابتک ہندوستان میں موجود ہیں۔ آپ ۵۲ء میں ہندوستان تشریف لائے تھے ۳۴۵ء میں دوسرا تھومس سریہ ملک سے ہندوستان میں ۴۰۰ مسیحیوں کے آکر آباد ہوئے اس کے علاوہ (باقی صفحہ ۱۵ پر)

ضروری تصحیح

ناظرین پرچہ فضلوں کی ماں سے گذارش ہے کہ شمارہ گذشتہ کرسمس نمبر ماہ دسمبر میں جو حضرت رزاز امر تسری صاحب کے دو مسدس صفحہ ع۸ پر "بڑا دن خوشی کا" اور صفحہ ع۹ پر "ہے مالکِ ارض وسما" چھپ چکے ہیں ان میں حضرت کاتب صاحب کے محسن قلم سے چند اغلاط ہوئے ہیں لہذا درست فرمالیں :۔ اغلاط حسب ذیل ہیں

صفحہ ع۸ "مسدس" "بڑا دن خوشی کا"، قطعہ بند ع۳ کے دوسرے شعر کا پہلا مصرعہ یوں ہے "نظام مجسم ہی سنوار اسنوارا" جو صحیح تھا لیکن کاتب صاحب سنوار اسنوارا لکھ گئے۔ اسی بند کے ٹیپ کے شعر کا دوسرا مصرعہ یوں ہے "عیاں نور خاکیوں سے ہیں رشتے" جو صحیح تھا لیکن رشتے کی جگہ فرشتے غلط لکھا ہے۔ قطعہ بند ع۶ پہلے شعر کا مصرع یوں پڑھیئے۔ "روانی پہ جو مخلصی کے ہیں دھارے" یہ صحیح ہے کاتب صاحب لفظ آگے پیچھے لکھ گئے ہیں۔ قطعہ بند ع۷ کے دوسرے شعر کا مصرعہ یوں تھا۔ "بڑا دن خوشی کا خوشی سے منائیں" صحیح ہے کتابت کے وقت لفظ کا چھوٹ گیا ہے۔

مظفر نگر

ناظرین کو خبر دی جاتی ہے کہ ریورینڈ فادر امبریوس او۔ ایف۔ ایم۔ کیپ کا تبادلہ مظفر نگر پارش سے سہارنپور کا ہوگیا ہے۔ اور آپ کی جگہ فادر ریورینڈ اینلوس او۔ ایف۔ ایم۔ کیپ مسوری سے تشریف لائے ہیں۔

۱۴ جنوری ۶۵ء کو شام کے ۴ بجے ہولی اینجل کانونیٹ میں مظفر نگر پارش کی طرف سے فادر امبریوس کو الوداعی جلسہ میں کانونیٹ کی لڑکیوں نے ایک چھوٹا ڈرامہ پیش کیا کانونیٹ کے اسٹاف کی طرف سے الوداعی گانے گائے گئے۔ مظفر نگر پارش کی طرف سے ایک خطبہ مسٹر ابنڈروز۔ اے ڈی او، نے پڑھا۔ جناب جیکب پیٹر حقیر صاحب نے غزل پیش کی۔

فادر امبریوس مظفر نگر میں جولائی ۱۹۶۱ء میں تشریف لائے اور یہاں پر آکر آپ نے بالکل نیا کام شروع کیا آپ نے اس قلیل عرصہ میں بہت زیادہ کام کیا جسکا نتیجہ یہ ہے کہ یہاں پر کا تھولک کلیسیا کی تعداد کافی ہے اور ایک کانونیٹ اسکول آپ ہی کی محنت کا پھل ہے۔

بعد ازاں مسٹر ایف ایس فینتھوم اے ڈی۔ ایم۔ مظفر نگر اور کلیسیا کی طرف سے آپ کو ایکٹرک چائے دانی بطور یادگاری کے پیش کی گئی اور الوداع کہا گیا۔ اور ریورینڈ فادر اینلوس کو خوش آمدید کہا گیا۔ فادر امبریوس نے ایک پُر تاثیر نصیحت دی کہ ہمیشہ آپس میں میل اور محبت سے ایک دوسرے سے پیش آئیں۔

(ھیرالڈ)

تمام شعراء اور نامہ نگار حضرات کو اطلاع دی جاتی ہے کہ آئندہ تمام خط و کتابت ایڈیٹر فضلوں کی ماں کاتھولک چرچ سہارنپور کے پتہ پر کریں۔

دوسرے مصرعہ میں بھی لفظ شہاب ہے جو کتابت میں نکتے اڑ گئے لہذا سہاب کی جگہ شہاب درست فرمالیں۔ قطعہ بند ع۴ کے دوسرے شعر کے دوسرے مصرعہ میں لفظ ایک قلم نہیں ہے۔ یک قلم ہے۔ لفظ زائد کر دیا گیا درستگی فرمائی جائے۔ قطعہ بند کے ٹیپ والے مصرعہ میں لفظ مجسم کی جگہ مجسم پڑھیں جو درست ہے۔ ت کی جگہ م لکھ دی گئی ہے۔ قطعہ بند ع۹ کے شعر ع۲ کے دوسرے مصرعہ میں لفظ قلب صیمی ہے جس کو قلب صحیمی کر دیا گیا ہے۔

صفحہ ع۹ مسدس ۲ ہے مالک ارض وسما

قطعہ بند ع۲ کے شعر اول مصرعہ دوئم میں لفظ انجم ہے۔ کتابت میں نکتہ نہیں آیا درست فرمالیں۔ اور اسی بند کے ٹیپ والے

(صفحہ ۴ کا بقیہ) کاہن اور بشپ صاحبان مختلف ملکوں سے مسیحیوں کی دیکھ بھال اور ایمان کے اشاعت کیلئے زمانہ بزمانہ ہندوستان میں آتے رہے۔ ہندوستان کے مسیحی لوگ بھی غیر ممالک میں اشاعت ایمان کے لئے تشریف لے گئے ہیں اور ان میں سے سب سے زیادہ مشہور گانزالو گراسیا جو جاپان میں شہید ہوا تھا۔ اور جوزف وعظ جس نے لنکا میں ایمان کے لیے بڑے بڑے عجیب طریقے سے اپنی زندگی کو گزارہ آجکل بھی ہندوستان سے مشنری لوگ دوسرے ممالک میں جا رہے ہیں مگر ان سے زیادہ ہندوستان میں دوسرے ممالک سے آتے ہیں۔ مشنری لوگوں کا کام صرف اشاعت ایمان ہی نہیں [illegible]

اسکے علاوہ جہالت، دکھ، غربت کے دور کرنے میں ہمیشہ کوشش کرنا ان کا زبردستی کا نہیں بلکہ خوشی اور رضامندی کا کام ہے۔ ہندوستان کی سرکار کی طرف سے بھی یوحنا ... کی یادگاری کے لئے ایک ٹکٹ شائع کیا گیا جس پر مقدس تھومس رسول جو ہندوستان کا پہلا مشنری ہوا اس کی تصویر اور اسکا نام چھاپے گئے۔ مقدس تھومس رسول پہلی صدی کے اور پاپائے اعظم پول ششم بیسویں صدی کے مشنری ہیں۔

ماس کی پاک قربانی میں تبدیلیاں

مسیحت کے ابتدا میں رومی بادشاہت میں ماس کی عبادت میں لاطینی اور یونانی دونوں زبانوں میں خط اور مقدس انجیل پڑھے جاتے تھے۔ کیونکہ حاضرین میں دونوں زبانیں بولنے والے تھے۔ رفتہ رفتہ رومی بادشاہت کے دو حصے ہو گئے۔ یونان اور اس کے مشرقی ملکوں میں یونانی زبان جاری رہی۔ روم اور مغربی ملکوں کیلئے لاطینی زبان لکھے پڑھے آدمیوں میں ۱۵ ویں صدی تک عام استعمال ہوتی رہی مشرقی ملکوں میں اب تک یونانی زبان میں عبادت کی جاتی ہے مگر مغربی ملکوں میں پروٹیسٹنٹ اصلاح کے زمانے سے عبادت ملکی زبان میں رائج ہو گئی۔ حالانکہ کاتھولک کلیسیا میں لوگوں کو غلط تعلیم سے محفوظ رکھنے کے لئے لاطینی زبان پر زور دیا گیا اور نہ صرف ماس کے حصے لاطینی زبان میں ادا ہوتے رہے بلکہ باقی عبادتوں میں لاطینی زبان زیادہ تر استعمال کی گئی۔

کچھ عرصہ سے کاتھولک کلیسیا میں ایک نئی تحریک شروع ہو گئی تاکہ لوگ پاک ماس میں زیادہ دینداری سے شریک ہو سکیں اور کوشش کی گئی کہ ایماندار پاک ماس کے وقت اپنی شخصی دعاؤں کو بھول جائیں اور پاک ماس کے حصوں کو جہاں تک ہو سکے لفظ بہ لفظ تقلید کریں۔ اس مقصد سے پاک ماس کی دعائیں مختلف ملکی زبانوں میں ترجمہ کئے گئے اور ہدایت دی گئی کہ ان کو خاموشی اور دھیان کے ساتھ پڑھیں۔

یہ طریقہ اگرچہ کچھ لوگ پسند کرتے ہیں تو بھی عام ایمانداروں کی دلچسپی بڑھانے کیلئے کافی فائدہ مند ثابت نہیں ہوا۔ ویٹیکن کی دوسری عام مجلس میں یہ حالات پیش کئے گئے اور فیصلہ کیا گیا کہ پاک ماس کی ابتدائی دعائیں نذرانہ تک اور پاک شراکت کے بعد کی دعائیں مقامی زبان میں پڑھی جائیں۔ اس کے علاوہ قدوس قدوس قدوس، اور اے باپ ہمارے، آئے خدا کے برہ عوام کی زبان میں بولے جائیں۔ زبان کی تبدیلی کے علاوہ الٹار ایسا بنایا جائے گا کہ کاہن کا منہ عوام کے سامنے رہے

دعاؤں کی ترکیب اور زیادہ آسان بنانے کے لئے مندرجہ ذیل تبدیلیاں کی جائیں گی

۱۔ زبور ۴۲ جو الٹار کے ممبر کے پاس پڑھا جاتا تھا وہ آگے کو نہیں پڑھا جائے گا اس کے بجائے پاک ماس زبور سے شروع کی جائے گی جو عیدوں کے مطابق تبدیل ہوتا رہے گا

۲۔ خط پریسٹ نہیں پڑھے گا بلکہ عوام میں کوئی منتخب کیا جائیگا حقیقت میں خط کے پڑھنے کا کام سب ڈیکن کرتا ہے مگر اس کی غیر حاضری میں عوام میں سے کوئی چنا جا سکتا ہے۔ خط پڑھتے وقت پریسٹ کرسی پر جا کر بیٹھتے ہیں۔ اگر کوئی ایسا انتظام نہ ہو تو پریسٹ خود ہی پڑھ کر سناتا ہے۔ مقدس انجیل کو صرف ڈیکن ہی پڑھ کر سناتا ہے مگر ڈیکن حاضر نہ ہو تو پریسٹ خود ہی پڑھ کر سنائیں گے۔ انجیل مقدس کے بعد نذرانہ کی دعائیں شروع ہوتی ہیں۔ نذرانہ ان چیزوں کو کہا جاتا ہے جو پاک قربانی کے لئے تیار کی جاتی ہیں۔ یہ دونوں چیزیں روٹی اور مے ہیں۔ دعا کے ذریعہ سے خدا کی پرستش کے لئے مخصوص کی جاتی ہیں۔ قانون کی دعاؤں میں تبدیلیاں نہیں ہوں گی۔ مگر اے باپ ہمارے کی دعا بلند آواز سے عوام اور پریسٹ ملکر پڑھیں گے پاک شراکت تقسیم کرنے سے پہلے کاہن صرف یہ کلمہ بولینگے "اے خدا میں اس لائق نہیں ہوں کہ تو میری چھت کے نیچے آئے" اخیر میں کاہن یوحنا کی انجیل نہیں پڑھیں گے بلکہ برکت کے ساتھ ہی لوگوں کو برخاست کریں گے۔

ویٹیکن کی عام مجلس کی خواہش ہے کچھ نئی دعائیں مختلف فرقوں کے لئے جاری کی جائیں جیسے مقدس جمعہ اور سنیچر کو کیا جاتا ہے۔ ایسی تبدیلیوں کیلئے کچھ عرصہ لگے گا۔ لوگوں کی عادتوں کو تبدیل کرنے میں بھی کافی وقت صرف ہوگا۔ ناظرین اس مختصر بیان سے سمجھیں کہ ماس کی پاک قربانی کے بارے میں کلیسیا کا ارادہ کیا ہے کہ آئندہ کو ماس کی دعائیں پڑھنے میں پوری دینداری اور جوش کے ساتھ شریک ہونگے

حضرات
ماہنامہ فضلوں کی ماں کو
چندہ دینے کی کوشش کریں

زندگی

گزشتہ سے پیوستہ

قلمکار
فلپ ایل ڈین کھنہ

پارہ نمبر (۷)

شام کے دھندلکے گہرے ہو رہے تھے جبکہ دو مسافر ہنوم کی وادی سے گزر کر خانم کے میدان میں داخل ہوئے اس اثنا میں گدھے پر سوار مسافر جو کہ ایک نوخیز مجسم حسن دوشیزہ تھی اکثر اوقات اپنے ہاتھ چھاتی پر باندھے آسمان کی طرف تکتی جا رہی تھی جس سے بالکل عیاں تھا کہ وہ اپنے دل میں دعا اور شکر گزاری کر رہی ہے۔ ابھی شام نے رات کا چولا پہنا ہی تھا کہ دونوں مسافر بصد خیر و خوبی اپنی منزل مقصود بیت اللحم میں پہنچ گئے چونکہ شہر میں بیرونجات سے بڑا انبوہ لگا ہوا تھا لہٰذا مرد مسافر کچھ پریشان سا دکھائی دیا جس کی بنا پر وہ تیز تیز قدموں سے سرائے کی طرف روانہ ہو گیا لیکن جونہی وہ سرائے کے دروازے پر پہنچا تو وہاں اس قدر بھیڑ تھی کہ اندر داخل ہونا بھی مشکل تھا جس بناء پر وہ کچھ پریشان سا اِدھر اُدھر تاکنے لگا کچھ دیر بعد ایک شخص اُس کے قریب سے گزرا جس سے وہ یوں ہمکلام ہوا۔

"کیوں دوست یہ ہجوم کیسا ہے؟"

یوسف کے اس استفسار پر اجنبی شخص پہلے تو بڑے غصّے سے گھورا لیکن کچھ دیر یوسف کو غور سے تاکنے کے بعد اُسے پہچانتے ہوئے کہ یہ بھی بنی یہودا ہے بولا۔

"اے ربّی تم پر سلامتی ہو — میں بھی بنی یہودا ہوں اور بیت وگوں میں رہتا ہوں"

"لیکن تم یہاں کیسے آئے ہو؟"

"میں اپنے معہ اہل و عیال رومی حکومت کے حکم کے بموجب اپنے مولد میں نام لکھوانے آیا ہوں"

میں اور میری بیوی بھی"، یہاں اسی غرض سے آئے ہیں"

تو کیا آپ اپنی بیوی کو میری بیوی سے متعارف نہیں کروائینگے؟

"ضرور! ضرور! کیوں نہیں — لیکن میں ذرا دربان سے جگہ کیلئے پوچھ آؤں"

میرے خیال میں تو دربان سے پوچھنا ہی فضول ہے کیونکہ سرائے میں کہیں جگہ ہی دکھائی نہیں دیتی"

"آپ رکیں تو سہی —"

یہ کہکر یوسف دربان کی طرف بڑھ گیا اور پاس پہنچ کر بولا۔

"تم پر یہوداہ کی سلامتی ہو"

"تم پر بھی اور تمہارے خاندان پر بھی ہو"

"میں بیت اللحمی ہوں کیا ہمیں یہاں جگہ مل سکتی ہے؟"

"جی نہیں —"

میرے خیال میں آپ نے یوسف ناصری کے متعلق ضرور سنا ہوگا — یہ وطن میرے باپ دادا کا ہے اور میں داؤد کی نسل سے ہوں"

یوسف کے اس کلام پر دربان نے یوسف کو خوب غور سے دیکھنا شروع کیا جو کہ یہودیوں ایسا جبّہ پہنے اور کمر میں پٹکا باندھے تھا چونکہ اِس کی ڈاڑھی کا کوئی کوئی بال سفید ہو چکا تھا جس سے اس کی عمر کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا تھا کہ یہ پچاس کے لگ بھگ ہے کچھ دیر یونہی تکتے رہنے کے بعد دربان کو یوسف کی سنجیدہ شکل سے یقین ہو گیا کہ یوسف واقعی سچ بول رہا ہے جس پر وہ گویا ہوا۔

"اے ربی! مجھے کچھ علم نہیں کہ اِس سرائے کو ہزار سال گزرے ہیں یا کہ زیادہ جبکہ یہ بنی تھی لیکن اتنا ضرور جانتا ہوں کہ اس کے روز قیام ہی سے آج تک کوئی بھی اجنبی مسافر نومید نہیں لوٹا بشرطیکہ اس میں سمانے کی گنجائش ہو اور — اور پھر داؤد کے خاندان سے تو اِنکار ہی نہیں ہو سکتا اِس لئے دوبارہ سلام عرض کرتا ہوں — اور عرض ہے کہ آپ اندر جا کر خود دیکھ لیں کہ سرائے کا کوئی بھی کمرہ خالی نہیں علاوہ ازیں صحن اور چھتیں بھی سامان اور آدمیوں سے اٹی پڑی ہیں — لیکن آپ کب تشریف لائے ہیں؟"

"ہم ابھی آئے ہیں"

اِس پر دربان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اے ربی! سرائے میں تقریباً تمام بیت اللحمی ہیں گویا تمام آپکے بھائی ہیں اس لئے اگر میں اُن میں سے کسی کو بھی آپکی خاطر باہر نکلنے کیلئے مجبور کروں تو یہ سراسر بے انصافی ہوگی کیونکہ لکھا ہے کہ

تو اپنے بھائی کو ایسا پیار کر جیسا کہ تو اپنے آپ کو کرتا ہے۔
اس پر یوسف اصرار کرتے ہوئے بولا۔
"دیکھیں تو سہی سرائے کا احاطہ کس قدر وسیع ہے"۔
"حضور آپ بجا فرماتے ہیں لیکن وہاں تجارتی مال کے انبار لگے ہوئے ہیں"۔
"بھئی سیدھی بات ہے مجھے اپنی تو بالکل پرواہ نہیں لیکن چونکہ میرے ہمراہ میری بیوی ہے اور جو کچھ ایسی حالت میں ہے کہ باہر سردی میں بالکل ٹک نہیں سکتی ——— کیا کسی بستی میں جگہ مل جائے گی"۔
"ان تمام لوگوں نے بستی بستی کھنگال ماری ہے لیکن چونکہ ہر گھر رُکا ہے اس لئے ان بچاروں کو بھی باہر میدان میں ہی ٹکنا پڑا ہے"۔ دربان میدان میں پڑے ہوئے لوگوں کی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے"۔
تب یوسف نے زیادہ پریشان ہوتے ہوئے کہا۔
"میرے خیال میں آپ میری بیوی کے والدین یوا قیم اور حنا بیت اللحمی سے بھی ضرور واقف ہوں گے کیونکہ وہ بھی میری طرح داؤد کی نسل سے تھے"۔
"ہاں ہاں!! میں ان سے بھی اچھی طرح واقف ہوں وہ بڑے ہی نیک لوگ تھے میں ان دنوں بھرپور جوان تھا۔
پس ازاں کچھ دیر دربان زمین کو اپنے دائیں پاؤں کے انگوٹھے سے کریدتا ہوا یوسف کی طرف تکتا رہتا ہے تب یکایک بول اٹھتا ہے۔
"اے ربی اگر میں آپکو سرائے میں نہیں ٹھہرا سکتا تو آپ کو یونہی یہاں سے نکال بھی نہیں سکتا سو میں اپنی طرف سے پوری پوری کوشش کرتا ہوں کہ آپ کے قیام کے لئے کچھ نہ کچھ بندوبست ہو ہی جائے"۔
"پس ازاں وہ کچھ دیر سوچتے رہنے کے بعد یوسف سے پوچھتا ہے۔
"کیوں ربی آپ کل کتنے آدمی ہیں؟"
اس پر یوسف کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد جواب دیتا ہے۔
"جی ——— ہم کل چھ جان ہیں"۔

"بہت خوب تو تب آپ جلدی سے اپنے ساتھیوں کو بھیجو اپنے ساتھ لے آئیں کیونکہ اب رات گہری ہوا ہی چاہتی ہے لہذا لازم ہے کہ آپ بھی کچھ دیر آرام سے ٹک سکیں"۔
اس پر یوسف دربان کو یہ کہہ کر.......
میں آپ کو ایک بے خانماں مسافر کی برکت دیتا ہوں ——— میں ابھی حاضر ہوا"۔ بڑے بڑے ڈگ بھرتا ہوا اندھیرے میں غائب ہو جاتا ہے۔
کچھ ہی دیر بعد یوسف دوبارہ اپنے تمام ساتھیوں سمیت سرائے کے دروازے پر آن موجود ہوتا ہے اور اُن کو دربان سے یوں متعارف کرواتا ہے۔
مریم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے۔"یہ ہیں میری بی بی جنکا نام ہے مریم اور ——— اور یہ ہیں میرے دوست بیت دگھونی اور اُنکی بیوی بچے"۔
یوسف اپنے بیت دگھونی دوست اور اُنکے بیوی بچوں کی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے۔ دربان بیت دگھونی خاندان کی طرف تو کوئی خاص توجہ نہیں دیتا البتہ مریم کو دیکھ کر اس کے قدم وہیں کے وہیں جم جاتے ہیں اور وہ اس مجسم حسن کو دیر تک تکتا رہتا ہے وہ ——— وہ اس سراپے سے جھٹ اس کی آنکھوں کے سامنے داؤد کا سراپا اور وہ زمانہ رقص کر جاتا ہے جبکہ وہ ساؤل بادشاہ کے سامنے گاتے گیا تھا۔
کیونکہ داؤد کا اُس وقت کا سراپا اور عمر بالکل یہی تھا ——— اور دربان کی یہ محویت اُس وقت ٹوٹتی ہے جبکہ یوسف اُس سے یوں مخاطب ہوتا ہے"۔
"باواجی! ——— آپ کن سوچوں میں پڑ گئے ہیں چلئے کیوں نہیں؟
یوسف کے اس استفسار سے دربان بڑبڑا اُٹھتا ہے اور پریشان سی حالت میں بولتا ہے"۔ "نہیں، نہیں، حضور کچھ نہیں، بس یونہی ذرا ——— معاً مسکرا دیتا ہے۔ اور یوسف سے گرمجوشی کا ہاتھ ملا کر مریم سے مخاطب ہوتا ہے۔
"اے بیٹی تم پر سلامتی ہو"۔
اور پھر دوسروں کو سلام کر کے بولتا ہے۔
"آپ میرے پیچھے پیچھے تشریف لے آویں"۔
چونکہ صحن میں تجارتی سامان کے جابجا ڈھیر لگے ہوئے تھے لہذا وہ اُن میں سے بڑی مشکل سے گذر کر ایک بڑی سی غار کے سامنے پہنچنے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ اس غار کے سامنے پہنچ کر دربان

دروازے کا اوڑ ہنگا ہٹا کر مریم اور بیت دگونی عورتوں کو گدھوں سے اُتارتا ہے اور پھر اُنہیں اندر تشریف لے جانے کیلئے کہتا ہے۔

یہ غار ایک قدرتی غار تھی جو تقریباً چالیس فٹ لمبی دس فٹ اونچی اور پندرہ فٹ چوڑی تھی جس میں جابجا چرنیاں بنی ہوئی تھیں اور جو غالباً آج تک موجود ہیں۔ یہاں پہنچ کر وہ اُن سے یوں مخاطب ہوتا ہے۔

"عزیزانِ محترم یہ وہ غار ہے کہ جہاں آپ کے بزرگ باپ داؤد کی اکثر آمد و رفت رہتی تھی وہ اپنی گلہ بانی کے دوران اپنی بھیڑیں ہمیشہ حفاظت کیلئے یہیں لایا کرتے تھے اور —— اور وہ جب بادشاہ بھی بن گئے تھے تب بھی آرام کیلئے یہیں تشریف فرما ہوا کرتے تھے سو میرے خیال میں صحن کی بجائے آپ اپنے آرام کا یہیں بندوبست فرما دیں تو بہتر ہے۔"

غار کے سامنے لیلور پر وہ ایک چھوٹا سا گھر بنا ہوا تھا۔ اور غار میں روشنی صرف دروازہ سے ہی اندر جاتی تھی جس سے غار میں فرش پر پڑی ہوئی پوال مٹی کے چند برتن اور خانہ داری کی اور تھوڑی سی چیزیں پڑی ہوئی صاف سوجھائی دے رہی تھیں جنکو دربان انہیں دکھاتے ہوئے بولتا ہے۔

"یہ تمام چیزیں مسافروں کے استعمال کیلئے دھری ہیں سو آپ کو جس چیز کی ضرورت ہو بلا جھجک لے سکتے ہیں سو اب مجھے اجازت دیں —— آپ تمام پر سلامتی ہو۔"

"آپ پر اور آپ کے خاندان پر بھی ہو۔" جواباً کئی آوازیں اُبھرتی ہیں

پارہ نمبر (۸)

رات کافی بھیگ چکی تھی تارے دنیا و مافیہا سے بے خبر آنکھ مچولی کھیل رہے تھے۔

اور —— اور دنیا دبیر سے دور —— بہت دور کسی اور ہی سندر دنیا کے پیارے پیارے خواب دیکھ کر محظوظ ہو رہی تھی یکایک آواز اُبھرتی ہے۔

"بھائیو! —— اُٹھو، دیکھو یہ بادلوں میں کیسی روشنی ہے؟"

آواز کے ابھرتے ہی پوری سرائے میں ایک کھلبلی سی مچ جاتی ہے۔ تمام لوگ بڑبڑا کر اُٹھ بیٹھے ہیں اور بھاگ کر کوٹھوں کی چھتوں پر چڑھ جاتے ہیں اور کیا دیکھتے ہیں کہ آسمان سے ایک مخروطی شکل کی بہت ہی بڑی نور کی شعاع پھوٹ رہی ہے اور جو جنوب مشرق پہاڑوں پر اٹکی ہوئی ہے یہ دیکھ کر تمام لوگ گھبرا جاتے ہیں اور

یہ سرگوشیاں فضا میں ارتعاش پیدا کرتی محسوس ہوتی ہیں

"یار! ایسا سوجھائی دیتا ہے جیسے کوئی بہت بڑا ستارہ زور سے ٹوٹا ہے۔"

"نہیں نہیں یار ستارہ نہیں ٹوٹا کیونکہ اگر ستارہ ٹوٹتا تو اسکی روشنی لہرا کر چھپ جاتی لیکن یہ تو مسلسل ایک ہی جگہ پر رُکی ہوئی ہے۔

"تو پھر یہ کیا ہے؟" پہلا دوسرے سے مخاطب ہوتا ہے۔

"اس پر دوسرا سوچتے ہوئے بولتا ہے۔

"یہ —— یہ میرے خیال میں تو گڈریوں نے شیر یا کوئی اور درندہ دیکھا ہے، سو اُنہوں نے اسے بھگانیکے لئے آگ جلا رکھی ہے"

اس پر ایک اور دوسرے کو مخاطب کرکے کہتا ہے۔

"جناب اگر آپ یہوداہ کے تمام جنگل بھی کاٹ کر جلا دیں تو اتنی روشنی پیدا نہ ہو گی —— آیا عقل شریف میں؟"

"تو پھر یہ کیا ہے؟" پہلا تیسرے کو حیرت سے تکتے ہوئے پوچھتا ہے اتنے میں ایک یہودی بزرگ اُنکی گفتگو سُن کر بول اُٹھتا ہے۔

"بھائیو! یہ نہ آگ ہے اور نہ ہی کوئی ٹوٹا ہوا تارہ —— بلکہ یہ تم جو دیکھ رہے ہو وہ سیڑھی ہے جو ہمارے باپ اسرائیل نے خواب میں دیکھی تھی سو تم ہمارے باپ دادوں کے خداوند خدا کو مبارک کہو۔"

آدھی رات کا سمیں تھا جبکہ بیت اللحم کے جنوب مشرق میں کوئی ڈیڑھ دو میل کے فاصلہ پر ایک میدان میں کچھ گڈریئے اپنی بھیڑوں کی حفاظت کر رہے تھے کہ یکایک انہیں ایک مجسم نور اپنے باڑے میں آسمان سے اترتا دکھائی دیتا ہے جسے دیکھ کر وہ مارے خوف کے مُنہ کے بل گر پڑتے ہیں اور ممکن ہے کہ وہ خوف سے بیہوش ہی ہو جاتے لیکن جونہی اُنھوں نے ایک نہایت ہی شیریں ملائم آواز سنی تو اُن کے حواس یک بیک بجا ہو گئے —— وہ آواز ان سے بدیں الفاظ مخاطب تھی۔

"مت ڈرو کیونکہ میں تمہیں ایک بہت بڑی خوشخبری دینے آیا ہوں جو کہ نہ صرف تمہارے لئے بلکہ تمام قوم کے لئے ہے اور وہ یہ ہے کہ آج داؤد کے شہر بیت اللحم میں تمہارے لئے ایک نجات دہندہ پیدا ہوا ہے۔ یعنی مسیح خداوند۔"　(باقی آئندہ)

مل گیا ہے سہارا

از قلم جناب جان اکبر صاحب راہی لدھیانوی

مبارک، مبارک ہو آنا تمہارا — جو تو مل گیا، مل گیا ہے سہارا
ہوا شیطنت سے کنارا، ہمارا — مصیبت کٹی، دُکھ ہوا دور سارا

خزاں مِٹ گئی اور بہاریں ہیں آئیں
گھٹائیں تیری رحمتوں کی ہیں چھائیں

ہوئے جو مجسّم ہیں منجی ہمارے — وہ مریم کے لختِ جگر ہیں دُلارے
وہ نوری نگینے ہیں آنکھوں کے تارے — وہ جانِ جہاں ہیں ہمارے، تمہارے

جو جلوؤں سے پُرضو زمیں ہوگئی ہے
کہ دنیا کی ہر شئے حسیں ہوگئی ہے

ہوئی ہے اُمید آج نبیوں کی پوری — ہے دنیا میں نور بقا کی حضوری
نبی مسکن حق ہے چہرنی جو نوری — نہ کیوں پھر کریں رشک سینائی طوری

خدانے جو آغوش مریم بھری ہے
یہ روح القدس کی ہی جلوہ گری ہے

مصیبت کے ماروں کا مشکل کُشا ہے — جو وہ زخم خوردہ دلوں کو دوا ہے
وہ قدرت کا مالک وہ قادر خدا ہے — وہی زیستِ زندگی کی بقا ہے

نہ کیوں دینے آئے ہمیں زندگانی!
ہے انسان بنا اس لئے ایزدانی!

وہ نکلا جو پردوں سے پردانشیں ہے — حسینانِ عالم سے بڑھ کر حسیں ہے
تھے ہم دُور جس سے ہمارے قریں ہے — وہ پسرِ خدا ہے وہ نورِ مبیں ہے

رواں جس کے ہیں راہی آمد کے چرچے
بھریں کیوں نہ اُس کی عقیدت میں چرچے

محترمی۔ ایڈیٹر صاحب۔ خلوص و نیاز

"فضلوں کی ماں" میں جو خوبیاں ہیں انکو میں الفاظ میں بیان نہیں کرسکتا۔ یا باالفاظ دیگر آپ کی طرح سمندر کو کوزے میں بند نہیں کرسکتا (مذہب کے وہ اہم نکات جو ہماری نظر میں بہت لیے چوڑے ہیں آپ انکو چند الفاظ میں حل کرکے ہمارے سامنے رکھدیتے ہیں خدا آپکی کاوشوں کا پھل اسی طرح دن دونا رات چوگنا پروان چڑھاتا رہے — "فضلوں کی ماں" میں اگر ہر ماہ آپ ایک کالم "اقوال زرین" (کوٹیشن) کا شائع کرنا شروع کردیں تو میری ناقص عقل کی رو سے بہت اچھا ہے — اس کی ذمہ داری میں اپنے ذمہ میں لئے لیتا ہوں اور اگر رائے پسند ہو تو اس ماہ کیلئے دو کوٹیشن بھیج رہا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اگر "فضلوں کی ماں" کی بزم نے مجھے شرکت کی اجازت دے دی تو اس طرح ہر ماہ شرکت کرکے روحانی تسکین پاتا رہوں گا۔ — نیاز مند (ظہیر صدیقی)

اقوال زرین صفحہ (۱۱) کالم دوم کے نیچے ملاحظہ فرمائیے)

پاکی کا عمل دنیاوی و روحانی خوشی کا حامی ہے

کرسٹوفر سلوانو۔ ایم۔ اے

سینٹ اگسٹین کی تحریر میں حسب ذیل سطریں اکثر بیان میں مستعمل ہوتی ہیں۔ کیونکہ وہ نہایت عمدہ ہیں۔ وہ ہمیں سچائی سکھاتے ہیں جیسے ہم پہچانتے ہیں۔ یہ بات اس وقت کی جبکہ سینٹ اگسٹین خدا سے دور تھا۔ اُس نے دعا کی "اے خدا تو مجھے نیک بنا ابھی نہیں" ہم نے پاکیزگی میں ترقی نہیں کی اگرچہ ہم نے گناہ کو جانا اور پہچانا۔ ہم جو کچھ کرتے ہیں اسے دین العوم میں صرف جہالت کو سرہانا کہتے ہیں۔

ضرورت ہے کہ ہم اپنے لئے کچھ کریں۔ ہمیں گناہ کو دور کرنا چاہیئے آپ دیکھتے ہیں کہ ہم گناہ کو پسند کرتے ہیں۔ یہ ہی مسئلہ ہے اس میں وزن ہے کہ ارادہ دوشواری پر قابو پاتا ہے۔ پاکیزگی اور نیکی ہمیں خوشی بخشتی ہے گناہ ہمیں مایوسی دیتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر ہم پاکیزگی کو اپنی زندگی میں موقعہ دیں تو ہم اسے ضرور پسند کریں گے۔

ہم گناہ کو پسند کرتے ہیں کیونکہ ہم پاکیزگی کی کشش کو نہیں دیکھتے ہم گناہ پر دھیان دیتے ہیں اور وہ بھی تفصیل کے ساتھ لیکن نیکی پر نہیں دھیان لگاتے

ہم ایک انفرادی زندگی گذارتے ہیں اور تھوڑا تیاگ کرتے ہیں۔ ہم سکرامینٹوں سے بھی دور نہیں رہتے اور مسیح کے بدن سے بھی الگ نہیں۔

ہماری عادت گناہ کرنے کی ہے اس وجہ سے ہم پاکی کے خلاف رہتے ہیں۔ ہمیں اچھی عادتوں کی طرف جھکاؤ دینا چاہیئے یہ کچھ اچھی عادتوں پر تصورات ہے۔

اگر ہم کسی بھی اچھی عادتوں پر عمل کریں۔ (دعا کرنا صبر دکھانا ہمدردی ظاہر کرنا، محنت کرنا) تو وہ ہماری زندگی کا جز بن جاتی ہیں۔ اور ہم ان سے اپنے اخلاق کو ترقی دے سکتے ہیں پہلے تو ہم یہ دیکھتے ہیں کہ عادت کی بنا پر ہم جلدی عمل کرتے ہیں۔ جیسے ٹائپ کرنا سائیکل چلانا۔ آسانی حاصل کرنے پر ہم اپنے کام کو خوبصورت بنا سکتے ہیں۔

جب عادت مستقل ہو گئی تو ہمیں اندرونی عادت محسوس ہوتی ہے۔ عادت اندرونی چیز ہے باہری نہیں۔

اگر کوئی ہمیں روزانہ نصیحت دے تو ہماری عادت نہیں بن سکتی جب ہم خود اندرونی جذبات کے محنت میں کام کریں گے تو عادت بن جائے گی۔

ہم کام میں ترقی نہیں پیدا کرتے جب کوئی چلاتا ہے لیکن جب ہم خود اندر محسوس کرتے ہیں کہ ہمیں جلدی کرنی ہے جب ہماری عادت بن گئی تو ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ ہم اسے باہر نکالیں۔ جب ہم کسی کام کو بار بار کرتے ہیں اسے دھراتے ہیں تو عادت خود بخود بن جاتی ہے ہم بغیر سوچے اسپر عمل کرتے ہیں آپ دیکھئے اخلاقی دائرے میں یہ عادت کس قدر فائدے مند ہے کتنی دفعہ لوگوں کی جانیں بچائی گئی ہیں جبکہ انھوں نے پہلی ترتیب کے مطابق ناگہانی مصیبت کا سامنا کرنا نہیں سیکھا تھا۔

آخر میں عادت ایک خوشگوار چیز بن جاتی ہے۔ فضل سے کامل بنا دیتا ہے۔ اسی وجہ سے کوئی کامل بُرائی نہیں کیونکہ برائی پھیلتی ہے۔ کامل حالت ہمارے غور کی مستحق ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ آپ کی ایک شخصیت ہے آپ کو آسمان کو ایک کامل چیز دینی ہے جو دوسرا نہیں دے سکتا آپ کی پاکی میں بڑھکر خدا کو وہ نذرانہ دے سکتے ہیں جو آسمان کے قابل ہے۔

یاد رکھنا چاہیئے کوئی دو آدمی ایک ہی طرح خدا کے سامنے نہیں جاتے ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ انفرادی حالت سے ہمیں تعجب میں ڈالتے ہیں۔ ہمیں امید کرنی چاہیئے کہ ہم اپنے اچھے کاموں سے دوسروں کو تعجب میں ڈالنا ہے۔

اگر ہم اپنی اچھی عادتیں مستقل بنائیں گے تو ہماری کامیابی ہو سکتی ہے۔ لیکن انہیں مستقل بنانا ہمارا مسئلہ ہے

✱ [illegible] (شیکسپیر)

اقوال زریں

از ظہیر صدیقی

ایسا ایک بھی شاستر نہیں ہے جسکو صدیوں تک ماننے کے بعد انسان نے اس سے اچھے کسی دوسرے شاستر کی کھوج اور تبلیغ میں نہ بھلا دیا ہو۔ آج انسان اپنی اس عادت کو بدل دیگا۔ اسمیں شک ہے۔ انسان کو ترقی کی طرف لے جانے والے سب اونچے اونچے اصول شروع میں اسوقت کے رائج عقائد کے خلاف تھے۔ اور ان اصولوں کو ایسے لوگوں نے بنایا تھا جنکو ✱

"جس شخص کا شیطان کے ساتھ بیوپار کرنے کا ارا[ده] ... اسوقت کی سوسائیٹی نے بے عزت کیا، ستایا اور سولی پر چڑھا دیا،" (جوزف میزنی)

بین الاقوامی عام رسالت کا جلسہ
CATHOLIC ACTION

یوخرسٹی مجلس کے دوران میں نومبر ۲۸ سے نومبر ۳۰ تک ایک بین الاقوامی عام رسالت کا جلسہ ہوا جس میں میرٹھ ڈایوسیس کے نمائندے مسٹر کرسٹوفر سلوانو ایم اے پکھرا اور جرنلسٹ نے ایک نمایاں حصّہ لیا۔ یہ جلسہ ۲۸ نومبر ۱۹۶۴ء کو سینٹ نیم کالج کے ہال میں منعقد ہوا۔ جلسے کے صدر مسٹر سطارس پریذیڈینٹ کا تھولک یونین آف انڈیا تھے۔

مس گولڈی سیکریٹری عام رسالت نے نمائندوں کا استقبال کیا۔ اور آرچ بشپ یوجین ڈی سوزا نے جو عام رسالت کے صدر ہیں بہ عنوان عام رسالت و یٹیکن کونسل کے تحت میں ایک ایڈریس پڑھا۔ جس میں انھوں نے کلیسیا کے کام میں عام رسالت کے حصّہ پر پُرزور الفاظ میں بیان کیا کہ مسیح کے کام میں عام رسالت کا ایک اہم حصّہ ہے اور انھوں نے وہ تجاویز پیش کیں جن کے تحت عام رسالت عمل میں لائی جاسکتی ہے۔

بعد عام رسالت کی بابت ہندوستان کی ایک رپوٹ پڑھی گئی ایشیائی ممالک سے آئی ہوئی رپوٹوں پر غور کیا گیا۔

بعد ازاں مباحثے ہوئے جن میں کئی ملکوں کے نمائندوں نے حصّہ لیا۔ ہندوستانی ڈیلیگٹوں میں سے مسٹر ٹوم کورلا کو (بنگلور) مسٹر تھومسن (دہلی) اور کرسٹو فر سلوانو (میرٹھ) نے حصّہ لیا۔

عام رسالت کی طرف سے ایک استقبالیہ خط پوپ پول ششم کی نذر کیا جس میں عام رسالت کی ضرورت اور تجاویز کا ذکر تھا۔

یہ خط آرچ بشپ آف بھوپال نے نذر کیا تھا جس پر بین الاقوامی لیڈراں کے دستخط تھے۔ یہ جلسہ ۳ دن رہا اور دونوں میٹنگ میں صبح و شام کئی آرچ بشپ اور مختلف ملکوں کے نمائندوں نے حصّہ لیا۔ ورکشوپ مقرر ہوئے اور گروپ اسٹیڈی کا پروگرام بنایا گیا۔ آخر دن گروپ لیڈروں نے اپنی اپنی رپوٹ پڑھیں اور جلسے کے صدر آرچ بشپ آف بھوپال نے تقریر کی اور برکت دی

"غزل"

جناب آر تھرزئی کلیمنٹ شوق دہلوی

جلوہ گر جب کہ مسیحا ہو گیا
ساری دنیا میں اُجالا ہو گیا

دل مسیحا پر جو شیدا ہو گیا
اپنا جنّت میں ٹھکانا ہو گیا

اُٹھ گئے پردے حریم ناز کے
ہر تماشائی تماشا ہو گیا

جب گئوشالہ منوّر ہو گئی
ذرہ ذرہ سربسجدہ ہو گیا

ہاتھ دامانِ مسیحا آ گیا
میری بخشش کا سہارا ہو گیا

بن گیا فرش بریں عرش بریں
حُسن خالق آشکارا ہو گیا

جب اٹھی روئے منوّر سے نقاب
دیکھنے والوں کو سکتا ہو گیا

ناز کرتی ہے جبین بندگی
دل میرا نذرِ مسیحا ہو گیا

آپ جب سے دل میں جلوہ گر ہوئے
زندگی میں لطف پیدا ہو گیا

آپ سے پہلے جہاں تاریک تھا
آپ آئے تو اُجالا ہو گیا

شرکت جشن ولادت ہو گئی
شوق کا ارماں پورا ہو گیا

اس جلسہ نے جو رپوٹ تیار کی ہے وہ سی، بی، سی، آئی کو پیش کی جائے گی اور اس کے مشورے سینٹرل عالمی کانگریس کو بھیجے جائیں گے۔
عام رسالت کے ہندوستان میں آرچ بشپ آف بھوپال صدر ہیں۔

اقرار ہما

جانشین ابوالخیال نادر - ہما میرٹھی

(بحر ہزج مثمنی سالم۔ مفاعیلن چار بار ایک مصرعہ میں)

مرے مولا مرے مالک مرے مختار ابن اللہ
مسیحی قوم کا اب تو ہو بیڑا پار ابن اللہ

نہ ہو گا ہم سے پطرس کی طرح انکار ابن اللہ
تہ خنجر کریں گے ہم ترا اقرار ابن اللہ

ترا دست مبارک غیب سے امداد کرتا ہے
مسیحی گو بظاہر ہے بڑا نادار ابن اللہ

ترے نقش قدم پر فخر سے ہم جان دیدیں گے
خوشی سے جان دیدیں گے فرازِ دار ابن اللہ

نپٹ لونگا زمانے سے ہیں دو دو ہاتھ کر لوں گا
مرے قبضہ میں ہے جب روح کی تلوار ابن اللہ

یہ میری سرخروئی ہے جو اشکِ خوں بہاتا ہوں
مری نظروں میں رہتی ہے شبیہ دار ابن اللہ

مبشر بے تکے خدمت سے دل خدّام کے خالی
کلیسیا کا حال اتنا ہوا ہے خار ابن اللہ

اگر ہو نام کے ان راہبان دیں پہ قہا رشش
دکاں ہیں پھر کلیسہ کے در و دیوار ابن اللہ

ہما ہم تو خدا والے ہیں ذکر نا خدا کیسا
ہماری ناؤ دم بھر میں کریگا پار ابن اللہ

غزل

بنجمین رحمت دہلوی

خطاؤں پر خطا قصداً اگر انسان کرتا ہے
موت کا پیدا وہ خود سامان کرتا ہے

بچاتا ہے وباؤں سے بلاؤں سے وہ بندے کو
ہماری الجھن و مشکل ہر اک آسان کرتا ہے

بچایا دانیل کو ماند میں شیروں کی جس نے تھا
حفاظت ہر جگہ ہر اک کی وہ یزدان کرتا ہے

زلیخا قید کروایا خدا کے بندے یوسف کو
تو والی اُس کا اُس کو مصر کا سلطان کرتا ہے

کرے آباد ویرانوں کو اپنی موج رحمت سے
کرم فرما وہ ریگستان کو چمنستان کرتا ہے

رہا دن تین تھا محفوظ یونس شکم ماہی کے
نشانِ عیسوی قائم یہ وہ رحمان کرتا ہے

کھلے رازِ حقیقت جو مسیحیت کے دنیا پہ
تو ہر اہلِ ہنر۔ اہل نظر پہچان کرتا ہے

کرو توبہ گنہگارو قیامت ہو گی بالآخر
نوشتہ پاک الہامی جو ہے اعلان کرتا ہے

ہمارا فرض ہے مائل رہیں ہم حق پرستی پر
توجہ بُت پرستی پر دلِ نادان کرتا ہے

رہو مِل جل کے آپس میں میری ملت کے اے لوگو
مسیح دو جہاں سب کو یہی فرمان کرتا ہے

نہ کیوں معمور ہو جائیں وہ عرفانِ الٰہی سے
بشر اُس کو نذر اپنے جو دل و جان کرتا ہے

نہ کیوں اپنے گناہوں سے وہ رحمت مخلصی پائے
جو تن من دھن میخانہ سبھی قربان کرتا ہے

رباعی (۱)

غم جہاں جو میرے دامن سے لپٹ جاتے ہیں
سُنتے نہ کیوں وہ قریب آکے میری فریاد رحمت
ہو کے عالم ہو مسیحا پاس میرے آتے ہیں
صدا دیتا ہوں جب تو ہونٹ تھرتھراتے ہیں

رباعی (۲)

میری عشق مسیحا میں یہ حالت سی ہو گئی۔
جب سے مسیح پاک کی رحمت ہوئی عطا
غم کو سہوں نہ کیوں کہ عادت سی ہو گئی
حاصل سکون دل ہوا راحت سی ہو گئی

منسٹر جنرل طبقہ کپوچن کا استقبال

سردھنہ ۲۷ دسمبر ۱۹۶۴ء موسٹ ریورنڈ فادر کلیمنٹائین او۔ ایف۔ ایم۔ کیپ منسٹر جنرل طبقہ کوچین کا بڑے جوش خروش سے استقبال ہوا۔ آپ کے علاقہ میں آتے ہی گھنٹوں کا بجنا شروع ہوا اور پریش کے تمام لوگ آپ کے استقبال کے لئے سینٹ جونس سمنری میں جمع ہوا۔

فادر ادیو دانس نے مقدس فرانس کا گیت گایا اور مسٹر فرانس ریڈورڈ نے ہار پہناتے ہوئے آپ کا استقبال کیا۔ علاقہ کی پریش کی طرف سے مسٹر کرسٹوفر سلوانو جرنلسٹ نے ایک ریڈریس پیش کیا۔ ریڈریس ہذا میں کپوچن فادر صاحبان کے نمایاں کام کی مدح سرائی تھی۔ کپوچین فادر صاحبان نے ۱۸۰۷ء میں ہندوستان کے اتری علاقہ کا چارج لیا تھا ان کا مرکز آگرہ تھا۔ وہاں کے کئی مشہور و معروف فادر صاحبان سردھنے کے مسیحیوں کی خدمت کرتا رہے۔ اس طبقہ کے تین کاہنو کے نام قابل ذکر ہیں۔ فادر ریجیتیان جو آگرہ کے پریفکیٹ اپوسٹولک مقرر ہوئے۔ فادر جولیس سیزر جو سردھنہ کے پہلے بشپ بنے اور فادر انیکل آنجلو جو ۱۸۸۶ء میں آگرہ کے پہلے ارچ بشپ مقرر ہوئے۔

کپوچین طبقے کے فادر صاحبان نے بیگم سمرو کو اسلام سے مسیحیت میں شریک کیا جس نے سردھنہ کا مشہور گرجا اپنے ایمان کے ثبوت میں تعمیر کرایا۔ پوپ گریگری سولھویں نے بیگم کو اس گرجہ بنانے کے لئے اپنی برکت دی اور کئی متبرک انعامات بھی پیش کئے۔ اس وقت سردھنے کے مسیحیوں کی تعداد تقریبًا دو ہزار تھی۔

سردھنے میں جیزس میری طبقہ کی خاتون ۱۸۴۸ء سے کپوچین فادر صاحبان کے ساتھ کام کرتی رہی ہیں۔ اس خدمت کے لئے فادر جنرل نے ان کا شکریہ ادا کیا۔

ایڈریس کے جواب میں فادر جنرل نے کہا کہ جو عزت افزائی آپ نے میری کی ہے وہ کپوچن طبقہ کی عزت افزائی ہے۔ میں اس کا صدر ہونے کی حیثیت سے کپوچین فادر صاحبان کا کام اس ڈایوسیس میں دیکھنے آیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ کپوچن فادر لوگ ۱۵۰ برس سے زیادہ آپ لوگوں کی خدمت کرتے رہے ہیں اس لئے وہ آپ کی محبت اور خلوص کے مستحق ہیں مجھے امید ہے کہ آپ لوگ ہمیشہ اُن کے کام میں ہاتھ بٹاتے رہیں گے۔

فادر جنرل نے سیرا فک برکت دیتے ہوئے پریش کے لوگوں کا ان کے استقبال کے لئے شکریہ ادا کیا۔ دوسرے دن آپ نے "فضلوں کی ماں" کے التار پر پاک مسا چڑھائی جس میں سب مسیحی شریک ہوئے۔ اور بہتوں نے پاک شرکت بھی لیا۔

فادر ادیو دانس نے نصیحت میں فادر جنرل کی آمد کے لئے شکر گذاری پیش کی اور کہا کہ "فضلوں کی ماں" سے سردھنہ مختلف طریقوں سے فیضیاب ہوتا رہتا ہے۔ اس فضل کی اہم عنایت فادر جنرل کی آمد ہے۔

سردھنہ سے فادر جنرل جنگیٹھی گئے اور بعد میں بشپ سے ملاقات کرتے ہوئے دہلی گئے۔ آپ میرٹھ جنوبی ہندوستان کے دورے سے آئے تھے۔ اور یہاں سے آپ اتری علاقے کی کپوچن ڈایوسیس کا دورا کرینگے۔ ہندوستان سے آپ پاکستان جائیں گے جہاں آپ لاہور اور کراچی کے علاقے دیکھیں گے۔ کراچی میں محترم فادر جنرل کے بھائی سپیریر ہیں۔

سوانح حیات

آپ ۱۱ فروری ۱۹۰۹ء میں ہالینڈ میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۲۵ء میں آپ کپوچین طبقہ میں شامل ہوئے۔ ۲۱ ستمبر ۱۹۳۵ء میں آپ کاہن بنے۔ آپ نے روم سے ڈی۔ سی۔ ایل کی ڈگری لی اور ۱۹۵۵ء تک ہالینڈ میں کینن لا اور لیٹرس کی پروفیسر رہے۔ ۱۹۵۱ء تک آپ نے وہاں پریش کا کام کیا۔ ۱۹۵۰ء میں ڈچ پرونس کے پرونسیل اور ۱۹۶۴ء تک آپ کپوچن کوریا میں رہے۔ اور اسی سال آپ کپوچن فرقے کے فادر جنرل مقرر ہوئے۔ آپ سینٹ فرانسیس آف اسیسی کے جانشین ہیں۔ آپ کارڈینل گراسیاش کے دعوت نامے پر بمبئی کے کانگرس میں شرکت کے لئے آئے تھے۔ لیکن اسی دوران میں آپ نے ہندوستان اور پاکستان کے کپوچن علاقے بھی دیکھے۔ آپ ۳۱ جنوری ۱۹۶۵ء کو روم روانہ ہوگئے۔

خبریں

روڑکی

ہمیں از حد افسوس ہے کہ ۵ ر اکتوبر ۱۹۶۴ء کو مدر میری کلیمینیا جو ہندوستان میں سینٹ آن کی سیسٹروں کی سپیریئر تھیں اس جہان فانی سے کوچ کر گئیں آپ کی عمر ۷۳ برس کی تھی آپ ملک اٹلی سے ۶ دسمبر ۱۹۱۲ء میں ہندوستان تشریف لائیں اور اُسی وقت سے جانفشانی کے ساتھ مشن کے کام کو سرانجام دیتی رہیں۔

شمالی ہندوستان میں سینٹ آن کی سیسٹرز میں روڑکی مراد آباد، اور رامپور میں اسکول کے کام کو چلا رہی ہیں اور ساتھ ساتھ اشاعت ایمان کے کاموں میں بھی مدد دیتی ہیں۔ گرجہ کی صفائی اور سجاوٹ کو اپنا فرض اولین کام سمجھتی ہیں۔ مرحومہ مدر کلیمینیا کے حکم سے وہ بلاسپور قصبہ ضلع رامپور کے آس پاس میں ایک ہسپتال رفاہ عام کیلئے چالو کریں گی۔

بمبئی

یوخرسٹی کانگریس کے موقعہ پر بمبئی کے کاتھولک ایویلسٹن نے ایک کتاب شائع کی جس میں کاتھولک کلیسیا اسکے اداروں اور مشہور لیمین کے بارے میں ہر طرح کی معلومات پیش کرتی ہے۔ کتاب بہت دلچسپ اور ہندوستان کی کلیسیا کی اصلی صورت پہچاننے کے لئے ایک مفید خزانہ ہے

نئی دہلی

ہندوستان کے صدر ڈاکٹر رادھا کرشنا نے ڈاکٹر پی۔ وی چیریا کو مہاراسٹریہ کے گورنر کے عہدہ پر سرفراز کیا آپ ایک تجربہ کار مسیحی ہیں جو چار مرتبہ مدراس میں میئر کے عہدہ پر رہ چکے ہیں۔

تعلیمی خدمت کی وجہ سے آپ کا نام ہندوستان میں روشن ہے ہم آپ کو مبارکباد دیتے ہیں۔

کیرل

یہ ہندوستان کی سب سے چھوٹی ریاست ہے اس کا رقبہ ۱۵ اسو مربع میل ہے اس کی کل آبادی ۱۵،۳۷،۱۶۹۰ ہے۔ جس میں سے کاتھولک مسیحیوں کا شمار ۸ ۹ ۳ ر ۴ ۳ ۴ ۲ یعنی آبادی کے لحاظ سے ۱۴ فیصدی دیگر مسیحیوں کی آبادی ۳۵،۳۷،۳۶۵ یعنی ۲۲ فیصدی ہے۔ یہاں کے کاتھولک لوگوں کا ایمان مقدس تھوماس رسول کے زمانے سے چلا آ رہا ہے۔ سینٹ فرانسس زیویئر کے زمانہ سے ایک نئی تحریک شروع ہوئی تب سے کاتھولک مذہب بڑے جوش کے ساتھ پھیلایا جا رہا ہے۔

ان کاتھولک مسیحیوں میں ایمان نے بہت گہری جڑ پکڑی ہے جس کی وجہ سے نوجوان بہت تعداد میں کہانت کے لئے تیاری کرتے ہیں لڑکیاں اتنی زیادہ تعداد میں سسٹریں بننے کے لئے جاتی ہیں۔ اتنا کہ اُن میں سے اپنا مقصد پورا کرنے کیلئے یورپ چلی گئی ہیں۔ اور وہاں سسٹریں بن گئیں۔ کیرل کے کاہن قریباً ہندوستان کی ہر ڈایوسس میں پائے جاتے ہیں اور اور اس طرح جو جگہ بدیسی مشنریوں سے خالی تھی ان سے پوری کی گئی۔ یہاں نئے نئے گرجہ بھی کھولے گئے ہیں۔

دہلی

کاتھولک کلیسیا آجکل ہندوستان میں خدا کے فضل سے روز بروز ترقی کر رہی ہے بمبئی میں ایک کارڈینل بشپ کے عہدہ پر سرفراز ہے۔ اس کے علاوہ دیگر ڈایوسیس کے لئے ۵ ۷ آرچ بشپ اور بشپ ۶ ہزار پریسٹ ۲۰ ہزار سسٹریں۔ ۴ ہزار برادرس اشاعت ایمان کے پھیلانے میں مدد کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ کئی ہزار کیٹی کسٹ کام کرتے ہیں۔ اس ملک میں کاتھولک کلیسیا کی طرف سے ۷ ۶ کاتھولک ڈگری کالج ۵ ہزار اسکول ۱۰۰ ہسپتال ۶ ہزار سے زیادہ خیراتی ادارہ جاری ہیں۔ یہ سب کچھ ان مذہبی آدمیوں کی بدولت جو جانفشانی اور خاموشی کے ساتھ سلامتی کا پیغام پہونچاتے ہیں۔ فخر کی بات ہے کہ ہندوستان کے لیڈران میں سے کئی ایسے ہیں جنہوں نے ان کاتھولک اداروں میں تعلیم حاصل کی ہے۔

کانگو

پاپائے اعظم پول ششم نے اس ملک کے وزیر اعظم کو ایک پیغام بھیجا ہے۔ جس میں وہ صلاح دیتے ہیں کہ جو لوگ آپس کی لڑائی کے ذمہ وار ہیں۔ ایک ایسا راضی نامہ کریں جو سچائی، انصاف محبت اور آزادی کے اصولوں کے مطابق ہو۔ پاپائے اعظم نے اس دکھی اور غم زدہ ملک سے اپنی

دھلی

یہاں کے آرچ بشپ جے فیرنینڈس کی پچاس سالہ کہانت کی یادگاری منائی گئی اور دھلی کے کاتھولک لوگوں نے اپنے روحانی چرواہے کے لئے اپنی محبت اور عزت کا اظہار کیا۔

روم

۱۲ دسمبر ۱۹۶۴ء کو روم میں مقدس تھوماس رسول ہند کی عید جشن پر .. ۳۰۰ ہندوستانی شہری جو یہاں آباد ہیں اس عید میں حاضر ہوئے۔ جنکو سنت پاپا نے "جے ہند" کیا۔ جماعت نے بڑے زور سے جے ہند کا جواب جے ہند میں دیا جیسے ہی وہ تخت پر رونق افروز ہوئے ان کو بھیڑ میں چند بچے دکھائی دیئے۔ بچوں کو بلا کر انکو اپنے داہنے ہاتھ پر بٹھایا۔ جماعت نے "ذکری یشوع بھگوان کی" کا گانا گایا، اور فادر زکریاس نے ایک چھوٹا ایڈریس پڑھا۔ یہ ملاقات قریبًا ایک گھنٹہ تک ہوتی رہی۔ اخیر میں سب حاضرین کو پاپائے اعظم کی انگوٹھی چومنے کا موقع دیا گیا۔

روم

کرسمس کے موقع پر اجازت دی گئی کہ آدھی رات کی ماس میں پاک شراکت لی جاسکتی ہے صبح کرسمس کے دن پر بہت سے لوگوں نے پہلی مرتبہ ایک دن میں دو دفعہ پاک شراکت لی ہے۔

لندن

آرچ بشپ ہینن نے انگلینڈ کے کاتھولک مسیحیوں سے درخواست کی کہ وہ ہندوستان کے لئے دعا کریں اسکے علاوہ انہوں نے صلاح دی کہ لوگ ہندوستان کے غریبوں کے لئے کپڑے اور خوراک بھیجیں کاتھولک خیراتی فنڈ میں سے آپ نے بنگلور کے سینٹ جونس میڈیکل کالج کے لئے دس ہزار پونڈ بھیجنے کا انتظام کیا ہے

گوا

سینٹ فرانسس زیویر کی نمائش کے موقع پر سینٹرل گورنمنٹ نے ۵۶ لاکھ روپیہ عنایت کئے تاکہ وہاں کی تمام یادگاریوں اور نمائشی چیزوں کی مرمت کی جائے، سڑکیں پانی کا معقول انتظام کیا جائے۔ ۱۸ دسمبر تک اندازاً ۲ لاکھ زیارتی گوا پہونچ چکے تھے پولیس کی مدد کے لئے ہوم گارڈ کی ایک پلٹن بھیجی گئی تاکہ آمدرفت میں گڑبڑ نہ ہو۔ ہر ہفتہ تقریبًا ۶۰ ہزار زیارتی سینٹ فرانسس زیویئر کے تبرکات کو چوم لیتے ہیں۔

انگلینڈ

اب تک کاتھولک مسیحیوں کو بہت سخ سے منع تھا کہ پروٹسٹنٹ گرجو کی عبادتوں میں شریک نہ ہوں۔ مگر اب اجازت دی گئی کہ کسی خاص وجہ سے اُس میں شریک ہو سکتے ہیں۔ لیکن پا شراکت کی عبادت میں شریک ہونے کی اب بھی اجازت نہیں ہے۔ اور نہ وہ پروٹسٹنٹ عبادت کے عادی ہو ہیں۔ یہ تبدیلی اس لئے کی گئی کہ ویٹیکن کی عام مجلس کی ہے کہ جہاں تک ہوسکے آپس میں میل محبت بڑھ جا یہ مواقع حسب ذیل ہیں۔

۱ دوستی یا رشتہ داری کی وجہ سے نکاح کی رسم اور جناز میں شریک ہوسکتے ہیں۔ آئندہ غیر کاتھولک نکاح میں کاتھولک بیچولیا ہوسکتا ہے۔

۲ متحدہ عبادت کے لئے مقامی پریسٹ کی ذمہ دار پر انتظام چھوڑا جاسکتا ہے۔ اچھا ہو تاکہ دونوں کاتھو اور پروٹسٹنٹوں کو باری باری دعا پڑھنے کا موقع جائے۔ مسیحی اتحاد کے ۸ یوم کی دعائیں پچھلے سالوں میں جوش کے ساتھ کی گئیں جس کی وجہ سے اس موقع پر پاک کلام کی تلاوت اور مسیحی گیت بھجن میں شریک ہونے ہدایت کی جاتی ہے۔

بشپ صاحبان کی منظوری سے پریسٹ اور لیمین غیر گرجوں میں تبلیغ کر سکتے ہیں۔ مگر اُن کی تبلیغ عبادت حصہ نہ ہو۔

غورطلب

رسالہ "فضلوں کی ماں" آپ کا ہی رسالہ ہے۔ عرصہ د یہ آپکو فائدہ پہنچا رہا ہے مگر آپ اس کو کیا فائدہ پہنچ رہے ہیں ؟ - کیا آپ نے اپنا چندہ بھیجا ہے ؟ - اگر اپنی پہلی فرصت میں چندہ اس پتہ پر آج ہی روانہ کریں ایڈیٹر فضلوں کی ماں، کاتھولک چرچ کورٹ روڈ سہارنپو

فادر ایبیڈیوس، ایڈیٹر پرنٹر پبلشر نے نیشنل پرنٹنگ پریس دیوبند میں چھپوا کر دفتر ماہنامہ فضلوں کی ماں سنت آشرم مظفر نگر سے شائع
روحانی سرداروں کی اجازت سے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۳۶۲

"خدا کو ساتھ رکھو"

(کرسٹوفر سلوانو، ایم اے)

موجودہ زمانہ صرف انسان کی زندگی کے لئے ایک تاریک وقت ہے۔ بلکہ تمام دنیا کے لئے نہایت نازک اور خطرناک زمانہ ہے۔ لیکن ہماری تمام دشواریوں کا ایک حل ہے وہ ہے ایک مسیحی زندگی کا روزانہ عمل۔ مذہب کا زندگی کے ہر پہلو پر اثر کرنا۔ تجربہ ہمیں سکھاتا ہے کہ صرف مذہبی اصول ہی ہماری زندگی کو خوشگوار بنا سکتے ہیں۔ وہ ہی تمام مسائل کا علاج ہیں۔

سنہ ۱۹۴۷ء میں ایک تاجر نے کچھ نیک لوگوں کو اپنے مکان پر دعوت دی تاکہ وہ دنیا کی حالت پر غور کریں اور دنیا کے اہم مسائل کا کوئی حل تلاش کریں۔ سب نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ دنیا کو اپنے بچوں کے لئے ایک خوشگوار مقام بنائیں۔ رائے عامہ سے یہ طے ہوا۔ کہ صرف مذہبی اصولوں سے ہی ہم جماعت کو بچا سکتے ہیں۔

جی۔ کے۔ چیسٹرٹن نے لکھا ہے "مسیحیت نہ کامیاب نہیں ہوئی بلکہ اس پر عمل نہیں کیا گیا" ہم نے مذہب کو کاہنوں کی میراث سمجھ کر اُن ہی کے سپرد کر دیا ہے۔ شاید آپ بھول گئے کہ مسیح کے رسول عوام میں سے ہی تھے اور انھوں نے دنیا کے ہر کونے میں مسیح کا پیغام پھیلایا۔ انجیل کی خوشخبری سنائی مسیحیت قائم کی اُسے مضبوط بنایا۔ کلیسیائی نظام تیار کیا۔ ہو سکتا ہے ہم بھی کچھ کر سکیں۔

اگر آپ کوشش کریں تو صنعت و حرفت، سرکار، ملازمت اور دوسرے حلقوں میں مسیح کے اصولوں کا عمل کیا جا سکتا ہے لوگوں کی زندگی اُن اصولوں پر چلائی جا سکتی ہے جو انسان کو خوشی اور اچھا اخلاق، نیک جذبہ، دوسروں کی ہمدردی، محبت اور جانفشانی کا سبق پڑھا سکتے ہیں۔

امریکہ میں ایک عوام کی تحریک شروع ہوئی جس میں صرف ایک ہزار ممبر تھے۔ اس تحریک میں کیتھولک، پروٹیسٹنٹ اور یہودی شامل تھے۔ یہ ممبران امریکہ کے ۴۵ صوبوں میں اور یورپ کے ملکوں میں پھیلے ہوئے تھے۔ اس جماعت کی کوشش کا نتیجہ ایک یہ ہوا کہ یو۔ این۔ او (U.N.O) میں عبادت کا ایک کمرہ مخصوص کیا گیا۔ اس مجلس کی کارروائی دعا سے شروع ہونے لگی اور بہت سے کام کئے گئے جو انسانی زندگی میں مسیحیت کے اصولوں کی جھلک دکھلاتے ہیں۔ مذہب کو زندگی کا اول صالح دکھاتے ہیں۔

۴ اس جماعت کے ممبران بغیر شور و غل مچائے ہوئے اپنی الگ الگ کوششوں سے انسان کی زندگی میں مذہب کو لانے کے کوشاں ہیں۔ ممبران ہر طبقہ کے لوگوں میں۔ چھوٹے بڑے، اونچے مرتبہ کے اور چھوٹے مرتبہ کے۔ لیکن سب یہ جذبہ رکھتے ہیں کہ مذہب کے اصولوں پر چلیں اور دوسروں کو اچھا نمونہ دیں

اگر ہم زندگی کے ہر کام میں خدا کی امداد چاہیں تو کیا یہ ممکن نہیں کہ خدا ہمیں کامیابی دے سکتا ہے۔ ممکن ہے لیکن ہم ایمان کے کمزور ہیں۔ خدا سے دور رہتے ہیں۔ اس پر بھروسہ نہیں رکھتے۔ اس کے اصولوں پر زندگی کی تنظیم نہیں کرتے۔

ہم میں سے بہت سے ہیں جو ذرا ذرا سی باتوں میں لڑنے مرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ کاش اگر ہم ضبط اور صبر سے کام لیں تو

ہمارا اخلاق کچھ اور ہی ہو گا۔

خدا سے اکثر کلام کرنا خوشی اور تسلی سے خالی نہیں۔ اسکے اصولوں پر چلنا کامیابی حاصل کرنا ہے۔

ایک کارخانہ میں کچھ لوگوں نے یہ طے کیا کہ وہ نہایت ایمانداری سے اپنا فرض انجام دیں گے۔ کچھ ہی دن میں کارخانے میں انقلاب پیدا ہو گیا۔ مالک نے یہ خیال کیا کہ کچھ لوگوں نے کوئی نئی مشین بنا رکھی ہے جس کی وجہ سے کام اتنا اچھا اور جلدی ہوتا ہے۔ حقیقت معلوم کرنے پر اُسے تعجب ہوا کہ مذہب کیا کمال نہیں دکھا سکتا۔

مذہب کو ہم روزانہ کے کام سے الگ نہیں کر سکتے زندگی سے الگ نہیں کر سکتے۔

یہ مذہب ہی ہے جو بڑے بڑے تاجروں کارخانوں کے مالکوں کو سکھاتا ہے کہ وہ دوسروں کی بھلائی کرنے سے کبھی نہ ہچکچائیں۔ لہذا وہ لاکھوں روپیہ خیرات کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ اور پھر بھی غریب نہیں ہوتے۔ پھلتے پھولتے رہتے ہیں۔

ہمارے چاروں طرف ایسے موقعہ ہیں جہاں ہم مسیحیت کو عمل میں لا سکتے ہیں۔ عوام کی تحریک نے صرف ذرا سا کام کیا ہے۔ لیکن اگر ہم سب مسیحی اپنی زندگی میں مسیح کو پیش کرنے کی کوشش کریں۔ مذہبی اصولوں کی پیروی کریں تو ہم سماج اور ملک کو بہت فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ بشرطیکہ ہم ہر وقت اور ہر کام میں خدا کو اپنے ساتھ رکھیں۔

آج وقت ہے کہ ہر مسیحی رسالت کے کام میں حصہ لیکر اپنی زندگی اور نمونہ سے مسیحیت کا پیغام ان لوگوں کے درمیان پہنچائیں جو اس کو سننے کے مشتاق ہیں۔ رسالت کی بلاہٹ ہر مسیحی کیلئے ہے۔ کاش مسیح ہمیں یہ جذبہ دے کہ ہم اپنے لئے نہیں۔ بلکہ دوسروں کے لئے جینا سیکھیں۔

مضمون نگار حضرات اپنے مضامین صاف اور خوشخط کاغذ کے ایک ہی طرف لکھیں۔ جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا مناسب ٹکٹ بھیجئے!

ایک خدا۔ ایک ایمان۔ ایک بپتسمہ

(افسیوں ۴ باب ۵ آیت):

ناگپور:۔ مسیحی اتحاد کے لئے ایک ہفتہ منایا گیا جس میں ہر رنگ کے مسیحی شریک ہوئے۔ مقام سینٹ فرانسس ہائی اسکول تھا اور اوسطاً ۵۰۴ آدمی روزانہ حاضر ہوتے رہے۔ ہر روز تبلیغ دینے کے لئے الگ الگ مشن کے دو آدمی چنے گئے تھے ۲۷ جنوری ۱۹۶۵ء کو مشترکہ مسیحیوں کا جشن منایا گیا۔ جس میں کرسچن اسکول کے لڑکے لڑکیوں نے طرح طرح کے کھیل اور گانے پیش کئے۔ اس موقع پر حاضرین کی تعداد بہت زیادہ تھی۔

بمبئی:۔ سینٹ تھیوڈور ہائی اسکول کا ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ جب یہاں کے مسیحی لوگ اتحاد کے ہفتہ میں دعا کے لئے جمع ہوئے کارڈینل گریشیس بشپ ولیم گومز اور بہت سے کیتھولک پریسٹ اور ایماندار شریک ہوئے۔ انگلیکن بشپ رونلسن نے کہا!

"ہم لوگ اتحاد کی تحریک میں ایک قدم آگے بڑھیں" ہم بہت خوش ہیں۔ کہ گذشتہ دو سالوں میں اتحاد کے بارے میں تبلیغ سننے کے لئے برابر اکٹھے ہوئے۔ ہم شوق سے یونیورسٹی کانگریس میں شریک ہوئے اور ایک وہ وقت آگیا جب ہم مشترکہ دعا کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں۔ آپ نے زور دیا کہ لوگ برابر مسیحی اتحاد کے لئے دعا کریں۔

کارڈینل گریشیس نے اپنی تقریر میں فرمایا جو تبدیلیاں مسیحی اتحاد کے لئے ہمیں واقع ہوتی ہیں۔ وہ رفتہ رفتہ ہونی چاہئیں۔ ناممکن ہے کہ اچانک سب کچھ بدل جائے۔ مسیحیت کے لئے ایک نیا زمانہ شروع ہوا ہے۔ حقیقتاً پرانا زمانہ کی ہوا بالکل تبدیل ہو گئی ہے ایک مسیحی کو فکر ہونی چاہیئے۔ کہ وہ مسیحی اتحاد پیدا کرے اور بحال کرے

ایک چبوترہ پر الطار بنا ہوا تھا جس پر ایک سادی صلیب اور ایک کھلی ہوئی بائیبل مقدس رکھی گئی۔ میٹنگ مقدس بائیبل کی تلاوت سے شروع کی گئی۔ تھیوسن انسٹیٹیوٹ اور سالویشن آرمی کے بینڈ نے گانے بجانے میں حصہ لیا۔ میتھوڈسٹ کے پادری ایچ اے اساونڈرس دعا کی ترتیب کے ہادی تھے

بنگلور:۔ یہاں کا ہولی ٹرنٹی چرچ کیتھولک اور پروٹسٹنٹ آرتھوڈاکس سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا تاکہ مسیحی اتحاد کی عبادت میں

شریک ہوجائیں۔ میسور کے پروٹیسٹنٹ بشپ اور منگلور کے کاتھولک بشپ ہفتہ بھر کی عبادت میں شریک رہے۔ جناب فادر ڈانیل نے اپنی تقریر میں ذکر کیا کہ پاپائے اعظم کی آمد ہندوستان میں مسیحی اتحاد کا ایک شگون ہے۔ ملیالم زبان میں گانے گائے گئے اور سیرین ارتھوڈاکس پریسیٹ کی درخواست پر کاتھولک آرچ بشپ نے اس کارروائی پر برکت دی۔

رانچی:۔ ۲۴ر جنوری کے اتوار کو رانچی کے مسیحیوں نے مسیحی اتحاد کی دعا کے لئے اکٹھے ہوئے۔ یہ پروگرام سینٹ البرٹ کی سیمنری میں ہوا۔ ہر ایک کلیسیا کو موقع دیا کہ وہ کچھ آیات مقدس بائیبل میں سے پڑھ کر سُنائیں۔ زیادہ تر حسب ذیل آیات چنی گئیں جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ کلیسیا ایک جماعت ایک انگورستان ایک بھیڑ خانہ۔ ایک گھرانہ، ایک ہیکل اور ایک بدن جس کا سر مسیح ہے، مقدس بائیبل کی آیات پڑھنے کے بعد خاموشی کی دعا ہوئی۔ اور لوگوں کو اس طرح کی دعا بتائی گئی۔ "آ ے خداوند کا شکر ہم محسوس کریں کہ ہم جو یہاں اکٹھے ہوتے ہیں۔ تیری چنیدہ قوم ہیں۔ تیری پاک مرضی ہے کہ ہم سب تیری پاک محبت میں ملے رہیں۔" بچوں نے انگریزی اور ہندی میں مزامیر گائے۔

چھوٹے ناگپور کے انگلیکن بشپ ولبرہنس صاحب نے میٹنگ برخاست کرنے سے پہلے لوگوں کو دھیان کرنے کے لئے بہت مفید خیالات پیش کئے " کلیسیا کے کام کی کامیابی دنیا میں خداوند کی چنیدہ قوم میں میل اور ایکتائی پر منحصر ہے"۔ ہمارے خداوند نے کہا "میں صرف انہی کے لئے نہیں بلکہ اُن کے لئے بھی عرض کرتا ہوں جو انکے کلام کے وسیلے سے مجھ پر ایمان لائیں گے۔ تاکہ وہ سب ایک ہوں جس طرح کہ تو اے باپ مجھ میں ہے۔ اور میں تجھ میں ہوں وہ بھی ہم میں ایک ہوں تاکہ دنیا ایمان لائے کہ تو نے مجھے بھیجا ہے۔" یوحنا ۱۷ / ۲۰-۲۱ دنیا یسوع مسیح پر ایمان لائے گی۔ جب اسکے پیروکاروں کا ایمان ایک ہی ہوگا۔ مسیح کلیسیا کا ایک ہونا ایک نہایت بڑی ذمہ داری ہے۔

بقیہ ص پر

کاتھولک بائیبل اردو

جس کا ہر مسیحی گھر میں ہونا ضروری ہے۔ خواہش مند اصحاب بارہ روپیہ ۵۰ پیسے کا منی آرڈر ذیل کے پتہ پر پیشگی ارسال کریں۔

فادر امیدیوس کاتھولک چرچ کورٹ روڈ سہارنپور

صحت کتب مقدسہ

س۔ ۴:۔ چاروں انجیلوں میں سے کون سی انجیل حضرت مسیح ابن مریم پر نازل ہوئی تھی؟

ج:۔ جو کلام خدا باپ نے مسیح کو سونپا اور جو کام اُسے کرنے کو دیا وہ سب اناجیلِ اربعہ میں مرقوم ہے اور اُس کے مذہب کی تاریخ اور تعلیم سارے عہد جدید میں درج ہے۔ اس لئے اس طرح سے چاروں اناجیل مسیح پر نازل ہوئی تھیں بلکہ سارا عہد جدید مسیح کو بخشا گیا تھا۔ مگر چاروں انجیلوں میں سے لکھی لکھائی یعنی کتابی صورت میں کوئی انجیل بھی خداوند مسیح ابن مریم پر نازل نہیں ہوئی تھی۔ مسیح تو کیا کسی نبی پر بھی کوئی کتاب لکھی لکھائی نازل نہیں ہوئی تھی حضرت موسیٰ کو بھی توریت کا کلام اور کام ملا۔ حضرت داؤد نے بھی زبور نہیں لکھا۔ اُس میں چند زبور حضرت داؤد کے بنائے ہوئے درج ہیں چونکہ اُس نے خدا کی حمد اور خدمت میں گانے بجانے کا خاص اہتمام کیا تھا۔ اس لئے شاعرانہ مجموعہ یعنی گیتوں کا مجموعہ اُس کے نام سے منسوب کر دیا گیا۔ توریت میں حضرت موسیٰ کا مذہب اور اُن کی تاریخ درج ہے اسلئے وہ موسیٰ کی کتاب کہلائی۔ بعض انبیاء نے خود کتابیں لکھیں اور بعض کے نام کی کتابیں اوروں نے لکھیں اگر لکھی لکھائی کتاب کسی پر بھی نہ اُتری۔ قرآن مجید بھی آنحضرت صلعم پر لکھا لکھایا نہیں اُترا تھا بلکہ مختلف اشخاص نے آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد مختلف مجموعوں میں جمع کیا پس مسیح پر بھی اناجیل اربعہ نہ لکھی لکھائی کتابی صورت میں اُتری تھیں اور نہ اُس نے اِن کو خود لکھا تھا جس طرح کہ قرآن مجید نہ آنحضرت صلعم پر لکھا لکھایا اُترا تھا اور نہ آپؐ نے اِسے خود لکھا تھا بلکہ آپؐ کی وفات کے بعد غیر مُلہم شخصوں نے اِسے مختلف مجموعوں میں جمع کیا۔ اسی طرح مسیح کے آسمان پر جانے کے بعد مُلہم اشخاص نے الہام الٰہی سے عہد جدید کو لکھا فرق اتنا ہے۔ کہ قرآن مجید کو جمع کرنے، اور لکھنے والے غیر مُلہم تھے۔ مگر انجیل یعنی عہد جدید کو لکھنے والے مُلہم تھے اور مسیح کے خادموں کی لکھی ہوئی اِنجیل مسیح کی انجیل ہے اُسی کو انجیل کہتے ہیں۔ اِن کتابوں کے علاوہ یعنی مجموعہ جدید

کے علاوہ جن میں اناجیل اربعہ بھی شامل ہیں۔ کوئی اور کتاب مسیح کی انجیل نہیں مانی گئی ہے۔ پس یہ اناجیل اربعہ جو کتابی صورت میں مسیح پر نازل نہیں ہوئی تھیں اور جن کو مسیح نے خود تصنیف نہیں کیا تھا بلکہ اس کے حواریوں اور اُن کے شاگردوں نے تحریر کیا تھا یہی کتابیں مسیح کی حقیقی انجیل ہیں۔ عہد جدید اور اُس کے مذہب یا اس کی تعلیم اور تاریخ ہی کے بارے میں کہا گیا ہے کہ مسیح پر انجیل اُتری۔ اس انجیل کے سوا نہ کوئی اور انجیل مسیح اُمت اور مسیح کلیسیا نے مانی ہے اور نہ کوئی اور مستند انجیل ہے یہی مسیح پر اُتری تھی یہی مسیح کو ملی تھی اور یہی مسیحیوں کے ہاتھوں میں مسیحیت کے شروع سے موجود رہی ہے۔ اس مستند انجیل کا اناجیل اربعہ ایک حصہ ہیں پس اناجیل اربعہ مسیح کی انجیل ہیں جو خدا نے مسیح کو عطا کی اور کل بنی نوع انسان کی ہدایت کیلئے قیامت تک کے لئے عطا کی۔ مسیح کی انجیل ابدی انجیل ہے اور وہ ابدی انجیل یہی ہے جو ہمارے ہاتھوں میں ہے۔

۵۔ س:۔ کتب مقدسہ پیغمبر عرب آنحضرت صلعم کے ظہور سے پیشتر محرف ہو چکی تھیں اور یہ تحریف اسی طرح ہوئی کہ انہیں مسیح کی اُلوہیت اور آپ کی ابنیت اور تثلیث کی تعلیم اور آپکی صلیبی موت اور قبر سے دوبارہ جی اُٹھنے کے فرضی بیانات شامل کر دیئے گئے ہیں۔ یہ باتیں اصل انجیل کا جزو نہیں تھیں۔

ج:۔ اگر یہ باتیں اصل انجیل کا جزو نہیں تھیں تو ہمیں وہ اصل انجیل دکھا دو۔ کہ اصل انجیل یہ ہے اور دیکھ لو کہ یہ باتیں اس انجیل کا جزو نہیں ہیں مگر ایسے دعوے صرف ان کے منہ کی باتیں ہیں نہ یہ کوئی اور اصل انجیل دکھا سکتے ہیں، نہ اُسے اصل انجیل ثابت کر سکتے ہیں اور نہ یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ یہ باتیں اصل انجیل کا جزو نہیں تھیں۔ انجیل کے مذہب میں تحریف معنوی اور تبدیلی تعلیم کر کے بعضوں نے جعلی اناجیل جعلی خطوط مکاشفہ کی جعلی کتابیں اور دیگر طرح طرح کی جھوٹی کتابیں لکھیں مثلاً اعمال کی جعلی کتابیں لکھیں اُن جعلی اور جھوٹی کتابوں میں سچ اور جھوٹ ملا جلا بیان کیا گیا ہے۔ یعنی اُن میں بعض باتیں سچی ہیں اور بعض جھوٹی ہیں بعضوں نے مسیح کی تعلیم میں تحریف معنوی اور تبدیلی تعلیم کر کے اپنی کتابوں میں مسیح کی اُلوہیت اور آپ کی ابنیت

اور تثلیث کی تعلیم اور آپ کی صلیبی موت اور قبر سے دوبارہ جی اُٹھنے [illegible] حقیقی اور سچی تعلیم کا انکار کر کے ان کی بجائے فرضی بیانات شامل کر دیئے مگر یہ فرضی بیانات یعنی جھوٹی باتیں اور جھوٹی تعلیمیں اصل انجیل کا جزو شامل نہیں تھیں۔

اگر کتب مقدسہ پیغمبر عرب آنحضرت صلعم کے ظہور سے پیشتر محرف ہو چکی تھیں تو پیغمبر عرب آنحضرت صلعم نے اپنے ظہور کے وقت ان کتابوں کو جو یہودیوں اور مسیحیوں کے ہاتھوں میں موجود تھیں اور جن کو وہ الہامی کہتے ہیں تھے انہیں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے خدا کا کلام کیوں کہا۔ کیوں آنحضرت صلعم اپنے سارے زمانہ نبوت میں ان کتابوں کے الہامی اور خدا کا کلام ہونے کی تعلیم دیتے رہے۔ ملاحظہ ہو "ہم انہیں کے قدم بقدم عیسیٰ ابن مریم کو لائے جس نے اُس چیز کی جو اُس سے آگے تھی تصدیق کی اور توریت کی۔ ہم نے اُس کو انجیل دی جس میں ہدایت اور روشنی ہے اور اپنے سے پہلے کی توریت کی تصدیق کرتی ہے۔ اور ڈرنے والوں کو راہ بتاتی اور نصیحت کرتی ہے پس مناسب ہے کہ اہل انجیل اُسکے مطابق حکم کریں جو اللہ نے اُس میں نازل کیا اور جو کوئی اللہ کے نازل کئے ہوئے کے مطابق حکم نہ کرے وہی لوگ نافرمان ہیں اور تجھ پر ہم نے کتاب نازل کی ہے جو اگلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے"

(سورۃ المائدہ رکوع ۷ آیات ۵۰ تا ۵۲) "وہ تجھ کو کیوں کر منصف بنائیں گے اُن کے پاس تو توریت ہے جس میں اللہ کا حکم موجود ہے" سورۃ المائدہ رکوع ۷ آیات ۴۷۔ ان مقاموں میں لکھا ہے کہ انجیل میں ہدایت اور روشنی ہے۔ توریت کی تصدیق کرتی ہے اور ڈرنے والوں کو راہ بتاتی اور نصیحت کرتی ہے اُس [illegible] سچا وعدہ ہے۔ اور وہ مسیحیوں کے ہاتھوں میں ہے۔ دوسری آیت میں لکھا ہے کہ یہودیوں کے پاس توریت موجود ہے ان دونوں مقاموں سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کے ظہور سے پہلے بائبل محرف نہیں ہوئی تھی بلکہ آنحضرت کے دنوں میں بھی بالکل غیر محرف کلام الٰہی تھی "کہہ دے اچھا تم کوئی کتاب اللہ کی طرف سے لے آؤ جو ہدایت میں ان دونوں سے بہتر ہو کہ میں اُس کی پیروی کروں اگر تم سچے ہو" سورہ قصص رکوع ۵ آیت ۴۹ "ان دونوں سے" یعنی توریت اور قرآن سے "یہی [illegible] کتاب ہے جس کو ہم نے بابرکت نازل کیا اور تصدیق کرنیوالی اُس کی جو اُن کے ہاتھوں میں ہے" سورۃ انعام رکوع ۱۱ آیت ۹۲۔ ان آیات سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ زمانہ نزول قرآن میں کتب مقدسہ محرف نہیں تھیں۔ (بال الیسٹ۔ بی۔ اے انرفیش لوپر")

بقیہ صفحہ ۳ (ایک خدا - ایک ایمان - ایک بپتسمہ)

● **انگلینڈ:-** بشپ آتے ناگورس نے جو انگلینڈ میں
ارتھوڈاکس چرچ کے صدر ہیں - قبول کیا کہ کاتھولک چرچ
اور ارتھوڈاکس چرچ کا میل ممکن ہے اور بہت نزدیک بھی ہے
آپ لنڈن یونیورسٹی میں پانچسو طلبا کو مسیحی اتحاد کے بارے میں
تقریر دے رہے تھے تب طلبا میں سے کسی نے سوال کیا کہ کس
طرح ارتھوڈاکس لوگ پاپائے اعظم کی صدارت کو قبول کر سکتے ہیں؟
آپ نے جواب دیا کہ ان دونوں کلیساؤں میں جو اختلاف ہے
بہت سے وہم یا مغالطہ اور خوامخواہ کی باتوں پر منحصر ہے - میرا
خیال ہے کہ وہ وقت آئے گا جب دونوں فریق روم کے بشپ
کی صدارت کے بارے میں بالکل متفق ہوں گے - ارتھوڈاکس
لوگ پاپائے اعظم کو مسیحیت کا صدر بشپ مانتے ہیں مگر انکے بشپ
صاحبان کے درمیان پہلا عہدہ دیا جاتا ہے اگر کاتھولک
چرچ محض ایک آدمی کے اختیار پر چلتی ہے تو ایک مجلس عامہ
کو اکٹھا کرنے اور ایمان کے مسئلوں پر تبادلہ خیالات کرنا کیا
ضروری ہوتا - ایمان کلیسیا کے اصلی بدن میں محفوظ ہے
جس کی وجہ سے ویٹیکن کی دوسری عام مجلس بلائی گئی -

بشپ آتے ناگورس نے ظاہر کرنے کے لئے کہ بہت سے
اختلافات محض مغالطہ کا نتیجہ ہے ایک واقعہ بیان کیا - آپ نے
بتایا کہ جب ارتھوڈاکس کے پیٹریارک نے مجھکو ۱۹۶۳ء میں
روم کو بھیجا تاکہ پاپائے اعظم کے ساتھ مقدس یروشلم میں
ان دونوں کی ملاقات کا بندوبست کیا جائے تو میں اپنے سفر کے
دوران میں یہ سوچتا گیا کہ "اگر مجھے پاپائے اعظم کے قدم چومنے
کے لئے کہا جائے تو میں منہ پھیر کر پہلے ہوائی جہاز سے واپس لوٹ
آؤں گا" لیکن مجھے بڑا تعجب ہوا - اور میری آنکھوں سے
آنسو نکلے جب میں نے دیکھا کہ پاپائے اعظم ایک نہایت حلیم
اور فروتن ہیں - وہ اٹھ کر مجھ سے ملنے کے لئے آئے اور میں نے
بیٹھنے کے لئے اپنے ہاتھوں سے کرسی رکھی -

● **آگرہ:-** جنوری ۲۵ کو ہفتۂ یگانگت کے آخری
دن منانے کے لئے کاتھولک انگلیکن میتھوڈسٹ بپتسٹ
سیونتھ ڈے اڈونٹسٹ پینٹی کوسٹل سینٹ جونس کالج ہال میں
اکٹھے ہوئے - ہال بالکل فل تھا ۵ بجے تمام پادری صاحبان
اپنے اپنے عبادتی لباس میں داخل ہوئے - یہاں کاتھولک آرچ
بشپ اور فادر صاحبان سب مل کر شریک ہوئے - پانچ کانوینٹ
اسکول کی سسٹریں طلبا کے ساتھ حاضر ہوئیں - گانے و بھجن
گائے گئے - اور خادم الدینوں نے باری باری مناسب دعائیں
پڑھیں - فادر لوئیس نے جو آگرہ کھیڈرل کے علاقہ دار ہیں
اتحاد کی دعا پڑھی - بعد ازاں بشپ ڈومنک نے مسیحی اتحاد
کا مطلب جماعت کو سمجھایا اور اس بات پر زور دیا کہ اب سے
تمام مسیحیوں کو خیراتی شاہد کے کاموں میں شریک ہونا چاہیئے -
بشپ جوزف امرت آنند نے جو لکھنؤ کے انگلیکن بشپ ہیں
اپنی خوشی ظاہر کی کہ مسیحیوں میں اتحاد کا مادہ بڑھتا جا رہا ہے
اور آگرہ کے کاتھولک آرچ بشپ کا شکریہ کیا جس نے اس تحریک
کے پھیلانے میں ہر ممکن کوشش کی

جنوری کی ۲۷ تاریخ کو آگرہ کے آرچ بشپ کے مکان پر
ایک دعوت دی گئی - جس میں ہر مشن کے نمائندہ بلائے گئے
تھے اور آپس میں روحانی میل بڑھانے کے لئے موقع دیا گیا -

سردھنہ!

۷ مارچ ۱۹۶۵ء کو "فضلوں کی ماں" کی زیارت گاہ
میں ہر طرح کے زیارتی اکٹھے ہوں گے - آپ بھی اپنی دعاؤں
کو اُن کے ساتھ ملائیے - جس سے کہ خدا ساری دنیا کے
مسیحیوں میں اتحاد قائم کرے - اور دیگر ضروری بخششوں
کے لئے اپنی درخواست بھروسہ کے ساتھ پیش کریں اسلئے
آپ ضرور حاضر ہو جائیں - (ادارہ)

ثمر دہلوی

آج کل سہارنپور میں ڈاکٹر گرگ کے زیر علاج ہیں قریب
دو ماہ سے داہنے ہاتھ پر فالج کا حملہ ہو گیا ہے -
ناظرین "فضلوں کی ماں" سے التماس ہے کہ آپ کو
اپنی دعاؤں میں یاد کریں -

(ادارہ)

روزہ کے دنوں کا بیان

اس سال ۳ مارچ ۱۹۶۵ء سے کلیسیا ایمانداروں کے لئے ایک روزوں کا چلّہ قائم کرتی ہے جو مقدس سنیچر تک جاری رہے گا۔

یہ چلّہ پرانے عہد کے نبیوں اور نئے عہد نامے کی رُو سے مقدس یوحنا اور خداوند یسوع مسیح کے نمونہ کے موافق ہے اور یہ روزے اسی لئے رکھے جاتے ہیں کہ ہم ان بزرگوں اور خاص طور پر خداوند یسوع مسیح کے نمونے پر چلیں۔

"کس کے اختیار سے کلیسیا نے روزہ قائم کیا؟"

شاید ہم یسعیاہ نبی کی کتاب کے اٹھارہویں باب کو پڑھتے ہوئے سوچیں گے کہ ہم کو روزہ وغیرہ رکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس جگہ خداوند نبی کے ذریعہ ریاکاروں کو جتاتا ہوا کہتا ہے کہ تمہارا روزہ کیسا ہونا چاہیئے۔ یہاں روزہ کی پاکیزگی اور بلندی کا ایسا عمدہ ذکر ہے۔ جو روزہ کو اتنا بلند اور اعلیٰ ظاہر کرتا ہے۔ سینٹ برنارڈ کا مقولہ یہاں کتنا چسپاں ہے۔ کہ "اگر تم صرف چکھنے سے گناہ کرتے تو روزہ رکھنا کافی ہوتا" مگر اسلئے کہ بدن کے تمام اعضا نے گناہ کیا تو کیوں وہ بھی روزہ نہ رکھیں اور پرہیز نہ کریں، آنکھ کا فرض ہے کہ وہ ہر ایک باطل اور نامناسب نظاروں سے پرہیز کرے، کانوں کا فرض ہے کہ وہ ناجائز اور فضول بات چیت نہ سنیں، زبان ہر ایک غلط اور واہیات باتوں اور چغل خوری سے دُور رہے مگر بہت زیادہ رُوح کو ہر گناہ اور خراب خوشیوں سے پرہیز لازم ہے۔ اس پرہیز کے بغیر خدا تمہارے روزہ اور پرہیز کو قبول نہ کرے گا جیسے لکھا ہے کہ تم روزہ کے دنوں میں اپنی خوشی کے طالب رہتے ہو؟ دیکھو تم اس مقصد سے روزہ رکھتے ہو کہ رگڑا جھگڑا کرو۔ اور شرارت کے مُکّے مارو۔ پس تم اس طرح کا روزہ رکھتے ہو کہ تمہاری آواز عالم بالا پر سُنی جائے"، اسلئے کلیسیا کو ایمانداروں کی ماں ہوتے ہوئے اُن کی رُوحوں کی نجات کے لئے اختیار ہے کہ وہ ایسے تمام مفید اور ضروری قوانین بنانے کے حصول مقصد میں کامیابی ہو! ایسا کرتے ہوئے وہ خداوند کا نمونہ ہمارے سامنے پیش کرتی ہے جس نے اپنی تمام زندگی کے ابتدا پہلے چالیس دنوں تک کچھ نہیں کھایا اور مکمل روزہ رکھا متی ۴: ۲

روزہ چونکہ ریاضت کا ایک ذریعہ ہے اسلئے کلیسیا ہمیں روزہ کا حکم دیتی ہے۔ گویا ہم روزہ اور پرہیز کے رکھنے سے اپنی جسمانی خودانکاری میں ترقی کریں اور یوں جسم کو تنبیہ دیتے جائیں اور خُدا کے سامنے اپنے گناہوں کا کفارہ دیں۔ اپنے اندر پاکیزہ رُوحانیت اور جوش پیدا کرتے جائیں، کلام مقدس کی بہتیری آیات اور روزمرّہ کا تجربہ ثابت کرتا ہے کہ ایسے مقصد کے لئے روزہ اور پرہیز کتنے مفید اور کارآمد ہوتے ہیں۔ متی ۹: ۱۵ میں ہے کہ خداوند یسوع مسیح فریسیوں اور فقیہوں کو کہتا ہے کہ اُنکے شاگرد بھی روزہ رکھیں گے جیسے عہد قدیم میں موسیٰ کا حکم تھا اسلئے فرماتے ہیں کہ براتی جب تک دولہا ساتھ ہے اداس ہو سکتے ہیں؟ لیکن وہ دن آئیں گے جب دولہا اُن سے جدا کیا جائے گا اور تب وہ روزہ رکھیں گے۔" اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ خداوند کے آسمان پر جانے کے بعد کلیسیا حکم دیتی ہے کہ وہ کچھ چیزوں سے پرہیز کریں۔ اعمال ۱۳: ۲، ۳ جب وہ خداوند کی خدمت کرتے اور روزہ رکھتے تھے، وغیرہ۔

خداوند یسوع مسیح کی باتیں: متی ۱۵: ۱۱ "جو چیز مُنہ میں جاتی ہے آدمی کو ناپاک نہیں کرتی" اس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ ہم لوگوں کو روزہ و پرہیز کی ضرورت نہیں اور کہ اس کا حکم کلیسیا نہیں دے سکتی، اسلئے کہ خداوند یسوع مسیح کا یہ جواب اُن لوگوں کو تھا جو سوچتے تھے کہ کچھ قسم کی خوراک سے انسان ناپاک ہو جاتا ہے، حالانکہ سب چیزیں جو خدا کی طرف سے پیدا کی گئی ہیں وہ خدا کی بخشش ہیں اسلئے اچھی ہیں۔ اور انسان کو گنہگار نہیں بناتیں بلکہ حکم عدولی، لالچ، حرص یا اُن کا ناجائز استعمال انسان کو گنہگار بناتے ہیں۔

اس لئے کلیسیا ہمیں ہدایت دیتی ہے کہ اپنے جسم کی تنبیہ اور بدن کی بُری رغبتوں کو دبانے کیلئے اُسکا حکم مانیں تاکہ اُنکی بُری خواہشات اور رغبت واہیات کے غلام نہ بن جائیں۔ بلکہ اُن پر فتح پائیں اور ہمارا بدن رُوح کی تابعداری میں رہے

"قوم سے خطاب"

از نتیجۂ افکار جناب ڈاکٹر (اے) ٹی. ٹن ظفر دہلوی
(وارد حال ایس۔جی۔ ڈی اسپتال سہارنپور)

شاعرِ غم خوار ہوں نہ آشنائے ماؤ من
لاأبالی میرا مشرب بے کمالی میرا فن
کچھ آتا نہیں مجھے جز خدمتِ اہلِ وطن
بس خدا کے نام سے کرتا ہوں آغازِ سخن
ہے سپہرِ قوم پہ چھائی ہوئی بے رونقی
تک رہا ہے آہ وطنوں چاند سورج کو گہن
خوابِ غفلت میں رہیگا کب تک تو مبتلا
اب تو لے کروٹ بدل بدلا زمانے نے چلن
ہے خبر بھی کچھ تجھے تو دے صدائے الاماں
بن رہا ہے اب تیرا شہرِ خموشاں انجمن
جاگ جاگ اے نیند کے ماتے خدا را جاگ جا
خدمتِ ملت تجھے کرنا ہے اور فرضِ وطن
جنگِ قومی میں کفن بردوش ہو کر ہو شریک
ورنہ میت تک بھی رہ جائیگی بے گور و کفن
غیب کے پردے سے موقع پر مَلَک آ جائینگے
رحمتِ خالق کی بابت کیوں ہے تجھکو سوئے ظن
لشکروں کا جو خدا ہے وہ ہے افسر فوج کا
ہر مسیحی سوئے میداں دعا ہو گا ہو گامزن
گر تغافل یونہی خموشی سے برتے جائیگا
اک دن دشوار ہو جائیگا ربطہ جان و تن
دے رہا ہوں میں اشاروں ہی اشاروں میں سبق
تو تو عاقل ہے سمجھ لے خود میرا روئے سخن
اک تغافل سے تو ہی سویا پڑا ہے راہ میں
منزلِ مقصد پہ جا پہنچے ہیں کل اہلِ وطن
اب بھی موقع ہے تم کے مشورہ پر کر عمل
ورنہ پچھتانا پڑے گا تجھکو اے محبوبِ من

"رنگ و نکہت"

(از جہلم)

"نوٹ: قطعہ ہذا جناب ڈاکٹر امانت صاحب نے جناب ماسٹر فلپ ایل دین صاحب کھنہ کی شادی کی تقریب پر بمقام کلارک آباد لاہور ۱۱ فروری کو پیش کیا گیا۔"

سن انیس سو پینسٹھ گیارہ فروری کا یہ یوم سعید ÷ آج دکھلایا خدا نے بعد صد انتظار
شاہ شرق بھی ہے نکلا آج مسکراتا ہوا ÷ آج وہ سینہ پھلائے چلتا ہے با افتخار
بلبل وارفتہ نے گل کو وہ بوسے دیئے ÷ طالب و مطلوب کا والہ ہے دیدنی پیار
چمن الفت کی رونق خوب ہے نکھری ہوئی ÷ جہاں پھرتے ہیں گردی صورت ابر بہار
اہل گلشن خوب پیتے ہیں مئے عیش ÷ پس از یں خالی نہیں یہ زندگی میں بار بار
آخر شام غم سے کہیں کیا زندگی کی دلبری ÷ زندگی کی زندگی سے زندگی ہے ہمکنار
اسی سمیں آن پہنچی تو ہے طالب و دید ÷ جس کی جو لگتی ہے پیدا سر بلندی وقار
بہن بھائیوں کی بھی شوکتیں اللہ یاں پیہم نہیں ÷ انکے چہروں سے الوہی تمکنت سے آشکار
اس زمرے میں والد او ماں بھی پیچھے نہیں ÷ کیونکہ آ منزل سے ملے وہ سر راہ گذار
شکر ہے صد شکر ہے تیرا کرم و کبریا ÷ تو نے دکھایا جو ہمیں یہ لمحہ خوش گوار

"قوم کے شعراء اور ادبار کے نام!"

اٹھو اے ادیبان ملت اٹھو ÷ لئے دل میں عیسیٰ کی الفت اٹھو
بنانے کو دنیا کی قسمت اٹھو ÷ سنانے کو پیغام راحت اٹھو
کرو کوششیں قوم بن جائے گی
قلم میں نئی شان پیدا کرو ÷ تکلم میں بھی جان پیدا کرو
محبت کے سامان پیدا کرو ÷ نرالی نئی آن پیدا کرو
کرو کوششیں قوم بن جائے گی
ہے خوابیدہ ملت جگا دو اسے ÷ پیام مسیحا سنا دو اسے
یہ دنیا ہے فانی بتا دو اسے ÷ راہ راست چلنا سکھا دو اسے
کرو کوششیں قوم بن جائے گی
یہ منزل ہے مشکل خبردار کر دو ÷ جو سوتے ہیں اب انکو بیدار کر دو
مئے عشق عیسیٰ سے سرشار کر دو ÷ دلوں کو مرقع ایثار کر دو
کرو کوششیں قوم بن جائے گی
دعا ہے یہ عاجز کی ہر صبح و شام ÷ بنام جناب مسیح انام
رہیں شاد ملت کے سب خاص و عام ÷ ترقی کریں روز و شب سب کے کام
کرو کوششیں قوم بن جائے گی

(نتیجۂ فکر ماسٹر غفور مسیح عاجز سینٹ ونسینٹ ماڈل ہائی سکول
چک نمبر ۱۳۳/۱۴۲)

موسٹ ریورنڈ جے۔ بی۔ ایونجلسٹ، او۔ ایف۔ ایم کیپ

خُدا کے فضل اور مقدس تخت گاہ کی عنایت سے آرچ بشپ بشپ آف میرٹھ کی طرف سے عزیز بھائی اور کاہنوں اور مسیحی ایمانداروں کو صحت اور برکت!!

یسوع مسیح میں عزیز بھائیو اور بچو

سورج زمین سے ۹۳ میلن میل کے فاصلے پر ہے تو بھی زمین کی تمام پیداواری کا خصوصی ذریعہ ہے زمین اپنی گردش کے ذریعہ اپنے سارے حصّوں کو سورج کے سامنے باری باری رکھتی ہے۔ تاکہ سورج کی کرنوں سے مخلوقات کی زندگی بڑھے اور قائم رہے۔ اس عجیب انتظام سے تمام نباتات اور حیوانات کو ضروری خوراک ملتی ہے جس سے اُن کی زندگی قائم رہتی ہے لگاتار خوراک کے بغیر زندگی ناممکن ہے۔

اِس دُنیا کے علاوہ جو ہماری نظروں کے سامنے ہے ایک اور دوسری دُنیا ہے جو ہماری نظروں سے اوجھل ہے اس لئے کہ وہ روحانی ہے اِس درجہ میں خدا، اُسکے فرشتے اور رُوحیں شمار کئے جاتے ہیں۔ ہم اس مضمون میں صرف اس روحانی دُنیا کے بارے میں ذکر کرتے ہیں۔ اس روحانی دُنیا میں بھی ایک قسم کا سورج ہے جو فوق الفطرتی زندگی کا سرچشمہ ہے یہ سورج خود یسوع مسیح ہے جس سے ہر انسان جو اس دُنیا میں آتا ہے روشن ہوتا ہے اور اُن لوگوں کو جو اُس پر ایمان لاتے ہیں اور اُسکی محبت کو قبول کرتے ہیں اپنی الٰہی زندگی کا شریک کر بناتا ہے جیسے پھول سورج کے سامنے اپنی کلیوں کو کھولتا ہے۔ اسی طرح ہم کو خدا کے فضل کے لئے اپنے دلوں کو بڑی حلیمی اور فروتنی سے کھولنا چاہیئے اور دُعا کرنی چاہیئے یہ وہ عام ذریعہ ہے جو آسمانی باپ نے اپنی الٰہی بخششوں کو عنایت کرنے کے لئے مقرر کیا ہے۔ اس لئے ہم آپ لوگوں کے سامنے دُعا اور اُس کی ضرورت کے بارے میں کچھ خیالات پیش کرنا چاہتے ہیں۔ خاص طور پر ماس کی پاک قربانی کے بارے میں جو سب سے اعلےٰ اور مکمل دُعا ہے اس موقع پر ہم عبادت کی ریت و رسم کے بارے میں اور جو پاک ماس میں تبدیلیاں کی گئیں اُن کو کسطرح قبول کرنا چاہیئے بیان کریں گے۔

دُعا کی خاصیت:۔ بپتسمہ کے وقت جب ہم نے نئی پیدائش حاصل کی تب ہم اُس انگور کے درخت میں پیوند کئے گئے ہیں۔ جو یسوع مسیح ہے اس سے ہم خدا کے فرزند اور یسوع مسیح کے بھائی ٹھہرائے گئے اور اُسکے اسراری بدن میں شریک کئے گئے۔ اس سے ہماری فوق الفطرتی زندگی کا آغاز ہوا۔

اِس لئے کہ ہم خدا کے لے پالک فرزند بنائے گئے تو بھی یہ سوچنا نہیں چاہیئے کہ ہم نجات پا چکے ہیں" اسراری بدن کا مطلب صرف یہ ہے کہ مسیح اپنی کلیسیا میں زندہ ہے بلکہ یہ بھی کہ مسیحی لوگ یسوع مسیح میں زندہ رہیں۔

"اَب میں زندہ نہ رہا بلکہ مسیح مجھ میں زندہ ہے"
غلاطیوں ۲ = ۲۰۔ یسوع مسیح ہم لوگوں کو دو بڑے ذرائع پیش کرتا ہے جن سے ہمارے اور اُسکے درمیان میل قائم رہتا ہے یعنی ماس کی پاک قربانی اور ساکرامینٹ انسان کی طرف سے خُدا کے ساتھ میل کا ذریعہ دُعا ہی ہے شاید ہم لوگ کافی دھیان نہیں کرتے کہ خدا نے ہم پر کتنی بڑی بخشش عنایت کی جب اُس نے ہمیں انکے ساتھ بات چیت کرنے کے قابل بنایا۔ اگر خدا اور ہمارے درمیان اِس طرح کا میل نہ ہوتا تو ہم اُس جہاز کے ملاح کی طرح ہوتے جو سمندروں کا سفر بغیر قطب نما اور ریڈیو کے کرتے

کوئی شک نہیں کہ اگر ہم محسوس کریں کہ خدا نے ہمارے ساتھ کتنی مہربانی کی، جب فوق الفطرتی زندگی کی بخشش عنایت کی اور کہ ہماری کمزوری اور گناہ کتنے بڑے ہیں۔ تو بیشک ہم میں سجدہ و شکرگذاری التجا اور توبہ کے خیالات پیدا ہوئے۔ ان جذبات کو دعا کہتے ہیں

اِس کا مطلب یہ ہے کہ اپنا دل اور دھیان خدا کی طرف لگانا دعا ہے ہم اپنا دل، دھیان خدا کی طرف اُٹھاتے ہیں جیسے جب ہم کسی شخص کے ساتھ بات چیت کرتے ہیں اور ہمارے دل میں کوئی ضروری بات کہنی ہے ہم اپنا دھیان خدا کی طرف اُٹھاتے ہیں جب ہمارے دل سے اُس کی طرف محبت درخواست اور پچھتاوہ کے جذبات پیدا کرتے ہیں۔ ہم کہہ چکے ہیں کہ خدا کی طرف اپنا دل و دھیان لگانا دعا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے اندر ایک کوشش ہونی چاہیئے کہ اس سے ہم اپنے آپ کو اور دیگر مخلوقات کو بھول جائیں تاکہ خدا کے اوپر اپنا دھیان لگا سکیں۔ ہم کو نہ صرف اُسوقت دعا کرنی چاہیئے جب ہماری طبیعت کرتی ہے بلکہ اُسوقت بھی جب ہم پر زور پڑتا ہے۔

عادتاً دعا سے غافل ہونا بیشک گناہ ہے اِس سے ضروری فرض کوئی نہیں ہے اور نہ کوئی ایسی چیز ہے جس سے انسان زیادہ محتاج ہو۔ سب کو اس کا استعمال کرنا لازمی ہے دعا سے ہمیشہ فائدہ ہوتا ہے اگرچہ عام لوگوں کو وہ ساری بخششیں نہ ملیں جن کے لئے ہم التجا کرتے ہیں یہ جانتے ہوئے کہ خدا ہی ہمارا اسرا ہے تعجب ہوتا ہے کہ انسان دعا کرنے میں لاپروہ رہے۔

دعا کی ضرورت:۔ عزیز بھائیوں اور بہنو ہم خدا کی مخلوقات ہیں اور سب کچھ اس کی مہربانی سے پاتے ہیں اُس نے ہمارے بدن اور روح کو پیدا کیا۔ ہم پوری طور سے اسکی ملکیت ہیں ہر ایک اچھی چیز جو ہم لوگوں کو ملتی ہے وہ خدا ہی کی طرف سے آتی ہے وہ ہوا جس سے ہم سانس لیتے ہیں اُس کے لئے بھی ہم خدا کی مہربانی کے محتاج ہیں۔ یہ سبب ہے کہ دعا ایک فرض اور واجب کام ہے صرف ایک دینداری ہی نہیں۔ دعا ایک طرح سے ایک قرض ہے جسکو ہمیں ادا کرنا چاہیئے۔ دعا کے بغیر ہم بہشت کی خوشی کو حاصل نہیں کر سکتے۔ اسی وجہ سے مقدس آگسٹین کہتے ہیں صرف وہ ہی اچھی زندگی گذار سکتا ہے۔ جو اچھی دعا کرتا ہے" دوسرے موقع پہ پھر کہتے ہیں" اچھی طرح دعا کرو تو گناہ کرنا بند کر دو گے۔ (دعا کرنا بند کرو گے تو گناہ پھر شروع ہو جائینگے"

دعاؤں کی کتابوں کا نام "آسمان کی راہ یا آسمان کی کنجی" رکھا جاتا ہے۔ اِسی لئے کہ حقیقتاً دعا وہ کنجی ہے جس سے ہم خدا کے فضلوں اور بخششوں کا خزانہ کھولتے ہیں۔ مقدس اگسٹین کہتے ہیں کہ خدا ابتداً ابن بغیر درخواست لئے فضل کو عنایت کرتا ہے تاکہ انسان کے دل میں ایمان پیدا ہو جائے۔ مگر بعد ازاں صرف دعا کرنے والوں کو اپنی بخششیں عنایت کرتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ دعا وہ ہی عام اور تاثیر پیدا کرنے والی ذریعہ ہے جس سے خدا ہم لوگوں کو اپنا فضل عنایت کرنا چاہتا ہے اِس کا ثبوت خداوند یسوع مسیح کے الفاظوں سے ملتا ہے "مانگو تو تمہیں دیا جائے گا ڈھونڈو تو تم پاؤ گے، کھٹکھٹاؤ تو تمہارے واسطے کھولا جائے گا۔ کیونکہ جو کوئی مانگتا ہے۔ اُسے ملتا ہے اور جو کوئی ڈھونڈتا ہے وہ پاتا ہے وہ پاتا ہے جو کھٹکھٹاتا ہے اُسکے واسطے کھولا جائیگا" متی ۷ ۔ ۷،۸ ۔ اس کی تشریح یہ ہے کہ جب تک تم نہ مانگو تمہیں دیا نہیں جائے گا۔ جب تک تم نہ ڈھونڈو تمہیں نہیں ملے گا۔" آزمائش کے وقت کے لئے بھی خداوند یسوع مسیح کی تاکید ہے کہ "جاگو اور دعا کرو تاکہ آزمائش میں نہ پڑو۔ روح تو تیار ہے مگر جسم کمزور ہے" متی $\frac{26}{41}$ بیشک خدا ہماری ضرورتوں کو ہمارے بیان سے پیشتر ہی جانتا ہے لیکن وہ چاہتا ہے کہ دعا کے ذریعہ اُسکی مہربانی حاصل کی جائے اور صرف اس طریقہ سے انسان اسکو تمام بخششوں کا منبع قبول کریگا اسلئے ہم دعا نہیں کرتے خدا کے انتظام میں تبدیلی ہو جائے بلکہ دعا اس لئے کی جاتی ہے کہ وہ بخششیں جو خدا ہمیں عنایت کرنا چاہتا ہے۔ ہمیں مل جائیں۔

کلیسیائی دعائیں: جب ہم یسوع مسیح کے اسراری بدن کے شریک ہو کر دعا کرتے ہیں اور ہماری دعائیں کلیسیا اور اس کے خادموں کے ساتھ چڑھائی جاتی ہیں چاہے خادم الدین اکیلا دعا کرے تب بھی اس دعا کو کلیسیائی دعا کہتے ہیں اور وہ پاک ریت و رسم کا حصہ بن جاتی ہیں جب شخصی طور پر یا دوسروں کے ساتھ جیسے خاندان کے اندر دعا کرتے ہیں۔ اسکو شخصی دعا کہتے ہیں۔ سب انسان خدا سے تعلق رکھتے ہیں اور آپس میں بھی انسان تنہا ہی کے لئے نہیں بلکہ ایک دوسرے سے میل رکھنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے جیسے دوسرے انسانوں کے ساتھ زندگی گذارتا ہے دوسروں کے ساتھ مل کر دعا بھی جماعتی طور پر کرنا ضروری ہے تو دعا بھی نہ صرف شخصی بلکہ جماعتی ہونی چاہیئے۔

یعنی کل اسراری بدن کی دعا۔ کل کلیسیا کی دعائیں ہیں جبکہ یسوع مسیح اپنے اسراری بدن کا سردار ہوتے ہوئے اپنی بنا کر اپناتا ہے اور سب کے لئے پڑھتا ہے یہ کلیسیائی عبادت کہلائی جاتی ہے اگرچہ خدا کے حضور دونوں شخصی اور جماعتی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور مسیحی روحانی زندگی بڑھانے کے لئے دونوں ضروری ہیں تو بھی جماعتی یا کلیسیائی عبادت دعا کا سب سے عمدہ طریقہ ہے اس کے بارے میں وٹیکن کی دوسری عام مجلس تاکید کرتی ہے کہ "ہر ایک کلیسیا کی عبادت اسلئے کہ وہ اُسے یسوع مسیح خود پڑھاتا ہے جو صدر کاہن ہے۔ اور اُسکے اسراری بدن کا جو کلیسیا ہے سب سے عالی ترین کام ہے۔ ایمانداروں کی کوئی اور عبادت اسکے مقابلہ نہیں ہو سکتی (نمبر 9) اُن قوانین میں پایا جاتا ہے کہ "روحانی زندگی کلیسیائی دعاؤں کی شمولیت سے محدود نہیں ہوتی ہے حقیقت میں مسیحی اپنے بھائیوں کے ساتھ دعا کرنے کے لئے بلا لئے گئے مگر اُس کو تنہائی میں جاکر بھی دعا کرنی چاہیئے" متی ٦ = ٦ رسولوں کی بھی یہ ہی تعلیم ہے " بلا ناغہ دعا کرو" اسالونکیوں $\frac{5}{17}$ کلیسیائی عبادت تمام کلیسیا کے شرکا کی عبادت ہے کلیسیا ہی دعا کرتی ہے۔ یسوع مسیح اور اسکے اسراری بدن

کی پرستش ہے۔ ایک عزت و تکریم کا کام ہے جو یسوع مسیح اور مسیحی جماعت اپنے سرداروں کے ساتھ عالم گیر کلیسیا کی طرف سے بشپ اور پریسٹ صاحبان کرتے ہیں۔ کلیسیائی عبادتیں شخصی عبادتیں نہیں کہلائی جا سکتیں کیونکہ وہ اسماعیل کا ساکرامنٹ ظاہر کرتے ہیں۔ جس سے ایک پاک قوم اپنے بشپوں کے ماتحت متحدہ رہتی ہے۔

کلیسیا یسوع مسیح کے کہانت کے کام کو خاص طور پر عبادت کی مقدس لیٹرجی کے ذریعہ جاری رکھتی ہے۔ سچ ہے کہ عبادت میں کہانت کی ضرورت پوری طور سے صرف ماس کی عبادت کلیسیا DIVINE OFFICE الٰہی بھجن جسکو ہر کاہن اور دھرم بھائی بہن روزانہ پڑھتے ہیں۔ تیسرے ساکرامنٹ میں جو فوق الفطرت زندگی کے ذرائع ہیں کہانت کی ضرورت پڑتی ہے۔

کلیسیائی عبادت یسوع مسیح کا کام ہے۔ عبادت کا کام میرے پیارے بھائیو پرستش کا سب سے عالی طریقہ ہے اسلئے کہ ہمارے خداوند یسوع مسیح کاہن کے طور پر کلیسیائی عبادت میں خود حاضر ہوتا ہے۔ حقیقتاً کلیسیائی پرستش یسوع مسیح کا کام ہے۔ التار پر یسوع مسیح اپنے خادم الدین اور یوخرسطی صورت میں حاضر ہوتا ہے۔ وہ دونوں کاہن اور قربانی کی شکل میں حاضر ہوتا ہے۔ وہ قربانی جو اسکے خادم الدین چڑھاتے ہیں اُن کی قربانی تو نہیں بلکہ یسوع مسیح کی ہے وہ صرف ظاہری طور پر الٰہی پرستش کا کام پورا کرتے ہیں۔ یعنی یسوع مسیح کے خادم ہیں، اس کے چنے ہوئے اور مخصوص کئے ہوئے تاکہ کہانت کے اختیارات میں شریک ہو جائیں۔ جب ساکرامنٹ کیا جاتا ہے۔ تو یسوع مسیح حاضر ہے تاکہ ان میں وہ ہی طاقت عنایت کرے کہ وہ پاکیزگی کے ذرائع بن جائیں وہ DIVINE OFFICE کے وقت حاضر ہوتا ہے کیونکہ وہ تعریف اور بندگی کی دعا ہے جو اُسکے خادم یسوع مسیح کے اسراری بدن کو پڑھاتے ہیں۔ یعنی وہ ہی ذریعہ ہے جس سے یسوع مسیح کی زندگی ہم کے بیچ میں جاری رکھی جاتی ہے۔ "دیکھو میں دنیا کے آخر تک ہر روز تمہارے ساتھ ہوں" متی $\frac{28}{20}$ اگر ہم کلیسیا کو اس نگاہ دیکھتے ہیں تب ہم آسانی سے سمجھیں گے کہ کلیسیا کی قربانی مسیح کی

قربانی ہے اور کہ کلیسیا کی دُعا مسیح کی دُعا ہے۔ کلیسیا کے ساکرامینٹ پاکیزگی دلانے کے ذرائع ہیں۔

ماس کی پاک قربانی پرستش کا مرکز ہے۔

تمام پرستش کا مرکز ماس کی پاک قربانی ہے یسوع مسیح کاہن اور نذرانہ اس پاک قربانی کے ذریعہ اپنے آپکو چڑھاتے ہیں۔ قربانی کیلئے دو چیزیں ضروری ہیں۔ انسان کی باطنی تابعداری اور اُسکا ظاہری نشان جس سے انسان اپنی تابعداری کا اظہار کرتا ہے یہ دونوں کام یسوع مسیح کی کلوری کی قربانی میں دکھائی دیتے ہیں جب اُس نے اپنی انسانی زندگی کو خدا کے حضور چڑھایا تھا .... تاکہ خدا کے تعالیٰ ترین اختیار انسان کی زندگی پر قبول کرے اور تب اُس نے حقیقتاً اپنے خون کو بہایا تاکہ وہ اپنے باطنی نذرانہ کو خدا کے سامنے ظاہر کرے۔

اپنے خادموں کے ذریعہ خود یسوع مسیح ہے جو اس قربانی کو متواتر چڑھاتے ہیں۔ یہ کام ایک طریقہ سے ساکرامینٹوں کے تقسیم کرنے میں بھی جاری رہتا ہے۔ اپنی صلیبی قربانی سے یسوع مسیح نے انسانی ذات کے لئے اُن فضلوں کو کمایا جو ساکرامینٹوں کے ذریعہ تقسیم کرتے ہیں۔ الطار کی قربانی کا چڑھانے والا خود یسوع مسیح ہے۔ کاہن جو اس مقصد کے لئے مخصوص کیا جاتا ہے اسی کے نام اور اختیار سے کام کرتا ہے یہ اہم واقع خاص طور پر تبدیلی جوہر کے وقت پر ظاہر ہوتا ہے۔ جب یسوع مسیح کے نام میں کہتا ہے "یہ میرا بدن ہے یہ میرا خون ہے" کاہن یہ تو نہیں کہتا کہ یہ یسوع مسیح کا بدن یا یسوع مسیح کا خون ہے

کلیسیا کی زندگی میں عبادت کی ترکیب کی اہمیت:

ویٹیکن کی دوسری عام مجلس ایک تواریخی واقع ہے جو کئی وجوہات سے مشہور رہے گی جس کے ذریعہ کئی مفید قوانین شائع کئے گئے۔ ۴ دسمبر ۱۹۶۳ء میں عبادت کے بارے میں کئی قانون جاری کئے گئے ہیں۔ "تاکہ روحوں کے پاسبان اس عبادت کی نئی ترکیب سے اپنے کام میں زیادہ کامیاب ہو جائیں ان قوانین کے ضمن میں ہدایت دی جاتی ہے کہ "عبادت کی نئی ترکیب عمل میں لانے کے بارے میں جلدی نہ کی جائے بلکہ رفتہ رفتہ جاری کی جائے اور ایمانداروں کو سب سے پہلے اچھی طرح سمجھا دیا جائے"

عبادت کے طریقوں میں جو تبدیلیاں کی گئی اب تک زیادہ نہیں ہیں۔ مگر ماس کی پاک قربانی اور ساکرامینٹوں کے تقسیم کرنے میں جو تبدیلیاں سال دوران کی ۷ مارچ سے جاری کی جائیں گی۔ وہ ان قوانین کی رو سے مکمل نہیں ہیں اس کی تبدیلیاں رفتہ رفتہ مقرر کی جائیں گی۔ بیشک اس سے پہلے کہ مجلس عامہ کے قوانین کے مطابق نئی عبادت کی کتابیں شائع کی جائیں کچھ سالوں کا عرصہ لگے گا۔ اس کام کے لئے ایک خاص کمیٹی بنائی گئی ہے۔ ان تمام تبدیلیوں کا مطلب یہ نہیں ہے کہ صرف طریقہ اور کتابوں کو تبدیل کیا جائے بلکہ ایک چوپانی تحریک پیدا کرے اور کہ ایمانداروں کی روحانیت میں وہ ترقی ہو جو ان عبادتوں کی ترکیب کا اصلی مقصد ہے۔

اس لئے عبادت کی ترکیب کی اصلاح کا مقصد یہ ہے کہ ہم اپنے روزانہ اعمال میں اُسی بھید کو دھیان میں لائیں۔ کہ "یسوع مسیح" اپنے آپکو خالی کر دیا اور غلام کی ذات اختیار کر کے انسانوں کے مشابہ ہو گیا۔ اپنے آپکو فروتن کر دیا اور موت بلکہ صلیبی موت تک فرمانبردار رہا۔ اور اسی واسطے خدا نے اُسے نہایت سربلند کیا اور اُسے وہ نام بخشا گیا جو ہر ایک نام سے عالی ہے" فلپیوں ۲: ۷ تا ۹۔ ان سب طریقوں کے ذریعہ انسان کو یہ محسوس کرنا چاہیئے "تاکہ جو جیتے ہیں آگے کو اپنے لئے نہ جئیں بلکہ اُس کے لئے جو اُن کے واسطے مرا اور پھر جی اُٹھا" ۲ کرنتھیوں ۵: ۱۵۔

ان تبدیلیوں کے بارے میں ہماری دلی خواہش ہے کہ علاقہ دار کاہن صاحبان خوب مطالعہ کرنے کے بعد ایمانداروں کو ایسا بیان کریں کہ وہ خوشی سے ان تبدیلیوں کو قبول کریں اور اُن کو اپنے مذہب کی تبدیلی نہ سمجھیں۔

اس لئے ہم اپنے مددگاروں سے درخواست کرتے ہیں کہ "عبادت کے طریقوں کو اپنی چوپانی خدمات کا جزو بنائیں تاکہ ایماندار عبادت کی ترکیب میں شرکت کر کے اپنی روحانی حالت کو خوب ترقی دے سکیں اور یسوع مسیح کے خمیر و زمین کے نمک ہو کر اسی فوق الفطرتی زندگی کے علمبردار بنکر اس کو

دوسروں تک پہونچائیں" (قوانین نمبر ۸)

عبادت میں مقامی زبان کا استعمال :- ویٹیکن کی دوسری مجلس عامہ کے قوانین میں عبادت کی ترتیب میں ماس کی پاک قربانی چڑھانے اور ساکرامینٹوں کے تقسیم کرنے کیلئے مقامی زبان کو خاص اہمیت دیتی ہے۔ ماس کے بارے میں وہ حصے جن میں ایمانداروں کو جواب دینا ہے ایک الگ کتاب میں ہندی اور انگریزی میں چھاپے جائیں گے ہماری دلی خواہش ہے کہ سب کاتھولک شرکا ماس کی پاک قربانی چڑھانے میں بڑے جوش خروش کے ساتھ شریک ہونگے ایماندار صرف دیکھنے والوں کی حالت میں کھڑے نہیں ہونگے بلکہ مقدس قربانی میں ایک جوشیلا حصہ لیں گے۔ یہ یاد رکھتے ہوئے کہ ماس کی قربانی چڑھانا صرف پریسٹ کا کام نہیں بلکہ اُن ہی کے ساتھ ایمانداروں کا کام بھی ہے۔ قربانی نہ صرف پریسٹ کی بلکہ یسوع مسیح کے اسراری بدن کے لئے ہے اور اسطرح وہ خدا کو نہایت مقبول ہوگی۔ ماس کی پاک قربانی اور کلیسیائی دیگر عبادتوں میں مقامی زبان کا استعمال کرنے سے پیشتر آپ لوگوں کو اطلاع دی جائے گی۔

آخری صلاحیں :- یسوع مسیح میں پیارے بھائیو اور بچو اس چوپانی خط میں عبادت کی ترتیب کی تمام تبدیلیوں کا ذکر کرنے کا ارادہ نہیں ہے۔ سب سے خاص تبدیلی اس وقت مقامی زبان کا استعمال ہے۔ عوام کی امداد کے لئے ایک چھوٹی کتاب شائع کی جائے گی۔ اور جیسے جیسے تبدیلیاں آتی رہیں گی۔ انڈیا کی کاتھولک بشپ کانفرنس کے ماتحت آپ لوگوں کو مناسب وقت پر سنائی جائیں گی۔ تاکہ عبادت کی اس نئی ترکیب سے ایمانداروں کو فائدہ ہو۔ ضرورت ہے کہ وہ اپنے آپکو اسکے لئے تیار کریں۔ کہ انکے الفاظ انکے دھیان کا اظہار ہو اور کہ وہ الٰہی فضل کو رد نہ کریں بلکہ اس سے امداد چاہیں۔ روحوں کے پاسبانوں کو محسوس کرنا چاہیئے کہ ایماندار لوگ سمجھتے ہوئے شرکت کریں اور پھل لائیں۔ (قوانین دوسرا باب)

اب ہم اس چوپانی خط کو ختم کرتے ہوئے آپ سب کے لئے دعا کرتے ہیں۔ تاکہ آپ لوگ دعا کی ضرورت محسوس کریں اور کہ خدا یسوع مسیح کے ساتھ ایک پاک دل چڑھا سکیں جتنی مرتبہ آپ لوگ ماس کی پاک قربانی کے لئے کسی گرجا میں داخل ہوں گے اپنی محبت کے اظہار کرنے کے لئے میں آپ سب لوگوں کیلئے دعا کرتا ہوں اور ساتھ ساتھ آپ لوگوں سے دعاؤں کی درخواست کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ آپ لوگوں کو اپنی رسولی برکت پورے دل سے دیتا ہوں۔

میرٹھ بتاریخ ۱۱ر فروری ۱۹۶۵ء

یہ چوپانی خط تمام عبادت خانوں میں کوینکواجیسیما کے اتوار کو پڑھا اور سمجھایا جائے۔

✝ جوزف بی۔ ایوینجلسٹی۔ او۔ ایف۔ ایم۔ کیپ
آرچ بشپ۔ بشپ آف میرٹھ

میرٹھ ڈایوسس کے لئے قوانین

رسولی اختیار سے جو ہمیں دیا گیا ہے اسکے مطابق اپنی ڈایوسس کے لئے ہم حسب ذیل قانون جاری کرتے ہیں۔

(۱) ہماری ڈایوسس میں پرہیز کے دن سال کے سارے جمعہ حضرت مریم کے بیداغ حمل میں لئے جانے کی شب بیداری۔ (۲) روزے اور پرہیز کے دن یہ ہیں راکھ کا بدھ۔ مقدس جمعہ اور کرسمس کی شب بیداری ۲۴ر دسمبر کو۔ (۳) دودھ۔ مکھن۔ انڈے اور پنیر کو پرہیز اور روزے کے دنوں میں استعمال کئے جاسکتے ہیں۔ (۴) جن بچوں کی عمر سات سال کی ہوجاتی ہے۔ اُن کو پرہیز کے دنوں میں گوشت کے کھانے سے پرہیز کرنا چاہیئے وہ لوگ جو ۲۱ سال کی عمر میں پہنچ چکے اُنسٹھ سال تک ان پر روزے کا قانون عائد ہوتا ہے۔ (۵) فوجی لوگ جن کو سرکار راشن دیا جاتا ہے ان کو روزہ اور پرہیز کی معافی ہے۔ (۶) مسافر لوگ جو ہے خشکی یا سمندر سے سفر کریں اُن پر روزے اور پرہیز کا قانون عائد نہیں ہوتا ہے۔ (۷) جب یہ قوانین کسی خاص وجہ سے معاف کئے جاتے ہیں بجائے ڈایوسس کے تعلیم خانوں کے لئے جہاں تک ہوسکے چندہ دیں۔ وہ لوگ جو چندہ دینے کے قابل نہیں ہیں۔ وہ پانچ دفعہ اے باپ ہمارے سلام اے مریم اور اے خداوند دائمی آرام اُن کو بخش"

✝ جوزف بی ایوانجلسٹی او۔ ایف۔ ایم۔ کیپ
آرچ بشپ و بشپ آف میرٹھ

اخلاقی!

"آپ کا دوسرا کام"

(کرسٹوفر سلوانو، ایم۔ اے)

اکثر لوگ کہتے ہیں "میں بھی دنیا میں کچھ بھلائی کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن اتنی ذمہ داریوں کی وجہ سے مجھے فرصت نہیں ملتی۔ میں اپنے ذاتی کاموں میں اتنا مشغول رہتا ہوں کہ میں زندگی کا تھوڑا سا بھی وقت عام بھلائی کے کاموں میں نہیں صرف کر سکتا"

یہ عام اور خطرناک بھول ہے دوسروں کے کام آنے یا بھلائی کرنے کے لئے ہر شخص کو کام اور فرصت دونوں مل سکتے ہیں۔ اگر وہ ذرا سا ارادہ کر کے اس پر عمل کرے۔ بھلائی کرنا تسکین اور تسلی سے خالی نہیں ہوتا۔ اس خوشی کو حاصل کرنے کے لئے کوئی بہت بڑے کاموں کی ضرورت نہیں۔

میں اس جذبہ کو "آپ کا دوسرا کام" کہتا ہوں۔ اسمیں تنخواہ تو نہیں ملتی صرف کام کرنے کا موقعہ ملتا ہے جو عزت اور وقار سے وابستہ ہوتا ہے۔ ان کاموں سے آپ ہمدردی اور دوسروں کی فلاح و بہبودی کے موقعوں میں شریک ہوتے ہیں۔ یہاں اگر آپ چاہیں اپنی پوری طاقت کام میں لگا سکتے ہیں۔ کیونکہ آجکل اگر کسی چیز کی ضرورت ہے تو وہ ایسے آدمیوں کی جو دوسروں کی ضرورت میں کام آئیں۔ اس بھلائی کے کام میں خدا آپ کو برکت دیتا ہے۔ اور دونوں ضرورت مند اور ضرورتمندوں کے ساتھ ہمدردی دکھانے والے مبارک کہلانے کے مستحق ہوتے ہیں۔

بغیر ان روحانی کاموں کے آجکل کے مرد اور عورت اندھیرے میں چلتے ہیں۔ موجودہ سوسائٹی کی مشغولیت میں ہم اپنی انفرادی شخصیت کو کھو دیتے ہیں۔ ہمارا خدمت کا جذبہ کم ہو جاتا ہے۔ اور ہم تہذیب و تمدن کی راہ میں روڑا اٹکاتے ہیں

اس کا کیا علاج ہے؟ آپ کتنے بھی مشغول ہوں۔ ہر انسان ان روحانی کاموں میں حصہ لے سکتا ہے جو انسانی ذات کو یا لازم بناتے ہیں۔ آپ اپنے دوسرے کام سے کوئی بھی کام خواہ وہ کتنا ہی چھوٹا ہو۔ دوسروں کی بھلائی کیلئے کر سکتے ہیں۔ آپ کو کام کی تلاش کی بھی ضرورت نہیں۔ وہ روزانہ آپ کے سامنے آتے رہتے ہیں۔

ہماری سب سے بڑی بھول یہ ہے کہ ہم زندگی کا سفر آنکھیں بند کر کے طے کرتے ہیں۔ اگر ہم ذرا بھی نگاہ کریں تو ہم معلوم کر سکتے ہیں کہ کہاں آپ کی ہمدردی کی ضرورت اور کن لوگوں کو۔ بڑی بڑی چیزوں میں نہیں بلکہ چھوٹی چھوٹی چیزوں میں جہاں بھی آپ دیکھیں گے۔ وہاں کچھ نہ کچھ بھلائی نیکی۔ ہمدردی کی ضرورت ہو گی۔

ایک دن میں ریل میں سفر کر رہا تھا مجھے ایک گاؤں جانا تھا میں اس پریشانی میں تھا کہ رات میں گاڑی پہونچے گی۔ اور میں کہاں رہوں گا۔ میں مایوس بیٹھا تھا۔ لیکن میرے ایک پڑوسی نے پوچھا "کیا کچھ پریشان ہو" میں نے کہا جی ہاں ہوں تو ضرور، دریافت کرنے پر میں نے اُسے بتایا۔ اس نے کہا آپ میرے گاؤں ٹھہریئے اور صبح چلے جایئے گا۔ میں اُس کا بہت مشکور ہوا۔ اور اُس نے مجھے بڑے آرام کی جگہ دی اور تواضع بھی کی۔ پر کوئی انسان اس ہمدردی کے اثر سے متاثر ہوئے بنا رہ سکتا ہے؟ آپ بھی ایسے موقعہ پر دوسروں کے کام آ سکتے ہیں۔

گرمیوں کے دنوں میں آپ نے دیکھا ہو گا۔ کہ ذرا دور پانی نہیں ملتا۔ لیکن جہاں کہیں کوئیں نظر آتے ہیں وہاں ڈول اور رسی ضرور رہتی ہے۔ تاکہ مسافر پانی پی سکیں۔ لیکن وہ ڈول رسی آسمان سے نہیں گر پڑے بلکہ کسی انسان کی ہمدردی کا ہی نتیجہ ہیں

ہم اکثر آگے بڑھنے یا کسی کی مدد کرنے سے ہچکچاتے ہیں۔ ہم کسی اجنبی سے بولتے ہوئے شرماتے ہیں۔ شاید وہ آپ کی مدد کا انکار کر دے۔ یا افسردگی سے جواب دے۔ یہ افسردگی ہی بہت بڑے نقصان کا باعث ہوتی ہے۔ لیکن ہماری رُوح کو ایسے روڑوں کو ہٹا دینا چاہیئے۔ اور کسی نیک اور بھلائی کے کام میں کبھی نہیں شرمانا چاہیئے۔ ہمت اور استقلال کامیابی کی سیڑھیاں ہیں۔ اگر ہم ہمت اور عقل سے مناسب طریقے سے بھلائی کے کام میں شریک ہوں گے۔ تو ہم معلوم کرینگے کہ جب ہم اپنے دل کا دروازہ کھولیں گے۔ تو ہم دوسروں کے اندر بھی محبت کا جذبہ پیدا کریں گے۔

خاص کر شہروں میں دلوں کے دروازہ کھولنے کی ضرورت ہے محبت بھیڑ میں ٹھنڈی نظر آتی ہے شہر اور گاؤں والے ایک دوسرے کی ضرورت سمجھتے ہیں۔ لیکن شہر والوں میں گاؤں والوں کی نسبت زیادہ افسردگی نظر آتی ہے ملاقات ہونے پر اکثر شہر والے معمولی اخلاق بھی نہیں پیش کرتے۔ کہ وہ دو انگلی اٹھاکر اپنے بڑوں یا جاننے والوں کو آداب کر سکیں یہ افسردگی مایوسی لاتی ہے۔

آپ جہاں بھی ہوں، دفتر میں، کارخانہ میں، ریل میں لیکن اپنی مسکراہٹ سے خوشی کا عالم پیدا کرنے سے نہ چوکئے آپ کی ایک ہلکی سے مسکراہٹ ہی دوسروں کے دلوں میں روشنی پیدا کر دیتی ہے۔ اندھیرا دور ہو جاتا ہے اور انسان انسان کو پہچان جاتا ہے۔

میں جب اپنے بچپن پر نگاہ کرتا ہوں تو محسوس کرتا ہوں کہ دوسروں نے جو محبت، امداد، سمجھ، اور ہمت مجھے عنایت کیں اس نے میرے اندر ان کے لئے عزت اور وقار کا جذبہ بھر دیا ہے یہ لوگ میری زندگی کا حصہ ہیں اور میرے لئے تقویت کا باعث ہوئے۔

ہم دوسروں کے کتنے مقروض ہیں اور ہمیں اپنے آپ سے یہ دریافت کرنا چاہیئے کہ ہم دوسروں کے کیا کام آسکتے ہیں؟ آپ یقین جانئے کہ آپ کی زندگی کا اثر دوسروں پر بہت کچھ ہو سکتا ہے۔

آپ کو کچھ بخششیں ملی ہیں دولت، تندرستی، قابلیت اور کامیابی کی آپ انھیں اپنے ہی لئے محدود نہ رکھیں لیکن بڑی شکر گذاری سے انھیں آپ دوسروں کی فلاح و بہبودی کے لئے کام میں لائیں اگرچہ آپ کو تھوڑی قربانی بھی کرنی پڑے جنہوں نے مختلف تکالیف، دکھ اور مصائیب اٹھائے ہیں ان کے لئے اور بھی موقعہ ہے کہ وہ دوسروں کی تکلیف میں حصہ لیں۔

تیاگ اور قربانی جب ہی اچھی ہو گی۔ جب ہم اسے محسوس کریں گے ایک دولت مند آدمی پچاس روپیہ خیرات کر دے اور اس کا احساس نہ کرے تو وہ کوئی خاص بات نہیں۔ لیکن اگر آپ دو روپیہ کسی بھلائی کے کام میں دے دیں جبکہ آپ کے پاس وہ ہی رقم تھی تو اس کا احساس بہت ہو گا۔ اور ایسی خیرات کا اثر بھی حاصل ہو گا۔ خداوند یسوع مسیح نے بیوہ کی دمڑی کی تعریف کی کیونکہ اس نے اپنا سب کچھ دیدیا تھا۔

کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر ہم دولت مند ہوتے ہیں تو یہ کرتے اور وہ کرتے۔ لیکن ہم سب محبت اور ہمدردی میں دولت مند ہیں۔ اور جب ہم ان جذبات سے دوسروں کی خدمت کرتے ہیں تو ہم دوسروں میں اپنی دلچسپی ظاہر کرتے ہیں جو روپیہ اور دولت سے کہیں زیادہ ہے۔

دنیا کا مشہور مقولہ ہے کہ اگر آپ دوسروں کو محبت دکھائیں گے تو دوسرے بھی آپکو پیار کریں گے۔ اور اس طرح خوشی کا عالم پھیل جائے گا۔

ہمیں دوسروں کا خیال رکھنا ضروری ہے اپنی خودی کو تابع رکھکر ہی ہم ایسا کر سکتے ہیں۔ لیکن بعض حضرات یہ کہتے ہیں "کیا میں اپنے بھائی کا رکھوالا ہوں" بالکل سہی ہے۔ بیشک آپ ہیں۔ یہ زمانہ کی برائی ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ صرف سرکار کا کام دوسروں کی دیکھ بھال کرنا ہے، ہماری بھی ایک خاص ذمہ داری خاندان میں آجکل بچے والدین کی پرورش ضروری نہیں سمجھتے۔ یہ غفلت ہے۔ ہم محبت کے اصول کو توڑتے ہیں جو ہماری تہذیب کا معیار ہے۔

کمزوروں کی ہمت افزائی کرنا ہمارے لئے مناسب ہے ہم دوسروں کے خلاف خوفناک کام کرتے رہتے ہیں۔ کیونکہ ہمارے اندر ہمدردی اور محبت نہیں۔ لیکن یہ اخلاق نہیں۔ جب ہم دوسروں کی تکلیف اور دکھ کا احساس کریں گے۔ دوسروں کو معاف کریں گے۔ تو ہی ہم ایک اچھی فضا قائم کر سکتے ہیں اور اپنی ذمہ داری کو انجام دے سکتے ہیں۔

شاید آپ کہیں کہ ہم کیوں کسی کو معاف کریں اسلئے کہ ہم ایک دوسرے کو معاف نہیں کرتے تو ہم سمجھتے ہیں۔ ہم اپنے آپکو ایسا پیش کرتے ہیں جیسا کہ ہم بالکل معصوم ہیں جو بالکل غفلت ہے۔ ہم سب گنہگار ہیں۔ ہمیں ان جھوٹوں کو معاف کرنا چاہیئے جو ہمارے متعلق کہے گئے۔ کیونکہ ہمارا خود کا اخلاق پاک نہ

ہمیں ظلم، دھوکا، غصہ، نفرت، کینہ، بغض، معاف کرنا چاہئیے
کیونکہ ہم خود ان جذبات سے بھرے ہوئے ہیں۔ ہم نے خود دوسروں
سے نفرت کی، دشمنی کی، کینہ اور حسد سے ان کا بُرا چاہا۔ نفرت
پھیلائی۔ گروہ بندی کی۔ لہٰذا ہمیں ایک دوسرے کو معاف
کرنا چاہیئے۔ اور بغیر شور مچائے ہوئے۔

یہ طریقہ اگرچہ مشکل بھی ہے پھر بھی انصاف کا ہے
اس پر عمل کرنے سے ہم نہ صرف اپنی رُوح میں تسلّی پیدا کرتے
ہیں بلکہ اُسے اوپر ابھارتے ہیں۔

کسی آدمی نے آپ کا نقصان کیا ہے۔ کیا آپ اُس کا
انتظار کریں کہ وہ آپ سے معافی مانگے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ معافی
مانگنے آئے بھی نا۔ آپ کا فرض ہے کہ اُسے بھول جائیں۔ درگزر
کریں خدا کے سپرد کریں۔ اسکا اجر بہتر ہوگا۔

زندگی دشوار ضرور ہے لیکن وہ ہمیں بہت موقع دیتی
ہے کہ ہم بھلائی اور نیکی کے کاموں میں حصہ لیں۔ اپنی مشغولیت
کا بہانہ نہ کریں بلکہ آج ہی سے ارادہ کریں کہ ہم نہ صرف اپنے لئے
جیئیں گے بلکہ دوسروں کے لئے بھی۔ یاد رکھنا چاہیئے دوسروں
سے محبت کرنا ہمارے استقلال کی جھلک دکھاتا ہے اور
یہ ایک انسان کا بہت بڑا امتحان ہے۔ لیکن ایک دوسرے کام
کی ادائیگی ہی میں ہم خوشی اور تسلّی پا سکتے ہیں۔"

• بقیہ روزہ کے دنوں کا بیان:

اس سلسلے میں بلاوجہ کلیسیا کے حکم کو توڑنا گناہ ہے۔

روزہ کے دن کونسے ہیں: تمام چلّہ کے دن روزہ کے
دن ہیں مگر خصوصی حکم اور سختی کے ساتھ ہمیں راکھ کا بدھ جو اس سال
۳ مارچ ۶۵ء کو پڑا ہے۔ اور اس دوران چلّہ کا ہر جمعہ خصوصی ہیں
۲۱ برس تا ۵۹ سال عمر کے لوگ اس حکم کے تابع ہیں (بعض استثنا
مثلاً بیماری، لاچاری وغیرہ) اس طرح اگر مقدس جمعہ کو آدمی روزہ
نہیں رکھتا تو وہ خداوند یسوع مسیح کے دُکھ، مصیبت اور صلیبی موت
سے کیا ہمدردی ظاہر کر سکتا ہے۔

اس روزہ کے چلّہ کو رکھتے ہوئے اچھی طرح نباہنے کیلئے بڑا
حوصلہ اور فائدہ ہوگا اگر ہم اُن کلمات کو یاد رکھیں جو کاہن راکھ کے
بدھ کو ہمارے سروں پر راکھ ڈالتے ہوئے کہتا ہے کہ "اے انسان*

پٹھانکوٹ

پٹھانکوٹ میں کاتھولک کلیسیا کا کام ۱۹۵۵ء
سے شروع ہے۔ فیروزپور سے کچھ
کاتھولک خاندان یہاں مقیم تھے۔ اُن کے علاوہ ملٹری میں ہمارے
کاتھولک نوجوان تھے جن کی رُوحانی خدمت کے لئے ہمارے
بزرگ ریورنڈ فادر لارنس صاحب دھاریوال سے مہینہ میں
ایک بار آیا کرتے تھے۔ اتوار کی عبادت کر کے واپس چلے جایا
کرتے تھے۔ یہ سلسلہ ۱۹۶۴ء تک جاری رہا۔ بعد ازاں یہاں
سے ملٹری افسران نے ہمارے بزرگ مونسینئر البن سوربرک کو
ایک کاتھولک کانونیٹ اسکول کے لئے درخواست بھیجی کہ یہاں
پٹھانکوٹ میں ایک کاتھولک کانونیٹ اسکول کھولا جائے اُن کی
درخواست منظور ہوئی۔ اور یہاں دہلی کی سسٹرز صاحبات نے
آکر اس خدمت کو شروع کیا۔ یہاں کی سپیریئر مدر ریورنڈ کلیر ہیں
جس کی وجہ سے کاتھولک چیپلین کو بھی مستقل طور پر یہاں قیام کرنا
پڑا۔ ہمارے بزرگ ریورنڈ فادر ڈومنک صاحب کو شرف حاصل
ہوا کہ وہ پٹھانکوٹ میں کاتھولک چرچ کا کام باقاعدہ جاری کریں
آپ نے ۱۹۶۴ء میں یہاں – Holy Family
Catholic Church ہولی فیملی کاتھولک چرچ کی
بنیاد رکھی۔ جون ۱۹۶۴ء میں آپکی مدد کیلئے بابو جوزف عنایت امرتسر
سے یہاں تشریف لائے۔ جن کی کوشش سے کئی کاتھولک خاندانوں
کا پتہ لگا۔ اور نئے متلاشی بھی بنائے گئے۔ آجکل بفضل خدا کام
ترقی پر ہے۔ امسال یہاں پہلا کرسمس بڑی دھوم دھام سے
منایا گیا۔ کاتھولک افسران نے اپنی شرکت سے رونق کو دوبالا کیا
رات کو گرجا خوب سجایا گیا۔ آدھی رات کو ریورنڈ فادر ڈومنک صاحب
نے ماس کی پاک قربانی گزرانی۔ ایمانداروں کی تعداد تقریباً ساڑھے
پانچسو تھی۔ جن میں سے تین سو نے پاک شراکت میں شرکت لی۔
رات کو ایک گانے والی منڈلی بھی نکلی جو کہ لوگوں کو بڑے دن کی
بشارت دیکر پانچ بجے صبح واپس آگئی صبح۔ ۸ بجے ریورنڈ فادر
ڈومنک صاحب نے دیہی لوگوں کے لئے ماس کی پاک قربانی چڑھائی
بعد ازاں ایک کرسمس لاٹری کھولی گئی تین اشخاص نے انعام حاصل
کئے اور بچوں کی خوشی بڑھانے کیلئے انکو مٹھائی تقسیم کی گئی
موضع سجان پور میں بھی بڑا دن بڑی دھوم دھام منایا گیا۔ رحم

*یاد رکھ کہ تو خاک ہے اور خاک میں مل جائے گا۔" اگر ہم اس جملہ پر دھیان کرتے رہیں تو ہم بہت گناہوں سے دُور رہیں گے اور ہمیں کاہن کے
الفاظ اس سے دُور رکھیں گے۔ اور یوں ہم بدن کو تنبیہ اور رُوح کو پاک وصاف کر کے دائمی جلال کے لئے تیار کریں۔"

خبریں!

رُوم:- پاپائے اعظم پوپ ششم نے ۲۷ نئے کارڈینل کو منتخب کیا۔ جن کے ساتھ اس اعلیٰ جماعت کی تعداد ۱۰۳ ہو گئی کارڈینل پاپائے اعظم کے صلاح کار ہیں کوشش کی گئی ہے کہ ہر ایک ملک کی طرف سے کم از کم ایک بشپ کارڈینل کے عہدہ پر منتخب کیا جائے۔ لنکا میں کولمبو شہر کے آرچ بشپ ٹامس کو چنا گیا ہے۔ کمیونسٹ ملکوں میں سے آرچ بشپ جوزف سلیپج جو ۱۸ سال تک ایمان کی وجہ سے قیدی رہے کارڈینل بنائے گئے ہیں

جنیوا:- (سوزرلینڈ) کلیسیائی عملی کونسل نے یہ منظور کیا کہ کاتھولک چرچ کے ساتھ ایک کمیٹی قائم کی جائے تاکہ اصول و طریقوں کو پیش کرے جس سے آپس کا میل اور ملاپ بڑھے۔ یہ ایک باہمی تحریک ہے اور یہ تجویز ویٹیکن کی املاد سے عمل میں لائی گئی۔ کلیسیائی عملی کونسل میں ۲۰۹ پروٹسٹنٹ انگلیکین اور ارتھوڈاکس شامل ہیں۔

اِس کے علاوہ کارڈینل بے آ جو مسیحی اتحاد کے ویٹیکن پریذیڈنٹ ہیں ۱۸ اور ۱۹ فروری ۱۹۶۵ء کو کلیسیائی عملی کونسل کے مہمان ہوں گے۔ وہ ان کاموں کے بارے میں بات چیت کریں گے جس میں باہمی میل ضروری ہے اسکے علاوہ کارڈینل صاحب پروٹسٹنٹ سنٹرس کو طرح طرح کے لیکچرس دینگے

اسپین:- پاپائے اعظم نے اجازت دی ہے کہ سینٹ فرانسس زیویر کا ہاتھ جو روم کے ایک گرجا میں بڑی حفاظت سے محفوظ ہے ایک خاص یادگاری کے لئے سینٹ فرانسس زیویر کے پیدائشی شہر میں جو اسپین ملک میں ہے بھیجا جائیگا۔

بمبئی:- کارڈینل گریشس نے سنت پاپائے اعظم کی شکرگذاری کے لئے جو یوکرسٹی کانگرس کے موقع پر ہندوستان میں تشریف لائے تھے اشوک کی لاٹھ کا ایک نمونہ بھیجا ہے۔

کلکتہ:- یہاں کے کیتھولک لوگوں نے مکانات کی مشکلات دُور کرنے کے لئے ایک کوآپریٹیو بنایا ہے۔ اس کا دفتر ۹ ابھی رپن اسٹریٹ میں قائم ہے ہر گھر میں تین کمرے ایک غسل خانہ اور ہوگا۔ اس طرح کے تین بلاکس ہوں گے۔ اسکے علاوہ ۵۵ بلاکس اور بنائے جائیں گے جس میں دو کمرے غسل خانہ اور باورچی خانہ ہوگا۔ بڑے کمروں کی قیمت ۱۱ ہزار ہے اور چھوٹے کمروں کی قیمت ۱۰ ہزار روپیہ ہے بجلی اور باقی سہولیتیں بھی حاصل ہونگی

گوا:- یہاں ویلا قصبہ کے ایک گرجا گھر میں کچھ لوگوں نے چوری کی۔ نقصان کافی ہوا۔ یہاں کے وزیر اعظم نے موقع کی تفتیش کی اور آپ نے اپنی طرف سے ۵ ہزار روپیہ نقصان کے لئے پیش کئے ہیں شکریہ

کلکتہ:- ۳۱ جنوری ۱۹۶۵ء کو یہاں کے بنڈیل کی زیارت گاہ میں بہت سے زائرین اکٹھے ہوئے مگر قابل ذکر یہ ہے کہ ایک ۱۰۰ زائرین کے ایک گروہ نے ۲۷ میل کا فاصلہ پیدل طے کیا۔ راستہ میں وہ دُعا گیت بھجن گاتے ہوئے چلے۔ قابل تعریف ہے کہ بچوں نے بھی یہ ریاضت کا نمونہ پیش کیا۔ یہ بچے تقریباً ۸ و ۱۲ سال کے تھے۔ کاش کہ ایسی ریاضت کا جوش ہمارے سردھنہ کی زیارت گاہ میں بھی عمل میں آئے تاکہ مقدسہ مریم ہمارے نیک ارادوں اور ذخیرہ کو خدا کے سامنے پیش ہونے کے قابل سمجھے۔

سیوال:- ضلع میرٹھ یہاں کے آرچ بشپ صاحب نے موضع سیوال میں رفاہِ عام کے لئے ایک اسپتال قائم کیا اور اجمیر کے مشن سسٹرس کے ہاتھ میں سونپ دیا اسکی تعمیر میں ۷۰ ہزار روپیہ صرف ہوئے میرٹھ کے کمشنر صاحب اور آرچ بشپ جیمس فوکس نے اسپتال کا اوگھاٹن کیا۔

ضروری اطلاع

جن احباب کے پاس رسالہ فضلوں کی ماں مستقل بھیجا جا رہا ہے ان سے درخواست ہے کہ اپنی پہلی فرصت میں اِس کا زرچندہ تین روپے پچاس پیسے ادارہ کو بھیجکر شکریہ کا موقع دیں۔ (ادارہ)

(پتہ)

ایڈیٹر رسالہ فضلوں کی ماں کورٹ روڈ۔ سہارنپور یوپی

قادر ابید لوس ایڈیٹر پرنٹر و پبلیشر نے نیشنل پرنٹنگ پریس دیوبند میں چھپا کر دفتر فضلوں کی ماں کورٹ روڈ سہارنپور سے شائع کیا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۳۶۴

ایسٹر نمبر
ماہنامہ
فصلوں کی ماں
سہارنپور

مقام اشاعت
کورٹ روڈ۔ سہارنپور
سالانہ چندہ
Rs. 3 = 50

جلد (۸) ⁂ اپریل ۱۹۶۵ء ⁂ شمارہ (۴)

"بیانِ کلوری"

ہما میر بھٹی بی اے

خون نے کیا دی جلا ماہِ تمام کلوری
ساری دنیا کے لئے وہ صبحِ صادق بن گئی
کامرانی ہے بشارت ناصری ایمان سے
دار برداروں کے ہٹ سکتے نہیں پیچھے قدم
آدمی ایمان سے تسخیر کرے اک جہاں
زندگی میں ہر قدم پر دار اٹھانا ہے ہمیں
عزم و استقلال سے شمعِ عمل روشن کرو
سرفروشوں کو نظر آنے لگے دار و رسن
پھر ریا کی دار پر کھینچا گیا افراد کو
ڈوب کر اپنے لہو میں زندگانی پا گئے

کھینچ دی خامہ کی تیغِ بے نیام کلوری
خون میں ڈوبی ہوئی وہ ایک شامِ کلوری
سن لو اے اہلِ جہاں یہ اذنِ عامِ کلوری
جرأت و ہمت ہے تیغِ بے نیام کلوری
لفظِ استقلال بھی ہے اک نامِ کلوری
ہے پیامِ دار برداری پیامِ کلوری
صبحِ جنت سے بدل سکتی ہے شامِ کلوری
محو ہو سکتا نہیں نقشِ دوامِ کلوری
چشمِ ملت دیکھ پھر آیا مقامِ کلوری
مرنے والوں نے لیا ہے جب بھی نامِ کلوری

خونِ دل رو رو کے گزرے ہیں جہاں سے ہم ہما
زندگی میں ایسے بھی آئے مقامِ کلوری

"کیا تو نہیں جانتا کہ مجھے اختیار ہے"

از منظور لیوک ادیب ماہر علیگ
سہارنپور

یوحنا ۱۹ ! ۱۰

یہ شام کی خاموشی گتسمنی کے باغ میں۔ زیتون کے مایوس پیڑ اپنے سروں کو ایسے جھکائے کھڑے ہیں گویا کسی ناگہانی آفت کی آمد آمد ہے۔ موسم تو پُرسکون ہے لیکن یہ خاموشی ایک ناگہانی طوفان کا سرچشمہ ہے۔ ہم تھوڑا سا آگے بڑھیں۔ آگے ہمیں یسوع نظر آتا ہے۔ اُس کی چال پُروقار و شاہانہ ہے چہرہ پُرسکون ہے ایک کشمکش میں مبتلا نظر آتا ہے۔ اِس خستگی کے عالم میں یہ پسینہ کی بوندیں اُس کے چہرہ پر کیوں ہیں۔ اُسکے نزدیک آکر دیکھیں۔ اُس کے الفاظوں کو غور سے سُنیں۔ آہ! یہ الفاظ اُس کے لاانتہا غموں کی مخبری کرتے ہیں۔ "میری جان نہایت غمگین ہے یہانتک کے مرنے کی نوبت پہنچ گئی ہے" متی ۲۶ ۳۸

اگر ہم اپنے خداوند کے دُکھوں کو محسوس کرنا چاہتے ہیں۔ تو ہمیں اُسکے ساتھ گتسمنی کے باغ میں رہنا ہوگا۔ گو ہم اسکے لاانتہا غم کے عشر عشیر کو بھی پہنچ سکتے۔ اسکا سنج آہ اُس پُرغم منظر کی تاب لانا۔ انسانی طاقت سے باہر ہے یسوع کے چہرے کے پسینے کی بوندیں صاف ظاہر کرتی ہیں کہ دو متضاد طاقتیں یعنی روحانی اور انسانی فطرت اپنے جذبہ عروج کو پہنچ گئی ہے رُوحانی فطرت اپنے مقدس آسمانی باپ کے احکام کی تکمیل کے لئے کوشاں ہیں جس میں انسان کی نجات کے کام کو پُورا کرنا ہے۔ انسان نے اپنے خالق کے ساتھ جو ناانصافی کی ہے اسکا بھی تجربہ کرنا ہے دوسری فطرت انسانی ہے گو اسکی خواہش بھی خُدا کی مرضی کو بجا لانا ہے لیکن یہ کمزور ہے خائف ہے غموں کو سامنے دیکھکر متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتی اِس کے علاوہ ہمارے خداوند کے سامنے ایک اور منظر ہے وہ ہے دھوکا۔ قید۔ مقدمہ۔ اور اسکی تمام تر مضحکہ خیزیاں وہ اپنے سامنے بے عزتی۔ بدنامی۔ اور صلیبی موت کو بھی دیکھ رہا ہے اِن سب جسمانی اذیتوں کا تصور ہی دل کو متزلزل کرنے کے لئے بہت کافی ہے۔ ہمارے مسیح کو یہوداہ اسکریوتی نے بتا دیا ہے۔

بوسے۔ پطرس کا مُنکر ہونا اور دوسرے شاگردوں کا ساتھ چھوڑ دینے کا بھی علم ہے۔ اور اُن لوگوں کا بھی علم ہے جو اُسکو صلیب پر چڑھانے کے لئے تیار ہیں حالانکہ اُن کو بچانے کے لئے وہ اس دُنیا میں آیا۔

عجیب بات ہے۔ یسُوع نیکی اور پاکیزگی کا سرچشمہ ہے پھر بھی وہ جہاں کے گناہوں کی خاطر سولی پر چڑھایا جا رہا ہے۔ آخر ایسا کیوں ہے۔ ہم اس راز تک نہیں پہنچ سکتے۔ لیکن اُسکے دُکھ کو ضرور محسوس کر سکتے ہیں۔ اب یہوداہ اسکریوتی ایک بھیڑ کیساتھ نظر آتا ہے اس مکار کا بوسہ یسُوع کو گنہگاروں کے ہاتھوں میں دے دیتا ہے اُسے مجرموں کی طرح پکڑ کر باندھ دیا جاتا ہے۔

فضا اب پھر خاموش ہے۔ لوگوں کے خیالات یہوداہ اسکریوتی کی طرف پھرتے ہیں۔ حرف یہ کہ اس عظیم گناہ کی ابتدا لالچ سے ہوئی۔ اس لالچ سے چند چاندی کے سکوں کے عیوض اپنے خداوند کو بیچ ڈالا۔ لالچ۔ جھوٹ اور چوری کو جنم دیتا ہے اور یہاں اسکا آخر ایسے شرم ناک گناہ سے ہوا جسکا تواریخ میں ملنا ناممکن ہے۔

لوگ یسُوع کو پکڑ کر پلاطوس کے سامنے لائے۔ تاکہ اُس کو موت کا حکم دیا جائے۔ پلاطوس یہودیوں سے پوچھتا ہے "اس کا کیا قصور ہے" اِس نے کس کا خون کیا ہے؟ اور کس کی چوری کی ہے۔ اس سے کیا غلطی سرزد ہوئی ہے؟"
یہودیوں کے پاس بھلا ان باتوں کا کیا جواب ہو سکتا تھا کیونکہ یسُوع کی زندگی تو انسانیت پر ایک رحمت ہے۔ پھر بھی سولی پر اُس کے دونوں ہاتھوں کو پھیلا کر کیلیں ٹھوک دیجاتی ہیں اُس کی پسلی میں بھالا مارا جاتا ہے پھر بھی خاموش ہے یہ پھیلے ہوئے ہاتھ ہر انسان کے لئے ایک دعوت ہیں۔ اُسکی پسلی کا خون ایک نجات کا وسیلہ۔ اس کی خاموش زبان پیار اور سکون کا منبع ہے لیکن اُسے بغیر کسی الزام کے بغیر کسی سبب کے

(بقیہ صفحہ ۷ پر)

"اگر تو خدا کا بیٹا ہے؟"

متی ۲۷ - ۴۰

کہا نہیں جا سکتا کہ بوڑھا فلسطین زمانے کے کتنے نشیب و فراز دیکھ چکا ہے۔ اُدھر ان تین سو برسوں سے اُس کی فضا ہی کچھ بدلی بدلی سی نظر آ رہی تھی کہ ایک ناصرت کے بڑھئی کے عجیب و غریب بیٹے کے پیچھے سارا یروشلم اُمڈا چلا جا رہا تھا۔ اور لوگ آپس میں ایک دوسرے سے کانا پھوسی کر رہے تھے کہ یہ کون آدمی ہے؟ حالانکہ اس سوال کا جواب اُنہیں پہلے ہی نبیوں اور صحیفۂ مقدسہ کے ذریعہ دیا جا چکا تھا۔ تو بھی اُن کے دلوں کو تسلّی نہ ہو پائی تھی یا پھر وہ کلام مقدس کے جواب کو سمجھنے کی صلاحیت نہ رکھتے تھے۔ یہی سبب سمجھ میں آسکتا ہے کہ اُنہیں اپنا وفد اُسکے پاس شخصی طور پر بھیجکر یہ جاننے کی ضرورت محسوس ہوئی کہ تو کون ہے؟ عام زندگی کے شروع میں یوحنّا کے شاگردوں نے اپنے آدمیوں کو بھیجکر اُس سے دریافت کیا کہ "تو مسیح ہے یا نہیں" اُنہیں مناسب جواب ملا اور واضح طور پر اُن کے سمجھنے کے لئے خداوند یسوع مسیح نے اپنے بازعیں ایسے نشانات دکھائے جس سے ثابت تھا کہ وہ سچ مچ مسیح ہے اُن نیک لوگوں کو یقین ہوا اور اس طرح یوحنّا بپتسمہ دینے والے نے اُسکے حق میں بھی درست سمجھا، مانتا اور قبول کرتا ہے اسکے باوجود فقیہوں فریسیوں اور یہودیوں کی ممتاز شخصیتیں اور اعلیٰ عہدیداروں کو یقین نہیں آسکتا تھا۔ جیسے انھوں نے خداوند کی پیدائش اور اُس کے نجات کی پیشین گوئیوں کا (جو نبیوں کی کتابوں میں درج ہیں) یقین نہیں کیا تھا بلکہ شک کی بنا پر یسوع مسیح کی پیدائش کے کچھ عرصہ بعد ہیرودیس بادشاہ نے اپنے سپاہیوں کو بھیجا کہ بیت لحم کے بچوّں کو قتل کریں تاکہ مسیح زندہ نہ رہ سکے اور جب وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب نہیں ہوئے تو اب اُسے پکڑ کر جان سے مارنا چاہتے ہیں۔ اُن کے حسد اور عداوت کی انتہا نہ تھی جبھی وہ اُسکے خون کے پیاسے ہیں اور انکے دل اور آنکھوں پر ضد ہٹ دھرمی تعصّب اور جہالت کے پردے پڑے ہیں۔ چنانچہ انھیں وہ ثبوت جو پاک کلام۔ مسیح کے مُنہ، اور اُسکے کاموں سے ملتے ہیں۔ ناکافی تھے وہ شافع عالم کی آزمائش کیلئے ایک نشان مانگتے ہیں۔ لیکن نجات دہندہ ان الفاظ میں اُنہیں جواب دیتا ہے کہ اس زمانے کے بُرے ، اور زناکار لوگ نشان طلب کرتے ہیں، مگر یونس نبی کے نشان کے سوا کوئی اور نشان اُنکو نہ دیا جائے گا۔ کیونکہ جیسے یونس تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا ویسے ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہیگا۔ متی ۱۲ - ۴۰

اِسی طرح ایک اور موقع پر یہودیوں نے نشان مانگا تو منجی عالمیں فرماتے ہیں کہ اِس ہیکل کو ڈھا دو اور میں اُسے تین دن میں کھڑا کر دوں گا۔ یہودیوں نے کہا ۴۶ برس میں یہ ہیکل بنی ہے اور تو اُسے تین دن میں کھڑا کر دے گا؟ مگر اُسنے اپنے بدن کی بابت کہا تھا۔ یوحنّا ۲ : ۱۹ تا ۲۱ رسول اور وہ لوگ جو خداوند کی باتیں دینداری اور شوق سے سُنا کرتے تھے خداوند یسوع مسیح سے دریافت کرتے رہتے تھے کہ کب تو اسرائیل کی بادشاہت کو قایم کرے گا؟ مگر تاجدارِ دو عالم جواب میں قیام دینوی سلطنت کے بجائے اپنی مصیبت، موت اور صلیب پر کھینچے جانے کا ذکر کرتا تھا۔ یہ وہی نبیوں کا بیان تھا جو اُس کی بابت کیا جا چکا تھا، تو بھی مسیح خدا تھا۔ ضرورت نہیں تھی کہ دُنیا کے لوگ اُس کو بادشاہ بناتے۔ کیونکہ وہ صرف بادشاہ ہی نہیں بلکہ شہنشاہ اور خود مجسّم خدا تھا۔ جب یہودی لوگ اُسے بادشاہ بنانے کے لئے ڈھونڈ رہے تھے۔ تو اُس نے صاف انکار کیا۔ اور اُن کی نظروں سے غائب ہو گیا۔ جو لوگ اُسے بادشاہ بنانا چاہتے تھے اُن کے بہت خلاف وہ لوگ بھی تھے جو اُسے مارنا چاہتے تھے کیونکہ جب اُس سے قوم کے بزرگوں، سردار کاہن اور فقیہوں کی مجلس میں دریافت کیا گیا کہ "کیا تو خدا کا بیٹا ہے؟ اُن سے اُس نے کہا تم خود کہتے ہو کیونکہ میں ہوں"

اگر تو خدا کا بیٹا ہے، یہی کہتے ہوئے اُس حلیم اور فروتن شخص کو جو اُن کے سامنے کھڑا ہوا تھا لوگوں نے اُس کے سر پر کانٹوں کا تاج رکھا۔ اور اُن کے کندھوں پر ایک لال کپڑا ڈالکر اُس کے ہاتھوں میں سرکنڈا پکڑا دیا۔ پھر اُسکے سامنے

گھٹنا ٹیکتے۔ مذاق اُڑاتے اور ٹھٹھا کرتے تھے۔ اسی پر بس نہ کرتے ہوئے اُس کے مُنہ پر تھوکا گیا۔ گویا ابتک اُس نے زبان مجسّم خُدا کو آزمانے کا طریقہ کافی نہ سمجھا ہو۔ لوگ دِل لگی کرتے اور ہنسی اُڑاتے ہوئے اُسے کلوری پہاڑ پر لے گئے۔ حالانکہ اُس ظلم اور مصیبت کی وجہ سے اُس کا تمام بدن ایک زخم کی صورت رکھتا تھا تو بھی ہاتھ پاؤں پھیلا کر اُسے صلیب پر کھینچا وہ لوگ اب تک ہنسی اُڑاتے اور سر ہلا ہلا کر اُسکی طرف پُر جوش اشارے کرتے گویا وہ اپنے مطلب میں پورے طور پر کامیاب ہو گئے ہوں۔ اور کہتے جا رہے ہیں کہ "اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو صلیب سے اُتر آ۔"

سلطان دارین خاموش ہے وہ یہودیوں اور اُن لوگوں کو بھی جو اپنی دنیوی شان و شوکت کی وجہ سے اُس کے اُوپر ایمان لانا چاہتے تھے۔ پہلے ہی جواب دے چکا تھا۔ کہ "میں ہوں، کوہ کلوری نے ایسا نظارہ کبھی کاہے کو دیکھا ہوگا اور نہ ایسے مختلف الخیال لوگوں کا جم غفیر ہی دیکھنا اُسے نصیب ہوا ہوگا۔ کیونکہ اس مجمع میں ایسے لوگ بھی ہیں جو خفیہ طور پر اُس پر ایمان لا چکے تھے۔ ایسے بھی ہیں جو اپنے ایمان میں ڈانوا ڈول تو ہیں۔ لیکن اُن کی ہمدردیاں یسوع ناصری کیساتھ تھیں جس نے کہا تھا کہ میں خدا کا بیٹا ہوں، اس بھیڑ میں پلاطوس کے سپاہی اور سردار کاہن کے کارندے بھی موجود ہیں جنہوں نے اپنے کانوں سے پلاطوس کو تاجدار کونین سے یہ سوال کرتے ہوئے سُنا تھا کہ سچائی کیا ہے۔ غرضیکہ یسوع ابھی صلیب پر کھینچا ہوا ہے۔ لیکن اُن لوگوں کے کانوں میں اب تک پلاطوس سے اُس کی گفتگو گونج رہی ہے کہ "میں آیا ہوں کہ حق پر گواہی دوں۔ جو حق پر ہے وہ میری آواز سُنتا ہے۔ یوحنا ۱۸ : ۳۷ اس کے باوجود اُس پر لوگ آوازے کستے، لعن طعن کرتے اور دل ہی دل میں سمجھتے ہیں کہ اس سچائی کے ساتھ ساتھ حق کے بادشاہ کو بھی ختم کر دیا۔ صلیب کی طرف اشارہ کر کے بڑبڑاتے جا رہے ہیں۔ کہ "اِسنے جو دوسروں کو بچایا اب اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو اپنے آپ کو بچا اور صلیب کے اوپر سے اُتر آ" جواب آنے والا تھا اُس گونگے بہرے کی طرف سے نہیں جو صلیب پر خاموش لٹکا تھا۔

بلکہ قدرت سے جسکا وہ خود مالک تھا۔ ان جملوں میں کہ "تمام ہوا" پھر کہا کہ اُس نے اپنا آخری دم دے دیا تب زمین ہل گئی۔ سورج کی روشنی جاتی رہی اور مقدس کا پردہ بیچ میں سے پھٹ گیا۔ (لوقا ۲۳ : ۴۴) اس ماجرے کو دیکھکر جو بیدار خدائی تجدید کرنیکو لوگ چھاتی پیٹنے لگے مگر نہ ماننے والے ابتک پلاطوس کی طرح پوچھ رہے ہیں کہ سچائی کیا ہے مگر اسلئے کہ اُنکا دل پلاطوس کی طرح اس سوال کا صحیح جواب نہیں چاہتا۔ وہ بھی پلاطوس کی طرح اُٹھ کر چلے جاتے ہیں اور وقت آگیا کہ ابن انسان جو ایک مجرم کی طرح صلیب پہ کھینچا گیا اور زمین سے اُٹھایا گیا وہ اپنی طرف بے شمار انسانوں کو کھینچے اس لئے کہ وہ مہربان خدا اپنے ہاتھ صلیب پر اُٹھائے ہوئے ہے کہ تمام انسانوں کو اُس نے ایک ڈاکو کے ساتھ جو مسیح کی بغل میں ایک دوسری صلیب پر کھینچا ہوا تھا۔ آسمان کی بلندیوں تک پہنچا دے۔ اس لئے وہ سچ مچ خدا ہے۔"

صفحہ ۲ سے آگے :۔

موت کی طرف دھکیل دیا گیا۔

پلاطوس نے یسوع سے کہا تھا۔ "کیا تو جانتا ہے کہ مجھے صلیب پر چڑھا دینے کا بھی اختیار ہے اور چھوڑ دینے کا بھی" کیسا مضحکہ خیز اور عجیب اختیار اُس کے ہاتھ میں ہے۔

کچھ سالوں کے بعد پلاطوس خود مر جاتا ہے۔ اب وہ خدا کے تخت عدالت کے سامنے کھڑا ہے۔ پہلے یسوع پلاطوس کے عدالت میں کھڑا تھا۔ اب یسوع منصف ہے اور پلاطوس اُس کی عدالت میں ہے۔ یسوع رحیم ہے۔ کریم ہے وہ قہر کرنے میں دھیما اور شفقت میں غنی ہے وہ گنہگاروں کو معاف کر کے ہمیشہ کی زندگی میں داخل کرتا ہے۔ کتنا فرق ہے اس اختیار اور پلاطوس کے اختیار میں۔"

بقیہ صفحہ ۱۴ (مزامیر):—
کچھ تعریف اور شکر گذاری کی حمد اور کچھ تعلیمی ہیں۔
مزامیر لکھنے والا اپنے جذبات کو روح القدس کی امداد سے
تحریر کیا کرتا تھا۔ وہ خدا کی طرف سے بولتا تھا اس لئے
اس کے زبور خدا کی تعریف کے لئے نہایت عمدہ اور مفید
ہیں۔ زبور نویس اپنے زمانہ کی تہذیب اور محاورات کا
استعمال کرتا ہے۔ اور خاص طور پر چنیدہ قوم کے لئے
تحریر کرتا ہے جو ایک نجات دہندہ کے منتظر ہے۔
زبور اپنے مصنف کی روح کا آئینہ ہے۔ کسی موقع پر
وہ گناہ پر پچھتاتے ہوئے سخت رنج میں نظر آتا ہے تب
نیکی اور بدی اپنے سامنے رکھکر خدا کی طرف دھیان لگاتا
ہے تاکہ اسکو بچائے۔ جب اس کے دشمن اس پر دباؤ ڈالتے
ہیں تو وہ اطمینان اور حلیمی کے ساتھ خدا کی طرف پھرتے ہیں تاکہ
وہ ان کو مدد دیکر بچائے۔ زبوروں میں ہم اسکی درخواستیں
پڑھتے ہیں تاکہ خدا اس پر مہربانی کرکے معاف کرے جب وہ
خدا کی بادشاہت کا دھیان کرتا ہے۔ وہ خوشی سے بھرپور ہو کر
ہر طرح کی تعریف کرتا ہے۔ ان حمدوں میں حقیقتاً یسوع مسیح
کا الہام پایا جاتا ہے جس میں وہ اپنی آمد اور کام کا بیان کرتا ہے
اسرائیلی لوگ جو مزامیر کا شوق سے استعمال کرتے ہیں ان
میں مقدسہ مریم بھی گنی جاتی ہے۔ وہ ان کی دعاؤں کا طریقہ تھا۔
جب ہم اس بات پر غور کرتے ہیں ہم اپنی نظروں میں نقشہ کھینچ سکتے
ہیں۔ جب میں یسوع مسیح اسکے پاس کھڑا دکھائی دیتا ہے اور
خدا باپ کی تعریف میں اپنی ماں کی آواز میں اپنی آواز ملاتا ہے
مبارک ماں مریم نے بھی زبوروں کا ایک خاص نمونہ دیا جب اس
نے روح القدس سے بھر کے خدا کی تعریف، حمد میں یہ گیت
گایا "میری جان خداوند کی بڑائی کرتی ہے اور میری روح
میرے نجات دینے والے خدا سے خوش ہوئی"
(دیکھو لوقا ۱: ۴۸-)
ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم سمجھ سکتے ہیں۔ کیوں
ماس کی پاک قربانی اور DIVINE OFFICE
(الٰہی تعریف) میں مزامیر کا اتنا زیادہ استعمال کیا جاتا ہے

کوئی کلیسائی عبادت الٰہی نہیں جس میں زبوروں کا حصہ نہ ہو
سچ مچ ان سے روح میں ایک نئی تسلی و تازگی پیدا ہوتی ہے
ایک زبور جو خاص طور پر امرت دھارا کی طرح انسان کے دل کو
تسلی بخشتا ہے ذیل میں درج ہے:—
"خداوند میرا چرواہا ہے مجھے کوئی کمی نہیں۔ وہ مجھے ہری ہری
چراگاہوں میں بیٹھاتا ہے۔ وہ مجھے راحت کی ندیوں کے پاس
لے جاتا ہے۔ وہ میری جان کو بحال کرتا ہے وہ مجھے اپنے نام
کی خاطر۔ سیدھی راہوں پر لے جاتا ہے۔ اگرچہ میں تاریکی کی
وادی میں گزروں۔ میں کسی آفت سے نہ ڈروں گا۔ کیونکہ
تو میرے ساتھ ہے تیرا عصا اور تیری لاٹھی۔ ہر میری تسلی کا
باعث ہیں۔ تو میرے مخالفوں کے روبرو۔ میرے آگے
دسترخوان بچھاتا ہے۔ تو میرے سر کو تیل سے ملتا ہے میرا جام
لبریز ہوتا ہے۔ میری زندگی کے تمام ایام میں بھلائی اور کرم
میرے ساتھ ہوں گے۔ اور زمانوں کی درازی تک۔ میں
خداوند کے گھر میں رہوں گا۔ آمین (زبور ۲۲-۲۳)
لہٰذا جس وقت آپ بے چین ہوں اور آپ کے سامنے
اندھیرا چھا جائے اس زبور کو ضرور پڑھئے اس سے تسلی اور
ہمت ہوتی ہے۔ خدا اپنے بندوں کی دیکھ بھال کرتا ہے
اپنے آپکو ایک چرواہے کی مانند پیش کرتا ہے۔ یا ایک میزبان
جو اپنے مہمانوں کی خاطر کرتا ہے۔ نئے عہدنامہ میں یہ سب
خیالات باربار پائے جاتے ہیں۔ (یوحنا ۱۰: ۱۱، یوحنا ۱۰: ۱۸)
اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نہ صرف ضرورت کے موقع پر
ہمیں زبوروں کا استعمال کرنا چاہیئے۔ بلکہ ان کو ایسے اپنانا
چاہیئے کہ جیسے ہمارے دل سے وہ ہی الفاظ نکلیں جنکو نبی نے
تحریر کیا۔ ہم ضرور موقع نکالیں تاکہ زبوروں کے پڑھنے
سے قلبی اطمینان و تسلی، اور روحانی فائدہ حاصل ہو"
آپ کو ایسٹر مبارک ہو۔

فادر امیدیوس ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر نے نیشنل پرنٹنگ پریس دیوبند سے
چھپوا کر دفتر فضلوں کی ماں۔ کورٹ روڈ۔ سہارنپور سے
شائع کیا۔
(ایڈیٹر:۔ فادر امیدیوس)
روحانی سرداروں کی اجازت سے چھاپہ گیا۔

"کھڑی تھی ماں"

نوٹ!

یہ مشہور گانا ہے جو چودہ مقام کی عبادت میں گایا جاتا ہے
اس کے کئی ترجمے لاطینی زبان سے ہوئے ہیں۔ ادارہ فضلوں کی ماں
بھی اپنا ترجمہ ناظرین کے سامنے پیش کرتا ہے۔

کلوری پہ کھڑی تھی ماں
اُس کا دل غم اور رنجیدہ
آہ یہ کیسی ماتم زدہ
کتنا دُکھ اُس نے اُٹھایا
کون سا آدمی نہیں روتا
کونسا شخص ہمدرد نہ ہوتا
دُنیا کے پاپیوں کی خاطر

صلیب کے پاس رنج آلودہ ؞ جس پر یسوع جڑے تھے۔
تیز تلوار سے بھونکا چھیدا ؞ دُکھ تکلیف اور تنگی سہنے۔
غم آلودہ اور رنجیدہ ؞ وہ مبارک ماں ہوئی۔
کتنا غم اُس ماں پر آیا ؞ جب یسوع کو دیکھتی تھی۔
جو مسیح کی ماں کو دیکھتا ؞ اتنی سخت مصیبت ہیں۔
دُکھ بھری ماتا کو دیکھکر ؞ بیٹے کی ہمدردی ہیں۔
یسوع کو دکھوں میں دیکھتی ؞ کوڑوں کیلوں سے لاچار۔

اکلوتے بیٹے کو دیکھا
پیاری ماتا پریم کا سوتہ
میرے دل کی کُل گہرائی
اَے ماں پاک عنایت کر
تیرے صلیبی بیٹے کا
کاش کہ میں تیرے ساتھ روؤں
صلیب کے پاس کھڑا ہونا
جب بدن سے جُدا ہوں گا

جو دُکھوں کا ہے پروانہ ؞ آخری دم کو لیتا ہے۔
کاش میں دُکھ پہچانوں تیرا ؞ تاکہ آنسو بہا سکوں۔
یسوع کے پریم سے بھر جائے ؞ تاکہ اُس کو خوش کروں۔
کہ مصلوب یسوع کے گھاؤ ؞ میرے دل میں نقش رہیں۔
جس نے اتنا دکھ اُٹھایا ؞ حصہ دار بن جاؤں میں
اور مصلوب کا ہمدرد ہوں ؞ جب تک میں جیتا ہوں۔
تیرے ساتھ یسوع پر رونا ؞ سارے دل سے چاہتا ہوں۔
میری رُوح شریک ہو جائے ؞ بہشت کے جلال میں۔

آمین

عیدِ قیامت

جناب روز امرتسری

پلا میخوار کو ساقی کھلا ہے تیرا میخانہ — ہے پینے کی تمنا آبا در پہ تیرے دیوانہ
شرابِ زندگی کا تو پلا بھر بھر کے پیمانہ — سرور ہے جو آئے ساقیا بن جاؤں مستانہ
بنے قسمت، پلا وہ مے — قدرت سے ملتی ہے
کہ میخانے کی تیرے مے، تیری قربت سے ملتی ہے

گلیلی شہر سے لاکر پلا جامِ بقا ساقی — لبوں سے جام ٹکرائے زباں پر آئے بیباقی
تکیں حیرت میں رہ جائیں بڑے شاہین و زراقی — اڑائے آسمانوں سے پرے پرواز براقی
پلا لاکر مے کوثر سے جو کثرت سے ملتی ہے
کہ میخانے کی تیرے مے تیری قربت سے ملتی ہے

شرابِ زندگی کے ساقیا! دریا بہا دینا — بہائی کلوری پہ تھی جو وہ منظر دکھا دینا
ہمیں صورت دکھا دینا، کھلا دینا پلا دینا — مرقع آخری عید الفسح پھر سے بنا دینا
پلا دینا مے عرفاں جو وہ رحمت سے ملتی ہے
کہ میخانے کی تیرے مے تیری قربت سے ملتی ہے

تیری درگاہ میں ساقی چلے جو رند آتے ہیں — لبوں سے جام چھوتا ہے ولی بن بن کے جاتے ہیں
جو وہ مر مر کے آتے ہیں بقا کا جام پاتے ہیں — نکلتے ہیں جو پی پی کر تیرے نغمے سناتے ہیں
سراسر مفت ملتی ہے نہیں قیمت سے ملتی ہے
کہ میخانے کی تیرے مے تیری قربت سے ملتی ہے

تجلی نور کی از بس تیرے دیکھی جمالوں پہ — تو مر کے جی اٹھا قدرت تیری دیکھی جلالوں پہ
الوہیت تیری دیکھی جو وہ دیکھی کمالوں پہ — تیری صورت مقدس نقش تھی دیکھی رومالوں پہ
میرے محبوب کی صورت اسی صورت سے ملتی ہے
کہ میخانے کی تیرے مے تیری قربت سے ملتی ہے

جو یہ حرکت سے ملتی ہے، نہیں غفلت سے ملتی ہے — یہ ہے پتلی محبت کی بڑی الفت سے ملتی ہے
یہ خلوت میں یہ حکمت، عظمت و حشمت سے ملتی ہے — ہمیشہ پاک دامن عصمت و عزت سے ملتی ہے
توسل سے تیری رحمت کے یہ برکت سے ملتی ہے
کہ میخانے کی تیرے مے تیری قربت سے ملتی ہے

پلانے کو مجھے ساقی میرا وہ روز آتا ہے — جو لائے مے بھری مینا وہ پہلو سے بہاتا ہے
جو سوئے خوابِ غفلت میں ہوں وہ ان کو جگاتا ہے — بٹھا کر سامنے جامِ بقا، پیتا، پلاتا ہے
یہ پینے اور پلانے کیلئے جنت سے ملتی ہے
کہ میخانے کی تیرے مے تیری قربت سے ملتی ہے

"مادرِ فضائل سے اِلتجا"

از ڈوکٹر یوالنس بمبئی

فضلوں کی ماں ہماری ہم فضلوں کی ماں کے ہیں
ماں پیاری اور رحم دل ماں ہم تیرے بچے ہیں
اُو ماں پیاری دو جہاں دل جان ہماری لو!
رحم کرو تم رحم کرو اور مُنہ کو مت موڑو
اُو ماں پیاری یسوع کی فضلوں کا جو خزانہ
دُنیا نے تجھکو دیکھا خُدا نے تجہکو چانا
رحم کر تو رحم کر مسیحیوں نے آپ پہچانا
دیا کرو کرم کرو اور مُنہ کو مت موڑو
اُو ماں وہ بیٹا تیرا جس نے جہاں بنانا
بھٹکے ہوئے ہیں وائیں تو راستہ دکھا دے
پیار کر تو پیار کر ہمکو گلے لگا لے
رحم کر تو رحم کر شیطان سے ہمیں بچا لے

رلے ملے ہیں کتنے یہ سب جہاں میں ہیں
تو ہے غریبوں کی مددگار ہم تیرے بھوکے ہیں
اور بخش دو اپنا پیار ہمکو دیوانے تیرے ہیں
اور بخش دو تم سب گُناہ پروانے تیرے ہیں
اِنسان نے تو اِنسان نے، خُدا نے تجھکو مانا
دُنیا میں اے ماں آ تو شیطان کو کر دے فنا
دِل خوشیوں سے بھر گیا لبریز ہوا پیمانا
تو ہے بجھتے ہوئے دِلونکی شمع ہم تیرے پروانے ہیں
سب عورتوں میں تجھکو ہے اپنی ماں بنایا
ہم مانگتے ہیں تجھ سے مسیح ہمیں دلا دے
اگر ہاتھ سر پہ رکھدے کچھ نہ گلا نہ لا دے
تو ہے پھول اور کلیاں ہم تیرے پروانے ہیں

سردھنہ۔ ضلع میرٹھ ۲۲ مارچ ۱۹۶۵ء کو یو۔پی کے گورنر شری وی۔ این داس سردھنہ کے گرجہ کو دیکھنے کیلئے تشریف لائے مونسیو پیپنرو اور سمزی کے فادر لوگ اور سنٹ جوزف کانونٹ کی سسٹر صاحبات و پبلک کی ایک بہت بڑی بھیڑ اُن کے استقبال کیلئے گرجہ کے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔ اس موقعہ پر کانونٹ کے طلبا نے قومی ترانہ گایا۔ میرٹھ کے کلکٹر صاحب، پولیس کپتان صاحب اور دوسرے افسران بھی اُن کے ہمراہ تھے۔ آپ نے زیارت گاہ کو دیکھنے کیلئے قریب چالیس منٹ صرف کئے۔ مقدسہ مریم کی تصویر کھولی گئی اور ہندی میں گانے گائے گئے۔ آپ عبادت کے وقت بہت سنجیدگی کے ساتھ حاضر رہے اور آپ پیا بہا تبرکات اور کئی تواریخی چیزیں دکھائی گئیں۔ آپ نے وزیٹرس بک میں حسب ذیل خیالات درج کئے۔

"میں اس چرچ اور تمام دوسری چیزوں کو جو یہاں موجود ہیں تہہ دل سے سراہتا ہوں یہاں عبادت نہایت سنجیدگی اور جوش کے ساتھ کی

واقعی مسیح جی اٹھا

ریورنڈ فادر اُمید لیوس ۔ او ۔ ایف ۔ ایم ۔ کیپ
سہارنپور

مسیح کا جی اُٹھنا ایک ایسا معجزہ ہے جسکا ثانی دوسرا معجزہ مشکل سے تصویر میں آسکتا ہے اسکا اندازہ ہونا نہ صرف روایات کتب مقدسہ ۔ کتب معتبرہ بلکہ شواہد کی ایک ایسی لمبی چوڑی بھیڑ جسکا سلسلہ آج تک ہے ۔ اور ابد تک رہے گا ۔ اس کا زندہ اور عینی گواہ ہے ۔ ثبوتِ عام ۔

ثبوت یہ کہ مسیح نے جب وہ اپنے شاگردوں کے ساتھ چلتا پھرتا تعلیم دیتا ۔ معجزات دکھاتا تھا تو وقتاً فوقتاً وہ ایسی باتیں کہتا رہتا تھا ۔ جو بہت جلد پوری ہو گئی تھیں ۔ مثلاً "میں مارا جاؤنگا" "میں تم پر روح القدس نازل کرونگا" "تو تین بار مرغ کے بانگ دینے سے پہلے میرا انکار کرے گا" "جسے میں نوالہ دوں وہی مجھے پکڑوائے گا" وغیرہ وغیرہ ۔

ہم دیکھتے ہیں کہ اُسکے اقوال بالا نہ صرف مستقبل قریب میں پورے ہو گئے جن کی سچائی اور شہادت پر اُن رسولوں اور شاگردوں نے اپنی جانیں تک قربان کر دیں ۔ کیونکہ وہ ساتھ رہنے اور اُسکے عادات واطوار سے بخوبی واقف تھے ۔ اسلئے اُنھوں نے جہالت اور اُس زمانے کے مذہبی تقدس اور غرور کا ایسا مقابلہ کیا کہ مخالفین ومعترضین اسکے باوجود کہ وہ عالم بے بدل اور ماہرین فن ہو گئے تھے شاگردوں کے سیدھے سادھے جمایوں، مضبوط ارادوں، مستحکم ایمانوں کے بالمقابل جھک گئے اور ایسے جھکے کہ دُنیا انگشت بدنداں رہ گئی ۔ اب اگر مسیح نے جو بے اندازہ پیشین گوئیاں کی تھیں سچ ثابت ہوئیں ۔ تو کیا وجہ کہ اُسکا یہ کہنا کہ "میں تیرے روز مُردوں میں جی اُٹھوں گا" سچ نہ مانا جائے ۔ بحث کے لئے مان لیجئے کہ صاحب دس میں سے نو باتیں تو صحیح ثابت ہوئیں ۔ پھر اُس کا جی اُٹھنا کچھ ایسا ہی ویسا ہے" تو جناب اس کا جواب کیا ہے ۔ کہ اسکے شاگردوں حتیٰ کہ طوما کہ جس کا یہ کہنا تھا کہ جب تک میں اُسکے زخموں میں اپنی انگلی ڈالکر یقین نہ کر لوں تو مجھے بھروسہ نہ ہوگا ۔ تو وہ تجربہ کے بعد اپنا اطمینان کر لیتا ہے اِسکے علاوہ دیگر اشخاص اور وہ سینکڑوں کی بھیڑ جن کے سامنے وہ عالم بالا پر کوچ کرتا ہے ۔ کسی کی گواہی تصور کی جائے گی ۔ ؟

پھر وہ بے ہمت ۔ اَن پڑھ شاگرد جن کے اعتماد کو معمولی سی ٹھیس بھی درہم برہم کر سکتی تھی ۔ اگر اُنھیں ذرا بھی شک ہوتا تو کیا محض شبہ پر اپنی جانیں نچھاور کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہرگز نہیں ۔

ماننا پڑتا ہے مسیح جیسا صادق القول جسکی تمام باتیں سَو فی صدی پوری اُتریں اور اُتر رہی ہیں وہ کم از کم اتنا جھوٹا نہیں ہو سکتا کہ اپنے کہنے پر عمل نہ کرے ۔ آپ اطمینان قلب سے اِس طول وعریض فہرست پر اپنی ایک طائرانہ نظر ڈالیں ۔ کہ اُس کے زمانے اقدس سے لیکر آجتک کتنے ایمانی مسئلہ پر قربان ہوئے کتنے شہید ہوئے کتنے دار پر کھینچے گئے ۔ اور کتنے زندہ گاڑے گئے کتنے نذرِ آتش ہوئے ، کتنے خونی اور شکاری جانوروں کا شکار ہو گئے اس کے باوجود کہ اپنے اس ایمان میں مضبوطی کے پہاڑ اور عقیدے پر جو سچائی اور حقیقت پر مبنی ہے کوہِ بے جگری اور اعتماد سے کمربستہ رہے کیا کبھی کوئی شخص کسی جھوٹی آن پر اس طرح اپنی جان نچھاور کر سکتا ہے ؟

یہ ہے وہ سوال جو دو ہزار سال سے ہوتا آرہا ہے مگر جواب وہی ہے جس کا مطالعہ آپ کر چکے ہیں ۔"

بقیہ فہرست (سرد ھنہ کی خبر) :—

کی جاتی ہے ۔ یہاں کی صفائی اور ترتیب تعریف کے لائق ہے ۔ یہاں کے خادم الدین بہت شرافت اور حلیمی کے ساتھ پیش آئے ۔ میں اُن کے کام کی کامیابی کے لئے تہہ دل سے دُعاگو ہوں "

اُن کے روانہ ہونے سے پیشتر اس زیارت گاہ کی یادگاری کے طور پر ایک چقماق اُن کو پیش کیا گیا جس پر مقدسہ مریم اور یسوع کی تصویر چمک رہی تھی جسکو آپ نے بخوشی قبول فرمایا ۔"

"جی اٹھیا تے جیون دی اُمید ہو گئی"

"عیدِ قیامت"

(جناب رونؔہ امرتسری)

((پنجابی مسدس))

زندگانی دا داتا سی جیوندا نہ کیوں ۔ پاک رب دا کاکا سی جیوندا نہ کیوں
جیہڑا دُنیا ندا آقا سی جیوندا نہ کیوں ۔ سارے جگ دا رکھا سی جیوندا نہ کیوں
اوہدا مرنا ای ساڈی دوا ہو گیا
اوہدا جینا ای ساڈی بقا ہو گیا

کر دِتے خوشیاں امیر تے غریب اج نے ۔ ہوئے زندہ جو رب دے حبیب اج نے
مِلے روگاندے جگ نوں طبیب اج نے ۔ جیہڑے سُتے سی جاگے نصیب آج نے
جیہڑی منزل سی دُور او قریب ہو گئی
اُنہیں جنت دے در دی صلیب ہو گئی

مُنہ جگ دا بن کے جے نہ آوندا ۔ مار جِنڈاں، تے کوڑیاں دی نہ کھاوندا
تاج کنڈیاں دا سِر اُتے نہ پاوندا ۔ چڑھ اُتے صلیب نہ مرجاوندا
جے نہ کردا او آن دلیری کدی
مُہندی مکتی نہ بیڑیا تیری کدی

کلوری تے کوہِ طُور دے نظارے ہو گئے ۔ جدوں یسوعؑ صلیب تے کفارے ہو گئے
ہنجو مریم دے ڈِگے جو ستارے ہو گئے ۔ گھمن گھیراں چوں بیڑے دی کنارے ہو گئے
کیوں نہ دُنیا بچاوندا بچاؤن والڑا
کیوں نہ بگڑی بناوندا بناؤن والڑا

یسوعؑ جنت دا والی نالے والی جگ دا ۔ پانی پسلی چوں زندگی دا دھاریں وگ دا
جانی جان او دُنیا ندی رگ رگ دا ۔ نہ کیوں بیڑا جہاں دا پار لگ دا
جان مُردیاں دے وچ پائی جاوندا
زندگانی دی زندگی بنائی جاوندا

زندگانی تے بھر دی اے رانی ہوئی ۔ آکھی نبیاں دی پوری اج بانی ہوئی
اج لکدی اے موت نمانی ہوئی ۔ شرمندی ہوئی، پانی، پانی ہوئی
سِر بھنجیا اج ابلیس دا اے
مُنہ کالا ہویا ہیرودیس دا اے

مٹی اج ابلیس دی پلید ہو گئی ۔ تُلیا سودا صلیب تے خرید ہو گئی
پہلا دِلبر دا آڑیلتے دید ہو گئی ۔ جی اُٹھیا تے جیون دی اُمید ہو گئی
قبروں چوں نے کون سویرے نکلے
منجی، دِلبر مسیحا رونؔ تیرے سے نکلے

[بچوں کا صفحہ]

"کرم"

(از منہ ہنی سلوانیہ)

اگر کوئی خوبی ہے جو ہمیں ایک دوسرے کی طرف کھینچتی ہے۔ وہ ہے کرم، مہربانی، کرم ایک خوشگوار شے ہے۔ طاقتوں کے لئے ممکن ہو سکتا ہے۔ کہ وہ انصاف کو کرم سے واسطہ کر کے انجام دیں۔ ہم بڑے آدمیوں کو اُن کی طاقت اور کارناموں کے لئے نہیں بلکہ مہربانی کے کاموں کے لئے یاد کرتے ہیں۔
ممتاز محل، نورجہاں ایسی رانیاں تھیں جن کی سفارش سے کئی آدمیوں کی جانیں بچیں۔ سر فلیپ سیڈنی نے مرتے وقت پانی مانگا۔ لیکن ایک دوسرے سپاہی کی ضرورت محسوس کر کے پیالہ اُس کی طرف بڑھا دیا۔ وہ اِس قربانی کے لئے آج تک مشہور ہیں۔
ویرونکا نے کلوری کے راستے میں خداوند یسوع مسیح کا خون آلودہ چہرہ پونچا۔ اُس کے رومال پر مسیح کے چہرے کی تصویر اُتر آئی۔
ابراہم لنکن۔ نے جنوبی امریکی ریاستوں سے جنگ کی تھی۔ لیکن بعد میں اُن کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا۔ دُنیا میں کچھ ایسے بھی آدمی ہیں۔ جو ظلم کے لئے مشہور ہیں۔ جیسے اتیلا، تیمور اور ہٹلر،
مہربانی اچھے سلوک تک ہی محدود نہیں، جیسے بھوکوں کو کھانا کھلانا، مصیبت زدوں کو تسلّی دینا۔ رحمدلی تسلّی کے الفاظ، ہمدردی، دوسروں کو ہمت دلانا، اِس کے دوسرے جُزو ہیں۔ لیکن دوسروں کی بُرائی نہ کرنا مہربانی کی سب سے بڑی خصوصیت ہے کیونکہ بُرائی کرنے والا بھی دوسروں کا ہمدرد نہیں ہو سکتا
ہم سب چاہتے ہیں کہ دُنیا ہمارے ساتھ مہربانی کرے۔ خاندان میں، سرکار ہمارے لئے مفت تعلیم، علاج، لائبریری، کھیلنے کا انتظام، وغیرہ لیکن یہ تو دوسروں*

قطعۂ تاریخ

بر وفاتِ حسرت آیات پادری ڈی۔ آر، دوست
(۸ر فروری سنہ ۱۹۶۵ء)

موت پر اُسکی ہے بیشک صبر کرنے کا مقام
جسکو قدرت نے بلایا ہو قضا کی معرفت
ہو یکایک جسکا برخوردار آنکھوں سے نہاں
کیوں نہ ہوں تاریک پھر اُس کی نظر میں شش جہت
اے ہُما اَب ذیل کا میں شعر پڑھتا ہوں یہاں
فکر ہے تاریخ کی مجھکو بھی بہر تعزیت
باغِ جنت میں جوارِ رحمتِ رب ہو نصیب
ماسِوا اِسکے کہوں اَب کیا برائے مغفرت

۱۹۶۵ء

سوگوار ہُما میرٹھی بی اے

(بقیہ صفحہ ۱۵): مسٹر نروناہ جو اس سوسائیٹی کے بانی ہیں۔ اس سوسائیٹی کے کام کو ترقی دینا چاہتے ہیں۔ اور نوجوانوں کو ہنر سیکھنے کے لئے امداد دینا چاہتے ہیں۔ ادارہ کی خواہش ہے کہ ایسے قابل آدمی شمالی ہندوستان میں بھی پیدا ہو جائیں اور مسیحی جماعت کی رہنمائی، حکمت اور ہمت کے ساتھ کریں۔

دہلی:- یہاں کے آرچ بشپ صاحب اپنے دوروں کے خط میں ہدایت دیتے ہیں کہ کیتھولک لوگ اپنے جُدا کئے ہوئے مسیحیوں کے تعلقات بڑھانے اور اتحاد کے اُوپر زور دیا کریں۔ اپنی بات چیت میں اُن باتوں کو ظاہر کریں جو اُنکو مسیح میں ملاتے ہیں اور اُن باتوں کو بھول جائیں جس سے جدائی اور نفرت پیدا ہوتی ہے۔

*سے کی نیک نیتی اور کرم کا نتیجہ ہے۔ ہم جو مہربانی دوسروں سے پائیں۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم خود بھی دوسروں کے ساتھ مہربانی کا سلوک کریں۔ تاکہ مہربانی، کرم، نیکی، محبت، ہمدردی کا دائرہ وسیع ہو۔

اثباتِ قیامتِ مسیح

از جناب ارنسٹ پال بی۔ اے

ایک لاہوری احمدی کی ایک کتاب ہے جس کا نام یہ ہے کہ یسوع تو اس فردوس (آسمان) میں ہے۔ جو زمین ہی پر ہے اور اس سے اُن کی مراد یہ ہے کہ وہ کشمیر میں مدفون ہے۔ ایک فارسی شاعر کہتا ہے کہ اگر فردوس بروئے زمین است

ہمیں ست وہمیں ست وہمیں ست

یعنی اگر فردوس رُوئے زمین پر ہے تو یہی ہے یہی ہے یہی ہے اور یہ اُس نے کشمیر کے بارے میں کہا ہے۔ خواجہ نذیر احمد صاحب نے اسی خیال کو لیکر یسوع کو زمینی فردوس یعنی کشمیر میں بتایا ہے اور اسی کا کشمیر میں ہونا اپنے مرزا غلام احمد صاحب سے سیکھا اور دوسری آمد کے وقت آنے والا مسیح موعود مرزا غلام احمد ہے مسیح کشمیر میں آکر مرگیا سرینگر کے محلّہ خانیار میں مدفون ہے وہ نہ آسمان پر گیا اور نہ آسمان سے آئے گا۔ دوسری دفعہ آنے والا مسیح مرزا غلام احمد ہے مرزا غلام احمد کے لئے جگہ بنانے کے لئے یہ ڈھکوسلا گھڑا گیا ہے کہ مسیح صلیب پر مرا نہیں تھا بلکہ بیہوش ہوگیا تھا اور تندرست ہوکر کشمیر میں آگیا اور یہاں آکر تبلیغ حق کرتا رہا۔ ایک سو بیس یا ایک سو پچیس سال کی عمر میں کشمیر میں مرگیا اور سرینگر کے محلّہ خانیار میں دفن کیا گیا۔ مرزا صاحب کے لئے جگہ بنانے کے لئے احمدی صاحبان یورپ کے ملحدوں کی کتب اِلحاد کی ورق گردانی کرتے رہتے ہیں۔ اور مسیحیت کے خلاف جو مواد ان کو اُن کتب میں ملتا ہے۔ اسی کو مسیحیت کے خلاف چھاپتے رہتے ہیں۔ خواجہ نذیر احمد صاحب نے اکیس اختلافات یورپ کی کتابوں سے اخذ کرکے پیش کئے ہیں اور اُن کو پیش کرکے قیامتِ مسیح کے واقعہ کو مشکوک بنا کر جھٹلانا چاہا ہے لیکن ان میں سے اتنے اختلافات کا جواب دیتا ہوں جتنوں کی البشیر نمبر کے لئے گنجائش ہوسکتی ہے۔ خواجہ صاحب لکھتے ہیں کہ

۱۔ قبر پر مُہر کا لگایا جانا اور پھر اُٹھایا جانا اور پہرے والے سپاہیوں کو رشوت دینا صرف متی کی انجیل میں مذکور ہے مرقس لُوقا اور یُوحنا کی اناجیل میں یہ بیان صرف غیر موجود ہی نہیں بلکہ اُن اناجیل کا بیان اس بیان کو خارج کرتا ہے یعنی اس بیان کے لئے گنجائش نہیں چھوڑتا کیونکہ اُن میں اُن عورتوں کے قبر پر آنے کا ذکر ہے۔ جو یسوع کی لاش کو خوشبوئیں ملنے کے لئے آتی تھیں مرقس کی انجیل میں مسیح کی لاش تک پہنچنے کی یہی مشکل پیش کی گئی ہے کہ ہمارے لئے قبر کے منہ پر سے پتھر کو کون لڑھکائے گا اور متی کی انجیل میں عورتوں کے قبر پر جانے کا مقصد قبر کو دیکھنا ہے

جواب:- قبر پر مُہر کا لگایا جانا۔ سپاہیوں کا پہرا اور ان کو رشوت دینا ایک ہی بیان ہے اور یہ صرف متی کی انجیل میں ہے اور بالکل سچا واقعہ ہے اگر کسی سچی بات کو صرف ایک شخص کہے یا ایک شخص لکھے تو وہ کم سچی نہیں ہوتی۔ سچی بات سچی ہی ہوتی ہے۔ خواہ ایک کہے خواہ دس۔ دوسری تین اناجیل میں اس واقعہ کا پایا نہ جانا اسے کم قدر نہیں بنا دیا اور بھی بہتری باتیں ہیں جو صرف ایک ایک انجیل نویس نے لکھی ہیں بعض باتیں دو نے لکھی ہیں۔ بعض تین تین نے اور بعض چاروں نے لکھی ہیں مگر ہیں سب کی سب سچی۔ دنیاوی تواریخ کی بہت سی باتیں ایسی ہیں جو صرف ایک ایک مؤرخ نے لکھی ہیں اس بنا پر نہ تو انہیں کوئی کم قدر ٹھہراتا ہے اور نہ ٹھہرانا چاہیئے ان چاروں مؤرخوں نے مسیح کے کام اور کلام کی خاطر یعنی مسیح کے مذہب کے لئے جان تک دینے سے دریغ نہ کیا تو ان کی لکھی ہوئی تاریخ کیوں مشکوک ہو وہ بڑے نیک راستباز اور صادق القول تھے اور اپنی تعلیم کی خاطر جان تک دینے والے تھے تو ان کی لکھی ہوئی کتابوں پر کیوں شک کیا جائے اور اُن کی صداقت کا کیوں انکار کیا جائے۔ دُنیا کے دیگر مؤرخوں نے اپنی لکھی ہوئی تاریخوں کی خاطر اپنی جانیں نہیں دیں اور اہل دُنیا پھر بھی اُن کی تاریخوں کو قابلِ اعتبار سمجھتے ہیں تو انجیل نویسوں کے لکھے ہوئے بیانات کو ہزار گنا قابلِ اعتبار کیوں نہ سمجھا جائے۔ رہی یہ بات کہ دوسرے تین انجیل نویسوں کا بیان مقدس متی کے بیان کو خارج کرتا ہے سو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر عورتوں کے قبر پر جانے سے دوسرے

تینوں کا بیان مقدس متی کے اس بیان کو خارج کرتا ہے تو مقدس متی کا اپنا بیان جو عورتوں کے قبر پر جانے کے بارے میں ہے وہ بھی پہرے اور مُہر لگنے کے بیان کو خارج کرتا ہے۔ مگر مقدس متی ایسا بیان نہیں لکھ سکتا جو اُس کے اس اپنے بیان کو خارج کردے۔ اس سے یہ ظاہر ہے کہ عورتوں کے قبر جانے سے مُہر اور پہرے کا بیان خارج نہیں ہوتا اور اگر اُس کا بیان خارج نہیں ہوتا تو دوسرے متن کا یہ بیان بھی خارج نہیں ہوتا۔

خواجہ صاحب کی خارج کرنے سے کیا مراد ہے؟ خواجہ صاحب کی اس سے یہ مراد ہے کہ اگر عورتوں کو یہ علم ہوتا کہ قبر پر مُہر لگی ہوئی ہے اور اس پر سپاہیوں کا پہرا موجود ہے تو اُن کو قبر پر جاکر مسیح کی لاش کو خوشبوئیں ملنے کا خیال ہرگز نہ آتا اور نہ انھیں قبر پر جانے کی جراٴت ہوتی۔ اُن کے خوشبوئیں ملنے کے لئے قبر پر جانے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ جانتی تھیں کہ نہ قبر پر مُہر ہے اور نہ وہاں سپاہیوں کا پہرا ہے۔ لیکن ایسی بات کو جاننا اور معلوم ہونا نہیں کہتے ایسی بات کی نسبت توں کہتے ہیں۔ کہ اُن کا خیال تھا کہ قبر اسی حالت میں ہے جس حالت میں وہ جمعہ کی شام کو چھوڑ کر آئی تھیں یعنی بلا مُہر اور بلا پہرا۔ اُن عورتوں اور دیگر شاگردوں کو یہ معلوم نہیں تھا کہ یہودیوں نے قبر پر مہر لگا کر اُس پر پہرا بٹھا رکھا ہے اور اس بے علمی کی بناء پر عورتوں کو قبر پر جاکر یسوع کی لاش کو خوشبوئیں ملنے کا خیال آیا۔ یہ خیال اُن کو جمعہ ہی سے تھا اور اس میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی اس کی وجہ یہ تھی کہ اُن کو پہرا بٹھائے جانے کا علم نہیں ہوا تھا اور اسی لئے اُن کو قبر پر جانے کی جراٴت ہوئی تھی۔ جب عورتوں نے آکر پطرس۔ یوحنا اور دیگر شاگردوں کو اطلاع دی۔ تو انھوں نے اُن عورتوں سے یہ دریافت نہیں کیا تھا کہ پہرے کا اور مُہر کا کیا بنا ہے۔ اب پہرے والے وہیں ہیں یا چلے گئے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کو ان باتوں کا علم نہیں تھا۔ جب عورتیں قبر پر گئیں تو نورانی فرشتہ کے آنے کی وجہ سے پہرے والوں کو سخت خوفزدہ پایا اور اُن کی موجودگی میں وہ قبر کے اندر چلی گئیں اور فرشتوں نے اُن سے باتیں کیں وہ جب واپس جا رہی تھیں تب سپاہی بھی واپس چلے گئے۔ کیونکہ لکھا ہے کہ "جب وہ راہ میں تھیں تو دیکھو پہرے والوں میں سے بعض نے شہر میں آکر جو کچھ ہوا تھا سردار کاہنوں سے بیان کیا" (متی ۲۸/۱۱) اگر عورتوں نے پہرے کی بابت بھی شاگردوں کو خبر دی تھی تو یہ دی ہوگی کہ وہاں پہرا تھا مگر اب وہ قبر چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ غالباً انھوں نے خوشی کے باعث صرف مسیح کے جی اُٹھنے قبر کے خالی ہونے فرشتہ کے ملنے اور فرشتہ کے پیغام ہی کی خبر دی ہوگی اور بعد میں کسی وقت پہرا کا ذکر بھی کیا ہوگا۔ عورتوں کے قبر پر جانے سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ قبر پر پہرا نہیں تھا اس سے تو صرف اتنا نتیجہ نکلتا ہے کہ عورتیں اور دیگر شاگرد پہرا لگنے سے بے خبر تھے جب اتوار کے دن یہ خبر مشہور ہوئی کہ جب پہرادار سپاہی سوئے ہوئے تھے تو یسوع کے شاگرد قبر کی مہر توڑ کر اُس کی لاش نکال کر لے گئے تھے تب مسیحی جماعت کو پتہ چلا کہ قبر پر مُہر لگائی گئی تھی اور اُس پر پہرا بھی بٹھایا گیا تھا۔ اُس اتوار کے روز سے مسیحی جماعت کو تفصیل معلوم ہونی شروع ہوئی اور روح القدس کے نزول کے بعد جب بہت سے کاہن بھی مسیحی ہوگئے (اعمال ۶/۷) تو مسیحی جماعت کو اس واقعہ کی تفصیل پوری پوری معلوم ہوگئی۔ جیسے ہیکل کے پردہ کا پھٹنا بھی انہیں بعد میں معلوم ہوا جبکہ شہر میں سب لوگ اس کا چرچا کرنے لگ گئے اور بعض مسیحی جو ہیکل میں نماز پڑھنے کے لئے گئے ہوں گے۔ انھوں نے بھی ہیکل کے پردہ کو پھٹے ہوئے دیکھا ہوگا۔ اور جب کاہنوں کی جماعت مسیحی ہوئی تھی (اعمال ۶/۷) تو انھوں نے بھی مسیحی جماعت کے سامنے اس واقعہ کا بیان کیا۔ یہودی سرداروں کی سب سازشوں اور مسیح کے خلاف کاموں اور دیگر واقعات کا مثلاً یہوداہ اسکریوتی کا روپے واپس کرنے کا انہیں کے ذریعہ پتہ چلا تھا اسی طرح قبر پر مُہر لگانے اور پہرا بٹھانے کا بھی بعد میں پتہ چل گیا تھا اور سچا واقعہ ہونے یعنی تاریخی واقعہ ہونے کے باعث اِس کا انجیل متی میں اندراج ہوا۔ مقدس متی کی انجیل میں بھی قبر کو دیکھنے کی غرض یسوع کی

لاش کو خوشبوئیں ملنا ہی تھی۔ قبر تو عورتوں نے پہلے ہی دیکھی ہوئی تھی ملاحظہ ہو "مریم مگدلی اور دوسری مریم وہاں قبر کے سامنے بیٹھی تھیں" (متی ۲۷/۶۱) "مریم مگدلی اور یوسف کی ماں مریم دیکھ رہی تھیں کہ اُسے کہاں رکھتے ہیں" مرقس ۱۵/۴۷ "وہ عورتیں جو اُس کے ساتھ گلیل سے آئی تھیں پیچھے پیچھے چلیں اور اُس قبر کو دیکھا اور یہ بھی کہ اُس کی لاش کس طریقہ سے رکھی گئی ہے اور لوٹ کر اُنھوں نے خوشبودار چیزیں اور عطر تیار کیا" لوقا ۲۳/۵۵ و ۵۶
جس طرح مقدس مرقس کی انجیل میں قبر کے مُنہ پر سے پتھر کے لڑھکانے کی غرض یسوع کی لاش کو خوشبوئیں ملنا تھی اِسی طرح مقدس متی کی انجیل میں بھی قبر کو دیکھنے کی غرض یسوع کی لاش کو دیکھکر اُسے خوشبوئیں ملنا تھا۔ فرشتہ نے عورتوں سے کہا کہ "میں جانتا ہوں کہ تم یسوع کو ڈھونڈتی ہو" متی ۲۸/۵ یسوع کی لاش کو ڈھونڈنے یا لاش تک پہنچنے کی غرض لاش کو دیکھنا نہیں تھا بلکہ لاش کو خوشبوئیں ملنا تھا ملاحظہ ہو "جب سبت گذر گیا تو مریم مگدلی اور یعقوب کی ماں مریم اور سلومی نے خوشبودار چیزیں خریدیں تاکہ جاکر اُس پر ملیں" مرقس ۱۶/۱ "لوٹ کر اُنھوں نے خوشبودار چیزیں اور عطر تیار کیا اور اُنھوں نے حکم کے مطابق سبت کے دن آرام کیا اور وہ ہفتہ کے پہلے دن علی الصباح اُن خوشبودار چیزوں کو جو تیار کی تھیں لے کر قبر پر آئیں" (لوقا ۲۳/۵۶ و ۲۴/۱) پس یسوع کے جی اُٹھنے کے سب واقعات سچے اور برحق ہیں۔

"مزامیر"

ڈاکٹر طاہر لڈّی بنگلہ

کیا ہم کو زبوروں کو گانا چاہیئے؟ بیشک زبوروں کو گانا اور پڑھنا بھی چاہیئے۔ اگر ہو سکے تو اپنی زندگی کا روزانہ عمل بنانا چاہیئے۔ دینداری کا یہ نیک عمل ہے جن کو ماس کی پاک قربانی اور ساکرامنٹوں کے بعد درجہ دیا جا سکتا ہے۔ ان میں ہماری رُوحانی ضرورتوں کا جواب ملتا ہے، وہ ہمیں یسوع مسیح کے بھیدوں کا بیان کرتے ہیں یعنی اُس کی پیدائش اُس کی زندگی کے حالات اُس کی مصیبت اور پھر جی اُٹھنا، اُس کی محبت اور بے حد رحم۔ اِن کے پڑھنے سے رُوح کی بے قراری دُور ہوتی ہے۔ زبوروں سے پُورا فائدہ اُٹھانے کے لئے اُن کی گہرائی تک پہنچنا چاہیئے۔ اور اُن کا دھیان برابر ہمارے سامنے رہنا چاہیئے۔

مزامیر ایک طرح کے نظم و بھجن ہیں جو سازوں پر گائے جاتے تھے یہ خدا کا دھیان اور نجات دہندہ کے بھیدوں کا اظہار ہے۔ مزامیر یہودیوں کے قدیمی زمانہ میں استعمال کئے جاتے تھے اور یہ ہیکل کی اصل عبادت تھی وہ مزامیر کو مقررہ وقت پر گایا کرتے تھے۔ اور اس طرح پاکیزگی کے ساتھ وقت گذارتے تھے مزامیر جو مقدس کلام میں اکٹھے کئے گئے زیادہ تر داؤد نبی کا کلام ہے۔

جیسے مزامیر پرانے زمانہ میں الٰہی حمد کی کتاب تھی ویسے مسیحیت نے نہ صرف اسکو پاک کلام کا حصہ سمجھا بلکہ اُ[ن]کو کلیسائی عبادت کا ایک خاص حصہ قرار دیا۔ مقدس پولوس اور یعقوب نے ایمانداروں کو بتایا کہ اپنی شخصی (اور جماعتی) عبادت میں "آپس میں مزامیر اور گیت اور رُوحانی ترانہ گایا کرو۔ اپنے دل میں خداوند کے لئے گاتے بجاتے رہا کرو" (افیسوں ۵/۱۹) "مسیح کا کلام تم میں بہتات سے رہے اور تم ایک دوسرے کو کمال دانائی سے تعلیم دیا کرو اور نصیحت کیا کرو۔ اور مزامیر و گیت اور رُوحانی ترانے شکر گذاری کے ساتھ خدا کے لئے اپنے دل میں گایا کرو" (کلسیوں ۳/۱۶)

مقدس جیروم ہمیں بتاتے ہیں کہ قدیمی مسیحی لوگ نہ صرف گرجا میں بلکہ دیہاتی کاموں میں مشغول رہتے ہوئے بھی مزامیر گایا کرتے تھے۔ جب ایذا رسانیاں کم ہو گئیں تو کلیسیا نے قانونی عبادت کو مقرر کیا جو مقررہ وقتوں پر ہوا کرتی تھی۔ اس عبادت میں مزامیر ہی گائے جاتے تھے۔ اور ہر خادمِ دین کو اس میں شریک ہونا لازم تھا۔ یہ طریقہ خاص طور پر خانقاہوں کے لئے مقرر کیا گیا۔

مزامیر ہیکل میں گائے جانے کے لئے اور شخصی فائدہ کے لئے تحریر کئے گئے تھے۔ ان میں سے کچھ التجائیں ہیں

لندن:۔ مرحوم پوپ جون تیسویں کی ڈائری کی انگریزی میں پہلی اشاعت میں سے ۲۵ ہزار کاپیاں فروری کے دو ہفتہ میں بک گئیں۔ دو اشاعت اور تیار کی جا رہی ہیں۔ ایک ماہ مارچ میں اور دوسری ماہ اپریل میں شائع کر دی جائے گی۔ عوام نے اس ڈائری کے خریدنے میں بہت دلچسپی لی ہے۔ اٹلی میں ۴۰ ہزار جلدیں چھ ماہ میں بک گئیں اور فرانس میں ۵۰ ہزار چار ماہ میں بکیں۔ پڑھنے والوں کا بیان یہ ہے کہ یہ ڈائری بہت عمدہ اور روحانی ہے۔ اس کے اندر پوپ جون کی زندگی کے حالات ۱۴ سال کی عمر سے درج ہیں۔ یہ پہلا موقع ہے کہ کسی پاپائے اعظم کی ڈائری ۱۴ سال کی عمر سے حاصل ہو سکی۔

جمشید پور:۔ یہاں کے سنٹ زیویر کالج میں مسٹر ایم سی چھاگلہ وزیر تعلیم کو کنوکیشن ایڈریس پیش کرنے کے لئے بلایا گیا آپ نے فرمایا کہ یہ کالج ملک کے بہترین کالجوں میں سے ایک ہے

سردھنہ:۔ JESUS & MARY کونوینٹ کی مدر کلوڈین کی عزت میں بڑی دھوم دھام سے عید منائی گئی۔ جماعت مددران کی طرف سے مسز سلوانو نے ایڈریس پڑھا۔ جس میں آپ نے ذکر کیا کہ کس طرح مدر کلوڈین نے لیمین کی رسالت میں دلچسپی لی اور جماعت مددران کے ذریعے سے کتنے لوگوں کو روحانی اور دنیاوی فائدہ پہونچا۔ اسکول اور اسٹاف کی طرف سے بھی اک ڈرامہ اسٹیج کیا گیا۔ جو ناظرین نے بیحد پسند کیا۔ مس آشا انجم نے ایک ایڈریس پڑھا جس میں مدر کلوڈین کے دل و دماغ کی تعریف کی۔ نیز سنٹ جوزف اسکول نے کس طرح تھوڑے سالوں میں ترقی کی کہ آج کل انٹرمیجیٹ کالج ہو گیا ہے۔ جو کہ گورنمنٹ سے منظور شدہ ہے۔ اپنی مصروفیت میں مدر کلوڈین غریبوں اور محتاجوں کو کبھی نہیں بھولتی ہیں۔

لوشم:۔ کارڈینل بیا جو ویٹیکن کی طرف سے مسیحی اتحاد کا صدر منتخب کیا گیا۔ چرچ ورلڈ کونسل کے ہیڈ کوارٹرز جنیوا میں تشریف لے گئے اور اُن کو خبر دینے کے لئے کہ پاپائے اعظم نے بڑی خوشی کے ساتھ یہ قبول کیا کہ کیتھولک چرچ اور ورلڈ کونسل کے نمائندے آپس میں مل جائیں اور باہمی اتفاق بڑھانے کیلئے تجاویز اختیار کریں۔ چرچ ورلڈ کونسل میں دو سو پروٹسٹنٹ چرچیز شریک ہیں۔ اُن کے علاوہ آرتھوڈوکس چرچ میں ممبر بن گئے ہیں۔ یہ پہلی دفعہ ہے کہ اک کارڈینل چرچ ورلڈ کونسل کے دفتر میں تشریف لے گئے۔ اس ملاقات کا نتیجہ بہت ہی اچھا اور دور رس ثابت ہو گا۔

کریڈٹ یونین کو آپریٹو کی ہمت افزا رپورٹ

یونین کو آپریٹو جو کہ اپنی سالانہ میٹنگ بتاریخ ۷ مارچ کو منعقد کر رہے ہیں، اُن کا کہنا ہے کہ سال کا اختتام جو کہ ۳۰ جون ۱۹۶۴ء کو ہوا وہ بہت افزا رہا جس میں ہر ادارے نے اچھا فائدہ دکھایا۔ مندرجہ ذیل جنرل منیجر مسٹر نرونہا کا دیا ہوا ایک تخمینا دیا جاتا ہے:۔

نرسنگ ہوم سے آمدنی	سنہ ۱۹۶۳ء	Rs.-30,820.50
〃 〃 〃	سنہ ۱۹۶۴ء	Rs.-38,075.30
دوا خانے 〃 〃	سنہ ۱۹۶۳ء	Rs.-5,490.53
〃 〃 〃	سنہ ۱۹۶۴ء	Rs.-6.407-53
کولڈ اسٹوریج 〃	سنہ ۱۹۶۳ء	Rs.- 828.00
〃 〃 〃	سنہ ۱۹۶۴ء	Rs.-4,040.58
بیکری 〃 نقصان	سنہ ۱۹۶۳ء	Rs.-3,617.42
〃 〃 فائدہ	سنہ ۱۹۶۴ء	Rs.-4,254.42

نرسنگ ہوم کیلئے کہنا ہے کہ وہ اپنی ترقی کی حد تک پہنچ چکا ہے اور اس میں اتنے مریض ہر وقت موجود رہتے ہیں۔ کہ قریباً چھ اور سات مریضوں کو روزانہ واپس ہو جانا پڑتا ہے ڈائریکٹر صاحبان بہت دو منزلہ عمارت تعمیر کرنے کے بارے میں سوچ رہے ہیں۔ کولڈ اسٹوریج میں بھی بہت ترقی کے امکانات ہیں اور جلدی ہی اک Retail Shop کھولی جائیگی۔

بیکری: جس میں پہلے تین سال نقصان رہا سنہ ۱۹۶۴ء میں اس نے بھی فائدہ دکھایا۔ اور اب SAVOY روٹی کی اتنی مانگ ہے کہ دوسرا تندور بھی بنایا جا رہا ہے۔ (بقیہ صـ۱۱ کالم ۲ پر)

اک خاندان کیلئے مبارکبادیں

۱- مبارک ہے وہ گھر جس میں دعا کی جاتی ہے۔ کیونکہ خدا خود اُس کا مکیں ہے۔

۲- مبارک ہے وہ گھر جہاں خدا کا دن اور اُسکی عیدیں مانی جاتی ہیں۔ کیونکہ مکین، فردوس مسرت میں شامل ہوتے ہیں۔

۳- مبارک ہے وہ گھر جو گناہ آمیز تفریحات میں شامل نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہاں حقیقی خوشی اور تسلی حکومت کریگی

۴- مبارک ہے وہ گھر جہاں کفر۔ بد پرہیزی، فحش کتابیں گندی تصاویر، ناجائز گفتگو داخل نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہاں صلح و سلامتی کی بخششیں رہیں گی۔

۵- مبارک ہے وہ گھر جہاں بچے پیدا ہوتے اور جلدی بپتسمہ ملا۔ کیونکہ وہاں خدا کے بچے بنائے جاتے ہیں

۶- مبارک ہے وہ گھر جہاں خدا کی تعلیم چاہی اور سیکھی جاتی ہے، جہاں اتوار کی نمازیں، اعتراف پاک شراکت روزہ، پرہیزگاری اور ایمانداری سے رکھے جاتے ہیں کیونکہ وہاں سے اک زندہ ایمان کی روشنی دوسروں کے سامنے چمکے گی۔

۷- مبارک ہے وہ گھر جہاں کاہن موت کے مریض کی چارپائی پر بلائے جاتے ہیں۔ کیونکہ بیماری گھٹتی اور موت برکتوں اور بخششوں سے معمور ہوتی ہے۔

۸- مبارک ہے وہ گھر جہاں والدین اپنے بچوں کی فرمانبرداری اور پیار سے تسلی پاتے ہیں۔ کیونکہ وہ راست باز آدمی کی جگہ ٹھہرائی گئی۔ وہ نیکی اور نجات کا مسکن ہو گی۔

بیان متعلقہ تفصیلات مطابق

فارم ۱۷

زیر قاعدہ۔ دی رجسٹریشن آف نیوز پیپرز (سنٹرل)

(۱) مقام اشاعت:۔ کاتھولک چرچ کورٹ روڈ۔ سہارنپور (۲) وقفہ اشاعت:۔ ماہنامہ، پرنٹر کا نام معہ پتہ:۔ فادر امیدیوس (اٹالین) کاتھولک چرچ کورٹ روڈ۔ سہارنپور پبلشر کا نام معہ پتہ:۔ فادر امیدیوس (اٹالین) کاتھولک چرچ کورٹ روڈ سہارنپور۔ ایڈیٹر کا نام معہ پتہ:۔ فادر امیدیوس (اٹالین) ،، ،،

میں فادر امیدیوس یہ اقرار کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا تفاصیل میرے علم ویقین کے مطابق درست ہیں۔

دستخط:۔ فادر امیدیوس

(۱۵ مارچ ۶۵ء)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۳۶۴

جلد (۸) ⁂ مئی ۱۹۶۵ء ⁂ شمارہ (۵)

"تلقینِ تہوّر"

حضرت ھما میرٹھی بی اے

ہزار مست سہی ہوش میں بھی آتے چلو
وطن کی وادی کو رشکِ چمن بناتے چلو
جو راہ روکیں اُنھیں ٹھوکریں لگاتے چلو
دلِ شکستہ کی مایوسیاں مٹاتے چلو
جو بیکسوں پہ ستم ہے اُسے مٹاتے چلو
اگر ہو راہ بھی مسدود تو نہ ہو بے دل
کبھی نگاہ سے ہی قافلہ نہ ہو اوجھل
ہزار سخت ہو منزل کبھی نہ دل ہارو
خلوص کا ہے تقاضہ کہ راہِ ہستی میں
اجل ہے دُور ابھی سے یہ کیسی خاموشی
اجل کو ہوگی شکست آج زندگی سے ضرور
تمہاری دار اُٹھائی تھی ابنِ مریم نے

بھڑکتے شعلوں سے دامن ذرا بچاتے چلو
بہ شانہ شانہ قدم سے قدم مِلاتے چلو
بپا کریں جو فتنے اُنھیں دباتے چلو
کچھ اس ادا سے چلو آسماں پہ چھاتے چلو
اگر ہو مرد تو بگڑی ہوئی بناتے چلو
جواں ارادوں سے راہیں نئی بناتے چلو
بچھڑنے والو رفیقو قدم بڑھاتے چلو
بسوئے دار چلو تو بھی مسکراتے چلو
ملیں جو پا بشکستہ اُنھیں اُٹھاتے چلو
رفیقو وادیٔ مقتل میں ہنستے گاتے چلو
رفیقو موت کی وادی میں مسکراتے چلو
صلیبیں سارے زمانے کی تم اُٹھاتے چلو

ھما مہارتِ فن کی نظیر ہو ہر شعر!
ہر ایک مصرعے کو بھی عیب سے بچاتے چلو!

"خداوند کا دن" "آپ کا اوّلین فرض"

ایڈیٹوریل

تُو خداوند کے دن کو پاک رکھنے کے لئے یاد کر، یہ وہ سبق ہے جو ہم نے مسیحی تعلیم میں سیکھا ہے۔ خروج کی کتاب میں یہ حکم بڑی صفائی سے دیا گیا ہے۔ اور کوئی گنجائش ہماری مرضی پر نہیں چھوڑی جاتی کہ اس دن کو پاک نہ رکھیں۔ ہفتہ کے چھ دن دُنیاوی کاموں کے واسطے اور ایک دن خداوند کے لئے مخصوص ہونا چاہیئے اُس دن سب کاموں کو بند رکھنا چاہیئے۔ نہ صرف آدمی کو بلکہ اُس کے [illegible] سب بیٹے، بیٹیوں اُس کے نوکروں اور مویشیوں کو جو کہ اُس کے ماتحت ہیں۔

خداوند نے چھ دن میں آسمان اور زمین اور سمندر اور سب کچھ جو اُن میں ہے پیدا کیا اور ساتویں دن آرام کیا۔ اور اُس کو مبارک کہا اور برکت دی۔ کچھ لوگ اس کو پاک رکھتے ہیں۔ کیوں اتوار سنیچر کی جگہ مقرر ہوا؟ خداوند کے دن کے بارے میں بحث کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہم لوگ کلیسیا کے ایک بہت پُرانے دستور پر قائم ہیں۔ کلیسیا کے قدیمی معلّم خداوند کے بارے میں بیان کرتے رہے اور کہتے رہے ہے کہ اتوار کے دن ہمیں خداوند کی پرستش کے لئے ضروری حاضر ہونا چاہیئے۔ باقی کام ہمیں سب چھوڑنا چاہیئیں۔

یہ تبدیلی بائیبل مقدس میں درج ہے اور مقدس یوحنا مکاشفہ میں اس کا ذکر کرتا ہے۔ "میں خداوند کے دن وجد میں آگیا" مکاشفہ ۱:۱۰ مقدس پولوس اپنے مسیحیوں کو جتاتا ہے کہ ہفتے کے پہلے دن میں چندہ اُٹھا لیا جائے۔ پہلی صدی کے زمانہ میں مسیحی لوگ اگرچہ اُن کے اوپر شریعت لاگو نہ تھی تو بھی کچھ عرصہ تک سنیچر کے دن اکٹھا ہوا کرتے تھے۔ یعنی وہ اپنے گھروں میں ماس کی پاک قربانی کے لئے جمع ہوتے تھے اس لئے کہ ماس کی پاک قربانی سے پہلے زبور گائے جاتے تھے پاک کلام سے ورد پڑھا کرتے تھے اور اُس پر نصیحت بھی دی جاتی تھی اُن کی عبادت اتوار کی صبح ختم ہو جاتی تھی۔ اس طرح اتوار یعنی ہفتہ کا پہلا دن خداوند کا دن سمجھا گیا۔ اور خدا کی پرستش کے لئے مقرر کیا گیا۔ وہ تمام دُنیاوی کاموں سے پرہیز کیا کرتے تھے۔ چوتھی صدی کے شروع میں پاک ماس سُننے کا فرض کلیسیائی حکم میں داخل ہوا۔ اور ایک مجلس میں اس حکم میں مستند قرار دیا۔ یہ دن عبادت کیلئے خاص طور پر مخصوص کیا گیا۔ عبادت میں اس حکم کو ایک خاص مقام دیا گیا کیونکہ اُس دن کو تثلیث الہٰی اقانیم نے مخصوص کیا۔ (۱) اس دن خدا باپ نے تمام چیزوں کی پیدائش شروع کی (۲) ایسٹر کے اتوار کو یسوع ابن مریم جی اُٹھا۔ (۳) روح القدس پینتیکوست کے اتوار کو رسولوں پر نازل ہوا۔ خوشی کا دن ہونے کے سبب سے اتوار کو روزہ یا پرہیز نہیں کرتے۔ یہ حکم بہت آسان اور صاف ہے۔

ہم خدا کے ہیں۔ اور تابعداری کی وجہ سے ہمیں اُسکو وفاداری۔ عزت اور خدمت پیش کرنا چاہیئے بندے ہمیشہ اپنے مالک کے وفادار اور تابعدار رہتے ہیں۔ وفاداری کے ذریعہ ہم تم خدا کی قبولیت ظاہر کرتے ہیں اور اسطرح شریعت کے پہلے حکم کو مکمل کرتے ہیں۔ دوسرے حکم میں ہم خدا کو عزت دینے کا فرض پُورا کرتے ہیں۔ اور تیسرے حکم میں ہم خدا کی تین طرح تابعداری ظاہر کرتے ہیں۔ (۱) دل کی تابعداری۔ (۲) لبوں سے تابعداری اور اُس کی تعریف (۳) آرام کرنے سے ہم اپنے تمام بدن کو اُس کی عزت اور تابعداری کے لئے چھوڑ دیتے ہیں۔

مقدس توما کہتے ہیں۔ کہ پہلے دو حکموں میں خدا سچے مذہب کے سامنے سے دو خاص رکاوٹوں کو ہٹا دیتا ہے اور تیسرے میں مذہب کی بنیاد ڈالتا ہے

جہاں وہ پرستش کرنے کا حکم دیتا ہے۔ یہ کافی نہیں ہے کہ آدمی صرف بُت پرستی اور باطل پرستی سے ہی پرہیز کرے بلکہ اُن کے برعکس اوقات اور شرائط کے موافق اپنی باطنی پرستش کا اظہار کرے۔

قدرتی قانون ہے کہ ہم خدا کی پرستش کریں۔ اُس کے علاوہ ہمکو قبول کرنا چاہیئے کہ ہم اپنا پورا بھروسہ اُس پر رکھیں اور اُس کی تمام مہربانیوں کے لئے ہم اس کے ہمیشہ مشکور رہیں اُس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم کو اس مقصد کے لئے خدا کے دن کو جاننا چاہیئے۔

ہمکو غور کرنا چاہیئے۔ کہ کس طرح ہم خدا کے دن کو پاک رکھتے ہیں۔ اور کس طرح ہم اس حکم کے خلاف گناہ کرتے ہیں خدا کے دن کو پاک رکھنے کے لئے سب سے پہلے ماس کی پاک قربانی میں حاضر ہونا چاہیئے۔ ہر ایک کے اوپر فرض لازم ہے کہ سات سال کی عمر سے ماس کی پاک قربانی میں پوری طرح سے شریک ہو جائے۔ نہ صرف اتوار کے دن بلکہ مقررہ عیدوں کے موقع پر بھی۔ ماس کی پاک قربانی پرستش کا سب سے مکمل کام ہے۔ جس کو خود خداوند یسوع مسیح نے مقرر کیا ہے کیا وجہ ہے کہ ہم خدا کی پرستش کے لئے خوشی سے وقت نہیں نکالتے ہیں۔ ماس کی پاک قربانی میں شریک ہونے کے لئے دو گھنٹے صرف کرنا کونسی بڑی بات ہے۔ اس کے علاوہ اگر آپ کے دل میں دینداری ہو تو پھر ایک دفعہ شام کے وقت بھی مقدس سیکرامنٹ کی ملاقات کے لئے، روزری یا دیگر عبادت کے لئے مناسب وقت ضرور دیں گے۔

بہت افسوس ہوتا ہے کہ کبھی کبھی کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ وہ اپنے گھر پر دُعا کرتے ہیں۔ اور بائبل بھی پڑھتے ہیں یہ بات بالکل غلط ہے۔ کیونکہ وہ اپنے گھر پر نہ ماس کی پاک قربانی چڑھا سکتے ہیں۔ اور نہ اُن کی دُعا جماعتی کہلانے کے لائق ہو گی۔ اپنے آپ کو فریب نہ دو۔ جو بغیر مناسب وجہ اتوار کے دن ماس کی پاک قربانی سے غیر حاضر رہتا ہے۔ وہ ایک کبیرہ گناہ کرتا ہے۔ سچ ہے کہ ماس سُننے کا حکم کلیسیا کا حکم ہے۔ مگر آپ یاد رکھئے کہ خدا نے کلیسیا کے ہاتھ میں پورا اختیار سونپا تا کہ وہ ہماری رہنمائی کرے۔ اس لئے جب ہم کلیسیا کا حکم توڑتے ہیں۔ تو اُس انتظام کے خلاف گناہ کرتے ہیں۔ جو خداوند یسوع مسیح نے اپنی کلسیا کے ذریعہ کیا تھا بیماری۔ فاصلہ۔ اور موسم کی خرابی غیر حاضر رہنے کے مناسب اسباب سمجھے جاتے ہیں۔ تو بھی آپ لوگوں کو اس اہم فرض کو پورا کرنے کے لئے ضرور کچھ تکلیف اُٹھانا چاہیئے۔ اور آسانی سے اتوار کی عبادت سے غیر حاضر نہ ہو جائیں۔

خداوند کے دن میں جسمانی کاموں سے پرہیز کرنا چاہیئے وہ لوگ جو نوکری کی مجبوری سے اتوار کے دن کام کرتے ہیں وہ تو گناہ کے مرتکب نہیں ہوتے کیونکہ وہ مجبور ہیں۔ لیکن جو اپنی آزاد مرضی سے لالچ کی وجہ سے یا اپنی آمدنی کو بڑھانے کے لئے اتوار کے دن کام کرتے ہیں۔ وہ ضرور کبیرہ گناہ کے قصوروار ہوتے ہیں۔ بہت سے کام ہوتے ہیں جو با آسانی سنیچر کے دن یا سوموار کے دن کئے جا سکتے ہیں لہٰذا آپ اپنے گھر یا تجارت کے کام اس طرح کریں کہ اتوار کے دن آپ پوری طور سے اپنا دھیان رُوحانی باتوں میں لگا سکیں اور ساتھ ساتھ جسمانی آرام بھی کر سکیں۔

ایک مشہور سنت کہا کرتے تھے میں بربادی کے دو بہت اچھے راستے جانتا ہوں۔ پہلا اتوار کے دن کام کرنا دوسرا۔ دوسروں کے مال کی چوری کرنا۔ آپ خود سوچیئے کہ خدا کس طرح اُس کام پر برکت دے سکتا ہے جو اُسکے حکموں کے خلاف کیا جاتا ہے۔

ہر ایک تہذیب یافتہ ملک میں مانا گیا کہ آدمی کو ہفتہ میں ایک دن آرام کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اُس سے رُوحانی اور جسمانی فوائد ہوتے ہیں۔ کتنے زیادہ ہم لوگوں کو خدا کی پرستش کے لئے اس قانون کو اپنانا چاہیئے۔

اتوار کا دن خوشی کا دن ہے اور اس کا اظہار کرنے کے لئے لوگ عبادت کے لئے اچھے اور صاف کپڑے پہنتے ہیں۔ یہ دستور بالکل مناسب ہے کیونکہ اس طرح سے ہم اپنے دل کی خوشی کے علاوہ ادب کا اظہار بھی کرتے ہیں ہم خدا کے گھر میں جاتے ہیں اور خدا کے سامنے اپنا سارا دل

(بقیہ صـ پر)

فرضِ اوّلین

"نظم"

از جناب یونس مسیح یونس جالندھری

مسیحا کے نقشِ قدم پر چلو تم
کرو پیار اپنے پڑوسی سے پورا
وطن کی وفا کے ترانے سناؤ
سدا سچ بولو خدارا جہاں میں
برے وقت میں سب کے تم کام آؤ
مسیحا کی خو میں محبت دکھاؤ
جو بھوکا ہو تم اسکو کھانا کھلاؤ
وطن کے لئے جان پر کھیل جاؤ
کہا پاسبانوں کا تم دل سے مانو
مصیبت میں یادِ خدا نہ بھلاؤ
عقیدت بزرگوں کی کرتے رہو تم
کرو پیار اپنے وطن سے برابر
بنو تم کسی کا حقیقی سہارا
بنو سب سے چھوٹے بڑے پن کو چھوڑو

اگر ایسا کر لو تو پھولو پھلو تم
بھلا پیار وہ کیا رہے جو ادھورا
وطن کے لئے دل کیا جاں بھی لٹاؤ
صداقت کرو پیش ہر امتحاں میں
غریبوں محتاجوں کی حاجت مٹاؤ
ذرا ابنِ مریم پہ خود کو جھکاؤ
جو پیاسا ہو تم اسکو پانی پلاؤ!
برے وقت میں اسکے تم کام آؤ!
انہیں اپنے ماں باپ سا آپ جانو
برے وقت میں بھی سدا مسکراؤ
کہ خوفِ خدا سے بھی ڈرتے رہو تم
رہو وقتِ مشکل سدا آپ صابر
دباؤ نہ حق تم کسی کا خدارا
بدی سے خدارا ذرا منہ کو موڑو

انتقال پُر ملال

فادر انتھونی پیارے لال ایسٹر سنڈے کو ۳ بجکر ۴۰ منٹ صبح اس دُنیا فانی سے کوچ کر گئے۔ اسی دن شام کے سات بجے پُرانے کیتھیڈرل کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔ آپ کی پیدائش ایراج موضع میں ہوئی جو جھانسی ریلوے کا پنوہ کی لائن پر واقع ہے آپ کے والدین ہندو تھے۔ آپ ۸ برس کے تھے ۱۸۹۸ء میں ہندوستان میں بہت بڑا کال پڑا۔ جس میں لاتعداد لوگ بھوک سے ہلاک ہو گئے۔ فادر انتھونی پیارے لال کی عمر اُس وقت دس برس کی تھی آپ یتیم بچوں میں سردھنہ لائے گئے۔ یہاں اپنی تعلیم شروع کی ۱۸۹۹ء میں آپ نے کہانت کے لئے اپنی مرضی ظاہر کی اور آگرہ کے آرچ بشپ صاحب نے ۱۹۰۱ء میں آپکو کہانت کی ٹریننگ کے لئے قبول کیا۔ آپکے ساتھ ۴۲ طلبا اور شریک ہوئے۔ آپ کے ساتھ فادر ڈاسیل دیوی بھی تھے جن کی کہانت کی گولڈن جوبلی ۲۸ اپریل ۱۹۶۵ء کو منائی گئی۔ ۱۹۰۸ء میں فادر ڈانیل اور آپ روم کی سیمنری میں بھیجے گئے جہاں ۲۹ مئی ۱۹۱۵ء میں آپ دونوں کہانت کے عہدہ پر مخصوص کئے گئے

ہندوستان تشریف لاکر فادر انتھونی سردھنہ اسکول کے بچوں کی نگرانی کے انچارج بنائے گئے۔ ۱۹۱۷ء میں آپ موضع للیانہ میں بھیجے گئے۔ وہاں آپ صرف دو ماہ رہے۔ اسکے علاوہ آپ ڈاسنہ، آگرہ، سہارنپور، باگھو اور پھر واپس آگرہ میں خدمت انجام دیتے رہے۔ آگرہ سے آپ ٹونڈلا اور علی گڑھ میں بھی خدمت کرنے جایا کرتے تھے۔ آپ کئی زبانوں کے ماہر تھے۔ لیکن آپکو اُردو زبان سے خاص لگاؤ تھا۔ اور اسمیں جو عام مذہبی کتابیں روزانہ استعمال کی جاتی ہیں اُن کا ترجمہ کیا۔ مثلاً مذہبی تعلیم کا سلسلہ تین حصوں میں "آسمان کی راہ" الثارہ مانیول، مٹی مہنہ، انسان کے چار آخری انجام وغیرہ۔

۱۸ دسمبر ۱۹۶۳ء آپ کو فالج کا اثر پڑا۔ جب سے آپ آگرہ کے سروجنی نائیڈو اسپتال کے مستقل مریض رہے۔ ۱۶ اپریل ۶۵ء مقدس جمعہ کو آپ سخت بیمار ہو گئے۔ اور مرنے والوں کی تمام ریت رسم آپ کے لئے ادا کی گئیں۔ آپ ایک سبق کا نمونہ کہلائے جا سکتے ہیں۔ بستر مرگ پر آپ نے سب سے معافی مانگی۔ اِس طرح آپ نے اِس دُنیا کو الوداع کہا۔ "R.I.P."

انتقال پُر ملال

سرافین ڈیوڈ ۱۹۴۰ء سے دہرہ دون کے کیٹی کسٹ کے کام کو سرانجام دیتے رہے۔ ۴ اپریل ۱۹۶۵ء کو دو دن کی بیماری کے بعد اپنی رُوح کو قادر مطلق کے ہاتھ میں سونپا جیسے آپ بیمار ہو گئے تھے۔ دہرہ دون کے علاقہ دار فادر ڈانیل دوسرے مریضوں کو دیکھنے جا رہے تھے مگر جب آپ کے گھر کے سامنے سے گزرے اُن کو آپ کی حالت کے بارے میں معلوم ہوا تو اُنھیں نے آپ کو پاک شراکت دی اور آخری مالش جسکے بعد ہی آپ کو میٹھی نیند آگئی اور قادر مطلق کے تخت کے سامنے حاضر ہونے کے لئے جا گے۔

آپ نے بڑی وفاداری سے خدا کا کام کیا غریبوں کے گھر جایا کرتے تھے اور بڑے صبر سے اَن پڑھ لوگوں کو زبانی دُعائیں سکھایا کرتے تھے۔ دہرہ دون کے سب چھوٹے بڑے لوگ آپکو عزت دیا کرتے تھے۔ اور اُن کی عزت کا سب سے بڑا اظہار آپکی وفات کے موقع پر ہوا۔ جس وقت آپکی لاش گرجہ میں لائی گئی۔ گرجا کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ اس وقت سب لوگ آپکے ماتم میں شریک ہو گئے آپ کی لاش فادر الارہولس کی قبر میں دفن کی گئی۔ آپ کیلئے پاک کلام کا کہنا عائد ہوتا ہے کہ!

"مبارک ہیں وہ مُردے جو خداوند میں مرتے ہیں رُوح کہتا ہے کہ ہاں وہ اپنی محنتوں سے آرام کریں گے۔ کیونکہ اُن کے اعمال ان کے پیچھے پیچھے چلے آتے ہیں"

(مکاشفہ $\frac{14}{13}$)

"ادارہ"

پہلی قسط

"پیارے بھائی اور بہن کیا آپ کو نجات ملی اور نجات دہندہ نے آپکو تبدیل کیا؟ ہم آپ کے لئے دُعا کرتے ہیں۔ مہربانی کر کے ہمارے لئے بھی دُعا کرو اور روزہ رکھو" (پاسٹر بی۔ آر۔ لینس مظفرنگر)
Pastor B. R. Lance Assembly of God.

یہ پیغام ۱۹۶۴ء کے کرسمس پر مجھے بھیجا گیا لیکن بوجہ مصروفیت پہلے جواب نہ دے سکا۔

ناظرین کو بیشک معلوم ہے۔ کہ یسوع مسیح نے ایک کلیسیا کو بنایا اور ایک ہی تعلیم دی۔ اس کے برعکس اُن کو تعجب ہوتا کہ ان لوگوں کے درمیان جو کاتھولک کلیسیا سے الگ ہو گئے ان میں سے اتنے فرقہ پیدا روز بروز ہوتے رہتے ہیں کہ اُن کا نام سُنکر پریشان ہو جاتے ہیں۔ مقدس پولوس کہتے ہیں ایک ہی خداوند، ایک ہی ایمان، ایک ہی بپتسمہ۔ افسیوں ۴ باب ۵ آیت۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ مقدس پولوس نے حکم دیا ہوگا۔ ایک ہی خداوند اور لاتعداد ایمان اور یسوع مسیح کے بدن کے لئے بیشمار ٹکڑے تعجب ہے کہ یہ سب فرقہ اپنے آپ کو ہر ایک یسوع مسیح کی کلیسیا بتاتے ہیں۔

تین چار فرقہ ایسے ہیں جنکی تعلیم میں کوئی سرا نہیں مل سکتا مگر ان کے پیروکار بہت جوشیلے ہیں۔ اور آپ سے ملکر فوراً آپ سے سوال کرینگے کیا "آپ کو نجات ملی"؟ تھوڑی دیر بعد آپ سے ایک اور سوال کریں گے۔ "کیا آپ کو رُوح القدس ملا"؟ اس دوسرے سوال سے نبٹنے سے پہلے آپ سے کچھ اور دریافت کیا جائے گا کیا آپ غیر زبانیں بول سکتے ہیں"؟۔

بیشک یہ تینوں سوال دلچسپ ہیں اور انکا مطلب سمجھنا بھی مشکل ہے۔ کیونکہ ایک انسان کو نجات اس وقت ملتی ہے جب وہ بہشت کے جلال میں شریک ہوتا ہے۔ اور رُوح القدس استقامت کے ذریعہ سے ملتا ہے۔ لیکن ان نجات کے ٹھیکیدار

کا مطلب یہ ہے کہ آپ کتنے جوشیلے ہو گئے اور کہ یہ کتنی لمبی چوڑی دُعا کر سکتے ہیں۔ یا دُعا کرتے وقت عجیب عجیب حرکتیں کر سکتے ہیں یا نہیں۔ اور دُعا کرتے کرتے ایک قسم کی بے ہوشی حاصل جسمیں منہ سے طرح طرح کی آوازیں نکلتی ہیں۔ جسکو غیر زبانیں بولنا کہا جاتا ہے۔ اتفاق سے ان زبانوں کو نہ وہ خود ہی سمجھ سکتے ہیں۔

ان باتوں کے باوجود یہ لوگ آپ سے کہیں گے کہ ہم آپکے لئے دُعا کریں گے۔ بیشک یہ بالکل ایک معمولی بات ہے مگر آپ اُس وقت حیران ہونگے جب یہ نجات پائے ہوئے آدمی آپ سے درخواست کریں گے۔ "ہمارے لئے بھی دُعا کرو اور روزہ رکھو" کیا آپ جیسے گنہگار اتنے پاک اور نجات یافتہ آدمی کے لئے دعا کرنے اور روزہ رکھنے کی جرأت کریں گے۔؟

جوشیلے اور باتونی آدمیوں کے سامنے سیدھے سادھے آدمی گھبراتے ہیں اور چکر میں پڑ جاتے ہیں۔ لیکن آپ ٹھنڈے دل سے اُن اصحاب کی باتوں پر غور کریں۔ وہ آپ سے پوچھتے ہیں

(۱) کیا آپ کو نجات ملی؟ مقدس پولوس اور دیگر رسولوں نے کبھی اس قسم کا سوال کسی سے نہیں کیا بلکہ ہر ایک کو جتاتے تھے۔ کہ نجات کا پیغام سُننے کے لئے برابر کوشش کریں اور کبھی نہ تھکیں "تھرتھراتے ہوئے اپنی نجات کے کام کئے جاؤ" فلپیوں ۲:۱۲ "نوزاد بچوں کی مانند خالص رُوحانی دُودھ کے مشتاق رہو کہ تم اس کے وسیلے سے نجات کے لئے بڑھتے جاؤ" ۱ پطرس ۲:۲ رسولوں کی تمام تعلیم کا مقصد یہ ہے کہ مسیحی لوگ نیک کام کریں تاکہ خدا کا جلال کے لائق بن جائیں۔

"اُن چیزوں کی راہ دیکھ کر سخت کوشش کرو کہ تم اسکے سامنے سلامتی میں بے داغ اور بے عیب پائے جاؤ۔ اور ہمارے خداوند کا صبر کرنا نجات جانو" ۲ پطرس ۳: ۱۴-۱۵۔ اس کوشش کے بارے میں مقدس پولوس اپنا نمونہ پیش کرتے ہوئے کہتا ہے۔ "اُس لئے کہ میں پھُول نہ جاؤں مجھے جسم میں کانٹا دیا گیا یعنی شیطان کا قاصد جو میرے مکے مارے تاکہ میں پھول نہ جاؤں" ۲ کرنتھیوں ۱۲: ۷۔

مقدسوں کی تعلیم اور نمونہ کو دیکھ کر جو اپنی نجات کے بارے میں خود گھبراتے تھے، ہم اُن اصحاب کو کس طرح جواب دے سکتے ہیں کہ ہم کو نجات ملی ہے، یہ کہنا کہ ہم کو نجات مل چکی ہے گستاخی کا ایک گناہ ہے۔ "میں اپنے بدن کو مارتا پیٹتا اور اُسے قابو میں لاتا ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ میں اوروں کو واعظ کر کے آپ نامقبول ٹھہروں" ۱ کرنتھیوں ۹: ۲۷۔

رُوح القدس اور اس کی بخشش حاصل کرنے کے لئے ایک ساکرامینٹ مقرر ہے جسکو استقلال کا ساکرامنٹ کہتے ہیں اور رسول لوگ اس ساکرامینٹ کو دیا کرتے تھے۔ "تب اُنھوں نے اِن پر ہاتھ رکھے اور انھوں نے رُوح القدس پایا" اعمال ۸: ۱۷۔ اس واقع اور دیگر واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ استقلال بپتسمہ کے بعد دیا جاتا تھا اور اسکے خادم خود رسول تھے۔ "اُنھوں نے یہ سُنکر خداوند یسُوع کے نام کا بپتسمہ لیا اور جب پولوس نے اُن پر ہاتھ رکھے تو رُوح القدس اُن پر نازل ہوا" اعمال ۱۹: ۵: ۶۔

کلیسیا کے شروع میں کرامات اور نشانات کثرت سے ہوتے تھے۔ کیونکہ اُن دنوں میں مسیحیت ایک پودے کی موافق تھی جس کی جڑ پکڑنے کے لئے خوراک کی ضرورت تھی۔ اور اکثر استقلال کے وقت لوگ زبانیں بولتے اور نبوت کرتے تھے۔ اِس پر ہمیں تعجب کرنے کی ضرورت نہیں۔ "پس اجنبی زبانیں مومنین کے لئے نہیں بلکہ غیر مومنین کے لئے نشان ہیں اور نبوتیں غیر مومنین کے لئے نہیں بلکہ مومنین کے لئے۔ پس اگر سب کلیسیا ایک مکان میں جمع ہو اور سب کے سب اجنبی زبانیں بولیں اور غیر عارف یا غیر مومنین لوگ اندر آئیں تو کیا وہ نہ کہیں گے۔ کہ یہ دیوانے ہیں؟" ۱ کرنتھیوں ۱۴: ۲۲: ۲۳۔

اِس کے علاوہ نئے عہد نامہ میں خداوند یسُوع مسیح نے اپنی قوم کی رہنمائی کے لئے II کلیسیا کے ذریعہ مکمل انتظام کیا ہے۔ جس کی وجہ سے نبوتوں کی بخشش کی کوئی خاص ضرورت نہیں۔ پُرانے عہد نامہ میں نبوتوں کا خاص مقصد یہ تھا کہ چنیدہ قوم کو آنے والے نجات دہندہ پر ایمان مضبوط کرائیں۔ یسُوع مسیح کے ذریعہ شریعت مکمل ہو گئی اسلئے کسی نبی کی ضرورت نہیں رہی۔ "رُوح القدس لو جیسے باپ نے مجھے بھیجا سو میں تمہیں بھیجتا ہوں" یوحنا

پاک کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا بغیر کسی خاص مقصد کے کوئی عجیب کام نہیں کرتا۔ "تو خداوند اپنے خدا کو مت آزما" متی ۴: ۷۔ "اور ہم خداوند کا امتحان نہ کریں" ۱ کرنتھیوں ۱۰: ۹۔ (باقی پھر) فادر اُمید یوس

بقیہ "خداوند کا دن"

اور مال اُسکے ہاتھ میں سونپ دیتے ہیں۔ جو لوگ گندے کپڑے یا لاپرواہی سے کپڑے پہنکر گرجے میں شریک ہوجاتے ہیں ایک طرح سے خدا کی بے عزتی اور اپنے پڑوسی کی بے عزتی بھی کرتے ہیں۔ اگر آپ غریب ہو تو اپنے حیثیت کے موافق صاف ستھرے کپڑے پہنئے آپکے دل کی نیت خدا اور پڑوسی کے سامنے سب باقی کمیوں پر پردہ ڈال دیگی۔

اس مضمون کا نچوڑ یہ ہے کہ آپ خداوند کے دن کو اُس کی خدمت کے لئے مخصوص کریں۔ اور اپنی رُوح کی نجات کا خاص دھیان کریں۔ خداوند کے دن کو ناپاک کرنے کے قصوروار نہ ٹھہریں بلکہ دوسروں کے لئے بھی ایک نمونہ بن جائیں۔

شکریہ

ہم اُن ناظرین "فصلوں کی ماں" کا جنھوں نے اپنا چندہ بھیجا ہے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور دیگر حضرات بھی اپنا چندہ دے کر سچا ایمان پھیلائیں۔ اور مسیحی اتحاد میں توسیع کے لئے کوشش کریں۔

(ادارہ)

خوشحالی کا پھول

از منظور لیوک ادیب ماہر علمیگ سہارنپور

ہنری اپنی بھیڑ بکریوں کی دیکھ بھال کیا کرتا تھا۔ اُسکے پاس اتنا وقت نہ تھا کہ گاؤں کے دوسرے بچوں کے ساتھ اُن کے کھیلوں سے لطف اندوز ہو سکے۔ اُس کو کیا معلوم تھا کہ ان ہنستے کھیلتے بچوں کے ساتھ آنکھ مچولی کھیلتے ہوئے کیا مزا آتا ہے۔ اسکا تو صرف اک کام تھا کہ وہ اپنی بھیڑ بکریاں پہاڑ پر ہری بھری چراگاہوں میں لے جائے۔ جب وہ تنہا بیٹھا ہوا ان بھیڑوں کو چراتے ہوئے سیٹی بجاتا۔ تو ایسا معلوم ہوتا گویا یہ سیٹی نہیں بلکہ اک دل سوز چیخ ہے جو کہ اُسکے جگر کو چیرتے ہوئے نکل رہی ہے۔ اُسکی تمام خوبیوں پر مفلسی کا اک دبیز پردہ پڑا ہوا تھا۔ اُس کی ماں بہت بیمار تھی پر غربت نے اس بات کی بھی اجازت نہ دی کہ وہ اپنی ماں کا علاج کر سکے۔ لیکن جب وہ صبح سویرے خداوند سے دُعا کیا کرتا تو اپنی ماں کو کبھی نہ بھولتا۔ اپنی دُعا میں ہمیشہ کہا کرتا۔ اے خداوند میری ماں بہت بیمار ہے تو اُس کا محافظ ہو۔

ایک بہت ہی سہانے دن اُسکی بھیڑیں اک خاص مقام پر آ کر رک گئیں اور اک دائرہ بنا کر منمنانے لگیں۔ اس غیر مانوس حرکت نے ہنری کو اپنی طرف راغب کیا۔ اس وقت ہنری اک جگہ بیٹھا ہوا اپنے ہاتھ کی بنی ہوئی بانسری پر شکستہ نغمے الاپنے کی کوشش کر رہا تھا۔ آواز سنکر وہ چند لمحات ہی میں اُن بکریوں کے ساتھ تھا کہ دیکھیں کہ اس بے ضابطگی کی کیا وجہ ہے۔ یکایک اُسکے سامنے اک بہت ہی خوبصورت پھول نمودار ہوا۔ اسمیں پانچ بہت ہی ملائم پتیاں تھیں۔ ہنری نے ایکدم اُس پھول کو توڑ لیا اور اُس پھول سے کہا۔ میرے نیلے پھول یقیناً تم بہت حسین ہو اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ میرے لئے تمہارا کیا پیغام ہے۔ لیکن اُسے کوئی جواب نہ ملا۔ جونہی اُسنے اپنے گلہ کی جانب دیکھا تو کیا دیکھتا ہے کہ اُس کی تمام بھیڑ بکریاں اک نئی راہ پر چل رہی ہیں۔ اُسنے اُنکو بہت بلایا پر اُس کے تعجب کی انتہا نہ رہی کہ اُسکے کہنے کو کسی بھی بھیڑ یا بکری نے نہ سُنا۔ آخر کار وہ اُن کے پیچھے چل کھڑا ہوا۔ راستہ چلتے چلتے اور بھی ڈھلوان پر خطرہ پر خار ہوتا جا رہا تھا لیکن بھیڑیں تھیں کہ رکنے کا نام نہ لیتی تھیں۔ آخر کار اک موڑ پر اُسے اک غار نظر آئی۔ اسکے دروازے پر ایک ضعیف العمر آدمی نظر آیا جسکے چہرے پر بالکل سفید داڑھی تھی۔ اُس بزرگ نے اُس لڑکے کو دیکھتے ہی کہا! آ جاؤ۔ اندر آ جاؤ۔ میں جانتا ہوں کہ تم یہاں کیوں آئے ہو۔ آؤ اندر آ جاؤ۔ یہ سب کچھ دیکھکر ہنری کو بڑا تعجب ہوا وہ نہیں جانتا تھا کہ کیا کرے۔ کہاں جائے کدھر کو بھاگے یا یہاں ہی ٹھہرا رہے۔ اُسے ایسا محسوس ہوا۔ گویا اُس پر جادو کیا جا رہا ہے۔ یہ غار بہت گہری تھی پر سونے چاندی اور جواہرات سے جگمگا رہی تھی۔ اُس بوڑھے نے کہا جتنا چاہو اسمیں سے لے لو۔ تمہارے ہاتھ میں جو یہ نیلا پھول ہے۔ یہ خوش قسمتی کا پھول ہے اُسے ہر کوئی لینا پسند کریگا ہنری نے وہ پھول اُس راہب کو دیدیا اور اپنی جیبوں کو سونے سے بھرنے لگا۔ وہ جتنا بھی سونا لے سکتا تھا اُسنے لے لیا۔ تب اُس راہب نے کہا۔ میرے بیٹے خوش قسمتی ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے۔ جاؤ جلدی اپنے گھر چلے جاؤ سورج غروب ہو رہا ہے۔ اور رات کی سیاہی جلد ہی تمہیں اپنی ماں کو بتاؤنگا۔ میں اپنی ماں کو خوش کرونگا۔ اُس کے واسطے دوائیں منگاؤں گا۔ تھوڑی دیر میں ہی وہ اپنے گھر پر تھا۔ وہ زور زور سے چلایا۔ ماں۔ ماں۔ اب ہم لوگ امیر ہیں۔ دیکھ میرے پاس کتنا سونا ہے۔ ماں اب تم جلد ہی اچھی ہو جاؤ گی۔ وہ خوشی میں چلا رہا تھا۔ ماں ہم لوگ اپنے لئے اک مکان بھی بنائیں گے۔ یکایک اُس کی ماں نے اُسے روکا اور کہا بیٹا تم نے خدا کا شکر ادا نہیں کیا جس نے ہمیں سب کچھ دیا۔

(بقیہ صفحہ ۱۰ پر)

"ایک زندگی! یا ہزار زندگیاں!"

از جناب کرسٹوفر سلوانو - ایم - اے

(اخلاقیات)

گذشتہ گرمی کی چھٹیوں میں ایک دن کچھ احباب کے ساتھ موٹر میں لکھنؤ سے الہ آباد جا رہا تھا۔ میں راستے میں ایک دوست سے ملاقات کے لئے موٹر سے اُتر کر تھوڑی دُور چلا گیا۔ لیکن وہاں مجھے کچھ دیر ہوگئی اور موٹر میرا انتظار کئے بغیر میرے چلا گیا۔ حسنِ اتفاق دیکھئے کہ میری غیر حاضری کسی کو نہ معلوم ہو سکی۔ مجھے اس شام اسی مقام پر قیام کرنا پڑا۔ جب مجھے بھوک لگنے لگی تو میں نے ایک صاحب سے پوچھا کہ یہاں کوئی ہوٹل نزدیک ہے۔ مجھے اجنبی جان کر وہ صاحب بولے آیئے میں اپنے گھر آپ کو لے چلوں۔ اس اتفاقیہ دعوت پر مجھے تعجب ہوا۔ لیکن میں جانے کو تیار ہو گیا۔ گھر پہنچنے پر ان صاحب نے میری ملاقات گھر کے لوگوں سے کرائی۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا۔ کہ وہ ایک گھڑی ساز ہیں۔ انھوں نے مجھے اپنی دکان بھی دکھائی۔ جب میں جُدا ہوا تو ان صاحب نے مجھے اس اتفاقیہ تعلق کو برقرار رکھنے کی خواہش کی۔

دوسرے دن میں اپنی پارٹی میں جا ملا۔ اور بجائے مایوس ہونے کے میں نہایت خوش ہوا کہ مجھے ایک دوست ملا۔ مجھ پر یہ بات بھی آشکارا ہو گئی کہ بہت سے لوگوں کی زندگی ایک تنگ دماغی رجحان کی بنا پر محدود دائرہ سی رہتی ہے

ہم میں سے بہت ہیں جو زندگی کا سفر محض ایک محدود دائرہ میں گزارتے ہیں اور صرف اپنے متعلقین کے علاوہ دوسروں سے قطعی تعلق نہیں رکھتے۔ لیکن ہم یہ صرف محسوس کرتے ہیں کہ ہماری زندگی تنگ دائرے میں گذرتی ہے اور ہمیں یہ بھی احساس ہوتا ہے۔ کہ ہم اپنی زندگی کو پوری طرح نہیں بتا رہے ہیں۔ لیکن ہم اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ اس کا علاج ہمارے ہی ہاتھوں میں ہے۔

اگر ہم سفر کے مقررہ راستے سے ہٹکر مختلف لوگوں سے دوستانہ رکھ سکیں تو ہماری زندگی کہیں زیادہ خوشگوار اور خوشحال ہوگی۔ ایک عربی کہاوت ہے:-

"انسان کو مختلف لوگوں سے دوستانہ کرنا چاہیئے۔ اور وہ زندگی ایک نہیں بلکہ ہزار زندگی کا حامل ہوگی"۔

"ارسطو بھی اس بات کو مانتا ہے کہ تندرستی اور عقل سے بھی زیادہ دوستوں کی تعداد زندگی کو اچھا بناتی ہے"

اس بات کو جانتے ہوئے بھی کہ یہ ہماری طاقت سے باہر نہیں ہم اپنی روزانہ زندگی کے عمل میں ایسا نہیں کرتے۔

ہم میں سے بہت کم ہیں جو اپنی دوستی کا دائرہ وسیع کرنا پسند کرتے ہیں۔ سیموئیل جونسن لکھتا ہے کہ میں اس دن کو بیکار خیال کرتا ہوں جس دن میں کوئی دوست حاصل نہ کر سکوں۔ ڈاکٹر جونسن کے دوست مختلف قسم کے لوگ تھے اور اُن کا کہنا تھا کہ ہم زندگی کو نہیں سمجھ سکتے جب تک کہ ہم ہر قسم کے آدمیوں سے نہ میل کر سکیں۔

دوستی کرنا اس سے زیادہ آسان ہے جیسا کہ ہم سمجھتے ہیں ڈانیل ویبسٹر ایک مشہور سیاست دان تھا جب کبھی کسی دُکان میں گیا وہ فوراً "کسی نہ کسی مسئلہ پر" دُکاندار سے بات چیت شروع کر دیتا تھا۔ خاص طور پر ان معاملات پر جن کو دکاندار بہتر جانتے ہیں۔ وہ جانتا تھا کہ جس بات میں لوگ دلچسپی رکھتے ہیں وہ بغیر بولے رہ نہیں سکتے۔ لہذا بات چیت خوشگوار ہوتی اور ملاقات کا دائرہ بھی وسیع ہوتا جاتا تھا۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جب ہم دوسروں سے چھوٹی چھوٹی خدمات لیتے ہیں تو ہمیں ان کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔ اور ان خدمات کو خوش اخلاقی سے لینا چاہیئے۔ اس طریقہ سے مختلف پیشہ کے لوگوں سے آپکی دوستی ہو جائیگی۔

جانکاری بڑھانے کے لئے آپ کو ایک دوسرے کی دلچسپیاں جاننا ضروری ہیں۔ بات چیت شروع

کرنے کے لئے صرف اتنا ہی کافی ہے اگر آپ اور دوسرا شخص ایک ہی اخبار پڑھ رہے ہوں یا ایک سی سائیکل پر سوار ہوں۔

اکثر اختلاف رائے پر بھی دوستی قائم کی جاسکتی ہے۔ ایک شخص کسی کے گھر دعوت کھانے گیا۔ دسترخوان پر جب وہ بیٹھا تو اس نے دیکھا کہ ایک صاحب نے شوربا لینے کے لئے معذرت چاہی وہ کہنے لگا کہ مدت سے میں بھی ایسے شخص کی تلاش میں تھا اور وہ آج مل گیا۔ اُس نے ان صاحب کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا اور دونوں نے وعدہ کیا کہ سدا دوست رہیں گے۔

اکثر لوگ دوستی کے مفاد کو جانتے ہیں۔ لیکن وہ اُن کا انکار کرتے ہیں کہ دوستی کا دائرہ وسیع کرنا فائدہ مند ہے کچھ لوگ ایسا خیال کرتے ہیں کہ انھیں دوستوں کی ضرورت نہیں اور نہ انھیں ان سے کچھ سیکھنا ہے۔ لیکن یہ وہ لوگ ہیں جنہیں دُنیا کو کچھ نہیں دینا ہے۔ اور ان کا الگ رہنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ کہیں لوگ انھیں پہچان نہ جائیں کہ وہ کیا ہیں حقیقت یہ ہے کہ وہ دوستی کے قابل ہی نہیں جس کا شاید وہ دعوے کرتے ہوں۔

انھیں تو تاریخ کی بڑی بڑی شخصیتوں سے سیکھنا چاہیئے کہ جنہوں نے اپنے آپ کو کبھی ایسا نہیں سمجھا کہ وہ دوسروں سے برتر ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ انھوں نے ہر انسان کو جو اُن سے ملا بہت کچھ دیا۔ ڈزرئیلی۔ جو برطانیہ کا وزیر اعظم تھا۔ اکثر پارلیمنٹ چھوڑ کر غریبوں کے دُکھ درد سننے اُن کی جھونپڑیوں میں جاتا تھا۔

بمبئی کے یوخرستی جلسے کے دوران میں میں ایک کانفرنس میں حصہ لینے جا رہا تھا۔ میں اپنی جگہ اکیلا بیٹھا تھا۔ ایک فرانسیسی فادر میرے پاس آئے اور پوچھنے لگے آپ ہندوستانی ہیں۔ میں نے حلیمی سے جواب دیا جی ہاں اور پھر بات چیت شروع ہوگئی۔ رخصت ہوتے وقت وہ مجھے اپنا ایڈریس دے گئے۔ اور مجھ سے خط و کتابت کا وعدہ کیا۔

کچھ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ دوستی کا مطلب صرف ملاقاتیں ہیں۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ دوستی بھروسہ کا تبادلہ ہے۔ ایک دوسرے کو سمجھنا ہے۔ ایک دوسرے سے خیالات کا تبادلہ کرنا ہے، جو تمام زندگی چل سکتا ہے۔

ڈاکٹر ڈبلیو ڈبلیو لونگسٹون نے اپنی زندگی کا بہت بڑا ح
اکاؤنٹ میں گزارا لیکن اُس کا دائرہ دوستی بہت وسیع
اس کی چھوٹی لڑکی نے کہا "میں اکثر اپنے والد کو خط لکھا
کرتے پاتی ہوں۔ وہ سینکڑوں خط دُنیا کے ہر حصے
لوگوں کو لکھتے تھے۔ جن سے اُن کی ملاقات محض اتفا

آپ کا یہ کہنا کہ ہمارے تھوڑے دوست ہیں جن
آپ کے پڑوسی اور کچھ ہم پیشہ بھی شریک ہیں اور ہمیں دوس
کی ضرورت نہیں۔ بالکل غلط ہے۔ آپ اس طرح اپنی زندگی
طریقے کو محدود کرتے ہیں۔ اور آپ کا نظریہ بھی تنگ ہو
ہے۔ انسان بوڑھا جب ہونے لگتا ہے جب وہ دوست
بند کر دیتا ہے۔ کیونکہ یہی طریقہ ترقی کا ہے۔ نئے خیالا
پیدا کرنے کا ہے اور زندگی کو خوشگوار بنانے کا ہے۔ ایک
دوسرے کے ساتھ ہمدردی پیدا کرنے کا ہے۔

ہمیں اجنبیوں سے ملاقات کرنے" سے نہیں شرمانا
ہمیں اکثر موقع ملتے ہیں۔ جبکہ ہم دوسروں سے ملکر بہت کچھ
سکتے ہیں۔ ہمیں ایسے موقعوں کو کبھی ہاتھ سے نہ جانے دینا چاہ
جتنا دوستی کا دائرہ ہم وسیع کریں گے۔ اتنا ہی ہماری زندگی
تجربہ، ہمارے خیالات، ہمارے جذبات ترقی کریں گے۔

زندگی کی تلخیاں دوستوں کے سہارے برداشت کرنا
ہیں۔ بنا اسکے مشکل ہیں۔ اگر ہمارے دل میں انسان کے
محبت ہے تو ہم ضرور اس طرف قدم بڑھا سکتے ہیں ہر انسا
کو کچھ نہ کچھ دُنیا کو دینا ہے تا کہ ہم عام بھلائی کے کام کر سکیں

بقیہ صـ "خوشحالی کا پھول"

تمہارا وہ پھول کہاں ہے؟ ایک دم ہنری کو یاد آیا کہ و
پھول تو اُس نے راہب کے پاس ہی چھوڑ دیا ہے۔ تب
اُس کی ماں نے کہا کہ خوش قسمتی صرف ایک ہی مرتبہ انسان
حاصل ہوتی ہے۔ لیکن ہمیشہ خداوند کے مشکور رہنا چاہ
کیونکہ وہ ہمیشہ ہم پر مہربان رہتا ہے۔ اُس کی انتہا یہ کہ
ہمیں ہمیشہ ملتی رہتی ہیں۔"

مذہبی تعلیم حاصل کرنیکی ضرورت

ڈی ماسٹن ایک اچھا مقرر اور کامیاب وکیل کسی قتل کے کیس میں قانونی مشیر تھے عدالت میں اپنی بحث کے دوران دیکھا کہ جیوری اس کی باتوں اور دلائل پر دھیان نہیں دے رہی ہے۔ تب اس نے چاہا کہ وہ انہیں ایک نصیحت دے۔ اس نے بحث روک کر کہا کہ اے معزز جج صاحبان میں آپ سبھوں کے سامنے ایک عجیب قصہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اور ایک کہانی شروع کر دی کہ کیسے ایک آدمی نے ایک گدھا کرایہ پر لیا اور سوار ہو کر چلا۔ راستہ میں دھوپ زیادہ ہونے کے سبب اتر کر گدھے کے ساتھ ساتھ اس کے سایہ میں چلنے لگا گدھے کے مالک نے شکایت کی کہ میں نے گدھا سواری کے لئے کرایہ پر لیا۔ لیکن اسکے سایہ کا کرایہ نہیں دیا۔ اور ان میں جھگڑا ہونے لگا۔ اور یہاں تک تکرار بڑھی کہ معاملہ عدالت تک پہونچا۔ ڈی ماسٹن نے یہاں تک کہا اور اپنی ٹوپی اٹھا کر چلنے کے ارادہ سے باہر جانے لگا۔ تب فوراً ججوں اور دوسرے لوگوں نے اسکو روک کر کہا کہ کم از کم اتنا تو بتاتے جاؤ۔ کہ یہ قصہ کیسے ختم ہوا۔ تب ڈی ماسٹن سے نہ رہا گیا اور وہ بڑی سنجیدگی سے کہنے لگا۔ اے انصاف کرنے والو! کچھ دیر پہلے میں ایک زندگی بچانے کے لئے بحث کر رہا تھا تب آپ لوگ سو رہے تھے۔ جب میں نے آپ لوگوں کے سامنے ایک گدھے کا سایہ پیش کیا تو آپ لوگ دھیان دینے لگے اور منہ پھاڑ پھاڑ کر قصہ سننے لگے۔ شرم!

نتیجہ: بہت سے لوگ روحانی زندگی اور موت کا بالکل خیال نہیں کرتے بلکہ ہنسی اور مذاق کی باتوں پر خوب دھیان لگاتے ہیں۔

شادی شدہ کے لئے ہدایات

۱۔ تم اپنے آپس کی محبت اور وفاداری کے معاہدے سے خدا کے سامنے کرو۔ جس پر موت تک پابند ہو۔
۲۔ تم سخت الفاظ استعمال نہ کرو جو تلوار سے زیادہ گہرا زخم پہنچاتے ہیں۔
۳۔ تم اپنے ساتھی کی عزت کرو۔ اور اس پر حکومت اور ظلم کی کوشش نہ کرو۔
۴۔ تم اپنے خاندان کے چلانے میں کسی قانون کو مداخلت کا موقع نہ دو۔
۵۔ تم ہر طرح کی نشہ کی چیزوں سے پرہیز کرو جو دونوں کے لئے خطرناک ہیں۔
۶۔ تم خاندان کی آمدنی کے حساب سے خرچ کیا کرو۔ اور اسی لحاظ سے کام چلایا کرو۔
۷۔ تم خود غرضی۔ حسد۔ شیخی۔ لفاظی اور جھگڑوں سے الگ رہو۔
۸۔ تم اپنے مقابلہ میں دوسروں کی قدر کیا کرو۔ اپنے اصل کے منافع سے فائدہ اٹھاؤ۔ مناسب اور جائز خوشیوں اور مسرتوں کا لطف اٹھاؤ۔
۹۔ تم اپنے بچوں کو پیار کرو۔ کہ وہ قدرت کی بخشش ہیں۔ ان کو اچھا شہری بننے کے لئے پالو۔
۱۰۔ تم ہر رات گھٹنے ٹیک کر ایک ساتھ دعا کیا کرو۔ یہ محسوس کرتے ہوئے کہ جو خاندان ایک ساتھ دعا کرتا ہے۔ وہ ایک ساتھ رہے گا۔

"دہلی میں مدر ٹریزا کی تعمیر کردہ آرام گاہ"

پچھلے دنوں نائب صدر جناب ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب نے "نرمل ہردے" کا افتتاح کرتے ہوئے کہا! کہ اُمرا اپنی دیکھ بھال خود کر سکتے ہیں۔ جوانوں کو خیال رہتا ہے کہ اُنہیں پس پشت تو نہیں چھوڑا جا رہا ہے اور جو لوگ تندرست ہیں۔ اُنہیں یقیناً کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن جو لوگ بیمار ہیں۔ لاوارث اور پریشان حال اپنے آخری سفر کی طرف گامزن ہیں اُنکا نظر انداز ہو جانا دور از قیاس ہے "نرمل ہردے" لاوارثوں کی آرام گاہ ہی نہیں ہے بلکہ یہ محبت و ایثار کا ایک وہ سنگِ میل ہے جسکا جنم مدر ٹریزا کے دل میں چھ سال پیشتر ہوا تھا۔ جب آپ پہلی دفعہ دہلی تشریف لائیں تھیں۔ کاشمیری گیٹ کے پاس ایک پُل کے نیچے آپکو ایک بوڑھا آدمی نظر آیا۔ وہ بھوکا تھا۔ بیمار اور مصیبت زدہ تھا۔ اس غربت اور مایوسی کی تصویر نے مدر ٹریزا کو سوچنے پر مجبور کر دیا۔ اور آخر کار ہمت و استقلال سے کام شروع کیا گیا۔ آج اس آرام گاہ میں دو بڑے ہال ہیں۔ ایک مردوں کے لئے ہے دوسرا زنانہ اسپر تقریباً ڈیڑھ لاکھ روپیہ کی لاگت آئی ہے۔ اس میں ۸۰ بستر ہیں بستر ے دوائیاں اور تصاویر کچھ تو اداروں نے اور کچھ شخصی طور پر عنایت کئے گئے ہیں۔ اس عنایت میں زیادہ ہاتھ

Indo German Co-operation

اور ریڈ کراس کا ہے۔ دوائیاں زیادہ تر ریڈ کراس کا ادارہ مہیا کرتا ہے۔ اس آرام گاہ میں اک کمرہ ان غربا کی دلبستگی کے لئے بھی ہے۔ جس میں طبلہ، ہارمونیم، کیرم وغیرہ موجود ہیں۔ سینما کا شو بھی کبھی کبھی یہاں مفت دکھایا جاتا ہے مدر ٹریزا نے اس آرام گاہ کی تعمیر کو صرف جنوری سنہ ۱۹۶۵ء سے ہی شروع کیا تھا۔ کچھ رحمدل لوگ ان کو صابن چاکے، نئے اور پرانے کپڑے بھیجتے رہتے ہیں تاکہ دُکھی اور غریب لوگوں کی کچھ مدد ہو سکے۔

ہم مدر ٹریزا کی ہمدردی اور جُرات کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ جہاں آپ نے ان پریشان حال لوگوں کے لئے سردی سے بچانے کا۔ رہنے اور کھانے کا انتظام کیا ہے وہاں اُن کی صحت کا خیال بھی رکھا ہے۔ اُن کے لئے ایک ڈاکٹر سسٹر بھی کلکتہ سے تشریف لا رہی ہے مریضوں کی دیکھ بھال کے لئے دو سسٹرس ہیں اور دس والنیٹر ہیں جگہ بجگہ پوسٹر چسپاں کئے ہیں۔ جن سے مدر ٹریزا کے خیالات کی گہرائیوں کا پتہ چلتا ہے۔ ایک پوسٹر میں درج ہے۔ مشترکہ حقہ سے بیماری پھیلتی ہے۔ اپنے ساتھیوں کا حقہ نہ پیو۔ ایک اور پوسٹر میں درج ہے کہ مکھیوں سے بیماری پھیلتی ہے۔ اپنے کھانے کو ڈھانکر رکھنا چاہیئے وغیرہ۔

ان سب سے پُر لُطف بات تو یہ ہے کہ والنیٹروں میں سے ایک والنیٹر جو اس کے مہتمم بھی ہیں خود اپنے تو ہندو ہیں لیکن بہت ہی اُونچے اخلاق کے انسان ہیں۔ آپ اپنا کام ختم کرنے کے بعد سیدھے مدر ٹریزا کی آرام گاہ "نرمل ہردے" کو واپس آجاتے ہیں اور اپنا تمام وقت اسکے انتظام کے لئے وقف کر دیتے ہیں۔ آپ خود بھی چٹائی پر سوتے ہیں جب اُن سے پوچھا گیا کہ آپ زمین پر کیوں سوتے ہیں تو آپ نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا کہ جب ...... اتنے لوگ زمین پر سو سکتے ہیں تو میرے زمین پر سونے میں کیا حرج ہے۔

ڈاکٹر ذاکر حسین کی طرح آج ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں فخر ہے کہ ہمارے درمیان میں مدر ٹریزا جیسی خاتون موجود ہیں جن کے دلمیں انسان کیلئے ہمدردی ہے۔ شفقت ہے۔ رحم ہے پیار ہے۔ جن کے دلمیں انسانی زندگیوں کی وقعت ہے۔ خداوند تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپکو اور آپکے ساتھیوں کو ہمت و استقلال عطا کرے تاکہ دُنیا میں مسیحی نمونہ پیش کیا جا سکے۔

مقدسہ سسلیا اور اُسکے ساتھیوں کا بیان

مقدسہ سسلیا کی تواریخ کا ذکر کرتے ہوئے (اگرچہ بعض مصنف اس مقدسہ کے اعمال کی نسبت مختلف رائے رکھتے ہیں) ہم اُسکے سیوالخیری انہیں کے اعمال کے بموجب بیان کریں گے اگرچہ چودہ صدیوں تک یونانی اور لاطینی کلیسیا نے اُس کو مانا ہے مقدسہ سسلیا جیسے کہ لوگوں کی عام رائے ہے۔ روم میں تیسری صدی کے شروع میں پیدا ہوئی۔ وہ روم کے ایک قدیم اور شریف خاندان سے تھی۔ اُس نے عیسائی مذہب کو بچپن ہی سے اختیار کیا تھا۔ لیکن یہ تحقیق نہیں ہے کہ اُس کے والدین بھی عیسائی تھے یا بُت پرست۔ اُسکی عجیب خوبصورتی اور نیکیوں کو دیکھکر روم کے شریف دولتمند نوجوان اُس سے شادی کرنا چاہتے تھے۔ لیکن وہ ہمیشہ اُن کی درخواستوں کو نامنظور کرتی تھی۔ کیونکہ اُس نے اپنے آپکو بالکل یسوع مسیح کے لئے مخصوص کیا تھا۔ اور یہ ارادہ رکھتی تھی۔ کہ میں صرف اس ہی کی دلہن بنوں گی۔ اُس کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ وہ باجا بجانے کا بہت شوق رکھتی تھی۔ اور جس کے ساتھ ساتھ وہ یسوع مسیح کی تعریفیں بھی گاتی تھی۔ اس کے اعمال یہ بھی بیان کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنے ساتھ ہمیشہ انجیل مقدس کی کتاب رکھتی تھی۔ تاکہ وہ اُن نصیحتوں کی پیروی کرے جو کہ اس میں درج ہیں۔ چنانچہ اُسکی زندگی پاک دُعا اور خواہشات نفسانی کے روکنے میں صرف ہوئی۔

اسی اثنا میں اُسکے والدین نے اس کی شادی ایک شریف نوجوان مسمی والیریانس سے کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر سسلیا نے ہمت نہ ہاری۔ بلکہ اُن تین دن میں جو اُس کی شادی سے پہلے رہ گئے تھے۔ اُس نے ایک نہایت سخت روزہ رکھا اور موٹا ٹاٹ پہنا جس کو کہ اُس نے پھر کبھی نہیں اُتارا۔ اِن ریاضتی کاموں کے ساتھ اُس نے دُعا بھی ایزاد کی اور خداوند یسوع مسیح سے یہ التجا کی کہ تو میرے کنوارپن جس کو میں نے ہمیشہ تیرے لئے مخصوص کیا ہے ضائع مت ہونے دے، اُس کی دُعا سُنی گئی۔ خداوند نے اُس کی تسلی اُس کے نگہبان فرشتے کے ذریعہ کی۔ جس نے کہ اُس کے سامنے نمودار ہو کر اُس سے کہا کہ یسوع مسیح تیری مدد کرے گا اور گو والیریانس تیرا شوہر ہوگا۔ مگر تیرے کنوارپن میں کچھ خلل نہ ڈال سکے گا اس یقین پر وہ شادی کرنے کیلئے رضامند ہوئی۔

شادی کے دن مقدسہ سسلیا نے والیریانس سے کہا! کہ "اے والیریانس! یہ بات تجھے معلوم ہو کہ عیسائی ہوں میں نے بچپن ہی سے اپنا کنوارپن خدا کے لئے مخصوص کیا ہے اور اُس نے ایک نگہبان فرشتہ مجھے ہر ایک بُرائی سے بچانے کے لئے مقرر کیا ہے۔ تو مجھ سے کوئی ایسی بات مت کرنا کہ خداوند کا قہر نازل ہو۔ اور تیری جان خطرے میں پڑے" اس بات کے سُننے پر والیریانس نے اُس کے چھونے میں خوف کیا اور کہا کہ اگر وہ فرشتہ مجھے دکھا دے تو میں بھی یسوع مسیح پر ایمان لاؤں گا۔ سسلیا نے اس پر خوش ہو کر اُس سے کہا کہ تو ایسا فضل حاصل کرنے کی بلا بپتسما پائے ہوئے اُمید نہیں کر سکتا ہے۔ والیریانس نے فرشتے کو دیکھنے کی سرگرم خواہش سے کہا کہ میں اس شرط کو پورا کرنے کیلئے رضامند ہوں اب سسلیا نے اُس کو مقدس اربانس کے پاس بھیجا جو ظلم کی وجہ سے تہ خانوں میں چھپا ہوا تھا۔ اور والیریانس نے ضروری تعلیم سیکھ کر اُس مقدس پاپائے اعظم سے بپتسما پایا۔

والیریانس نے اپنے گھر میں واپس آنے پر مقدسہ سسلیا کو دُعا میں مصروف اور ایک فرشتے کے ساتھ جو آسمانی جلال سے آراستہ تھا پایا۔ جونہی کہ وہ اس حیرت انگیز نظارے سے ہوش میں آیا تو اُس نے اپنے بھائی مسمی بتورسیوس کو جس کو کہ وہ دل سے پیار کرتا تھا عیسائی مذہب کو اختیار کرنے کے لئے حتی الوسع ترغیب دی۔ لہذا اُس نے اپنا سارا ماجرہ کہہ سُنایا۔ اور سسلیا نے بھی جو اُس وقت اُن کی گفتگو کے درمیان موجود تھی۔ بتورسیوس کو عیسائی مذہب کی سچائی بیان کی۔ اور یہ بھی ظاہر کیا کہ بُت پرستوں کا مذہب جھوٹے قصوں کا مجموعہ ہے۔ اور روحوں کی تباہی کے لئے شیطان کا

مجموعہ ہے اور روحوں کی تباہی کے لئے شیطان کا ایجاد کردہ ہے
جب مقدسہ سسیلیا گفتگو کر رہی تھی۔ تو خدا کے فضل نے تبورسیوس کے دل پر اثر ڈالا۔ اور مقدس اربانس نے اُس کو بھی تعلیم دی۔ اور بپتسما دیا۔ دونوں بھائیوں نے خوش بختی سے یسوع مسیح کے پیروکار ہو کر غریبوں کو مدد۔ عابدوں کو تسلی اور شہیدوں کی لاشوں کو دفن کرنے میں اپنے آپکو مصروف کیا۔ الماکیوس روم کے حاکم نے جو عیسائیوں کا جانی دشمن تھا اس بات کی اطلاع پاکر اُن کو اپنے سامنے بلایا۔ اور اُن کو عیسائیوں سے میل جول کرنے پر لعنت وملامت کی۔ لیکن اُنھوں نے جواب دیا کہ خدا کے فضل سے ہم نے سچے مذہب میں تعلیم پائی ہے اور ہم جانتے ہیں کہ اس دُنیا کی چند روزہ خوشیوں کے لئے بہشت کی دائمی خوشی سے محروم ہونا کیسی جہالت ہے حاکم نے پوچھا "تم کو کس نے یہ بیوقوفی سکھائی ہے؟" اُنھوں نے جواب دیا کہ "کہ حضور یہ بیوقوفی ہے کہ بجائے سچے خدا کے ایک پتھر یا لکڑی کی مورت کو پوجیں اور ایک چند روزہ زندگی کو دائمی خوشی پر ترجیح دیں اس سے پیشتر ہم بھی اس بیوقوفی میں شریک رہے ہیں۔ لیکن اب ہم نے عقلمند ہونے کا ارادہ کیا ہے اور اے الماکیوس! اگر تو اِن جھوٹے دیوتاؤں کی پرستش کرتا رہے گا تو تو اس بیوقوفی پر موت کے بعد افسوس کرے گا۔ اور اُس وقت تیری دائمی بربادی کا کوئی چارہ نہ ہوگا۔"

الماکیوس نے اس جواب پر برافروختہ ہو کر دونوں بھائیوں کو ایسی بے رحمی سے کوڑوں سے پٹوائے کہ وہ اسی تکلیف میں قریب المرگ ہو گئے۔ مگر یہ جوان عیسائی یسوع مسیح کا لگاتار شکریہ ادا کرتے رہے۔ جس نے کہ اُن کو اپنی خاطر خون بہانے کے لائق بنایا۔ پھر حاکم نے حکم دیا کہ یہ دونوں بھائی قربانی چڑھانے کو بڑے دیوتا اندر کے مندر میں لے جائے جائیں۔ اور نیز یہ کہا کہ اگر وہ انکار کریں تو جان سے مارے جائیں۔ ان حکموں کو بجالانا ایک سردار مسمیٰ ماسیمس کے سپرد کیا گیا۔

ماسیمس نے یہ دیکھکر کہ وہ خوشی خوشی موت گاہ کو جا رہے ہیں۔ دریافت کیا کہ اس خوشی کا سبب کیا ہے؟ تبورسیوس نے جواب دیا۔ کہ "یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم خوشی نہ کریں جبکہ ہم جانتے ہیں کہ اس مصیبت زدہ زندگی سے گذر کر ایک ایسی خوشی حاصل کرینگے جس کا بیان نہیں ہو سکتا ہے اور جو نہ کبھی ختم ہو سکتی ہے؟

ماسیمس نے کہا "تب تو اس زندگی کے بعد ایک دوسری زندگی ہے" تبورسیوس "بے شک ہماری روحیں لافانی ہیں۔ اور اس چند روزہ زندگی کے بعد جو بہت تکلیفات سے بھری ہے ایک دوسری زندگی ہے۔ جس کو خداوند نے اُن لوگوں کیواسطے تیار کیا ہے۔ جو وفاداری سے اُس کی خدمت کرتے ہیں۔"

اِن الفاظ سے ماسیمس کے دل پر ایسا اثر پڑا اور اس سے بھی زیادہ خدا کا فضل ہوا کہ اُس نے کہا کہ "اگر ایسا ہی معاملہ ہے تو میں بھی عیسائی ہو جاؤں گا" اس حکم کی تعمیل جو ان دو زاہدوں کے خلاف جاری ہوا اسی طرح سے اگلے دن تک ملتوی رہی۔ اور ماسیمس نے اُسی رات کو مقدسہ سسیلیا کے سامنے ہی جس نے شہادت کے جلال پر نہایت دلیرانہ گفتگو کی۔ مذہبی تعلیم حاصل کی اور بپتسما پایا۔ دوسرے دن دونوں بھائیوں کا سر کاٹا گیا اور ماسیمس نے اُن کی روحوں کو دو چمکدار ستاروں کی مانند فرشتوں کے کندھوں پر بہشت میں جاتے ہوئے دیکھا جس پر ماسیمس نے خوشی سے روتے ہوئے یہ کہا کہ "اے سچے خدا کے مبارک بندو! تمہارے جلال کو اس طرح سے کون سمجھ سکتا ہے جیسے کہ میں دیکھتا ہوں؟ اور چونکہ میں بھی تمہاری طرح ایک عیسائی ہوں تو پھر کیوں میں ایسی خوش نصیبی حاصل نہ کروں؟" الماکیوس نے جب یہ سُنا کہ میرا سردار بھی عیسائی ہو گیا ہے اور اُس کے عیسائی ہونے سے اور بھی عیسائی ہو گئے ہیں۔ حکم دیا کہ اُس کو کوڑے لگائے جائیں۔ اس حکم کی تعمیل ایسی بے رحمی سے کی گئی کہ مقدس اس تکلیف میں ہی جاں بحق ہوا۔ دونوں شہید بھائیوں کی لاشیں اوّل تو روم سے چار میل کے فاصلے پر دفن کی گئیں اور بعد ازاں ۸۲۱ء میں پاپائے اعظم ... نے اُن کے تبرکات کو مقدسہ سسیلیا کے گرجے میں دفن کیا۔

مقدس والیریانس اور مقدس تبورسیوس اپنی کل جائداد مقدسہ سسیلیا کو چھوڑ گئے۔ مقدسہ سسیلیا نے یہ دیکھکر کہ میری موت عنقریب ہے کل مال و اسباب بیچ ڈالا اور غریبوں کو روپیہ تقسیم کر دیا۔ الماکیوس نے یہ معلوم کر کے کہ یہ ایک عیسائی عورت

(بقیہ صفحہ ۱۶ پر)

✿ خبریں ✿

مدراس: مدراس گورنر کے پہلے کاتھولک پرائیویٹ
یکریٹری شری بلراج آئی اے - ایس پہلے کیتھولک مسیحی ہیں
مدراس گورنر جناب جے چامراجاواڈیا صاحب کے سیکریٹری
مقرر ہوئے ہیں - شری بلراج ۴۵ برس کی عمر کے ہیں اور آپ
میسور کے رہنے والے ہیں - آپ نے انڈین ایڈمنسٹریٹو
سروس میں نمایاں کام کیا ہے آپ کی تقرری ۱۹۵۱ء میں ہوئی
آپ ۱۹۵۷ء سے ۱۹۶۱ء تک منسٹری آف ہیلتھ کے
ڈپٹی سیکریٹری رہے اور اس دوران میں آپ ورلڈ ہیلتھ
تنظیم کے سلسلے میں جنیوا گئے - اُن کو نوفیلڈ فاؤنڈیشن
فیلوشپ کے لئے برطانیہ بھی بھیجا گیا۔

مہاراشٹر: کے وزیر اعلےٰ جناب وی - پی نائیک
اپنے فنڈ میں سے سنت کیتھرائین آف سنیا اسکول کو دس
ہزار روپیہ عنایت فرمایا ہے - سنت کیتھرائین آف سینا
اسکول لاوارث بچوں کی ایک ایسی تعلیم گاہ ہے جہاں تمام
مذاہب کے لاوارث بچوں کو ابتدائی تعلیم و تربیت دیجاتی
ہے یہ اسکول اُن بچوں کو کھانا وغیرہ بھی مہیا کرتا ہے جو
بوجہ غربت - زبان سے ناواقفیت رکھنے - بیماری اور
جسمانی طور پر کمزور ہونے کی وجہ سے دوسری جگہ داخلہ نہیں
لے سکتے ہیں - جن بچوں کے پاس گھر نہیں ہیں یہ ادارہ انکو
رہنے کی سہولت بھی فراہم کرتا ہے اور اُن کو کاریگری کی تعلیم
بھی دیتا ہے - جہاں پر بچوں کو بہت سے مفید کام سکھائے
جاتے ہیں - یہ لاوارث بچوں کا اسکول محترم فادر انتھنی
صاحب نے شروع کیا تھا۔

الہ آباد: - ہندی کی نئی کیتھولک بائبل سنت پال
سوسائٹی نے شائع کرائی ہے - ترجمہ کا کام فادر ایس،
...ین، والڈ صاحب S.V.D کو سونپا گیا تھا - نئی بائیبل
سائز میں تقریباً دوگنی ہے اسمیں 360 صفحے ہیں - اور جلد
بہت اچھی طریقے سے باندھا گیا ہے - اس کی قیمت کل پانچ
روپے ہے - اس قیمت کو بشپ صاحبان کی میٹنگ میں مقرر کیا
گیا ہے - فادر والڈ صاحب نے پُرانے عہد نامے کے ترجمہ
کے کام کو ۱۹ / مارچ ۱۹۶۳ء کو پایۂ تکمیل تک پہونچایا -
نئی بائیبل کی دستی تحریر سنت پال پریس کو اکتوبر ۱۹۶۳ء میں
بھیجدی گئی تھی - اور اُس پر ۱۷ / جنوری ۱۹۶۴ء سے کام
شروع ہو کر ۲۵ / مارچ کو کام پورا ہوا۔

دہلی: - کاتھولک چیرٹی انڈیا مشرقی پاکستان کے
شرنارتھی میں پانچہزار پانچ سو دس بوری کپڑے بانٹے
گئے - یہ کپڑے جرمن کاتھولک لوگوں نے امداد کے طور پر پیش
کئے - اگر اُن کی قیمت لگائی جائے تو تقریباً چھ لاکھ روپیہ ہوگی ان
کی تقسیم ریڈ کراس اور مہاراشٹر سرکار کے ذریعہ ہوئی -
مہاراشٹر کے گورنر نے دونوں سوسائٹیوں کا شکریہ ادا کیا!

استمبول ارتھوڈاکس پیٹریارک اور پاپائے اعظم کی طرف
سے اتحاد بڑھانے کی پوری کوشش کی جارہی
اس مقصد کے لئے پاپائے اعظم نے کارڈینل بے آکو استمبول کو بھیجا
ہے تاکہ دونوں تک وہ ہیں رہکر باہمی میل ملاپ کو بڑھائیں - اس
نیک نیت ثبوت کے لئے پاپائے اعظم نے مقدس اندریاس کے
تبرکات کو واپس بھیج دیئے - اسکے علاوہ مقدس سابہ کے تبرکات
یروشلم کو واپس بھیجے گئے - ناظرین کو تعجب ہوگا - کہ مقدس مرقس
کے تبرکات کو بھی مقدس سیپولکر کی مونسٹری میں بھیجنے کا
بندوبست کیا جارہا ہے - اُمید ہے کہ ان تمام کوششوں کا نتیجہ
جلد ظاہر ہوگا۔

سہارنپور ۲۰ / اپریل ، نہایت مسرت کا مقام ہے کہ اس سال
ایسٹر میلہ سہارنپور کی قریب قریب تمام کلیساؤں نے ملکر
منایا - سوائے یو - سی - این - آئی چرچ کے - اُن سے درخواست
کی گئی تھی پر انکا پروگرام بن چکا تھا اور شاید انھوں نے
مناسب نہ سمجھا کہ اپنے پروگرام میں ردو بدل کر سکیں - لیکن
ہمیں اُمید ہے کہ آئندہ وہ بھی ایسے پروگراموں میں ملکر برابر کا
حصہ لیں گے - سہارنپور میں تمام مسیحیوں کا میلہ پہلی دفعہ ہی منعقد ہوا
ہے اور اُسکے ذریعہ تمام مسیحیوں کو ایک دوسرے سے ملنے کا موقع
ملا - بچے بہت خوش تھے - میلہ بہت کامیاب اور پُر رونق رہا

(بقیہ ص ۱۹ پر)

بقیہ صفحہ ۱۴ "مقدسہ سسیلیا کا بیان"

عورت سے آسکو گرفتار کر لیا - وہ لوگ جو مقدسہ سسیلیا کو قیدخانہ میں لئے جا رہے تھے - اس شریف نوجوان اور خوبصورت عورت کو قریب موت دیکھکر زار زار روتے اور اُس سے یہ التجا کی کہ یسوع مسیح سے حلفاً انکار کر - لیکن اُس نے بجائے انکار کرنے کے خود اُن کی بُت پرستی کی تاریکی پر آنسو بہائے اور کہا کہ "تم یہ باتیں اس لئے کہتے ہو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ یسوع مسیح کے لئے مرنے میں کیا خوشی ہے ؟ اسلئے تمہیں معلوم ہو کہ مجھے اس سے زیادہ کسی چیز کی تمنا نہیں" پاک جوش سے بھر کر اُس نے بُت پرستوں کے ہجوم پر جو اُس کے پاس کھڑے تھے یہ ظاہر کیا کہ کیسے خوش قسمت وہ لوگ ہیں جو سچے خدا پر یقین رکھتے ہیں اور دائمی اجر کی اُمید میں تمام دُنیوی خوشی کو چھوڑ دیتے ہیں - کچھ دیر بولنے کے بعد مقدسہ سسیلیا نے اُن سے پوچھا کہ آیا تم میرے کہنے کا یقین کرتے ہو - اور اُنھوں نے جواب دیا کہ "ہاں ! ہم یقین کرتے ہیں اور عیسائی ہونا چاہتے ہیں"

اس گفتگو کا یہ انجام ہوا کہ چار سو اشخاص عیسائی ہو گئے جنہوں نے مقدس اربان سے بپتسمہ پایا - اور جن میں سے اکثر لوگوں نے یسوع مسیح کے لئے اپنی جانیں بھی نثار کیں - مقدسہ سسیلیا نے اسقدر آدمیوں کو عیسائی مذہب کا شریک بنا کر...... بڑی خوشی سے قیدخانے میں چلی گئی - جبکہ وہ المیا کیوس کے سامنے لائی گئی تو وہ اُس کی خوبصورتی اور فصاحت پر ایسا مائل ہوا کہ اُس نے اُس کو بلا کسی اور زیادہ سزا کے رخصت کرنے کا ارادہ کیا مگر یہ معلوم کر کے کہ اُسنے بنایا - اُس کو موت کی دھمکیاں دیکر ڈرانے کی کوشش کی - مقدسہ سسیلیا نے جواب دیا "آپ درحقیقت ہم کو موت کا حکم دیتے ہیں - لیکن ہمارا خدا اس موجودہ زندگی کے بدلے جو کہ مصیبتوں اور تکلیفوں سے پُر ہے - خوشی کی دائمی زندگی بخشتا ہے پھر آپ کیوں تعجب کرتے ہیں کہ عیسائی لوگ موت کا بالکل خوف نہیں کرتے ہیں ؟ آپ ایک سنگی مورت کی پوجا

کرتے ہیں - جو کہ سنگتراش کی چھینی سے بنائی گئی ہے یا اُس کو پوجتے ہیں - جو اُس لکڑی سے بنائی گئی ہے جو جنگل میں ہوئی ہے - یہ تمہارے دیوتا ہیں - لیکن عیسائی برخلاف صرف ایک خدا کی عبادت کرتے ہیں جو تمام چیزوں کا خالق ہے - اور ایسا کرنے پر آپ اُن پر موت کا فتویٰ دیتے ہیں کیوں ؟ کیونکہ وہ تمہارے دیوتاؤں کی پرستش کرنے سے انکار کرتے ہیں"

ضروری گزارش ! فضلوں کی ماں کے عابدوں کو معلوم ہو کہ مورخہ ۸ مئی ۶۵ء کو ٹھیک دن کے بارہ بجے ... کی زیارت گاہ میں ایک ہائی ماس چڑھائی جائے گی - ناظرین اپنی درخواستوں کو وقت پر بھیجیں تاکہ وہ التار پر رکھی جائیں - اور ان لوگوں کی روح میں ملیں اس وقت زیارت گاہ میں جمع ہو کر دُعا کریں گے - اس کے علاوہ ایک ماس تمام مرحوم ایماندار وں کے واسطے چڑھائی جائے گی - جو اِس سال میں اِس دُنیا سے گزر گئے -

(ادارہ)

بقیہ صفحہ ۱۵ (خبریں) :

ہملوگ صوفیہ اسکول کی سسٹرس اور فادر اُمید لوبس صاحب کے نہایت مشکور ہیں - کہ اُنھوں نے کینٹین یک چرچ کمپاؤنڈ استعمال کرنے کی اجازت دی - اُمید ہے آئیندہ بھی اسی طرح ہمت افزائی کرتے رہیں گے -

میلہ کے منتظمین اور تمام اُن لوگوں کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں جنہوں نے اپنا قیمتی وقت دیکر میلہ کی رونق کو بڑھایا

نوٹ

اِس میلہ کی آمدن کو مشترکہ کام کیلئے استعمال کیا جائے گا جیسے قبرستان کی مرمت وغیرہ -

فادر اُمید لوبس ایڈیٹر پبلشر نے ... پریس سہارنپور میں چھپوا کر فضلوں کی ماں - کورٹ روڈ - سہارنپور سے شائع کیا -
ایڈیٹر :- فادر اُمید لوبس

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۳۶۴

ماہنامہ

فضلوں کی ماں سہارنپور

مقام اشاعت
کورٹ روڈ سہارنپور
سالانہ چندہ
Rs. 3-50

جلد (۸) جون سنہ ۱۹۶۵ء شمارہ (۶)

یسوع مسیح کے پاک دِل کی تعظیم و پرستش

ماہ جون میں کلیسیا ہمارے سامنے خداوند یسوع مسیح کے مُقدّس دِل کی عبادت پیش کرتی ہے اور چاہتی ہے کہ جیسے دُوسرے
مہینوں میں اور بھیدوں کے دھیان سے ہم لوگ اپنی روحانی ترقی کے ذرائع تلاش کرتے ہیں۔ سو اس مہینے میں خصوصیت کے ساتھ
خداوند یسوع مسیح کی محبت پر دھیان کریں۔
یسوع مسیح کی انسانی ذات پیش کرکے اُس
عبادت کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے ہم
آدمی کے طور پر یعنی اُس کی انسانی
خداوند یسوع مسیح مجسم خدا کو جو پرستش
واس کے انسانی بدن کو عزت دی

اس لئے کہ وہ ہمارے سامنے خداوند
کی عبادت کے لئے پیش کی جاتی ہے۔ اس
سب سے پہلے پوچھتے ہیں کہ یسوع مسیح کی
ذات قابلِ پرستش ہے؟
دیجاتی ہے وہ جائز اور مناسب ہے۔
جاتی ہے وہ بھی پرستش میں شامل ہے

"اُس نے اپنے آپ کو فروتن کیا
اور موت بلکہ صلیبی موت تک فرمانبردار
تاکہ یسوع کے نام پر آسمان اور زمین
اور زمین کے نیچے والوں کا ہر گھٹنا ٹکے۔"
فلپیون ۲ = ۸ و ۱۰)

"اور جب پلوٹھے کو پھر دُنیا میں لاتا ہے
تو کہتا ہے کہ خدا کے سب فرشتے اُسے
سجدہ کریں۔"
(عبرانیون ۱-۶)

کیونکہ یہ انسانی بدن الوہیت سے مشترک ہے۔
بے شک یہ ضروری نہیں کہ ہم اس کے اعضاء کو الگ الگ
پرستش ظاہر کریں۔ اگر کوئی خاص وجہ ہو۔ مگر اُس کے مقدّس دِل کی بابت ایک خاص وجہ ہے اس لئے کہ وہ اُس کے بیحد رحم و محبت کا شگون
ہے اور اسی محبت کا نشان ہے جو انسان کی طرف اقدس تثلیث باپ اور بیٹے اور روح القدس کی الٰہی محبت ظاہر کرتا ہے۔
خداوند یسوع مسیح کے مقدس دِل کی تعظیم و پرستش میں وہ سب اعمال آجاتے ہیں جن سے ہم خداوند یسوع مسیح کی محبت کو ظاہر کرتے ہیں۔

اور ان اعمال میں یقیناً وہی محبت ہے جس سے اُس پاک دل کی بے حد محبت کا چشمہ پھوٹتا ہے۔ جس سے وہ محبت سے لبریز اور بھرپور دل دکھایا جاتا ہے۔ ہم کو اُس کی شکر گذاری اور محبت جتاتا ہے۔ (پہلا یوحنا ۴=۹)

پس ہم خدا سے محبت رکھیں۔ کیونکہ خدا نے پہلے ہم سے محبت رکھی اور یہ محبت نہ صرف خیال۔ الفاظ۔ کام سے ظاہر کی جائے۔ بلکہ خاص طور پر ان نیکیوں پر عمل کرنے سے جن کا نمونہ خداوند یسوع مسیح کا مقدس دل ہے۔ یعنی محبت، فروتنی، حلیمی وغیرہ۔ جیسے خداوند فرماتے ہیں۔ "مجھ سے سیکھو کیونکہ میں حلیم اور دل سے فروتن ہوں۔ (متی ۱۱=۲۹)

محبت سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جو بے عزتیاں خداوند کیلئے انسان سے سرزد ہوتی ہیں ہم اُس کا کچھ عوضانہ دینے کی کوشش کریں۔ خاص طور پر پاک شراکت کے سکرامنٹ میں اسلئے کہ ہم یسوع مسیح کو سچ مچ پیار نہیں کر سکتے۔ جبتک کہ وہ بے عزتیاں جو اُس کو دی گئی ہیں کسی عوضانہ کے ذریعہ دُور نہ کریں۔

ان اعمال سے خداوند یسوع مسیح کے اوپر ایک اطمینان ہوتا ہے جسکے ذریعہ ہم اُس کے مقدس دل میں ایک مخصوص پناہ ڈھونڈتے اور پاتے ہیں۔ وہیں یسوع مسیح کے ساتھ ایک توحید فی التثلیث خدا کی زیادہ کامل طریقہ سے پرستش اور تعریف کر سکتے ہیں۔ وہیں فضل کے طالب ہو کر باطنی صلح و سلامتی میں اطمینان اور مسرت حاصل کر سکتے ہیں۔

"اس عبادت کی تاریخ"

یہ عبادت خداوند یسوع مسیح کے پانچ زخموں کے دھیان سے پیدا ہوتی ہے۔ زمانہ بزمانہ مسیحی لوگ مسیح مصلوب پر غور کرتے اور اس کے پانچ زخموں پر رنج اور افسوس کرتے رہے۔ خصوصاً اس کے پاس سینہ کے زخم پر اس لئے کہ اُس میں انہوں نے ایک محبت کا نشان دیکھا جس کی وجہ سے خداوند یسوع مسیح نے اس دُنیا میں آنا چاہا اور صلیب پر ایسی مصیبت اور زخمی حالت میں جان دیکر کفارہ کا کام پورا کرنا چاہا۔ "جیسے مسیح نے بھی ہم سے محبت کی۔ اور ہمارے عوض اپنے آپ کو شیریں خوشبو کی مانند خدا کی نذر کر کے قربان کیا۔" یہ زخم اُس کی محبت کی آخری مُہر ہیں۔ بہتوں نے اس زخم میں ایک ہی راستہ دیکھا۔ جو ہم کو محبت کے اُس چشمہ تک پہنچاتا ہے۔ (افسیون ۵=۲)

اس کے پاک جسم کی آخری خون کی بوندیں ہمارے لئے بہائی گئیں۔ تمام و کمال نیکیوں کا نمونہ۔ دینداری کا ہیکل وہ جس سے بیش قیمت خون بہا۔

اُس عبادت میں اُس وقت سرگرمی اور جوش پیدا ہوا۔ ج
لوگ خداوند کی بے اندازہ محبت کی حد مقرر کرنا چاہتے تھے د
کہ اس طرح بہت کم لوگ نجات پائیں گے۔ یہ بدعتی دُوسرے لوگ
کی محبت اور پاک شراکت سے بھی دُور رکھتے تھے۔ یہ بیان کرتے
اس کا اہل نہیں ہے۔ وہ لوگوں کے سامنے خداوند کو ظالم اور سخت
کے طور پر پیش کرنا چاہتے تھے۔ جبھی خداوند نے ایسے دینداروں
اس عبادت کی تبلیغ و اشاعت کا انتظام فرمایا۔ یہاں اختصار کے
صرف ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اس مقدسہ کا نام "مریم مارگریٹ" او
اس مقدسہ کو خداوند کئی بار دکھائی دیا اور شکایت کی کہ "اس دل
انسان سے اس قدر بے پناہ محبت کی۔ انسان اس کو پیار نہیں کر
اسلئے بھی کہ انسان اُس سے محبت کرنے والے دل کی طرف اپنا دھیا
کیونکہ دل سے ہی انسان پر تمام اثرات شروع ہوتے اور انسان کو
متوجہ کرتے ہیں۔ چنانچہ مقدس پولوس رسول فرماتے ہیں۔ "ویس
ہی ہو جو یسوع مسیح کا تھا۔" (فلپیون ۲=۵)

اس لئے یسوع مسیح کے پاک دل کی تصویر خاندانوں میں
کی گئی اور نہ صرف شہر بلکہ مُلک کے مُلک اُس پاک دل کو مخصوص
اُس عبادت سے دینداری کے بہت سے اچھے پھل پیدا ہوئے
یسوع مسیح کی طرف سرگرم محبت آپس کی سچی برادری۔ اکثریات
اور تمام نیکیوں اور خوبیوں کے اعمال خاص طور پر حلیمی اور فروتنی
پیدا ہوئے۔

یسوع مسیح کا جلال اور اس کی بادشاہت پھیلتی گئی۔
عنصر پرستی مٹائی گئیں۔ بہت سے گنہگاروں نے گناہوں سے
کے توبہ کی اور سیدھی راہ لگے۔ غافل سرگرم ہوئے اور کاہن ا
کی روحانی سرگرمی دوسروں کی تبدیلی اور نجات کے لئے بڑھتی گئی
دل کی محبت کا خیال نہ صرف مسیحیوں پر اثر انداز ہے بلکہ غیر مسیحیو
یہ لوگوں کے دلوں میں ایسا بھڑکتا ہوا شعلہ پیدا کرتے گویا اُن
کی آگ روشن ہو۔ بہت سے منکرین خدا اسی محبت کے سبب
میں شریک ہوئے۔

"اس عبادت کے نتائج"

یہ ہیں کہ ہم خداوند یسوع مسیح کے قول کے موافق اُس محبت

کی طرف نگاہ رکھیں۔ جس کی بابت اُس نے مقدسہ مارگریٹ آلاکاک کو فرمایا تھا کہ :-

"اس دِل کو دیکھ جس کو انسان نے اتنا پیار کیا اور انسان نے اُس کو پیار نہیں کیا۔" اس محبّت کو تیز کرنے کے لئے نیکیوں پر سرگرمی سے عمل پیرا رہیں۔ برادرانہ محبت بڑھاتے جائیں۔ مقدّس دل کی بے عزتیوں کا معاوضہ دیتے جائیں۔ خداوند یسُوع مسیح کی بادشاہت انجان لوگوں کے درمیان پھیلاتے جائیں۔ یعنی وہ سب کچھ کریں جس سے ہمارا دل خداوند یسُوع مسیح کے دِل کی مانند بن جائے اور ہر ایک کو اُس کے پاس لائیں۔ اور سبھوں کو ۱۲ پاک دل۔ کے وعدے یاد دلائیں جو خداوند نے مقدسہ میری مارگریٹ آلاکاک سے کئے تھے۔

نوٹ :۔ پاک دل کے بارہ وعدہ نیچے لکھے جاتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

پاک دِل کے عابدوں کے لئے خداوند کے بارہ وعدے

(مُقدّسہ مارگریٹ میری ایلکن لوک سے)

۱۔ مَیں انہیں وہ تمام فضل دُوں گا جو اُن کی زندگی میں ضروری ہیں۔

۲۔ مَیں اُن کے گھروں میں صلاح قایم کروں گا۔

۳۔ مَیں انہیں اُن کے دکھوں میں تسلّی دوں گا۔

۴۔ مَیں زندگی اور خاصکر موت کے وقت اُن کی پناہ ہوں گا۔

۵۔ مَیں اُن کے کاموں میں با افراط برکت دوں گا۔

۶۔ گنہگار میرے دِل میں رحم کا منبع اور رحمت کا بحرِ بیکراں پائیں گے۔

۷۔ مَیں پژمُردہ روحوں میں جوش پیدا کروں گا۔

۸۔ نیمگرم روحیں بالکل سرگرم ہو جائیں گی۔

۹۔ مَیں ہر اُس جگہ کو برکت دُوں گا جہاں میرے پاک دِل کی تصویر رکھی جاتی ہے۔ اور اس کی عزّت کی جاتی ہے۔

۱۰۔ مَیں کاہنوں کو یہ بخشش دوں گا کہ وہ سخت سے سخت دِل کو پگھلا سکیں۔

۱۱۔ جو اس پاک دِل کی عبادت بڑھائیں گے۔ ان کے نام میرے دِل میں لکھے جائیں گے۔

۱۲۔ مَیں تجھ سے اپنے بے حد رحم کے ذریعہ وعدہ کرتا ہوں کہ میری طاقتور محبّت کی بدولت وہ لوگ جو ہر مہینے کے پہلے جمعہ کو لگاتار نو مہینہ تک پاک شراکت لیں گے۔ آخری توبہ کا فضل پائیں گے۔ وہ میرے غضب میں نہ مریں گے اور نہ ہی بغیر ساکرامنتوں کے مریں گے۔ میرا ہی دِل آخری لمحوں میں ان کی پناہ ہوگا۔ اس محبت سے جلتے ہوئے دِل سے کیا اس سے بڑے وعدہ نکلنا ممکن تھا؟ .... نہیں۔

خداوند یسُوع مسیح ہم پر رحم کی بخشش کی بارش برسانے کیلئے اور ہمیں اپنے سے ملائے رکھنے کے لئے بہت معمولی قربانی چاہتا ہے مگر افسوس کہ ہم کبھی کبھی اتنا تک کرنے کو تیار نہیں ہوتے جتنا کہ نویں وعدہ میں لکھا ہے اور خاصکر بارہویں وعدہ میں لکھا ہے۔

کیا آپ نے کبھی کوشش کی کہ اس نویں اور بارہویں وعدوں کی برکتوں کے لائق بن جائیں۔ یقیناً اپنے گھر میں مقدس دِل کی تصویر رکھنا مشکل نہیں ہے۔ بے شک نو ماہ تک پہلے جمعہ کو گرجہ میں حاضر ہوکر پاک شراکت حاصل کرنا ضرور کوشش کا کام ہے۔ لیکن عزیزو اس تھوڑی سی کوشش کے بدلے میں کتنا بڑا اور عظیم انعام مل جانے کا وعدہ ہے۔

کون انسان ایسا نادان ہے جو خدا کی بخششوں کو رَد کرنا چاہے۔

لیکن پھر بھی ایسی کئی مثالیں انجیل میں بھی ملتی ہیں۔ اور آج کی روز مرّہ کی زندگیوں میں بھی آپ کا شمار تو ان لوگوں میں نہیں۔

تو آپ پاک دِل کی محبت کا بدلہ اپنے انسانی دِل سے دیتے رہیں گے۔ اور اپنی زندگی کو ہر طرح کی برکت سے مالا مال کرتے ہوئے یقیناً اپنی نجات کو آسانی سے حاصل کر سکیں گے۔

آپ اپنا حِصّہ لے لیجئے

ہمارا حِصّہ ہے کہ ہم رسالہ فضلوں کی ماں کے ذریعے بائبل مقدس کا پیغام آپ اور بہت سے دوسرے لوگوں تک پہونچائیں۔

تبلیغی کام میں آپکا بھی حصہ ہے اسکو نہ بھولیئے۔ آپ اچھے مضامین، اچھی نظموں اور اچھے ارشادات سے یہ کام کرسکتے ہیں اور سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ آپ آج ہی رسالہ فضلوں کی ماں کا چندہ مبلغ تین۳ روپیہ پچاس۵۰ پیسے بھیجیں تاکہ آپ اس مبارک کام میں ہاتھ بٹا سکیں

(ادارہ)

پیغام

دوسری قسط

پاسٹر بی آر لینس اپنے پیغام میں ہمیں جتاتے ہیں کہ اگر آپ کو نجات نہیں ملی تو آپ کی خوشی غلط ہے ہم آپ کے لئے دعا کریں گے۔

(پاسٹر بی۔ آر لینس مظفر نگر)

اس پیغام کو سمجھنے کے لئے وہ ہمیں اسکی کنجی دیتے ہیں "جو میرا کلام سنتا اور اس پر جس نے مجھے بھیجا ہے ایمان لاتا ہے وہ ہمیشہ کی زندگی رکھتا ہے اور زیر فتویٰ نہیں ہوتا بلکہ وہ موت میں سے زندگی میں داخل ہو گیا" (یوحنا ۵/۲۴)۔ اور دوسری آیت بھی جو اس سے بھی زیادہ تسلی بخش ہے "کیونکہ خدا نے دنیا کو ایسا پیار کیا کہ اسنے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا تاکہ جو کوئی اس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے" (یوحنا ۳/۱۶)

اس پیغام سے صاف ظاہر ہے کہ ہم لوگ اصلی خوشی اس وقت حاصل کر سکتے ہیں کیونکہ تب ہم بغیر انصاف اور موت سے پہلے بھی نجات یافتہ لوگوں میں یعنی اسمبلی آف گاڈ میں گنے جاتے ہیں۔ اس سے زیادہ اور کون سی بڑی خوشی ہو سکتی ہے چاہے ہم اچھی زندگی گزاریں یا بری کوئی پرواہ نہیں کیونکہ خدا نے "یسوع مسیح میں اپنے ساتھ ملا لیا ہے۔ اور اس نے ان کی تقصیروں کو انکے ذمہ نہ لگایا" (۲ کرنتھیوں ۵/۱۹)

ہم اپنی طرف سے پاسٹر لینس اور انکے ساتھیوں کو جتاتے ہیں کہ مغالطہ میں نہ رہیں۔ اور اس سے اپنے دل کو تسلی نہ دیں پنتی کوسٹل والوں نے اس انجیل میں جو لوگوں میں تقسیم کرتے ہیں اپنی تعلیم کا ایک مختصر بیان دیا ہے جسکے غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ پنتی کوسٹل ہونے کے لئے نہ کسی اخلاقی اصول نہ کسی الٰہی حکم پر چلنے کی ضرورت ہے۔ صرف خداوند یسوع مسیح پر ایمان لانا ہی کافی ہے۔

مسیحیت کے شروع زمانہ ہی سے غلط تعلیم پھیلانے والے خدا کے کھیت میں کڑوا بیج بونے لگے جس سے مسیحیوں کو بچانے کے لئے رسولوں نے ہر ممکن کوشش کی۔ یہودی لوگ مانتے تھے کہ ایک ہی خدا ہے مگر نجات دہندہ کا انکار کرتے تھے تب رسولوں کو زور دینا پڑا کہ ایک نجات دہندہ جو اس دنیا میں آنے والا تھا اس پر ایمان لانا لازمی تھا۔ یہودی لوگ ابراہیم اور موسیٰ پر فخر کرتے تھے اور اُسکا کہنا یہ تھا کہ انکے ذریعہ سے وہ خدا کے بیٹے کہلائے جائیں گے۔ رسول لوگ ان کو سمجھاتے تھے کہ جیسے ابراہیم اور موسیٰ صرف ایمان کی وجہ سے راستباز ٹھہرائے گئے اسی طرح وہ لوگ جو یسوع مسیح پر ایمان لائیں گے وہ خدا کو مقبول ہوں گے۔

یہودیوں کے علاوہ غیر یہودی بھی تھے جنکو سمجھنا تھا کہ ہر مذہب ایک سا نہیں ہے ان کو بھی اپنے پرانے مذہب کو چھوڑ کر یسوع مسیح کا دیا ہوا مذہب قبول کرنا چاہیئے تھا۔ اس لحاظ سے مقدس پولوس عبرانیوں کو لکھتا ہے کہ:۔ "بغیر ایمان کے خدا کو پسند آنا ناممکن ہے۔ کیونکہ واجب ہے کہ خدا کے پاس جانے والا ایمان لائے" (عبرانیوں ۱۱/۶) اسکے علاوہ سکھاتا ہے کہ یہ ایمان ایک ہی ہے۔ "ایک ہی خداوند ہے ایک ہی ایمان۔ ایک ہی بپتسمہ" (افسیوں ۴/۵)

مگر ایمان کس کو کہتے ہیں؟ سچا ایمان وہ ہی ہے جس سے انسان ان سب سچائیوں کو قبول کرتا ہے جنکو خدا نے ظاہر کیا اور اس کو اس ایمان کے موافق اپنی زندگی گزارنی چاہیئے۔ صرف یسوع مسیح پر ایمان لانے سے ہمیں نجات نہیں مل سکتی۔ بلکہ صرف اس وقت ملے گی جب ہم اسکے حکموں پر عمل کریں گے۔ "ہر جو مجھے خداوند خداوند کہتا ہے آسمان کی بادشاہی میں داخل نہ ہو گا۔ مگر وہ ہی جو میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہے" (متی ۷/۲۱) اس طرح کی تعلیم مقدس انجیل میں کئی جگہ پائی جاتی ہے "اے نادان آدمی کیا تو یہ سمجھنا چاہتا ہے کہ ایمان بے عمل مردہ ہے۔ کیا ہمارا باپ ابراہیم اعمال سے راستباز نہ ٹھہرایا گیا؟ جس وقت اس نے اپنے بیٹے اسحاق کو قربان گاہ پر چڑھایا تو دیکھتا ہے کہ ایمان نے اسکے اعمال کے ساتھ کام کیا اور ایمان اعمال سے کامل ہوا۔" (یعقوب ۲/۲۰ تا ۲۲)

(بقیہ صفحہ ۱۴)

(سلسلۂ مزامیر)

زبور پہلا

(از ڈاکٹر ہیرلڈ بی سنگھ سہارنپور)

مُقدس بائبل میں مزامیر کی کتاب کا مسیحیت کی دُعا کی ایک خاص کتاب ہے جس کا استعمال نہ صرف خادم الدین بلکہ جماعت کو بھی لازمی ہے ہم ناظرین کے فائدہ کے لئے مزامیر کا سلسلے وار بیان کریں گے تاکہ ایمان دار کلیسائی دُعا کو ہمیشہ اپنے سامنے مدنظر رکھیں۔ شروع میں ان کا مطلب سمجھنا اور محاورات کی خوبصورتی مخصوص کرنا ضرور مشکل معلوم ہوگا۔ اس لئے کہ مصنف اپنے ملک کے دستورات اور حالات کے مُطابق اپنے خیالات کو پیش کرتا ہے اگر بہ غور مطالعہ کیا جائے تو ان کے پڑھنے سے روحانی خوشی اور تسکین حاصل ہوتی ہے۔ ہم زبور (۱) سے شروع کرتے ہیں۔

مُقدس جیروم کے خیال کے مُطابق یہ پہلا زبور ایک حکمت کا گانا ہے اور اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ وہ پڑھنے والے کو زندگی کی اصلی حکمت سکھائے اور اس کے ساتھ ساتھ زبور کی کتاب کا دیباچہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ سب سے بڑی حکمت یہ ہے کہ انسان میں یاد رکھنے کہ نیکی کا اجر ہوتا ہے اور یہ کہ بدی کی سزا ضرور ملے گی۔ چاہے اس فانی زندگی میں چاہے دائمی زندگی میں۔ اس زبور کے تین حصے ہیں جس کا خلاصہ مختصراً حسب ذیل پیش کیا جاتا ہے۔

۱۔ دو راستے - پہلی اور دُوسری آیات میں مصنف دو راستوں کا بیان کرتا ہے یعنی نیکوکاروں اور بدکاروں کا۔ نیکوکاروں کا راستہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے۔

"مبارک ہے وہ آدمی جو شریروں کی صلاح پر نہیں
چلتا اور خطاکاروں کی راہ میں قدم نہیں رکھتا۔
اور نہ ٹھٹھے بازوں کی مجلس ہی میں بیٹھتا ہے۔"

یعنی زبور نویس اس کو برکت کے کلمے سے شروع کرتا ہے۔ نیک آدمیوں کی زندگی خوشی سے بھرپور ہے کیونکہ وہ خُدا کی دوستی میں شریک ہے کس طرح نیک آدمی بدکاروں کے بُرے نمونہ کے اثر سے بچتا ہے۔؟ مصنف تین الفاظ سے اس کا بیان کرتا ہے۔ "نہیں چلتا ...... نہیں رکھتا ...... نہیں بیٹھتا۔ یعنی راستباز آدمی بدکاروں کی بُری صلاحوں پر نہیں چلتا۔ اُن کی زندگی کے غلط راستوں کو اختیار نہیں کرتا۔ اور نہ ہی اُن کی کی ہوئی بدی میں شریک ہوتا ہے۔ بدکار وہ لوگ ہیں جو خدا اور اس کی شریعت پر عمل نہیں کرتے۔ ان کی زندگی کے طریقے نیکوکار کی زندگی کے طریقوں سے مختلف ہیں۔ نیکوکاروں کی دینداری کا اجر اس طرح بیان کیا جاتا ہے۔

"جس کی مسرت خداوند کی شریعت میں ہے اور
جو دن رات اُسی کی شریعت پر دھیان لگاتا ہے۔"

نیک آدمی نہ صرف بدی سے بچتا ہے بلکہ خدا کی شریعت پر چلنا اپنی خوش حالی سمجھتا ہے۔ خدا کی شریعت کے لئے نہ صرف سیکھے ہوئے کلمات کو سمجھنا چاہئیے۔ بلکہ جو کچھ خدا اپنے کاہن، نبیوں اور باقی راستباز آدمیوں کے ذریعہ ظاہر کرتا ہے یہی لوگ ہیں جو خدا اور اس کی چنیدہ قوم کے عہد کو پورا کرنے میں سچے نمائندہ ہوتے ہیں۔

دھیان کرنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان ہوشیاری سے اپنی زندگی اُس کے مُطابق گذارے۔ بیشک اس کے پڑھنے سے اور اس کے الفاظ کے دہرانے سے دھیان دلایا جاتا ہے۔

۲۔ راستباز اور بدکاروں کا بیان: - تیسری اور چوتھی آیات میں مصنف سب سے پہلے نیکوکاروں کی زندگی کا بیان ان الفاظ میں پیش کرتا ہے۔

"وہ اس درخت کی مانند ہے۔
جو پانی کی نہروں کے پاس لگایا گیا ہے۔ جو
اپنے وقت پر پھل دیتا ہے۔ جس کے پتے نہیں
مُرجھاتے۔ جو کچھ وہ کرتا ہے کامیاب ہوتا ہے۔"

سب جانتے ہیں کہ ایک پیڑ جو پانی کے پاس لگایا جاتا ہے اس کے پتے کتنے ہرے بھرے اور کتنی کثرت سے لگتے ہیں اور کہ اس کے پھل کتنے اور کتنی جلدی پکنے لگتے ہیں۔ اگر ایک پیڑ بیابان یا کسی بنجر جگہ میں کھڑا ہے اور اس کے اس پاس پاس میں کہیں پانی کا سوتا ہے اسی کی وجہ سے نہ

صرف وہ پیڑ کھڑا رہتا ہے بلکہ اُس کے آس پاس بھی ہریالی دکھائی دیتی ہے اور تھکا ماندہ مسافر اُس کے نیچے آرام کرتا ہے۔ اس منظر سے کتنی عمدہ طرح سے نیک آدمی کی پھل دار زندگی ظاہر کی جاتی ہے۔ نیک آدمی کے ایمان کی جڑ بہت گہری ہوتی ہے کیونکہ وہ خدا میں قایم ہے۔ اور راستباز آدمی "ایمان سے صادق زندہ رہے گا۔" رومیوں ۱ = ۱۷، اس کا ایمان ہمیشہ خدا کی مرضی کو پُورا کرنے کے لئے اس کو مجبور کریگا۔ "سب چیزیں مل کر اُن کے لئے جو خدا کو پیار کرتے ہیں بھلائی پیدا کرتی ہے۔" رومیوں ۸ = ۲۸۔

نیک اور بدکاروں کا مقابلہ کتنی صفائی سے ظاہر ہوتا ہے اور زبور نویس کتنے زوردار لفظوں سے اس کو تحریر کرتا ہے۔ اِس کے برعکس بدکاروں کی مثال بھوسے سے دی جاتی ہے۔

"شریر ایسے نہیں ہرگز ایسے نہیں۔ بلکہ وہ بھوسہ
کی مانند ہیں جسے ہوا اڑا لے جاتی ہے۔"

خُدا سے الگ رہ کر انسان کی زندگی بیکار ہے۔ جیسے بھوسہ جو ہوا میں اُڑ جاتا ہے۔ گیہوں کے پودے میں اصل چیز جو ہے وہ دانہ ہے۔ بھوسہ کی قیمت معمولی ہے۔ مگر اُس بھُوسہ کی قیمت جس کو ہوا اُڑا لے جاتی ہے اسکی کیا قیمت ہے؟ کچھ نہیں۔

۳۔ خدا کا انصاف (آیات ۵ و ۶)

خدا ان دونوں طرح کے آدمیوں کا کیا انصاف کریگا؟

"اس لئے شریر عدالت میں قایم نہ رہیں گے
اور نہ خطاکار صادقوں کی جماعت میں۔"

یہاں آخری عام انصاف کا سوال نہیں ہے۔ بلکہ جماعتی پرستش کا ہے جب تمام جماعت کے لوگ عبادت کے لئے اکٹھا ہو کر کھڑے ہوں گے۔ خدا ان کے دو حصے بنائے گا۔ راستباز جو اُس کی نجات کی نعمتوں میں شریک ہوں گے اُس کے برعکس بدکار جو اُس بڑی بخشش سے محروم رہیں گے زندگی خُدا کے بغیر بے مطلب ہے۔ کیونکہ بدکار اس کے انصاف کے سامنے کھڑے ہونے کے لائق نہ ہوں گے۔

مُقدس بائبل میں بھُوسے کی مثال الٰہی انصاف کے لئے کئی مرتبہ استعمال کی گئی ہے۔ اور زبور نویس اسی مثال سے اپنی تحریر کو ختم کرتا ہے۔

"کیونکہ خدا صادقوں کی راہ پہچانتا ہے۔ پر شریروں
کی راہ نابود ہو جائے گی۔"

خُدا راستباز آدمی کی حفاظت کرتا ہے۔ جس کی وجہ سے اس کی رُوحانی زندگی ترقی کرتی رہے گی۔ مگر بدکار اس کے برعکس اپنی بربادی خود کرتا ہے۔ آخر میں زبور نویس اپنی اس آخری آیت سے اپنا مضبوط ایمان ظاہر کرتا ہے کہ زندگی میں نیکی بے اثر نہیں ہوتی اور بدکار آخر کو اپنی سزا آپ پائے گا۔

اس سے پہلے زبور سے ہماری زندگی کا ایک پروگرام ملتا ہے یعنی خُدا کی شریعت کی تابعداری اور زندہ ایمان جس کے مطابق نیک آدمی اپنی زندگی گذارتا رہے گا۔ اس ایمان کی پہچان کیا ہے خداوند مسیح ایک مثال دیکر ہمیں سمجھاتا ہے۔ "درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔"

محافظتِ خداوندی!

دُکھ اور مصیبت میں خدا ہر ایک ہماری نگہبانی کرتا ہے اور اُس کی رکھوالی ہر جگہ پہونچتی ہے۔ ایک عجیب غریب قصہ ہے۔ کہ خدا نے ایک دن جبرائیلؑ فرشتہ کو زمین پر بھیجا ایک غریب عورت کی رُوح کو آسمان پر لیجانے کے لئے جبرائیلؑ فرشتہ آسمان پر سے اُترا اور غریب مریضہ کے جھونپڑے میں داخل ہوا۔ غریب مریضہ کے پیروں کے قریب دو ننھے کملائے ہوئے بچے دیکھے۔ اُس نے اُن دونوں بچوں کو دیکھکر یہ سوچا کہ ماں کی موت کے بعد دونوں بچے بغیر سہارہ رہ جائیں گے۔ یہ خیال کر کے وہ آسمان پر خالی ہاتھ چلا گیا۔ خدا نے دریافت کیا تم اُس رُوح کو کیوں نہیں لائے؟ جبرائیلؑ نے کہا۔ خداوند! میں نے دیکھا اُس عورت کے دو چھوٹے بچے ہیں مجھے ترس آیا اور میں نے سوچا کہ اگر اُس عورت کی رُوح میں آسمان پر لیجاؤں تو ان دو چھوٹے بچوں کی دیکھبھال کون کریگا۔ تب خداوند نے فرمایا کہ سمندر کی گہرائیوں میں جا۔ وہاں تجھے ایک گول پتھر ملیگا۔ اُسے اُٹھا لا۔" جبرائیل نے تعمیل حکم میں سمندر کی گہرائی سے گول پتھر لا کر حاضر کیا۔ خداوند نے پھر حکم دیا کہ اس پتھر کو توڑ، جبرائیل نے اُس کو توڑا اور حیران رہ گیا۔ کیونکہ اُس گول پتھر کے اندر سے دو زندہ کیڑے نکلے۔ تب خداوند نے پوچھا کہ ان کیڑوں کو اس پتھر کے اندر کون خوراک پہنچاتا ہے۔ فرشتہ خاموش رہ گیا۔ اور خداوند نے فرمایا۔ اِن دونوں بچوں

سیحیت کا مشہور تواریخ داں !

"یوزبیس"

از
منظور سیوک
ادیب ماہر علیگ
سہارنپور

بہت کم لوگ اُس کلیسیا کی تواریخ کو جانتے ہیں جس کی بنیاد خود
راوند یسوع مسیح نے رکھی - درحقیقت عوام اس کا یقین ہی نہیں کرتے کہ
ی تواریخ آج بھی موجود ہے - بہت سی ایسی دستاویزات موجود ہیں - جو
یں ابتدائی مسیحیت کے بارے میں بتاتی ہیں - بعض اوقات ہم یہ سوچتے
یں کہ یہ دستاویزات اگر بہت زیادہ اور مفصل ہوتیں تو زیادہ بہتر ہوتا لیکن
ن کی کمی کو اور مفصل نہ ہونا مسیحیت پر اثر انداز نہیں ہوتی اور نہ ہی ابتدائی
مسیحیت کے وزن پر اثر پڑتا ہے - گو مسیحیت کی ابتدائی تواریخ منتشر
صورت میں پائی گئیں تاہم ان کو یکجا کرنے کا کام ۳۲۴ء میں قیصریا
یں پیدا ہوا تھا - جو کہ فلسطین میں واقع ہے - یہیں اُس نے تعلیم مکمل کی اور
یہیں اُس کو کہانت کے لئے مخصوص کیا گیا -

اس کی تصانیف سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ فلسفے ، علم الٰہی کا ماہر
ور مقدس بائبل کا ایک بہت ہی بڑا عالم تھا - اُس کے دوستوں اور اُس کے
ستاد پن فیلیس نے اُس کے لئے اک بہت ہی بڑا کتب خانہ رکھ چھوڑا تھا -
خود اُس کا استاد پن فیلیس ایسا معلم تھا جس کے پاس ہمیشہ دُوسرے
مسیحی معلم موجود رہتے - موجودہ مصنف جو اُس کے زمانہ اور اُس کی تحریر
سے بخوبی واقف ہیں اُن کا ارشاد ہے کہ ازوبیس نہ صرف مصنف ہی
تھا بلکہ وہ خود حقیقت کی کھوج میں سرگرداں رہتا تھا تاکہ جو کچھ وہ تحریر
کرکے دُوسرے لوگوں کے ہاتھوں تک پہنچائے اُس میں بالکل بھی مبالغہ
آمیزی نہ ہونے پائے اور وہ مسیحی کلیسیا کی سچی تصویر لوگوں تک پہنچا سکے
وہ ۳۰۳ء تک علم کے آزاد ماحول میں بڑھتا رہا جبتک کہ مسیحیوں
کی ایزارسانی کا کام اپنے جوش جنوں کی تمام حدود کو تجاوز نہیں کر گیا - اُس
نے خود اپنے ساتھیوں کو اپنے عزیز دوستوں کو اور دیگر مسیحی علماء کو
دُکھوں اور اذیتوں سے دوچار ہوتے ہوئے دیکھا - اُس نے اپنی آنکھوں
سے اُن کو شہید بھی ہوتے دیکھا لیکن خود اس کی اپنی قیمتی زندگی کسی نہ
کسی طرح محفوظ رہی -

۳۱۱ء اور ۳۱۸ء کے درمیان اُس کو قیصریا کا بشپ مقرر کیا
گیا - اُس وقت اس کے علم کا ڈنکا ہر چہار طرف بجا ہوا تھا - اور اس کی
تصانیف کا لوہا ہر خاص و عام مانتے تھے - درحقیقت اُس کا علم - علم کی
کھوج کے وسائل - اس کا تجربہ اور اُس کے فطرتی رجحان نے ہی اُسے
اس تواریخ کی تخلیق کا خالق بنایا - جس کی بناء پر ہم بلا مبالغہ اُسے بابا آدم
تواریخ کلیسیا مانتے ہیں -

حالانکہ وہ بہت سے میدان کا مفصل و مستند مصنف تھا لیکن کلیسیائی
تواریخ کے لکھنے میں اُس نے خاص جدوجہد ، دیدہ ریزی ، ہمت و استقلال
سے جو کام لیا وہ خود آپ اپنی مثال ہیں اور اُس کی جانفشانی کے اس
کارنامے سے ہم آج تک مستفید ہوتے ہیں - اُس نے اپنے تمام وسائل
سے ایسے حقائق کو جمع کیا جن کو دُنیا من و عن تسلیم کرتی ہے - ازوبیس
اک مصنف تحریر کرتا ہے کہ اس کی عظمیت کا دعویٰ اس کے وسیع علم و اس
کی عظیم شخصیت میں مضمر ہے - اُس کی نقطۂ نظر نہایت عمیق اور اس کی جستجو
تحصیل علم قابل غور تھی اُس کے پاس علمی مواد اتنا موجود تھا کہ اُس زمانے
کا کوئی اور معلم اُس کے ہم پلہ کہلانے کا لائق نہ تھا - اُس کی ہمیشہ خواہش
رہی تھی کہ وہ اپنے علم سے دُوسروں کو متعارف کراتا رہے - لیکن اس کے ساتھ
ساتھ وہ محتاط بھی بہت تھا - اُسے جہاں بھی سچائی میں شک ملتا وہ بلا
تامل ایکدم رُک جاتا از سرِ نو تحقیق کرتا اور پھر آگے بڑھتا -

بہت سے تواریخ دانوں کا خیال ہے کہ ازوبیس نے کلیسیائی تواریخ
کو ۳۲۴ء میں مکمل کر لیا تھا - اسی سال ازوبیس پہلی مسیحی بین الاقوامی
کونسل میں موجود تھا ، جہاں اُسنے نمایاں کردار ادا کیا - یہی مسیحی بین الاقوامی
کونسل آج کاتھولک کلیسیا کے نام سے موسوم ہے -

رومی بادشاہ کانسٹن ٹائین نے مذہب ، مذہبی مجالس ، اور مذہبی
رسومات کی مکمل آزادی دے رکھی تھی ، تمام مسیحی نمائندے اور علماء شاہنشاہ
کی محافظت میں NICAEA کے شہر میں پہونچے - یہ شہر اک عرصہ ہوا کہ
برباد ہو چکا ہے - لیکن یہ اُس جگہ واقع ہے ، جہاں آجکل استنبول بسا ہوا
ہے - یہ مجلس عامہ ۳۲۵ء میں مسیحیت کے اتحاد اور مذہبی اعمال کی منصوبہ

بندی اور مسیحی ایمان کاتھولک کلیسیا کے لئے منعقد ہوئی تھی۔ اس مجلس کی تعداد، اس کی تنظیم، اس کا طریقہ کار موجودہ کاتھولک اور غیر کاتھولک لوگوں کے لئے اک سبق ہے۔

کاتھولک لوگوں پر مظہر ہے کہ اُن کا ایمان، انکی عبادت اور اُن کی تنظیم سب کچھ اپنے ابتدائی معیار پر قائم ہے۔ غیر کا[تھولک] لوگوں پر ظاہر ہوتا ہے کہ آج وہ لوگ پہلی تنظیم، پہلی عبادت میں کتنے تبدیل ہیں۔ اُس کلیسیا سے جو رسولوں سے چند ہی [...] وجود میں آئی تھیں۔ ؁

چشمِ بیدار

پَر تراشیدہ پرندے کی ہے حالت دیدنی
اے محوِ عشرت اس طرف بھی اک نگاہِ التفات

تو جہانِ رنگ و بُو پہ اس قدر نازاں نہ ہو
یہ جہان فانی ہے اس کا حُسن بھی ہے بے ثبات

چونکہ روزِ ازل ہی سے یہ ہے دستورِ جہاں
اُوج ہوا انجامِ پستی اور دِن کے بعد رات

یاد ہے کس قدر تھا دارا کو پاسِ گھمنڈ
وقتِ رخصت لیکن اُس کے لٹ گئے سارے وہ ٹھاٹ

بادشاہِ قارون نے بھی کیا تھا ہجومِ زر
پسِ مرگ اُس کی دولت بھی رہی نہ اُس کے پاس

غرض تاریکی میں مارے تو ٹاک ٹوئیاں
کیونکہ اس عالم میں ہے زندگانی بھی ممات

آ پھر تجھ کو بتائیں ہم تیری داستاں
تُو ہے پابندِ مقدر چند دن تیری حیات

سو بہر ابدی بقا کرلے تُو بھی کچھ ساماں
سَب یہیں رہ جائے گا کچھ نہ جائے تیرے ساتھ

گر اب بھی بات میری تو نہ مانے گا فلپؔ
آخرش پچھتا کے تو رو کے چھوڑے کائنات

(از قلم ماسٹر فلپ ایل ڈین ہیڈ ... رنبالہ خورد مغربی پاکستان)

انتقال پُر ملال

میتھوڈسٹ کی ریٹائرڈ بائبل ریڈر مسز راکی روبن 73 سال کی ہو کر اس دُنیائے فانی سے 29 اپریل 1965ء بوقت 3½ بجے [...] گذر گئیں۔ آپکی شادی سنہ 1920ء میں ہوئی۔ آپ نے مظفر نگر اور سہارنپور کے علاقے سلطانپور، تھیکل ہیڑہ، برلا، تلہیڑی، تھانہ بھون [...] اور بگھرہ میں مسیحی خدمت انجام دیں۔ سب سے بڑی خوبی آپ کی مسافر پروری تھی۔ سنہ 1961ء میں آپ ریٹائر ہو کر اپنی لڑکی کے پاس کیرانہ سے آ گ[ئی] ہیں۔ اس سے پہلے بگھرہ میں آپ کی خدمت ۱۸ سال تک مسلسل رہی اور یہیں آپ نے وفات پائی۔ خدا سے دُعا کریں کہ اس غمزدہ خاندان کو [...] عطا کرے۔

(غمزدہ ڈیزی بگھرہ)

فاطمہ کے تین بچے

ہندوستان میں فاطمہ کا نام بہت مشہور ہے مسلمانوں میں بھی یہ ایک خاص نام ہے۔ کاتھولک مسیحیوں کیلئے فاطمہ اس لئے مشہور ہے کہ پرتگال ملک میں ایک موضع ہے جس میں چھ مرتبہ مقدسہ مریم تین بچوں پر ظاہر ہوئی جو اپنی بھیڑوں کو چرا رہے تھے۔ ان بچوں کے نام یہ ہیں:۔
لوسیا دس سال، فرانسس نو سال اور جسنیٹا سات سال

پہلی رؤیا ۱۳ مئی ۱۹۱۷ء:۔ آسمان بالکل صاف تھا۔ دھوپ تیزی پر تھی اچانک بچوں نے دیکھا کہ بجلی تڑکی اور انھوں نے چاروں طرف نظر دوڑائی تو پاس ہی میں ایک پیڑ کی چوٹی پر ایک نہایت خوبصورت خاتون تھی اتنی بھلی معلوم دیتی تھی۔ اسلئے لوسیا نے سوال کیا!
"کہ آپ کہاں سے آرہی ہیں۔؟"
"میرا ملک آسمان ہے میں تم سے کہنے آئی ہوں کہ اسی وقت ہر مہینہ کی ۱۳ تاریخ کو چھ مہینے تک یہاں آنا۔" (اکتوبر مہینہ تک) تب میں بتاؤں گی کہ میں کون ہوں اور تم سے کیا چاہتی ہوں۔"

بچوں کی ہمت بڑھ گئی وہ اس سے پوچھنے لگے کہ آپ آسمان سے آتی ہیں کیا ہم بھی آسمان پر آئیں گے مقدسہ مریم نے وعدہ کیا کہ تم تینوں بچے آسمان میں داخل ہوگے۔ مگر تم کو ان بے عزتیوں اور کفر کے لئے جو میرے پاک دل کو دیئے جاتے ہیں۔ عیوضانہ دینا پڑے گا۔ لوسیا تینوں بچوں کی طرف سے اپنی منظوری ظاہر کرتی ہے۔ مقدسہ مریم مسکراتی ہیں اور تینوں بچوں کو ایک روشنی میں لپیٹ کر ان کو حکم دیتی ہیں۔ کہ روزانہ دینداری کے ساتھ مقدس روزری پڑھیں تاکہ لڑائی ختم ہو جائے اور ان کی نظروں کے سامنے آہستہ آہستہ آسمان کے بادلوں میں غائب ہو گئیں۔

دوسری رؤیا ۱۳ جون ۱۹۱۷ء:۔ یہ تینوں بچے پابندی کے ساتھ پھر عین اسی جگہ پر پہونچے۔ یہ بات پڑوسیوں میں مشہور ہو گئی تھی اور قریباً ۵۰ اشخاص اکٹھے ہوئے۔ لوسیا نے روزری شروع کی کچھ ہی دیر بعد پھر بجلی چمکی اور انھوں نے اسی پیڑ کی چوٹی پر اسی خاتون کو پھر دیکھا۔ تینوں بچے ان سے درخواست کرتے ہیں کہ ہم کو بھی آسمان پر لے جائیں۔ مقدسہ مریم جواب دیتی ہیں کہ فرانسس اور جسنیٹا جلدی مر جائیں گے مگر لوسیا کو کافی دنوں تک اس دنیا میں رہنا پڑے گا۔ اس کے بعد ہی مقدسہ مریم ان تینوں بچوں کو روشنی میں گھیر لیتی ہیں اور ان کو اپنا دل دکھاتی ہیں جو کانٹوں سے چھدا ہوا تھا۔ وہ اشخاص جو وہاں موجود تھے۔ انھوں نے صرف وہ روشنی دیکھی اور بچوں کے ہونٹ ہلتے دیکھے مگر وہ بات چیت نہیں سمجھ سکے۔

تیسری رؤیا ۱۳ جولائی ۱۹۱۷ء:۔ یہ رؤیا ٹھیک ۱۲ بجے دوپہر واقع ہوئی۔ مقدسہ مریم تھوڑی دیر کے لئے تینوں بچوں کو دوزخ اور اس کی سزائیں دکھاتی ہیں۔ اس کے بعد کہتی ہیں کہ لڑائی ختم ہونے والی ہے لیکن اگر لوگ گناہ کرنا بند نہیں کرتے تو کچھ عرصہ کے بعد اس سے زیادہ لڑائی ہو جائے گی۔ جب ایک رات ایک عجیب روشنی دیکھوں گے تو تمھیں معلوم ہوگا کہ وہ ہی نشان ہے۔ جو خدا دیگا جسکے بعد گناہ کی سزا دنیا کو لڑائی اور فاقہ سے دی جائے گی۔ اس سزا سے بچنے کے لئے روس کو میرے پاک دل کو مخصوص کیا جائے اور مہینہ کے پہلے سنیچر کو عیوضانہ کے طور پر پاک شراکت لی جائے۔ اگر لوگ میری درخواست کو قبول کریں گے۔ تو روس تبدیل ہو جائے گا۔ اور صلح ہوگی ورنہ دنیا میں ہر طرح کی بدعت پھیل جائے گی۔ اور بہت سی لڑائیاں شروع ہو جائیں گی۔ کلیسیا پر آزار ظلم کئے جائیں گے۔ بہت سے شہید ہوں گے پاپائے اعظم کو دکھ و مصیبت اٹھانی پڑیگی مگر آخر کار میرے بے داغ دل کے ذریعہ فتح ہوگی۔

چوتھی رُویا ۱۹ اگست ۱۹۱۷ء:-
جیسے جیسے یہ رویا کی خبر پھیلتی گئی ویسے ہی تینوں بچّوں کی مخالفت بہت زور سے ہونے لگی اور لوسیا ۱۳ اگست کو رُویا کی اُسی جگہ پر نہ پہنچ سکی۔ مگر مقدسہ مریم ۱۹ اگست کو لوسیا اور جینسٹا کو دکھائی دیں۔ تب اُنھوں نے ان کو یہ پیغام دیا " بہت دُعا کرو۔ گناہ گاروں کے لئے بہت سی قربانیاں چڑھانا۔ افسوس ہے کہ بہت سی روحیں دوزخ میں اس لئے جاتی ہیں کیونکہ کوئی ایسا نہیں ہے جو اُن کیلئے قربانیاں چڑھائے۔ یہ رویا صرف دس منٹ تک رہی۔

پانچویں رُویا ۱۳ ستمبر ۱۹۱۷ء: مخالفین کو وہاں جانے سے روکنے کی کوشش کی مگر لوگوں کو روکنا کسی کے بس کا نہ رہا۔ اس موقع پر قریباً بیس ہزار لوگ دُعا میں اکٹھے ہو گئے۔ ٹھیک ۱۲ بجے مقدسہ مریم ان بچّوں کو پھر دکھائی دیں اور اُن کو اور تمام حاضرین کو حکم دیتی ہیں کہ مالا روزری پڑھیں تاکہ لڑائی جلدی بند ہو جائے۔

چھٹی رُویا ۱۳ اکتوبر ۱۹۱۷ء اِس مرتبہ بھیڑ قریباً ستّر ہزار تھی بارش شروع ہو گئی مگر ۱۲ بجے کے قریب لوسیا لوگوں کو چھتریاں بند کرنے کا حکم دیتی ہے اور فوراً روزری پڑھنا شروع کر دیتی ہے۔ کچھ دیر بعد بجلی پھر چمکی اور وہی خوبصورت خاتون حاضر ہوئیں۔

" اے خاتون آپ کون ہیں اور مجھ سے کیا چاہتی ہیں؟" لوسیا نے پوچھا!

" میں روزری کی خاتون ہوں اور میں اس جگہ پر ایک عبادت خانہ چاہتی ہوں۔ میں اسلئے آئی ہوں کہ ایمانداروں کو روزری پڑھنے کی ہدایت دوں اور گناہ گار اپنے گناہوں کی ریاضت کریں اور اپنی زندگی کو تبدیل کریں۔ تب رنجیدہ ہو کر یہ کہنے لگیں:-

" کاش میرے بیٹے کو پھر ناراض نہ کیا جائے۔ اسکی بے حد بے عزتی ہوتی ہے۔"

وداع ہوتی ہوئیں مقدسہ مریم نے ہاتھ کھول کر سورج کی طرف اشارہ کیا تب لوسیا چلائی کہ سورج کو دیکھو سورج کو! اچانک بارش بند ہو گئی۔ بادل صاف ہو گیا اور سورج ایک چاندی کے گولے کی مانند اپنے اوپر ناچتے ہوئے دکھائی دیا۔ اُس کی کرنیں پیلی لال ہری اور گلابی پڑنے لگیں سب کچھ اس کی روشنی میں رنگ برنگ دکھائی دینے لگا اور مجمع یہ دیکھکر حیران رہ گیا۔ منظر تین مرتبہ واقع ہوا۔ اور دُور دُور کے لوگوں نے بھی دیکھا۔ اور اس کی گواہی دی۔ یہ منظر ایسا معلوم دے رہا تھا۔ کہ سورج آسمان سے نیچے چھٹ کر بھیڑ کے اوپر آ رہا ہے تب بھیڑ گھٹنوں ہو کر اس کی طرف دیکھکر چلانے لگے " کرامات کرامات" جب یہ منظر ختم ہو گیا لوگوں کے کپڑے جو بارش کی وجہ سے تر تھے بالکل سوکھے تھے، اور مقدسہ مریم آسمان کی طرف غائب ہو گئیں۔

فاطمہ کی رُویا کا مقصد ریاضت اور گنہگاروں کے لئے دُعا کرنے کا پیغام ہے۔ خاص طور پر کمیونسٹ ملکوں کی تبدیلی کے لئے تاکہ وہ خدا پر ایمان لاکر اپنی رُوح کو دوزخ کی سزاؤں سے بچائیں۔ ۱۹۱۷ء میں روس کی کوئی خاص طاقت نہیں تھی مگر مقدسہ مریم روس کے بارے میں کہتی ہیں کہ اگر لوگ اس کی تبدیلی کے لئے روزری، اور دُعا نہ کریں تو تمام دُنیا برباد ہو جائے گی۔ ۱۹۱۷ء سے دُنیا کے سامنے فاطمہ کی رُویائیں ہو بہو سچی ثابت ہوئیں۔ ان ثبوتوں کی موافق روس کی طاقت اتنی بڑھ گئی کہ وہ سچ مچ دُنیا کو آگ سے برباد کر سکتا ہے۔ آپ ہائیڈروجن بم۔ اٹم بم یاد کیجئے اس سے فوراً اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ کس طرح دُنیا آگ اور تلوار سے برباد ہو سکتی ہے۔ ہم دُعا کریں کہ خدا اِس دُنیا کو آج کل کی خطرناک لڑائیوں کی بربادی سے بچائے۔

ناظرین "فضلوں کی ماں" سے خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیں تاکہ آپکے حکم کی تعمیل ہو سکے۔
(مینیجر)

"مقدس ساکرامینٹ کا سجدہ"

جون کے مہینے میں کئی عیدیں منائی جاتی ہیں۔ جن میں مقدس شالوث کی عید اور مقدس ساکرامینٹ کی، پاک دل کی وغیرہ ناظرین کا دھیان مقدس ساکرامینٹ میں دلانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ موسم گرما کی وجہ سے یہ عید دھوم دھام سے نہیں منائی جاتی تو بھی ایمانداروں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ کلیسیا کی عبادت کا یہ خاص مرکز ہے اس سے بڑی بخشش الشان کے لئے کوئی نہیں ہے جب آپ گرجہ میں داخل ہوتے ہیں۔ آپکو ایک چراغ جلتا ہوا دکھائی دے گا۔ یہ آپکو اطلاع دیتا ہے کہ القاربہ پر خداوند یسوع مسیح روٹی اور مے کی صورت میں اس پاک صندوق میں موجود ہے۔ اس سبب سے ایماندار گھٹنوں کے بل ہو کر سجدہ کرتے ہیں۔

کچھ اشخاص جو کاتھولک تعلیم سے کم واقفیت رکھتے ہیں وہ سوچتے ہوں گے۔ کہ کیوں گھٹنے ٹیکے جاتے ہیں۔ اُن کا خیال یہ ہے کہ آپ مقدسہ مریم یا سینٹ انتونی یا دیگر مقدسین کے سامنے گھٹنے ٹیکتے ہیں اور اُن کی پرستش کرتے ہیں۔ اُن کا یہ خیال سراسر غلط ہے۔ ضروری ہے کہ یہ لوگ مغالطہ میں نہ رہیں۔ اگر القاربہ کے آس پاس یا گرجہ کے یسوع مسیح یا مقدسہ مریم یا کسی اور مقدس کا مجسمہ رکھا ہوا ہے آپ بیشک ان مجسموں کی تعظیم و تکریم کریں۔ لیکن پرستش کا درجہ اُن کو نہیں بلکہ صرف مقدس ساکرامینٹ کو دیا جاتا ہے۔

مقدس ساکرامینٹ پاک صندوق میں رکھا جاتا ہے؟ یہ مسئلہ بہت آسان ہے کیونکہ خداوند یسوع مسیح نے پاک شراکت کو روحوں کی خوراک کے لئے مقرر کیا۔ آخر کو ہر ایک مخصوص کیا ہوا روٹی کا ٹکڑا پاک شراکت لینے والوں کو دیا جاتا ہے۔

ہر ایک جانتا ہے روٹی میں کھانے سے پیشتر خوراک کی صفتیں موجود ہیں اسی طرح مخصوص کی ہوئی روٹی میں خداوند یسوع مسیح کا بدن اور لہو پاک شراکت لینے سے پہلے بھی موجود ہے۔ یہ سچائی خداوند یسوع مسیح کے الفاظ سے ظاہر ہوتی ہے۔ یہ تو نہیں کہا کہ یہ میرا بدن ہوگا۔ جب تم اس کو لوگے بلکہ "یہ میرا بدن ہے"۔ اس لئے قدیمی زمانہ سے کلیسیا بڑے فکر کے ساتھ مقدس ساکرامینٹ کو تعظیم دیتی ہے۔ معلم ترطلین کہتا ہے کہ "ایسا نہ ہو کہ ہمارے پیالہ یا روٹی میں سے کوئی حصہ زمین پر گر پڑے، پورب، پچھم بھی القاربہ کے خادم الدین کے لئے بہت سخت سزا مقرر تھی۔ اگر اتفاق سے مقدس ساکرامینٹ نیچے گرے۔ اسکے علاوہ کلیسیا سختی سے حکم دیتی ہے کہ مریضوں کے واسطے پاک شراکت ہمیشہ تیار رکھنی چاہیئے۔

اتو مجاہد کاتھولک لوگ پاک شراکت کو چاہے وہ القاربہ پر حاضر ہو یا پاک صندوق میں بند ہو یا جلوس میں لیجایا جائے اس کو وہی پرستش دیتے ہیں جو صرف خدا کیلئے مخصوص ہے۔ اس لئے کہ اُس میں وہی خدا موجود ہے جسکے بارے میں اُسنے کہا "خدا کے تمام فرشتے اُسے سجدہ کریں"۔ (عبرانیوں ۱/۶) اُسی خدا کو گڈریوں نے گر کر مسیحیوں اور رسولوں نے سجدہ کیا۔"

اگر آپ کو!

رسالہ "فضلوں کی ماں" وقت پر نہیں ملتا ہے۔ تو مہربانی فرما کر اُس کی اطلاع ادارہ کو دیجئے تاکہ اُس کو بھیجنے کا انتظام ہو سکے

(ادارہ)

۲۱ جون سنہ ۱۹۶۳ء دُنیا کی تواریخ میں مشہور رہیگا کیونکہ اُس دن مقدس پطرس کے تخت پر ایسا شخص چُنا گیا جس نے تھوڑے مہینوں کے دوران میں اپنا نام ایک روشن ستارے کی طرح چمکایا۔ آپ نے نہ صرف مرحوم پوپ جان تیسویں کا کام سنبھالا بلکہ اس کام کو ایک تیز رفتاری سے آگے بڑھایا۔ آپ یروشلم میں زیارتی بھی تشریف لے گئے اور لوگوں نے اپنی خوش قسمتی سمجھی کہ آپ سے ملے عوام کا جوش اسقدر تھا کہ نہ پولیس، نہ فوج نہ خادمان دین کا ضور ان کو پیچھے رکھ سکے۔

۲ دسمبر سنہ ۱۹۶۴ء میں آپ ہندوستان تشریف لائے۔ اور سب کو صلح کا پیغام پیش کیا آپکے چہرہ سے اتنی روحانیت اور محبت ظاہر ہوتی تھی کہ دشمن بھی دوست میں تبدیل ہو گئے۔

دوسال کے عرصہ میں آپ نے ثابت کیا کہ آپ سچ
تمام انسانوں کے روحانی باپ ہیں۔ چاہے وہ کسی
بھی مذہب یا ملک و رنگ کے ہوں۔

آپ نے غریبوں۔ قیدیوں اور جلاوطنوں کے لئے
آنسو بہائے اور اُن کی حالت کی بہبودی کے لئے ہر ممکن
کی۔ آپ نے بار بار جنگ کے خطرے دور کرنے کے
لئے آواز اُٹھائی۔ دُنیا کے بڑے بڑے لیڈر ان
اپنی مشکلات میں آپ سے صلاح لی۔"

اے یسوع زندہ خدا کے بیٹے ہم پر رحم کر۔
اے یسوع جو گتسمنی کے باغ میں بے حد جانکنی کے عالم میں غمزدہ ہوا ہم پر رحم کر۔
اے یسوع جو صلیب کی بوجھل لکڑی سے دبا ہوا ہے۔ ہم پر رحم کر۔
اے یسوع کی صلیب مجھے ہر خطرہ سے محفوظ رکھ۔
اے یسوع کی صلیب مجھے ہر بدی سے بچا۔
اے یسوع کی صلیب کاش کہ میں تجھے سینے سے لگا کر بہشت میں پہنچوں۔
دیکھو! ہمارے خداوند کی صلیب! میری روح کے دشمن بھاگ جائیں۔
اے یسوع کی صلیب کاش کہ میں تیرے نزدیک رہوں اور کاش کہ میں اپنے نجات دہندہ کی طرح تمام انسانی ذات کے لئے مصیبت اُٹھاؤں۔
اے یسوع ناصری مصلوب ہم پر رحم کر۔ (آمین)

دورِ اوّل

جناب روزؔ امرتسری صاحب کا کلام جو مشاعرہ میں پڑھا گیا۔

مصرعہ طرحی ——— عالمِ ارواح کے در کھولے، اٹھو! سن لو کلام

غزل روزؔ

تو سبھی سے بالاتر، اور ہے تیرا اونچا مقام
کیوں نہ پائے زندگی کثرت سے آئیں خاص و عام
دے رہی تھی گردشِ دوراں جو دُنیا کو پیغام
زور تھا جو موت ظالم کا ہوا آخر تمام
مِٹ رہے ہیں شیطنت کے سب فریب و مکر خام
غم مِٹا ہے حشر کا اور سب مِٹ گئے رنج و آلام
زندگی زندہ ہوئی اور ہو گیا فضلِ کرم
مرحبا! تصلیب! اور دُنیا دُعائے نیکنام
دے رہی ہے زندگی، یہ آج مُردوں کو پیام
آگئی ہے صبحِ صادق، چل بسی تاریک شام
آؤ، پی لو! آج اے رِندو! مسیحائی کا جام
آ رہے ہیں آج لکۂ ابر، لے لے صا نیاں!
ساتھ لے جاتا اسے از بس تمہارا ہے کمال
مُڑ نہ جائے، آئے گا، پسرِ خدا، لیکن حضور

خاکی اور نوری ہیں کرتے تجھ کو سجدہ صبح و شام
آج ہے عیدِ قیامت، آج ہے روزِ سلام
ناگہانی موت لینے پر تُلی تھی انتقام
آج اٹھلائی ہے پھرتی زندگانیٔ دوام
تھا بچھا جو طلسمِ ابلیس، وہ ٹوٹا ہے دام
ہے فضائے زندگانی چھاگئی ہر سُو مدام
مر مٹی ہے موت اپنی موت کا پا کر انعام
اس کو کہتے ہیں محبت ہے محبت اس کا نام
عالمِ ارواح کے در کھولے، اُٹھو! سُن لو کلام
جی اُٹھے قدرت سے اپنی، ہیں مسیحائے انام
ڈگمگائے گا نہ وہ، پہنچے گا جو منزل پہ گام
میکدہ میں ہے کہیں ساقی لیئے اُلفت کا جام
راہبر ہے راہ دِکھلائے گا، تمہیں روشن کلام
کھول دو فوراً دلوں کے بند دروازے تمام

جی اُٹھا جیسے مسیحا، جی اُٹھیں گے ہم بھی روزؔ
راہِ حق اور زندگی وہ ہے جو فخرِ احترام

اچھا مسیحی کون ہے؟

از جناب کرسٹوفر سلوا الو ایم، اے

۱۔ جو ہمیشہ خداوند میں خوش و خرم رہے۔ جو اچھائی۔ نیکی۔ خداوند کا پیالہ۔ پڑوسی کا پیالہ۔ دوسروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے۔ میں خوش ہوتا ہے۔ مقدس کلام کے مطابق ... خداوند میں ہمیشہ خوش رہو۔ (فلپ ۴/۴)

۲۔ محبت کی جستجو کرنے والا۔ محبت خود غرض نہیں۔ ہم ایک پودے کی طرح جس میں پھول پتی۔ شاخ۔ تنہ۔ جڑ۔ بیج اک دوسرے کیلئے جیتے ہیں۔ ایک دوسرے کا سہارا ہیں۔ ہم سب مل کر خداوند یسوع مسیح کا جسم ہیں۔ بقول پولوس رسول کے کہ ہم ایک دوسرے سے جھوٹ نہ بولیں۔ اور نہ ایک دوسرے کو دھوکا دیں۔

۳۔ جو خداوند کی محبت میں خوش رہتے ہوں۔ جو نیک کام ہم کریں۔ اُسے بغیر جتلائے ہوئے انجام دیں۔ تمہارے بائیں ہاتھ کو معلوم نہ ہو سکے کہ تمہارا داہنا ہاتھ کیا کرتا ہے۔ (۴) جو خداوند کی روشنی پھیلانے میں ہاتھ بٹاتے ہیں" تم دنیا کی روشنی ہو۔"

سردھنہ

۸ مئی ۱۹۶۵ء کو زیارت گاہ کے عابدوں کے لئے روحانیت سے بھرپور دن ہوا تھا۔ پروگرام حسب ذیل تھا۔

صبح ۶ بجے ماس کی پہلی پاک قربانی۔

صبح ۷ بجے ہائی ماس۔ سب خیر خواہوں اور مددگاروں کے لئے۔

صبح ۱۱½ بجے ماس گانے اور لوبان کے ساتھ۔ سب مرحوم مددگاروں اور خیر خواہوں کے لئے۔

بعد ازاں زیارت گاہ کے گھنٹے بجانے سے لوگوں کو خبر دیگئی کہ دوپہر کی عبادت شروع ہو رہی ہے۔ چار ہزار درخواستیں جو عابدوں نے اس موقع کے لئے ہندوستان کے چاروں طرف سے بھیجی گئیں تھیں مقدسہ مریم کے الطار پر رکھی گئیں اور فوراً "فضلوں کی ماں" کے پاس دعا شروع ہوگئی۔ گرجہ میں کافی تعداد میں رکھے ہوئے تھے۔ زیادہ تر دہلی۔ میرٹھ اور سردھنہ کے تھے۔ کوئی شک نہیں کہ ماں مریم نے اپنے عابدوں پر اپنی بخشش اور فضل کثرت سے عنایت کیے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ بہت شکر گذاری کے نذرانہ اور چھٹیاں وصول ہوئیں۔ ایک ہفتہ پہلے کلکتہ سے ایک شخص اپنے بھائی کے ساتھ شکر گذاری ادا کرنے آیا۔ کیونکہ ایک بہت خطرناک آپریشن کامیاب ہوا۔ حالانکہ ڈاکٹر صاحبان بلا امید تھے۔ دہلی کے زیارتی سب تھے۔ اس عبادت میں حاضر ہو کر اتنے خوش ہوئے کہ آئندہ سال بھی آنے کا وعدہ کیا ہے۔ ان میں سے کئی زیارتی گذشتہ سال بھی حاضر ہوئے تھے وہ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اس زیارت گاہ میں اُن کو اتنی روحانی خوشی حاصل ہوئی ہے کہ گرمی کی شدت وغیرہ سے کوئی پریشانی نہیں ہوتی۔

ان تمام واقعات سے بائبل کی سچائی ظاہر ہوتی ہے۔ جب وہ یہی کہتی ہے کہ مقدس لوگ ہماری مدد کرتے ہیں کہ وہ ہماری سفارش کر سکتے ہیں اور کہ خدا نے اُن کو بہت بڑا اختیار دیا نہ صرف الگ الگ شخصوں پر بلکہ ملکوں پر بھی وہ زمین پر بادشاہی کریں گے۔" مکاشفہ ۵ = ۱۰"

"جو غالب آئے اور میرے کاموں کے مطابق عمل کرے میں اسے قوموں پر اختیار دوں گا۔ اور وہ لوہے کے عصا سے ان پر حکومت کرے گا۔" مکاشفہ ۲ = ۲۶-۲۷"

مُقدّس بائبل کی یہ تعلیم سب مقدسوں پر عائد ہوتی ہے خاص طور پر مقدسہ مریم پر جس نے روح القدس سے بھرپور ہو کر اس بات کی گواہی دی "اب سے لیکر ہر زمانہ کے لوگ مجھ کو مبارک کہیں گے۔" لوقا ۱-۴۸

بقیہ صفحہ ۲ "پیغام" (سے آگے) :-

ضروری ہے کہ انسان بغیر شک اور تعمیل و حجت اُن تمام الہامی سچائیوں کو قبول کرے اور انکے تابع کام کرے یہ جانتے ہوئے کہ خدا از خود سچائی ہے۔ خدا نے یسوع مسیح کے ذریعہ اپنی مرضی ہم پر ظاہر کی ہے۔ اور یسوع مسیح نے ان سچائیوں کو کلیسیا کے ہاتھ میں سونپ دیا۔ تاکہ ان کی دیکھ بھال اور حفاظت کرے یہ سچائیاں مقدس بائبل اور رسولی روایتوں میں بھی درج ہیں۔ "اے بھائیو ثابت قدم رہو اور ان روایتوں کو تھامے رہو جن کی تم نے ہماری تقریر یا تحریر کے ذریعہ تعلیم پائی ہے۔" (۲ تسالونیکیوں ۲/۱۵)۔

یسوع مسیح اور رسول ہمیشہ ایک کلیسیا کا ذکر کرتے ہیں اور اس کلیسیا کے تابع میں رہنے کا حکم دیتے ہیں۔ اور ان لوگوں کے واسطے جو اس کی کلیسیا کو پسند نہیں کرتے اجازت نہیں دیتے کہ کوئی اور دوسری کلیسیا اپنی پسند کی بنائیں۔ اس کے علاوہ وہ ایک چرواہا اور ایک بھیڑ خانہ کا ذکر کرتا ہے جس میں سب کو شریک ہونا پڑے گا۔ اسی طرح وہ اپنی کلیسیا کو ایک بادشاہت کی مانند کہتا ہے۔ جس میں پھوٹ نہیں پڑ سکتی۔ "اگر کسی بادشاہی میں پھوٹ پڑے تو وہ بادشاہی قائم نہیں رہ سکتی" (مرقس ۳/۲۵)

اِس کے علاوہ یسوع مسیح اسی چٹان کا ذکر کرتا ہے جس پر خود وہ اپنی کلیسیا بنائے گا۔ رسول لوگ جہاں جایا کرتے تھے ایک ہی تعلیم سکھایا کرتے تھے۔ اور جہاں ایک مسیحی جماعت قائم کرتے تھے اُن کی سب سے خاص فکر یہ تھی کہ اس میں بدعتیں پیدا نہ ہوں۔ بس اور حکم دیا کہ تمام بدعتوں سے دور رہیں کہ وہ جو لوگ غلط تعلیم سکھاتے ہیں وہ کلیسیا سے خارج کئے جائیں۔ (دیکھیں طیطس ۳/۱۰)۔ ایمانداروں کی حفاظت کے لئے یسوع مسیح اپنی روح کو بھیجنے کا وعدہ کرتا ہے اور رسولوں کو پورا اختیار دیتا ہے۔ کہ سکھائیں اور سمجھائیں۔ (دیکھیں متی ۲۸/۱۸-۲۰) رسولوں نے اپنے جانشینوں کو سمجھایا کہ اس ایمان کی دیکھ بھال پوری طور سے کریں۔ اور کہ کس کو کہاں بنیت کے لئے چُننا چاہیئے۔

(بقیہ صفحہ ۱۶ پر)

خبریں

لندن انگلینڈ کے پرائم منسٹر ہیرلڈ ولسن نے روم میں پاپائے اعظم پول ششم سے ملاقات کی۔ دورانِ ملاقات میں کئی معاملات پر بات چیت ہوئی۔ خاص طور پر دوائٹ نام کے ملک میں صلاح قائم کرنے کے بارے میں آپنے انگریزی زبان میں بات چیت کی۔ اُنکے ساتھ مسز میری ولسن نے بھی پاپائے اعظم سے ملاقات کی۔

کلکتہ کام کرنے والی لڑکیوں کے واسطے جو روزگار کے سلسلے میں کلکتہ جاتی ہیں ایک ہوسٹل کھولا گیا ہے۔ جہاں وہ بڑے آرام سے رہ سکتی ہیں۔ یہ عمارت دو منزلہ ہے یہ سسٹرس کے سپرد ہے جو دن رات مُقدس ساکرامینٹ کے سجدہ میں رہتی ہیں۔

بنارس انڈین مشنری سوسائٹی کی پہلی جنرل میٹنگ ۱۴ اپریل کو منعقد ہوئی۔ آگرہ کے جناب آرچ بشپ ڈومنک آطیئد اور حاضرین ممبران کی تعداد اٹھارہ تھی۔ فادر سیلاناتھ نے جو موجودہ پُریئر جنرل ہیں ...... جنرل کے بعد ازاں الیکشن کے لئے ووٹ ڈالے فادر سیلاناتھ پھر دوبارہ منتخب ہوئے۔ ممبران نے خوشی میں گرجے کے گھنٹے بجائے۔ میٹنگ دو دن تک قائم رہی اور کئی ضروری معاملات پر بات چیت ہوئی۔ انڈیا مشنری سوسائٹی کی بنیاد ۳ دسمبر ۱۹۴۱ء میں ڈالی گئی تھی۔ جس کے بانی فادر گاسپر پینٹو ہیں۔ بنارس میں سوسائٹی کو قائم کرنے کے لئے مناسب جگہ سمجھی گئی تھی۔ کیونکہ یہ شہر اہلِ ہنود کا مشہور مرکز ہے۔ اس سوسائٹی کے کئی ممبران اعلٰے تعلیم حاصل کرنے کے لئے دیگر ممالک میں بھیجے گئے ہیں اور اس سوسائٹی نے ایک آشرم بھی قائم کیا ہوا ہے جس کو کرسیٹ نگر کہا جاتا ہے۔ اس سوسائٹی کا مقصد صرف یہ ہے کہ وہ غیر کاتھولک لوگوں کو انجیل کا پیغام سُنائے۔ اس کے ممبران پریسٹ اور برادر صاحبان بھی ہیں۔ کئی وجوہات سے ۱۹۶۰ء تک سوسائٹی نے کسی ممبر کو انجیل کی منادی کے لئے باہر نہیں بھیجا۔ اس سال فادر گیان پرکاش کرسیٹ نگر سے وداع ہوکر متھرا۔ بندرابن جاکر رہنے لگے۔ جہاں وہ کرشن جی کے ہزاروں بھگتوں سے ملاقات کریں گے۔

اِس سوسائٹی کے ممبران کی تعداد حسب ذیل ہے۔

کاہن ۱۶ — برادر ۱۲ — نومیراد ۵ —
اُمیدوار ۲۲ — یہ سب ہندوستانی ہیں۔

مظفر نگر مورخہ ۹ اپریل ۱۹۶۵ء کو ہولی اینجیل کونوینٹ میں ایک مسیح میلا ہوا جس میں لوگ بڑے شوق سے شریک ہوئے ہر طرح کے کھیل اور طرح طرح کی دوکانیں لگی ہوئی تھیں۔ میرٹھ سے کافی لوگ تشریف لائے۔ میلا بہت کامیاب رہا۔ اس کی آمدنی مسیحی انجمن قائم کرنے کے لئے استعمال کی جائے گی۔

پلوٹر یوال جالندھر مورخہ یکم مئی بوقت ۹ بجے ولی یوسف کی عید بڑی دھوم دھام سے منائی گئی۔ سینٹ جوزف چرچ پلوٹر یوال میں کاتھولک کلیسیا بہت بڑی تعداد میں موجود تھی۔ پاک ماس کی رسم فادر جوزف صاحب نے ادا کی۔

۲۔ عبادت میں فادر تھامس صاحب نے ولی یوسف کی خود انکاری کے بارے میں درس دیا۔

۳۔ اس کے بعد کاتھولک مناد بابو کرم چند یعقوب صاحب نے پنجابی زبان میں روشنی ڈالی جو کہ جماعت کے خوب سمجھ میں آئی۔

۴۔ عبادت کے بعد فادر جوزف نے پاک تصویریں تقسیم کیں۔ جن کو لوگوں نے پاکر خوشی کا اظہار کیا۔

۵۔ چرچ کے بعد دونوں فادر صاحبان نے ٹی پارٹی میں حصّہ لیکر لوگوں کی ہمّت افزائی کی۔

سب بچّے و بوڑھے خوش و خرم نظر آرہے تھے۔

روم وٹیکن ریڈیو دنیا کی ۲۹ زبانوں میں خبریں نشر کرتا ہے جن میں سے ۱۷ زبانیں کمیونسٹ ملکوں کے لئے ہیں جب پاپائے اعظم کوئی پیغام دیتے ہیں تو فوراً وہ ۱۰ زبانوں میں نشر کیا جاتا ہے۔ سب سے بڑی خوشی کی بات یہ ہے کہ ہندوستان کے لئے پیر اور جمعرات تامل زبان میں اور منگل اور جمعہ ہندی میں اور بدھ اور سنیچر کو ملیالم زبان میں خبریں نشر کیجاتی ہیں۔ جب سے سنت پاپا ہندوستان تشریف لائے۔ تب سے ہندوستانی لوگوں کی دلچسپی سنت پاپا کے بارے میں بڑھتی جارہی ہے۔

کلکتہ موسٹ ریوینڈ جیمس آر نوکس اپاسٹلیک انٹرنیشی بمبئی نو۔ ۲ مئی ۱۹۶۵ء کو تشریف لائے۔ تاکہ بوئز ٹاؤن کا بنیادی پتھر لگانے کی رسم ادا کریں۔ یہ خیراتی ادارہ غریب نوجوانوں کے واسطے قائم کیا گیا ہے۔ اس کی عمارتیں اور زمین کا رقبہ بہت وسیع ہے۔ یعنی ۳۲ بیگھہ ہے۔ یہ زمین مسٹر ایس سی مُکرجی کی طرف سے مدر ٹریزا کو وقف کی گئی۔ اس میں حاضر ہونے کے لئے لوگ بہت دُور سے تشریف لائے اس وقت لڑکوں کی تعداد ۳۰ ہے۔

بقیہ صفحہ ۱۴ "پیغام" سے آگے:-

"میں نے تجھے کریت میں اسلئے چھوڑا تھا کہ تو باقی باتوں کو درست کرے اور میرے حکم کے مطابق شہر دار شہر ایسے کاہن مقرر کرے - وغیرہ (طیطس ۱/۵)

بہت افسوس ہے کہ مسیحی کلیسیا میں کثرت سے فرقہ بازی پیدا ہو گئی ان تمام فرقوں کے ناموں کو معلوم کرنیکا شوق بھی نہیں ہو سکتا۔ اسلئے ہم پاسٹر بی۔ آر۔ لیمنس اور اُس کے ساتھیوں سے درخواست کرتے ہیں کہ انجیل کی اس آیت کو ہمیشہ یاد رکھیں " جو پودا میرے آسمانی باپ نے نہیں لگایا وہ جڑ سے اُکھاڑا جائے گا" (متی ۱۵/۱۳) کاتھولک کلیسیا کی عمر بڑھتی جا رہی ہے اس کی تعداد میں بھی روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے - اکیلے مخالفین کے الزامات سے اسکا کام رُک نہیں سکتا۔ کیونکہ خداوند مسیح کا وعدہ پورا ہوگا کہ وہ اپنی کلیسیا کے ساتھ ہمیشہ رہے گا - کہ عالم ارواح کے دروازہ اُس پر غالب نہ آئیں گے" (متی ۱۸/۱۶)

یسوع مسیح اور اُس کے اختیارات سے بچنے کے لئے پندرہ ویں صدی میں ایک تحریک شروع ہوئی جسکو پروٹسٹنٹ اصلاح کہا جاتا ہے۔ یہ اصلاح اصل میں صرف کاتھولک کلیسیا سے بغاوت ہے - اور اصلی خادمانِ دین کے ہاتھوں سے ضروری ساکرامینٹ نہ لینے کی وجہ سے ایک نیا مسئلہ جاری کیا گیا ہے۔ جس کی تعلیم یہ ہے کہ استیازی حاصل کرنے کے لئے صرف ایمان کافی ہے - کیا وہ نجات کے ذرائع جس پر شروع سے ایمان لایا گیا۔ اور جس کا استعمال لوگ برابر کرتے گئے وہ غلط ہے؟

ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا - کیونکہ اس کا مطلب یہ ہوتا کہ خداوند یسوع اور رُوح القدس اپنی کلیسیا کی رہنمائی کرنے میں نہ کامیاب رہے تھے۔ مگر فوراً پروٹسٹنٹ اصلاح نے پانچ ساکرامینٹوں کو رد کیا - اور باقی دو ساکرامینٹ یعنی بپتسمہ اور پاک شراکت محض ایک ریت و رسم کی صورت میں رکھے گئے ہم ثابت کر چکے ہیں

کہ مکمل ایمان صرف ایک ہی ہو سکتا ہے - ایمان بغیر اعمال مُردہ ہے یعنی بیکار - اگر پروٹسٹنٹ مسیحی ایمان سے فائدہ اُٹھانا چاہتے ہیں - ان کو وہ ایمان قبول کرنا چاہئے جو کہ رسولوں سے برابر چلا آ رہا ہے۔ جس کی حفاظت زمانہ بزمانہ رسولوں اور اُس کے جانشینوں نے کی ہے

جو اس ایمان سے کسی وجہ سے کبھی علیحدہ ہے اس کو اپنی حالت پر غور کر کے وہ تجزیہ سوچنا چاہیئے جس سے وہ یسوع مسیح کی قائم کردہ کلیسیا میں شامل ہو سکے تاکہ خداوند یسوع مسیح کی دُعا پوری ہو کہ "جس طرح کہ تو اے باپ مجھ میں ہے اور میں تجھ میں ہوں وہ بھی ہم میں ایک ہوں۔" (یوحنا ۱۷/۲۱)

شکریہ

ہم ناظرین "فضلوں کی ماں" کا جنہوں نے اپنا چندہ بھیجا ہے۔ شکریہ ادا کرتے ہیں، اور دیگر حضرات بھی اپنا اپنا چندہ دے کر سچا ایمان پھیلائیں - اور مسیحی اتحاد میں توسیع کے لئے کوشش کریں۔ (ادارہ)

"فادر اُمید یوس ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر نے ہمدرد پریس سہارنپور میں چھپوا کر دفتر "فضلوں کی ماں" کورٹ روڈ سہارنپور سے شائع کیا"

ایڈیٹر:-
(فادر اُمید یوس)
(انغرٹ)

روحانی سرداروں کی اجازت سے چھاپہ گیا

مضمون نگار حضرات اپنے مضامین ہر ماہ کی دس تاریخ تک دفتر "فضلوں کی ماہ" کو روانہ کر دیا کریں تاکہ مناسب جگہ پر شائع ہو سکیں۔ (ادارہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل 1364

"یہوواہ کے گواہ"

یہوواہ کے گواہوں کا شمار تقریباً 700000 ہے جو آجکل کچھ ممالک میں بڑھتے جا رہے ہیں۔ مگر لوگ انکے مذہبی اصولوں اور تبلیغی طریقوں سے حیران ہیں۔ ہر ممبر کو لازمی ہے کہ ہفتہ میں ساڑھے گھنٹے منادی کرے یا کتابوں کو فروخت کرنے میں صرف کرے۔

یہوواہ کے گواہ کاتھولک چرچ افراس تثلیث۔ کہانت دوزخ اور روح کی غیر فانی ہونے۔ کرسمس ٹری۔ جھنڈے کی سلامی اور فوجی خدمات و تشبیلی چیزیں۔ عورتوں کے حقوق۔ مریضوں کو خون دینے، کاتھولک اور تمام پروٹسٹنٹ فرضوں کے خلاف ہیں۔

چارلس ٹی رسل جو سینچر مشن کا ممبر تھا کسی زمانے میں بالکل بے دین ہو گیا تھا۔ دوزخ کے خیال سے وہ بہت گھبرایا اُس نے کوشش کی کہ مقدس بائبل میں عبرانی لفظ SHEOL دوزخ کی بجائے قبر کا ترجمہ کیا جائے۔ اُس نے تبلیغی زندگی سنہ 872ء میں شروع کی۔ اُس نے منادی کی کہ دوزخ کی کوئی دائمی سزا نہیں ہے بہت سے لوگ یہ سُنکر خوش ہوئے۔

اُس کی بیوی نے اُسپر طلاق کا دعویٰ کیا عدالت نے فیصلہ سُنایا کہ پاسٹر رسل بے وفائی۔ خود غرضی اور ظالم کے سبب عدالت طلاق منظور کرتی ہے اُس کی زندگی بیوی کے بغیر برداشت کے لائق نہ تھی۔ پاسٹر رسل نے پانچ مرتبہ اس طلاق نامہ کیخلاف اپیل کی۔ مگر نا کامیاب رہا۔ تب عدالت نے فیصلہ کیا کہ تمام خرچ پاسٹر رسل کو ادا کرنا چاہیئے لیکن اُس نے ایسا نہ کیا اور اپنی جائیداد کو ایک کمپنی کے نام کر دیا۔ اسکے علاوہ اُس کیلئے اور بھی عجیب عجیب طرح کی باتیں پائی جاتی ہیں۔ آپ سنہ ۱۹۱۶ء میں انتقال فرما گئے۔ دنیا کی پہلی جنگ عظیم میں پاسٹر رسل کا جانشین پاسٹر ردرفورڈ بغاوت کے جرم کی وجہ سے کچھ ساتھیوں کے ساتھ جیل میں ڈالدیا گیا۔ جہاں وہ نو ماہ تک رہا۔

رہا ہونے کے بعد جج ردرفورڈ نے ایک مسئلہ مشہور کر دیا کہ کروڑوں انسان جو زندہ ہیں کبھی نہیں مریں گے۔ جس سے وہ سینچر مشن کی تعلیم کو ظاہر کرتا تھا۔ اَب تک پاسٹر فورڈ کے پیرو کار طرح طرح کے نام سے پکارے جاتے تھے سنہ ۱۹۳۱ء میں فیصلہ کیا گیا کہ اس فرقہ کو یہوواہ کے گواہ کا نام دیا جائے۔ یہوواہ ایک عبرانی لفظ ہے جسکا معنی خدا ہے۔ اس نام سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ یہ فرقہ کوئی نیا نہیں ہے۔ اس فرقے کے بارے میں عجیب و غریب کہاوتیں ہیں۔ آپکو یہ پڑھتے ہوئے تعجب ہوگا۔ کہ جج ردرفورڈ عام طور سے بروکلین شہر میں رہا کرتا اور کبھی کبھی سنیڈیگو شہر میں بھی جایا کرتا تھا۔ یہاں وہ اُس محل میں رہتا جسکا وراثت نامہ ہابل نوح اور ابراہیم کے نام پر کیا گیا تھا۔ یہ عمارت ہمیشہ پرانے عہد کے

کسی راجہ کی آمد کے لئے تیار رکھی جاتی جو اتفاق سے آرماگیڈن کی لڑائی سے پہلے زندہ ہوجائے گا۔ جج رُدرفورڈ اُن لاکھوں آدمیوں میں سے نہیں تھا۔ جو کبھی نہیں مریں گے۔ کیونکہ انکا انتقال ۱۹۴۲ء میں ہو گیا۔ آپ نے ۲۵ سال تک اس فرقے کی رہنمائی کی۔ KNORR رُدرفورڈ کا جانشین منتخب کیا گیا۔ اُن دنوں ان کی عمر ۳۶ برس کی تھی۔ آپکو رہائش کی جگہ کھانا اور ۱۴ ڈالر ماہوار ملتے ہیں

یہوواہ کے گواہوں کی بنیادی تعلیم سنجیدہ مشن سے ملتی جلتی ہے مگر اس میں پاسٹر رسل نے ایک ہزار سال کی معیاد کی تعلیم بڑھائی ہے اُن کا یقین ہے کہ انسان دُنیا کے آخر زمانہ تک پہنچ گیا ہے اور یسوع مسیح اور شیطان کے درمیان آرماگیڈن شہر کی وادی میں لڑائی کسی بھی دن ہوجانے کی تیار ہے اِس لڑائی کے بعد دُنیا کی قیامت ہو گی۔ گذرے ہوئے زمانے میں یہوواہ کے گواہ بار بار قیامت کے دن کی تاریخ دیدیا کرتے تھے۔ مگر اب ہوشیار رہنے لگے ہیں۔ حالانکہ سب ممبران اپنی زندگی کے دوران میں اس عجیب غریب واقع کے گواہ ہونے کی اُمید کرتے ہیں آجکل اُمید کی جاتی ہے کہ سنہ ۱۹۸۴ء تک قیامت آجائے گی۔

شیطان آسمان سے باہر نکالا گیا اور اب وہ دُنیا پر حکومت کرتا ہے تو بھی یسوع مسیح نادیدہ طور پر اس دُنیا میں سنہ ۱۹۱۴ء میں آیا۔ یہ لوگ اُن ہزار سالوں کی اُمید میں جی رہے ہیں جو سنہ ۲۹۱۴ء میں ختم ہوجائیں گے۔ بہت کم لوگ خدائی حکومت کو قبول کریں گے ان میں یہوواہ کے گواہ بھی ہوں گے۔ شیطان اُس وقت میں اپنی طاقتوں کو آرماگیڈن کی لڑائی کے لئے تیاری کرتا ہے اُس لڑائی میں اُس کے تین خاص مددگار ہوں گے۔ (۱) مختلف مذہب (۲) تجارتی دُنیا۔ (۳) سیاسی ادارے۔ جب یہ لڑائی ہوگی ایماندار لوگ ایک پہاڑ پر بیٹھکر یسوع اور فرشتوں کو دیکھتے رہیں گے کہ کس طرح وہ شیطان اور اُس کی فوج کو ہراتے ہیں لڑائی کے بعد شیطان باندھا جائیگا اور گہرائیوں میں ڈالا جائیگا راستباز لوگ جو بچیں گے آپس میں شادی کرلیں گے۔ اور دوبارہ زمین کو آباد کریں گے۔ مرے ہوئے لوگ قیامت تک قبروں میں پڑے رہیں گے۔ مگر بُرے آدمی نیست و نابود

کئے جائیں گے۔ وہ لوگ جن کو اس موجودہ زندگی میں خدا کو پہچاننے کا موقع نہ ملا۔ وہ پھر جی اُٹھائے جائیں گے۔ اور اُن کو ایک دوسرا موقع دیا جائے گا۔ اگر وہ اپنے انکار میں قائم رہیں گے تو وہ بھی پوری طرح سے مٹائے جائیں گے۔ وہ لوگ جنہوں نے زمین کو پھر سے آباد کیا اور قبروں سے پھر جلائے گئے زمین پر ہمیشہ تک قائم رہیں گے۔

ہزار سال کے آخر میں شیطان پھر سے کھولا جائیگا۔ اور شیطان پھر سے انسانوں کو بہکانے کی کوشش کریگا۔ کچھ آدمی تو شیطان کی آزمائش میں گر پڑیں گے اور وہ شیطان کے ساتھ مٹائے جائیں گے۔ وہ کہتے ہیں کہ "یہوواہ کے گواہ" کا صرف ایک چھوٹا سا حصہ نادیدہ کلیسیا کا شریک کیا جائے گا اُس کی کل تعداد ۱۴۴۰۰۰ ہے یہ پنتیکوست کے دن سے بڑھتی جارہی ہے۔ صرف تھوڑی تعداد باقی ہے۔ یہیں یہوواہ کے گواہوں میں سے صرف ایک آسمان میں داخل ہونے کی اُمید کرسکتا ہے۔ اِسکے دو طبقے ہیں ایک برائیڈس کلاس یعنی دلہن طبقہ دوسرا طبقہ بھیڑوں کا کہلایا جاتا ہے۔ یہ اُن لوگوں میں سے چُنے جائیں جو یعنے KINGDOM HALL میں سالانہ آخری فسح کی رسم میں شریک ہوتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ صرف ۱۴۴۰۰۰ انسان آسمان اور یسوع مسیح کی بادشاہت میں داخل ہوں گے۔ بُرے لوگ نیست و نابود کئے جائیں گے اور راستباز لوگ ہمیشہ تک زمین پر جیتے رہیں گے۔

یہوواہ کے گواہ مسیحی ایمان کے کئی بنیادی اصولوں کو رد کرتے ہیں جیسے موروثی گناہ۔ یسوع مسیح کی الوہیت اُسکا پھر سے جی اُٹھنا اُس کی بخیر فانیت اور اقدس تثلیث اُن کے کہنے کے بموجب مسیح حقیقتاً مائیکل بڑا فرشتہ تھا۔ وہ آدمی تھا اور آدمی کی طرح ہی مر گیا۔ وہ اب تک ایک مبارک ہستی ہے۔ وہ خدا نہیں تھا وہ دسمبر ۲۵ کو نہیں بلکہ ۲ اکتوبر کو پیدا ہوا تھا۔ ان لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ دونوں مسیحی طبقہ یعنی کاتھولک اور پروٹسٹنٹ شیطان کے کارندے ہیں۔

اِس مختصر بیان سے ناظرین سمجھیں گے کہ مقدس پولوس کی فکر کتنی جائز تھی جب طیطس اور تمطیس کو بدعتوں کو دو بنانے

(بقیہ صفحہ ۱۶ پر)

"انسان کیا ہے؟"

نوٹ: یہ مضمون ایک مختصر جواب ہے جس میں انسانی بدن اور رُوح کا انجام بتایا گیا ہے۔ (ادارہ)

انسان دو چیزوں کا مرکب ہے یعنی رُوح اور جسم۔ رُوح انسان کے ہر عضو میں موجود رہتی ہے۔ اُس کی صفات ہیں عقل یا فہم اور مرضی، رُوح اور دماغ میں الگ الگ امتیاز کرنا چاہیئے دماغ جسم کا ایک جز ہے جسکے ذریعہ انسان سوچتا ہے لیکن یہ بھی رُوح کی مرضی کے خلاف کام نہیں کر سکتا۔

رُوح غیر فانی ہے۔ جب آدمی مر جاتا ہے تو اُسکی رُوح بدن سے علیحدہ ہو جاتی ہے۔ گویا رُوح زندگی کا سرچشمہ ہے۔

بدن سڑ جاتا ہے اور اُسی مٹی میں مل جاتا ہے جس سے وہ بنایا گیا تھا۔ بدن میں سڑنے۔ خراب ہونے اور بربادی کا عنصر موجود ہے لیکن اسکے برعکس رُوح ان باتوں سے مبرا ہے وہ ایک لطیف شے ہے جو کہ غیر فانی ہے۔ اور بدن سے علیحدہ ہو جانے کے باوجود بھی رُوح اپنے کردار پر پوری طرح قابض ہے۔ موت دُنیاوی زندگی کا خاتمہ ہے لیکن یہ ہماری پوری بربادی نہیں ہے آدمی مرنے کے بعد بھی رُوح کے ذریعے ہر بات سے باخبر رہتا ہے موت جسم کو تو برباد و منتشر کر دیتی ہے۔ لیکن روح کو اس سے کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ سوائے خدا کے جسنے رُوح کو بنایا ہے۔ لیکن وہ بھی ایسا نہ کریگا۔

جیسا ہم انسان کے جسمانی اور روحانی حصوں کا ذکر کرتے ہیں تو ہماری مُراد یہ ہے کہ اگرچہ رُوح بدن کے ساتھ وابستہ ہے تو بھی اُسکا جز نہیں ہے رُوح کی اپنی علیحدہ ہستی ہے جو کہ غیر فانی ہے اسکے بارے میں پرانے عہد نامے کے یہودی غیر یہودی اور پاک کلام بھی اس حقیقت کی گواہی دیتے ہیں۔

یہاں پر ہم مقدس بائیبل کے چند حوالہ جات درج کرتے ہیں جس سے یہ ثابت ہو گا۔ کہ رُوح غیر فانی ہے" اور خاک خاک سے جا ملی جسطرح آگے ملی ہوئی تھی اور رُوح خدا کے پاس جس نے اُسے دیا تھا واپس چلی جاتی ہے"۔

(واعظ ۱۲ باب ۱۷ آیت)

(۲) "جو بدن کو قتل کرتے ہیں اور رُوح کو قتل نہیں کر سکتے اُن سے نہ ڈرو۔ بلکہ اُسی سے ڈرو جو رُوح اور بدن دونوں کو جہنم میں ہلاک کر سکتا ہے۔" (متی ۱۰ باب ۲۸ آیت)

(۳) "رُوح کے وسیلے سے ظاہر کیا۔ رُوح جو انسان میں ہے"

(اکرنتھیوں ۲ باب ۱۰ آیت)

(۴) "تمہاری رُوح اور جان اور بدن ہمارے خداوند یسوع مسیح کے آنے تک پورے پورے اور بے عیب محفوظ رہیں

(اتھسلنیکیوں ۵ باب ۲۳ آیت)

پرانے زمانے کے یہودی اور غیر یہودی دونوں نے اس حقیقت کے بارے میں بہت مطالعہ کیا۔ لیکن صرف زندگی کا پیدا کرنے والا ہی اپنے الہام کے ذریعہ ہم لوگوں کو موت کے بعد کا صحیح صحیح پتہ دے سکتا ہے۔ اسلئے صرف بائیبل میں ہی اس کا علم پایا جاتا ہے۔ جبتک یسوع مسیح اس دنیا میں نہیں آئے تھے۔ اس بارے میں لوگوں کو پورا پورا علم نہیں تھا کہ آنے والی دُنیا میں کیا ہو گا۔ لیکن یہودیوں کو معلوم تھا کہ موت کے بعد آدمی پورے طور سے ہی مرتا ہے۔ گو کہ بدن مرنے کے بعد سڑ جاتا ہے لیکن رُوح دوسری جگہ چلی جاتی ہے۔ اُس جگہ کو وہ لوگ SHEOL کہا کرتے تھے جسکو کبھی دوزخ اور کبھی قبر کا ترجمہ دیا جاتا ہے اسکے علاوہ انکا یقین تھا کہ جسم پھر جی اُٹھیگا اور رُوح کے ساتھ اُسکا دوبارہ میل ہو گا۔ لیکن خداوند یسوع مسیح کی تعلیم ایک دائمی زندگی کیلئے بالکل صاف ہے۔ اس کے لئے مطالعہ کریں (فلپیوں ا باب ۲۱ آیت اور ۲ باب ۲۴ آیت) پولوس کو یقین تھا کہ وہ موت کے بعد بھی پولوس ہی رہیگا۔ یسوع مسیح ہمیں ایک امیر آدمی اور لعزر کا قصہ بتا کر ایک دائمی سزا اور ایک دائمی خوشی کی تعلیم واضح الفاظ میں کرتا ہے۔ (لوقا ۱۶ باب ۱۹ آیت)

ہم کو مقدس انجیل کی ۲ آیات پڑھنا چاہیئے۔ "وہ رات آنے والی ہے جس میں کوئی شخص کام نہیں کر سکتا" عبرانیوں ۹ باب ۲۷ آیت اور جس طرح آدمیوں کیلئے ایک بار مرنا اور اسکے بعد عدالت کا ہونا مقرر ہے۔" مکاشفہ ۱۴ باب ۱۳ آیت ...... مبارک ہیں وہ مردے جو اب سے خداوند میں مرتے ہیں۔ رُوح فرماتا ہے۔ بیشک! کیونکہ وہ

(بقیہ صفحہ ۱۵ پر)

سلسلہ مزامیر | زبور دوسرا | ڈاکٹر ہیرلڈ

زبور دوسرا ایک شاہی زبور ہے۔ شاہی زبور اُسکو کہتے ہیں جو بادشاہ یا اُسکے خاندان سے تعلق رکھتا ہو۔ اِس موقع پر داؤد۔ اور اُس کی نسل مراد ہے۔ یہ گانا اُن وقتوں میں تحریر کیا گیا جب شاہی دربار میں کسی خاص واقعہ کی یادگاری کی خوشی منائی گئی تھی جیسے بادشاہ کی تاجپوشی کی سالگرہ، بادشاہ کے نکاح کا دن یا جس وقت لڑائی کی تیاری یا لڑائی کے بعد شکر گذاری کی رسم ادا کی جاتی تھی۔ زبور دوسرا اُس زمانے سے تعلق رکھتا ہے جب کسی اسرائیلی بادشاہ کی تاج پوشی ہوا کرتی تھی اسکے سمجھنے کے لئے ہمیں مدنظر رکھنا چاہیئے کہ جب کوئی طاقتور بادشاہ کا انتقال ہوتا تو اُس کے تمام زیر حکومت راجہ اُدھم مچاتے تھے تاکہ دوبارہ وہ اپنی آزادی حاصل کر سکیں نئے بادشاہ کا سب سے ضروری فرض یہ تھا کہ باغی راجاؤں کو پھر سے اپنے مطیع کرے۔ حقیقت میں یہ زبور مسیح کی عالمگیر بادشاہت کی پیش گوئی ہے۔ اس زبور کے چار حصے ہیں:-

(۱) راجاؤں کی بغاوت

(۱ سے ۳ آیات تک) شاعر اپنا مضمون ایک سوال سے شروع کرتا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسکو راجاؤں کی بغاوت پر تعجب ہوتا ہے۔

"قومیں کس لئے طیش میں آتی ہیں عوام الناس کیوں باطل خیال باندھتے ہیں۔
خداوند اور اس کے ممسوح کے خلاف زمین کے بادشاہ اُٹھتے ہیں.
فرمانروا باہم سازش کرتے ہیں

آؤ ہم اُن کے بندھن توڑ ڈالیں
اور ان کے پھندے اپنے اوپر سے پھینک دیں"

ملکوں کا طیش میں آنا۔ قومیں جو باطل خیال باندھتی ہیں راجہ جو خلاف اُٹھتے ہیں اور شہزادہ جو ایک دوسرے کے خلاف باہم سازش کرتے ہیں۔ وہ یقیناً "غیر اسرائیلی حکومتیں ہیں جو اسرائیل کے بادشاہ کی مخالفت کے لئے اُٹھے ہوئے زبور نویس کی نگاہوں میں یہ بغاوت محض اسرائیل کے بادشاہ کے خلاف نہیں، بلکہ یہوواہ کے خود خلاف جسکا اسرائیل کا بادشاہ نائب ہے بادشاہ اپنے آپکو یہوواہ کا ممسوح کہتا ہے یہ لقب عام طور پر اسرائیل کے بادشاہوں کو دیا جاتا تھا جو اپنی تاج پوشی کے موقع پر نبیوں یا کاہنوں کے ہاتھوں سے تیل سے مسیح کئے جاتے تھے باغیوں کا نعرہ یہ ہے "آؤ ہم ان کے بندھن توڑ ڈالیں۔" باغی اپنے اوپر سے اسرائیل بادشاہوں کا اختیار ختم کرنا چاہتے تھے* بعض اوقات زنجیریں اُن کے نازک اور موٹوں سے لگی ہوئی ہوتی تھیں اور کبھی کبھی اُن کے کاندھوں پر جُوا بھی رکھا جاتا تھا اور یہاں تک کہ اُن کی گردنوں پر پاؤں رکھ کر بھی چلا کرتے تھے۔

غور کریں کہ اس بغاوتی منظر میں خدا کس طرح داخل ہوتا ہے اُسکے نائب کے باغی ہونیسے عوام خدا اُس کے خلاف باغی ہوتے ہیں۔ مگر جو خدا ہے وہ ہی اُن کا فیصلہ کریگا۔

(۲) الٰہی فرمان

(ایات ۴ سے ۶ تک)

منظر اچانک بدل جاتا ہے۔ ناچیز مخلوقات کا شور ختم ہو جاتا ہے۔ اور اس کے بجائے خدا کا تسلی بخش اوا

*اس نعرہ کو سمجھنے کے لئے ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ قدیمی زمانے میں ہارے ہوئے بادشاہ جیتنے والوں کے سامنے زنجیروں سے باندھکر پیش کئے جا

شاندار داخلہ ہوتا ہے۔

"وہ جو آسمان پر رہتا ہے ہنستا ہے۔
خداوند ان کا مضحکہ اُڑاتا ہے
تب اپنے غضب میں ان سے کلام کرتا ہے
اور اپنے قہر میں اُن کو پریشان کرتا ہے
میں نے تو اپنے کوہ مقدس صیہون پر اپنا ہی
بادشاہ مقرر کیا ہے۔"

خُدا جو بغاوت کے نمائیندوں پر ہنستا ہے اور انکا مضحکہ اُڑاتا ہے۔ یہ محض ایک محاورہ ہے۔ یعنی اسکے ذریعہ ہم خدا میں وہ ہی جذبات اور حرکتوں کا اظہار کرتے ہیں۔ جو انسان میں پائے جاتے ہیں محاورہ کا استعمال کیا جاتا ہے شاعر اُس کے غضب اور قہر کا ذکر کرتا ہے۔

"میں نے تو..... اپنا ہی بادشاہ مقرر کیا ہے یہ الٰہی کلام جسکو کسی تاج پوشی کی رسم و رسم کے موقع پر کسی نبی یا کاہن جس سے قوم اور بادشاہ کو یہوواہ کی مرضی معلوم ہو جاتی تھی زبور نویس اُس تواریخی واقع کا ارشاد کرتا ہے کہ داؤد اور اُس کی نسل خدا کے چُنے ہوئے تھے صیہون وہ ہی مقدس پہاڑ تھا جس پر یہوواہ نے اپنا مسکن بنایا تھا۔

(۳) الٰہی فرمان کا اعلان

(آیات ۷ تا ۹)

تاج پوشی کے دن بادشاہ کو ان وعدوں کی ایک نقل دی گئی جو خدا نے داؤد اور اُس کی نسل کو دیا تھا یہ سند شاہی سند کہلاتی ہے۔ اس میں داؤد کی نسل کے چناؤ کے مواقع کا بیان ہوتا ہے۔ اسکے مضمون کا تجزیہ یہ ہے کہ داؤد ایک لے پالک بیٹے کی مانند تھا۔ اور اُس کی بادشاہت دُنیا کے آخر تک رہے گی بادشاہ اپنے فرمان کا اعلان کرتا ہے۔

"میں خدا کا فرمان اعلان کرونگا
خداوند نے مجھ سے کہا
تو میرا بیٹا ہے۔ آج ہی تو مجھ سے پیدا ہوا ہے
مجھ سے مانگ اور میں قوموں کو تیری میراث میں
اور زمین کی حدود تیری ملکیت میں دوں گا۔
تو ان پر لوہے کے عصا سے حکومت کریگا۔
اور کمہار کے برتن کی طرح تو اُن کو توڑ ڈالے گا۔"

بولنے والا خود بادشاہ ہے وہ خود شاہی سند کو یہوواہ کی شاہی سند کہتا ہے۔ جس کا مقصد اس کے لے پالک ہونے (تو میرا بیٹا ہے) اور ایک عالم گیر بادشاہت کا اعلان کرتا ہے "تو میرا بیٹا ہے آج ہی تو مجھ سے پیدا ہوا ہے" وہ اسرائیلی بادشاہ جس کی تاج پوشی منائی جا رہی ہے وہ یہوواہ کا بیٹا ہے۔ صاف ہے کہ یہ لے پالک پن جسمانی نہیں مگر اس وعدہ کے بنا پر ہے جو خدا نے داؤد کے جانشینوں کے بارے میں کہا "میں اسکا باپ ہُوں گا اور وہ میرا بیٹا ہوگا۔" یہ کلمہ اسرائیلیوں میں لے پالک بننے کے لئے کافی تھا۔ جو لے پالک بیٹا اسکا انکار کرتا تھا اُس کی سزا یہ ہوتی تھی کہ اس کی ٹانگیں کاٹ ڈالی جاتی تھیں وہ عالیشان حکومت جو بادشاہ چلائے گا۔ وہ دو مثالوں سے ظاہر کی جاتی ہے۔ (۱) وہ باغی قوموں پر سختی سے لوہے کے عصا سے حکومت کرے گا۔ اِس کے علاوہ اُن کو کمزور برتنوں کی طرح چکنا چور کر دے گا۔

(۴) باغی لوگوں کو زبور نویس کی صلاح

(آیات ۱۰ تا ۱۲)

بادشاہ ان باغی راجاؤں کی طرف مخاطب ہوتا ہے جنکا ذکر پہلی تین آیات میں بیان ہو چکا ہے۔ اُنکو نیچے اور الفاظ میں صلاح دیتا ہے۔

"پس اَے بادشاہو سمبھلو!
اور زمین کے حکمرانوں تربیت حاصل کرو
ڈرتے ڈرتے خداوند کی عبادت کرو۔
کانپتے کانپتے اُسکی اطاعت گزاری کرو۔
ایسا نہ ہو کہ وہ غصہ میں آجائے اور تم راہ ہی میں
ہلاک ہو جاؤ۔

جب کہ اُس کا غضب جلد بھڑکنے کو ہے۔
اُس کے تمام پناہ گیر مبارک ہیں۔"

اِن الفاظ سے شاعر اپنا نتیجہ نکالتا ہے۔ اور زوردار الفاظ استعمال کرتا ہے کہ "اب اے بادشاہو سمجھلو..... اور تربیت حاصل کرو۔" بادشاہ یا جو کوئی حکومت کرتا ہے اس کو حکمت حاصل کرنا چاہیئے اور اس حکمت کا مطلب یہ ہے کہ اسرائیل کے بادشاہوں سے ملے رہنا چاہیئے کیونکہ جن کے خلاف دیگر راجہ باغی ہو گئے تھے یہواہ کھڑا ہے جس کی خدمت ہمیں خوف کے ساتھ کرنی چاہیئے اور اسکی پرستش حلیمی سے ادا کریں۔ اسلیئے وہ باغی بادشاہوں کو صلاح دیتا ہے کہ "ڈرتے ڈرتے خداوند کی عبادت کرو... کانپتے کانپتے اسکی اطاعت گزاری کرو" یہ بھی بتایا گیا کہ کیوں حکمت کے ساتھ یہ تمام کام کرنے چاہئیں یہواہ کا غضب اچانک نہ بھڑکے اور اسکے دشمن ایکدم نیست ونابود نہ ہوجائیں۔

زبور ایک مبارکبادی کے ساتھ ختم ہوتا ہے جیسے لوگ بدی کرتے ہیں ویسے اُن کے اوپر یہواہ کا غضب بھڑکے گا لہذا اسی طرح چاہیئے کہ نیک وفادار لوگ اسکی پناہ میں رہیں یہ زبور تمام خدا کے بارے میں ہے یعنی یہ ایک اقرار ہے ایمان اور اُمید کا اظہار ہے کہ خدا ہی تمام انسانی تواریخ کا بانی ہے اور اپنے جلال کے لئے اس کی رہنمائی کرتا ہے۔

یہ زبور حقیقت میں خداوند مسیح کی بادشاہت کے بیت ہے اور کلیسیا کے شروع سے اس مطلب میں استعمال ہوتا چلا آرہا ہے۔ کوئی شک نہیں کہ کچھ صفتیں کسی دنیاوی بادشاہوں پر لاگو نہیں ہوسکتی۔ مگر وہ خداوند یسوع مسیح کی شخصیت میں کامل ہیں۔ جو عالم گیر بادشاہ ہے وہ داؤد کی نسل سے ہے اسکے علاوہ وہ بیٹا ہے جو سارا اختیار مجھے دے گیا۔" (متی ۲۸/۱۸)

ہمکو یقین ہے کہ خدا کی بادشاہت ایک دن زمین پر قائم کی جائے گی اور جو انسانی رکاوٹیں ڈالی جائیں گی۔ اس کو روک نہیں سکتی۔

ناظرین کو اس کے قائم کرنے میں پورا پورا حصہ لینا چاہیئے ۵

ایک منکرِ خدا کی سزا

از منظور لبھو ک ادیب ماہر (عابیگ) سہارنپور

جُوں ہی میری نظر اُس پر پڑی مجھے ایکدم خیال ہوا کہ گویا وہ کچھ خبطی قسم کا انسان ہے اُس کا قد چھوٹا اور وہ مضبوط تھا۔ اُس کی گول گول آنکھوں اور چہرہ سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ ضدی اور جھگڑالو ہے۔ اُس نے بہت مضحکہ خیز انداز میں کہا "خدا" بھلا خدا پر سوائے احمقوں کے کون بھروسہ کرسکتا ہے؟

اپریل کی ایک شام کو ایسٹر کی چھٹیوں میں میں نے ارادہ کیا کہ میں کچھ وقت اپنے دوست Brains O Fas کیساتھ ہائیڈ پارک میں گزاروں۔ فیبریل ایک ذہین مناد تھا۔ میں چاہتا تھا کہ کچھ دیر اس کے پیغام کو سنوں۔ لیکن مجھے اس کا گمان بھی نہیں تھا کہ اس جلسہ کو خود فیبریل ہی کا تنظیم کیا ہوا ہوگا ایک طریقے سے میں سوچتا ہوں کہ اس بھیڑ کو جمع کرنے کی تمام ذمہ داریاں اُسپر ہی عائد نہیں کی جاسکتی ہیں۔ بس ایسا محسوس ہوتا تھا گویا اُس کی تخلیق ہی کچھ اس طرح ہوئی ہے اور خاص طور اس موقعہ پر میرے دوست نے نہ صرف اس پر ہی اکتفا کیا کہ لوگوں کو سوال وجواب سے ہی تنگ کرتا رہے اُس کے ماسوا اُسکے ہر چہار طرف ایک ایسی بھیڑ جمع تھی جو اس کی گفتگو کو نہایت دلچسپی سے سُن رہی تھی۔ یکایک وہی خبطی سامنے نمودار ہوا۔ میں نے اُسے آگے بڑھتے ہوئے دیکھا اس سے ظاہر تھا کہ وہ کیا کچھ کرنے کو ہے۔ دراصل اس سے بیشتر میں نے ایسے لوگوں کو ایسی سنجیدہ گفتگو کو منقطع کرتے ہوئے اور متکلم کے ایمان اور اچھے پیغام کو منتشر ہوتے ہوئے دیکھا ہے خواہ یہ کلام کتنا ہی سنجیدہ اور اعلیٰ کیوں نہ ہو۔ یہ آدمی تھوڑی دیر کے لئے اس بھیڑ کے پاس آکر رُکا صرف ایک منٹ کے واسطے ہی۔ جوں ہی فیبریل نے خدا کا نام لیا توں ہی وہ لڑائی کی راہ پر نظر آیا۔ آگے بڑھکر وہ میرے دوست کی طرف رجوع ہوا "خدا" اُسنے لفظ خدا

۵ ہم اِس زبور کو اس نیت سے پڑھیں تو یہ ایک دُعا میں تبدیل ہو جائے گا۔ تاکہ دُنیا پر خدا کا مسیح جو دنیا کا نجات دہندہ ہے حکومت کرے

مشہور تواریخ داں کے بیانات

مَیں یوزیبیس پمفیلی قیصر شہر کا بشپ ہوں جو ملک فلسطین میں واقع ہے میں نے ۳۲۵ء میں کاتھولک کلیسیا کی پہلی مجلس عامہ میں شرکت کی جو کہ نیقیا شہر میں منعقد ہوئی تھی۔ یہ بہت خوبصورت جگہ ہے اور قریباً 600 سال پیشتر سے بسا ہوا تھا۔ اس جگہ کو کانسٹنٹائن بادشاہ نے اپنا عارضی پایۂ تخت بنا رکھا تھا۔ کیونکہ اُس نے اس کے بعد اپنے تخت کو مستقل طور پر قسطنطنیہ شہر بسا کر رکھا۔ آپ یہ جاننے کی خواہش کریں گے۔ کہ رومی بادشاہت کے چاروں طرف سے یہ مجلس کیوں منعقد ہوئی۔ میں اس بیان کو بڑی خوشی سے یہاں درج کروں گا۔

مَیں نے اپنی زندگی کے ایک دراز عرصہ کو تواریخ کے واقعات کو جمع کرنے میں صرف کیا ہے اور جن کو میں نے دس جلدوں میں شائع کیا ہے شاید آپ کیلئے یہ ممکن نہ ہو کہ اتنے لمبے بیان کو پڑھیں اس کے علاوہ اگرچہ میں نے خداوند یسوع مسیح کی کلیسیا کے بارے میں اتنا مطالعہ کیا تو بھی میں یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ دوسرے مصنفوں نے درست نہیں لکھا۔ آپ بہ شوق عام اُنکی تصانیف کو پڑھیں۔

خونریزی کا زمانہ

رسولوں کے زمانے کے بعد سے پہلی دفعہ دُنیا کے بشپ لوگ جمع ہوئے۔ اس لئے کہ آج سے ۱۲ سال پہلے روم کے بادشاہوں کے قوانین کی وجہ سے مسیحیوں پر ایزا رسانی کا زور تھا۔ جب مہربان کانسٹنٹائن بادشاہ نے ۳۱۳ء میں ایک اعلان کیا جس کی وجہ سے ایزا رسانیاں ختم ہو گئیں اور مسیحی مذہب کے پیرو کاروں کو پوری آزادی عنایت کی گئی اور اسی آزادی کی وجہ سے یہ مجلس عامہ منعقد کرنا ممکن ہوا۔ جیسے مسیحی فلاسفر جسٹن نے کہا "ہم کاتھولک قتل کئے جا رہے ہیں۔ ہم لوگ مصلوب کئے جا رہے ہیں ہمارے بدن درندوں کے سامنے ڈالے جا رہے ہیں۔ ہمیں زنجیروں سے جکڑ کر آگ میں ڈالا جاتا ہے اور سختی سے سخت ظلم ہم پر کیا جاتا ہے" دوسرے مسیحی مصنف نے اپنی کتاب (TERTLILLIAN) میں اس حالت کا بیان اس طرح کیا ہے۔ "ہم لوگ افسروں کے واسطے جینا ہی جائز نہیں ہے" اتنے ظلم میں مسیحیت پھیلتی گئی۔ یہاں تک کہ TERTLILLIAN نے رومی افسروں کے سامنے کہہ دیا "کہ جو کچھ ظلم تم کرنا چاہتے ہیں۔ سو کر سکتے ہو مگر یاد رکھنا کہ شہیدوں کا خون مسیحیت کا بیج ہے۔"

صلح کا زمانہ

یہ پیشین گوئی پوری ہوئی اب ہم مسیحی لوگ نہ صرف اس بادشاہت میں موجود ہیں بلکہ کھلم کھلا ایک مجلس میں اکٹھا ہوئے ہیں۔ بادشاہ کی ہر امداد کی وجہ سے یہ مجلس ممکن ہوئی۔ کیونکہ اُس نے ہر طرح کی آسانیاں اس مجلس کیلئے مہیا کیں۔ اتنا کہ اُن کے آمد و رفت کی تمام سہولتیں مہیا کیں۔ یہ مجلس خدا کا انتظام تھا کیونکہ اس کے ذریعے سے اتنے لوگ مختلف الک اور مختلف زبان کے لوگ ایک ہی شہر میں اکٹھے ہوئے۔ اور اس طرح سے اس شہر میں ایک طرح کا باغیچہ لگا جس میں علم اور پاکیزگی کے میٹھے اور خوبصورت پھل پیدا ہوئے۔

ایسے لگے ایک دُعا کے گھر میں جیسے کہ وہ الٰہی قدرت سے بڑا کیا گیا ہو۔ تمام سوریا۔ عرب۔ مصر۔ یورپ اور افریقہ کے ملکوں کے بشپوں کی خوش آمدید کے لئے کافی تھا۔ یہاں فارس سے بھی ایک بشپ تشریف فرما تھے۔ اسپین کا ایک بشپ پاپائے اعظم ATHANASIUS نے 318 بشپوں کے علاوہ پریسٹ۔ ڈیکن اور عام خادم الدین بھی حاضر ہوتے رہے۔ اُن کی تعداد لگانا بھی مشکل ہے

اس مجلس کو دیکھتے ہوئے ہمیں رسولوں کی پہلی مجلس کی یاد آتی ہے۔ وہ لوگ خداوند یسوع کے آسمان پر جانے کے بعد یہوداہ اسکریوتی کی جگہ میں ایک دوسرا رسول چننے کیلئے اکٹھے ہوئے تھے۔ تب اُن کی تعداد کل ایکسو بیس تھی۔
(اعمال ۱، باب - ۱۵ آیت)

اُن دنوں میں کون اندازہ لگا سکتا تھا کہ اتنے تھوڑے عرصے میں یعنی صرف تین سو سالوں میں ہی مسیحیت رومی بادشاہت کے طول وعرض میں پہنچ جائیگی۔ لیکن خداوند یسوع مسیح نے پیشین گوئی کی تھی۔ "آسمان کی بادشاہی اُس رائی کے دانہ کی مانند ہے جیسے کسی آدمی نے لیکر اپنے کھیت میں بو دیا اور وہ سب بیجوں سے چھوٹا تو ہے مگر جب بڑھتا ہے تو سب ترکاریوں سے بڑا اور ایسا درخت ہو جاتا ہے کہ ہوا کے پرندے آکر اُس کی ڈالیوں میں بسیرا کرتے ہیں (متی ۱۳ باب ۳۱ تا ۳۲ آیات) ہیں۔" آپ لوگوں کا دھیان اسطرف رجوع کرانا چاہتا ہوں کہ اتنی تیزی سے ترقی کرنا کسی انسان کا کام نہیں تھا یہ صرف یسوع مسیح ہی کی طاقت ہے یہ ترقی تو حقیقت میں ایک کرامت ہے جسکا بیان صرف خدا کی ہی طاقت میں ہے۔

بیشک یسوع مسیح نے انسانوں کے ذریعے سے اپنا کام چلایا۔ شروع میں تو رسول لوگ ہی تھے۔ اور ان کے بعد اُن کے جانشین سب کو یقین تھا کہ یسوع مسیح پھر جی اُٹھا "اور وہ برابر اس خوشخبری کا اعلان کرتے رہتے تھے۔ یہ جوش اُس وقت خاص طور پر ظاہر ہوتا ہے جب پطرس اور یوحنا یہودیوں کی عدالت میں پیش کئے گئے تھے یاد رکھیں کہ اس عدالت نے ہی خداوند یسوع مسیح پر موت کا فتویٰ دیا تھا وہ نڈر ہو کر یہ بیان دیتے ہیں۔ "اے اُمت کے سردار اور بزرگو اگر آج ہم سے اُس احسان کی بابت بازپرس کیجاتی ہے جو ایک ناتواں آدمی پر ہوا۔ کہ وہ کیونکر اچھا ہو گیا۔ تو ہم سب اور اسرائیل کی ساری اُمت کو معلوم ہو کہ یسوع مسیح ناصری جس کو تم نے مصلوب کیا اور خدا نے مُردوں میں سے جی اُٹھایا۔ اُس کے نام سے یہ شخص تندرست کھڑا ہے یہ وہی پتھر ہے جسے تم معماروں نے حقیر جانا اور وہ کونے کے سرے کا پتھر ہو گیا۔" (اعمال ۴ باب ۹ آیت سے ۱۱ آیت تک)

اگرچہ وہ کوڑوں سے پیٹے گئے اور ان کو موت کی دھمکی دی گئی۔ تو بھی رسول لوگ اپنے جوش میں کم نہیں ہوئے۔

"مگر پطرس اور یوحنا نے جواب میں اُن سے کہا کہ تم ہی انصاف کرو آیا خدا کے نزدیک یہ واجب ہے کہ ہم خدا کی بات سے تمہاری بات زیادہ سنیں۔ کیونکہ ممکن نہیں کہ جو ہم نے دیکھا اور سنا ہے وہ نہ کہیں" (اعمال ۴ باب ۱۹ تا ۲۰)

اتنی ہمت صرف خداوند کی طرف سے ہی ہو سکتی ہے۔

مسیحیت کے مخالفوں کو صرف گملی ایل کے الفاظ کو یاد رکھنا چاہیئے۔ "اگر یہ کام آدمیوں کی طرف سے ہے تو آپ برباد ہو جائیگا لیکن اگر خدا کی طرف سے ہے تو تم اُن کو مغلوب نہ کر سکو گے۔" (اعمال ۵ باب ۳۸ تا ۳۹ آیات)

یہودی ظالم حاکموں میں سے ایک کا ذکر یہاں کرنا نہایت ضروری ہے۔ اُس کو ایک عجیب طریقے سے سچائی تک پہنچنا تھا۔ اُس کا نام ترسیس کا ساول تھا۔ وہ مسیحیوں کو قید کرنے کے لئے دمشق کی راہ پر جا رہا تھا۔ اُسوقت اُستاد اُسکو خود دکھائی دیا۔ جب وہ سفر کرتے کرتے دمشق کے نزدیک پہنچا تو ایسا ہوا کہ یکایک آسمان سے ایک نور اُسکے گرداگرد آ چمکا اور وہ زمین پر گر پڑا۔ اور یہ آواز سُنی: اے ساول۔ اے ساول تو مجھے کیوں ستاتا ہے اُس نے پوچھا اے خداوند تو کون ہے۔؟ اُس نے کہا میں یسوع ہوں جسے تو ستاتا ہے" (اعمال ۹ باب ۳ تا ۵ آیت) ظالم ساول اب پولوس رسول بن جاتا ہے اور اسی کی طرح بہت سے اور مخالف لوگ زمانہ بزمانہ مسیحیت میں شامل ہوتے گئے

رسول اور شاگرد دُنیا کے سب ملکوں کو تقسیم کر کے یسوع مسیح کی تعلیم کی منادی کیلئے جگہ جگہ پہنچے۔ ملک فارس توما رسول کو سونپا گیا۔ سِتھیا - اندریاس کو۔ ایشیا کوچک یوحنا کو جسکا افسس میں انتقال ہوا۔ پطرس مختلف جگہوں میں جاتا رہا۔ جیسے یروشلم۔ انطاکیہ جس میں وہ دس سال تک مقیم رہا۔ اُس کے بعد وہ روم کو چلا گیا۔ اور وہیں

مصلوب ہوا۔ اُن کی درخواست کے بموجب اُنکا سر نیچے کی طرف
کو کیا گیا اور پاؤں اوپر کو۔ اسی طرح پولوس رسول جگہ جگہ تبلیغ
کرکے آخر کو روم میں نیرو بادشاہ کے زمانہ میں پہونچا
اور وہیں قتل کیا گیا۔ یعقوب، یوحنا کے بھائی کو ہیرودیس
بادشاہ نے قتل کرایا۔ (اعمال ۱۲ باب ۲ آیت) یوحنا
رسول نے بھی ایمان کے لئے بہت مصیبتیں اُٹھائیں۔ مگر وہ
شہید نہ ہوئے۔

اتنی محنت اور خون کے بہانے سے کیا نتیجہ نکلا؟ رسولوں
اور شہیدوں کے خون سے یسوع مسیح کی تعلیم سورج کی کرنوں
کی طرح تمام دُنیا کو روشن کئے ہوئے ہے۔ ہر ایک اپنے دیوی
دیوتاؤں کی کہانیوں سے اتنے بدظن اور بیدلیوں سے نالاں
ہوئے کہ وہ کسی اعلیٰ مذہب کی جستجو میں ہو گئے۔ یہ کہاوت
اتنی عام ہو چکی تھی کہ ہر زبان پر تھی۔

"کھاؤ۔ پیو۔ اور موج اُڑاؤ۔ کل تو مرجانا ہی ہے"

جب عوام نے دیکھا کہ کس طرح مسیحی لوگ ایک بیداغ اور
بے عیب زندگی بسر کرتے تھے اور موت کے سامنے بھی سینہ
سپر تھے۔ تب انھوں نے متاثر ہو کر یہ خواہش ظاہر کی کہ انہیں
بھی مسیحیت میں شامل کر لیا جائے۔ اور وہ اپنے اس نئے
مذہب سے روحانی تسکین حاصل کرتے کہ ان کی خوشی
مخفی نہ رہ سکتی تھی۔ یہ نو مرید۔ امیر ہوں یا غریب اپنی اس
خوشی کو جبتک دوسروں تک نہ پہنچا دیتے ان کو چین نہ آتا
اس طرح مذہب کی خوشخبری ان کے دوستوں کو جان پہچان
والوں کو اور ظالموں اور دشمنوں تک کو پہنچائی گئی۔

مسیحی پیغام خاص طور پر غریبوں۔ غلاموں اور پسماندہ
طبقوں میں جلد مقبول ہوا۔ اس طرح مسیحیت کی ترقی
کے لئے میدانوں میں تبلیغ کی ضرورت نہ پڑی۔ خمیر آٹے
میں ڈالنے کے بعد سارا آٹا خمیرہ ہو جاتا ہے۔"

بقیہ صفحہ (۶) سے آگے:۔

نہایت مضحکہ خیز انداز میں کہا! بھلا ایک بیوقوف
کے علاوہ خدا پر کون بھروسہ کر سکتا ہے؟

فیرڈہل نے کہا کیا تم "حقیقتاً" ایسا ہی سوچتے ہو؟ (مجھے
یہ دیکھکر خوشی ہوئی کہ میرا دوست بہت ٹھنڈے مزاج میں تھا)
خبطی نے بہت ہی اکھڑ لہجہ میں جواب دیا۔ بیشک۔ اسلئے
کہ میں جانتا ہوں کہ کوئی خدا نہیں ہے۔

فیریل نے مسکراتے ہوئے کہا! نہیں میرے دوست ایسا
نہیں ہے۔ "ہر لمحہ بھیڑ بڑھتی جا رہی تھی" آخر تم کیسے جانتے ہو کہ
خدا نہیں ہے؟

"یہ تو بہت آسان ہے اگر واقعی خدا ہے تو میں اس سے
کہوں گا کہ وہ آج رات میں مجھے مار ڈالے اس نے بار بار اس
للکار کو دہرایا۔ جب فیریل کچھ نہ بولا تو اس نے پھر کہا۔ کیوں
بات کرنے سے گھبراتے ہو؟ جو لوگ خدا پہ بھروسہ کرتے ہیں،
سب کا یہی طریقہ ہے کہ بات تک کرنے سے ڈرتے ہیں۔ تم لوگ تو
اپنی پرچھائیں سے بھی گھبراتے ہو۔ میری طرف دیکھو میں نہیں
گھبراتا۔ مجھ میں تمہارے خدا کو بھی دعویٰ کرنے کی ہمت ہے کیا
میں ابھی تک زندہ نہیں ہوں؟ یقیناً میں زندہ ہوں تمہارے
خدا نے مجھے نہیں مارا۔ اور میں تمہیں بتاؤں کہ میں آج بھی
زندہ ہوں۔ کل بھی زندہ رہونگا اور اسی طرح ایک عرصے تک
زندہ رہوں گا۔ کیا تمہیں اب یقین ہو گیا کہ تمہارا خدا کوئی چیز نہیں ہے؟

اس موقع پر میں بھیڑ میں گیا اور فیریل کو بھیڑ سے باہر نکال
لایا۔ ایسے لوگوں سے بات کرنا عقلمندی سے بعید ہے حالانکہ
اس کے چہرے سے صاف عیاں تھا کہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہاں
سے جائے۔ کہیں خبطی کو یہ گمان نہ ہو کہ یہ بھی راہ فرار اختیار
کر رہا ہے۔ آخر کار وہ میرے اصرار پر باہر آ گیا۔ میں نے اسے
ایک پیالہ کافی پینے کے لئے کہا۔ اور ہم دونوں چل پڑے۔ میں
اس کی آنکھوں میں غصہ کے تاثرات دیکھ رہا تھا۔ دراصل جب وہ خدا یا مقدس مریم کے خلاف کچھ سنتا تو اسکا چہرہ غصہ سے
سرخ ہو جاتا ہے۔ میں اس کے اندر ایک غصے کا طوفان دیکھ رہا تھا۔ "احمق! وہ بڑبڑایا۔ ایسے ہی لوگ تو ہوتے ہیں جو دنیا کو
گمراہ کرتے اور گندگی میں دھکیلتے ہیں۔ جہانتک ممکن تھا۔ میں نے اپنے ساتھی کے جذبات کو سرد کرنے کی سعی کی۔ یہ لوگ نہیں
چاہتے کہ نور کو حاصل کریں۔" دس منٹ کے بعد ہم لوگ ریسٹورینٹ سے نکلے۔ وہ پھر پارک جانا چاہتا تھا۔ (بقیہ صہ ...)

چالیس شہیدوں کے واقعات

"صادقوں کی روحیں خدا کے ہاتھ میں ہیں، تو عذاب اُنہیں نہ چھوئیگا۔ اور جاہلوں کے گمان میں وہ مر گئے اور اُن کا گذر جانا بدبختی سمجھا گیا۔ اور کہ ان کا ہم سے چلا جانا ہلاکت تھا۔ لیکن وہ سلامتی میں ہیں اور گو آدمیوں کی آنکھوں میں اُنھوں نے دُکھ اُٹھایا اُن کی اُمید بقا سے معمور ہے"
(حکمت ۳ = ۱ تا ۴)

اِن کلمات سے نہ صرف ہم تسلی اور شیرینی ہی حاصل کرتے ہیں بلکہ بھیانک تکالیف اور عذاب بھی ہمارا حوصلہ پست نہیں کر سکتے کیونکہ یہ اطمینان اور تسلی کی باتیں آنے والی زندگی میں ہمیں نوید دیتے ہیں اور اس فانی زندگی کی اہمیت کو گھٹاتے ہیں۔

ناظرین نے گذشتہ نمبروں میں مقدسہ سیلیا شہیدہ کے حالات زندگی پڑھے ہوں گے۔ اور تعجب کیا ہوگا۔ کہ کس طرح اس نوجوان لڑکی نے دنیا کی آزمائش۔ دُکھ اور مصیبت پر قابو حاصل کیا اور دشمن اس کی روحانی طاقت کو توڑ نہیں سکے اسکے باوجود اس نے اپنی رُوح کے واسطے ایک نہ مٹنے والا تاج حاصل کیا

اب ہم ناظرین کے سامنے چالیس شہیدوں کا حال بیان کریں گے۔ جس میں شہیدوں کی روحانی طاقت اور اُن کے ایمان کی اٹوٹ پائیداری پہلے کی طرح ظاہر ہو گی۔

مسیحیت فلسطین سے ایشیا کے دوسرے ملکوں میں پھیلتی گئی۔ آرمینیا کے ایک شہر سباط میں مسیحیوں کو مٹانے کے لئے مظالم شروع ہو گئے، مگر جس طرح روم اور دُنیا کے باقی حصوں میں مسیحیوں نے ظالموں اور جلادوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اسی طرح آرمینیا میں بھی کیا گیا۔

جیسے قاہرانہ اور جابرانہ مظالم اور مصائب کا اُنھوں نے سامنا کیا مشکل ہی سے انسانی دماغوں سے اس کا نقشہ دور ہو سکتا ہے نہ ہی تاریخی صفحات سے انکار ممکن ہے۔

یہ چالیس فوجی خداوند یسوع مسیح کے نام کی وجہ سے ایک بھیانک زندان میں محبوس کئے گئے۔ اُن کی مشکیں کسی گئیں اور انکے منہ پر طمانچوں کی بارش کی گئی۔ تو بھی اُسے ناکافی سمجھ کر جبکہ سردی شدت سے ہو رہی تھی اور جھیل نے برف کی صورت اختیار کر لی تھی انہیں برہنہ کیا گیا ایسی سزا کہ جس سے وہ تڑپ تڑپ کر مریں اُنہیں اُس برفانی جھیل میں کھڑا کیا گیا اُسی حالت میں اُن شہیدوں نے یہ دُعا کی:۔

"یہاں ہم چالیس داخل کئے گئے اور اَے خداوند اسی طرح سے چالیس تاج ہمیں دیئے جائیں اس سے کم نہ ہوں۔ اس عدد کی عزت کی خاطر کہ تو نے چالیس دن روزہ رکھا۔ جسکے ذریعہ سے الٰہی شریعت دنیا میں آئی۔ ایلیاس نے چالیس دن روزہ رکھکر تیرا نظارہ کیا ہماری تجھ سے یہی التجا ہے کہ ہماری تعداد چالیس سے کم نہ ہو"

پہریدار نیند میں مدہوش تھے صرف ایک صدر دروازہ کا محافظ چوکنا تھا جس نے ان چالیس شہیدوں کو دُعا میں مصروف اور اُن پر ایک ایسی روشنی کا ہالہ متورد دیکھا جن کے درمیان کچھ ایسی فرستادہ آسمانی فرشتے اپنے ہاتھوں میں اُنتالیس مزین مرصع تاج لئے ہوئے انہیں تقسیم کر رہے تھے تب وہ سوچنے لگا کہ یہ کیسی عجیب بات ہے یہ لوگ تو چالیس ہیں مگر تاج ۳۹ ہی ہیں۔ ابھی وہ ان باتوں پر غور ہی کر رہا تھا۔ نزدیک ہی گرم پانی کے حوض میں غوطے کے لئے چلا گیا اور یوں اُسنے اپنے ایمان کا انکار کیا (گرم پانی کا حوض اسی لئے تیار کیا گیا تھا کہ جو اپنے ایمان کا انکار کرے اُسے معاف کر کے سردی اور برف سے بچا لیا جاوے) اس لئے ۳۹ شہید کو بھاری صدمہ ہوا، مگر خدا نے اُن کی دُعا قبول کر لی تھی کیونکہ ان واقعات سے صدر محافظ اتنا متاثر ہو چکا تھا کہ اس نے دوسرے محافظین کو بیدار کیا اور اپنے کپڑے اُتار کر اُن کے حوالے

گئے اور خود انتالیس شہیدوں کی مصیبت میں شریک ہو گیا۔
اور اس طرح یہ تعداد پھر چالیس کی چالیس ہو گئی جیسے ہی حاکم کو معلوم ہوا کہ یہ سپاہی جو محافظ تھا مسیحی ہو گیا لاٹھیوں سے اس کی ہڈیاں تڑوا دیں اور اسی طرح لاٹھیوں سے مار مار کر تمام لوگوں کو شہید کر دیا گیا۔ سوائے ایک کے جو ان میں سے کم عمر اور مضبوط تھا اس میں کچھ جان باقی رہ گئی تھی تو بھی اس کی ہڈیاں چکنا چور ہو گئیں تھیں اس کی بہادر ماں جو قریب ہی اس دردناک نظارہ کو دیکھ رہی تھی مجروح اور تربیب اٹر گ بیٹے کو ہدایت دی کہ "بیٹے تھوڑی دیر اور برداشت کر دیکھو یسوع دروازہ کے پاس کھڑا تم کو مدد دے رہا ہے۔"
اور جب دکھیا ماں نے دیکھا کہ دوسرے شہیدوں کی لاشیں اٹھائی جا رہی ہیں کہ انھیں نذر آتش کیا جائے اس کا بیٹا وہیں پڑا ہوا ہے، گھبرانے لگی، کہ اگر وہ زندہ رہے تو لوگ پھر سے اسکو بے دین بنا دیں گے۔ تب وہ مبارک ماں اپنے بیٹے کو کاندھے پر اٹھا کر دوسرے شہیدوں کی لاش لے چلنے والوں کے پیچھے بھاگی اور ماں کے کندھے ہی پر بیٹے نے دم دے دیا۔ ماں نے اپنے بیٹے کو سب کیساتھ آگ میں جھونک دیا۔ تاکہ وہ جو اپنی مضبوطی و ایمان اور نیکی کی بنا پر بلائے گئے تھے نہ صرف جنازہ میں ہی شامل ہوں بلکہ آسمان میں بھی ساتھ ہی ساتھ داخل ہوں۔
جلانے کے بعد اُن کے تبرکات ایک ندی میں پھینک دیئے گئے مگر ایک عجیب طرح سے وہ سب ایک ہی جگہ اکٹھے ہو گئے تھے جہاں اسی طرح محفوظ اور سالم پائے گئے اور ایک ہی قبر میں دفن ہوئے۔
کیا ہمارا ایمان بھی ان چالیس شہیدوں کے موافق اور اس نوجوان شہید کی ماں کے مانند ہے ان چالیس شہیدوں کے حالات ہمارے ایمان کو مضبوط بنائیں گے۔ یاد رکھیں کہ ہم مقدسین اور شہیدوں کے فرزند ہیں۔

جن حضرات کا چندہ ختم ہو چکا ہے وہ اپنی امداد فضلیوں کی ماں کے دفتر میں جمع کرا دیں۔ (ادارہ)

میٹھی جو شہد سے تری ہر ایک بات ہے
ہونٹوں میں تیرے کیا کوئی قند و نبات ہے

اے دوست تیرا غم ہی مری کائنات ہے
یہ دردِ دل ہی میرا متاعِ حیات ہے

موذی کا ساتھ دینا جرات کی بات ہے
گرتے ہوؤں کو تم جو اٹھاؤ تو بات ہے

جو ہیں سیہ کار انھیں غم کی رات ہے
اُجڑے ہوئے نصیب فسردہ حیات ہے

بازی لگانا جان کی جن کی حیات ہے
بیکار ان کے واسطے فکرِ ممات ہے

ہاتھوں میں تیرے وقت کے غم کی نجات ہے
پھر منتظر بہار کی کوئی حیات ہے

مہتاب بن کے آج چمک جاؤ تم ندیم
چھائی ہوئی نصیب پر اب غم کی رات ہے

شمشیر ہو عمل کی یقیں دل میں ہو مکیں
تجھکو نصیب دہر کے غم سے نجات ہے

میری زبان سے نکلے گا اک شورِ انبساط
جبتک کہ دل نشانۂ صد حادثات ہے

اسکی شمیم جانِ چمن روحِ گلستان
مانا کہ دو گھڑی کو ہی گل کا ثبات ہے

اِن شاعروں کا نام مٹے کس طرح ہما
جنکے ہر ایک شعر میں پوشیدہ بات ہے

مقدّس ساکرامنٹ کے چند مشہور واقعات

گرجہ میں پاک شراکت رکھنے کی کئی وجوہات ہیں تو بھی سب سے خاص وجہ یہ ہے کہ ہم گرجہ میں حاضر ہو کر اس سے ملاقات کریں اس کی عزت اور پرستش کا اظہار کریں۔ خدا کو یہ دستور بہت مقبول ہے۔ اور اس قبولیت کو اُس نے کئی کرامات کے ذریعہ ثابت کیا۔

چھٹی صدی میں دستور تھا کہ پاک شراکت کے بعد مقدّس روٹی کے جو ٹکڑے یا ذرّے بچ جاتے تھے وہ چھوٹے بچّوں کو کھلائے جاتے تھے۔ یونانی تواریخ داں نیشی فارس بیان کرتے ہیں کہ اُس نے اپنے بچپن میں اسطرح کئی مرتبہ پاک شراکت لی۔

ایک دن کا واقع ہے کہ اُس کے ساتھ کے بچّے اس مقصد کے لئے اسکول سے جلدی بلائے گئے۔ اتفاق سے اُن کے ساتھ ایک یہودی بچّہ بھی تھا۔ اُس نے بھی اُن کے ساتھ پاک شراکت لی۔ اُس کا باپ جو ایک کٹّر یہودی تھا اُسنے دریافت کیا کہ اسکول سے اتنی دیر میں کیوں آئے ہو۔ تب بچّے نے بتایا کہ میں نے مسیحی بچوں کے ساتھ گرجہ میں جاکر پاک شراکت لی ہے۔ یہ سنکر یہودی نہایت غصّہ ہوا اور اُسکو اُٹھاکر آگ کی بھٹی میں ڈالدیا۔ جسمیں کانچ کو پگھلایا جاتا تھا۔ بچّہ کی ماں رنج اور خوف کے مارے روتی پیٹتی تین دن بعد بھٹی کے پاس سے گذری۔ اُس نے ایک آواز سُنی جو اُسے بڑے پیار سے بلاتی تھی۔ اُس نے چاروں طرف نظر اُٹھاکر دیکھا مگر کچھ پتہ نہ لگا۔ آخر اُس نے اپنے نوکروں کو بھٹی کھولنے کا حکم دیا۔ اُس نے دیکھا کہ اُس کا بیٹا آنچ کے بیچ میں بڑے آرام سے بیٹھا ہوا ہے اور ایسا معلوم ہوتا تھا گویا اسکو آنچ بالکل نہیں لگ رہی ہے تب اُس نے بچّے سے دریافت کیا کہ اتنی تیز آنچ میں تم کیسے بچ گئے

بچّے نے کہا ماں ایک خاتون بینجنی لباس میں ملبوس ان دنوں میں میرے پاس آتی رہی۔ اُس نے میرے اردگرد پانی چھڑکا جس سے میرے چاروں طرف کی آگ سرد پڑ جاتی تھی۔ اُس نے مجھے کھانے کو بھی دیا۔

اس عجیب واقع کی شہرت تمام شہر میں پھیل گئی ماں اور بیٹے نے فوراً کاتھولک مذہب قبول کر لیا۔ اور اُنکو بپتسمہ دیا گیا۔ باپ اپنی ضد پر اڑا رہا۔ بادشاہ جسٹینین نے ۵۳۲ء میں اُسے موت کا فتویٰ دیا۔

ایک دوسری عجیب مثال ناظرین کے لئے پیش کرتے ہیں شہر پیرس میں ایک غریب عورت نے ایک یہودی مہاجن سے کچھ روپیہ اُدھار لیا۔ اور اُس نے تمام قیمتی کپڑے امانت کے طور پر گروی رکھ دیئے تھے ایسٹر کا تہوار نزدیک تھا۔ اُس غریب عورت نے چاہا کہ اس کے کپڑے کم از کم تہوار کے لئے واپس مل جائیں۔ مہاجن نے سوچا کہ موقع اچھا ہے اور اُس سے کہا کہ میں بڑی خوشی سے تمہیں تمہارے کپڑے دیدوں گا۔ اور روپیہ بھی معاف کر دوں گا اگر تم گرجہ سے میرے لئے ایک مقدس روٹی لادو۔ جو تم کو پاک شراکت میں ملتی ہے۔ یہ شرط اُس عورت کیلئے ایک بڑی آزمائش تھی۔ دوسرے دن اُس عورت نے گرجا میں جاکر پاک شراکت لی اور مقدس روٹی کو رومال میں چھپا کر یہودی کو دیدی۔ مہاجن نے اس مقدس روٹی کو لیکر میز پر رکھا اور چھری سے کئی مرتبہ مارا۔ فوراً ہی اس میں سے خون نکلنے لگا۔ جس سے اُس کی بیوی اور بچّے گھبرا گئے۔ اس کے بعد اُس نے اس روٹی کو دیوار میں جڑ دیا۔ اور پھر چھری ماری۔ روٹی سے پھر خون بہہ نکلا تب وہ بہت گھبرایا اور اُسکو غصہ سے لیکر اُسنے اُسکو اُبالنے کو

(بقیہ صفحہ ۱۷ پر)

انتقال پُر ملال

جناب جیکب پیر حقیر صاحب اور جناب سردار میسح روز صاحب مطلع کرتے ہیں کہ حضرت الایس تخلص صاحب رسا لکھنوی اس جہان فانی سے مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۶۵ء بوقت صبح ۷ بجے رحلت فرما گئے رسم جنازہ ۲۲ مئی کو بٹالہ میں ادا کی گئی۔ آپ ہندوستان کے اُردو شعرا میں ایک خاص مقام رکھتے تھے اور فی زمانہ مسیحی شعرا میں انکا کوئی ہم پلہ نہ تھا یہانتک کہ گورنمنٹ نے آپکی خدمات کے صلے میں اُن کی عزت افزائی کیلئے انکو ایک عطیہ بھی پیش کیا جو کہ مبلغ ۴۵/- روپے سالانہ پر مشتمل تھا۔ آپکی عمر 86 برس کی تھی۔

آپ کے بہت سے مسیحی شاگرد موجود ہیں جنہوں نے خود اپنے لئے شعرا میں مقام پیدا کر لیا ہے جن میں خاص خاص یہ حضرات ہیں۔ جناب سردار مسیح روز امرتسری جناب جیکب پیر حقیر میرٹھی۔ جناب جیکب زین شاد اور جناب جارج سویٹ معصوم صاحب قابل ذکر ہیں

آپکے جنازے میں مقامی اور بیرونی حضرات نے شرکت کی۔ اور ایک بڑی تعداد نے شرکت کرکے اپنی محبت و عقیدت کا اظہار کیا۔ اس غم انگیز موقعہ پر جناب روز امرتسری صاحب نے ایک مرثیہ پڑھا۔

ہماری دُعا ہے کہ خدا جناب رسا صاحب کے تمام خاندان والوں کو اور اُن کے دوست و احباب اور تمام شاگردوں کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

(ادارہ فضلوں کی مال)

خط و کتابت کرتے وقت اپنا خریداری نمبر ضرور لکھئے تاکہ آپکے حکم کی تعمیل میں دیر نہ ہو کیونکہ ادارہ کیلئے بلا نمبر خریداری خط کا جواب دینا مشکل ہو جاتا ہے

خراجِ عقیدت

(از نتیجہ فکر جناب جیکب پیر حقیر میرٹھی صاحب)

ہائے کن نظروں سے دیکھیں ہم یہ جورِ آسماں
گلشن شعر و سخن پر چھا گئی ہے دورِ خزاں
اُٹھ گئے دُنیا سے اہلِ فن ہیں دُنیا میں کہاں
آج حضرت رسا بھی رخصت ہوئے سوئے جناں

وقت نے پہنچا دیا ہے قبر کے آغوش میں
سینکڑوں جوہر ہوئے پنہاں لبِ خاموش میں

حق نے جتنے وصف بخشے آپکو سب بے مثال
نیک صورت، نیک سیرت، پاک طینت، خوش خیال
جانتے ہیں مانتے ہیں اہلِ فن اہلِ کمال
جتنی تصنیفات بھی ہیں آپ کی ہیں لازوال

شمع بزمِ دل تھے محفل میں اُجالا کر گئے
اُٹھ گئے دُنیا سے لیکن نام پیدا کر گئے

کیوں نہ چھا جاتی جہاں پر آپکی ذات شریف
آپ سے خوش تھے جواں بھی آپ سے خوش تھے ضعیف
آپ کے مضمون نرالے، آپکی غزلیں لطیف
سامنا جس نے کیا ہونا پڑا اُس کو خفیف

یہ کرم اللہ کا تھا آپ پر انعام تھا
جو بھی ذرہ راہ میں اُبھرا وہ زیرِ گام تھا

آپ اتنے نکتہ داں تھے اسقدر فنکار تھے
دوستوں کا ذکر کیا ہے داد لی اغیار سے
آپکے شاگرد بھی اُستاد ہیں اس دور کے
کیوں نہ ہوتے رات دن تھے شاعری کے مشغلے

آپ کی محنت نے نا اہلوں کو قابل کر دیا
جو مسافر تھے اُنھیں نزدیک منزل کر دیا

آپ ہر خدمت سے اپنے واسطے بیزار تھے
اور لوگوں کے بڑے ہمدرد تھے غمخوار تھے

(بقیہ آگے):-

غم کے خوگر تھے ہر اک ہر اک کلفت سے پردہ دار تھے
اصل میں حضرت رسا ہر مشکل سے ہشیار تھے
آپ نے کب غور فرمایا کسی کی "بات" پر
آپ کا ہر وقت تکیہ تھا خدا کی ذات پر

اب کسے جا کر کہیں استاد، شاگرد رشید
کون ہے کس کے سنیں ارشاد، شاگرد رشید
کس سے پائیں داد مخلوں داد شاگرد رشید
مختصر یہ ہو گئے برباد، شاگرد رشید

اُٹھ گئے جب آپ اس دنیا سے دنیا ہیچ ہے
آپکے غم کے سوا اب ہر تمنا ہیچ ہے
ہند میں ممتاز تھے فن سخندانی میں آپ
مطلع شعر و سخن پر چمکے تابانی میں آپ
تھے صف اول میں خامہ کی درافشانی میں آپ
بے بہا گوہر تھے اک طرز غزلخوانی میں آپ

یہ دعا ہے آپکو بخشے خدائے کردگار
حق تعالیٰ کے کرم سے خلد کی پائیں بہار

"غزل روز"

از جناب روزنامہ تسری

رضائے حق کے اشارات پاتے چلو
گلوں کو خار نہ خاروں کو گل بتاتے چلو
چلو کر اصلاح چلو، عقدے سلجھاتے چلو
کلام تام ہے تو آسماں پہ چھاتے چلو
تصورات کی دنیا نہ یوں بساتے چلو
کلام خام ہے ہمدم نہ گنگناتے چلو
زمیں نہیں کو آسماں نہ تم بناتے چلو
کمال شاعری میں میں نہ ملاتے چلو
نہ بہکے تم ہی چلو، تم نہ گھبراتے چلو!
چلو، چلو اے عزیزو! قدم اٹھاتے چلو!

بقیہ صفحہ ۹ "ایک منکر خدا...!"

لیکن میری خواہش برعکس تھی۔ میں نے اس سے کہا
چلو سینما چلیں اور ہم ڈنلوں اوڈین کی طرف چل
ابھی ہم راستے ہی میں تھے کہ لوگوں کی چیخ و پکار کی آ
آئیں۔ آگے بڑھکر دیکھا ایک جگہ بھیڑ جمع تھی۔ ادھر اُدھر
شیشوں کے ٹکڑے بکھرے ہوئے تھے۔ ان سب سے ظ
تھا کہ کوئی موٹر حادثہ پیش آیا ہے۔ کوئی بات نہیں اس قس
کے واقعات تو روزانہ ہی لندن میں ہوتے رہتے ہیں
اتنے میں ہم موقع پر پہنچ گئے اور دیکھا کہ ڈرائیور بر
طرح سے زخمی ہو گیا ہے۔ اور ایک راہ گیر راہ عدم پہنچ گیا
لمپ کی روشنی میں مرنے والے کا چہرہ صاف نظر آرہا تھا
ہمارے تعجب کی انتہا نہ رہی جب ہم نے دیکھا کہ مر
والا کوئی اور نہیں بلکہ وہی ہے جو ابھی کچھ دیر پہلے خدا کو
چیلنج کر رہا تھا۔ اور جس کا دعویٰ تھا کہ وہ اب زندہ
اور بہت عرصہ تک زندہ رہے گا۔

اب ہم لوگ تھیٹر نہیں گئے ہمارے لئے یہی سین بہت تھا
ابھی ہم نے دیکھا اگر ہم جاتے بھی تو کچھ دیکھ نہ سکتے تھے ہمیں
اس آدمی پر افسوس ہو رہا تھا۔ جو تھوڑی دیر پہلے خدا کو
کر رہا تھا اور جیسے خدا نے فوراً ایک اپنی عدالت کے تخت کے سا
بلایا تھا۔ خدا کو نہ کوئی دھوکہ دے سکتا ہے۔ اور نہ ہی خدا
کسی کو دھوکہ دیتا ہے"

(بقیہ صفحہ ۱۲ سے آگے)

چلمچی جسمیں پانی بھرا ہوا تھا پھینک دیا تو تمام پانی کا رنگ فوراً
ہو گیا اور ایسا معلوم ہونے لگا گویا اس مقدس روٹی میں خداو
یسوع مسیح دکھائی دے رہا ہے اس نظارے کو دیکھکر یہودی
دل میں خوف چھا گیا۔ اور وہ جا کر کمرہ میں چھپ گیا۔ ایک بچہ گھر
نکلا اور لوگوں کو جو گرجہ کی طرف جا رہے تھے کہنے لگا۔ گرجہ
مت جایا کرو۔ میرے باپ نے تمہارے خدا کو مار دیا ہے
اس بات کو سنکر ایک عورت آگ لینے کے بہانے سے

گھر میں گئی اور اس نے دیکھا کہ مقدس روٹی میں مسیح مصلوب دکھائی دیتا ہے۔ اس نے ایک چھوٹا ڈبا کھولدیا جو ان دنوں میں مریضوں کو پاک قربانی
دینے کے لئے استعمال کرتے تھے تب روٹی نے اپنی پہلی صورت اختیار کی اور آہستہ آہستہ اس ڈبہ میں اتر آئی۔ سب لوگ اس عجیب واقعہ کو سنکر حیران ہو گئے۔ اس عورت

بابائے اعظم کا دوسرا گشتی خط

بابائے اعظم نے اپنا دوسرا گشتی خط ۳۰ اپریل کو شائع کیا اور اس میں مبارک مریم کی عبادت کی وضاحت اور توصیف کرتے ہوئے مسیحی مومنین سے اس امر کی درخواست کی کہ وہ دنیا میں امن و صلح کیلئے مقدسہ والدہ کی خاص سفارش طلب کریں۔

انھوں نے فرمایا کہ "تاریخ اس امر کی مشاہد ہے کہ کاتھولک مسیحیوں نے تنگی اور مصیبت میں ہمیشہ مبارک مریم کی طرف رجوع کیا اور اس ہی سے مدد اور تسلی حاصل کی۔ موجودہ ایام میں ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا کے چند ممالک میں خوفناک جنگ جاری ہے روزانہ صدہا آدمی ہلاک ہوتے ہیں۔ اور ہزارہا عورتیں مائیں اور بچے مصیبت، تکلیف اور رنج و غم کا شکار ہوتے ہیں کسی ملک میں خونی انقلاب برپا ہے کسی میں گوریلا جنگ زوروں پر ہے۔ اور کسی میں فسادات جاری ہیں۔ نہ جنگ کی شدت میں کمی آتی ہے اور نہ فسادات و تنازعات میں کسی قسم کا فرق نظر آتا ہے۔ حالات بد سے بدتر ہوتے چلے جارہے ہیں۔ ان تمام واقعات کے پیش نظر ہم سب ممالک کے حکمرانوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنی رعایا کی اُن صداؤں کو جو وہ امن اور سلامتی قائم کرنے کے لئے بلند کرتی ہیں سُننے سے غافل نہ رہیں ہم تمام کاتھولک مسیحیوں کو اس امر کی ہدایت کرتے ہیں کہ وہ خاص کر مئی کے مہینہ میں عبادتوں اور ریاضتوں کے ذریعہ اور بالخصوص اقدس روزری کی دعا سے امن کی ملکہ کی حفاظت اور سفارش طلب کریں۔

بابائے اعظم اس خط میں کسی خاص ملک کا ذکر تو موجود نہیں لیکن اسکو پڑھکر یہ صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ اُن کا اشارہ ویٹ نام کے ملک کی طرف ہے جہاں چند سالوں سے جنگ جاری ہے اور آج کل امریکہ کی فوجیں اشتراکیوں پر سخت بمباری کررہی ہیں اور شمالی علاقے سے گوریلا فوجیں نہایت بے دردی سے شہریوں اور فوجیوں پر تباہ کن حملہ کر رہی ہیں۔ (ماخوذ)

"باپ، بیٹے اور روح القدس کے نام میں"

اقدس تثلیث کا مسئلہ مسیحی مذہب کا بنیادی مسئلہ ہے اور ہم بلامبالغہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ باقی اکثر مسائل مثلاً "مسئلہ تجسم" مسئلہ کفارہ" "مسئلہ نجات" کا انحصار اسی خاص مسئلہ پر مبنی ہے

اقدس اناجیل اور رسولوں کے خطوط میں اس مسئلہ کا متعدد بار ذکر اور بیان کیا گیا ہے کلیسیا کی تاریخ بھی اس امر کی شاہد ہے کہ قدیم مسیحی اس مسئلہ کی اہمیت کو جانتے ہوئے اسکے سرگرم معتقد تھے رومی بت پرستوں کے سامنے وہ سب سے پہلے توحید خدا کا اقرار کیا کرتے تھے وہ اقدس تثلیث کے نام سے بپتسمہ حاصل کرتے اور اپنی عبادت میں "خدا کی تمجید" کیا کرتے تھے یا بالفاظ دیگر وہ با جلال "جلال باپ اور بیٹے اور روح القدس کا ہو" کہا کرتے تھے ساتویں صدی سے کلیسیا میں ہر زبور کے آخر میں خدا کی تمجید پڑھنے کا رواج شروع ہو گیا۔

اُسی زمانہ سے صلیب کا نشان بنانے اور اُسکے ساتھ اقدس تثلیث کا ذکر کرنے کا دستور قائم ہے سپین اور پرتگال کے مسیحی اپنی روزانہ زندگی میں اقدس تثلیث کا اقرار کیا کرتے تھے اور اسی بنا پر اُن میں خاندانی نام "ٹرینیڈاڈ" یعنی تثلیث عام ہے جب سولھویں صدی میں اُن کے سیاح بحری سفر طے کرکے پہلی مرتبہ امریکہ پہنچے تو انھوں نے ایک جزیرے کا بھی یہی نام رکھا۔

آجکل افریقہ میں ایک مسیحی بادشاہ نے بھی اپنا یہی نام رکھا ہے یہ بادشاہ ہیلے تلاشیہ ہے جو اتھوپیہ یعنی حبشہ پر حکمران ہے۔

ہم کاتھولک مسیحیوں کا دستور ہے کہ ہر دعا اور ہر کام کرنے سے پیشتر اپنے اوپر صلیب کا نشان بنا کر اقدس تثلیث پر اپنے ایمان کا اقرار کرتے ہیں۔ کاش کہ یہ اقرار زبانی نہ ہو بلکہ دل سے ہو اور کہ ہم یہ الفاظ دہراتے ہوئے یاد رکھیں کہ ہمیں خدا کے واحد و ثالوث کی خدمت اور عبادت کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔ (ماخوذ)

(بقیہ صفحہ ۳) اپنی محنتوں سے آرام پائیں گے اور اُن کے اعمال انکے ساتھ ساتھ ہوتے ہیں۔ اگر روح غیر فانی نہ ہوتی تو سزا یا جزا کا کوئی سوال ہی نہ ہوتا یعنی انسان کو اپنے نیک یا برے کاموں کے نتیجہ کی فکر نہ ہوتی اسکے علاوہ اگر روح بدن کے ساتھ فنا ہو جاتی تو انسان دوبارہ نہ جی سکتا۔ اور اگر خدا قبر میں سے جِلاتا تو وہ پرانا انسان نہ ہوتا بلکہ وہ بالکل ایک نئی ہستی ہوتی۔ کیونکہ روح کے مرنے کے ساتھ ساتھ پہلی ہستی کا وجود بھی ختم ہو جاتا ہے۔

خبریں

کانگو۔ ۳۱ بلجیم اور ڈچ مشنریز کو کانگو کے باغی سپاہیوں نے ہلاک کر دیئے۔ شرنارتھی لوگ بتاتے ہیں کہ سسٹر صاحبان بھی خفیہ جگہ میں محفوظ ہیں مگر اُن کو بہت خطرہ ہے۔

رانچی۔ گولنگ گاؤں میں ۲۴۳ سمنری کے برادر لوگ اپنی گرمی کی چھٹیوں میں اس گاؤں کیلئے ایک جھیل کھود رہے ہیں۔ اس کام کو سرانجام دینے کے لئے ۵ گھنٹے روزانہ دھوپ میں کام کرنا پڑتا ہے۔ کھدی ہوئی مٹی کو سر پر رکھکر دُور پہنچائی جاتی ہے اور موٹے پتھر بھی کنارے بنانے کے لئے اُٹھانے پڑتے ہیں یہ کام نہ صرف غُربا کی خدمت کے لئے کیا جاتا ہے بلکہ مقدس کلام کی مرضی پوری کرنے کے لئے کیا جاتا ہے یہ کام ابھی کو شروع کیا گیا تھا۔

لنڈن۔ انگلینڈ کے کاتھولک لوگوں کی ایک تجویز ہے جس سے بچھڑے ہوئے ملکوں کی امداد میں بڑھانا چاہتے ہیں یعنی ایک (PEACE CORPS) کو بھیجنا چاہتے ہیں اُن کا مقصد یہ ہے کہ LAY VOLUNTEERS دو سال کے عرصہ کے لئے پچھڑے ہوئے ملکوں میں جا کر مفت خدمت کریں گے شروع کرنے کیلئے ۲۰ نوجوان آدمی اور عورتوں کو نرسیس اور ٹیچرس کسان اور دیگر کاریگری کی تعلیم دی جائے گی اور اُسکے بعد ایشیا۔ افریقہ اور ساؤتھ امریکہ کو بھیجے جائیں گے۔ اس سال قریباً سولہ شخص ان ملکوں میں بھیجے جا رہے ہیں وہ لوگوں کے ساتھ کھیتوں میں ہل چلائیں گے۔ زخمیوں کی مرہم پٹی کریں گے لیبوریٹری میں کام کریں گے اور اسکولوں میں تعلیم دینگے۔ اِس کے علاوہ عمارتوں اور سینچائی میں بھی مدد کریں گے۔

رُوم۔ دُنیا کے چاروں طرف سے پوپ جون کی وفات کی دوسری یادگاری میں کثیر تعداد میں لوگ یہاں اکھٹے ہوئے سینٹ پیٹر کے گرجا کے نیچے جو مقبرہ ہے وہ اُنکو دکھایا گیا اور پوپ جون کی قبر پر کثرت سے پھول چڑھائے گئے۔

نیویارک۔ ایک ہزار کا کتھولک جرنلسٹ اور اُن کے

احباب ایک دعوت کیلئے اکٹھے ہوئے۔ ان میں سے فادر جوزف ودا کھن نیر بجور کے فادر الیکزنڈر منگلور کے، اور J. BARRET (جے بیرٹ) دہلی کے وہاں پر موجود تھے [illegible] کیا گیا کہ پچھڑے ہوئے ملکوں میں پریس کی طرف زیادہ دھیان نہیں دیا جاتا ہے۔ اور وعدہ کیا گیا کہ ایسے ممالک میں پریس کے کام کو بڑھانے کیلئے مدد دی جائے گی۔

پٹھانکوٹ:۔ ۲۷ مئی عید سے ہو دیر دی رایٹ ریورنڈ [illegible] البن سوا برک پریفیکٹ اپیسٹولک آف جالندھر کا دورہ ہوا اُن کی آمد پر کافی تیاری کی گئی۔ جناب کی آمد ساڑھے دس بجے صبح اور آپکی آمد پر کافی خوشی کا اظہار کیا گیا شام کو آپنے ہولی فیملی چرچ میں پاک عشا کی قربانی چڑھائی جس میں آپنے ۷ شخصوں کو [illegible] دست مبارک سے استحکام کا ساکرامنٹ دیا اور سات شخصوں نے آپکے ہاتھ سے اپنی پہلی پاک شراکت لی۔ اور پچاس لوگوں نے آپ کے دست مبارک سے پاک شراکت لی جماعت کی تعداد [illegible] کے قریب تھی۔ پاک ماس کے بعد آپکے گلے میں خوشی کے ہار پہنائے اور سب کے گروپ فوٹو لئے گئے۔ اور قیام کے بعد صبح کو رخصت ہو گئے

بقیہ صفحہ ۳۵:۔

(بقیہ صفحہ ۳۵)

کے لئے برابر ہدایت دیتا رہتا تھا۔۔ ایسا وقت آئیگا کہ لوگ صحیح تعلیم کی برداشت نہ کریں گے۔ بلکہ کانوں کی کھجلی کے باعث اپنی خواہشوں کے موافق بہت سے اُستاد بنائیں گے۔ اور اپنے کانوں کو حق کی طرف سے پھیر کر کہانیوں پر متوجہ ہوں گے" (تھتھیس ۲ باب ۳-۴) ایک دو بار نصیحت کرکے بدعتی شخص سے کنارا پکڑ یہ جان کر کہ ایسا شخص برگشتہ ہو گیا ہے اور اپنے آپکو مجرم ٹھہرا کر گناہ کرتا رہتا ہے" (طِطس ۳ باب ۱۰، ۱۱ آیت) مقدس پطرس بھی بدعتی لوگوں کی [illegible] سے بہت فکر میں رہتے تھے اور اپنے مسیحیوں کو اُس سے بچانے کیلئے بہت سخت الفاظ استعمال کرتے ہیں مگر اُس کا کلام سچائی سے بھرپور ہے"تم میں بھی جھوٹے اُستاد ہونگے جو پوشیدہ طور پر ہلاک کرنیوالی بدعتیں نکالینگے۔ اور اس مالک کا انکار کریں گے جس نے انہیں مول لیا تھا۔ اور اپنے آپ کو جلد ہلاکت میں ڈالیں گے۔"

(۲ پطرس ۲ باب ۱ آیت)

"روحانی سرداروں کی اجازت سے چھاپہ گیا"

(فادر امید یوس ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر نے ہمدرد پریس سہارنپور میں چھپوا کر دفتر "فضلوں کی ماں" کورٹ روڈ سہارنپور سے شائع کیا گیا)

رجسٹرڈ نمبر ایل 1364

نئے عہد کا صندوق

اگست کی ۱۵ تاریخ کو ہر سال کاتھولک کلیسیا مقدسہ ماں مریم کے آسمان پر جانے کی یادگار کرتی ہے۔ اور یہ عید مقررہ عیدوں میں سے ایک ہے۔ ہندوستان میں اس عید کو منانے کا بڑی دھوم دھام سے موقع ملتا ہے۔ کیونکہ اسی دن ایک ملکی تواریخی دن بھی ہے یعنی یوم آزادی۔

مقدس مریم کا نام سنتے ہی امید ہے کہ ناظرین چونک پڑیں گے کیونکہ یہ وہ مبارک ماں ہے جس نے ہماری نجات کے کام میں ایک بہت اہم حصہ لیا ہے۔ جس کی وجہ سے کلیسیا نے اس کو "نئے عہد کا صندوق" کہا۔ پرانے عہد نامے میں عہد کا صندوق تھا جس میں دس احکام کی تختیاں تھوڑا سا من اور پیتل کا سانپ جس کی طرف دیکھنے سے زہریلے سانپ کے کاٹے کا اثر زائل ہو جاتا تھا۔ یہ سب اشیاء اس میں محفوظ تھیں جو کچھ پرانے عہد نامے میں ہوتا تھا وہ نئے عہد نامے کی سچائی کو ظاہر کرتا تھا۔ عہد کے صندوق کو عزت دی جاتی تھی کیونکہ وہ اسرائیلی قوم اور خدا کے بیچ میں عہد ہوا تھا اس کی یادگاری تھی۔ بذات خود ایک صندوق کی کوئی خاص اہمیت نہیں ہے۔ تو بھی اس صندوق کو بہت عزت دی جاتی تھی خدا کی طرف سے بھی اور اسرائیلیوں کی طرف سے بھی آپکو یاد ہوگا۔ جب فلسطین کے لوگ سیموئیل کے زمانے میں اس عہد کے صندوق کو لے گئے تھے تو کیا کیا عجیب واقعات رونما ہوئے۔ اور جب وہ واپس لایا گیا تھا تو بھی عجیب باتیں ہوئی تھیں جب اسرائیلی لوگ خطرہ سے گھرے ہوئے ہوتے تو وہ عہد کے صندوق کو باہر نکال لیتے تھے۔ یشوع کی کتاب کی مثال لیجئے کہ اسرائیلی لوگ عہد کے صندوق کو کتنی عزت دیتے تھے۔ وہ اسکا استعمال خدا کے غصہ اور اسکی سزاؤں کو دور کرنے کے لئے کرتے تھے۔ "یشوع اور سب اسرائیلی بزرگوں نے اپنے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور خداوند کے عہد کے صندوق کے آگے شام تک زمین پر اوندھے پڑے رہے اور اپنے اپنے سروں پر خاک ڈالی" (یشوع ۷ ب ۶)

نئے عہد نامہ میں اس پرانے عہد کے صندوق کے مقابلہ میں وہ مقدس خاتون ہے جس نے اپنے شکم میں [illegible] تک مجسم خدا کو رکھا۔ کاتھولک کلیسیا مقدسہ مریم کو بار بار یہ لقب دیکر اس کی معرفت اپنی دعاؤں کو خدا تک پہنچاتے ہیں۔ اسے اپنی دعاؤں میں شریک کرتے ہیں۔ کہ اے صندوق العہد ہمارے واسطے دعا کر۔

پرانے عہد کے صندوق کا پتہ نہیں کہ وہ کس طرح ختم ہو گیا مگر نئے عہد کا صندوق یعنی مقدسہ مریم کا جسم ایک برباد ہونے والی شے نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں پاکیزگی کا سرچشمہ رہ چکا تھا اور وہ ہر قسم کے گناہ سے مبرا رہتی تھی اسی لئے ہم اس کو

تہہ دل سے عزت پیش کرتے ہیں۔

مقدس یوحنا کی اس بات کو بھی نہ بھولئے "کیونکہ بہت سے ایسے گمراہ کرنیوالے دنیا میں نکل کھڑے ہوئے ہیں جو یسوع مسیح کے مجسم ہو کر آنے کا اقرار نہیں کرتے۔ گمراہ کرنے والا اور مخالف مسیح یہی ہے۔" (یوحنا ۲)

جس طرح یسوع مسیح سچا خدا ہے۔ اُسی طرح مقدسہ مریم مجسم خدا کی حقیقی ماں۔ اس عہدہ کی بنا پر خود حضرت مریم نے اقرار کیا کہ "اور دیکھو اب سے لیکر ہر زمانے کے لوگ مجھکو مبارک کہیں گے۔ کیونکہ اُس قادر نے میرے لئے بڑے کام کئے ہیں" (لوقا ۱) یہ پیشگوئی زمانہ بہ زمانہ پوری ہو رہی ہے۔ کیونکہ جو خداوند یسوع مسیح کو پیار کرتے ہیں وہ اُسکی مبارک ماں کو فراموش نہیں کر سکتے اور یقیناً اُسکو ایک معمولی عورت کی سی عزت نہ دیں گے۔ بلکہ اُسکو وہ عزت دیں گے جو آسمان و زمین کی ملکہ کے شایان شان ہے۔ رسولوں نے بھی ہمکو بتایا کہ "پس اے بھائیو ثابت قدم رہو اور جن روایتوں کی تم نے ہماری زبانی یا خط کے ذریعے سے تعلیم پائی ہے اُن پر قائم رہو" (تھسلنیکیوں ۲)

کاتھولک کلیسیا نے مقدسہ مریم کے بارے میں کیا کیا رسولی روایتیں پائیں ہیں؟ اس کا پتہ ہمیں کلیسیا کے معلموں سے لگ سکتا ہے۔ جو قدیمی زمانے سے رسولی ایمان کا بیان اپنی اپنی کتابوں میں کرتے چلے آئے ہیں۔ یوحنا رسول ان بارہ میں سے مسیح کا سب سے عزیز شاگرد سمجھا جاتا ہے۔ کلیسیائی تاریخ بھی اس واقع کی اہمیت کو ہر ملک اور ہر زمانہ میں دہراتی رہتی ہے جن لوگوں نے دل وجان سے خداوند یسوع مسیح کو پیار کیا، اُس کی خاطر تکالیف برداشت کیں اور خون تک بہایا وہ ہمیشہ تک اُس کی ماں کے بھی بچے اور وفادار خادم رہے ہیں۔ چند ذیلی مثالیں بطور سند پیش کی جاتی ہیں۔

۱۔ مشہور بشپ آرینیوس جو دوسری صدی میں فرانس کا بشپ تھا۔ وہ ہمکو سکھاتا ہے کہ "مقدسہ مریم کی سفارش بجد تاثیر رکھتی ہے کیونکہ کنواری ماں حوا کی بگڑی ہوئی باتوں کو سدھارنے والی ہوئی ہے۔"

(۲) مقدس اتھاناشیوس جو پچاس سال تک مسیح کی ابوہیت کی تعلیم کی حفاظت کے لئے بیجا تکالیف برداشت کرتا رہا یوں دعا کیا کرتا تھا "اے مبارک کنواری، اے یسوع کی پاک ماں ہمارے لئے شفاعت کر۔ اے خدا کی ماں ہمارے لئے دعا کر۔"

(۳) مقدس اگسٹین جو چوتھی صدی میں افریقہ کا بشپ تھا اور جسکی تمام زندگی نجات دہندہ کے جلال کے کام میں صرف ہوئی اپنی دعاؤں میں اس طرح بے دریغ مقدسہ کی تعظیم کیا کرتا تھا کہ "اے پاک کنواری میں نہیں جانتا کہ میں کونسی تعریفوں سے تیری ستائش کروں کیونکہ تونے اُسے اپنے پیٹ میں رکھا جسکو آسمان بھی اپنے میں سما نہ سکتا تھا"

(۴) مقدس جان کرزاستم جو چوتھی صدی میں قسطنطنیہ کا بشپ تھا اور جس نے بہت سے باطل پرستوں کو نجات دہندہ کی طرف پھیرا۔ جس نے یسوع مسیح کے لئے جلاوطنی اور بہت سی دیگر سزائیں برداشت کیں۔ بڑی سرگرمی اور جوش سے مقدسہ مریم کو پاک ترین، افضل ترین، جلالی مرتبہ والی، خدا کی ماں وغیرہ کہہ کر اس طرح دعا کیا کرتے تھے "اے ماں اور کنواری خدائے تعالیٰ کا تخت اسلام، ہمارے لئے اپنے بیٹے خداوند یسوع سے دعا کر"

(۵) ہندوستان کا بزرگ مقدس فرانسس دبویہ جس نے ہمارے ملک کے لئے سولھویں صدی میں بڑی بڑی اذیتیں سہی، محنت کی اور لاکھوں منکرین کو مسیحی مذہب میں شامل کیا۔ بڑی شدت سے یسوع مسیح اور اُن کی ماں سے اپنی عقیدت کے اظہار میں یوں گویا ہے کہ "میں نے مریم کو اپنا مربی بنا لیا ہے تاکہ وہ میرے گناہوں کی معافی حاصل کرنے میں میری مدد کرے" آپ نے مرتے دم تک بھی مقدس موصوف مریم پاک بانو کو نہ بھولا۔ اور یسوع مسیح سے یہ دعا مانگنے کے ساتھ کہ اے یسوع داؤد کے بیٹے مجھ پر رحم کر" مبارک کنواری مریم سے بھی دعا مانگی کہ "اے مریم ظاہر کر کہ تو میری ماں ہے" تواریخ داں کہتے ہیں، کہ مقدس یوحنا رسول نے

حضرت مریم کو اپنی حفاظت میں لینے کے بعد اپنی ماں اور پاک کاتھولک کلیسیا کی ماں سمجھا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ پاک کلیسیا کی ماں، کلیسیا کی مربی اور ملکہ بھی ٹھہری اس سبب سے وہ مقدسین کی ملکہ ہوئی کیونکہ مقدسین بھی کلیسیا ہی میں پیدا ہوتے ہیں۔ جس طرح ملکہ اپنے دور حکومت میں اپنی تمام رعایا کی دیکھ بھال کرتی ہے اسی طرح مقدسہ مریم کاتھولک کلیسیا کی روحانی ضروریات کو پورا کرنے میں مدد کرتی ہے۔ کیونکہ یسوع مسیح کی ماں بہ اعتبار تجسم اپنے بیٹے سے الگ نہیں۔"

والدین اور بچے

ازکرسٹوفر سلیوان

(واپس اسکول واپس کلیسیا میں) ہم نے ابھی وہ منظر دیکھا جبکہ بچے گرمیوں کے بعد اسکول واپس آئے۔ اس وعدے کی زمین میں جو ان کے اخلاق کو بنانے اور تنظیم زیست کی تربیت کرنے کا مرکز ہے۔ آپ خوش قسمت ہیں اگر آپ کے بچوں کو کاتھولک اسکول میں جگہ مل جاتی ہے آپ زیادہ خوش قسمت ہیں اگر وہ اسکول ایک اچھا اسٹاف رکھتا ہے۔ لیکن حالات ایسے درپیش ہوتے جاتے ہیں کہ نہ تو انکو کاتھولک اسکول ہی نصیب ہوتا ہے اور نہ ایک عمدہ اسٹاف۔ حالات ایسے بھی ہیں جبکہ آپ کے بچوں کو صرف آدھ گھنٹہ روزانہ تعلیم دیجاتی ہے۔ یا ہفتہ میں ایک دو مرتبہ اخلاقی تعلیم دی جاتی ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ ایک دفعہ والدین بچے کو اسکول میں داخل کرکے اپنے فرض سے سُبکدوش ہو جاتے ہیں۔

لیکن ان ہفتوں میں ہم اس بات کا اندازہ ضرور لگا سکتے ہیں کہ تعطیل کس طرح بتائی گئی ہے ان والدین کے لئے جن کے بچے کاتھولک اسکولوں میں پڑھتے ہیں ضروری ہے کہ وہ اس بات کی جانچ کریں کہ وہ بچے کی تعلیم اور تربیت میں کیا حصہ لے رہے ہیں۔ اور کہاں تک وہ اپنے بچوں کو سوسائٹی کے لئے تیار کر رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ذمہ داری کاغذ، پنسل کا بیان۔ کتابیں اور یونیفارم فیس تک ہی محدود نہیں۔ لیکن وہ بچے کی روزانہ زندگی، طرز عمل اور عادات سے متعلق ہے جو اس کی زندگی بنانے یا بگاڑنے کے وجوع بن سکتے ہیں۔ مثلاً اگر بچہ گھر سے اسکول پاک پوفرست کی محبت سے بھرا ہوا آیا۔ اور اپنے والدین یا بزرگوں کی ہدایت پر عمل پیرا ہوا اگر سکرامنتوں کا روزانہ لینا زندگی کو نہ صرف پاک بلکہ خوشگوار بناتا ہے۔ لیکن اگر وہ اس میں سرد اور لاپرواہ آیا تو والدین اور خاندان کے لئے کوئی فخر کی بات نہیں بلکہ نہایت افسوس کی بات ہے۔

ضرورت ہے کہ والدین اس بات کو سمجھیں کہ بچہ گھر میں اپنی زندگی کو والدین کے نمونے پر ہی بناتا ہے۔ جو فضا گھر یا خاندان کی ہوگی اس کا اثر بچے کی زندگی پر پڑے گا۔ اس لئے ضروری ہے کہ والدین اپنی ذمہ داری کو نہایت سنجیدگی اور استقلال سے ادا کریں۔ اکثر دیکھا گیا کہ والدین بچوں کو اسکولوں میں داخل کرکے اپنے فرائض کی تکمیل سمجھتے ہیں اگر بچے کاتھولک اسکول میں بھی تعلیم پاتے ہوں تو بھی یہ ذمہ داری پوری نہیں کہی جا سکتی بلکہ نصف ہی ہوتی ہے۔ اسکولوں کی کثیر تعداد کو دیکھ کر یہ عیاں ہو جاتا ہے کہ بچے کی مذہبی تعلیم کا سلسلہ گھر میں بھی جاری رہنا چاہیئے۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ ایک بچہ تو مہینے اسکول میں روزانہ گرجے جائے، پاک سکرامنت لے اور گھر واپس ہونے وہ صرف اتوار کو ماس میں محض فرض کی بنا پر حاضر ہو اور سکرامنت کبھی لے اور کبھی وہ بھی نہیں؟

اس کے کئی وجوہات ہو سکتے ہیں۔ ممکن ہے کہ والدین گرجے سے بہت دور رہتے ہوں یا غریب ہوں کہ آ جا نہیں سکتے یا گھر میں کوئی اور مجبوری ہو۔ ہو سکتا ہے کہ صبح ماس کا وقت اُن کے لئے مناسب نہ ہو۔ (شام کی ماس اس مسئلہ کو حل کر سکتی ہے) لیکن جو بھی وجوہات ہوں یہ صاف ظاہر ہے کہ جو عادتیں اسکولوں میں ڈالی جاتی ہیں وہ اسکول کی چہار دیواری سے نکلتے ہی بھلا دی جاتی ہے۔ کیونکہ ہماری سوسائٹی اس قسم کی ہے وہ اپنا طرز عمل کسی مخصوص دائرے میں چلانا پسند نہیں کرتی۔ لیکن یہ فضا ایسی ہوتی ہے جو بچوں کے

مذہبی جوش و خروش کو نہ صرف کم کرتی ہے بلکہ اکثر ختم کر دیتی ہے - واجب ہے کہ والدین بچوں میں اس بات کی عادت ڈالیں کہ وہ اپنے مذہبی فرائض میں ڈھیلا نہ ہو سکے بلکہ گرجے جانے، اعتراف کرنے اور پاک سکرامینٹ لینے کی عادت میں پکا رہے ، لہذا ضروری ہے کہ گھر میں ان باتوں پر عمل کیا جائے اور بچے میں ان عادات کو مستقل بنایا جائے اسکول کھل گئے ہیں ، ہمیں اس بات کی جانچ کرنی ہے کہ ہم نے اپنے بچوں کو چھٹیوں میں کیا تعلیم دی ہے کیا نمونہ دیا ، کیا عادتیں پیدا کرنے کی کوشش کی ، ہم نے اُنکی زندگی کو کیا فیض پہنچایا ، کھانا کھلانا ، کپڑے پہنانا اور تفریحات کا انتظام کرنا والدین کے لئے ضروری ہے لیکن سب سے اہم بات ہے بچوں میں اُن اچھی عادتوں کا پیدا کرنا جو اُن کی زندگی کو بنانے میں مدد دیتی ہیں - اِن عادتوں میں سب سے اہم ہے خداوند کی محبت ، گرجے سے لگاؤ - سکرامینٹوں کا لینا اور پاک ماس کا سُننا -

دوسری بات یہ کہ بچے جو کچھ اسکول میں سیکھتے ہیں گھر پر عمل میں لاتے ہیں یا نہیں ؟ والدین کو دھیان دینا چاہیئے کہ ان کے بچے اپنا طرزِ عمل اس قسم کا رکھیں جو مسیحیوں کو زیبا دیتا ہے ، دُنیا کا طرز کچھ بھی ہو لیکن ہمارا طرزِ زندگی وہ ہونا چاہیئے جو مسیح کی تعلیم کے مطابق ہو اور اس میں وہ اجزات ہوں جو دوسروں میں نہیں - افسوس کی بات ہے کہ ہمارے بچے " فیشن پرستی " میں خود داری کو بھول جاتے ہیں اور والدین پر بیجا بوجھ ڈالتے ہیں جو وہ نہیں برداشت کر سکتے ، اور اس کو نہ پورا کرنے پر بہت سے مجبوریوں کا شکار بھی ہوتے ہیں - سادگی ، محنت ، نیکی ، فرمانبرداری - ایک دوسرے کی محبت ، خداوند کی پرستش ایک مسیحی زندگی کے جز و ہیں ،

کاش ! ہم اُن کے حاصل کرنے میں اگر قاصر رہے اب توجہ دیں اور اس سال کو ایسا شروع کریں جو ہمارے نیز ہمارے خاندان کے لئے برکت کا باعث ہو ۔

مسیحیت کی کہانی !
تواریخ داں یوزیبیس کی زبانی !

منظور البیک ادیب ماہر (علیگ) سہارنپور

عالمگیر مسیحیت] کیا مسیحی تعلیم ابتدا سے ہی عالمگیر تھی ؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جس پر ابتدا ہی سے بحث شروع ہو گئی تھی - حالانکہ یسوع مسیح نے تمام دُنیا میں اس خوشخبری کو پھیلانے کا حکم دیا تھا - (متی $\frac{28}{19}$) اگرچہ پطرس بھی غیر یہودی کرنیلیس کو بپتسمہ دے چکا تھا (اعمال ۱۰ باب) تو بھی مسیحی جو یہودی جماعت تک ہی محدود رہے یا جو غیر یہودی عیسائی بن جائے تو وہ کم از کم موسیٰ کی شریعت کے قوانین کو قبول کرے - مگر رسولوں کے لئے یہ بات قابل قبول نہ تھی ، یروشلم میں جب پہلی مجلس منعقد ہوئی - تو اس میں مسیحیوں نے اپنے صدر بشپ شمعون پطرس کی تقریر کو سُنا جس میں اُنھوں نے لوگوں کو یاد دلایا کہ دُنیا نے صرف موسیٰ کی شریعت سے نجات نہیں پائی بلکہ " خداوند یسوع مسیح کے فضل سے نجات پائیں گے ، " (اعمال $\frac{15}{11}$) جو فیصلہ اس مجلس میں طے ہوا - اُس سے غیر یہودی مسیحیوں کو بہت اطمینان میسر ہوا خاص طور پر انطاکیہ کے مسیحیوں کو ! کیونکہ وہاں کے لوگوں نے کثرت سے کلیسیا میں شرکت کی تھی - اسی شہر میں یسوع کو ماننے والے پہلی دفعہ مسیحی کہلائے گئے تھے (اعمال $\frac{11}{26}$) انطاکیہ کی کلیسیا میں ایک مشہور بشپ بنام اگنیشیس (IGNATIUS) نے مسیحیوں کے خاندانی نام کا ذکر اپنے خطوط میں کیا ہے - یعنی کاتھولک ، پطرس زیادہ عرصہ تک انطاکیہ میں نہ رہے - اُس نے اپنا مستقل مقام روم کو بنایا - روم سے مسیحیت مصر کے شہر سکندریہ میں پہنچائی گئی یہ سب کچھ مرقس کے ذریعہ ہوا جس نے دوسری انجیل کو لکھا ہے اُن دنوں سکندریہ بہت مشہور علموں کا مرکز بنا ہوا تھا جس میں مناظروں کا اسکول قائم کیا گیا - یہاں کلیسیا کے بہت بڑے بڑے معلم پیدا ہوئے جیسے کلیمنٹ اور اوریجن (ORIGEN)

تمتھیس افسس کے شہر کا بشپ مقرر ہوا۔ کہتے ہیں افسس شہر میں اُن کے بہت سے شاگرد موجود تھے۔ تمتھیس افسس شہر کے پہلے بشپ تھے۔ طیطس کریٹ شہر کے بشپ ہوئے۔ مقدس پولوس اپنے خط میں گواہی دیتے ہیں کہ CRESCENS گول کے بشپ ہوئے۔ لینس جسکا ذکر مقدس پولوس اپنے پہلے تیسرے خط میں کرتے ہیں، اُن کے ساتھ روم کو جاتے ہیں کلیمنٹ بھی روم کی کلیسیا کا تیسرا بشپ مقرر کیا گیا۔ جو کہ پولوس کی گواہی کے مطابق اُسکا ساتھی بھی تھا۔

مسیحی کلیسیا نے اپنے بشپ اور لیڈروں کی فہرست نہایت ہوشیاری کے ساتھ رکھی۔ ہمارے پاس جو الہامی کتاب ہیں یعنی انجیل، اعمال کی کتاب اور رسولوں کے خطوط یہ کہانیاں نہیں ہیں بلکہ حقیقی واقعات کا مجموعہ ہیں۔ اس وقت تبلیغ کو ایک خاص اہمیت حاصل تھی کیونکہ ۲۰ سال تک انجیل کی کتاب سب لوگوں تک نہ پہنچ سکی۔ اس عرصہ میں یسوع مسیح کی تعلیم کو رسولوں کے ذریعہ جاری رکھی گئی اس تعلیم میں شک کی گنجائش نہیں ہو سکتی کیونکہ جو اپنے ایمان کے لئے مرنے تک کو تیار رہتا ہے۔ وہ کیونکر جھوٹ بول سکتا ہے

مسیحی ترقی | ہمارے پاس اُس زمانے کے مسیحیوں کے صحیح اعداد و شمار نہیں ہیں، در اصل اُس وقت ایسی مردم شماری تقریباً ناممکن تھی۔ مگر ایک بات قابل غور ہے کہ TRAJAN کے دنوں میں تحریر کیا گیا ہے کہ گورنر PLINY نے بادشاہ کو یہ رپورٹ دی کہ اس نئے مذہب میں ہر عمر اور ہر عہدے کے لوگوں نے شرکت کر لی ہے اور ہر ایک گاؤں، قصبہ میں یہ اتنا پھیل گیا ہے کہ اگر نہ روکا گیا تو کچھ عرصہ کے بعد اس کی روک تھام ناممکن ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسیحی ایمان نے کس طرح ترقی کی ہے۔

نیسیا شہر کی مجلس عامہ | آجکل اُس مجلس میں ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا بھر کے بشپ، پریسبٹر اور ڈیکن کھلم کھلا اس مجلس میں شرکت کر رہے ہیں ان میں سے کئی اشخاص DIOCLETIAN بادشاہ کی ایذا رسانیوں سے بچ گئے تھے بیس سال سے بھی کم عرصہ گذرا کہ مصر کے ایک بشپ نے لکھا کہ مبارک ہیں وہ شہید جو کبھی ہمارے ساتھ زندہ تھے۔ جنہوں نے یسوع مسیح کی خاطر ہر دکھ اور ظلم کو برداشت کیا۔ وہ چھڑیوں، چابکوں اور کوڑوں سے پیٹے گئے۔ جلاد نہ صرف اُن کے پہلوؤں کو ہی زخمی کر دیا کرتے تھے بلکہ اُن کا پیٹ، ٹانگیں اور اُن کا منہ بھی زخمی کر دیا جاتا تھا۔ بعضوں کو ہاتھوں کے ذریعہ لٹکایا جاتا تھا۔ کچھ کو ستونوں سے ایسے باندھ دیا جاتا تھا کہ اُن کے پیر زمین سے نہ لگنے پائیں۔ اِسمیں شک نہیں ہے۔ بعض اوقات جلاد خود ان شہیدوں کے نمونے کو اپنا لیتے اور مسیحی بن جاتے ہیں۔ کبھی کبھی اتنے مسیحی اکٹھے شہید کر دیئے جاتے کہ اُن کے عزیز و رشتہ دار بھی اُنکو الگ الگ دفنانے سے قاصر رہے ہیں۔ اسطرح اُن سب کو ایک ساتھ ہی حوالہ گور کر دیا جاتا تھا۔ ایک مقبرہ پر لکھا ہوا تھا "مسیح کے ایکسو ۱۵۰ پچاس شہیدان" دوسری جگہ لکھا ہوا ہے "مارسیلا اور مسیح کے 550 شہیدان" نیرو بادشاہ کے بعد جتنے بادشاہ ہوئے سب نے کلیسیا کو مٹانے کی کوشش کی، مگر آجکل اُن کا ہی جانشین کانسٹنٹائن بادشاہ کلیسیا کا احترام کرتا ہے۔ کیا اس مجلس سے فتح ظاہر نہیں ہوتی جو ایذا رسانیوں پر حاصل ہوئی ہے یہ مجلسِ عامہ خود مجلس مسیح کہلانے کی مستحق ہے۔

اس مجلس کا صدر | میں قیصریہ شہر کا بشپ ہوں جو ملک فلسطین میں واقع ہے۔ مگر کسی نے سُنا کہ میں نے اس مجلس کی صدارت کی؟ نہیں۔ یہ درست نہیں ہے۔ در حقیقت اس مجلس کا صدر کوئی اور تھا۔ یسوع مسیح کے بہت سے چیلے تھے۔ مگر یسوع مسیح نے بارہ رسولوں کو اختیار دیا کہ وہ کلیسیا کی رہنمائی کریں۔ ہم انجیل مقدس میں پڑھتے ہیں "جب دن ہوا تو اُس نے اپنے شاگردوں کو پاس بُلا کر اُن میں سے بارہ چن لئے اور اُن کو رسولوں کا لقب دیا" (لوقا ۶/۱۳) رسول کے معنی بھیجا ہوا ہے۔ ایک شخص جو مسیح کے نمائندہ کی حقیقت سے بول سکتا ہے بعلاوہ صرف شاگرد وہی کیونکر کہلایا جا سکتا ہے۔ شاگرد تو سیکھنے والے کو کہتے ہیں۔ مگر رسول تو اُستاد ہونے کے لئے بلایا جاتا ہے۔ اپنے جی اُٹھنے کے بعد یسوع مسیح نے اپنے وفادار رسولوں سے کہا!

"جس طرح باپ نے مجھے بھیجا میں بھی تمہیں بھیجتا ہوں" روح القدس لو جن کے گناہ تم کو بخشو ائیں گے اُن کے گناہ بخشے گئے ہیں" (یوحنا ۲۰/۲۱)

ایک اور موقع پر یسوع مسیح رسولوں پر زور دیتا ہے کہ وہ جائیں اور جس پیغام کے لئے باپ نے اُسکو بھیجا اُس کو تمام دُنیا میں پھیلائیں۔ رسولوں کا گروہ وہی ہے اور اُن کو یسوع مسیح اپنے آسمان پر جانے سے پیشتر حکم دیتا ہے "یسوع نے پاس آکر اُن سے باتیں کیں اور کہا کہ آسمان اور زمین کا کل اختیار مجھے دیا گیا ہے پس تم جاکر سب قوموں کو شاگرد بناؤ اور اُن کو باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام پر بپتسمہ دو اور اُن کو یہ تعلیم دو کہ اُن سب باتوں پر عمل کریں جن کا میں نے تم کو حکم دیا۔ اور دیکھو میں دُنیا کے آخر تک ہمیشہ تمہارے ساتھ ہو" (متی ۲۸/۱۸) کیا اس اختیار میں کسی قسم کی کمی یا شک ظاہر ہوتا ہے؟ یسوع مسیح اپنے رسولوں کو کل اختیارات سونپتا ہے۔ تاکہ اُسکی نمائندگی کریں جو تم کو قبول کرتا ہے وہ مجھکو قبول کرتا ہے اور جو مجھکو قبول کرتا ہے وہ میرے بھیجنے والے کو قبول کرتا ہے" (متی ۱۰/۴۰)

رسولی سلسلہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ مجھ سے سوال کرنیوالے ہیں کہ یسوع مسیح کے رسولوں اور اُن کا تھولک بشپوں کے جو دُنیا میں اکٹھا ہوئے کیا تعلق ہے؟ صرف یہ کہ یہ بشپ صاحبان یسوع مسیح کی مرضی سے رسولوں کے جانشین ہیں جب اُس نے رسولوں سے کہا تھا کہ وہ اُن کے ساتھ دنیا کے آخر تک رہیگا۔ تو صاف عیاں ہے کہ وہ اُن کے جانشینوں کے ذریعہ دُنیا کے آخر تک رہے گا۔ کیونکہ وہ بہت مرتبہ اُن کی موت کے بارہ میں پیشین گوئی کر چکا تھا۔

کلیسیا کی ترقی کا بیان کرتے ہوئے رسولوں کے کچھ جانشینوں کا ذکر کرنا نہایت مناسب ہوگا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایمان کے محافظوں کی تبدیلی کس طرح ہوتی رہی۔ اور کس طرح مسیحی مذہب کے اختیارات ایک دوسرے کو سونپے گئے۔ پہلے گواہ کا ذکر ہم شہر روم کے کلیمنٹ کا کریں گے۔ جو مقدس پطرس اور پولوس کو بذات خود جانتا تھا۔ مقدس پولوس اپنے خطوط میں اُن کا ذکر کرتا ہے (فلپیوں ۴/۳) کلیمنٹ ہمارے خداوند یسوع مسیح کے آسمان پر جانے کے قریباً ساٹھ سال بعد لکھتا ہے اُن دنوں میں یوحنا رسول زندہ تھا اُس کا بیان یہ ہے کہ رسولوں نے انجیل کو ہمارے لئے خداوند یسوع سے پایا تھا یسوع مسیح خدا کا بھیجا ہوا اور رسول یسوع مسیح سے تھے۔ لہٰذا دونوں خدا کی مرضی سے اس دنیا میں آئے تھے۔ رسولوں کو یسوع مسیح کے ذریعہ سے معلوم تھا کہ بشپ کے عہدہ کیلئے لوگ آپس میں ایک دوسرے پر فوقیت حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ اسی سبب سے انھوں نے کچھ آدمیوں کو بشپ مقرر کیا تھا۔ اور اُن کو اختیار دیا تھا کہ اُن کے مرنے پر دوسرے چنیدہ آدمی اُن کے عہدہ کے جانشین ہونگے۔

آیئے اس ضمن میں ہم کلیمنٹ کا خط جو کرنتھیوں کی جماعت کو لکھا گیا تھا۔ دیکھیں (۴۲-۴۴)

اِس وجہ سے انطاکیہ کا اگنیشیس جو ۱۰۷ء میں فوت ہوا تھا اور بذاتِ خود رسولوں کا شاگرد تھا بشپ لوگوں کے اختیارات پر زور دیتا ہے۔ "یسوع مسیح جو ہماری زندگی ہے اور جو باپ کی مرضی ظاہر کرتا ہے۔ بالکل اسی طرح جو بشپ لوگ جگہ بہ جگہ چُنے جاتے ہیں وہ ہم پر یسوع مسیح کی مرضی ظاہر کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ مناسب ہے کہ آپ لوگ بشپ صاحبان کی مرضی کے مطابق عمل کریں" یہ خط افسیوں کی جماعت کو تحریر کیا گیا تھا۔ وہ سمرنا کی جماعت کو لکھتا ہے کہ "تمہیں اپنے بشپ کے احترام کا احترام کرنا چاہیئے جیسے یسوع مسیح نے اپنے باپ کی مرضی پوری کی اُسی طرح جو کچھ بشپ کی مرضی ہو وہی جماعت کو قبول ہونی چاہیئے۔ کیونکہ جہاں یسوع مسیح ہے وہاں کا تھولک کلیسیا بھی ہے"۔

بشپ صاحبان کی فہرست۔ اگر تمام بشپوں کے نام کا تذکرہ کیا جائے تو قصہ بہت طویل ہو جائے گا۔ رسولی سلسلہ کو زمانہ بہ زمانہ کافی زمانہ تک یہ سلسلہ قائم رکھا گیا ہے ہمارے پاس فہرست موجود ہے کوئی بھی آکر اُس کا معائنہ کر سکتا ہے۔

سَو سال سے زیادہ عرصہ ہوا کہ ترتولین نے دعویٰ کیا تھا

"کہ اگر کوئی ہمت والا بدعتی یہ ثابت کرے کہ وہ رسولی زمانہ سے چلے آرہے ہیں اور وہ رسولوں سے تعلق رکھتے ہیں اور وہ رسولوں کے زمانہ سے موجود تھے۔ تو ہم اُن سے کہیں گے کہ اپنی کلیسیا کی تواریخ کی اسناد پیش کریں کہ شروع سے ہی اُن کا سلسلہ چلا آرہا ہے۔ اور اُن کا بشپ یہ ثابت کرے کہ اُس کا مخصوص کرنے والا کوئی رسول یا کسی رسول کا شاگرد ہے۔ رسولوں کی قائم کی ہوئی جماعت اس طرح اپنے رجسٹروں کو پیش کرتی ہے جیسے کہ سمرنا کی جماعت یعنی POLICARP مقدس یوحنا کے ذریعہ یہاں بشپ مقرر کیا گیا تھا۔ اسکے علاوہ میں نے خود کچھ زیادہ مشہور کلیسیاؤں کی فہرست جن کو ہم PATRIRCHAL کہتے ہیں اُن کے بشپوں کی فہرست مرتب کی۔ اُس میں نہ صرف آپ کو روم کے بشپوں کے نام مل جائیں گے۔ جن کا سلسلہ مقدس پطرس تک جاتا ہے بلکہ اُن لوگوں کا نام بھی جو انطاکیہ میں بھی پطرس کے جانشین ہوئے اور سکندریہ شہر کی فہرست میں آپ کو مرقس انجیلی نویس سے لیکر آج تک کے بشپوں کا سلسلہ مل جائے گا اور آخر میں آپ کو وہ بھی فہرست مل جائے گی جس میں مندرج ہے کہ یروشلم میں یعقوب رسول کے جانشین کون کون تھے اُسناد وہاں موجود ہیں۔ جو ہر خاص و عام جانتے ہیں اور جو اُن کو دیکھنا چاہیں دیکھ سکتے ہیں۔ یہ کوئی راز نہیں ہے جو بشپ صاحبان نقیہ کی مجلس عامہ میں حاضر ہوئے وہ سب کے سب یسوع مسیح کے رسولوں کے جائز جانشین ہیں

روم کے بادشاہ کی صدارت

ابتک ہم نے کھلم کھلا جواب نہیں دیا کہ نقیہ کی مجلس عامہ کی صدارت کس نے کی۔ آیئے ہم اس نکتہ پر آتے ہیں۔ اگرچہ میں نے اس مجلس میں افتتاحی تقریر کی۔ اور میں کانسٹنٹائین بادشاہ کا ذاتی دوست بھی ہوں تو بھی اُس مجلس کا صدر نہیں بنا۔ یہ عہدہ اُس شخص کا حق ہے جو تمام کیتھولک دنیا کا صدر ہے۔ یعنی روم کا بشپ پاپائے اعظم سلویسٹر۔ حالانکہ وہ خود یہاں حاضر نہ ہو سکے تو بھی انھوں نے اپنے نمائندہ کو وہاں بھیجا اُس کا نام بشپ HOSIUS جو کہ اسپین کا رہنے والا تھا اُس کے علاوہ روم کے "کاہن جن کا نام ونسنٹ اور ویٹس VETUS ہے موجود تھے جو پاپائے اعظم کی طرف سے موجود تھے

(باقی آیندہ)

سب سے بڑا طاقتور شہنشاہ

مترجم ارتھر کلیمنٹ صاحب

قدیم کہانیوں کے ذریعہ ہم لوگ کافی تعلیم حاصل کر سکتے ہیں کیونکہ گذشتہ زمانہ کی حکمت کا نچوڑ ان کہانیوں میں اور تمثیلات میں پایا جاتا ہے۔ دنیا کا سب سے طاقتور شہنشاہ کون ہے؟

انسانی نسل کے شروع سے یہ سوال چلا آتا ہے جس کے جواب میں دنیا نے دو رائیں قائم کیں۔ جن کا جواب مقدس کرسٹوفر کی کہانی کے ذریعہ بڑی عمدگی سے ملتا ہے

بہت دن ہوئے کہ آفیرو مسیحی کسی گاؤں میں اپنی گذر بسر کرتا تھا اُسے لوگ جہنی کہا کرتے تھے جو نہایت قدآور اور طاقتور تھا جس کی صرف ایک ہی دلی خواہش تھی کہ وہ زمین کے سب سے بڑے شہنشاہ کی خدمت کرے۔ اس لئے وہ ایک مشرقی بادشاہ جس کی بہت شہرت تھی کے سامنے حاضر ہو کر عرض کی کہ مجھے اپنی ملازمت میں لے لے۔ اس کی درخواست منظور کر لی گئی۔ کچھ دنوں تو بدستور کام چلتا رہا۔ کیونکہ جہنی سوچتا تھا کہ دنیا کے سب سے بڑے بادشاہ کے محل میں ہے۔ بادشاہ کو بھی فخر تھا کہ اُس کے محافظ سپاہیوں میں ایک ایسا آدمی ہے جسکو دیکھکر ہی لوگ گھبرا جاتے ہیں۔ لیکن ایک دن ایک بازیگر بادشاہ کو کچھ گانے سنانے لگا جس میں بار بار شیطان کا نام دہرایا جاتا تھا۔ جتنی دفعہ بادشاہ (جو مسیحی تھا) شیطان کا نام سنتا صلیب کا نشان کرتا۔ جہنی یہ نشان دیکھکر متعجب ہوا۔ دریافت حال پر مجبور ہوا۔ بادشاہ نے جواب دیا کہ میں شیطان کی طاقت سے گھبراتا ہوں۔ جہنی نے سوچا کہ اگر شیطان اس بادشاہ سے زیادہ طاقتور ہے تو کیوں نہ میں اُسی کی خدمت کروں۔ فوری دربار چھوڑ کر جہنی شیطان کی تلاش

میں چلا۔ پہاڑیوں۔ وادیوں اور جنگلات کے دور و نزدیک مقامات میں اُسے ڈھونڈتا رہا۔ آخرکار ایک دن شیطان اُسے ایک انسانی شکل میں ملا۔ اور کہا کہ میں وہی ہوں جسے تم تلاش کرتے پھرتے ہو۔ جہنمی خوشی خوشی اُسکے پیچھے ہو لیا اور سمجھنے لگا کہ اس کی خواہش پوری ہو گئی۔ راستہ میں انھیں ایک صلیب کے سامنے سے ہو کر گذرنا پڑا۔ شیطان صلیب کو دیکھکر بھاگ پڑا۔ جہنمی نے اُس سے ڈر کا سبب دریافت کیا۔ شیطان نے اقرار کیا کہ جب میں یسوع مسیح کی صلیب کو دیکھتا ہوں تو مجھ پر گھبراہٹ اور ڈر طاری ہو جاتا ہے تب جہنمی نے کہا کہ یسوع تم سے زیادہ طاقتور ہے۔ کیونکہ تم اُس سے ڈرتے ہو۔ اس لئے میں اُسی کی خدمت کرونگا"

اب جہنمی اپنے نجات دہندہ کی تلاش میں چل پڑا۔

ہمارا رحیم خداوند نیک آدمیوں پر بڑی خوشی سے اپنے آپکو ظاہر کرتا ہے جہنمی نے اُسے نہیں دیکھا۔ مگر اُسکو ایک دیندار درویش ملا۔ جس نے اُسے تمام مذہبی سچائیاں دکھا کر بپتسمہ دیا۔ اُس وقت جہنمی نے اپنے آپکو خداوند کی خدمت کے لئے خیرات اور رحم کے کاموں کے لئے مخصوص کیا اُس نے ایک پہاڑی نالہ کے قریب چھوٹا سا جھونپڑا بنایا اور رہنے لگا۔ جب اُدھر سے گذرنے والے مسافر نالے کے تیز بہاؤ کے ڈر سے واپس جاتے تو وہ انہیں اپنے کندھے پہ سوار کر کے ایک لاٹھی کی مدد سے صحیح و سلامت نالہ پار کرا دیتا تھا۔

ایک رات وہ ایک بچے کی آواز سے جو اُسکو مدد کیلئے پکار رہا تھا جاگ پڑا۔ اور بچے کو پھول کی طرح اُٹھا کر نالے میں گھس پڑا۔ وہ جتنا جتنا پانی میں بڑھتا جاتا تھا۔ اُتنا ہی پانی اونچا ہوتا جاتا تھا۔ اور ایسا معلوم ہوتا۔ کہ گویا بچہ کا بوجھ بھی بڑھتا جاتا ہے بدقت تمام جہنمی نالہ کو پار کر پایا۔ اُس کا سانس پھول گیا۔ اور طاقت جواب دے گئی جب اُسنے اپنے قیمتی بوجھ کو یہ کہتے ہوئے اُتارا کہ "تم نے مجھے خطرات میں ڈالا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا دُنیا کا بوجھ اُٹھایا ہے" بچہ نے جواب دیا کہ تعجب نہ کر کیونکہ تو نے دُنیا کے پیدا کرنے والے کو اُٹھایا تھا۔ یہ کہکر بچہ غائب ہو گیا اور جہنمی اس کی حیرت انگیز باتوں پر غور کرتا رہا۔ اب تک اُس نے ایسی خوشی کبھی محسوس نہ کی تھی۔ اور اُس دن سے اُس نے اپنا نام بجائے جہنمی کے "کرسٹوفر" رکھ لیا جس کا مطلب ہے "مسیح کا بوجھ اُٹھانے والا"

فیصلہ آپ کے ہاتھ ہے کہ آپ کس کی خدمت کرنا چاہتے خدا یا شیطان کی؟ خیال ہے کہ آپ بھی جہنمی کی طرح کرسٹوفر بننے کی کوشش کریں گے۔ تاکہ نجات دہندہ آپ سے جو کام لینا چاہتا ہے لے لے چاہے وہ آپ سے جہنمی جیسے کام ہی کیوں نہ لے"

جہنمی غیر مسیحی تھا۔ لیکن اُسکی دلی خواہش سب سے بڑے طاقتور شہنشاہ کی خدمت کرنا تھی۔ اسی لئے یسوع مسیح نے اُسکو اسکا بدلہ دیا۔ آپ لوگوں کو مسیح مل چکا۔ اور کرسٹوفر کی طرح مسیح کو ذریعہ نیکی کا راستہ دکھانے سے اچھی کتابوں کی اشاعت سے ہر جگہ مسیح کو پہونچایئے آپکو اور سبھوں کو اس دُنیا کا نالہ پار کرنا ہے۔ اور اگر آپ اس دُنیا میں کرسٹوفر کی طرح اپنے بھائیوں کو کسی نہ کسی طرح اس نالے کے پار کرنے میں مدد دیں گے۔ تو سمجھ لیجئے کہ آپ نے سب سے زیادہ طاقتور شہنشاہ کی خدمت کی۔

یہی آپ کی خواہش ہونی چاہیئے اور اس پر آپ کو فخر کرنا چاہیئے؛

مضمون نگار حضرات

سے التماس ہے کہ وہ اپنے اپنے مضامین ہر ماہ کی پندرہ تاریخ تک دفتر رسالہ "فضلوں کی ماں" کو روانہ کر دیا کریں۔ تاکہ اُن مضامین کو اچھی ترتیب کے ساتھ شامل اشاعت کیا جا سکے۔ نیز مضامین خوشخط لکھے ہونے چاہئیں۔ تاکہ ادارہ کو پریشانی نہ اُٹھانی پڑے اور آپکا مضمون ٹھیک بھی رہے؛

(مدیر)

"غزل" (عشرت دہلوی سہارنپور)

یہ نظم جناب عشرت دہلوی مقیم سہارنپور نے بغرض اشاعت بھیجی ہے اس نظم کو ہمارے گذشتہ شمارہ کے دو مضامین "انسان کیا ہے" اور "یہواہ کے گواہ" کو مدنظر رکھکر پڑھنی چاہیئے۔ "خدا کی شان ہے شانِ مسیحا" اُن کے اس مصرعہ پر ہمیں دِلی مسرت ہے۔ لیکن اگر کوئی اقدس تثلیث کے مسئلے کا انکار کرے تو اُس کے لئے خدا کی شان اور مسیح کی شان میں بھی امتیاز ہونا چاہیئے۔ "قیامت کے مزے آتے ہیں دلکو۔ چبھا ہے جب سے پیکان مسیحا" مگر مقدس پولوس اس خیال سے متفق نہیں ہیں بلکہ اپنے مسیحیوں کو جتلاتے ہیں کہ "میرے عزیز ڈرتے اور کانپتے ہوئے اپنی نجات کا کام کیئے جاؤ" (فلپیوں ۲/۱۲)

اگر موت کے وقت بدن اور روح دونوں مر جائیں تو انسان نیست ہو جائے گا۔ لہذا قیامت کا سوال کرنا ہی بیکار ہے۔ لیکن لوگ جو روح کو غیر فانی سمجھتے ہیں۔ اُن کے لئے مندرجہ بالا شعر بالکل سچ ثابت ہو گا۔ ایک جگہ اور مقدس پولوس مسیحیوں کو جتاتا ہے کہ "جو کوئی اپنے آپ کو قائم سمجھتا ہے وہ خبردار رہے کہ گر نہ پڑے" (کرنتھیوں ۱۰/۱۲) ناظرین کے فائدہ کے لئے ہم ایک مضمون "انسان کے آخری انجام" پر دے رہے ہیں تا کہ ان سچائیوں کے بارے میں جہاں تک ممکن ہو سکے لوگ مغالطہ میں نہ رہیں۔ (ایڈیٹر)

میرے دل میں ہے ارمانِ مسیحا — خدا کی شان ہے شانِ مسیحا

ادب سے میں سر اور آنکھوں پہ رکھ لوں — جو ہاتھ آجائے دامانِ مسیحا

مرے موئے بدن کی سب زبانیں — ازل سے ہیں ثنا خوانِ مسیحا

قیامت کے مزے آتے ہیں دل کو — چبھا ہے جب سے پیکانِ مسیحا

یقابگستر ہی داورِ محشر — ہے سب سے بڑھ کے امکانِ مسیحا

ملیگا ہم کو اجرِ نعت گوئی — بھریگا جبکہ دیوانِ مسیحا!

تجھے گر خواہش جنت ہے ناداں — تو کر تحصیلِ عرفانِ مسیحا!

لقب دیتا ہے جو فرزندِ ربّ کا — وہی ہے مرتبہ دانِ مسیحا!

اُسی رحمت کے باعث آج عشرت
ہے محفل میں ثنا خوانِ مسیحا

اِنسان کا آخری انجام

روزانہ ہزارہا آدمی اس دُنیاء فانی سے گذرتے ہیں وہ دن آئے گا۔ جب ہم انکی طرح اس دُنیا سے کوچ کر جائیں گے کوئی نہیں جانتا کہ کب اور کیسے اور کہاں یہ نوبت آئے گی لیکن ہر ایک آدمی ضرور یہ سوچتا ہے کہ میری موت کے بعد کیا ہوگا؟ اس کا جواب جہاں تک بدن سے تعلق ہے آسان ہے یعنی بدن مٹی میں مل جائیگا جس سے وہ بنا تھا۔ (پیدائش $\frac{3}{19}$) پاک کلام شاہد ہے کہ دُنیا کی قیامت تک ہماری رُوح پھر کسی بدن میں نہیں جائیگی۔ مگر اُس وقت بدن الٰہی قدرت سے ملایا جائے گا۔ اور اپنی رُوح کے ساتھ پھر ملایا جائے گا جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا تھا "بے حرمتی کی حالت میں بویا جاتا ہے اور جلال کی حالت میں جی اُٹھتا ہے۔ نفسانی جسم بویا جاتا ہے اور رُوحانی جسم جی اُٹھتا ہے" (اکرنتھیوں $\frac{15}{44-43-42}$) "آدمیوں کے لئے ایک بار مرنا اور اسکے بعد عدالت کا ہونا مقرر ہے" (عبرانیوں $\frac{9}{27}$)

یسوع مسیح اور اُس کے رسولوں کی تعلیم سے صاف نمایاں ہے کہ رُوح کو نجات حاصل کرنے کے لئے ایک ہی موقع دیا جاتا ہے۔ رُوح اِنسان کا اعلیٰ حصہ ہے اس کی دو خاص قوتیں ہیں۔ یعنی سمجھ اور آزاد مرضی جن کے سبب سے انسان اپنے کاموں کا ذمہ دار ٹھہرایا جاتا ہے۔ اُسکا فرض ہے کہ خدا کی پاک مرضی پر چلے کیونکہ اس کی رُوح غیر فانی ہے اور قولاً ہی اس کی موت کے بعد اُسکا انصاف بھی ہوگا "اسوقت ہر ایک کو اسکے کاموں کے مطابق بدلہ دیگا" (متی $\frac{16}{27}$) ایسا ہوا کہ غریب مر گیا اور فرشتوں نے اسے لے جا کر ابرہام کی گود میں پہنچا دیا۔ اور دولت مند بھی موا اور دفن ہوا۔ اُس نے عالم ارواح کے درمیان عذاب میں مبتلا ہو کر اپنی آنکھیں اٹھائیں (لوقا $\frac{16}{22}$) موت کے بعد ہی ہر ایک اپنے کاموں کا اجر پائیگا اور اس انصاف میں تبدیلی نہیں ہوگی اس وجہ سے یسوع مسیح نے ہم کو فرمایا "جاگتے رہو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ تمہارا خداوند کس دن آئے گا" (متی $\frac{24}{42}$ وغیرہ)

ان آیات سے نتیجہ نکلتا ہے کہ موت کے بعد رُوح کا انصاف ہوگا۔ اور اُس کا انصاف اٹل رہیگا۔ انسان کو اپنی زندگی ہوشیاری اور خدا کے خوف کے ساتھ گذارنی چاہیئے تاکہ وہ اپنے خدا کو ناراض نہ کرے۔ خدا کے نزدیک ہمارے خیالات بھی جانچے جائیں گے۔ یعنی کوئی بات پوشیدہ نہیں رہے گی۔ "میں تم سے کہتا ہوں کہ جو نکمی بات لوگ کہیں گے۔ عدالت کے دن اُسکا حساب دیں گے۔ کیونکہ تو اپنی باتوں کے سبب راستباز ٹھہرایا جائے گا۔ اور اپنی باتوں کے سبب سے قصوروار ٹھہرایا جائے گا" (متی $\frac{12}{37-36}$) مقدس پولوس گناہوں کی ایک فہرست پیش کرتا ہے۔ جس کو ہم حسب ذیل درج کرتے ہیں "تم نہیں جانتے کہ بدکار خدا کی بادشاہی کے وارث نہ ہونگے فریب نہ کھاؤ۔ نہ حرامکار خدا کی بادشاہی کے وارث ہونگے نہ بت پرست۔ نہ زناکار، نہ عیاش، نہ لونڈے باز نہ چور نہ لالچی، نہ شرابی، نہ گالیاں بکنے والے نہ ظالم۔ خدا کی بادشاہی میں داخل ہوں گے" (اکرنتھیوں $\frac{6}{9-10}$) اسی طرح کی اور فہرست دوسرے خط میں پائی جاتی ہے۔ جس کے آخر میں مقدس پولوس ہم کو خبردار کرتا ہے کہ "پہلے سے کہے دیتا ہوں جیسا کہ پیشتر جتا چکا ہوں کہ ایسے کام کرنے والے خدا کی بادشاہی کے وارث نہ ہوں گے" (گلتیوں $\frac{5}{21}$)

جیسے بہشت کی خوشی دائمی ہے اسی طرح لعنتوں کا دُکھ دوزخ میں دائمی ہوگا۔ یسوع مسیح اس بات کا یقین دلاتا ہے جب لوگوں کو اس دُنیا کی سب سے بڑی مصیبت اور دُکھوں کو اُٹھانے کے لئے اکساتا ہے۔ اس کے بجائے کہ ہم دائمی سزا میں مبتلا ہوں تب وہ اُس کیڑے کا ذکر کرتا ہے جو کبھی نہیں مرتا اور اس آگ کا جو کبھی بجھے گی نہیں "جہاں اُن کا کیڑا نہیں مرتا اور آگ نہیں بجھتی" (مرقس $\frac{9}{48-44-43}$) دیکھیں متی

دوزخ میں سزا ہر ایک کے لئے برابر نہیں ہوگی جیسے بہشت میں مبارک لوگوں کے واسطے جلال کا درجہ الگ الگ اسی طرح سے دوزخ میں سزا کے درجے ہونگے۔ "اس وقت ہر ایک کو اسکے کاموں کے مطابق بدلہ دیگا" (متی $\frac{16}{27}$)

"ہر ایک اپنا اجر اپنی محنت کے موافق پائیگا" (اکرنتھیوں ۳/۸)
جتنے لعنتی آدمی کے گناہ بڑے ہوں گے اتنا ہی زیادہ اسکو دکھ اور سزا ملے گی۔ جتنا ایک انسان خدا سے دور ہو گیا اتنا ہی یہ جدائی کا رنج اسکو محسوس ہوگا۔

اس کے سمجھنے کے لئے یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ خدا کے احکام کو کسی بھاری بات میں توڑنے سے ہم اس کی بے عزتی کرتے ہیں خدا کا حق ہے کہ وہ ہم پر اپنی مرضی ظاہر کرے اور ہمارا فرض ہے کہ ہم اسکے تابعدار رہیں۔ جب ہم اپنی مرضی سے اسکا حکم توڑتے ہیں تو ہم حقیقت میں اس سے باغی ہو جاتے ہیں اس بغاوت کو ہم گناہ کی حالت کہتے ہیں اور اگر کوئی اس حالت میں مر جائے تو وہ ہمیشہ کے لئے خدا سے جدا رہے گا۔ کبیرہ گناہ کرتے ہوئے انسان جانتا ہے کہ وہ دائمی سزا کے لائق بن جاتا ہے تو بھی یہ خیال اس کی گناہ سے روکنے کے لئے کافی نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص اس کا نتیجہ بھی اٹھانے کو تیار ہے یعنی دوزخ کی دائمی سزا۔ جب تک زندگی ہے انسان کو موقع دیا جاتا ہے کہ وہ گناہ پر پچھتائے اور اسکی معافی حاصل کرے۔ اگر وہ گناہ کی حالت میں مر جائے تو وہ ہمیشہ تک خدا کا دشمن رہے گا۔ "کیونکہ یہ ضروری ہے کہ مسیح کے تخت عدالت کے سامنے جا کر ہم سب کا حال ظاہر کیا جائے گا تاکہ ہر شخص اپنے اُن کاموں کا بدلہ پائے جو اُس نے بدن کے وسیلہ سے کئے ہوں خواہ بھلے ہوں خواہ بُرے" (۲ کرنتھیوں ۵/۱۰) "پھر وہ بائیں طرف والوں سے کہے گا۔ اے ملعونو میرے سامنے سے اُس ہمیشہ کی آگ میں چلے جاؤ۔ جو ابلیس اور اس کے فرشتوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔" (متی ۲۵/۴۱) "سچ ہے" زندہ خدا کے ہاتھوں میں پڑنا ہولناک بات ہے" (عبرانیوں ۱۰/۳۱)

اس کے برعکس مقدس کلام ان لوگوں کے واسطے جو بے گناہ ہو کر خدا کی دوستی میں مر جاتے ہیں کہتا ہے "مبارک ہیں وہ مردے جو خداوند میں مرتے ہیں" (مکاشفہ ۱۴/۱۳)
ہم اُن تسلی بخش الفاظ کو یاد رکھیں جو خداوند یسوع مسیح نے انصاف کے بارے میں بیان کرتے ہوئے کہے "بادشاہ اپنی دہنی طرف والوں سے کہے گا آؤ میرے باپ کے مبارک لوگو جو بادشاہی بنائے عالم سے تمہارے لئے تیار کی گئی ہے اسے میراث میں لو" (متی ۲۵/۳۴)۔

مبارک لوگوں کی خوشی انسانی تجربہ سے باہر ہے اس لئے مبارک لوگوں کی خوشی کی حالت بیان کرنا انسانی عقل کے لئے ناممکن ہے۔ مقدس یوحنا کو اپنی فانی زندگی میں اس خوشی کو دیکھنے کا موقع ملا وہ کہتا ہے کہ "مقدس پولوس کو بھی یہ بخشش ملی مگر وہ کہتا ہے کہ "جو چیزیں نہ آنکھوں نے دیکھیں نہ کانوں نے سنیں نہ آدمی کے دل میں آئیں۔ وہ سب خدا نے اپنے محبت کرنے والوں کے لئے تیار کر دیں"
(۱ کرنتھیوں ۲/۹)

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جنکا ایمان یسوع مسیح پر ہے وہ ضرور نجات پائیں گے۔ مذکورہ بالا بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایمان کافی نہیں ہے بلکہ اُس کے موافق عمل بھی ہونے ضروری ہیں۔ اگر ایک شخص جو گنہگار تھا مگر پچھتایا اُسکو اپنے گناہوں کی چند روزہ سزا بھی اٹھانی پڑیگی اور اس کے علاوہ چھوٹے گناہوں کا بھی دھیان رکھنا چاہیئے جس سے خدا کی دوستی کم ہو جاتی ہے۔ اور جنکا عیوضانہ ہمیں ضرور دینا پڑیگا چاہے اس زندگی میں چاہے آنے والی دنیا میں ہم لوگوں کو نہ صرف اپنے پڑوسی سے بلکہ خدا سے بھی اپنا قرض چکانا پڑے گا "جب تک تو اپنے مدعی کے ساتھ راہ میں ہے اُس سے جلد صلح کر لے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ مدعی تجھے منصف کے حوالے کر دے اور منصف تجھے سپاہی کے حوالے کر دے اور تو قیدخانہ میں ڈالا جائے۔ میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ جبتک تو کوڑی کوڑی ادا نہ کر دے گا۔ وہاں سے ہرگز نہ چھوٹیگا"
(متی ۵/۲۵-۲۶)

(باقی آئندہ)

اطلاع!

ادارہ کی خواہش ہے کہ ماہانہ "فضیلوں کی ماں" میں نظموں کو زیادہ جگہ نہ دی جائے جو حضرات نظمیں لکھنے پر زیادہ توجہ صرف کرتے ہیں وہ اب ٹھوس مضامین لکھنے پر زور دیں۔

"اچھی عادتیں"

از منظور الیوک ادیب طاہر (علیگ) سہارنپور

یہ واقع دوسری جنگ عظیم کا ہے جنگ کو شروع ہوئے ابھی تھوڑا عرصہ ہی ہوا تھا کہ جاپانیوں نے فلپائن پر حملہ کر دیا۔ یہ حملہ اتنا شدید اور متواتر تھا کہ سب لوگ ہراساں ہو گئے۔ نزدیک ہی ایک ننھا سا جزیرہ تھا اس کا نام تھا CEBU وہاں پر روزانہ جاپانی بمبار جہاز آتے اور اتنی شدت کے ساتھ بمباری کرتے کہ خدا کی پناہ! بس سب کو یہ گمان ہوتا گویا سیبو (CEBU) صفحۂ ہستی سے ختم ہو جائیگا جوں ہی بمبار ہوائی جہازوں کی آواز لوگوں کو سنائی دیتی ایک خوف و ہراس پھیل جاتا۔ بچے اپنی ماؤں سے چمٹ جاتے۔ عورتیں شور مچاتیں اور مرد خوف سے تھرا اٹھتے یہ سب کچھ ایک قیامت کا منظر پیش کرتا۔ لیکن اس متواتر تباہی خدا نے لوگوں کے دلوں میں اس مصیبت سے دوچار ہونے کی بھی ہمت بخشی اور آخر کار انھوں نے جاپانی بمبار ہوائی جہازوں کے آنے اور جانے کے وقت کا ایک اندازہ لگایا وہ وقت سے ایک گھنٹہ پہلے اپنی خندقوں میں چھپ جاتے اور جب انھیں یہ معلوم ہوتا کہ جہاز چلے گئے ہیں تو پھر باہر نکل آتے اور اپنے ضروری کاموں کو پورا کرنے میں لگ جاتے اس طرح اُن کی زندگی گو ایک مشکل اور کٹھن دور سے گذر رہی تھی تو بھی وہ لوگ اب اتنے پریشان نہیں تھے جتنے کہ وہ پہلے تھے۔ پھر بھی وہ ہوائی جہاز کی آواز کو سنکر چونک پڑتے۔

ایک صبح بمبار جہاز گیارہ بجے کے بعد یکایک آ گئے لوگ ابھی تک مطمئن تھے۔ کچھ لوگ اپنے کھانے کی میزوں پر بیٹھے ہوئے مزے سے اپنے بچوں کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے اور کچھ لوگ کھانے کی تیاری میں مصروف تھے یکایک ہوائی جہازوں کے آنے سے سب لوگوں میں خوف و ہراس پھیل گیا اور لوگ بدحواس ہو کر ادھر ادھر دوڑنے لگے اس ہوائی جہازوں سے اتنے بم برسائے گئے کہ پورا جزیرہ کانپ اٹھا یہاں تک کہ چرند اور پرند بھی نہ بچ سکے اور بہت سی انسانی جانیں ختم ہو گئیں۔ لیکن ایک چھوٹے سے جھونپڑے میں جو کہ شہر سے باہر تھا۔ ایک عجیب واقع ہوا۔ اس جھونپڑے میں ایک غریب عورت رہتی تھی۔ اسکے سات بچے تھے یہ غریب خاندان بھی اپنا کھانا کھانے میں مشغول تھا کہ یکایک انھوں نے بھی ہوائی جہازوں کا شور اور بم کے دھماکے سنتے پہلے تو بچے حیرت کی تصویر بن گئے پھر ایکدم سب بچوں نے چیخ ماری۔ بھلا ایسے موقع پر ماں بھی کیونکر اپنے حواس قائم رکھ سکتی اور یہ حقیقت ہے کہ ایسے موقعوں پر بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اپنے حواس سے کام لے سکیں۔ لیکن بے اختیاری میں اپنے بچاؤ کی ترکیب کرنا پڑتی ہے بعض دفعہ یہ ترکیب خود بہت مہلک ثابت ہوتی ہے اور بعض اوقات انسان اپنے کو بچانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ اُس عورت نے بھی اپنی عادت کے مطابق وہ مقدسہ مریم کی تصویر جو اُسی کمرے میں آویزاں تھی اُٹھالی اور اپنے سب بچوں کو اپنے ساتھ چپٹا کر کھڑی ہو گئی اسوقت وہ سب لوگ تھر تھر کانپ رہے تھے۔ سب لوگ مقدس مریم کی تصویر سے چپکے ہوئے اپنی موت کا انتظار کر رہے تھے جوں ہی جھونپڑی کے نزدیک بموں کی آوازیں آئیں تو وہ لوگ اور بھی ڈر جاتے۔ آخر کار بموں کے دھماکوں سے اُن کی وہ ٹوٹی پھوٹی جھونپڑی بھی کانپنے لگی اور یہ چھوٹا خاندان بھی اپنے آخری لمحات گننے لگا۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا تھا پیر کانپ رہے تھے اور یہ لوگ سب ایکدوسرے کے نزدیک ہوتے جا رہے تھے۔ آخر ایک زور کا دھما کہ جھونپڑی پر ہوا۔ اور اُس کے پرخچے اُڑ گئے۔ لیکن یہ خاندان اور مقدسہ مریم کی تصویر بالکل محفوظ رہی۔

اب سوال یہ اٹھتا ہے کہ اُس عورت کو یہ سمجھ کہاں سے آئی کہ مقدسہ مریم کی تصویر کو اٹھائے یا مقدسہ مریم سے مدد مانگے، صاف ظاہر ہے کہ عورت غیرارادی طور سے تصویر تک پہنچ گئی تھی اور اُس کو اٹھا لائی تھی اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ

یہ اُس کی عادت تھی کہ جب بھی مدد کی ضرورت ہوتی وہ مقدسہ مریم سے مدد مانگتی اور اس موقع پر بھی جبکہ اُس کے حواس اپنی جگہ پر قائم نہ تھے تو بھی اپنی عادت کی وجہ سے اُس نے مقدسہ مریم سے مدد مانگی۔ حالانکہ وہ نہیں جانتی تھی کہ اُس سے کیا سرزد ہو رہا ہے لیکن اُس کو مدد ملی۔ ہمیں ناگہانی طور پر خطرہ سے دوچار ہونا پڑتا ہے جسمانی خطرہ ہی نہیں روحانی بھی بعض دفعہ ہم پر بہت سی آزمائشیں آتی ہیں۔ لیکن ہم اپنی عادتوں کی بنا پر اُن سے بچ سکتے ہیں جیسے کہ مندرجہ بالا قصّہ سے ظاہر ہے۔

"مقدسہ کیتھرائن"

مقدسہ کیتھرائن ایک بہت حلیم اور فروتن کنواری تھیں وہ کلیسیا کی تواریخ میں ایک ستارہ کی مانند ہیں اور پاکیزگی کا ایک شاندار نمونہ۔ اُن کو طویل العمری نصیب نہ ہوئی آپ ۱۳۴۷ء میں پیدا ہوئیں اور ۹/ مارچ ۱۳۸۰ء کو آپ اس جہانِ فانی سے کوچ کر گئیں۔ آپ اٹلی کے شہر بولونیا میں پیدا ہوئیں اور وہیں اپنی زندگی گذاری۔

آپکے والد صاحب کسی بادشاہ کے دربار میں ایک اعلیٰ عہدہ پر فائز تھے۔ لہٰذا کیتھرائن نے بھی شاہی ماحول میں پرورش پائی اور رانی نے انھیں اپنا ہمجولی منتخب کر لیا اس دربار میں تعلیم یافتہ اور مذہبی رجحان کے لوگ بکثرت موجود تھے انھیں وقتوں غیر ارادی طور پر شہر میں ایک عام مجلس منعقد ہوئی کیتھرائن نے ۱۴ سال کی عمر سے ہی چند معزز خواتین کے ساتھ گوشہ تنہائی اختیار کر لیا۔ ان خواتین کے قوانین زندگی مقرر تھے۔ کیتھرائن کی تعلیم بہت ٹھوس اور واضح تھی اُن کے خطوط اور دیگر تحریرات سے عیاں ہے کہ وہ اپنے زمانہ کے لحاظ سے بہت پیش پیش تھیں یہانتک کہ لوگ اُن کو اطالوی ادب میں ایک خاص مقام دینا چاہتے ہیں۔ آپ شاعرہ، اعلیٰ مصورہ ادیب اور وائیلن بجانے کی ماہر تھیں۔ آپ ایک مشہور کتاب کی مصنف بھی ہیں اُس کا نام ہے "روحانی جنگ کیلئے ضروری ہتھیار" کتاب کے مطالعہ سے ایسا ظاہر ہوتا ہے گویا انھوں نے اس کتاب کی تصنیف میں صرف خداوند یسوع مسیح کے حکم کو پورا کیا ہو گویا اُن کی مرضی کا اس میں کوئی دخل نہ تھا۔ وہ خود تحریر کرتی ہیں کہ "میں اپنے ہاتھوں سے یہ کتاب لکھ رہی ہوں تاکہ خدا کی مرضی کی تعمیل کروں۔ تاکہ اُس سے دوسروں کو فائدہ پہنچے۔ یہ کتاب تقریباً ۱۳۷۸ء میں تحریر کی گئی تھی۔

کچھ عرصہ بعد ان خواتین نے جو مقدسہ کیتھرائن کیساتھ گوشہ تنہائی میں تھیں فیصلہ کیا کہ وہ مقدسہ کلیرا کے قوانین کو اپنا کر راہبہ بن جائیں۔ کیتھرائن بھی اُن کی ہمنوا تھیں یہ خانقاہ مقدس ربیکہ امنٹ کی تعلیم میں قائم کی گئی تھی۔

آپ نے تعبداری، غربت اور پاکدامنی کی قانونی منتوں پر عمل پیرا ہونے کا اقرار کیا کچھ عرصہ بعد اس طبقے میں شریک ہونے والی لڑکیوں کو تربیت دینے کیلئے مخصوص کیا گیا وہ ان نوجوان لڑکیوں کے سامنے خداوند یسوع مسیح کی محبت کا بیان کرتی تھیں اور اُنکو ہر طرح کی مثالیں دیکر سمجھاتیں کہ ہماری محبت ہمارے پیدا کرنے والے کیلئے ایک ایسی شعاع کی مانند ہونا چاہیئے جو صرف اُس کے لئے ہی ہمیشہ شعلہ زن رہے۔ اُن کی ایک خاص ہدایت یہ تھی کہ ہم لوگوں کو مسیح میں روحانی خیر نیکی ہی نہیں تلاش کرنا چاہیئے بلکہ ترقی اپنی خود انکاری میں ہے۔ ہمیں اپنی صلیب کو خود اُٹھانا چاہیئے۔ کیونکہ یسوع مسیح نے کہا کہ جو کامل بننا چاہتا ہے۔ اپنی خود انکاری کرے۔ اپنی مرضی پر پوری طور سے غالب آنا چاہیئے یہ متواتر خود انکاری کا ورزی کا اصلی راستہ ہے۔ کیتھرائن راہبانہ زندگی کو تسکین اور روحانی برکتوں کا سرچشمہ کہا کرتی تھیں۔ مگر یہ لازم ہے کہ اُس میں اپنے جسم اور مرضی کی خود انکاری کے نیز کانٹوں کو برداشت کیا جائے۔ اور اپنے سرپرستوں کی مرضی کے خلاف کبھی کوئی کام سرزد نہ ہو ساتھ یہ بھی یاد دلاتی تھیں کہ اَے عزیز بہنوں اگر تم مسیح کے اسرار کی بدن کے اعضا بننا چاہتی ہو تو اُس کی بندگی اور دلہن بننا پسند کرتی ہو تو تم لوگوں کو اُس کے نقش قدم پر پُرخار راہ اختیار کرنا ہوگی

اِس میں شک نہیں کہ مقدسہ کیتھرائن کی نصیحتیں بڑی پُر اثر ہوتیں پر اُن کا نمونہ اُن سے بھی مفید تھا۔ شیطان اُن کی نیکی کو برداشت نہ کرسکا۔ اسی لئے اُس نے مقدسہ کیتھرائن کو متواتر پانچ سال تک آزماتا رہا۔ اور طرح طرح کی شکلیں بنا کر اُن پر ظاہر ہوتا رہا۔ اور اُنھیں بہکاتا کہ وہ اپنی نجات سے بے اُمید ہو جائیں۔ مقدسہ کیتھرائن تحریر کرتی ہیں کہ وہ ایسی حالت میں زار و قطار روتیں۔ اتنا کہ وہ کہتیں کہ اگر خدا کی خاص مہربانی اُن پر نہ ہوتی تو وہ ضرور نابینا ہو جاتیں۔

جب وہ مزامیر گاتیں اور دعائیں کرتیں تو اُنکا سر اسقدر دکھتا کہ برداشت سے باہر ہو جاتا۔ پر خدا انہیں برداشت کی قوت بخشتا۔ اس کے علاوہ جب وہ دعا کرتیں تو اُن کو اُن دعاؤں سے کوئی تسلی نہ ملتی۔ یہ وقت اُن کے لئے بڑا صبر آزما ہوتا۔ دوسری [illegible] ایتین کی طرح وہ ایک سادہ زندگی گذارتیں اور ہمیشہ اپنے سرپرستوں کی مرضی کے تابع رہتیں جسکی وجہ سے وہ آزمائشوں پر غالب آئیں۔

درحقیقت آپ نے مقدس فرانسیس اسیسی کی تعلیم کو خوب اپنایا تھا۔ وہ اقرار کرتی ہیں کہ مجھے خدا نے بہت بخششیں عنایت کیں پر میں اُن سے اتنی مستفید نہ ہوئی جتنا کہ مجھکو ہونا چاہیئے تھا۔ وہ اپنے آپکو حلیمی کے جذبات میں خدا کی ایک نالائق بندی کہا کرتی تھیں وہ کہتی تھیں کہ میں اس لائق ہوں کہ میرے منہ پر تھوکا جائے۔ اُنھیں دُنیاوی عزت کی تلاش نہ تھی اُن کی خواہش تھی کہ چاہے انسان اُنکو قبول کرے یا رد لیکن یسوع مسیح اُن کو نہ چھوڑے۔ اپنی دھرم بہنوں کے بارے میں کہا کرتیں کہ میں اِن سب کی خادمہ ہوں کاش کہ میں اپنے کام کو اِن سب کے فائدہ کے لئے کر سکوں وہ اپنے طبقہ کے فائدہ کے لئے ہر طرح کی محنت کیا کرتی تھیں خدا نے اُن کے ہاتھ سے کئی کرامتیں کرائیں تا کہ لوگوں کو ظاہر ہو کہ وہ کتنی پاکباز ہیں۔ اسکے برعکس اُن کی ہمیشہ یہ خواہش رہی ہے کہ ذاتی عزت اور شان کو اپنی زندگی میں داخل نہ ہونے دیں مورخہ ۲۲ جولائی ۱۴۵۶ء آپکو بلونیا شہر میں ایک نئی خانقاہ قائم کرنے کے لئے بھیجا گیا اس کام میں آپکی محبت اور خدمت خاص طور سے عیاں ہے۔ وہ ایک مریضہ سسٹر کے پاس قریباً ایک سال تک دن رات بیٹھی رہیں۔ اُسکو تسلی تشفی دیتیں اور اُسکے آخری سفر کے لئے تیاری میں پوری مدد کرتیں۔ اُس کی میت کے وقت مقدسہ کیتھرائن نے اس سے کہا اے بیٹی سلامتی سے جاؤ۔ اور مبارک لوگوں میں داخل ہو جاؤ۔

اب خود اُن کی موت کا وقت بھی نزدیک تھا۔ وہ بھی مقدس لوگوں کے جلال میں جانے کو تیار تھیں ۲۵ فروری ۱۴۶۳ء کو انہوں نے تمام سسٹروں کو جمع کیا اور تین گھنٹے تک اپنی آخری ہدایات اُنکو دیتی رہیں۔ یہ اُنکا ایک وراثت نامہ تھا۔ آخر میں انھوں نے کہا میں آئندہ آپ کے ساتھ نہ رہ سکوں گی کیونکہ میری زندگی کا آخر آپہنچا ہے اُن کے آخری الفاظ تھے "میری عزیز بہنوں آپس میں سچی محبت سے ایکدوسرے کو پیار کرو۔ ایک دوسرے کی کوتاہیوں کو برداشت کرو۔ تم آپس میں سب بہنیں ہو اور مسیح کے اعضا ہو۔ میرا آخری وقت ہے میں خوشی سے رخصت ہو رہی ہوں۔ میری خوشی یہ تھی کہ میں ہمیشہ یسوع مسیح کی خاطر دکھ برداشت کروں۔ میں آپ لوگوں کو مسیح کی سلامتی دیتی ہوں۔ آپ لوگ سلامت رہیں۔ ایکدوسرے کو پیار کرو کہ خدا کی برکت ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے۔ میں خدا کے سامنے ہمیشہ آپ لوگوں کے لئے دعاگو رہوں گی۔ وہ بہت کم عرصہ بیمار رہیں بس ایسا معلوم ہوتا تھا گویا وہ اپنے آخری سفر کی تیاری کر رہی ہوں۔ وہ ۹ مارچ ۱۴۶۳ء کو اس جہان فانی سے رحلت فرما گئیں۔ پانچ سنوں بعد بھی اُن کی نعش اُسی خانقاہ کے ایک گرجہ گھر میں اُسی حالت میں رکھی ہوئی جس حالت میں انھوں نے اپنے آخری سانسوں کو گنا تھا۔ جس کرسی پر بیٹھ کر اُنھوں نے اپنا آخری سانس لیا تھا۔ اُن کی نعش ابھی تک اُسی پر اُسی حالت میں ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ گویا وہ سسٹروں اور ماما قائیوں کو پاکیزگی کی ہدایات دے رہی ہیں۔ اُمید ہے کہ ناظرین اِس زندہ کرامت سے اپنے ایمان میں اور زیادہ مضبوط ہو جائیں گے۔ اور نیکی کے راستہ پر چلنے کے لئے ہر طرح کے دکھوں کو اُٹھانے کے لئے تیار ہو جائیں گے!

"دنیا میں ایک گھنٹہ میں کیا کیا ہوتا ہے"

علم ریاضی کے ماہر نے اندازہ لگایا کہ دنیا میں ——— !
ایک گھنٹہ میں ——— 5540 بچے پیدا ہوتے ہیں
" " 4630 لوگ فوت ہو جاتے ہیں۔
" " 1200۔ نکاح ہوتے ہیں۔
" " 85۔ طلاق ہو جاتے ہیں۔
" " 10 قتل ہو جاتے ہیں۔
" " 70000 ٹن کوئلہ کانوں سے نکالا جاتا ہے
" " 70030 ٹن پیٹرول نکالا جاتا ہے۔
" " 36,000 ٹن مچھلی پکڑی جاتی ہے۔
" " 40200 ٹن خام لوہا تیار کیا جاتا ہے۔
" " 240000 جوڑے جوتی تیار کئے جاتے ہیں۔
" " 3000 جانور سمور حاصل کرنے کے لئے قتل کر دیئے جاتے ہیں
" " 360,000,800 سگریٹ استعمال کر لی جاتی ہے۔
" " 2400 موٹر کاریں تیار کر دی جاتی ہیں۔
" " 25000۔ اشخاص موٹر کے حادثات کا شکار ہو جاتے ہیں۔
" " 161.600,000۔ اپوسٹ کارڈ اور چٹھیاں ڈاک میں ڈالی جاتی ہیں۔
" " 25,000,000 ڈالر کے ٹکٹ ان پر چسپاں کر دیئے جاتے ہیں
" " 16000۔ اخبارات اور رسالہ جات شائع کر دیئے جاتے ہیں
" " ہر گھنٹہ ایک زلزلہ آتا ہے۔

☆ پروفیسر بابل جو کہ برسٹل یونیورسٹی کے مشہور پروفیسر ہیں اُن کے اندازہ کے مطابق ایٹم بم کے ذریعہ صرف ۳ منٹ میں دنیا ختم ہو سکتی ہے۔ یہ عالم نیک اور بُرے کاموں، دعاؤں اور گناہوں کا اندازہ نہ لگا سکا۔ اس کے علاوہ دنیا میں کتنے بہادری کے کام اور کتنے دکھ برداشت کئے جاتے ہیں کتنے لوگ اپنی کوششوں میں کامیاب اور کتنے ناکامیاب رہتے ہیں انسان کی روحانی اور اخلاقی زندگی جو سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہے اسکا اندازہ نہ لگایا جا سکا

"پڑھائی کے فائدے"

اگر آپ کا بچہ بہت زیادہ مطالعہ کرتا ہے تو آپ نہ سمجھئے کہ وہ کتابوں کا کیڑا ہوتا جا رہا ہے۔ دنیا کے اخبارات کی نئی چھان بین سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ہائی اسکول کے امتیازی بچے ہی عموماً لیڈر بن جانے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ ہم نے تقریباً ایک سو بچوں کا انٹرویو لیا یہ وہ بچے تھے۔ جنہوں نے قومی وظیفہ حاصل کیا تھا۔ ان میں سے ہر دس بچوں میں سے ۹ ایسے تھے جو کہ ہر ماہ ایک کتاب پڑھ ڈالتے ہیں۔ ان بچوں نے تقریباً چار سو کتابیں پڑھ ڈالی ہیں۔

اسکے بعد ہم نے ایسے اور سو بچوں کا انٹرویو لیا جنہوں نے کالج میں داخلہ لے لیا تھا۔ لیکن اُن کو کوئی وظیفہ نہ دیا گیا تھا۔ ان بچوں میں سے صرف ہر دس میں سے چھ ایسے تھے جو مہینے میں ایک کتاب ختم کر لیتے تھے۔ انھوں نے کل 175 کتابیں پڑھی تھیں۔ لہذا اس میں شک کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی کہ جو زیادہ پڑھتا ہے وہ زیادہ حاصل کر دیتا ہے۔ اور اُن کے لئے زیادہ موقع ہوتے ہیں کہ وہ لیڈر ہو گئے ہیں۔

اُن سو بچوں میں سے جنہوں نے وظائف حاصل کئے 67 بچے ایسے تھے۔ جنہوں نے کوئی نہ کوئی عہدہ سنبھال رکھا تھا اُس کے مقابلے میں ۳۹ اُن بچوں میں سے عہدہ سنبھالے ہوئے تھے جو کوئی وظیفہ حاصل نہ کر سکے تھے۔

ہمارا یہ پیغام بہت سادہ ہے کہ زیادہ مطالعہ کرنا لیڈر بننے کی پہلی سیڑھی ہے۔ لنکن نے ایک مرتبہ کہا۔ میرا سب سے اچھا دوست وہ ہے۔ جو میرے لئے وہ کتاب لاتا ہے جسکو میں نے پہلے کبھی نہیں پڑھا۔

سب سے زیادہ جو کتابوں میں دلچسپی لیتے ہیں وہ ہیں ۱۹ سال سے کم لڑکے اور لڑکیاں۔ نیویارک کی پبلک لائبریری سے جو کتابیں پڑھنے کے لئے جاتی ہیں اُن میں سے تقریباً آدھی تو یہی لوگ لیا کرتے ہیں۔ یہ لوگ کتابوں کیلئے پیسہ بھی خرچ کرتے ہیں۔ پڑھائی کی رفتار اوسطاً ۲۵ حروف ایک منٹ ہوتی ہے لیکن بعض اشخاص ایسے ہیں جو کہ اس سے دس گنا زیادہ پڑھتے ہیں۔"

خبریں!

پاپائے اعظم کہاں تشریف لے جائینگے

گذشتہ سال بمبئی تشریف لانے کے بعد پاپائے اعظم کہیں اور تشریف نہ لے گئے۔ جزائر فلپائن کی حکومت نے انہیں ملک میں آنے کی پُرزور دعوت دی ہے۔ مگر وہ بہت مصروف ہیں۔ اسلئے اُن کے لئے اس دعوت کو قبول کرنا قدرِ مشکل ہے۔ ایک افواہ ہے کہ وہ انگلینڈ اور امریکہ کی طرف روانہ ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ انگلینڈ میں جانے کا وہ ایک عظیم گرجا گھر کی افتتاحی رسم ادا کریں گے۔ اور غالباً یہ رسم ۱۷ مئی ۱۹۶۶ء کو ادا کی جائیگی۔ اس گرجے کی تعمیر کا کام تقریباً بیس سال پہلے شروع ہوا تھا۔ اور اس پر تقریباً ۲ ½ کروڑ روپیہ خرچ ہو چکا ہے

امریکہ وہ اس لئے تشریف لیجانا چاہتے ہیں تا کہ وہ بین الاقوامی مجلس سے دُنیا میں امن اور صلح کیلئے پُرجوش اپیل کریں۔

فلپائن میں کلیسیا کے قیام کی چہار صد سالہ یادگار

۱۶ مارچ ۱۵۲۱ء میں سپین کا مشہور سیاح مغربی میگلان سب سے پہلے جزیرہ سیبو پہنچا اور پہنچتے ہی ساحل پر ایک صلیب نصب کی اور ایک ماہ کے بعد جزیرہ کے راجہ رانی اور آٹھ سو اشخاص کو مسیحی بپتسمہ دیا۔ اس موقعہ پر میگلان نے رانی کو بطور تحفہ بچہ یسوع کا ایک خوبصورت مجسمہ پیش کیا۔ وہاں سے میگلان کے روانہ ہونے کے بعد مسیحیت کو وہاں پر بھلا دیا گیا۔ ۱۵۶۵ء میں سپین کا ایک دوسرا سیاح لیگانسپی وہاں گیا۔ اُس کے ساتھ چند کاتھولک راہب بھی تھے۔ جنہوں نے ان جزیروں میں کاتھولک کلیسیا کی مضبوط بنیاد ڈالی۔ ایک دن کھنڈرات کے نیچے سے بچے یسوع کا وہ مجسمہ برآمد ہوا جو میگلان نے رانی کو بطور تحفہ دیا تھا۔ اسے بڑی تعظیم کے ساتھ گرجے میں رکھا گیا۔ چونکہ ان جزائر میں ۱۵۶۵ء میں مسیحی کلیسیا قائم ہوئی تھی۔ اس لئے امسال اس کی چہار صد سالہ جوبلی منائی گئی۔ اس جشن میں بچے یسوع کے اس قدیم مجسمہ کی تاجپوشی کی رسم ادا کی گئی۔ اُس وقت اس ملک کے اکثر باشندے کاتھولک مسیحی ہیں۔ اس جوبلی کی تقریب پر تین بشپ صاحبان نے ملکر ایک خط شائع کیا جس میں انہوں نے فرمایا کہ "چونکہ مشرق بعید میں ہمارا ملک ایک واحد مسیحی مُلک ہے۔ اسلئے ہمیں دوسرے ملکوں کے سامنے اپنے ایمان کی پختگی اور مسیحی عقیدت مندی کا نمونہ پیش کرنا چاہیئے۔ اُنھوں نے ایک تبلیغی انجمن قائم کی تا کہ وہ جزائر فلپائن سے ایشیا کے دوسرے ملکوں میں مشنری بھیجے۔

فلپائن کی مسیحی کلیسیا میں دو خامیاں موجود ہیں۔ اوّل یہ کہ یہاں کاہنوں کی بہت کمی ہے۔ دوئم یہ کہ اکثر مسیحی۔ اپنے مذہب کی تعلیم سے ناواقف ہیں۔ ان دونوں خامیوں کو دُور کرنے کے لئے جد و جہد کی جا رہی ہے کاہنوں کی تعداد میں کافی اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ ہم دُعا گو ہیں کہ خدا اُس ملک کو مزید فروغ اور ترقی عنایت فرمائے۔

ضروری اطلاع

ہمیں افسوس ہے کہ آپنے اپنا چندہ بھیجنے سے معذرت کی ہے تو تحریر کیجئے۔ تا کہ اُس کا جواز ڈھونڈا جا سکے۔

یاد رکھئے ادارہ ہر ممکن کوشش کرتا ہے کہ اس تبلیغی خدمت کو جاری رکھا جائے۔

کیا آپ ہمارا ہاتھ

نہ بٹا سکیں گے؟ جتنا حصہ اس کام میں ہمارا ہے اُس سے زیادہ آپ کا بھی ہے۔ آپ ہمیں ایسے اصحاب کے نام اور پتے ارسال کیجئے جو اُردو جانتے اور تبلیغی کام میں دلچسپی لیتے ہیں۔ یہ بھی آپکی ایک تبلیغی خدمت ہو گی۔

(ادارہ)

(فادر امبیوس ایڈیٹر پرنٹر و پبلیشر نے ہمدرد پریس سہارنپور میں چھپوا کر دفتر "فضلوں کی ماں" کورٹ روڈ سہارنپور شائع کیا) (پیشواؤں کی اجازت سے چھاپا گیا)

سنیچر ـ یا ـ اتوار

سنیچر مشن والوں نے خداوند کے پاک دن کے سلسلے میں ایک بحث پیدا کر رکھی ہے جس کی وجہ سے کچھ لوگ دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ اُن کی باتوں میں کیا حقیقت ہے ہم اس سلسلے میں مختصر بیان ناظرین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

موسیٰ کی شریعت

سبت کے لفظی معنی آرام کا دن ہے اور موسیٰ کی شریعت میں خدا نے ساتویں دن کو آرام کے لئے مقرر کیا تھا۔ "تم سبت کو ماننا کیونکہ وہ تمہارے لئے مقدس ہے اور جو کوئی اس کو توڑے ضرور قتل کیا جائے۔ اور جو کوئی اس میں کچھ کام کرے وہ شخص اپنی قوم سے خارج کیا جائے۔ (خروج ۳۱/۱۴) اُس دن لکڑیاں جمع کرنا بھی سخت منع تھا" انھوں نے سبت کے دن ایک آدمی کو لکڑیاں جمع کرتے پایا۔ تب خداوند نے موسیٰ کو فرمایا کہ وہ آدمی قتل کیا جائے"۔ (گنتی ۱۵ ـ ۳۲ تا ۳۵) اور اپنے گھر میں آگ جلانے کے لئے منع تھا" تم سب اپنے مکانوں میں سبت کے دن آگ مت جلاؤ" (خروج ۳۵/۳)

کیوں خدا نے حکم دیا کہ سبت کا دن پاک رکھا جائے؟ اس لئے کہ ہمیں خدا کو اپنا خالق و مالک ماننا چاہیئے۔ اور اس کی عزت و پرستش کے لئے ہفتہ میں ایک دن الگ مخصوص کرنا چاہیئے" سبت کے دن دو بے عیب برے یک سالہ اور اس کے ساتھ ایفہ کے دو دسویں حصہ میدہ تیل سے ملا ہوا نذر کی قربانی کے لئے بمعہ اُسکے تپاون کے، یہ سبت بہ سبت کی سوختنی قربانی ہے بمعہ دائمی سوختنی قربانی اور اس کے تپاون کے" گنتی ۲۸ = ۹-۱۰) "اگر تو سبت سے اپنے پاؤں کو روک رکھے اور میرے مقدس دن میں اپنی مرضی کرنے سے باز آئے اور سبت کو اپنی فرحت کا باعث سمجھے اور اُسے خداوند کا مقدس اور مکرم کہے اور اس کی یوں عزت کرے کہ تو اس میں نہ اپنا کاروبار کرے اور نہ اپنی خوشی کرے اور نہ بیجا کلام کرے۔ تو تو خداوند میں مسرور ہوگا۔ اور زمین کی بلندیوں پر میں تجھے لے چلوں گا۔ اور تیرے باپ یعقوب کی میراث تجھے دکھلاؤں گا۔ کیونکہ خدا کے مُنہ نے یہ فرمایا ہے" (اشعیا ۵۸/۱۳-۱۴) اور نہ صرف انسانوں کو آرام کرنا چاہئے تھا۔ بلکہ جانوروں سے بھی کام لینا منع تھا۔ (خروج ۲۰/۱۰)

خداوند یسوع مسیح اور سبت!

انجیل سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خداوند یسوع مسیح سبت کی سختی کو ختم کرتا ہے۔ اس لئے اُس میں اور فقیہہ اور فریسیوں میں سبت کے بارے میں کافی کش مکش ہوتی رہی

لیکن وہ اپنی تعلیم اور نمونہ سے ہمیں سمجھاتا ہے کہ سبت کے دن کا اصلی مطلب کیا ہے؟ اور اُسے کتنی اہمیت دینی چاہیئے وہ سبت کے دن اپنے شاگردوں کے ساتھ کھیتوں میں جاتا ہے اور اُس کے شاگرد گیہوں کی بالیں توڑتے ہیں - تب فریسیوں نے اعتراض کیا - (مرقس ۲ : ۲۳ - ۲۴) پھر خداوند یسوع ان لوگوں کو سمجھاتا ہے کہ " سبت انسان کے لئے بنایا گیا تھا کہ انسانی سبت کے لئے " (مرقس ۲/۲۷) یہ کہتے ہوئے کہ " ابن انسان سبت کا بھی مالک ہے " (مرقس ۲/۲۷) " سبت کے دن خداوند یسوع مسیح جگہ جگہ اپنی تعلیم سکھانے کے لئے جایا کرتا تھا اور بھیڑ اُسکے پیچھے ہوتی تھی - ایک دن ایسا ہوا کہ لوگ ایک مریض کو لائے جس کا داہنا ہاتھ سوکھا ہوا تھا تب فقیہہ اور فریسی اس کی تاک میں لگے کہ شاید وہ سبت کے دن شفا بخشے تو اُس پر الزام لگائیں " مگر فوراً خداوند یسوع مسیح ایک کرامت معجزہ سے ثابت کرتا ہے کہ اُن کے خیال اور اعمال غلط ہیں - اس نے مریض کو چنگا کر کے اُن سے کہا کہ " سبت کے دن نیکی کرنا روا ہے - یا بدی کرنا جان کو بچانا یا ہلاک کرنا " (لوقا ۶ : ۶ - ۹) اور مریض کا ہاتھ چنگا کر دیتا ہے - یعنی ثابت کرتا ہے کہ روحانی اور بھلائی کے کام سبت کے دن بھی کرنے جائز ہیں -

فقیہہ اور فریسی دنیاوی باتوں کے مطلب کو سمجھنے میں کافی تیز تھے - اور موسیٰ کی شریعت کو بھی اپنے مطلب کے موافق مروڑ لیتے تھے - ایک ایسا واقع ہوا - جب خداوند یسوع نے ایک عورت کو جسے اٹھارہ برس سے کسی بدروح کے باعث کمزوری تھی وہ کبڑی ہو گئی تھی - اُسے چنگا کیا تو عبادت خانہ کا سردار خفا ہو گیا - اور لوگوں کو خداوند یسوع کے خلاف بھڑکانے لگا - تو خداوند یسوع مسیح نے اُن کی بدنیت کو دیکھ کر اُن سے کہا " اے ریاکارو کیا ہر ایک تم میں سے سبت کو اپنے بیل یا گدھے کو تھان سے نہیں کھول کر اور پانی پلانے نہیں لے جاتا؟ (لوقا ۱۳/۱۵) دوسرے موقع پر بھی یسوع مسیح ایک اور مریض کو چنگا کر کے علماء شرع اور فریسیوں کو شرمندہ کرنے کے لئے کہتا ہے کہ تم میں سے ایسا کون ہے کہ اگر اس کا گدھا یا بیل کنویں میں گر پڑے تو فوراً سبت کے دن اس کو نہ نکالے (لوقا ۱۴/۵)

اس بحث کی تیزی اتنی بڑھ گئی کہ اسی وجہ سے وہ لوگ یسوع کو قتل کرنا چاہتے تھے - (یوحنا ۵/۱۶) آخر عوام کو یسوع مسیح کے دشمن بنانے کے لئے فقیہہ اور فریسی کہتے ہیں " یہ شخص خدا کی طرف سے نہیں ہے کیونکہ سبت کو نہیں مانتا " (یوحنا ۹/۱۶) ان کی بدنیت اور جھوٹے پروپیگنڈے کے خلاف یسوع مسیح جواب دے چکا تھا - جب اُس نے لوگوں سے کہا تھا کہ " میرا باپ ابتک کام کرتا ہے اور میں بھی کرتا ہوں " یوحنا ۵/۱۷ " ابن انسان سبت کا بھی مالک ہے " (لوقا ۶/۵) (باقی آئندہ)

مقدس پولیکارپس

سمرنا کے بشپ اور شہید - مقدس پولیکارپس یوحنا رسول کے شاگرد تھے - آپ ۷۰ء میں پیدا ہوئے آپ کا بچپنا بھی مسیحی زندگی سے بھرپور تھا - آپکی دینداری اور عجیب نیکیوں کے سبب آپکے اُستاد رسول آپکے ساتھ انتہائی شفقت اور محبت سے پیش آتے تھے - لائینز کے بشپ مقدس ارینیوس آپکے بارے میں یوں رقمطراز ہیں کہ " یہ میری بیحد خوش قسمتی ہے کہ عمر رسیدہ مقدس پولیکارپس سے میری ملاقات ہوئی - مجھے اُن کی مصلحت آمیز نصیحتیں بھی جو وہ لوگوں کو دیا کرتے تھے یاد ہیں - مجھے وہ سب کچھ یاد ہے جو وہ اپنے اُستاد یوحنا رسول اور دیگر شخصوں کی بابت (جنہوں نے خداوند کو دیکھا تھا) کہا کرتے تھے کہ یوحنا رسول نے جزیرہ پتمس کو اپنی جلاوطنی سے قبل مقدس پولیکارپس کو خود سمرنا کا بشپ مقرر کیا تھا - یہ حقیقت بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگی کہ مقدس پولیکارپس ہی وہ فرشتہ یا سمرنا کی کلیسیا کے بشپ تھے جس کی خداوند نے مکاشفہ میں تعریف کی ہے اور سمرنا کی کلیسیا کے فرشتے کو یوں لکھ .... میں تیری مصیبت اور غریبی کو جانتا ہوں - (مگر تو دولتمند ہے) .... مرنے تک وفادار رہ تو میں تجھے زندگی کا تاج دونگا (مکاشفہ ۲ : ۸ تا ۱۰) مشہور مورخ ٹلورس لکھتا ہے

ہے کہ مقدس پولیکارپس نے ستر سال تک سمرنا کی کلیسیا پر ایسی دینداری اور تعریف کے ساتھ گلہ بانی کی کہ لوگ اُس کو بڑے احترام کے ساتھ ایشیا کے بشپوں میں بڑا بزرگ سمجھتے ہیں۔ مقدس پولیکارپس اسّی برس کی عمر میں روم کو پاپائے اعظم آنی کلیٹس سے مذہبی معاملات میں مشورہ کرنے کو گئے خاصکر اس بات کی دریافت کیلئے کہ پاسکائی عید کب منائی جائے۔ مقدس پولیکارپس کا روم میں ٹھہرنا دینداروں کے واسطے بہت مفید ثابت ہوا۔ کیونکہ اُس قیام کے ذریعہ اُنھیں بدعتوں کے ردّ کرنے کا موقع خوب ملا۔ جب مشہور بدعتی مارچیون نے مقدس پولیکارپس سے پوچھا "کیا تو مجھے جانتا ہے؟ تب مقدس پولیکارپس نے کہا "ہاں! میں تجھکو جانتا ہوں کہ تو شیطان کا پہلوٹھا ہے" ایشیا پہنچ کر آنے پر آپ نے اُس ظلم کے زمانہ میں جو شاہنشاہ مارکس اوریلئیس نے کلیسیا کے خلاف برپا کیا سخت تکالیف برداشت کیں خصوصیت کے ساتھ یہ ظلم سمرنا میں زوروں پر تھا۔ اس زمانے میں یہاں کا صوبیدار حاکم مسیحیوں کے ساتھ نہایت بے رحمی اور جابرانہ طور پر پیش آتا تھا۔ منجملہ دیگر ظالمانہ کارروائیوں کے ایک واقع یہ بھی تھا کہ اُسنے بارہ مسیحیوں کو جو فلاڈلفیا سے لائے گئے تھے وحشی جانوروں سے کھلائے جانے کا حکم دیا۔ مخالفین نے اس موقع سے فائدہ اُٹھا کر دیگر مسیحیوں اور خاصکر مقدس پولیکارپس کو جو اپنے گلے کو ایمان پر ثابت قائم رہنے کی ہمت دلا رہے تھے قتل کرنا چاہا۔ اسکے باوجود وہ اپنے دینی فرائض کی انجام دہی کیلئے شہر میں رہنے کی ہمت دلا رہے تھے قتل کرنا چاہا۔ اسکے باوجود وہ اپنے دینی فرائض دہی کے لئے شہر میں رہنے پر مصر رہے۔ مگر تمام مسیحیوں کی منت اور درخواست پر بدقت تمام شہر سے متصل ایک مکان میں اُٹھ گئے۔ جہاں دن رات عبادت و دُعا میں مشغول رہتے تھے۔ مگر کچھ ہی عرصہ بعد مخالفین نے اُن کی موجودہ قیام گاہ کا پتہ لگا لیا۔ گرفتاری سے تین دن پیشتر عالم رویا میں آپ نے اپنا تکیہ جلتے ہوئے دیکھا۔ جس سے آپ نے جان لیا کہ میری شہادت آگ کے ذریعے کی جائے گی۔ چنانچہ اُنھوں

نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں زندہ جلایا جاؤں گا۔ مسیحیوں نے یہ جانکر کہ مخالفین اور حکومت کے سپاہی اُن کی تلاش میں سرگرداں ہیں تو آپ کو ایک دوسرے مکان میں منتقل کر دیا۔ لیکن ایک نوجوان ساتھی نے تکلیف کے خوف سے مغلوب ہو کر آپ کے چھپنے کی جگہ کو ظاہر کر دیا مقدس پولیکارپس اس سے آگاہ ہو گئے مگر اُنھوں نے دوسرے مقامات پر چھپنے سے انکار کر دیا۔ اور اس پر تکیہ کر کے کہا کہ "خداوند کی مرضی پوری ہو" سرگرمی کے ساتھ اُنھوں نے اپنے آپکو بطور ایک قربانی کے خدا کی نذر کیا اور اُس سے التجا کی کہ "تو میری جان کی قربانی قبول فرما" پھر خوشی خوشی اپنے آپکو سپاہیوں کے سپرد کیا پھر وہ پاک شخص اُن سپاہیوں کو اپنے گھر لایا۔ اور اُن کے سامنے اچھا کھانا پیش کیا۔ اور کچھ وقت دُعا کرنے کے لئے اُن سے مانگا۔ جسکے ملنے پر وہ دو گھنٹے برابر دُعا اور دھیان میں لگے رہے۔

بزرگ بشپ کو دیکھکر سپاہیوں اور اُن کے افسروں کو بڑی حیرانی ہوئی۔ تب وہ صبح کے وقت معہ اُس پاک بشپ کے روانہ ہوئے حالانکہ اُن کا جی نہ چاہ رہا تھا۔ تو بھی مجبور تھے۔ حکم کی تعمیل سپاہیوں کو لازمی تھی۔ چونکہ سمرنا کا سفر لمبا تھا اُنھوں نے اُسے ایک گدھے پر سوار کرایا۔ اور شہر کی طرف لیجا رہے تھے تو اُن کو دو بڑے افسر ملے جنہوں نے اس کو اپنی گاڑی میں بٹھا لیا۔ اور شاہی احکام کی تعمیل کے واسطے رغبت دلائی پھر منجملہ دیگر باتوں کے اُنھوں نے کہا کہ "اپنی جان بچانے کی غرض سے اگر دیوتاؤں کی قربانی چڑھائی جائے تو کیا نقصان ہے" مقدس پولیکارپس نے بڑی سرگرمی سے جواب دیا کہ میں ہر قسم کی تکلیف یہانتک کہ موت بھی برداشت کر لوں گا لیکن تمہاری نصیحت پر عمل کرنا میرے لئے ناممکن ہے۔ اس بہادری کے جواب پر وہ دونوں اُس کو ضدی جان کر برافروختہ ہوئے اور اس زور سے اُسے گاڑی سے ڈھکیلا کہ اُس کی ٹانگ چھِل گئی یا بقول قاوری مورّخ کے گر کر ٹوٹ گئی تھی اُس کے باوجود کہ وہ سخت زخمی ہو گئے تو بھی وہ بڑے

استقلال اور صبر کے ساتھ اُس تماشا گاہ کی طرف بڑھے جہاں وہ اپنی جان کی قربانی کرنے کو تھے۔ اس جگہ داخل ہوتے ہی اُنہیں ایک آسمانی آواز یہ کہتے سُنائی دی کہ "اے پولیکارپس! ہمت باندھ اور دلیری سے کام کر" مقدس پولیکارپس صوبیدار کے سامنے پیش کئے گئے جس نے شہید کے ارادہ کو بدلنے کی کوشش کی اور کہا کہ "اے پولیکارپس! تو بوڑھا آدمی ہے اپنے آپ کو ان تکالیف سے بچا کہ جنکا برداشت کرنا تیری طاقت سے باہر ہے اس لئے قیصر کی قسم کھا کہ سبھوں سے بلند آواز کیساتھ کہا کہ بدکار لوگ نیست و نابود ہو جائینگے" مقدس نے فوراً جواب دیا کہ "ہاں ضرور بدکار لوگ نیست و نابود ہو جائیں گے۔" لیکن بدکاروں سے میری مراد بُت پرستوں سے ہے" صوبیدار نے یہ خیال کر کے کہ اس نے اپنا ارادہ تبدیل کر لیا ہے اُس سے کہا کہ "تو اب یسوع مسیح پر کفر بک تو میں تجھ کو آزاد کر دوں گا۔" مقدس نے فوراً جواب دیا کہ "میں نے یسوع مسیح کی 86 برس خدمت کی ہے۔ اُس نے مجھے کبھی نقصان نہیں پہنچایا۔ بلکہ میرے ساتھ بھلائی کی اب میں اُس پر کس طرح کفر بک سکتا ہوں۔ میں اپنے خالق اور نجات دہندہ کی کیسے بے ادبی کر سکتا ہوں جو میرا انصاف بھی کرنے والا ہے چونکہ وہ عادل ہے اس لئے جو اُسکا انکار کرتا ہے وہ اُسے سزا دیتا ہے" لیکن حاکم پھر بھی اُسکو یسوع مسیح سے پھر جانے کی ترغیب دیتا رہا۔ مگر پولیکارپس نے جواب دیا کہ میں مسیحی ہوں اور یسوع مسیح کے واسطے مرنا فخر سمجھتا ہوں۔

تب صوبیدار نے اس کو جنگلی جانوروں سے کھلائے جانے کی دھمکی دی لیکن پولیکارپس نے جواب دیا کہ انکو جلدی منگواؤ میں نیکی کے راستہ سے پھر کر بدی کے راستہ پر نہیں چل سکتا۔ جنگلی جانور میری مدد کریں گے کہ میں اس جہانِ فانی سے رخصت ہو کر بہشت کی خوشی حاصل کروں۔ تب ظالم نے کہا کہ "تو زندہ جلایا جائیگا" مقدس پولیکارپس نے کہا کہ "تیری آگ تو ذرا سی دیر رہ سکتی ہے، مگر ایک دوسری آگ ہے جو دائمی ہے مجھے صرف اُسکا خوف ہے تو دیر کیوں کرتا ہے اپنی دھمکیوں کو پورا کر" یہ بات مقدس نے ایسی دلیری سے کہی کہ حاکم خود حیرت میں پڑ گیا۔ پھر اُس نے حکم دیا کہ ایک عام منادی کی جائے کہ پولیکارپس نے اقرار کر لیا ہے کہ میں مسیحی ہوں جب یہ تمام بُت پرستوں کا مجموعہ یہ کہکر چلایا کہ "اس ہمارے دیوتاؤں کے رد کرنے والے کو مرنے دے" چونکہ عام تماشے ختم ہو چکے تھے۔ اس لئے حکم دیا گیا کہ اسکو بجائے وحشی جانوروں کی غذا بننے کے زندہ جلایا جائے بُت پرستوں اور یہودیوں نے جو خاصکر اپنے آپکو مثل جلادوں کے کام کرنے والا چالاک ظاہر کرتے تھے۔ لکڑیوں کا انبار تیار کیا، مقدس پولیکارپس نے اپنے کپڑے اُتار ڈالے اور یہ دیکھکر کہ وہ مجھے بلّی کے ساتھ میخ زنی کرنے کو ہیں تو اُس نے اُن سے کہا کہ "ان میخوں کو ایک طرف رکھو وہ جو مجھکو اس آگ کے برداشت کرنے کا فضل دیتا ہے مجھے اس قابل بھی کرے گا۔ کہ میں اُن کے بغیر ہی مستحکم رہوں گا" تو انھوں نے اُس کے ہاتھ اُس کی پشت پر باندھے اور اُسے لکڑیوں کے انبار پر رکھدیا جہاں پولیکارپس نے اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اُٹھا کر یوں دُعا مانگی کہ "اے خدا میں تجھکو مبارک کہتا ہوں کہ تو نے مجھکو اپنے بیٹے یسوع مسیح کی مصیبت میں شریک بنایا۔ اور میں تیرے جلال کی خاطر اپنی جان کی قربانی کرنے کے لائق ہوا تاکہ بہشت میں تیری تعریف کروں اور ہمیشہ تک تجھے مبارک کہوں۔ لکڑیوں کے انبار میں آگ دی گئی مگر شعلوں نے پاک شہید کے جسم کو کوئی ضرر نہ پہنچایا۔ بلکہ اُس کے چاروں طرف مثل ایک محراب بن کر رہ گئے اُن کے جسم سے ایک عجیب خوشبو نکلتی تھی۔ بُت پرست یہ دیکھکر کہ آگ اُس پر کوئی اثر نہیں کرتی ہے۔ بحد غصّہ ہوئے اور اُن کو ایک بھالے سے چھیدا۔ اُن کے زخموں سے اتنا خون بہا کہ اُس نے آگ کے شعلوں کو سرد کر دیا۔ مقدس پولیکارپس نے اسطرح جام شہادت نوش فرمایا۔ جیسا کہ اُس مشہور خط میں مرقوم ہے۔ جو کہ سمرنا کے دینداروں نے کل کلیساؤں کو لکھا تھا۔ یہ خط شہیدوں کے اعمال کے مجموعہ مصنفہ روناٹے میں بھی پایا جاتا ہے اُن کی شہادت سنہ ۱۶۰ء کے قریب ظہور پذیر ہوئی"

بائیبل میں تو ہے!

تھامس ایک دن اپنی ماں سے کہنے لگا! اماں دیکھیئے یہ کتنی خوبصورت دعا ہے" تھامس اس وقت تقریباً ۸ سال کا تھا۔ یہ دعا اُس نے اپنے اسکول میں سُنی تھی۔ اُس دعا کا نام "سلام اے مریم" ہے جب اُس کی ماں نے سُنا تو بہت خفا ہوئی اور دھمکی دیکر حکم دیا کہ اس کو پھر اپنی زبان پر نہ لانا۔ یہ تو کاتھولک لوگوں کی باطل دعا ہے اور کاتھولک لوگ بُت پرست اور مریم کو دیوی سمجھتے ہیں۔ آخر وہ بھی تو دوسری عورتوں کی طرح ایک معمولی عورت ہے۔ اَب آؤ اس بائیبل کو اور پڑھو اُس کے اندر تمہیں سب کچھ مل جائے گا جو بہت اچھا اور خوبصورت ہے اُس کے اندر وہ سب کچھ ہے جو ہمیں کرنا چاہیئے۔

اُس دن سے وہ چھوٹا لڑکا اپنا وقت بائیبل کے مطالعہ میں صرف کرنے لگا۔ ایک دن وہ لوقا کا پہلا باب پڑھ رہا تھا جب وہ ۲۸ ویں آیت پر پہنچا تو وہ خوشی سے ناچ اُٹھا۔ بھاگا بھاگا ماں کے پاس گیا اور کہنے لگا۔ واہ! مجھے کیا ملا سلام اے پرفضل خداوند تیرے ساتھ ہے تو عورتوں میں مبارک" اماں کیا تم اس دعا کو بُت پرستوں کی دعا تصور کرتی ہو؟

چونکہ اُسنے بائیبل میں سلام اے مریم کی دعا کے پہلے حصے پڑھے اس لئے اُن کو اُس نے بڑی محبت سے اپنے دل میں محفوظ رکھا۔ اور دہراتا رہا۔ حالانکہ وہ ٹھیک ٹھیک اُن کا مطلب نہیں جانتا تھا۔ ہاں اتنا ضرور جانتا تھا کہ یہ الفاظ خدا کی ماں سے مخاطب ہو کر فرشتے نے کہے تھے جب وہ ۱۴ برس کا تھا تو اُس نے ایک بحث سُنی جس میں اُسکے خاندان کے کئی ممبران شریک تھے۔ اور وہ دعویٰ کرتے تھے کہ مقدسہ مریم بالکل ایک عام خاتون تھی جیسے دُنیا کی ہر ایک عورت ہے۔ تھامس سے اسوقت بالکل صبر نہ ہوا آخر کار بڑی ہمت سے اُن سے کہا بیشک ذاتی اعتبار سے مریم ایک عام عورت تھی۔ لیکن اُس کے علاوہ وہ خدا کی ماں بھی تھی اور یہ لقب کسی اور دوسری خاتون کو نہیں دیا جاسکتا۔

اِن الفاظ کا اثر تمام سُننے والے لوگوں پر بہت ہوا۔ اُس کی ماں بولی۔ تھامس! میرے بیٹے تمہاری بات بالکل درست ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ آخر تو تم کاتھولک ہو ہی جاؤ گے اور پوپ کا مذہب اختیار کرو گے۔

اور کچھ عرصہ بعد تھامس کاتھولک ہو گیا۔ کاتھولک بن جانے کے بعد وہ اپنی شادی شدہ بہن سے ملا! بہن نے بہت غصہ سے اُس سے کہا" کہ تم جانتے ہو کہ میں چھوٹے بچوں کو کتنا پیار کرتی ہوں۔ تاہم اگر مجھے معلوم ہو جاتا کہ میرے بچوں میں سے کوئی ایک کاتھولک ہو جائے گا تو میں اُس کے دل میں چھرا گھونپ دیتی"

خدا کی راہیں بھی کتنی عجیب ہیں! کچھ عرصہ بعد ایسا ہوا کہ اُس کی بہن کا ایک لڑکا بہت سخت بیمار پڑا۔ اور ڈاکٹروں نے تمام اُمیدیں چھوڑ دیں تب تھامس نے آکر اُس سے کہا کہ تم جانتی ہو کہ تمہارا بچہ اچھا ہو جائے میں جانتا ہوں کہ کوئی ایسی طاقت ہے جو اُسے اچھا کر سکتی ہے۔ آؤ میرے پیچھے چلیں ہم ایک دفعہ "سلام اے مریم" پڑھیں اور خدا سے وعدہ کریں کہ اگر تمہارا بیٹا اچھا ہو جاتا ہے تو تم خود بھی کاتھولک ہو جاؤ گے شروع میں تو بہن نے اس بات کا اعتراض کیا۔ لیکن بیٹے کی محبت نے آخر کار اُسے اس بات پر رضامند کر لیا کہ وہ "سلام اے مریم" پڑھے اور اگر بچہ اچھا ہو جائے تو وہ کاتھولک ہو جائے گی۔ کچھ عرصہ بعد بچہ بالکل ٹھیک ہو گیا۔ اور اُس کی ماں نے تعلیم حاصل کی اور کاتھولک بن گئی۔

یہ قصہ کسی کاہن نے اپنی نصیحت دیتے وقت کسی جماعت کو سُنایا تھا۔ اس کے بعد اُس نے کہا کہ اے بھائیو جو لڑکا اسوقت کاتھولک بن گیا تھا اور اپنی بہن کو کاتھولک بنایا تھا اُس نے اپنی زندگی کو خدا کے جلال کیلئے مخصوص کر دیا۔ اور اُس وقت جو آپ سے کلام کر رہا ہے۔ وہ۔ وہی کاہن ہے۔ اور جو کچھ میں ہوں وہ صرف مقدسہ مریم کی مہربانی ہے

آپ بھی اے عزیز بھائیو اپنے آپکو مقدسہ مریم کے سامنے مخصوص کرو۔ اور کوشش کرو کہ روزی بڑھے بغیر کوڑی نہ بننے پائے۔

مقدسہ مریم کو بہت سے القاب دیئے گئے ہیں جیسے مقدسہ خاتون۔ مسیحیوں کی مدد۔ فرشتوں کی ملکہ۔ دلگیر وہ کو ملکہ صلح کی۔ مگر کوئی لقب اتنا عمدہ نہیں ہے جتنا کہ خدا کی ماں۔ باقی دیگر القاب کا یہی مخرج ہے۔ ناظرین سے درخواست ہے کہ وہ بھی مقدسہ مریم سے دعا کریں کہ جس طرح انھوں نے خداوند یسوع مسیح کی خدمت کی اسی طرح اُن کے خاندانوں میں سے کوئی نہ کوئی خدا کی خدمت کیلئے اپنے آپکو مخصوص کریں اور مسیح کی بادشاہت کے پھیلانے میں اپنی زندگی کو صرف کریں۔"

"اے خدا ان کو معاف کر کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں!

"سنتوں، ولیوں کی عزت کرنا"

—از قلم رموز امرتسری—

پرچہ نور افشاں لکھنؤ مورخہ ۹ جولائی ۱۹۶۵ء کے صفحہ ۱۱ پر ایک مضمون با عنوان ذیل:-

"اہل محفل سے پرانی داستاں کہتا ہوں میں"

پر ہے اور جس کے صفحہ نمبر 12 کے فقرہ نمبر 15 میں یوں درج ہے

"۱۰۔ ۱۵۴ء سے ۱۸۰۰ء تک چرچ کا تاریک زمانہ تھا جس میں اسلام برپا ہوا۔ اور آندھی کی طرح مسیحی دنیا پر چھا گیا۔ کلیسیا مسیحی خصوصیت یعنی محبت ترک کر کے منطقی موشگافیاں کر رہی تھی۔ اُس وقت مریم کی تقدیس اور سنتوں اور ولیوں کی تکریم و تعظیم نے خداوند کی شخصیت اور خدا کی وحدت کو دھندلا کر دیا۔"

کلیسیا بے عیب ہے (افسیوں ۵: $\frac{۲۵}{۲۷}$) کلیسیا حق کا ستون ہے (۱ تمتھیس ۳: ۱۵) کلیسیا مسیح کے تابع ہے (افسیوں ۵: ۲۴) مسیح کلیسیا کا سر ہے (افسیوں ۵: ۲۳) مسیح کلیسیا کی پرورش کرتا ہے (افسیوں ۵: $\frac{۲۹}{۳۰}$) مسیح ہمیشہ تک کلیسیا کے ساتھ ہے (متی ۲۸: 20) روح القدس کلیسیا کے ساتھ ہے (یوحنا ۱۴: $\frac{۱۶}{۱۸}$، ۱۴: $\frac{۱۶}{۱۷}$) اور 26، ۱۶: ۱۳ کو دیکھو یوحنا ۲۰: ۱۹ء اعمال ۹: ۳۱)۔

یعنی ایک طرح سے فقرہ متذکرہ بالا میں کلیسیا، پُرانی کلیسیا یعنی کیتھولک کلیسیا پر من گھڑت اور بے بنیاد۔ دلیل سے ایک قسم کا ناواجب اور نازیبا اعتراض و الزام دھر کر توہین و تحقیر کی گئی ہے جس کے جواب میں لکھنا ضروری سمجھا گیا ہے تا عوام ان کے مفہوم کا شکار ہو کر نہ رہ جائیں اور کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو سکیں۔

اب اُن کے مفہوم کے مطابق سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم کاتھولک اپنے سنتوں، ولیوں، مقدسوں کی کیوں عزت و تکریم و تعظیم کرتے ہیں؟ لہذا اس سوال کا جواب دینے سے پہلے ہم اُن کے دوسرے سوال کا جواب یوں دیتے ہیں۔ یعنی کہ سنت اُن مقدس راستبازوں کی رُوحوں کو کہتے ہیں۔ جو بہشت میں مسیح کے ساتھ بادشاہت کرتی ہیں۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ایسی روحیں ہوتی ہیں؟ اس میں کس کو شک ہو سکتا ہے"اگر شیعہ کے لئے ہوئے پروٹسٹنٹ بھائی اس حقیقت کی بابت شک کریں تو اُن کے اصول کے مطابق تمام شخص مر کر دوزخ ہی میں جائیں گے۔ اور اُن کے عقیدے کے مطابق فقط دو ہی جگہ یعنی بہشت اور دوزخ ہیں جہاں پر مرنے کے بعد مُردوں کی رُوحیں جاتی ہیں۔ کیونکہ اگر بہشت میں کوئی داخل نہیں ہو سکتا تو تمام لوگ پھر اُن کے خیال کے مطابق دوزخ ہی میں جائیں گے۔

مگر ہمارے جدا کئے ہوئے بھائی ہم سے یہ بات بھی نہیں کہہ سکیں گے کہ تمام لوگ دوزخ میں جائیں گے۔ اور اس لئے وہ ہماری طرح مانتے ہیں کہ سنت (SAINT) ہیں۔ کیونکہ کوئی ناپاک شے بہشت میں داخل نہیں ہو سکتی اور جو ناپاک نہیں ہیں وہ راستباز۔ مقدس۔ صادق اور سنت ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا ہم پر واجب ہے کہ ہم سنتوں کی عزت کریں؟ اس سے کون انکار کر سکتا ہے؟ کیا ہمیں اس دنیا میں دنیا کے راستبازوں اور پاک لوگوں کی عزت نہیں کرنی پڑتی ہے؟ مثلاً کیا کوئی فرزند اپنے والدین کی عزت کرنے کا پابند نہیں ہے۔

کیا مقدس پولس رسول نے اپنے خط میں رومیوں کو یہ نہیں لکھا ہے کہ "برادرانہ محبت سے ایک دوسرے کو پیار کرو۔ عزت کی رو سے ایک دوسرے کو بہتر سمجھو" (رومیوں ۱۲:۱۰) لیکن ہم بہ نسبت دوسرے لوگوں کے سنتوں کی نیک صفات ان کی عقل و دانش اور بزرگانہ رتبہ کی عزت کرتے ہیں تو پھر کیوں ہم ان کے مرجانے کے بعد اُن کی روحوں کی مناسب عزت و تکریم نہ کریں؟ اور اگر اُن کے مرجانے ہی سے اُن کی عزت کرنا مقصود نہ ہو تو یہ بات کس اصول پر مبنی ہے؟۔

ماسوائے اسکے کہ ہم کیوں نہ وہ بات خود کرنا چاہیں جس کو خدا خود کرتا ہے؟ خدا خود بھی اپنے بزرگوں کی بہت عزت کرتا ہے۔ اور جب وہ اُن کو اس دنیا سے اپنے پاس بلاتا ہے اور اُن کو بہشت میں داخل کرتا ہے۔ تو خاص طور پر اُن کو بہت اونچا درجہ دیتا ہے مثلاً جبکہ ہم اپنے والدین کو اُن کی حیات میں جیتے جی عزت دیتے ہیں۔ تو پھر کیوں انکے مرجانے کے بعد ہم اُن کو عزت دینا چھوڑ دیں؟

فقرہ ۱۵ متذکرہ بالا میں معترض کا اشارہ خاص" کلیسیا یعنی پرانی کلیسیا کا تھولک کلیسیا کی طرف ہے یا یہ خود بتائیں کہ اُس وقت اور کون کون سی کلیسیا تھی جنکی بابت اُنھوں نے یہ نکتہ چینی کی ضرورت لاحق سمجھی۔ جو یہ کہتے ہیں کہ کلیسیا نے سنتوں کی تکریم و تعظیم اور مریم کی تقدیس کرنے سے خداوند کی تخصیص اور خدا کی وحدت کو دُھندلا کر دیا ہے یعنی جھٹلا دیا ہے۔ جس کا جواب یہ ہے کہ ہاں، ہم بیشک سنتوں کی تکریم و تعظیم کرتے ہیں۔ تو کیا ہم کو ایسا نہ کرنا چاہیئے کیا ہم اس دنیا میں دوسرے لوگوں کو یہ نہیں کہتے ہیں کہ آپ ہمارے لئے دعا کریں؟ یا کیا بچے اپنے والدین سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ آپ مہربانی کرکے ہمارے لئے دعا کریں؟ یعنی خدا سے التجا کریں؟ تو آپ کا جواب ضرور یہی ہوگا۔ کہ بلاشک ہم ایسا کر سکتے ہیں۔ بلکہ تمام نیک مسیحی ایسا کرتے چلے آئے اور کرتے رہیں گے!

اب آپ فرض کریں کہ آپکا وہی خادم دین یا باپ مر کر اس دنیا سے بہشت کو جاتا ہے تو پھر کیوں آپ ان سے وہی دعا و التجا نہیں کر سکتے؟ یقیناً یہ اصولی فرق نہیں ہے بلکہ جگہ کا فرق ہے ہمارے پروٹسٹنٹ بھائی اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر سنت ہمارے لئے دعا کر سکیں تو وہ مسیح یسوع کی شفاعت میں مخل ہو جاتے ہیں جس کی بابت سنت پولس بیان کرتا ہے کہ "خدا ایک ہے اور خدا اور آدمیوں کے بیچ ایک ہی درمیانی ہے یعنی آدمی! مسیح یسوع!" (۱تمتاؤس ۲:۵)

کیا ہمارے معترض بھائی مہربانی کرکے یہ بتا سکتے ہیں کہ کیوں وہ اپنے والدین اور خادم الدینوں سے جبکہ وہ زندہ ہوتے ہیں اپنے لئے دعا کرنے کی التجا کر سکتے ہیں کہ آپ ہمارے واسطے دعا کریں؟ کیا زندوں اور مُردوں کی شفاعت اسی مطلب کیلئے نہیں کی جاتی ہے؟ اگر اس دنیا میں اُن کی شفاعت مسیح کی درمیانی اور شفاعت کے ساتھ مخل نہیں ہو سکتی تو اُن کے مرنے کے بعد ان کی شفاعت مسیح کے درمیانی اور شفاعت کیساتھ کیوں مخل ہوگی؟ اس بات کو آپ خوب غور سے دیکھیں مثلاً آپ اپنے خادم الدین سے یہ کہیں کہ مہربانی کرکے آپ میرے لئے خدا سے دعا کریں کہ میں ایک نیک مسیحی بن جاؤں تو وہ خادم دین آپ کی التجا منظور کریگا۔ اور آپکا شافی بن کر وہ آپکے لئے خدا سے دعا کریگا۔ اور تمہاری اُمید کے موافق خدا اس کی دعا قبول کرتا ہے تو کیا خادم الدین نے مسیح یسوع کی درمیانی اور شفاعت کے ساتھ کوئی مداخلت کی؟ اگر کوئی مداخلت نہیں کی تو اس مثال کو ہی آپ دوسری طرح سے دیکھیں۔ فرض کریں کہ وہ ہی خادم الدین اب مر گیا اور بہشت میں ہے اور آپ ابھی زندہ ہیں۔ اور اسکی روح کی طرف [illegible] مخاطب ہو کر بھی دعا و التجا پھر آپ اس خادم الدین سے کرتے ہیں تو اس اصول میں کیا فرق پیدا ہوا؟ اگر وہی خادم الدین اپنی زندگی میں تمہارے لئے اور مرنے والے مردوں کے جنازوں پر دعا و التجا کر سکتا تھا اور مسیح کی درمیانی اور شفاعت میں مخل نہ ہوتا تھا۔ تو پھر کیوں اسکے مرنے کے بعد وہی خادم الدین تمہارے لئے دعا کرنے کا حقدار نہ رہ سکا۔

کلیسیا کے باہر نجات نہیں

از کرسٹوفر سلدالو

روحانی تخصیص اور نجات فوق الفطرتی چیزیں جو ہماری عقل سلیم کی سمجھ سے بعید ہیں۔ ہم صرف وہی جان سکتے ہیں۔ جو خدا نے ظاہر کیا ہے۔ ہم مسیح کے فضل سے پاک ہوئے۔ اس نے یہ فضل صلیب پر اس موت سے ہمارے لئے حاصل کیا۔ اور وہ ہی ہمیں اس فضل کو اپنے طریقوں سے عنایت کرتا ہے۔ پاک کرنے والا فضل محبت سے علیحدہ نہیں ہے۔ وہ خدا کی محبت کا اظہار ہے۔ ہم اُسے نہیں حاصل کرتے اگر ہم خدا کو پیار نہیں کرتے پاک کرنے والا فضل گناہ کو دور کرتا ہے۔ گناہ ہم میں خدا کی محبت کی کمی ظاہر کرتا ہے خدا کا پیار ہی ہمارے اندر اُسکی محبت کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ لیکن صرف اس وقت جب ہم اُسکی اجازت دیتے ہیں۔

محبت اور مقدس کرنے والا فضل ہمارے اندر کام جب کر سکتے ہیں جبکہ ہم میں ایمان ہو۔ ہم اس خدا کو پیار نہیں کر سکتے جس پر ہمارا یقین و بھروسہ نہیں ہم خدا کو پوری طرح اسی وقت پیار کر سکتے ہیں جبکہ ہم اس پر پورا یقین رکھتے ہیں۔

جب مسیح دُنیا میں تھا اُس نے اپنی کلیسیا بنائی تاکہ وہ ہمیں خدا کی طرف پھیرے، اُس کی تعلیم ہمیں سکھائے اور اُن ذریعوں کو ہمیں دے جو ہمیں پاک کرنے والے ہیں۔

کلیسیا کے ذریعہ ہم ایمان پاتے ہیں۔ اور اسی کے ذریعہ ہم مسیح کی تعلیم کی جانکاری کرتے ہیں۔ کلیسیا میں جو مسیح کا اسراری بدن ہے ہم اس کے محبت میں شامل کئے جاتے ہیں۔ وہ کلیسیا ہی ہے جو ہمیں پاک میسا اور سکرامینٹ دیتی ہے اور یہ وہ ذریعہ ہیں جو مسیح نے خود قائم کئے ہیں۔

ہمارے نجات دہندہ نے ان ذریعوں کو استعمال کرنے کے لئے ہمیں ہدایت کی ہے۔ "جو ایمان لاتا ہے اور بپتسمہ پاتا ہے وہ نجات حاصل کریگا۔ (مرقس ۱۶/۱۶)۔ جبتک کوئی از سرِ نو پانی اور روح القدس سے پیدا نہ ہو تو وہ خدا کی بادشاہت نہیں دیکھ سکتا"۔ (یوحنا ۳/۳) "اگر تم ابنِ انسان کا گوشت نہ کھاؤ اور اس کا خون نہ پیو تو تم میں زندگی نہ ہوگی (یوحنا ۶/۵۳) "تم روح القدس لو۔ جن کے گناہ تم معاف کروگے اُن کے معاف ہوں گے۔ جن کے گناہ تم قائم رکھوگے اُن کے قائم رکھے جائیں گے"۔ (یوحنا ۲۰/۲۳)

مسیح نے کئی کلیسیائیں نہیں بنائی تھیں کہ انسان ان میں سے ایک چُن سکے۔ اُس نے صرف ایک کلیسیا بنائی تھی۔ اور اس نے رسولوں سے کہا "میں دُنیا کے آخر تک تمہارے ساتھ ہوں" (متی ۲۸/۲۰)

ظاہر ہے کہ ہمارے نجات دہندہ نے نجات کا اور کوئی دوسرا ذریعہ نہیں مقرر کیا۔ لہذا یہ بیان کلیسیا کے باہر نجات نہیں صدق ہے خدا نے کوئی اور دوسرا ذریعہ ہماری پاکی اور نجات کا نہیں مقرر کیا۔

اب ہم تصویر کی دوسری شکل دیکھیں اور ان واقعات پر نظر ڈالیں جو ایک دوسرے کے مخالف معلوم ہوتے ہیں۔

خدا ہر انسان کی روح اور ضمیر کو جانتا ہے۔ وہ کسی انسان کو سچی پیروی کے لئے الزام نہیں دے گا۔ وہ اس مذہب کا مذاق نہیں اڑاتا جس کی پیروی صرف صداقت سے کی جاتی ہے نہ کہ تعصب سے سب کو پیار کرتا ہے اس کی محبت کا اثر ہماری روحوں پر اتنا ہی ہو سکتا ہے۔ جتنا ہم اجازت دیتے ہیں یا اُس سے قبول کرتے ہیں۔

نتیجہ یہ نکلا کہ خدا ہر انسان کو پاک کرتا ہے جو سچائی سے پاک ہونا منظور کرتا ہے۔ وہ اسی انسان کو بچاتا ہے جو بچنا چاہتا ہے۔ لیکن وہ یہ کام ان لوگوں کے لئے کیسے کر سکتا ہے جو اُس کی کلیسیا کے باہر ہوں۔ اور جو نجات کے ذریعوں سے کوئی نسبت نہیں رکھتے۔ اور یہ ذریعہ اسی کے بنائے ہوئے ہیں۔

ہمارے عالم دین اس طرح ہمیں سمجھاتے ہیں۔ نسبت ہے حالانکہ وہ نظر نہیں آتی۔ وہ اسے خواہش کہتے ہیں (اور یہ خواہش ضروری نہیں کہ ظاہر ہی ہو۔ اس کو اچھا ایمان اور سچائی سمجھنا چاہیئے۔ ایک اچھا ایمان سچے ایمان سے بہت کچھ مشابہت رکھتا ہے۔ اور سچائی ہزاروں گناہوں پر پردہ ڈال سکتی ہے

خدا ایک ایماندار، رحم دل، اور پاک انسان کو پیار کرتا ہے۔ وہ کسی بھی ایسے شخص کی روح میں مقیم ہو سکتا ہے اگر وہ انسان اسے جگہ دے۔ اور جہاں وہ رہتا ہے۔ اور محبت پاتا ہے وہ اسے پاک کرتا ہے اور جسے وہ پاک کرتا ہے اسے وہ بچاتا ہے۔ اگر اس کا فضل نہ منظور نہ کیا جائے

دوسری مسیحی کلیسیائیں مسیح کی سچی کلیسیا سے بہت کچھ تعلق رکھتی ہیں۔ وہ ایک ہی خدا پر یقین کرتی ہیں اسی کو اپنا نجات دہندہ مانتی ہیں۔ اسی انجیل مقدس کو پڑھتی ہیں اور مسیح کی وہ تمام تعلیم کا اقرار بھی کرتی ہیں زیادہ تر مسیحی لوگ ایک ہی بپتسمہ مانتے ہیں۔ اور دعائیں بھی بہت کچھ ملتی جلتی پڑھتے ہیں۔ وہ ایک عام سولہویں صدی تک کی تواریخ منظور کرتے ہیں۔ اور پرانی روایات کو بھی تسلیم کرتی ہیں۔ ان کا تہذیب و تمدن بھی ایک ہی ہے زیادہ تر سب ہی کا ایک ہی اخلاق ہے نیکیوں کی عزت کرتی ہیں اور آسمان سے ایک ہی بھروسہ رکھتی ہیں صرف مسیح کی سچی کلیسیا کا دانستہ انکار انھیں مسیح کے پاک کرنے والے فضل سے الگ رکھ سکتا ہے کیونکہ وہ اس کی ان بخششوں کا انکار ہے جو اس نے ہماری نجات کے لئے ضروری خیال کیا ہے۔

لہٰذا ہم یہ تصور کر سکتے ہیں کہ ہم مسیح کے ساتھ ملکر ایمان اور محبت میں پاک ہوئے۔ جو ذریعہ مسیح نے یگانگت کو قائم رکھنے کے لئے بنایا وہ ہے اس کی کلیسیا جو اس کا اسراری بدن ہے۔

مسیحیت کی کہانی (قسط دوم) یوسیبیس کی زبانی

از منظور لیوک

روم کے بشپ کی صدارت:- ہم گذشتہ قسط میں بیان کر چکے ہیں کہ مجلس عامہ کی صدارت روم کے بشپ نے کی تھی۔ اسکا خاص ثبوت ہم لوگوں کو مجلس عامہ کے کاغذات (OFFICIAL ACTS) سے ملتا ہے اُن پر سب سے پہلے کسی بھی مشرقی ملکوں کے بشپوں کے دستخط نہیں ہیں۔ بلکہ کاردوا (CARDOVA) کے بشپ OSIUS اور پاپائے اعظم کے نمائندوں کے دستخط تھے۔ ان کاغذات پر دستخط کے ساتھ ساتھ عبادت بھی اسطرح ہے۔

(۱) کاردوا کے بشپ OSIUS نے دستخط کرتے ہوئے یوں تحریر فرمایا۔ میں مندرجہ بالا بیان کو قبول کرتا ہوں۔

(۲) ہم وکٹر اور ونسنٹ روم کے کاہن اور روم کے بشپ تقدس مآب پوپ سلویسٹر کے نمائندے جن کے عیوض ہم یہ دستخط کرتے، مذکورہ بالا۔ بیان اور تحریر کو قبول کرتے ہیں

(۳) اس کے بعد سکندریہ کے بشپ الیکزینڈر اور دیگر کاتھولک بشپوں کے دستخط پائے جاتے ہیں۔

میں آپ لوگوں کے خیالات کا اندازہ لگا سکتا ہوں آپ دریافت کریں گے کہ بعد پوپ سلویسٹر کون ہیں؟ اُن کا عہدہ کیا ہے۔ آپ کا سوال نہایت واجب اور مناسب ہے یہاں ذرا غور کرنے کا مقام ہے۔ کہ بغیر کسی خاص سبب کے ان تمام بشپ صاحبان جو اپنے علاقہ میں پورا پورا اختیار رکھتے تھے اور قومی ارادہ بھی تھے کیوں انھوں نے روم کے بشپ کی غیر حاضری میں بھی اُن کو سر فہرست رکھا۔ اور اُن کے نمائندوں کو پہلی جگہ کیوں دی گئی؟۔ ایک بات اور یاد رکھئے کہ ان موجودہ بشپوں میں سے زیادہ تر ایسے تھے جنہوں نے ایذا رسانیاں برداشت کیں تھیں۔ یہانتک کہ بعض نے مسیح کی خاطر اپنا ایک ہاتھ گنوا دیا تھا۔ بعض نے آنکھ، ٹانگ۔ کان وغیرہ بعض نے اور دیگر مصائب جھیلے تھے۔ لہٰذا اس میں کوئی شک نہیں رہ جاتا کہ یہ لوگ ہمیت اور اصول کے پابند تھے جو اپنے ایمان کے کسی اصول کو توڑنے سے پہلے مر جانا بہتر سمجھتے تھے اب صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کیوں ان سب سے روم کے بشپ سلویسٹر کو سر فہرست رکھا اور اس مجلس کی صدارت کو کسی اور کو نہیں سونپا گیا۔ کیونکہ کسی ایسے اختیار کو برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ جو خداوند یسوع مسیح کی طرف سے نہ تھا

اب بالکل صاف ہے کہ روم کا بشپ، سلوبیسٹر تمام بشپ صاحبان کا سردار ہے۔ اس لئے نہیں کہ روم رومی بادشاہت کا مرکز ہے۔ بلکہ اس لئے کہ وہ مقدس پطرس کا جانشین ہے جس کو خود یسوع مسیح نے رسولوں کا سردار مقرر کیا تھا۔

مقدس پطرس کا چناؤ: جو اشخاص انجیل مقدس سے واقف ہیں اُن کو ضرورت نہیں ... کہ یہ ثابت کیا جائے کہ پطرس نے یسوع مسیح کے شاگردوں میں ایک امتیازی کام کیا۔ یہ مسئلہ تین اناجیل میں عیاں ہے صرف مرقس کی انجیل جس نے مقدس پطرس کی نگہبانی میں اپنی انجیل کو تحریر اور اس کی حلیمی کو مدنظر رکھتے ہوئے اس بات پر زیادہ زور نہیں دیا۔ مگر باقی تین انجیل نویس کیا کہتے ہیں دیکھئے:۔

مقدس متی اُس واقع کا بیان کرتا ہے جس میں یسوع مسیح پطرس کو اپنی کلیسیا پر پورا اختیار دینے کا وعدہ کرتا ہے۔ یہاں کنجیوں کا محاورہ استعمال کیا جاتا ہے "اور میں بھی تجھ سے کہتا ہوں کہ تو پطرس ہے اور میں اس پتھر پر کلیسیا بناؤں گا۔ اور عالم ارواح کے دروازے اس پر غالب نہ آئیں گے۔ میں آسمان کی بادشاہی کی کنجیاں تجھے دوں گا" اور جو کچھ تو زمین پر باندھیگا وہ آسمان پر بندھیگا اور جو تو زمین پر کھولیگا وہ آسمان پر کھلیگا" (متی ۱۶/۱۸-۱۹)

جب مقدس پطرس اور اُن کے جانشین ایمان یا اخلاق کے بارے میں تعلیم دیتے ہیں تو" اُن کو لاخطائی کا وعدہ کرتا ہے۔ آخر کو مقدس یوحنا ہمکو بتاتا ہے کہ خداوند یسوع مسیح نے اپنے پھر جی اُٹھنے کے بعد مقدس پطرس کو کتنا بڑا اختیار دیتا ہے۔ اس وقت اچھا چرواہا اپنے آسمان پر جانے سے پیشتر پطرس کو اپنا بھیڑخانہ پوری طرح سونپ دیتا ہے" میرے برّوں کو چراؤ ..... میری بھیڑوں کو چراؤ ..... میری بھیڑوں کو چراؤ (یوحنا ۲۱/۱۵-۱۷)

پطرس کی رہنمائی: (۱) رسولوں کے اعمال سے ظاہر ہوتا ہے کہ پطرس یسوع مسیح کے آسمان پر جانے کے بعد سب کی رہنمائی کرتا ہے۔ یہوداہ اسکریوتی کی جگہ ایک اور رسول مخصوص کرتا ہے

(۲)۔ بالاخانہ سے نکل کر عوام کو سب سے پہلے تبلیغ کرتا ہے (اعمال ۲ باب)

(۳) معجزوں کے کرتے ہیں۔ (اعمال ۳ باب)

(۴) یہودی عدالت کے مقابلہ میں کھڑا ہوتا ہے۔ ([illegible]

(۵) مسیحی جماعت کی رہنمائی کرنے کے انتظام میں اور ڈیکن کے مخصوص کرتے ہیں۔ (اعمال ۵ - ۶ باب)

(۶)۔ انجیل کی تبلیغ کی نگہبانی میں اور غیر یہودیوں کو کلیسیا میں داخل کرنے کے لئے۔ (اعمال ۸ - ۱۰ باب)

(۷)۔ مسیحی مذہب کی پہلی عام مجلس جو یروشلم میں منعقد ہوئی اُس کی صدارت کرتا ہے۔ ذرا غور کیجئے! پطرس کی نصیحت کے بعد تمام جماعت چُپ ہو گئی۔ (اعمال ۱۵/۱۲)

پطرس روم کا بشپ: یروشلم شہر مقدس پطرس کا مستقل جائے سکونت نہیں بن سکتا تھا۔ میں نے کئی دفعہ اس بات کی معلومات کی ہے۔ اور حقیقت حسب ذیل ہے۔

"کاما ڈلیس بادشاہ کی حکومت میں! مہربان خداوند سب چیزوں کی نگہبانی کرتا ہے۔ پطرس کو جو رسولوں میں سب سے بڑا اور پُروقار ہے روم شہر تک پہنچاتا ہے جس کے بارے میں خود پطرس خفیہ زبان کا استعمال کرتے ہوئے کہتا ہے کہ وہ روم تھا یعنی "جو بابل میں تمہاری طرح برگزیدہ ہے وہ اور میرا بیٹا مرقس تمہیں سلام کہتا ہے" (۱ پطرس ۵/۱۳) اس خفیہ زبان کو ہر وہ مسیحی جو یہودیوں میں سے تھا خوب سمجھتا ہے جس طرح پرانے زمانے میں یہودی لوگ بابل میں غلام ہو گئے تھے اسی طرح اب لوگ روم میں غلام تھے لہذا پطرس کے زمانے میں روم ہی اُن کے لئے بابل بنا ہوا تھا۔ یوحنا انجیل نویس روم کو بابل ہی کہتا ہے کہ "وہ ساتوں سات پہاڑ ہیں" (مکاشفہ ۱۷/۹) اب اس میں کوئی شک ہی نہیں رہا۔ کہ سات پہاڑیوں پر روم ہی بسا ہوا ہے۔ پطرس کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ روم گیا تو کسی سے ملنے ہی نہیں گیا۔ بلکہ وہ مقامی کلیسیا کا بشپ کے طور پر وہاں تھا۔ یہ مسئلہ پولوس کے الفاظ سے بھی اور مضبوط ہو جاتا ہے۔ جب کہ وہ خود روم کو جانے والا تھا۔

لیکن وہ اقرار کرتا ہے کہ "دوسرے کی بنیاد پر عمارت نہ اُٹھاؤں" (رومیوں ۱۵/۲۰) اس کے علاوہ پولوس رسول رومی کلیسیا کو سلام کرتے ہوئے کہتا ہے "کہ تمہارے ایمان کا تمام دُنیا میں شہرہ ہو رہا ہے۔" (رومیوں ۱/۸) اس تحریر کے کچھ عرصے بعد پولوس خود ہی رُوم پہنچ گئے اور وہاں مقدس پطرس کے ساتھ ہی شہید ہوئے اُن کی شہادت کے بارے میں اُنکا جانشین کلیمنٹ بتاتا ہے کہ "کلیسیا کے سب سے بڑے اور راستباز ستون پر ظلم کئے گئے اور آخر کار موت کے گھاٹ اُتار دیا گیا۔

شہر کرنتھس کا بشپ ڈینس، پوپ سلوسٹر کو ایک خط کا جواب دیتے ہوئے کہتا ہے "آپ (اپنی) ہدایت سے دوبارہ پطرس اور پولوس کے لگائے ہوئے پودوں کو پھر سے ملا دیتے ہیں یعنی رُوم اور کرنتھس کو۔ دونوں۔ رسولوں نے ہمارے کرنتھس شہر میں ایمان کا بیج ڈالا۔ اور ہم کو سکھایا۔ اور اسی طرح اٹلی میں دونوں نے ساتھ ساتھ کام کیا اور شہادت پائی۔"

"والد کیلئے جانچ"

۱- کیا میں باپ کی حیثیت سے اپنی ذمہ داری "محسوس کرتا ہوں"؟

۲- کیا میں اپنی بیوی کی ہدایتوں کی اصلاح کرتا ہوں اور اس طرح بچوں کے سامنے اُس کا اختیار کم کر دیتا ہوں؟

۳- کیا میں جانتا ہوں کہ وہ کس قسم کا سینما دیکھنے اور اُن کی تفریحات کی کیا کیا جگہ ہیں؟

۴- کیا میں جانتا ہوں کہ میرے بچے کس قسم کا مطالعہ کرتے ہیں؟

۵- کیا میں جانتا ہوں کہ وہ کن کے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے ہیں؟

۶- کیا مجھکو اس بات کا احساس ہے کہ میری رُوح غیر فانی ہے اور مجھکو اُس کی نجات کے لئے کوشش کرنی چاہیئے! کوئی میری نجات کے لئے کوشش نہیں کر سکتا ہے۔ صرف میں اپنی رُوح کو بچانے کی کوشش کر سکتا ہوں؟

۷- میں نے شادی شدہ زندگی کو چُن لیا ہے اس حالت میں مجھے اپنی نجات کیلئے کوشش کرنی چاہیئے۔ کیا میں ایک اچھا یا ایک خراب والد ہوں؟

۸- کس قدر میں نکاح کے سیکرمینٹ کی قدر کرتا ہوں؟ کیا میں خاندانی منصوبہ بندی کو عملی جامہ پہنانے کے لئے غیر قدرتی ذرائع استعمال کرتا ہوں یا میں اپنے قوت ارادی کو استعمال میں لاتا ہوں؟

۹- کیا میں اپنے بچوں کو، مذہبی کتابیں پڑھنے کا اچھا نمونہ دیتا ہوں؟

۱۰- کیا میں حاجتمندوں کو خوشی سے خیرات دیتا ہوں؟

۱۱- کیا میں نجات کے ذریعہ جیسے پاک ماس، سیکرمینٹوں اور دُعاؤں کے استعمال کرنے میں فراخ دل ہوں؟

۱۲- کیا ایک دوسرے اعتراف کے درمیان زیادہ وقت تو نہیں ہو جاتا ہے؟ شاید میں اسلئے اعتراف سے گریز کرتا ہوں کیونکہ میں کسی بُری عادت سے پرہیز نہیں کرنا چاہتا۔

۱۳- کیا میں اپنی خاندانی دُعاؤں اور روزمرہ پڑھنے میں پابند ہوں؟

۱۴- کیا میں اپنے بچوں کو کاتھولک اسکولوں میں اسلئے بھیجتا ہوں کہ اُن کو مذہبی پختگی ملے۔ یا میری خواہش یہی ہے کہ میرے بچے صرف دُنیاوی تعلیم میں ہی ترقی کریں۔

۱۵- کیا میں دُعا میں اُن کی رہنمائی کر کے اُنکو اچھی طرح دُعا کرنا سکھاتا ہوں؟

۱۶- کیا میں بچوں کا دھیان الٰہی بلاہٹ کی طرف رجوع کرتا ہوں؟

۷- کیا میں اپنے نوجوان بچوں کا انتظام کرنے میں غفلت تو نہیں کرتا ہوں۔"

"ایک بلاہٹ"

ہندوستان میں رہتے ہوئے ہم نے مختلف قسم کے مشنری اور سسٹرس دیکھیں ہیں۔ اُن کے مختلف تراش و خراش کے ملبوسات سے ہمارا دل متاثر ہوا اور شائد ہمارے دلوں میں یہ بھی خیال پیدا ہوا۔

کہ ہم بھی اُن کی مانند کیوں نہ بن جائیں؟ کہ ہم بھی کاہن بنیں یا کسی کانونٹ میں جاکر سسٹروں میں شامل ہو جائیں۔

ایک عجیب زندگی کا نظارہ دیکھنے میں آیا اور ایک بلاہٹ ہمیں محسوس ہوئی۔ ہم نے دھیان دیا۔ پاکیزگی اور خدا کی خدمت نے ہمارے دلوں پر اپنا جادو ڈالا۔ پھر ہم لوگوں نے اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ اس بلاہٹ کو پورا کریں گے اس کے بعد جب غور و فکر کیا تو گھبرائے۔ اور سوچا کہ یہ بلاہٹ کو پورا کریں گے۔ اِس کے بعد جب غور و فکر کیا تو گھبرائے۔ اور سوچا کہ یہ بلاہٹ ہمارے موافق نہیں، الٰہی آواز، دنیوی آواز، دنیوی آواز، الٰہی آواز، دونوں کا مقابلہ ہمارے دلوں میں ہوتا رہا۔ دنیا کو ترک کرنا۔ اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو چھوڑنا۔ اپنے سنہری خوابوں سے دست بردار ہونا۔ زندہ رہتے ہوئے اپنے آپ کو دُنیا کیلئے مُردہ سمجھنا۔ یہ بلاہٹ ہمارے واسطے ایسی معلوم ہوئی گویا ہماری طاقت سے باہر ہے۔

پھر بھی ہماری طرح یہ آواز کتنے ہی اور لوگوں کو بھی سُنائی دی اور ہم نے دیکھا کہ ہمارے بچپن کے ساتھی، ہمارے ہم جماعت طلبا ہمیں سلام کرتے ہوئے بڑھ گئے۔ ہم نے اُن کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو دیکھے۔ اور انھوں نے الٰہی بلاہٹ کو بخوشی قبول کیا۔ اور انھوں نے مضبوط ارادہ بہادری اور قوی ہمت کے ساتھ مردانہ وار قدم اُٹھایا، بڑھے اور سمنری اور کانونٹ میں داخل ہوگئے، اُن کا لباس، رنگ ڈھنگ یہانتک کہ اُن کا سب کچھ بدل گیا۔ اُن کے چہروں پر بشاشت اور نئی روشنی ظاہر ہو رہی تھی۔ اور ہمیں محسوس ہوا۔ کہ وہ اس دُنیا کے نہ رہے۔ وہ اس لئے کہ خداوند کے، ستون بن جائیں۔ اب وہ کچھ برس ہمیں دکھائی نہیں دیں گے۔ کیونکہ وہ ایک کانونٹ یا سمنری کی تنہائی میں روحانی زندگی کی مضبوط بُنیاد ڈال رہے ہیں۔ جس کے ذریعہ ہماری ہندوستانی کلیسیا ہر طرح کی مشکلات کا مقابلہ کر سکے گی۔ اور فتح پر فتح حاصل کرتی چلی جائیگی وہ آگے بڑھتی رہے گی۔ سچائی اور صلیب کے نشان کے ذریعے پھر انجیل کا تشفی بخش پیغام اور نجات کا پیام ہندوستان کے کونے کونے میں پھیل جائے گا۔ ہم ابھی سے اُن کی شادمانی اور مبارکباد کا ہدیہ پیش کرتے ہوئے ہمت افزائی کی دُعا کرتے ہیں۔ ہم اُس دن کا بے چینی سے انتظار کرتے ہیں کہ وہ اپنی حقیقی منزل مقصود پر پہونچیں۔ آمین

ہمارے ہندوستان میں اُس بزرگ عہدہ پر جسکو کہانت کہتے ہیں ابتک ہندوستانی کم نظر آتے ہیں۔ یہ بھی خدا کی بڑی مہربانی ہوئی جس نے ہمیں جنگلی اور ایمانی تخم ریزی سکے لئے باہر سے اُن آدمیوں کو بھیجا جن کی ہمکو ضرورت تھی اور جن کے ذریعے سے خدا کے کلام کا بیج چاروں طرف پھیلا گیا۔ شاید ابتک ہم لوگ اُس پاک کام کے لئے تیار نہ تھے۔ یا اُن بخششوں کے لئے ابھی لائق نہ ہوئے تھے جن کے ذریعہ ہم خدا کی کلیسیا کے ستون بن جاتے۔

پاپائے اعظم لیو تیرھویں کے ذریعے خدا نے ہمیں اپنی آواز ستر و اسی سال پیشتر سُنائی کہ "ہمارا فرض تھا کہ فرزندان ہند ہی ہندوستان کو نجات کا پیغام پہنچائیں" خُدا کے نمائندہ کی آواز سُنکر اُسی وقت سے ہندوستانی سپوت کہانت اور کانونٹ کی طرف متوجہ ہوئے اور خاصی تعداد میں اس مقدس عہدہ کو حاصل کیا۔ وہ نہ صرف پریسٹ ہی بنے بلکہ بشپ بھی اور آجکل ہندوستان کے دارالحکومت اور کئی اور فرزندانِ ہند ہی خداوند یسوع مسیح کا کام چلا رہے ہیں مگر ضرورت کے لحاظ سے اب بھی اُن کی تعداد بہت کم ہے۔ ہم اپنا فرض پوری طور سے کب سمجھیں گے؟ وقت پورا ہو گیا۔ پہلے کلیسیا نے ہمیں پاپائے اعظم کے ذریعے جتایا اور اب ہندوستانی حکومت بھی ہم سے اسی کی توقع کرتی ہے۔ پہلے الٰہی آواز پھر حکومت کی آواز۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہم نے خدا کی آواز پر پوری توجہ نہیں دی۔ ہم لاپرواہی اور غفلت کے ساتھ آگے بڑھتے رہے۔ روحانی پاکیزگی کی طرف ہم نے کافی دھیان نہیں دیا۔ ہماری نظریں عالم بالا کی طرف کم اُٹھیں، ہم نے دُنیاوی خوشیوں کی روحانی مسرتوں کے مقابلے میں بے قدری کی۔ وقت آگیا ہے کہ ہم غفلت اور نیند سے بیدار ہو کر اپنے بچوں کو پاکیزہ اور بزرگ عہدوں کی طرف لگائیں جیسے کہانت

اور سسٹرس کہتے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا حکومت نے ہمیں آگاہ کیا ہے کہ آئندہ سے غیر ملکی کاہن اور غیر ملکی سسٹرس ہندوستان نہیں آئیں گے یعنی وقت پورا ہو چکا ہے۔ اور ہمیں پہلے ہی کام سنبھال لینا چاہیئے تھا۔ اب ہم پہلے سے زیادہ کوشش کریں تاکہ نہ صرف اُس جگہ کے بھرنے کے قابل بن جائیں جو غیر ملکی سسٹرس اور کاہنوں کی خالی ہوں گی بلکہ ہماری تعداد اتنی بڑھ جائے کہ نئے نئے عبادت خانہ، مدرسے، شفاخانے اور ہر طرح کے خیراتی کام کھولنے کے لائق ہو جائیں۔ تاکہ جلد از جلد اس ہمارے ملک ہندوستان میں خداوند یسوع مسیح کی الٰہی حکومت غالب پائے۔ آمین۔

کاتھولک خادمانِ دین کی تعداد اس طرح ہے:۔

ہندوستانی کاہن 5480 غیر ملکی کاہن 1338،

ہندوستانی برادرس 1207 غیر ملکی برادرس 296

ہندوستانی سسٹرس 19816 غیر ملکی سسٹرس 2078

یہ اعداد و شمار ۱۹۶۱ء تک کے ہیں۔

خدائی تجاویز عجیب ہوتی ہیں۔ اگر ہم آلہی آواز نہ سُنیں یا اگر ہم اپنے بچوں کو ایسے پاکیزہ راستہ کی طرف نہ چلائیں تو ہم خدا کے سامنے گنہگار ٹھہریں گے۔ ہم اُس پودے کی سینچائی۔ پرورش کے ذمہ دار ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ اس پودے کے پھل لذیذ اور شیریں ہیں کیا اب تک ہم نے اس کے لئے کچھ کیا یا کرنے کو تیار ہیں؟

شمالی ہندوستان میں کئی کانونٹ موجود ہیں جن میں نوجوان طلباء طالبات خداوند کی خدمت کیلئے تیار کئے جاتے ہیں۔ زیادہ پریشانی کی ضرورت نہیں دریافت کیجئے کہ آپکے بچوں کے لئے نزدیک اور مناسب جگہ کونسی ہے تاکہ اُن کے ذریعہ خدائی بادشاہت پوری ہو سکے۔ اور پاپائے اعظم لیو تیرھویں کی پیشین گوئی درست ثابت ہو "ہندوستان! تیرے فرزند ہی تیری نجات کا ذریعہ ہونگے"

انسان کا آخری انجام

—۔۔۔((گذشتہ سے پیوستہ))۔۔۔—

ہم اُن تسلّی بخش الفاظ کو یاد رکھیں جو خداوند یسوع مسیح نے انصاف کے بارے میں بیان کرتے ہوئے کہے:۔

"بادشاہ اپنی داہنی طرف والوں سے کہے گا۔ آؤ میرے باپ کے مبارک لوگو جو بادشاہی بنائے عالم سے تمہارے لئے تیار کی گئی ہے اُسے میراث میں لو" (متی ۲۵/۳۴)

مبارک لوگوں کی خوشی انسانی تجربہ سے باہر ہے اس لئے مبارک لوگوں کی حالت بیان کرنا انسانی عقل کے لئے ناممکن ہے۔ مقدس یوحنّا کو اپنی فانی زندگی میں اس خوشی کو دیکھنے کا موقع ملا وہ کہتا ہے کہ "انسانی زبان اسکا بیان نہیں کر سکتی۔

" مقدس پولوس کو بھی یہ بخشش ملی مگر وہ کہتا ہے کہ "جو چیزیں نہ آنکھوں نے دیکھیں نہ کانوں نے سُنیں نہ آدمی کے دل میں آئیں وہ سب خدا نے اپنے محبت کرنے والوں کے لئے تیار کر دیں" (اکرنتھیوں ۲/۹)

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جنکا ایمان یسوع مسیح پر ہے وہ ضرور نجات پائیں گے۔ مذکورہ بالا بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایمان کافی نہیں ہے بلکہ اُن کے موافق عمل بھی ہونے ضروری ہیں اگر ایک شخص جو گنہگار تھا مگر پچھتایا۔ اس کو اپنے گناہوں کی چند روزہ سزا ابھی اُٹھانی پڑے گی۔ اور اس کے علاوہ چھوٹے گناہوں کا بھی دھیان رکھنا چاہیئے۔ جن سے خدا کی دوستی کم ہو جاتی ہے اور جنکا عیوضانہ ہمیں ضرور دینا پڑیگا۔ چاہے اس زندگی میں چاہے آنے والی دنیا میں۔ ہم لوگوں کو نہ صرف اپنے پڑوسی سے بلکہ خدا سے بھی اپنا قرض چکانا پڑے گا۔ "جب تک تو اپنے مدعی کے ساتھ راہ میں ہے اُس سے جلد صلح کر لے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ مدعی تجھے منصف کے حوالے کر دے اور منصف تجھے سپاہی کے حوالے کر دے اور تو قید خانہ میں ڈالا جائے۔ میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک تو کوڑی کوڑی ادا نہ کر دیگا وہاں سے ہرگز نہ چھوٹے گا" (متی ۵/۲۵-۲۶)

ہاں اُن لوگوں کے واسطے جو دوزخ سے بچ گئے ہیں ایک درمیانی اور عارضی جگہ ہے جس میں وہ دُکھ اُٹھاتے ہیں جبتک وہ اپنا قرض کوڑی کوڑی نہ چکا دیں۔ اس جگہ کو کیتھولک کلیسیا "اعراف" کہتی ہے اس میں سے روحیں سزا اُٹھانے اُٹھاتے وہ ہی پاکیزگی حاصل کریں گی جو بہشت میں داخل ہونے کے لئے ضروری ہے۔ کیونکہ "اس میں کوئی ناپاک چیز یا کوئی شخص جو گھنونے کام کرتا ہے یا جھوٹی باتیں گھڑتا ہے۔ ہرگز داخل نہ ہوگا (مکاشفہ $\frac{21}{27}$) وہ گناہ جن کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے بیشک چھوٹے گناہ ہیں جن کے لئے دوزخ کی دائمی سزا زیادہ سخت معلوم دیتی ہے۔ مگر وہ سیدھے بہشت میں نہیں جاسکتے کیونکہ وہ کافی پاک نہیں ہیں۔ مقدس پولوس ہمارے اس سوال کو حسب ذیل آیت سے حل کرتا ہے۔

"اگر کوئی اُس نیو پر سونا یا چاندی یا بیش قیمت پتھروں یا لکڑی یا گھاس یا بھوسے کا ردا رکھے تو اس کا کام ظاہر ہو جائے گا۔ کیونکہ جو دن آگ کے ساتھ ظاہر ہوگا۔ وہ اس کا کام بتا دیگا اور وہ آگ خود ہر ایک کا کام آزمائے گی کہ کیسا ہے جس کا کام اس پر بنا ہوا باقی رہے گا۔ وہ اجر پائیگا اور جس کا کام جل جائے گا۔ وہ نقصان اُٹھائے گا۔ لیکن خود بچ جائیگا مگر جلتے جلتے" (اکرنتھیوں $\frac{3}{15 - 10}$)۔

مسیح یسوع کی نیو پر زندگی بنانے کا مطلب یہ ہے کہ جب انجیل مقدس کے مطابق ہم عمل بھی کرتے ہیں تو ہمارے کام سونا چاندی اور قیمتی پتھر کی مانند ہیں مقدس پولوس نیک کاموں کے تین درجہ بتاتا ہے جن سے کمال ظاہر ہوتا ہے جن کو آگ سے نقصان نہیں پہنچے گا۔ اسکے علاوہ اُس نے تین درجہ اور بتائے۔ جن سے ہمارے نیک کاموں میں کمی ظاہر کی جاتی ہے۔ جن کی مثال وہ لکڑی، گھاس، بھوسہ کے مشابہ سے دیتا ہے اُن سے انسان کی کمیاں یعنی چھوٹے گناہ ظاہر کئے جاتے ہیں۔ خدا کا انصاف جو آگ سے ہوگا۔ وہ ظاہر کر دیگا کہ ہر ایک انسان کا کام کیسا ہے وہ لوگ جن کے اعمال لکڑی۔ گھاس، بھوسہ کی مانند ہیں۔ وہ ضرور نقصان اُٹھائیں گے۔ کیونکہ یہ چیزیں آگ سے بھسم ہو جائیں گی تو بھی ان لوگوں نے نیک زندگی گذاری۔ اس لئے وہ خود بچ جائیں گے مگر "جلتے جلتے"

آپ کہتے ہوں گے کہ موت وہ رات ہے جس کے بعد کوئی شخص کچھ نہیں کر سکتا (دیکھیں یوحنا $\frac{9}{4}$) تو کس طرح اعتراف میں گناہ یا ان کی سزا معاف ہو سکتی ہے؟ اس کے بارے میں آپ خداوند یسوع مسیح کے الفاظ مدِنظر رکھیں "جو کوئی روح القدس کے برخلاف [illegible] بات کہے گا۔ وہ اسے معاف نہ کی جائے گی نہ اس عالم میں [illegible] آنے والے میں" (متی $\frac{12}{32}$) اس آیت سے یسوع مسیح کا [illegible] یہی صاف ہے کہ کچھ گناہ اس دنیا میں معاف ہو سکتے ہیں اور کچھ گناہ ایسے ہیں جو آنے والی دنیا میں معاف ہوں گے مگر وہ جگہ دوزخ نہیں ہے جس میں روحیں اس عرصہ تک ٹھہریں گی اس جگہ کو اعراف کہتے ہیں۔

خدا [illegible] کو "اُن کے کاموں کے موافق بدلہ دے گا" (متی $\frac{16}{27}$) ہم پورے اطمینان کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ایک عادل منصف چھوٹے گناہ کے لئے مثلاً ایک نکمی بات کیلئے کسی شخص کو دوزخ کی دائمی سزا دینا مناسب نہیں سمجھے گا۔ چھوٹے گناہوں کی وجہ سے روحوں کو خدا کے جلال سے محروم رکھنا رحیم خدا کی صفت کے خلاف ہے۔ مگر اس [illegible] کو مٹایا نہ کرلے۔ جیسے مجرم اور عوام پر پڑا۔ معافی دیتے وقت وہ کچھ نہ کچھ سزا ضرور مقرر کرتا ہے۔

رسولی زمانہ سے کلیسیا اعراف کے مسئلہ کو مانتی چلی آئی ہے۔ اس کے ثبوت کتابوں اور یادگاروں میں کثرت سے ملتے ہیں اور کوئی شک نہیں کہ یہ مسئلہ جتنا ضروری ہے اتنا تسلی بخش بھی ہے!!

اطلاع

ناظرین کو اطلاع دیجاتی ہے کہ آئیندہ شمارہ سے سوالات وجوابات کا سلسلہ شروع کیا جارہا ہے آپ اپنے سوالات ایک پوسٹ کارڈ پر لکھیں سوالات زیادہ سے زیادہ تین ہوں۔ اور ہر ماہ کی ۱۰ تاریخ تک دفتر فضلوں کی ماں میں پہنچ جانے چاہئیں۔

(ادارہ)

خبریں!

میلان - اٹلی ۳۱ر اگست ۱۹۶۵ء کو ڈاکٹر ایل۔ مٹھیاس صاحب جو پچیس سال سے مدراس کے آرچ بشپ تھے ایک آپریشن کے بعد انتقال فرما گئے۔ اُن کی نعش اٹلی سے مدراس میں لائی گئی۔ جہاں پر لوگ اکٹھے ہو کر سنت ٹامس کیتھڈرل میں انتظار کر رہے تھے۔ کیتھڈرل کچا کچ بھرا ہوا تھا کارڈینل گریشیس بھی آخری تعظیم پیش کرنے کے لئے موجود تھے مدراس کے نائب بشپ کاروالہو صاحب بھی موجود تھے مدراس ڈائیسس کے سب گرجوں میں مرحوم آرچ بشپ کے لئے دعا کی گئی۔ مدراس یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر اے۔ ایل۔ مدالیر نے آپکی تعریف کرتے ہوئے کہا، ۲۵ سال سے آپ نے اس شہر کے باشندوں کی خدمت میں ایک خاص حصہ لیا اپنے مذہب اور ذات کا امتیاز نہیں کیا۔ آپکے گذرنے سے ایک بڑا اور اعلیٰ شخص غائب ہو گیا۔ جو اپنی تمام زندگی کو دوسروں کی خدمت کے لئے صرف کرتے تھے۔

بنگلور یہاں ایک مسیحی اتحاد کا مرکز بنا ہوا ہے جسکے ڈاکٹر ایم۔ اے تھامس ہیں یہ سنٹر [illegible] سے قائم ہوا ہے اور مسیحیوں میں اتحاد پیدا کرنے کی پوری کوشش کر رہا ہے۔ اس سال کارڈینل گریشیس بھی اور ایکیومینک انسٹیٹیوٹ جے۔ آر۔ ٹوکس بھی ایک میٹنگ کے لئے تشریف لائے تھے۔ کارڈینل صاحب اس سنٹر کے کام سے بہت خوش ہوئے ہیں۔ اور اس نے دکھایا کہ مسیحی جماعتوں میں کئی ایسے کام ہیں۔ جو ہیں باہمی امداد سے ہو سکتا ہے۔ خاص طور پر جب سے پوپ پال ہندوستان میں تشریف لائے۔ اس زمانے سے اب تک اتحاد کے امکانات بہت زیادہ ہیں۔ اور باہمی گفت و شنید کا سلسلہ بھی بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ اس جلسے کی یادگاری کیلئے ان تینوں عہدیداروں نے ایک ایک پودا لگایا۔

روم:- پوپ پال نے دوسری دفعہ ان دنوں میں ایک ارتھوڈاکس چرچ کے اعلیٰ عہدیدار کو خوش آمدید کیا۔ ۱۵ر فروری کو بھی پہلی ملاقات ہوئی تھی۔ اور اس اعلےٰ عہدیدار کے ساتھ مایرا کے آرتھوڈوکس بشپ بھی تھے پاپائے اعظم نے فرمایا کہ دو عیسائیوں کی جدائی سے اب میل ملاپ پھر سے مضبوط جڑ پکڑتا جا رہا ہے۔ ناظرین کو یاد ہو گا کہ پاپا پال ششم نے پیٹریارک آتھینا گوراز سے یروشلم میں ملاقات کی۔

سوڈان:- اس ملک سے خبریں ملی ہیں کہ یہاں کی سرکار جس میں عربی لوگ زیادہ داخل ہیں نیگروز کو ختم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یوگانڈا (UGANDA) ملک کے اینگلیکن اور کاتھولک آرچ بشپ نے ایک مشترکہ خط میں ان تمام ظلموں کی مذمت کی ہے۔ اور انھوں نے اپیل کی تھی کہ یہ ظلم ختم کئے جائیں۔ لوگ مسجد اور گرجوں میں ہی قتل کئے گئے۔ ایک جگہ قریباً ایک ہزار مسیحی لوگوں کو فوجیوں نے قتل کر دیا۔ اور بہت سے لوگ جنگل کے راستے سے ملک کو چھوڑ کر ہمسایہ ملکوں کو بھاگ رہے ہیں

امریکہ امریکہ کے وائس پریزیڈنٹ نے مسز [illegible] ونگکٹارام کو ۲۹۔ انعامات دیئے۔ کیونکہ اُس کے خاوند نے ایک امریکن بچے کی زندگی بچانے کے لئے اپنی جان قربان کی۔ مسٹر ونگکٹارام کی عمر ۳۴ سال کی تھی۔

مہاراشٹر:- یہاں گورنمنٹ نے مسٹر جی۔ ایم۔ پرگنزا کو جو سنٹرل بمبئی کے ایک مشہور سوشل ورکر ہیں۔ کو! (JUSTICE OF PEACE) کا لقب دیا۔ آپ نے کواپریٹیو موومنٹ کی ترقی کے لئے پرجوش کام کیا ہے۔

گجرات پوپ پال نے گجرات کے گورنر کو اپنی شکر گذاری کے طور پر دو سونے کے میڈل دیئے اور دس ہزار ڈالر بھی خیرات کے کام کے لئے عنایت کئے۔ یہ شکر گذاری دو شیر کے صلے میں تھی جو گجرات کے

گورنر نے پوپ پال کو تحفہ بھیجے تھے۔ گورنر بھی ان میڈل کا خیر مقدم کیا اور دس ہزار ڈالر کے لئے شکر گذار رہے۔

کلکتہ :- یہاں کی گورنمنٹ نے اسکول اور کالج میں ایک مضامین کا مقابلہ کیا تھا۔ جس کا عنوان تھا "جنگلی جانوروں کی زندگیاں" کلکتہ ایریا کے لئے پہلا انعام لوریٹو کانونٹ کی مس شکنتلا نین کو ملا۔

کاتھولک کلیسا میں دو مشہور و معروف خواتین کا داخلہ!

امریکہ کے پریذیڈنٹ مسٹر لنڈن جانسن صاحب کی نیک لڑکی لوسی کاتھولک کلیسا میں شریک ہو گئی ہیں اُنھوں نے چند سال تک ایک کاتھولک کالج میں تعلیم حاصل کی اور کافی عرصہ سے کاتھولک کلیسا میں شریک ہونے کی متمنی تھیں۔ ان کے والدین نے ان کے کلیسا میں شریک ہونے کے خلاف کوئی اعتراض نہیں کیا بلکہ اپنی دلی خواہش کا ثبوت دیتے ہوئے انہیں خوشی سے اپنے دلی ارادہ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی اجازت دیدی کاتھولک کلیسا میں داخل ہونے کے وقت انھیں دوبارہ شرطیہ طور پر بپتسمہ دیا گیا۔ جس کے بنا پر پروٹسٹنٹ لیڈر نے اپنی خفگی اور کاتھولک مسیحیوں نے اپنی حیرانگی کا اظہار کیا۔ مگر جن فادر صاحب نے انہیں بپتسمہ دیا۔ انھوں نے فرمایا کہ لڑکی نے خود دوبارہ بپتسمہ حاصل کرنے کا مطالبہ کیا تھا۔

ملک کوریا :- میں پریذیڈنٹ چنگ ہی پارک کی بڑی بیٹی نے بھی چودہ سال کی عمر میں کاتھولک کلیسا میں شریک ہونے کے وقت مسیحی بپتسمہ حاصل کیا۔ ان کے ماں باپ غالباً بدھ مذہب کے پیرو کار ہیں مگر انھوں نے بھی لڑکی کے مسیحی بننے پر کسی قسم کی مخالفت نہ کی سیول کے آرچ بشپ صاحب نے انھیں اُن کی ماں کی موجودگی میں بپتسمہ دیا۔

اجمیر :- یہاں کے خادمانِ دین مختلف مسیحی جماعتوں میں سے انسلیم (ANSELM) کے کالج کے ہال میں باہمی میل بڑھانے کے لئے اکٹھے ہوئے۔ یہاں کے علاقہ دار فادر لیو نے اس میٹنگ کا مقصد بیان کیا۔ اور سب کو یاد دلایا کہ مرحوم پاپا جون نے کئی مرتبہ ہدایات کیں۔ موجودہ زمانہ میں سب کو یسوع مسیح کے نام کے لئے مل جانا چاہیئے۔ اور آپس کے وہم کو ختم کر دینا چاہیئے تاکہ یسوع مسیح کی پوری تعلیم کو قبول کر سکیں۔ ان کے بعد C. N. I. کے جناب جے۔ ایس رام نے اپنی خوشی ظاہر کی کہ مسیحیوں میں یہ تحریک زور سے شروع کی جائے۔ اور آپ امید کرتے ہیں کہ اس کا نتیجہ ضرور اچھا اور دور رس ہوگا۔ پادری جے۔ ایچ پال نے بیان کیا کہ سی۔ ایم۔ ایس چرچ کے ممبران نے تین اتواروں سے اس میٹنگ کی کامیابی کے لئے دعائیں کی ہیں آپ نے خیال ظاہر کیا کہ تمام خادم الدین صاحبان کے درمیان ایک میٹنگ ماہوار ہونا چاہیئے میتھوڈسٹ مشن سے کوئی حاضر نہ ہو سکا۔ گو اُن کی خواہش تھی کہ حاضر ہوں۔

روم :- اِن دنوں پاپائے اعظم پول ششم اپنی نصیحتوں میں کلیسیا کے اختیارات کے بارے میں زور دیتے رہے آپ نے فرمایا کہ کلیسیا میں ایک سکھانے والا گروہ ہے۔ اب شاگردوں کے حاضر ہونے کی بھی ضرورت ہے کہ ہم یاد رکھیں کہ جب کلیسیا اُستاد کے طور پر تعلیم دیتی ہے۔ تو سب کو شاگرد بننا چاہیئے۔ اور اُس کی سننا چاہیئے۔ ایمانداروں کو اپنے الٰہی قائم کئے ہوئے اُستاد کے سامنے بے اطمینان نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ یہ ٹھہرایا ہوا اُستاد ہے جسکو یسوع مسیح نے اپنی تعلیم کی حفاظت سونپی۔

نیو یارک :- قریباً سات کروڑ آدمی نیو یارک میں بین الاقوامی نمائش دیکھ چکے ہیں۔ اس نمائش گاہ میں بہت سی عجیب و غریب چیزیں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ کہ دو دن کا وقت بھی اگر اسکو متواتر دیکھنے میں دیں تو وہ بھی ناکافی ہوگا۔ اس کے اندر 120 بہت ہی عالیشان بلڈنگ ہیں۔ جس میں طرح طرح کی اشیا نمائش کے لئے پیش کی گئی ہیں۔ جو سائنس۔ زندگی اور مذہب سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان میں تفریحات کی چیزیں بہت کم ہیں۔ فیس داخلہ بارہ روپیہ ہے۔ مگر لوگ اس کو خوشی دیدیتے ہیں۔ فن کا بہترین نمونہ وہ ہے جس میں مقدسہ مریم مصلوب مسیح کو اپنی گود میں لئے ہوئے ہے۔

(فادر امیدیوس ایڈیٹر پرنٹر پبلشر نے ہمدرد پریس سہارنپور میں چھپوا کر دفتر فضلیوں کی ماں" کورٹ روڈ سہارنپور سے شائع کیا) [مذہبی پیشواؤں کی اجازت سے چھاپا گیا]

جلد (۸) ❖ اکتوبر ۱۹۶۵ء ❖ شمارہ (۱۰)

آزادیٔ وطن

(از بنجمن رحمت دہلوی)

میں رحمت اس آزادیٔ وطن پہ
چراغانِ اُلفت فروزاں کروں گا

اور ہر اک پژمردہ گُل و خار کو بھی
ہم نفس آشنائے بہاراں کروں گا

وطن سے مٹا کر کے افلاس و غربت
مسرت و راحت کا ساماں کروں گا

وطن سے نکالوں گا میں دشمنوں کو
وطن کے لئے نذر بھی جاں کروں گا

محافظ ہوں تیرا بہارِ گلستاں
تجھے قائم رکھنے کے ساماں کرونگا

یہ تجھے قسم کھا کے کہتا ہے رحمت
تجھے اے وطن میں نہ گریاں کروں گا

سنیچر — یا — اتوار

(گذشتہ سے پیوستہ)

کلیسا اور سبت :- مقدس پولوس رسول ہمیں سمجھاتا ہے کہ پرانی شریعت کو موقوف کرنا لازمی تھا۔ "جب کہانت بدل گئی تو شریعت کا بدلنا بھی ضروری ہے۔" عبرانیوں $\frac{7}{12}$ اس تبدیلی کے بارے میں ارمیاہ نبی نے پیشینگوئی کی تھی :- "دیکھ (خداوند کا فرمان ہے) وہ دن آتے ہیں کہ میں اسرائیل کے گھرانے سے اور یہوداہ کے گھرانے سے ایک نیا عہد باندھوں گا۔" یرمیاہ $\frac{31}{31}$ اس نئے عہد کی وجہ سے پرانی شریعت پوری طور سے منسوخ نہیں ہوئی بلکہ مکمل کی گئی پرانی شریعت کا کام یہ تھا کہ وہ ہمیں خداوند یسوع مسیح تک پہونچائے جیسے مقدس لوقا کہتا ہے "توریت اور صحائفِ انبیاء یوحنا تک رہے۔ تب سے خدا کی بادشاہی کی بشارت دی جاتی ہے۔" لوقا $\frac{16}{16}$۔

کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ ساری پرانی شریعت منسوخ ہوئی۔ نہیں۔ کیونکہ اس میں بہت سی اخلاقی ہدایتیں تھیں جو ابدی اور ضروری ہیں۔ مثلاً یہ کہ خدا کی پرستش کرنی اور ہر طرح کی بُت پرستی سے پرہیز۔ ماں باپ کی عزت کرنی۔

(باقی صفحہ ۲ پر)

خون اور چوری زنا نہیں کرتا نہ ہی جھوٹی شہادت دیتی ہے یہ سب
اخلاقی ہدایتیں نئی شریعت میں بھی لازمی ہیں۔ کیونکہ دراصل
وہ قدرتی شریعت کی ہدایتیں ہیں۔ جو بدل ہی نہیں سکتیں جبتک
انسانی ذات قائم رہے گی۔

ہم کیسے معلوم کریں گے کہ پرانی شریعت کا کون سا حصہ
اب تک لاگو ہے؟ اس مقصد کے لئے خداوند یسوع مسیح نے اپنی
کلیسیا کو ہماری رہنمائی کے لئے مقرر کیا جب اُس نے رسولوں سے
کہا کہ "آسمان اور زمین کا کل اختیار مجھے دیا گیا ہے پس تم جاکر
سب قوموں کو شاگرد بناؤ ..... اور ان کو یہ تعلیم دو کہ ان سب
باتوں پر عمل کریں جن کا میں نے تم کو حکم دیا" (متی ۲۸ = ۱۸
سے ۲۰) ۔

"جو تمہاری سنتا ہے وہ میری سنتا ہے اور جو تمہیں ناچیز
جانتا ہے وہ مجھے ناچیز جانتا ہے اور جو مجھے ناچیز جانتا ہے وہ اسے
ناچیز جانتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے" (لوقا ۱۰/۱۶) "یسوع
نے پھر ان سے کہا تمہیں سلامتی حاصل ہو جس طرح باپ نے مجھے
بھیجا ہے اسی طرح میں تمہیں بھیجتا ہوں" (یوحنا ۲۰/۲۱) ۔
"ہم خدا کے ہیں۔ جو خدا کو پہچانتا ہے وہ ہماری سنتا ہے۔
جو خدا کا نہیں وہ ہماری نہیں سنتا۔ اسی سے ہم سچائی کی روح
اور گمراہی کی روح میں امتیاز کر لیتے ہیں" (۱ یوحنا ۴=۶)

رسولوں اور ان کے قائم مقاموں کے ہاتھوں ہی خداوند
یسوع مسیح نے اپنا پورا اختیار سونپ دیا تاکہ ہم کلیسیا کی رہنمائی
میں غلطی نہ کریں اور پورے اطمینان اور تسلی کے ساتھ اسکے
موافق عمل کرتے جائیں۔ یسوع مسیح اپنی کلیسیا کے ذریعہ ہمارے
درمیان ہمیشہ زندہ ہے اور رہنمائی کرتا ہے۔

سبت کی بابت کلیسیا مقدس پولوس رسول کی تعلیم
اپناتی ہے کہ ..... "عید یا نئے چاند یا سبت کی بابت کوئی
تم پر الزام نہ لگائے۔ کیونکہ یہ آنے والی چیزوں کا سایہ ہیں مگر
اصل چیزیں مسیح کی ہیں" (کلسیوں ۲/۱۶) کوئی تو ایک دن کو
دوسرے دن سے افضل جانتا ہے اور کوئی سب دنوں کو برابر
جانتا ہے۔ ہر ایک اپنے ہی اعتماد سے عمل کرے۔ جو دن کو مانتا ہے
خداوند کے لئے مانتا ہے" (رومیوں ۱۴/۵،۶) لیکن ہمیں یاد
رکھنا چاہیئے کہ جو سبت کے بارے میں اخلاقی حکم کا حصہ ہے
کہ ہم خداوند کی پرستش کے لئے ایک دن ضرور قائم رکھیں اور
اتوار کا دن نئے عہدنامہ میں کلیسیا مقرر کرتی ہے۔ مگر ہم کہہ سکتے
ہیں کہ خداوند یسوع مسیح کے آسمان پر جانے کے بعد جہاں
جہاں مسیحی جماعتیں بنائی گئیں وہاں سنیچر کی جگہ اتوار کا دن
پاک رکھنے لگے کیونکہ اتوار کے دن دو بہت بڑے واقعات
ہوئے تھے۔ یعنی خداوند یسوع کا پھر جی اُٹھنا اور رسولوں پر
روح القدس کا نازل ہونا۔

پینتکوست کے دن کے بعد شاگرد اور رسول لوگ
سبت کے دن ہیکل اور عبادت خانوں میں خداوند یسوع
مسیح کی انجیل کی بشارت کے لئے جایا کرتے تھے۔ شروع میں
قریباً سب نو مرید یہودی تھے۔ کیونکہ وہ مسیح کے منتظر تھے
پھر کچھ عرصہ بعد غیر یہودی بھی مسیح پر ایمان لانے لگے۔ اور
اسوقت رسولوں کے اعمال میں سبت کا ذکر ختم ہو جاتا ہے
اور اس کے بجائے ہفتہ کے پہلے دن کا ذکر آنے لگتا ہے یعنی
اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کلیسیا نے سنیچر کی بجائے اتوار کا دن
پاک رکھنے کے لئے مقرر کیا تھا۔ جیسے مندرجہ بالا حوالہ جات
سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہودی اور غیر یہودی نو مریدوں میں
اس بات پر جھگڑا ہوتا تھا۔ تو بھی رسولوں کے اعمال میں
اس رسمی تبدیلی کا پہلا ذکر ملتا ہے۔ جہاں یہ لکھا ہے "ہفتہ
کے پہلے دن جب ہم روٹی توڑنے کو جمع ہوئے تو پولوس نے
جو دوسرے دن جانے والا تھا۔ ان کے ساتھ کلام کیا اور
آدھی رات تک کلام کرتا رہا" اعمال (۲۰/۷) کلیسیائی
تواریخ لکھنے والوں کا بھی یہی خیال ہے۔ اس کے علاوہ
مقدس پولوس رسول قرنتیوں کو لکھتا ہے۔ "ہر ہفتہ کے
پہلے دن تم میں سے ہر ایک اپنے مقدور کے موافق کچھ جمع کر کے
اپنے پاس رکھے تاکہ جب میں آؤں تو چندہ نہ کرنے پڑیں"
(۱۶/۲) ۔

کوئی شک نہیں کہ رسولوں نے خود سبت کے دن کی بجائے
خداوند کا دن یعنی اتوار کا دن مخصوص کیا۔ "میں خداوند کے دن
وجد میں آگیا" مکاشفہ (۱/۱۰) کلیسیا کے ہاتھوں میں اختیار تھا

کہ وہ یہ تبدیلی کرے اور اس نے ضرور کیا۔ کیونکہ اور باتوں سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسولوں کے زمانے سے یہ خداوند کا دن پاک رکھا جاتا ہے۔ دُنیا اور کلیسائی تواریخ میں کہیں اس تبدیلی کا بیان نہیں ملتا۔ اور اگر رسولوں کے زمانے کے بعد یہ تبدیلی ہوتی تو ضرور اس کا ذکر کہیں نہ کہیں آتا۔

یہ تبدیلی بالکل مناسب تھی کیونکہ خداوند یسوع مسیح کا پھر جی اُٹھنا اور روح القدس کا رسولوں پر نازل ہونا ایسے واقعات ہیں جو دُنیا کی پیدائش سے بھی زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ کیونکہ پہلے واقعہ سے رسول لوگوں کو وہ بخشش ملتی ہے جس سے وہ تمام دنیا میں کلیسا قائم کر سکیں۔

اب ہمیں اُمید ہے کہ سنیچر مشن والے جیسے پُرانے عہدنامے کی ریت و رسم مثلاً ختنہ و قربانیاں۔ کہانت وغیرہ کے موقوف ہونے پر افسوس نہیں کرتے۔ اسی طرح وہ سنیچر کے خاتمے پر کبھی افسوس نہیں کریں گے۔ ہمیں خدا پرست ہونا چاہیئے نہ کہ دن پرست۔ یاد رکھتے ہوئے کہ سبت بھی آنے والی چیزوں کے سائے میں شمار کیا گیا ہے۔ اور اب ہم اتوار کو مناتے سے یسوع مسیح کے ذریعہ نئے عہد کی اصلیت میں داخل ہوں۔!!!

پاک پانی اور نمک کا اِستعمال

آپ لوگوں نے دیکھا ہوگا کہ بہت سے لوگ اکثر پاک پانی کا استعمال کرتے ہیں۔ جسوقت وہ گرجے کے اندر جاتے اور باہر نکلتے ہیں تو اپنے اوپر ایک صلیب کا نشان بناتے ہیں۔ عام طور سے پرانے کاتھولک خاندانوں میں پاک پانی کسی چھوٹے پیالے یا کسی شیشے کے برتن میں بھرا ہوا رکھا رہتا ہے۔ اور لوگ اس میں سے بار بار استعمال کرتے ہیں کلیسیا کی ریت و رسم میں پانی کا استعمال اکثر ہوتا چلا آیا ہے۔

آپ لوگوں کے دل میں ضرور یہ خیال پیدا ہوتا ہوگا کہ یہ پانی کیا ہے اور پاک کیوں کہلایا جاتا ہے۔ اور اس کا استعمال اتنا زیادہ کیوں کیا جاتا ہے؟ پاک پانی وہی ہے جس پانی پر کاہن دعا کے ذریعے برکت دیکر مخصوص کرتا ہے اور برکت شدہ نمک ملا دیتا ہے۔

پرانی شریعت کے مطالعہ سے ہمیں پاک پانی کی اہمیت کو سمجھنے میں کافی مدد مل سکتی ہے۔ صفائی پاکیزگی کا نشان ہے۔ زوفے سے مجھے صاف کر تو میں پاک ہونگا۔ مجھے دھو اور میں برف سے زیادہ سفید ہونگا۔ زبور ($\frac{51}{7}$)۔ موسیٰ کی شریعت میں پانی کا استعمال خدا کی خدمت میں بہت اہمیت رکھتا ہے خروج ($\frac{19}{15}$ ، $\frac{35}{18}$ گنتی ۱۹ باب احبار $\frac{6}{9}$) قربانی کے چڑھانے سے پہلے ضرور لاویوں اور کاہنوں کو پانی میں غسل کرنا پڑتا تھا تاکہ وہ پاک صاف سمجھے جائیں۔ سنت پول کے کہنے کے مطابق جو۔ جو انجیل کی منادی کرنے والے تھے۔ یہودیوں میں یہودی اور شریعت کے ماننے والوں میں شریعت والا ہے تاکہ دونوں یہودیوں اور شریعت کے ماننے والوں کو یسوع مسیح کی طرف کھینچیں اکرنتھیوں ($\frac{9}{20-22}$) لہذا پرانی شریعت کی ریت جہاں تک ممکن تھا کلیسا نے اپنی بنائی۔ یا ان میں ممکن تبدیلی کی گئی۔ لیکن پانی کے پرانے طریقہ استعمال کو پورے طور سے نہیں ہٹایا گیا۔ بلکہ پاک پانی کی ریت میں کچھ تبدیلی کی گئی جس طرح آج کل پاک پانی کا استعمال ہوتا ہے۔ اسکا ذکر سنت ایلیگزنڈر اول۔ پاپائے اعظم میں پایا جاتا ہے۔ انہوں نے کلیسا کی صدارت سنہ ۱۰۱ء سے سنہ ۱۱۹ء تک کی مگر صاف ہے کہ یہ ریت اس سے بھی پرانی ہے۔ کیونکہ پاپائے اعظم اپنے خط میں بتاتے ہیں کہ عوام کے استعمال کے لئے پانی میں نمک ملا کر برکت دیتے ہیں ایک مشہور مصنف کا کہنا ہے کہ پاک پانی کا رواج جیسے آج کل ہو رہا ہے اُسے متی رسول نے شروع کیا تھا۔ اور دوسرے رسولوں نے اُسے منظور کیا تھا۔ اور آہستہ آہستہ یہ رواج تمام مسیحیت میں پھیل گیا۔ سینٹ بیزل کہتے ہیں کہ اس پاک پانی کا رواج رسولوں سے ہے۔ پاک پانی کے ساتھ صلیب کا نشان کرنا اور چیزوں پر اُسکا چھڑکنا کم از کم دوسری صدی میں رائج تھا۔ ایک اور کتاب جو رسولوں کے زمانے کی سمجھی جاتی ہے۔ پاک پانی کو مخصوص کرنے کی دعائیں تحریر ہیں۔ اس پانی کو یہ طاقت دی

کہ تندرستی دے۔ بیماریوں کو دور کرے۔ شیطان کو بھگائے وغیرہ ہمارے اولیں ماں باپ کے گناہ سے بدی کی روح نہ صرف انسان میں گھس گئی بلکہ بے جان چیزوں پر بھی اپنی حکومت قائم کی جسکی وجہ سے پاک کلام اس بدی کی روح کو دنیا کا سردار کہتا ہے۔ (یوحنا ۱۳/۳۱، ۱/۳۰) ۔ اس وجہ سے ہر چیز جو خدا کی پرستش کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔ اُن کے اوپر سے بدی کی روح کا اثر مٹانے کے لئے دعا پڑھی جاتی ہے۔ اور خدا کی برکت مانگی جاتی ہے۔ جسوقت اس نمک کے اوپر برکت دی جاتی ہے تو اُسوقت کاہن کہتا ہے۔ "زندہ خدا سچے خدا، پاک خدا کے نام سے جسنے الیشع نبی کو حکم دیا کہ وہ پانی میں نمک ملائے تاکہ وہ پاک ہو (۲ سلاطین ۲/۲۲-۱۹) اور اُس کام سے شیطان دور ہو اور نمک ایمانداروں کے استعمال کے لئے مفید ہو۔ اور جو کوئی اسکا استعمال کرے روحانی و جسمانی تندرستی پائے۔ اور شیطان کے وہم اور دھوکہ بازی سے محفوظ رہے یہ اُس خدا کے فضل سے جو زندوں اور مُردوں کا انصاف کریگا۔

پانی پر بھی دعا شیطان کو دور کرنے کے لئے پڑھی جاتی ہے یہ دعا خدا باپ قادر مطلق کے اکلوتے بیٹے یسوع مسیح اور روح القدس کے نام سے پڑھی جاتی ہے: تاکہ انسان کے دشمن کی تمام طاقت دور کی جائے۔ یہی دشمن تمام اُسکے بڑے فرشتوں کے ساتھ نکالا دیا جائے۔

دعا یہ ہے، اے خدا جس نے انسان کی نجات کے بڑے بڑے کام اور کرامات پانی کے ذریعے سے کئے ہیں۔ ہماری التجاؤں کو مہربانی سے سُن اور اُس شئے میں اپنی برکت کی طاقت ڈالو تاکہ یہ پانی شیطان کے بھگانے اور ہماری بیماریوں کے علاج کے لئے مفید ہو جو کچھ ایمانداروں کے گھر اور جگہوں میں اس پانی سے چھڑک دیا جائے وہ ہر طرح کی ناپاکی سے صاف کیا جائے کوئی بد روح اس میں نہ رہے۔ چھپے ہوئے دشمن کے فریب اس سے دور ہوں اگر اس جگہ کے رہنے والوں کی سلامتی اور آرام کے لئے کچھ خطرہ ہو یہ سب کچھ اس پانی کے چھڑکنے سے دور ہو جائے اور جو کچھ ہم بھلائی چاہتے ہیں۔ تیرے پاک نام کے لئے ہمیں حاصل ہو جائے۔ ہمارے خداوند یسوع مسیح کے وسیلے سے۔ آمین۔

نمک کے استعمال کے بارے میں اس ریت میں اور کلیسیا کی باقی ریت و رسم میں کچھ اور بیان کرنا چاہتے ہیں۔ دونوں پرانے اور نئے عہد نامے میں نمک کا ذکر آتا ہے۔ پانی اور نمک کا ملانا بغیر معنی نہیں ہے۔ پانی کی صفت یہ ہے کہ چیزوں کو صاف کرتا ہے اور نمک کی صفت چیزوں کو محفوظ رکھنے کی ہے۔ کلیسیا چاہتی ہے۔ ہم کو گناہ سے پاک صاف کر دیا جائے پھر گرنے سے محفوظ کیا جائے۔ پانی آگ کو بجھاتا ہے اور پودوں کے اُگنے میں ضروری ہے۔ اسی طرح روحانی طور پر پانی جذبات کی آگ بجھانے کے لئے اور نیکی کی ترقی کے لئے ہے۔ نمک دانائی اور حکمت کا نشان ہے جس کا سوتہ یسوع مسیح ہے۔ پانی انسانی ذات کا نشان ہے اور جس وقت ہم اُس میں نمک ڈالتے ہیں۔ الٰہی انسانی ذات کا میل جو یسوع مسیح کے مجسم ہونے سے ہو [illegible] ہے۔

دوسرے سلاطین (۲/۲۰) میں ایک واقع ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ برکت شدہ نمک سے کیا فائدہ ہے۔ لوگوں نے الیشع نبی سے شکایت کی کہ اُن کے شہر کا پانی خراب تھا اور زمین بنجر تھی تو نبی نے اُن سے کہا "مجھے ایک نیا پیالہ دو۔ اور اس میں نمک ڈال دو" وہ اُس کے پاس پیالہ لے آئے اور وہ نکل کر پانی کے چشمے پر گیا۔ اور نمک اُس میں ڈال کر کہا "خداوند یوں فرماتا ہے کہ میں نے اس پانی کو ٹھیک کر دیا ہے اب آگے کو اس سے موت یا بنجر پن نہ ہوگا" تاکہ ایماندار پاک پانی کا زیادہ استعمال کریں۔ پوپ اعظم پائیس نویں نے ۱۸۶۶ء میں اُن کو جو دِلی پچھتاوے کے ساتھ، اُس پاک پانی سے صلیب کا نشان بنا اور باپ بیٹے اور روح القدس کے نام پر استعمال کرے۔ ۱۰۰ سو دن کا غفران عنایت کیا۔

اس مختصر بیان سے میں اُمید کرتا ہوں کہ پاک پانی کے بارے میں کافی تسلی ہو گئی ہوگی۔

سچائی کی بنیاد!

دوسری جنگ عظیم میں ایک روسی افسر کسی مسیحی خانقاہ میں پہونچا اور وہاں کے راہب اعلٰی کو گفت و شنید کے لئے بلایا۔ یہ آفیسر نوجوان نوجوان تھا۔ فتح کا نشہ اُس پر طاری تھا

اسی لئے وہ ان راہبوں پر اپنا رعب ڈالنا چاہتا تھا۔ جونہی راہب اعلےٰ وہاں تشریف لائے اُس نوجوان آفیسر نے ایک صلیب کی طرف اشارہ کیا جو سامنے کی دیوار پر آویزاں تھی۔ اور پُر رعب آواز میں کہا۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ سب کچھ ڈھکوسلہ ہے؟ آپ راہب لوگ اس صلیب کا استعمال غربا پر اپنا اثر ڈالنے کے لئے اور رؤسا کی مدد کے لئے کرتے ہیں۔ پھر اُس نے رازدارانہ الفاظ میں کہا۔ دیکھئے اسوقت ہم دونوں یہاں تنہا ہیں۔ آپ بتایئے کہ کیا سچ مچ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ یسوع مسیح درحقیقت خدا ہے؟ درویش نے مسکرا کر جواب دیا! میرے نوجوان دوست! یہ میرا ایمان ہے اور میں اس کو من وعن مانتا اور یقین رکھتا ہوں اور اس میں شک کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔

ان الفاظ کو سُنکر وہ آفیسر بہت برانگیختہ ہوا اور کہا میں مذاق نہیں چاہتا۔ میں نہیں چاہتا کہ آپ میرا مذاق اڑائیں۔ آپ مجھے دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ اور ایکدم اپنا پستول نکال کر اُس راہب کی جانب اُٹھا دیا۔ اگر آپ اقرار نہیں کرتے کہ یہ سب کچھ ڈھکوسلہ ہے تو میں آپ کو یہیں ڈھیر کر دونگا۔

راہب نے سینہ سپر کر کے کہا کہ یہ آپکی مرضی ہے۔ مجھے موت سے کوئی ڈر نہیں لیکن میں حقیقت سے کبھی منکر نہیں ہو سکتا۔ راہب کے چہرے سے عزم و استقلال جھلک رہا تھا۔ یکایک آفیسر نے اپنا ریوالور زمین پر پٹک دیا۔ اُس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ اُسنے اس راہب کو گلے لگاتے ہوئے کہا! ہاں سچ ہے۔ بالکل سچ ہے۔ میرا بھی یہی ایمان ہے۔ مگر مجھے یقین نہ تھا کہ دنیا میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو اپنے ایمان کے لئے اپنی جان تک دینے کو تیار ہیں۔ میں بھی یسوع مسیح کی خاطر اپنی جان دے سکتا ہوں۔ اسکا نمونہ آپ نے مجھے پیش کیا ہے!

اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ ابھی شہادت کا زمانہ ختم نہیں ہوا بلکہ کئی لوگوں کا کہنا ہے کہ دنیا میں کبھی بھی اتنے لوگ شہید نہیں ہوئے جتنے کہ آج کل ہو رہے ہیں۔ آج کل انسان ہر قدیمی اصول کا انکار کرنا چاہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج کل پورانے زمانے سے زیادہ اس بات کی ضرورت ہے کہ سچائی کو اپنی زندگی کے نمونے سے ظاہر کی جائے۔ اس لئے کہ دلائل کی کچھ زیادہ قدر نہیں ہے۔ ہمیں سچائی کو اپنانا چاہیئے اور اپنے پڑوسی کو بھی یہی سکھانا چاہیئے یہ جھوٹ بولنا۔ فریب دہی کسی کو جانی یا مالی نقصان دینا ایک غلط اصول ہے۔ خدا قادرِ مطلق اور یسوع مسیح کا خیال ہمیشہ ہمارے دل میں ہونا چاہیئے کیونکہ ہم اُسکے وسیلے ہی جیتے ہیں اور اُس کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں کر سکتے۔ جو انسان خدا کا انکار کرتا ہے اُسکا کوئی اخلاقی یا دینی اصول نہیں ہے۔

پاکیزگی طاقت ہے

(از۔ سی۔ سلوانیو ایم۔ اے)

کون خدا کے پہاڑ پر چڑھ سکے گا اور کون اس کے متبرک مقام تک پہونچے گا؟۔ وہی جس کے ہاتھ صاف اور دل پاک ہے۔ زبور ($\frac{24}{4}$)

کیا تم نہیں جانتے ہو کہ تم خداوند کی ہیکل ہو؟ ۱کرنتھیوں ($\frac{3}{16}$)

اس لئے میں تم سے منت کرتا ہوں۔ خداوند کے رحم کے مطابق کہ تم اپنے پاک جسم کی قربانی خداوند کی نذر کرو۔ (سنت پال)

پاک اور بے داغ دل ہمیشہ نہیں ہارتا ہے۔ (شیکسپیر)

جنرل گرانٹ کے بارے میں ایک قصہ مشہور ہے کہ وہ کبھی اپنی زبان سے ناپاک الفاظ نہیں نکالتا تھا۔ وہ کبھی بُرے اخلاق والوں کو نوکر نہیں رکھتا تھا۔ [illegible] سے پرہیز تھا۔ ایک مرتبہ ایک دعوت میں وہ [illegible] کر کے اُٹھ گیا۔ اس لئے کہ اُس نے وہاں کچھ اخلاق [illegible] ہوئی باتیں سُنی تھیں۔ یہ بھی انسان کی بندگی ہے [illegible] دل و دماغ پاک رہے۔

ایزک نیوٹن کا ایک دوست تھا۔ اس دوست نے اُسے ایک بُرا قصہ سُنایا اُس کے بعد ایزک اُس سے کبھی نہ ملا۔

آدمی اپنے خیالات کے مطابق ہی بن جاتا ہے۔ اگر وہ خود سخی ہے تو دوسروں کو سخاوت سکھاتا ہے۔ اگر وہ ناپاک خیالات رکھتا ہے تو یقیناً اس کا اثر بھی دوسروں پر ایسا ہی پڑے گا اور اُس کی زندگی ایک مجسم شرارت تصور کی جائے گی۔

ہمارے نفسانی جذبات بغاوت سپاہ سیوڈ [illegible]

جن کو ہم دبا کر رکھنا پسند کریں گے۔ کبھی اپنی کمزور فطرت کو نہ اُبھرنے دو۔

اے نوجوانوں اپنا نامۂ اعمال صاف رکھو" یہ الفاظ جان۔ بی۔ گفت کے لبوں سے نکلے۔ جو ان الفاظ کو ادا کرنے کے بعد ہمیشہ کے لئے بند ہو گئے۔ جن کا دل صاف نہیں اُنکی زبان بھی صاف نہیں ہو سکتی۔

میں نوجوانوں کو اچھی صلاح دینے والا نہیں کہا جا سکتا ہوں۔ اگر میں انہیں یہ بتاؤں کہ پاکیزگی صرف علیحدگی میں ہی حاصل کی جاتی ہے۔ ہم اُس پاکیزگی کے خواہاں نہیں جو صرف تنہائی میں ہی ملتی ہے بلکہ اُس کو تو دنیا میں رہ کر ہم حاصل کرتے ہیں۔ ہم سوسن کے پھول کو دیکھیں جو اپنی خوبصورتی کو نکلنے کے بعد ظاہر کرتی ہے خواہ مٹی کتنی گندی ہی کیوں نہ ہو

وِنسن U.S.A. کا وائس پریذیڈنٹ تھا۔ وقت نزع سے پہلے ووٹ دینے لگا اور اپنے دوست کو جو نیک اور پاک تھا ووٹ دیا۔ جارج وائٹ فیلڈ ہمیشہ صاف ستھرے کپڑے استعمال کیا کرتا تھا۔ اُس کے دوست نے اسکا سبب دریافت کیا تو جواب دیا کہ خداوند کا بندہ نہ صرف دل سے ہی بلکہ لباس سے بھی پاک ہونا چاہیئے۔

بُرے خیالات کو دور رکھو۔ کیونکہ وہ ایسی تصاویر کھینچتے ہیں جنہیں مذہب بھی مٹانے سے قاصر رہتا ہے۔ بُری تصاویر کا دیکھنا اور گندہ مطالعہ کئی لوگوں کی زندگی کو برباد کرنے کا باعث بنا ہے۔

بُرے قصّوں کو نہ سُنو۔ تم اپنی زندگی سے یہ داغ صاف نہ کر سکو گے۔ ڈاکٹر بتلاتے ہیں کہ جسم کا ہر ذرہ سات سال میں بدل جاتا ہے۔ لیکن بُری تصویر جو دماغ میں نقش ہو جاتی ہے تاعمر نہیں مٹتی ہے۔

جو کچھ ڈنمارک کی ملکہ متلاڈا نے اپنے گرجے کے دروازہ پر لکھا:۔ "اے خدا مجھے معصوم رکھ اور دوسروں کو فضیلت بخش"۔ فارس میں ایک لار دریا ہے۔ نزدیک ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جس کا نام شیطان کی پہاڑی ہے۔ وہاں ایک قسم کا گیس نکلتا ہے جس کے سونگھنے سے موت واقع ہو جاتی ہے۔

مسافروں نے وہاں کئی مُردہ جانور دیکھے ہیں۔ عین اسی طرح سوسائٹی میں سماجی بُرائیاں ہیں جن سے موت واقع ہو سکتی اور وہ دوسروں کو گھیر لیتی ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ جسمانی بُرائیاں اکثر جسمانی سزاؤں کی مستحق ہوتی ہیں۔ کئی دفعہ ہم دل کی پاکیزگی کو جسمانی خواہشات کا شکار بنا دیتے ہیں۔ انسان اپنی پاکیزگی کو کھو کر خود کو بھی کھو دیتا ہے۔ اپیکورس لکھتا ہے کہ جو انسان نیک نہیں ہیں خوشحال بھی نہیں ہو سکتے۔ اس دُنیا میں ضمیر کی پاکیزگی سے بڑھکر کچھ نہیں ہو سکتی۔ اُن کو بے عیب رکھنے کے لئے ہمیں نہ صرف بُرے کاموں سے پرہیز کرنا چاہیئے بلکہ بُرے خیالات سے بھی۔ معصومیت ایک بار کھونے کے بعد دوبارہ نہیں حاصل کی جا سکتی لیکن پاکیزگی جو اس سے بہتر ہے کوشش اور ارادہ سے حاصل کی جاتی ہے۔

بُرے اور گندے خیالات زندگی کو تلخ بناتے ہیں۔ ہمیں اُن پر قابو پانا چاہیئے تاکہ ہم اپنی بیش قیمت زندگی کو بربادی کے حوالے نہ کریں۔

شہنشاہ آرتھر کے پاس ایک پاک متبرک تھا جو صرف اُس فاتحہ کو دیا جا سکتا تھا جو پاک اور نیک ہوتا تھا جوانوں کے لئے پاکیزہ رہنا ایک بڑا حکم ہے۔ کبھی ایسے لوگوں کی باتیں نہ سنو جو بُرائی کو ضروری بتلاتے ہیں۔ پاکیزگی طاقت و قوت ہے بچوں کو پاکیزگی سکھانا چاہیئے۔ اس میں شک نہیں کہ بہتوں کے خیالات میں گندگی گھس جاتی ہے۔ لیکن والدین اور اساتذہ کا اُن پر عیاں کرنا فرض ہے۔ اُن کو بڑی ہمدردی کیساتھ پاکیزگی کی ہدایت کرنا چاہیئے۔

پاک رہنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ بچے کچھ نہ کچھ کام میں لگے رہیں۔ بلند خیالی کی کوشش رکھیں۔

ہم زندگی کی پاکیزگی کو جلدی درگذر کر دیتے ہیں۔ یہ انسان کی خود محسوس کراتی ہے۔ اُس کو یہ احساس ہوتا ہے کہ زندگی خدا تعالیٰ کی نعمت ہے۔ اور اُس میں موجودہ اور آئندہ اُمید کا ہونا ضروری ہے۔ جب انسان اُس کو سمجھتا ہے تو وہ جسمانی بُرائیاں دور رکھتا ہے۔ تاکہ اُس کی زندگی پاکیزگی سے خوشگوار رہے!

مرکزِ پرستش اور رُوحانی خوراک

(از۔ منظور لیوک۔ ادیب ماہر)

تمام مذاہب میں بھینٹ چڑھانا نہ صرف پرستش کا ہی ایک بنیادی طریقہ ہے بلکہ اس میں شرکت کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ بھینٹ کی ہوئی چیزوں کے حصّہ کو قبول کریں جس طرح ہندو دہرم میں پھول۔ ناریل وغیرہ دیوتاؤں کی بھینٹ کئے جاتے ہیں۔ اور ان ہی چیزوں کو بطور پرشاد لوگوں کو بانٹ دی جاتی ہیں تاکہ وہ انھیں گھر لے جائیں اور اپنے رشتہ داروں، دوستوں میں تقسیم کر دیں۔ بھینٹ کا تقسیم کرنا بھی قربانی کا ایک اہم جزُ ہے۔ قربانی یا بھینٹ کا چڑھانا نہ صرف یہ ظاہر کرتا ہے کہ ہم اپنے مال کا حصّہ خداوند کے حضور پیش کرتے ہیں بلکہ اس سے ہماری خدا کے ساتھ میل کی خواہش بھی ظاہر ہوتی ہے۔

وہ بھینٹ جو ہم خدا کے سامنے پیش کرتے ہیں خدا اُسے قبول کرتا ہے اور اس قبولیت سے ایک متبرک شئے بن جاتی ہے۔ اور اس طرح جب ہم اس پاک شئے کو استعمال میں لاتے ہیں تو ہم خدا سے ایک سلسلہ قائم کر لیتے ہیں۔

قدیم زمانے میں جب لوگ کسی جانور کو ذبح کرتے تو اُس کو عام طور سے پہلے دیوتاؤں کی بھینٹ کر دیتے اور بعد میں اُسکو استعمال میں لاتے۔ یہی ایک وجہ تھی کہ مقدس پولوس نے مسیحیوں کو سمجھایا تھا کہ جو قربانی غیر قومیں کرتی ہیں وہ شیاطین کے لئے قربانی کرتی ہیں نہ کہ خدا کے لئے۔ اور میں نہیں چاہتا کہ تم شیاطین کے شریک ہو۔ تم خداوند کے پیالے اور شیاطین کے پیالے دونوں میں سے نہیں پی سکتے۔" اکرنتھیوں (۱۰/۲۰-۲۱)

موسیٰ کی شریعت کے مطابق قربانی کے بعد قربانی کی ضیافت بھی ہوا کرتی تھیں: نذرانے کے لئے ایک بچھڑا اور ایک برہ ہیکل میں لایا جاتا تھا، کاہن اس کو ذبح کرتا اور اتار پر چڑھا دیتا۔ اسکا ایک حصّہ خدا کا حصّہ سمجھا جاتا تھا جس کو آگ کی نذر کر دیا جاتا۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خداوند نے مکمّل قربانی کو قبول کر کے ایک حصّہ لے لیا۔ اور اس قبولیت نے تمام قربانی کو پاک کر دیا۔

اب یہ پاک کردہ قربانی کا حصّہ پرستش کرنے والوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ گویا وہ سب خدا کی میز پر سے کھاتے اور خدا تمام اُن لوگوں سے اسطرح پیش آتا جیسے کہ ایک اعلےٰ میزبان اپنے مہمانوں سے پیش آتا ہے۔ اس طرح خدا اور اُسکے پیرو کاروں میں رشتہ قائم ہو جاتا۔ قربانی قائم کرنے کا سب سے بڑا مقصد یہ تھا کہ انسان خدا کے ساتھ میل قائم کرے اور اُس میل کو متواتر بڑھائے۔

قربانی کے بعد کی دعوت قربانی کی تکمیل بھی ہے اور رفاقت و میل کا نشان بھی۔ جب خداوند یسوع مسیح نے لوگوں پر اپنی قربانی کو ظاہر کیا تو اُس نے صاف کہا کہ اُس کا بدن اور خون ہمارے لئے قربانی کے طور پر چڑھایا جائے گا۔ کفرنحوم میں یسوع نے یہودیوں سے کہا" میں ہوں وہ زندگی کی روٹی۔ ۔ ۔ کیونکہ میرا گوشت فی الحقیقت کھانے کی چیز ہے اور میرا خون فی الحقیقت پینے کی چیز ہے۔ وہ جو میرا گوشت کھاتا اور میرا خون پیتا ہے وہ مجھ میں قائم رہتا ہے اور اس میں"۔ یوحنا (۶/۴۸-۵۷) یہ خون و گوشت ہمیں زندگی بخشنے والی روٹی ہے۔ "میرا گوشت جو دنیا کی زندگی کے لئے دیا جاتا ہے"۔ درحقیقت یسوع مسیح ہماری نجات کی قربانی ہے۔ آخری فسح میں یسوع نے روٹی لی۔ اور برکت دیکر توڑی اور شاگردوں کو دیکر کہا تو کھاؤ یہ میرا بدن ہے۔ پھر پیالہ لیکر شکر کیا اور اُن کو دیکر کہا تم سب اس میں سے پیو۔ کیونکہ یہ میرا وہ عہد کا خون ہے جو بہتروں کے لئے گناہوں کی معافی کے واسطے استعمال کیا جاتا ہے"۔ متی (۲۶/۲۶-۲۸)

ناظرین کو ہم یاد دلانا چاہتے ہیں کہ جب ہم پاک شراکت لیتے ہیں تو اُس قربانی کا حصّہ لیتے ہیں جس میں یسوع مسیح کو قربانی کے طور پر چڑھایا گیا۔ اُسکا خون ہمارے گناہوں کے واسطے بنایا گیا ہے۔ اس لئے وہ قربانی کی خوراک ہے۔ بغیر پاک شراکت قربانی کی شرکت پوری نہیں ہوتی۔ پاک شراکت ہمارا خدا کے ساتھ میل کا ذریعہ ہے۔ یسوع مسیح کی خاص ہدایت ہے کہ ہم اس خاص دعوت میں سے کھائیں۔ "یہ لو اور کھاؤ"۔ "اس میں سے سب پیو"۔ پاک شراکت ایک ضمانت ہے کہ ہم اُس ثواب میں شرکت کر رہے ہیں جس کی قربانی خود یسوع مسیح ہے۔ یہ ہمارے پھر جی اُٹھنے کی ضمانت ہے۔ "جو میرا گوشت کھاتا

اور میرا خون پیتا ہے۔ ہمیشہ کی زندگی اُس کی ہے اور میں آخری دن پھر زندہ کروں گا۔ یوحنا (۵۴/۶)۔ ہمیں یہ غلطی کبھی نہیں کرنا چاہیئے کہ پاک شراکت کو قربانی سے علیحدہ سمجھیں۔ قدیمی کلیسیا میں ایسا نہیں تھا۔ اُس زمانے میں ایسا ہوا کرتا تھا کہ مسیحی لوگ اکٹھے ہوتے تاکہ وہ "عشاء الرب" خدا کے دسترخوان میں شرکت کریں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جتنی دفعہ پاک قربانی چڑھائی جاتی تھی حاضرین پاک شراکت میں بھی شریک ہوتے تھے۔ ماس بغیر پاک شراکت کے ایک ایسی انگوٹھی ہے جس کا ہیرا کھو گیا ہو۔

حقیقی مذہب

از۔ فرانسس چارلس!

ایک مشہور شخص ڈاکٹر ذکریاس جس نے بہت عرصہ تک ایک سچے اور پختہ مذہب کی تلاش میں اپنی زندگی کا کافی حصہ صرف کیا۔ وہ سب سے پہلے کوٹیام کی ایک مشہور سیمنری میں پہنچے ڈاکٹر ذکریاس ایک مشہور پروٹسٹنٹ جرمنی کا رہنے والا تھا جو عرصہ دراز سے ایک حقیقی مذہب کی تلاش میں تھا۔ اُس سے کچھ عرصہ تک جیکو بائیٹ کے پرانے رسومات کی اسٹیڈی کی وہ سمجھتا تھا کہ یہی وہ کلیسیا ہے جس کو حقیقت میں خداوند یسوع مسیح نے بنایا ہے۔ اور اس نئے فرقہ کا شور بہت جلد زمانہ میں پھیل گیا اور ملابار اس کا اصلی مقام بنایا گیا۔ ڈاکٹر ذکریاس نے کئی مقام کا دورہ کیا اور خاص کر وہ بیٹھنے میں رہا اور اس مذہب کی اشاعت زور شور سے کرنے لگا اور اُس میں وہ ایک پادری بھی بن گیا تھا اور کچھ سال کام کرنے کے بعد وہ سوپیریر کے عہدہ پر سرافراز کر دیئے گئے۔ ڈاکٹر ذکریاس کی خواہش تھی کہ وہ بشپ صاحب سے کوٹیام میں ملاقات کرے اور اس سلسلہ میں وہ کوٹیام میں تشریف لائے۔ چونکہ وہ ایک بیٹھنے آشرم کا ممبر تھا۔ اس لئے اُسکے پاس ایک سفید لبا چوغہ اور ایک لکڑی کا صلیب اُس کے گلے میں تھا۔ اُس کا سر بھی ہلتا تھا۔ اُس نے وہیں بشپ کی کوٹھی کے اوپری حصہ پر بود باش اختیار کی۔

وہ بہت عرصہ تک اُس کے باغات میں کام بھی کرتے رہے اور انہوں نے کافی دولت اکٹھی کی اور اس کے بعد میں اُن کا ارادہ ایک حقیقی مذہب کی تلاش کرنا تھا۔ وہ اپنی لیاقت اور قابلیت کی بنا پر تمام جرمنی، فرانس، یونان اور روم میں مشہور ہو گیا اور اُس نے ان زبانوں میں کافی ترجمہ بھی کئے جس نے اُنکے اقبال کو اور بھی بلند کر دیا۔ اور آج بھی کثیر تعداد میں اُسکی کتابیں چھپا ہیں۔ وہ اپنی دعا وغیرہ روز لاطینی زبان میں کرتے تھے۔ اپنے دور قیام میں وہ انگلش بائبل بھی پڑھاتے رہے اور بہت سے لوگوں نے اُس سے سبق حاصل کیا۔ چونکہ وہ جیکو بائیسٹ سے گہرا تعلق رکھتے تھے وہ اکثر اتوار کو سی۔ ایم۔ ایس گرجہ میں جایا کرتے تھے کچھ عرصہ پروتی سیمنری کوٹیام میں ٹھہرنے کے بعد وہ پونا چلے گئے اور وہاں کلوی پادری صاحبان کے ساتھ رہے جو کہ اینگلکن چرچ سے تعلق رکھتے تھے۔ مگر یہ دائرہ بھی اُنھیں تنگ معلوم ہوا اور اُن کو خوشی نہ ہوئی۔ اُسوقت انھوں نے سومہ تھیلیجیہ سنت تھومس اکوئیناس کی تحریر کا مطالعہ کرنا شروع کیا۔ اُسکے مطالعہ کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہونچے کہ درحقیقت میں جس کی کھوج میں تھا وہ مجھے مل گیا۔ اُس کتاب کے مطالعہ کے بعد اُنھیں محسوس ہوا کہ وہ خداوند یسوع مسیح نے جو کلیسیا کی بنیاد ڈالی وہ رومن کاتھولک کلیسیا ہے ۔۔۔ اس کے بعد اُنھوں نے کاتھولک کلیسیا کے حقیقی ہونے کے انہوں نے ثبوت بھی دیئے۔ جیسا کہ اُن کی کتاب دو وینوس الموینیموسیہ میں درج ہے۔ جو انہوں نے ایک تاریخ کی شکل میں پیش کی ہے۔ اُس میں اہم مسائل پر غور کیا ہے۔ مشرق کی روشنی جو کہ کلکتہ کا ایک مشہور ماہواری رسالہ ہے اُس کے چند سال بعد وہ رسالہ (ہفتہ) کے ایک ایڈیٹر بھی مقرر کئے گئے اور اُسکے بعد وہ اپنے ملک جرمنی واپس چلے گئے اور پھر اُن کے بارے میں کچھ معلوم نہیں۔ مگر انہوں نے اپنی زندگی میں ایک حقیقی مذہب کی تلاش میں کامیابی حاصل کی۔

کہانت اور کنوارپن
(از اے۔ لارنس سہارنپور)
کاتھولک پریسٹ کیوں شادی نہیں کرتے؟

یہ سوال اکثر غیر کاتھولک لوگ کیا کرتے ہیں۔ اسکا جواب
یہ ہے کہ پروٹسٹنٹ لوگوں کے کنوارپن کے متعلق خداوند یسوع
مسیح نے تو کوئی حکم نہیں دیا اور نہ ہی ایمان کے اصولوں میں
یہ گنا جاتا ہے۔ یہ صرف کلیسیا کے قواعد و قوانین میں درج
ہے تاکہ کاہنوں کے اعلےٰ درجہ کی عزت اور اُن کے فرائض
کی حفاظت کی جا سکے۔

ہمارے خداوند یسوع مسیح کنوارپن کی بہت سراہنا
کرتے ہیں لیکن اس حالت کو بہت کم لوگ قبول کریں گے
حالانکہ شادی شدہ زندگی میں کافی تکلیفات ہو سکتی
ہیں۔" شاگردوں نے اُس سے کہا کہ اگر مرد کا بیوی کے
ساتھ ایسا ہی حال ہے تو بیاہ کرنا ہی اچھا نہیں اُس نے
اُن سے کہا کہ یہ بات سب کی سمجھ میں نہیں آتی۔ مگر اُنکی جنکو
دیا گیا ہے۔" (متی ۱۹/۱۰-۱۱)

ایک دُنیاوی مقصد کے لئے کنوارپن کی حالت
میں رہنا بہت مشکل ہے مگر خداوند یسوع مسیح اُن لوگوں
کے واسطے ذکر کرتا ہے جن کی مرضی اتنی مضبوط ہے۔ کہ وہ
آسمان کی بادشاہت کے لئے یہ قربانی دینے کو تیار ہونگے
اس نے اُن سے کہا کہ یہ بات سب کی سمجھ میں نہیں آتی مگر
ان کی جن کو دیا گیا ہے۔ بعض تو خوجے ہیں جو ماں کے پیٹ سے
ہی ایسے پیدا ہوئے۔ اور بعض خوجے ہیں جنہیں آدمیوں نے
خوجہ بنایا اور بعض خوجے ہیں جنہوں نے آسمان کی بادشاہی
کے لئے اپنے آپکو خوجہ بنایا جو سمجھ سکے سمجھ لے" (متی ۱۹/۱۱-۱۲)
اس موقع پر یسوع مسیح طلاق کے بارے میں تعلیم دے رہے
تھے۔ اگرچہ طلاق کو بہت سختی سے منع کرتا ہے اور اُس کو
ایک الٰہی حکم کی صورت میں پیش کرتا ہے۔ تو بھی کنوارپن کی حالت
کے لئے صرف صلاح دیتا ہے۔

مقدس پولوس بھی کنوارپن کی زندگی کے بارے میں تعریف
کرتا ہے۔ لوگوں کو اُس کی صلاح دیتا ہے اور خود بھی ایک نمونہ بن
جاتا ہے۔" اور میں تو یہ چاہتا ہوں کہ جیسا میں ہوں ویسے
ہی سب آدمی ہوں۔ لیکن ہر ایک نے اپنی خاص نعمت خدا کی طرف
سے پائی ہے کسی نے کوئی کسی نے کوئی پس میں بے بیاہوں اور
بیواؤں سے یہ کہتا ہوں کہ ان کے لئے اچھا ہے کہ جیسا میں ہوں۔ وہ
ویسے ہی رہیں۔" (اقرنتھیوں ۷/۸) یہ رسول خود فرماتے
ہیں کہ خداوند کی طرف سے کوئی قانون نہیں ہے جس سے ایک
انسان کو شادی کرنا لازمی ہو اور نہ ہی کنوارپن کی زندگی
کے لئے کوئی حکم ہے۔" کنواریوں کے حق میں خداوند کا کوئی حکم
میرے پاس نہیں لیکن دیندار ہونے کے لئے جیسا مجھ پر
خداوند کی طرف سے رحم ہوا۔ ویسا ہی میں صلاح دیتا ہوں غرض
جو اپنی کنواری لڑکی کو بیاہ دیتا ہے وہ اچھا کرتا ہے۔ اور جو بیاہ
نہیں دیتا وہ بہتر کرتا ہے۔ (اقرنتھیوں ۷/۲۵ و ۳۸ آیات)
خادم دینیوں کے واسطے کنوارا رہنے سے بہت فائدہ ہوتا
ہے جن کا بیان مقدس پولوس حسب ذیل الفاظ میں کرتا ہے
اور میں یہ چاہتا ہوں کہ تم بے فکر رہو۔ بے بیاہا ہوا خداوند
کے لئے فکر مند رہتا ہے کہ کس طرح خداوند کو خوش کرے۔ مگر
بیاہا ہوا دُنیا کے لئے فکر مند رہتا ہے کہ کس طرح اپنی بیوی کو
خوش کرے اور وہ دو طرفہ ہے اسی طرح بے بیاہی اور کنواری
ان باتوں کی فکر میں رہتی ہے جو خداوند کی ہیں یعنی کہ وہ بدن
اور روح دونوں کی نسبت پاک ہو۔ مگر بیاہی ہوئی اُن باتوں
کی فکر میں رہتی ہے۔ جو دنیا کی ہیں یعنی کس طرح اپنے شوہر کو
خوش کرے۔ (اقرنتھیوں ۷/۳۲ تا ۳۴) مقدس یوحنا رسول
بھی مکاشفہ میں اُن لوگوں کے بارے میں جنہوں نے اپنے
کنوارپن کو محفوظ رکھا اسطرح کہتا ہے کہ وہ خدا کے لئے
داغ برّے کے ساتھ ہمیشہ آئیں گے۔" یہ وہ ہیں جو عورتوں
کے ساتھ آلودہ نہ ہوئے کیونکہ کنوارے ہیں یہ برّے کے
ساتھ ہمیشہ آئیں گے۔" یہ وہ ہیں جو عورتوں کے ساتھ آلودہ
نہ ہوئے کیونکہ کنوارے ہیں۔ یہ برّے کے پیچھے پیچھے چلتے
ہیں جہاں کہیں وہ جاتا ہے یہ خدا اور برّے کے لئے پہلے
پھل ہو کر آدمیوں میں سے خرید لئے گئے ہیں (مکاشفہ ۱۴/۴ تا ۵)
کلیسیا کے ابتدائی زمانے سے کنوارپن کو وہ لوگ عام طور
سے قبول کرتے تھے۔ جو اپنے آپکو خدا کی خدمت کے لئے
مخصوص کرتے تھے۔ انطاکیہ کے سنت اگنیشیس اور سنت
جسٹن ذکر کرتے ہیں کہ کسطرح مسیحی لوگ "ایک کنوارپن کی زندگی

کو گذارتے تھے۔ صرف اس مقصد کے لئے کہ وہ خدا سے زیادہ مل سکیں"، تو بھی کلیسیا میں کنواریں کا قانون سنہ ۳۰۶ء میں البیرا شہر میں جو اسپین کا ایک شہر ہے، جاری کیا گیا۔ پوپ لیوا عظم کے زمانے میں (۴۳۱ - ۴۴۰ء) خادم الدینیوں کے کنوارپن کا قانون تمام مغربی کلیسیا میں رائج تھا۔

کسی نوجوان کو کاہن بننے کے لئے مجبور نہیں کیا جاتا ہے اور جو جوان اس اعلیٰ درجہ کیلئے بلایا جاتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ اسکو لازمی کنوارپن کی زندگی گذارنا پڑے گی۔ وہ خوشی سے اس شرط کو قبول کرتا ہے بلکہ یہ وعدہ کرنا اس کے لئے ایک بہت بڑی خوشی کا سبب ہے وہ جانتا ہے کہ خدا اسکے عیوض اسے برکت دیگا۔ وہ جانتا ہے کہ ایک خاندان کو رکھتے ہوئے اپنے کام کی انجام دہی پورے طور سے کر سکتا ہے وہ یہ بھی جانتا ہے کہ خدا اُسے پاک رہنے کیلئے ایک خاص فضل دیگا۔ اور اس کے سامنے سب انسان ایک سے ہیں کیونکہ اس آزادی کی وجہ سے اُس کے سامنے جتنے ایماندار آئیں گے۔ سب روحانی بیٹے اور بیٹیوں کی طرح ہوں گے۔ اور وہ اُنکا روحانی باپ ہے

اقوالِ زرین

از جعفر میرٹھی

(۱) بہت سی اخلاقی خوبیاں جھونپڑوں میں پائی جاتی ہیں مگر محلات میں نہیں۔

(۲)۔ آدمی کی گفتگو اس کے عقل و ادراک کی فہرست ہوتی ہے

(۳) ہمیں ان آدمیوں کی طرح زندگی بسر کرنی چاہیئے جو کبھی نہیں مرتے۔

(۴)۔ دانا وہ نہیں جو ایک روپیہ کما سکے۔ بلکہ دانا وہ ہے جو ایک پیسہ پس انداز کر سکے۔

(۵)۔ جب تک اپنی ذات کا مکمل مطالعہ نہ کرو تمہاری تعلیم نامکمل ہے۔

(۶)۔ امن چاہتے ہو تو اپنے کان اور آنکھ استعمال کرو۔ لیکن زبان بند رکھو۔

(۷) نصیحت اچھی خیر خواہی ہے جسے ہم نہیں سنتے۔ لیکن خوشامد بدترین دھوکا ہے۔ جس پر پوری توجہ دیتے ہیں۔

(۸) ایمان کا دشمن جھوٹ۔ عزت کا دشمن سوال عقل کا دشمن غصہ اور دولت کی بد دیانتی ہے۔

(۹) اخلاق۔ سچائی اور ایمان داری ان تینوں چیزوں کو اپنا اصول بنالو۔ تو زندگی کا ہر لمحہ خوش گوار اور شگفتہ رہے گا۔

(۱۰) انسان کو ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ کسی پر جلنا اور حسد گناہ ہے۔

(۱۱) کام کی بات کسی سے معلوم ہو۔ چاہے وہ جاہل ہی کیوں نہ ہو۔ اختیار کر لینا چاہیئے۔

(۱۲) ہر وقت یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ کسی کے ساتھ بُرائی کرنے کا انجام ذلت اور پشیمانی ہوتا ہے

(۱۳)۔ اپنے بچوں کو زر نہ دو بلکہ نیکی کی ہدایت کرو کہ اُنہیں صرف نیکی ہی سے مسرت مل سکتی ہے۔

(۱۴)۔ نیکی یہ نہیں کہ آپ بدی سے اجتناب کریں بلکہ یہ ہے کہ آپ میں بدی کی خواہش باقی نہ رہے۔

(۱۵)۔ میں نے مسرت کا راز پا ہی لیا۔ یہ تجربہ خواہشات میں ملتی ہے نہ کہ تسکین خواہشات میں۔

(۱۶)۔ اُس خوشی سے بھاگو جو کل غم بن کر کاٹنے لگے۔

(۱۷)۔ ہم اُن خوشیوں سے اکتا جاتے ہیں۔ جو اپنے لئے حاصل کرتے ہیں لیکن اس سے کبھی نہیں۔ جو دوسروں کو دیتے ہیں۔

(۱۸) نفاق وہ خراج ہے جو بدی نیکی کی خدمات میں پیش کرتی ہے۔

(۱۹)۔ جو شخص کسی سے بے انصافی کرتا ہے وہ اپنے شکار سے زیادہ دکھ اُٹھاتا ہے۔

(۲۰) ہر وہ چوٹ جو ہم جوشِ انتقام میں لگاتے ہیں۔ بالآخر ہمیں کو لگتی ہے۔

مشن سنڈے

(۲۴ اکتوبر ۱۹۶۵ء)

مشن سنڈے ہمیں ایک بار اور اپنا فرض یاد دلاتا ہے کہ ہمیں کلیسیائی کام کی اشاعت میں امداد دینا چاہیئے۔ تاکہ ہر ایک قوم کو خداوند یسوع مسیح کی تعلیم ملے اگر ہم دُنیا کے نقشہ پر نظر ڈالیں۔ تو معلوم کریں گے کہ مشنری عملی میدان کئی براعظموں میں پھیلا ہوا ہے۔ خاص طور پر افریقہ ایشیا اور مشرق وسطیٰ۔ ان تینوں مقامات میں اب تک قریب قریب زیادہ لوگ غیر مسیح اور کاتھولک بہت تھوڑے ہیں۔ ایشیا کی آبادی تمام دُنیا کی آبادی کے مقابلہ میں ۵۳ فیصدی ہے۔ اس میں تقریباً کاتھولک ۲، ۳ فیصدی ہیں۔ افریقہ جس میں تمام دُنیا کی ۸ فیصدی آبادی ہے اسمیں صرف ۸، ۵ فی صدی کاتھولک ہیں۔ مشرق وسطیٰ جہاں تمام دُنیا کی پانچ فیصدی آبادی ہے۔ یہاں ۲۰ فیصدی کاتھولک ہیں۔

مختلف مقامات:۔ جہاں کلیسیا کے اوپر مظالم ہو رہے ہیں جیسے چین اور دیگر کمیونسٹ ممالک جنہیں کلیسیا کو برباد کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے۔ اور کاتھولک لوگوں کو منتشر کیا جاتا ہے۔ کہیں کہیں کلیسیا کے اوپر غلط الزامات اور جھوٹ بہتان تراشی ہوتی ہے۔ نیز اسکے الٰہی پیغام اور کام کی واہیات تشریح کرکے اس پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ اور اُس کے کاموں میں رکاوٹ پیدا کی جاتی ہے۔

دُنیا بھر کے کاتھولک لوگوں کو اس کا احساس ہونا چاہیئے اور انھیں اپنے اس فریضہ کو مل جل کر ہم امداد پہنچانا ہے تاکہ قوموں میں خداوند یسوع مسیح کی فتح ہو۔ ہم اپنی دُعاؤں سے انجیل کے پھیلانے والوں کو مدد دیتے ہیں۔

سچ ہے کہ کام کرنے والے تھوڑے ہیں کاش کہ کاتھولک لوگ جو نجات سے مستفیض ہو چکے ہیں۔ اس بات پر غور دھیان دیں کہ خداوند یسوع مسیح کے لئے کام کرنے والے ضرور بھیجنا چاہیئے۔ کاتھولک یوروپ سے چودہ ہزار ایکسو اکیاون پریسٹ مشن کے کام سے جا رہے ہیں۔ امریکہ نے بھی ایک ہزار آٹھ سو چوبیس بھیجے ہیں۔

جب ہم یورپین اور امریکین کاتھولک لوگوں کی کوشش قبول کرتے ہیں۔ تو ہمیں اسکا بھی لازمی خیال کرنا پڑیگا کہ اُن کے کام اُسی وقت پھلدار ہوں گے۔ جب ہم انھیں تعاون اور امداد دیتے ہیں۔ ان کاہنوں یا پریسٹوں کی کامیابی اسی وقت ممکن ہو گی جب ہماری کوششیں بھی اُن کے ہاتھ بٹانے میں سہارا دے سکیں اور کاہن لوگوں کی تعداد نہ بڑھ جائے جسطرح پریسٹ لوگ اپنے ممالک چھوڑتے اور آگے بڑھتے ہیں اسی طرح ہر ایک ایماندار کو اپنے لئے سوچنا چاہیئے۔ کہ وہ بھی ایسے ہی عمدہ اور پاکیزہ کاموں میں حصہ لیں اور اپنے بچوں میں بھی ایسا ہی جوش پیدا کریں جس سے اُن کے مشنری بننے میں سہولت ہو۔ اور اسطرح نہ صرف ہندوستان بلکہ دیگر ممالک میں خداوند یسوع مسیح کا پیغام پہنچائیں۔

مشن سنڈے منانے کے لئے دُعا کی ضرورت ہے تاکہ اس کے ذریعہ خداوند کا پیغام دلوں میں اثر کرے اور لوگوں کی تبدیلی ہو اسی طرح ہمیں اپنا چندہ کشادہ دلی سے دینا چاہیئے تاکہ اس کے ذریعہ کام کرنے والوں، یتیم خانوں، شفاخانوں اور دیگر اداروں کو امداد پہونچے۔ ہم لوگ بڑی دریادلی اور بیرحمی سے دنیاوی دولت خرچ کرکے اپنے لئے ایک روحانی خزانہ کی بنیاد ڈالیں۔

اگر ہم ایک گلاس پانی جو ایک پیاسے کو پلاتے ہیں اُسکا اجر ضرور ملے گا۔ تو کتنا ہم زیادہ ثواب نہ کمائیں گے اگر ایک روحانی پیاس بجھا سکیں۔

اپنے بچوں کو۔ "ہولی چائلڈ ہوڈ" کی سوسائٹی میں شریک کریں اور خود "پروپگیشن آف فیتھ" میں اپنا نام دیں اس طرح سے چھوٹے اور بڑے اپنے گھریلو کاموں کو انجام دیتے ہوئے بھی مشنری کاموں میں شرکت کر سکتے ہیں۔

کیا آپ شرکت کریں گے؟

شرکت کیجئے اشاعتِ دین میں جس کا چندہ حسب ذیل ہے:۔

عمومی ممبر سے .... ڈیڑھ روپیہ سالانہ
خصوصی ممبر سے .... پندرہ ؍؍ ؍؍
زندگی بھر کے ممبر سے .... ایک سو پچیس روپیہ صرف ایکبار

پھر روزانہ سے ہمارے پاپ کی دعا .... اے مریم مقدس ایک ایک بار اور اے مقدس فرانسس زیویر ہمارے واسطے دعا کر، اے بچے یسوع کی مقدسہ طریقہ ہمارے واسطے دعا کر ایک ایک بار پڑھا کریں۔

تب آپ چھ لاکھ پندرہ ہزار کاتھولک کاہنوں کے کام دعا اور تبدیلیوں میں شریک ہوں گے۔ اُن کے نو مر بدوں اور مومنین کی دعاؤں میں بھی اسکے علاوہ اٹھارہ ہزار بشپ اور خادم الدین سال میں ایک خاص اشاعت دین کی سوسائٹی اور اس کے ممبران کے لئے گذارا بنتے ہیں۔ ممبران کے لئے انڈلجینسا بھی عنایت کی گئی ہیں۔

لیکن چھوٹے سے چھوٹا چندہ دیکھ مطمئن نہ ہو جائیے اگر آپ* دین کے کام میں لایا جائے۔ اسی طرح پندرہ روپیہ بھی ہمارے ہندوستانی کاتھولک کے لئے بھاری بوجھ نہیں ہیں اس لئے کہ آج کل اُن کی کوئی زیادہ قیمت نہیں ہے۔

ہم کیا کرتے ہیں؟

اشاعت دین کی سوسائٹی" دنیا کے ہر حصہ میں چھ کروڑ پچاس لاکھ ضعیفوں، بیماروں اور کوڑھیوں کی امداد کرتی ہے۔ بلالحاظ ذات۔ رنگ و ایمان کے۔

سوسائٹی نے اٹھارہ ہزار خیراتی کام جاری کر رکھے ہیں یعنی تین ہزار چار سو دواخانے۔ ایک ہزار آٹھ سو یتیم خانے۔ ایک ہزار دو سو آٹھ ضعیف خانے، دو سو آئیس کوڑھی خانے۔ اکیاون ہزار ایکسو اسکول وغیرہ۔ ہماری مدد کو ترستا ہے۔ وہ لوگ جو آپ کی طرح غریب ہیں یسوع مسیح غریبوں میں دکھائی دیتا ہے اسلئے کہ وہ اپنے گناہوں کا کفارہ دینا چاہتے ہیں اور اسلئے بھی کہ انھوں نے عطا کی ہوئی بخششوں کو پایا یا نہیں ہمیں آپ کی قربانیوں کی ضرورت ہے قربانی کا

* [illegible] اشاعت [illegible]

مطلب یہ ہے کہ آپ خدا کے سامنے کوئی ایسی چیز چڑھائیں جو آپ کے کام آسکیں یا کسی ایسی چیز کی قربانی کریں جو آپ استعمال کرتے ہوں جیسے ایک پیکٹ سگریٹ ایک بوتل لیمن۔ کچھ مٹھائی۔ پھل، ایک دو سینما کے ٹکٹ وغیرہ تاکہ وہ بچا ہوا پیسہ اشاعتِ دین کی سوسائٹی کو دیا جائے یہ آپکا بچا ہوا پیسہ مذکورہ بالا امور پر خرچ کیا جائے گا۔ اور آپ حالانکہ بلا واسطہ اشاعتِ دین کا کام نہ کریں تو بھی اس حالت میں ایک مشنری کہلانے کے مستحق ہیں اس دینی جوش کو اپنے اندر ترقی دیجئے۔ اور اپنے عزیزوں رشتہ داروں اور دوستوں میں بھی بڑھائیے۔ کیونکہ اگر آپ سچ مچ خداوند یسوع مسیح کو پیار کریں تو آپکی محبت پوشیدہ نہ رہے گی۔ ان کاموں کے ذریعہ آپ ایک حقیقی اور سچی محبت اپنے خداوند اور پڑوسی کو دکھا سکتے ہیں۔

ایک مقدس کا کہنا ہے کہ خدا کے ساتھ روح کے بچانے میں شریک ہونا الٰہی کاموں میں سے ایک سب سے پاکیزہ کام ہے"

(نوٹ) ۱۔ اپنے چرچ میں اشاعت ایمان کے لئے اپنا نام درج کرائیے۔

(۲) اپنے چرچ میں ہولی چائلڈ ہڈ" کے لئے اپنے بچوں کا نام دیجئے۔

(۳) مشن سنڈے کے لئے ابھی سے ایک ایک پیسہ کر کے اپنا چندہ بچائیے۔

(۴) جو ٹکٹ اور جھنڈیاں بیچی جائیں انھیں آپ ضرور حاصل کریں۔

یاد رکھیں کہ مشن سنڈے ۲۴ ؍ اکتوبر کو ہے!

روزری کا مہینہ!

ماہ اکتوبر روزری کا مہینہ آرہا ہے اپنی روزریاں بکسوں سے نکال لیں۔ اور روزانہ پڑھا کریں

(مدیر)

بیوی کیلئے ہدایات

(۱) اپنے خاوند کو ہر مخلوقات سے زیادہ پیار کرو۔ اُسکے بعد پڑوسی سے محبت رکھو۔ گھر خاوند کا ہے پڑوسی کا نہیں ہے۔

(۲)۔ اپنے خاوند کو ایک قیمتی خزانے کی طرح مانو جس کے مقابلہ میں ہر شئے ہیچ ہے۔

(۳)۔ اپنے گھر میں زیادہ سہیلیوں کو اکٹھا نہ کرو۔

(۴)۔ اپنے خاوند کے لئے اپنے گھر کو سجاؤ اور صاف رکھو۔ اُس کے گھر آنے پر تمہارے چہرے پر مسکراہٹ اور خوشی دکھائی دے۔

(۵) اپنے گھر کے لئے فضول چیزوں کی خواہش نہ کرو۔

(۶) آپکے بچے ہمیشہ صاف ستھرے اور تندرست دکھائی دیں

(۷) خیال کرو کہ تم نے اپنے خاوند سے اُسکے اچھے اور بُرے دونوں زمانوں میں ساتھ رہنے کا وعدہ کیا ہے اگرچہ سب اُس کو دُور کر دیں تب بھی تم اُسکا ہاتھ نہ چھوڑو۔

(۸)۔ اگر تمہاری ساحل حیات ہے تو اس کی ہر ممکن خدمت کرو

(۹)۔ اگر دکھ اور مشکلات کا سامنا کرنے پڑے تو دلگیر نہ ہو جاؤ۔ خوشحالی کا زمانہ ضرور پھر آئیگا ایسے موقع پر تمہارا خاوند تمہارا سہارا رہیگا۔

(۱۰)۔ اگر وہ دُور چلا جائے تو اُس کی راہ دیکھو۔ اگر وہ دیر میں واپس آئے تو اُسکی منتظر رہو۔ اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو بھی اُس کا انتظار کرو۔ اس لئے بیوی اپنے خاوند کے نام کو روشن کرتی ہے اور ضرور وہ ایکدن واپس آکر تمہارا احسانمند ہوگا

زیارت گاہیں

۱۴ نومبر کو تمام شمالی ہندوستان سے سردھنہ کی زیارت گاہوں میں ایماندار صاحبان اکٹھے ہوں گے ہر ایک زیارت گاہ کا ایک مقصد ہے جن کے بارے میں ہم مختصر بیان کریں گے۔

(۱) **تعلیمی مقصد**۔ ہر ایک زیارت گاہ کا شروع کسی خاص واقعہ سے شروع ہوا۔ عام طور سے یسوع مسیح یا مقدسہ مریم یا کسی اور مقدس کے ظاہر ہونے سے۔ زیادہ تر مقدسہ مریم کی زیارت گاہیں بہت مشہور رہیں جیسے لورڈ، فاطمہ لوریٹو وغیرہ تو بھی الہی تجویز میں ہر ایک زیارت گاہ ایک رحم کا مرکز ثابت ہوتا ہے جہاں خدا اپنے مقدسوں کے ذریعے عجیب و غریب کام ظاہر کرتا ہے۔ اُن کے ذریعہ لوگوں کے دماغ کو بھولی ہوئی سچائیاں یاد آجاتی ہیں۔ اپنی لاپرواہی کی زندگی کا احساس کرتے ہیں اور نئی ہمت محسوس کی جاتی ہے۔ جس سے انسان کا من اور روح اسکی ترقی کے نقش قدم پر نہیں بلکہ صرف بیٹھے سے کچھ نے پر چلنے لگتا ہے۔

ایسے مقام پر عام طور سے وہ لوگ جنہوں نے کئی سالوں سے اعتراف نہیں کیا۔ اپنے گناہوں پر رونے کے لئے آتے ہیں۔ مریض جن کو کہیں اور تسلی نہیں ملی ہیں مدد حاصل کرنے اور شفا حاصل کرنے کیلئے حاضر ہوتے ہیں۔

تواریخی اکثر مقدسہ مریم، جب کسی ملک میں بڑی آفت اور مصیبتیں رونما ہوتی ہیں۔ یا بدعتیں پھیلنے لگتی ہیں۔ تو اپنے عزیز بیٹوں پر ظاہر ہوتی ہیں۔ سب کو معلوم ہے کہ کس طرح جب منکر خدا لوگ ایمانداروں کے دل سے مسیحی ایمان چھین لینا چاہتے تھے تو مقدسہ مریم لورڈ شہر میں برناڈیٹ کو دکھائی دیں جب کمیونزم دُنیا میں بے روک ٹوک پھیلتا جاتا تھا تو مقدسہ مریم فاطمہ میں ظاہر ہو کر دُنیا کو اپنا پیغام دیا کہ کمیونزم سے بچنے کے لئے کیا کرنا چاہیئے۔ جب پروٹسٹنٹ لوگوں نے مقدسہ مریم کی تعظیم اور دیگر مقدسین کی عظمت کی مخالفت کی تو کئی جگہ میں طرح طرح کی زیارت گاہیں قائم ہوئیں جن کے ذریعہ دُنیا کے سامنے یہ ظاہر ہوا کہ یہ تعظیم و عزت خدا کی مرضی کے خلاف نہیں ہے اور اس طرح ایمان کی حفاظت کے لئے بہت امداد ملی۔

جماعتی مقصد زیارت گاہوں میں چاروں طرف سے لوگ بڑی تعداد میں اکٹھے

ہو جاتے ہیں، اس سے آپس میں بڑھتا ہے اور ایمان بھی مضبوط ہو جاتا ہے۔ دُور دُور سے لوگ ایک جگہ میں اکٹھا ہو کر ایک دوسرے کے ایمان کے شاہد ہو سکتے ہیں۔ کوئی شک نہیں کہ سردھنہ کی زیارت گاہ میں شمالی ہندوستان کے مسیحیوں کو معلوم ہوتا ہے کہ اُنکا ایمان کتنا عجیب ہے کہ وہ اسجگہ ملکر یسوع مسیح کی فوج بن جاتے ہیں۔ محسوس کرتے ہیں کہ اُن کے اندر ایک عجیب طاقت ہے جسکو دُنیا کچل نہیں سکتی ہے۔

اپنی درخواستیں

قدیم زمانے میں ایوب کے کچھ دوستوں نے اپنے گناہ کیلئے کچھ عیوضانہ دینا چاہا۔ تاکہ خدا کا فضل اُنکو پھر سے حاصل ہو جائے۔ خدا نے اُن کو ہدایت دی کہ اُن کے ہاتھوں سے کوئی عیوضانہ قبول نہ کریگا۔ بلکہ اپنے بندے ایوب کے ذریعہ ہی اُن کی قربانی قبول کریگا تب اُن دونوں آدمیوں کو قربانی کا سامان لیکر ایوب کے پاس جانا پڑا اور ایوب نے اُن کے واسطے قربانی چڑھائی اور دُعا کی تبھی خدا نے اُن دونوں کی دُعا قبول کی۔" (ایوب ۴۲)

یہ سلسلہ انسانوں میں چلتا رہتا ہے۔ انسان جو گنہگار ہے اسکو ایک راستباز کی ضرورت ہے اور راستبازوں میں سب سے پاک اور خدا کے مقبول وہی ہیں جو اُسکے جلال میں پہنچ چکے ہیں۔ ہم ایماندار لوگ جو زیارت گاہوں میں جاتے ہیں زیارت کرتے ہوئے اور ایمان کو مضبوط کرتے ہوئے۔ اپنی دلی درخواست لیکر جاتے ہیں۔ اور انکے دُعا چڑھانے والا ہی مقدس ہے جسکے نام سے وہ زیارت گاہ مشہور ہے جسے ایوب نے اپنے دوستوں کے واسطے دُعا کی تھی اور وہ قبول ہوئی۔ اسی طرح سردھنہ کی زیارت گاہ میں ہماری دُعائیں اور درخواستیں مقدسہ مریم کے ہاتھ سے ہی چڑھائی جائے گی۔ آپ یقیناً رکھئے کہ خدا کی نظروں میں مقدسہ مریم سے زیادہ اچھی سفارش کرنے والا نہیں مل سکتا۔

آپ کی درخواست حسب ذیل کے مطابق ہو سکتی ہے:-

(۱)۔ اچھی نبیائی کے لئے (۲) خاندان میں کسی بیماری کے علاج کے لئے (۳) کسی بیمار بچے کی شفا کے لئے (۴) اولاد کے لئے۔ (۵) پاکیزگی کیلئے (۶) نوکری حاصل کرنے کے لئے (۷) اپنے کاروبار میں کامیابی کے لئے (۸) دُنیا کی صلح کے لئے (۹) کسی کھوئی ہوئی چیز کو پانے کے لئے (۱۰) اور کسی بھی نیک ارادہ کیلئے۔

ناظرین کو معلوم ہونا چاہیئے کہ خدا کے فضل کو حاصل کرنے کے واسطے سب سے پہلے ہمارے دل میں پچھتاوا ہونا چاہیئے۔ اعتراف اور پاک شراکت کے لینے سے خدا کی مرضی پوری کرنے کا ارادہ ہونا چاہیئے۔

اُمید ہے کہ آپ بھی پورے بھروسہ کے ساتھ اپنی روحانی اور جسمانی ضرورتوں کے مطابق دُعا کرینگے کہ حضرت مریم کی شفارش سے آپکی درخواستیں قبول ہو جائیں۔

ناظرین کی مدد کیلئے سنت برنارڈ کی ایک مشہور دُعا مقدسہ مریم کے پاس یہاں درج کرتے ہیں۔

"یاد رکھ اے مہربان کنواری مریم کہ کبھی سُننے میں نہیں آیا کہ کوئی پناہ کے واسطے تیرے پاس آیا یا تیری سفارش چاہی اور نہ پائی۔ میں بھی اسی اُمید سے اے کنواری مریم۔ اے میری ماں کنواریوں کی کنواری تیرے پاس آیا ہوں اور تیرے حضور گناہوں سے لدا کھڑا ہوں مگر اب میں دل سے توبہ کرتا ہوں۔ تو اے مجسم خدا کی ماں میری منتوں سے نفرت نہ کر بلکہ اپنی مہربانی سے اُنکو سُن اور مجھے جواب دے۔"

"فضلوں کی ماں" کے مضمون نگار حضرات کو چاہیئے کہ وہ اپنے اپنے مضامین ہر ماہ کی دس تاریخ تک دفتر کو ارسال کر دیا کریں۔ (شکریہ)

"کلیسیا کا اختیار"

گذشتہ دنوں میں پاپائے اعظم نے متعدد بار اس امر کے متعلق اپنی تشویش کا اظہار کیا کہ کاتھولک عوام کلیسیا کی تعلیم اور قوانین پر شک کرتے، اس کے اختیارات پر بحث اور تکرار کرتے۔ اور اس طرح مومنین میں اضطراب اور پریشانی پھیلانے کا موجب ثابت ہوتے ہیں۔

انھوں نے فرمایا کہ "بعض اوقات ایسے ایسے غلط اور بے بنیاد عقائد اور اصول پیش کئے جاتے ہیں کہ جنکو سنکر ہمیں اس امر کا سخت اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں عوام صحیح ایمان اور عقیدے سے منحرف نہ ہو جائیں۔ درحقیقت یہ وہی پرانے اصول اور عقائد ہیں کہ جن کو کلیسیا بہت مدت پہلے غلط اور بدعتی قرار دے چکی ہے"

پاپائے اعظم نے مومنین سے اس امر کی اپیل کی ہے۔ کہ وہ عقیدت مندی کے ساتھ کلیسیا کی تعلیم اور اختیار کو تسلیم کریں۔ کیونکہ صرف کلیسیا ہی اپنے حقیقی خداوند مالک اور استاد کے کلام کو پیش کر سکتی اور اس کے معانی کو واضح کر سکتی ہے۔

پاپائے اعظم نے یہ پیغام مجلس عامہ کے تیسرے اجلاس سے پیشتر دیا تھا۔ اجلاس ہذا میں کلیسیا کے نظام اور رسوم میں آخری اصلاحات نافذ کرنے پر غور و خوض کیا جائے گا۔ مجلس عامہ کے گذشتہ اجلاسوں میں بہت سے مومنین اس خیال کے حامل ہو گئے کہ وہ پرانے اصولوں کو نظر انداز کر کے زمانۂ جدید کے مطابق نئے اصولوں کو اپنا سکتے ہیں۔

سچ ہے کہ اگر کلیسیا کی تعلیم اور اختیارات پر شک و شبہ کیا تو ہمارا ایمان یقینی طور پر متزلزل ہو جائے گا۔ اور ہم ایمان کے ہر مسئلہ پر مختلف عقائد کے مطابق بحث کر کے اسے رد کرنے کی کوشش کریں گے۔ یہ راست اور درست ہے۔ کہ ایمان کے کمزور ہونے کے باعث "ہم ہر ایک تعلیم کے جھونکے سے اچھلتے بہتے پھرتے ہیں" (افسیوں ۴: ۱۵) اسلئے مجلس عامہ کے آخری اجلاس کے شروع ہونے سے قبل ہمیں چاہیئے کہ ہم خداوند یسوع مسیح کی تعلیم پر کہ جو کلیسیا ہمیں سکھاتی ہے اکثر دفعہ غور و خوض کریں اور اپنے ایمان کو پختہ اور استوار بنانے کی کوشش کریں اور اس امر کی دعا کریں اور اس امر کی دعا کریں کہ خدا اراکین مجلس کو روشنی عنایت کرے تاکہ وہ الٰہی اسناد اور رسولوں کی تعلیم کے صحیح معنوں کو بیان کر سکیں اور اسے دنیا کے ہر کونے میں پہنچانے کیلئے بہترین وسائل مہیا کر سکیں۔
(کاتھولک نقیب سے ماخوذ)

خبریں!

ٹانڈہ۔ ۲۲ اگست ۱۹۶۵ء بروز اتوار مقدسہ مریم کے بے داغ دل کی عید منائی گئی جس میں ریورنڈ فادر تھامس کالاپارا نے پاک ماس کی قربانی خدا کے حضور چڑھائی۔ اسمیں بہت سے لوگوں نے حصہ لیا۔ اور پاک شراکت حاصل کی۔ اس موقع پر جالندھر کے فادر جوزف صاحب بھی تشریف فرما تھے۔ سب سے اہم بات تو یہ ہے کہ یہ ٹانڈہ میں پاک ماس کی پہلی قربانی گزاری گئی تھی۔ خداوند سے دعا ہے کہ اس علاقہ پر اپنی برکت بخشے۔

ڈیرہ دون:۔ میرٹھ کے آرچ بشپ صاحب نے اس شہر کو ایک نئے مذہبی طبقے سے آراستہ کیا یعنی فرانسیکن سسٹرس (آف آور لیڈی آف گریس) چودہ نوجوان لڑکیاں اس جماعت میں شامل ہوئیں اور امید ہے۔ کہ وہ اپنی بلاہٹ کو ایک الٰہی بخشش سمجھتے ہوئے محفوظ رکھیں گی۔ اور مسیحی کمال کے راستے پر تمام دل سے ترقی کریں گی۔

سہارنپور۔ یہاں کے علاقہ کے کاتھولک لوگوں نے اکٹھا ہو کر اپنی پیرش کمیٹی کو مقرر کیا۔ جسکا چیرمین مسٹر پائیوا (PAIVA) کو چنا گیا۔ اسکے علاوہ ایک کفن دفن کرنے کی بھی سوسائٹی مقرر کی گئی جسمیں ہر ایک مسیحی شریک ہو سکتا ہے۔

(۲) خدا کا شکر ہے کہ اس علاقے کے بچوں کیلئے ایک نیا اسکول کھولا گیا ہے۔ جسمیں مسیحی خاندانوں کے بچے

دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ اپنے مذہب کی تعلیم کو بھی حاصل کر سکتے ہیں اسوقت طلبا کی تعداد تقریباً ایک سو 125 ہے امید ہے کہ روزانہ اس تعداد میں اضافہ ہوتا چلا جائیگا

میرٹھ - بہت کوششوں کے بعد یہاں بھی CURIA کا LEGIONLOF MARY دوبارہ قائم ہو گیا ہے مونسینور پی نہرہ نے صدارت کی اور مسٹر گلبرٹ فضل مسیح ایم اے کو اس کا صدر چنا گیا۔ اسوقت ممبران کی تعداد سات کے قریب ہے۔

سیوال ضلع میرٹھ - ۲۹ ستمبر کو سنت مائیکل بڑے فرشتے کی عید منائی جاتی ہے اس علاقے کا گرجہ گھر اس فرشتہ کے نام سے مخصوص ہے اور ہر سال یہ عید بڑی دھوم دھام سے منائی جاتی ہے۔ آس پاس کے گاؤں والے بھی بڑے شوق سے اسمیں شرکت کرتے ہیں۔ اس سال خاص طور پر بڑی رونق ہوئی کیونکہ سسٹروں کے ہسپتال سے بھی ہر طرح کے لوگ چاہیئے ہندو یا مسلمان چرچ کمپاونڈ میں جمع ہوتے ہیں۔ ان نیک سسٹروں کے خیراتی کام سے ادھر کا گرجہ گھر سچ مچ باپ کا گھر بن گیا۔ یہاں کے علاقہ وار کاہن فادر جوزف پالا ٹنکل ہیں۔

بائیبل کا مطالعہ

سوال - رومن کاتھولک لوگ کیوں اپنے کاہنوں کو فادر کیوں کہتے ہیں۔؟ جب بائیبل میں لکھا ہے کہ "زمین پر کسی کو اپنا باپ نہ کہو کیونکہ تمہارا باپ ایک ہے جو آسمانی ہے"؟ (متی $\frac{23}{9}$)

ج - وہ لوگ جنہیں خدا نے انسانی اور فوق الفطرتی زندگی پہنچانے کے لئے چنا ہے۔ اُن کو باپ کہنا بالکل جائز ہے وہ یسوع مسیح میں سچ مچ باپ کا عہدہ رکھتے ہیں مقدس پولوس کہتا ہے۔ کہ "مسیح میں تمہارے استاد دس ہزار بھی ہوتے تو بھی تمہارے باپ بہت سے نہیں اسلئے میں انجیل کے وسیلہ سے یسوع مسیح میں تمہارا باپ بنا۔ (اکرنتھیوں $\frac{4}{15}$) سچ ہے کہ آسمانی باپ ایک ہی ہے مگر خدا کی مہربانی سے آدمی بھی اس کی عالمگیری پدریت میں شریک کئے گئے ہیں۔ اسلئے خدا خود حکم دیتا ہے:

"کہ ماں باپ کی عزت کی جائے" مگر آپ نے جو حوالہ پیش کیا ہے۔ اس سے صرف ہدایت دی جاتی ہے کہ ہم جسمانی ماں باپ کو خدا سے زیادہ نہ سمجھیں۔

"جو کوئی ماں باپ کو مجھ سے زیادہ عزیز رکھتا ہے وہ میرے لائق نہیں" (متی $\frac{10}{37}$) ان الفاظ کا یہ مطلب نہیں تھا کہ ایک بیٹا بیٹی زمین پر کسی کو ماں باپ نہ پکارے یسوع مسیح نے پریسٹ لوگوں کو نئی زندگی پیدا کرنے کے لئے بپتسمہ دینے کا اختیار دیا۔ اسی طرح گناہوں کی معافی اور پاک شراکت کے بارے میں کہہ سکتے ہیں۔ ان سارے روحانی کاموں میں فادر لوگ محض ایک ذریعہ ہیں جیسے ایک ڈاکٹر یا کاریگر کے ہاتھ میں اوزار بلکہ وہ زندہ وسیلے ہیں۔ اس لئے انھیں وفادار کہتے ہیں۔

مسیحیت پر ایک نظر

پروفیسر کرسٹوفر سلوانو کی مایہ ناز تصنیف جس میں قابل مصنف نے مسیحیت کے متعلق بڑی مدلل اور سیر حاصل بحث کے علاوہ معلوماتی لحاظ سے کوئی دقیقہ کتاب کو جامع بنانے میں نہیں چھوڑا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے ایمان میں پختگی اور عقیدہ میں صدق پیدا ہوگا۔ ہر مسیحی کو ضرور مطالعہ کرنا چاہیے۔ ملنے کا پتہ:-

بشپ ہاوس ۲۸۳ رورکی روڈ میرٹھ کینٹ

آسمان کی راہ (ہندی زبان میں) ۲۲۴ صفحات سفید چکنا کاغذ مضبوط جلد

اس کتاب ہر کاتھولک مسیحی کے پاس رہنا ضروری ہے نظر ثانی کے بعد کچھ مفید دعائیں بڑھا کر دوبارہ چھاپی گئی ہے

(ملنے کا پتہ)

بشپ ہاوس ۲۸۳ رورکی روڈ میرٹھ کینٹ

(فادر امبیڈیوس ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر نے ہمدرد پریس سہارنپور میں چھپوا کر دفتر فصلوں کی ماں۔ کورٹ روڈ سے شائع کیا (روحانی سرداروں کی اجازت

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۳۶۴

ماہنامہ فضلوں کی ماں سہارنپور

مقام اشاعت:- کورٹ روڈ - سہارنپور

سالانہ چندہ Rs. 3=50

جلد (۴) نومبر ۱۹۶۵ء شمارہ (۱۱)

آؤ فضلوں کی ماں کے پاس چلیں!

پچھلے شمارہ میں ناظرین نے پڑھا ہوگا۔ کہ زیارت گاہوں کا مطلب اور اُن کے فوائد کیا کیا ہیں اس شمارہ میں آپ سردھنہ کی زیارت گاہ کے بارے میں معلوم کرینگے۔

سردھنہ کی زیارت گاہ فضلوں کی ماں یعنی مقدسہ مریم کے نام سے موسوم ہے۔

نجات کا کام فرشتہ کے الفاظ سے ہی شروع ہوا اور فرشتے کے الفاظ بالکل اِسطرح تھے۔

"سلام اے پُرفضل" (لوقا ۲۸/۱)

نجات دہندہ کا مطلب فضل کا سرچشمہ ہے یسوع مسیح اپنے فضل کی بھرپوری سے دوسروں کو بھی فیضیاب کرسکتا ہے۔ خدا نے جبرائیل فرشتہ کو بھیجا تاکہ وہ نجات دہندہ کی ماں مقدسہ مریم کو بتائے کہ اُس پر اُسکے عظیم عہدہ کی وجہ سے اتنا فضل عنایت کیا گیا کہ وہ پُرفضل کہلانے کی لائق ہوگئی ہیں۔

خدا نے مقدسہ مریم پر اتنی مہربانی صرف اس کیلئے ہی نہیں بلکہ کُل انسانی ذات کے لئے کی تھی تاکہ مقدسہ ماں اپنے ذریعہ کل بنی نوع انسان کو مستفید کرسکے۔

کاتھولک کلیسیا جس کی رہنمائی خود رُوح القدس کرتا ہے۔ ایمانداروں کو سکھاتی ہے کہ مقدسہ مریم کو اُسے ماں کے الٰہی فضل کی لقب سے پکارے "اس لقب کی تعریف میں جگہ بہ جگہ بڑے بڑے گرجے تعمیر کئے گئے اور ہر سال فضلوں کی ماں کی عید منائی جاتی ہے۔

یسوع مسیح کی شفاعت میں شرکت

مقدسہ مریم کے مندرجہ بالا لقب کی حقیقت کو سمجھنے کیلئے ہم اپنی پہلی ماں "حوا" کو اپنی نظر کے سامنے رکھیں اس سے پہلے کہ وہ آدم کو آزمائے اور اُس سے گناہ سرزد ہو۔ انسان ہر روحانی اور جسمانی بخششوں سے مالامال تھا۔ کوئی ایسی شئے نہ تھی جو اُن کی مرضی کے مطابق اُن کو نہ مل جاتی ہو۔ خدا نے اُن کو ایسی کامل بخششیں عنایت کی تھیں کہ اُنہیں کسی قسم کی کوئی کمی واقع ہی نہیں ہو سکتی تھی۔ لیکن "حوّا" جوکہ اولین ماں کہلاتی جاتی ہے کے سبب سے یہ سب کچھ برباد ہوگیا۔ اُسکے ساتھی آدم کو شیطان نے خود نہیں آزمایا بلکہ حوا* نے ۔ سانپ کو جب سزا دے رہا تھا تو سب سے زیادہ سزا حوا کو دی۔ اُسکو اپنے خاوند کی تابعداری دی (پیدائش ۱۶/۳) اب اگر ہم ذرا غور سے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ جب گناہ اس دُنیا میں ایک عورت کے ذریعہ آیا تو خدا نے چاہا کہ نجات بھی ہمیں عورت کی شرکت کے ذریعہ دے۔

حوا اور مقدسہ مریم کا مقابلہ

شاید کوئی یہ سوچے گا کہ ہم مقدسہ مریم کو ایک ایسا

* کے ذریعہ ہی آزمایا گیا جس کی بنا پر اُسے تمام زندوں کی ماں بھی کہکر پکار سکتے ہیں۔ اس سبب سے خدا آدم حوا اور ح

درجہ دیتے ہیں جو صرف خدا کو ہی زیبا و اجب اور مناسب ہے۔ لیکن اس بات کو سمجھ لیں کہ یہ درجہ، یہ رتبہ تو خود خدا کا ہی بخشا ہوا ہے تو پھر ہم کیونکر اس سے منحرف ہو سکتے ہیں اس بات کی تشریح اس طرح کر سکتے ہیں۔ کہ خدا ہمارے سامنے عورت اور سانپ کا مقابلہ لاتا ہے "وہ تیرا سر کچل دے گی اور تو اس کی ایڑی کی تاک میں رہیگا" یہاں شیطان کو سانپ سے منسوب کیا گیا ہے آخر وہ عورت کون ہے جو اس سانپ کا سر کچل دے گی؟ کیا یہ وہی پہلی عورت یعنی حوا ہے جس نے شیطان کو خوش آمدید کہا اور انسانی ذات کی بربادی کی موجب بنی! نہیں ایسا ہرگز نہیں ہے کیا ہمیں کلام پاک سے یہ عیاں نہیں ہو جاتا کہ یہ عورت وہی ہے جس کے پاس فرشتے نے آکر کہا کہ "اے پر فضل سلام" خداوند تیرے ساتھ ہے تو عورتوں میں مبارک" (لوقا ۱/۲۸)

یہ عورت کس طرح سانپ کا سر کچل دے گی؟ اس سوال کا بھی واضح جواب ہم کو فرشتہ دیتا ہے جب وہ مقدسہ مریم کو کہتا ہے "کہ دیکھ تو حاملہ ہوگی اور بیٹا جنے گی اور اس کا نام یسوع رکھنا اس کی بادشاہی کا آخر نہ ہوگا" (لوقا ۱/۳۱-۳۳)

کیا ہم نہیں جانتے ہیں کہ یہ وہی بیٹا ہے جس نے شیطان اور اسکی تمام تر طاقتوں کی سرکوبی کی اور اس پر فتح پائی۔ گویا اس کو کچل ڈالا۔

حوا نے آدم کو ایک وہ پھل دیا جسکہ شجر ممنوع سے حکم عدولی کر کے توڑا گیا تھا۔ اس پھل کو توڑنے اور آدم کو دینے میں گستاخی اتم درجہ موجود ہے۔ "تم خدا کی مانند بن جاؤ گے" (پیدائش ۳/۵) اس کے برعکس مقدسہ مریم نے حلم و فروتنی کا وہ نایاب پھل عطا کیا جس سے تمام تر انسانی امیدیں وابستہ ہیں "اس نے اپنی بندی کی پست حالی پر نظر کی اسلئے دیکھ اب سے ہر زمانے کے لوگ مجھ کو مبارک کہیں گے" (لوقا ۱/۴۸)

اس طرح ہم قدم بہ قدم دیکھتے جاتے ہیں کہ کس طرح یسوع مسیح اپنے اس نجات کے عظیم کام کو پہلو بہ پہلو مقدسہ مریم کو ساتھ رکھ کر پورا کرتا ہے۔

۱۔ یسوع مسیح مجسم ہوا۔ لیکن وہ مقدسہ ماں کی قبولیت کا منتظر تھا۔

۲۔ چرواہے اور مجوسی اسکو سجدہ کرتے ہیں۔ لیکن وہ وہاں بھی مقدسہ مریم کے ساتھ ہے یعنی اس کی گود میں۔

۳۔ یسوع مسیح ہیکل میں نذر کیا جاتا ہے۔ یہاں پر ہم دیکھتے ہیں کہ نذر کرنے والی بھی مقدسہ مریم ہی تھی۔

۴۔ وہ اپنے معجزے شروع کرتا ہے۔ مگر وہ بھی مقدسہ مریم کی سفارش سے۔

۵۔ وہ اپنی مصیبت کے پیالے کو پیتا ہے۔ مگر اسکے ساتھ مقدسہ مریم بھی اس کڑوے گھونٹ کو پیتی ہے۔

۶۔ یسوع مسیح صلیب پر انسان کی نجات کے واسطے اپنی قربانی چڑھاتا ہے۔ مگر اس صلیب کے نیچے بھی مقدسہ مریم کھڑی ہوئی نظر آتی ہے۔

۷۔ جب یسوع مسیح کو قبر میں رکھا گیا۔ تو مقدسہ مریم اس کے لئے آنسو بہاتی ہے۔

۸۔ جب یسوع مسیح نے اپنی کلیسیا پر روح نازل کی تو رسولوں کے ساتھ مقدسہ مریم بھی تشریف فرما تھی۔

یہ شفاعت جاری رہے گی

یہ سب کچھ نجات کے سلسلے میں ہے ہمیں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ حضرت مریم کا کام خداوند یسوع مسیح کے آسمان پر جانے سے ختم نہیں ہوا کیونکہ صلیب سے یسوع مسیح نے مقدسہ مریم کے ہاتھ میں انسانی نسل کو سونپ دیا۔ جب اسنے اپنی مبارک ماں کو پکار کر کہا "اے عورت دیکھ یہ تیرا بیٹا ہے" پھر اس

(بقیہ صہ ۱۴ پر)

حقیقی تبدیلی

از سی سلوانوس ایم اے

یہ واقعہ چوتھی صدی کا ہے روم میں ایک نوعمر حسین اور تہذیب یافتہ خاتون تھیں۔ اُن کے پاس دولت کی کوئی کمی نہ تھی اُس کی ہمیشہ یہ خواہش رہتی کہ کسی نہ کسی طرح اُس کی شہرت چہار طرف پھیل جائے۔ اس سلسلے میں وہ بے دریغ پیسہ خرچ کرتی۔ اُس نے پورے شہر کی تفریحات کیلئے تین مرتبہ اخراجات برداشت کئے اور اسطرح فراخدلی کی ایک مثال قائم کر دی۔

اُس کا دست راست بونی فس تھا۔ گو وہ شرابی اور عیاش تھا تو بھی اُس میں چند صفات ایسی تھیں جنکو فراموش نہیں کیا جاسکتا ہے خاطر داری۔ فراخدلی اور رحم دلی اُس میں چند صفات ایسی تھیں جب کبھی وہ کسی اجنبی یا مسافر کو دیکھتا تو بڑے شوق سے اُس کی مدد کو پہنچتا۔ رات میں وہ سڑکوں اور سراؤں میں جاکر غریبوں کی مدد کرتا۔ لیکن ان دونوں کے ذاتی تعلقات گناہ پذیر تھے۔

کچھ عرصہ بعد اُس خاتون کو احساس ہوا کہ وہ ایک اچھی زندگی نہیں گزار رہی ہے گذشتہ زندگی کا گناہ اُس کے دل میں کانٹا بن کر چبھنے لگا اور آخرکار اُس نے ارادہ کیا کہ وہ اپنی اس گناہ آلود زندگی کو ترک کرکے ایک اعلیٰ زندگی خداوند کے احکام کے مطابق بسر کرے گی۔ اُس نے بونی فس کو اپنے پاس بلایا اور اُس سے من وعن سب کچھ کہہ دیا۔ اور آخر میں کہا! بونی فس ہمیں اپنے بُرے اعمال کو لیکر خدا کے سامنے انصاف کے لئے جانا ہے۔ بونی فس بھی اُس کی اعلیٰ باتوں سے متاثر ہوا اُس خاتون نے بونی فس سے پھر کہا! میں نے سُنا ہے کہ بہت سے لوگ یسوع مسیح کی خاطر دکھ اٹھاتے ہیں اور جو اُن لوگوں کی امداد کرتا ہے وہ بھی اُن کی بدولت دائمی جلال میں شرکت کریں گے۔ اُس نے پھر کہا! مشرقی ممالک میں بہت سے لوگ مسیح کی خاطر دکھ اور تکلیف برداشت کرتے ہیں اور بعض تو اپنی جانیں بھی دے دیتے ہیں تم وہاں جاؤ اور میرے پاس وہاں سے اُن شہیدوں کی [illegible] لے آؤ۔ تاکہ ہم ان کی یادگاری کرکے اُن کے ثواب سے مستفید ہو سکیں۔

بونی فس نے اس صلاح کو قبول کیا اور بہت سا روپیہ پیسہ لیکر روانہ ہوا تاکہ وہ جلادوں سے اُن شہیدوں کی لاشیں خرید سکے اور ساتھ ساتھ غربا کی بھی امداد کر سکے رخصت ہوتے ہوئے کہا۔ اگر میں خود شہید ہو جاؤں اور میری لاش یہاں تک پہنچائی جائے گی۔

خاتون نے سوچا کہ بونی فس مذاق کر رہا ہے۔ اسلئے اُس نے اُسے ناراض ہو کر کہا کہ ایسی سنجیدہ باتوں میں مذاق نہیں کرنا چاہیئے۔

اب بونی فس حقیقتاً تبدیل ہو چکا تھا۔ اُس نے اپنی گناہ آلود زندگی کو پس پشت ڈالدیا تھا۔ اُس نے اپنا سفر نہایت سنجیدگی کے ساتھ شروع کیا۔ شراب بالکل ترک کر دی۔ سفر کے درمیان روزے رکھے اور دُعا و زیارت میں لگا رہا۔

یہ وہ زمانہ تھا جب مسیحیوں کیلئے مشرق کو چھوڑ کر اور سب ممالک میں ایذا رسانیاں قریب قریب ختم ہو چکی تھیں لیکن مشرق میں سیلسا میں یہ ایذا رسانیاں اپنے عروج پر تھیں۔ مسیحی لوگ پکڑے جاتے۔ ستائے جاتے اور موت کے حوالے کر دیئے جاتے۔

بونی فس ترسیس کی جانب اپنا سفر کرتا رہا اور منزل مقصود پر پہنچ کر اُسنے اپنے نوکروں اور گھوڑوں کو ایک سرائے میں رہنے کے لئے بھیج دیا اور خود گورنر کے پاس پہنچا۔

اُس نے وہاں بہت سے ایسے لوگ دیکھے جو ایذا رسانیوں میں مبتلا تھے۔ اُن میں سے ایک اپنے پیروں کے بل لٹکا ہوا تھا اور اُس کے سر کے نیچے آگ روشن تھی۔ دوسرا ایک تختے پر ایسا لٹکا ہوا تھا کہ اُس کے ہاتھ پیروں کو کھینچا گیا تھا۔ ایک اور شخص آرے سے کٹا ہوا تھا۔ ایک شہید کے ہاتھ قلم کر دیئے گئے تھے۔ ایک شخص کے ہاتھ پیر بندھے اور جلاد اُس کو ڈنڈوں سے مار رہے تھے۔ وہاں قریباً بیس اشخاص ایسے موجود تھے جو طرح طرح کی تکالیف برداشت کر رہے تھے۔

بونی فس استقلال و ہمت کے ساتھ اِن لوگوں کے پاس گیا اور سلام بجا لا کر اُن سے مخاطب ہوا۔ مسیحیوں کا خدا بڑا ہے اِن مقدسین کا خدا بڑا ہے۔ اے مسیح کے بندو میں التجا کرتا ہوں کہ تم میرے واسطے بھی دُعا کرو تاکہ میں بھی شیطان کے خلاف جنگ کر سکوں۔

گورنر نے جب یہ سب کچھ بونی فس سے سُنا تو اُس نے اس حرکت کو اپنی بے عزتی سمجھا اور برانگیختہ ہو کر اُس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ بونی فس نے کہا کہ وہ ایک مسیحی ہے اور یسوع مسیح میرا مالک ہے اور مجھے کسی بات کا ڈر نہیں ہے خواہ آپ مجھ پر بھی کتنا ہی ظلم کیوں نہ بپا کر ڈالیں۔

گورنر یہ سب سُنکر آگ بگولہ ہو گیا۔ اور یکدم جواب دیا کہ اُس کے ناخونوں میں بانس کی پھانسیں چبھو دی جائیں۔ اور پگھلا ہوا سیسہ اُس کے منہ میں انڈیل دیا جائے۔ بونی فس نے یسوع مسیح سے مدد مانگی۔ اِس پر جتنے لوگ وہاں مصیبت میں مبتلا تھے سب نے ہم آواز ہو کر دُعا کی۔ ناظرین اتنے مظالم کی تاب نہ لا کر گورنر کے خلاف آواز بلند کرنے لگے۔ "مسیحیوں کا خدا بڑا ہے" گورنر خوف زدہ ہو کر چھپ گیا۔

دوسرے دن گورنر نے پھر بونی فس کو اپنی عدالت میں طلب کیا۔ بونی فس اپنے ارادہ میں بالکل پکا تھا اور اُسکے چہرے سے عیاں تھا کہ اُس کے دل میں کوئی خوف نہیں ہے۔ اُسے قتل کا حکم دیا۔ بونی فس نے اپنے نگاہبانوں کے واسطے اور مظلوموں کے لئے دُعا کی اور اس کے بعد بخوشی اپنی گردن جلاد کے سامنے جھکا دی۔

چند ایام تک تو اُس کے ہمسفر خاموش رہے لیکن جب وہ انتظار کرتے کرتے تھک گئے تو وہ لوگ سرائے سے نکل کر بونی فس کی تلاش کرنے لگے۔ آخر بڑی تگ و دو کے بعد اُنہیں جیل کے محافظ کے بھائی سے یہ خبر ملی کہ ایک اجنبی اپنے مسیحی ایمان کی بنا پر قتل کیا جا چکا ہے اُس نے اُنہیں اسکا تن اور گردن دکھائی یہ مقتول بونی فس ہی تھا۔ بونی فس کے ساتھیوں نے اُس سے اُس کی لاش مانگی پر وہ اسوقت تک اُس لاش کو حوالے نہ کرنے پر بضد رہا جب تک اُسکو پانسو روپیہ نہ دے دیئے گئے۔ اُنھوں نے اُس کی لاش میں مسالے جات ملے اور اُسے اپنے ملک میں لے آئے۔

جوں ہی اُس خاتون کو بونی فس کے شہید ہونے کا پتہ چلا وہ خدا کے حضور سجدے میں جھک گئی اور چند کاہنوں کو اپنے ساتھ لیکر اُس کی لاش کو لینے شہر سے باہر گئی اور وہیں اُس نے بونی فس کی یادگار تعمیر کروا دی۔ اُس دن کے بعد سے وہ خاتون راہبانہ زندگی گذارنے لگی اور مقدسوں کی موت اس جہانِ فانی سے رخصت ہوئی۔ مقدس بونی فس کی شہادت ۳۰۷ء میں واقع ہوئی تھی۔ اور اُن کی عید ۱۴ مئی کو منائی جاتی ہے۔

ہم اس شہید کی یادگاری کرتے ہوئے نہ صرف خدا کے رحم کی تعریف کرتے ہیں بلکہ ہمکو دُعا کرنی چاہیئے کہ ہمارے دِلمیں گناہوں سے پچھتانے کی نیت پیدا ہو جائے۔

"کیونکہ خدا پرستی کا غم ایسی توبہ پیدا کرتا ہے جسکا انجام نجات ہے" (۲ کرنتھیوں ۷/۱۰) حقیقی تبدیلی ایک نئی پیدائش ہے جس میں خدا کے فضل کے ذریعہ اپنی بُری عادتوں پر فتح پاتا ہے۔

"جو کوئی خدا سے پیدا ہوا ہے وہ دُنیا پر غالب آتا ہے"
(یوحنا ۵ باب ۴ آیت)

اطلاع۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپکے خطوط کا جواب دیا جائے تو برائے مہربانی ایڈریس لکھا ہوا لفافہ ضرور ارسال کریں۔
(ادارہ)

دوزخ

نومبر کے مہینہ میں ہمیں ایک مسئلہ پر دھیان دینا اچھا ہوگا جس سے ہماری زندگی کی خوشحالی یا بدحالی منحصر ہو سکتی ہے انسان میں زندگی بڑھانے کی خواہش رہتی ہے اور اس خواہش کو صرف اسی وقت پورا کر سکیں گے جب ہم آسمان کی دائمی خوشی میں شامل ہوں۔

افسوس ہے کہ کچھ لوگ اصلیت کو بھول جاتے ہیں اور اپنے اندھے پن میں نیکی کے راستے پر چلنے کی بجائے بدی کا راستہ قبول کر لیتے ہیں اور یہ لوگ ہمیشہ کی زندگی کے بجائے دائمی موت کے راستے پر گامزن ہوتے ہیں۔ دائمی موت ایک محاورہ ہے جس سے بڑی صفائی کے ساتھ اس حالت کا بیان ہوتا ہے جس میں وہ لوگ گرتے ہیں جو دوزخ میں جاتے ہیں لکھا ہوا ہے کہ گناہ کی مزدوری موت ہے۔ مگر اس موت کا مطلب مٹ جانے کا نہیں ہے بلکہ ہمیشہ کا دکھ اور ہمیشہ کی سزا ہے۔ اسی حالت کو دوزخ کہتے ہیں۔ کچھ لوگ ملتے ہیں۔ جو اپنے بائبل کے مطالعہ کے بارے میں فخر کرتے ہیں۔ اور جب اُن کے سامنے دائمی موت یا دوزخ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ وہ ہنستے ہیں یا حقیقت میں اپنے دلیں اس مسئلہ کے بارے میں ڈانواڈول ہیں۔ انکا ایمان خدا کے کلام پر ہے یا نہیں؟ خداوند یسوع مسیح ہمیں بتاتا ہے کہ اس موجودہ زندگی کے بعد ایک اور زندگی شروع ہوتی جس میں ایک جگہ ہے جہاں بدلوگوں کے واسطے ایک دکھ کی جگہ ہے اور ایک سزا بھی ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگی۔ ٹھوکروں کے سبب سے دُنیا پر افسوس ہے کیونکہ ٹھوکروں کا ہونا ضرور ہے۔ لیکن اس آدمی پر افسوس جس کے باعث سے ٹھوکر لگے۔ پس اگر تیرا ہاتھ یا تیرا پاؤں تجھے ٹھوکر کھلائے تو اُسے کاٹ کر اپنے پاس سے پھینک دے ٹونڈا یا لنگڑا ہوکر زندگی میں داخل ہونا تیرے لئے اس سے بہتر ہے کہ دو آنکھیں رکھتا ہوا تو آتش جہنم میں ڈالا جائے" (متی $\frac{18}{7 \text{ تا } 9}$) انجیل میں دوسری جگہ قیامت کا بیان کرتے ہوئے یسوع مسیح دعوی کے ساتھ اعلان کرتا ہے کہ وہ اُس دن اُن بدکاروں کے خلاف ایک خطرناک فتوی دیگا۔ "پھر وہ بائیں کی طرف والوں سے کہے گا۔ اے ملعونو میرے سامنے سے اُس ہمیشہ کی آگ میں چلے جاؤ جو ابلیس اور اس کے فرشتوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ (متی $\frac{25}{41}$)

انجیل میں کثرت سے ایسی آیات ملتی ہیں جس میں صفائی کے ساتھ ایک جگہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جہاں ہمیشہ کی آگ کا تذکرہ ہے۔ جس میں جو بھی کوئی داخل ہوگا پھر کبھی واپس نہیں ہو سکتا۔ اب بتایئے کہ پاک کلام کی اتنی شہادت کے سامنے ایک سچا انسان کس طرح دوزخ کی موجودگی کا انکار کریگا۔ ہماری عقل سلیم بتاتی ہے کہ خدا ضرور عادل ہے نہیں تو وہ خدا کہلانے کے لائق نہیں ہو سکتا۔ انصاف کی ایک خاص صفت یہ ہے کہ نیکی کا اجر ملے اور بدی کی سزا دیجائے۔ اس رو کے زمین پر کہاں نیکی کا مناسب بدلہ ملتا ہے۔ اور بدی کی مناسب سزا کہاں ملتی ہے۔ بہت دفعہ بدکار لوگ بہت خوش حال نظر آتے ہیں اُن کو شاباشی دیجاتی ہے۔ اور اس کے برعکس نیکوکاروں کی بے عزتی کی جاتی ہے۔ اور اُن کو دبا دیا جاتا ہے یہ ضرور ہے کہ خدا اس کا انصاف کرےگا کہ وہ بدکاروں اور باغیوں کو ایک جگہ میں رکھے جسمیں وہ اپنی بدیوں کی سزا پائیں۔

زمین پر کوئی ایسی قوم نہیں ہے جسمیں دوزخ کا مسئلہ نہ ملے۔ یونانی فلاسفر پلاطو اپنے زمانہ میں لکھتا ہے کہ ایک عام یقین ہے کہ قصوروار اور بدکار لوگ دوزخ میں ڈالے جائیں گے جس میں سے پھر وہ باہر نہیں نکل سکتے۔ رومی شاعر ورجل اپنی تصانیف میں کہتا ہے کہ بدکار لوگ خدا کے واجب انصاف کی وجہ سے دوزخ میں بند کر دیئے جاتے ہیں جس میں وہ ایسی پیاس برداشت کرتے ہیں جو کبھی بجھ نہیں سکتی۔ وہ ہمیشہ کے لئے اِس میں رہیں گے۔

جب کرسٹوفر کولمبس پہلی دفعہ امریکہ پہنچا تو اُن کے سامنے ایک معمر آدمی حاضر ہوا۔ جس نے اُس سے کہا تھا کہ اگر تم ہمارے پاس نقصان پہنچانے کے لئے آئے ہو تو تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ دوزخ میں جا گراے جاؤگے۔ اس عام

ایمان یقین کے بارے میں ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ایمان ہر انسان کے دل میں نقش ہے کہ یہ ایک فطرتی بات ہے ضمیر کی پکار ہے یعنی ہمیں پاک الہام اور انسانی عقل سے ایک دائمی سزا کا پتہ چلتا ہے۔

دوزخ میں کس طرح کی سزا ملتی ہے ایک حقیقت ہے کہ جب آدمی گناہ کرتا ہے تو وہ مخلوقات کو خالق سے زیادہ سمجھتا ہے مخلوقات میں وہی خوشی تلاش کرتا ہے جو صرف خالق دے سکتا ہے۔ پیدا کی ہوئی چیزیں خدا کے جلال کے لئے بنائی گئی ہیں۔ مگر انسان اپنی خود غرضی میں ان کا اصلی مقصد بدل دیتا ہے۔ وہاں دوزخ میں انہیں وہی چیزیں سزا کا باعث بنینگی جن کا غلط استعمال کیا گیا ہے۔

اور آگ سزا کا ایک خاص ذریعہ ہوگی پاک کلام میں اُس کا ذکر بار بار آتا ہے یہ آگ کس طرح کی ہوگی؟ ناظرین یاد رکھیں کہ آگ صرف وہی چیز نہیں ہے جیسا ایندھن کے ذریعہ سے روشن کی جاتی ہے۔ مگر مختلف طرح کی ہے اور نہ صرف وہ آگ جو جسم کو جلا دیتی ہے بلکہ وہ آگ جس کا اثر رُوح پر بھی پڑتا ہے۔ سب سے بڑی اور تیز آگ جو روح کو ستائیگی وہ یہ ہے کہ جو لعنتی کو خدا سے دُور رکھے گی اور وہ کبھی بھی خدا کو نہ دیکھ سکے گا۔ اس سزا کے بیان کیلئے پاک کلام دو مثالیں استعمال کرتا ہے یعنی کیڑا جو کبھی نہیں مرتا۔ اور آگ جو کبھی نہیں بجھتی۔ (مرقس ۹/۴۴)

کچھ لوگ ان سچائیوں کو ٹالنا چاہتے ہیں اُنکو کہنا یہ ہے کہ مرنے کے بعد کوئی واپس نہیں آیا جو ہم کو بتاتا کہ دوزخ ہے یا نہیں۔ اُن کو معلوم ہونا چاہیئے کہ خداوند یسوع مسیح سے کوئی بات چھپی ہوئی نہیں۔ نہ جو اس دُنیا میں ہوتی ہے اور نہ جو آنے والی دُنیا میں ہوگی کیا اُس کی شہادت کافی نہیں ہے۔ اور فرض کیجئے کہ ایک رُوح واپس آجائے کیا اُس کے کہنے پر ایمان لائیں گے؟ نہیں، کیونکہ وہ ایک وہم تصور کیا جائے گا۔ یا خواب گنا جائیگا امیر اور لعزر کی تمثیل میں خداوند یسوع نے اسی بات کا جواب دیا "کہ اگر وہ موسیٰ اور نبیوں کی باتوں کو نہیں مانتے ہیں تو وہ ایک مُردے کی بات کو بھی نہ مانینگے جو دوبارہ جی اُٹھے۔

بہت بہتر ہوگا اگر ہم دوزخ کی سچائی پر دھیان دیں تا کہ اپنی زندگی کے کاموں میں ترتیب لگائی جائے تا کہ ہم کبھی خدا کے حکم کے خلاف کوئی کام نہ کریں کہ ہم گناہ سے بچ جائیں اور اس طرح ہم دوزخ کی سزا کے ڈر میں نہ رہینگے۔ کون سے گناہ ہمیں دوزخ کی طرف کھینچتے ہیں۔؟

پولوس رسول صاف الفاظ میں اسکا بیان کرتا ہے "کیا تم نہیں جانتے کہ ناراست خدا کی بادشاہی کے وارث نہ ہوں گے؟ فریب نہ کھاؤ نہ حرام کار۔ نہ بت پرست، نہ زناکار، نہ عیاش نہ اغلامی، نہ چور نہ لالچی، نہ نشہ باز نہ طعنہ زن نہ ظالم خدا کی بادشاہی کے وارث ہوں گے"
(قرنتھیوں ۱ ۶/۹-۱۰)

لورڈس کا ایک واقع

ایک دفعہ مسٹر ملنس فیلڈ کار کے ذریعہ سفر کر رہے تھے کہ اچانک اُن کی کار لورڈس کے قریب آکر خراب ہوگئی۔ چونکہ یہاں اُس کار کے کچھ ضروری پُرزے دستیاب نہ ہو سکتے تھے لہذا اُنھیں لورڈس ہی میں قیام کرنا پڑا۔ یہ قیام سراسر اُن کی مرضی کے خلاف تھا لیکن مجبوری تھی۔ اور آخر کار ایک اعلیٰ ہوٹل میں قیام کا انتظام کر ہی لیا۔ لورڈس یوں تو بہت ہی چھوٹی جگہ ہے پر یہ واقع اُن دنوں کا ہے جبکہ لوگ زیارت کے لئے دُور دُور سے

اس جگہ جمع ہو رہے تھے لہذا ہر جگہ پر جگہ کی قلت تھی لہذا ان کو بھی طعام کے وقت ایک ایسی میز پر جگہ نظر آئی جہاں ایک کاہن اور دو عمر رسیدہ مسز ٹلس پہلے سے ہی بیٹھی ہوئی تھیں۔ گو یہ بھی ان کی مرضی کے خلاف تھا لیکن مجبوراً انہیں وہاں جانا ہی پڑا اور خاموش ایک کرسی پر بیٹھ گئے۔ انھوں نے عمداً ان تینوں اشخاص سے بولنے کی سعی نہیں کی لیکن کاہن نے خاموشی کو توڑتے ہوئے کہا۔ مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے گویا آپ کوئی فوجی افسر ہیں۔

"کوریا میں ایک کرنل" یہ تھا اس کا جواب جو اس نے نہایت نرمی برتتے ہوئے دیا تھا۔ اب وہ خوش تھا کہ اس کی بدنمائی کو پیدائشی ہی تصور نہیں کیا گیا تھا بلکہ مورچے پر کسی حادثہ کے ذریعہ ہی مانا گیا تھا۔ مسٹر مینس فیلڈ نے انھیں سمجھایا کہ ایک ہینڈ گرنیڈ پھٹ جانے کی وجہ سے ان کی ران کی ہڈی چکنا چور ہو گئی تھی اور اسی وجہ سے ان کے جسم میں بدنمائی پیدا ہو گئی تھی۔

ایک سسٹر نے نہایت سنجیدگی سے کہا کہ شاید آپکا یہاں مجبوراً گرنا بھی خدا کی ایک مصلحت ہو۔ شاید خدا آپ پر رحم کرے اور آپ مقدس مقام پر اچھے ہو جائیں!

میں لورڈس میں دعا کرنے کی غرض سے نہیں رکا ہوں میں تو یہاں کی تمام تر کارکردگیوں کو دور سے ہی دیکھ لوں گا۔ کہ یہاں کیا کچھ ہوتا ہے۔

اسی اثنا میں اس نے دیکھا کہ سامنے ایک میز پر ایک لڑکی اکیلی ہی بیٹھی ہے۔ وہ بہت ہی خوبصورت تھی یکایک اس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کیوں نہ میں اس کے پاس ہی جا کر بیٹھ جاؤں۔ اس کے علاوہ وہ ان مقدس باتوں سے اپنا پہلو بھی بچانا چاہتا تھا۔ یکایک وہ لڑکی مسکرائی، اس کی مسکراہٹ میں اتنی دل آویزی تھی کہ وہ ایکدم اٹھ کر وہاں چلا گیا۔ اور دوسری کرسی پر اس لڑکی کے مدمقابل بیٹھ گیا۔ چند لمحات بعد وہ لڑکی اس کے پاس سے اٹھ کر چلی گئی۔ مسٹر مینس فیلڈ کو ایسا لگا گویا اس لڑکی نے اس کے لنگ زدہ کولہے کو دیکھ لیا ہے اور اسی وجہ سے اسے میز پر اکیلا چھوڑ کر چلی گئی ہے یکایک وہ بھی اپنی کرسی سے اٹھا اور سگریٹ نوشی کے کمرہ میں چلا گیا جہاں اس کو وہی لڑکی پھر نظر آئی۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ لڑکی کے پاس بیٹھ سکے لڑکی وہاں سے کھسک گئی۔

دوسرے دن دوپہر میں جب لوگ کھانے کیلئے جمع ہوئے تو مسٹر مینس فیلڈ کے ہر چہار طرف وہی مذہبی ہجوم تھا۔ لیکن وہی لڑکی پھر اکیلی اسی میز پر بیٹھی نظر آئی۔ آج اس نے کل والے نیلے کپڑے نہیں پہنے ہوئے تھے بلکہ ہلکے پیلے کپڑوں میں ملبوس ایسی نظر آ رہی تھی جیسے کہ وہ ایک تازہ حسین پھول ہو۔ اس کا دل پھر چاہا کہ وہ اس میز پر جائے۔

لوگ عجلت میں ادھر سے ادھر پھر رہے تھے اس کے پوچھنے پر ان کو بتایا گیا کہ جلوس قریباً ایک گھنٹہ کے اندر اندر شروع ہو جائے گا۔ کاہن نے مسٹر مینس فیلڈ سے کہا کہ آپ کہیں بھی کھڑے ہو جائیے، کاہن آپکو بھی برکت دیگا۔ "یسوع، مقدسہ مریم کے بیٹے ہم پر رحم کر" یہ وہ دعا تھی جو ماس سے بلند ہو رہی تھی"

بیمار لوگ لائن میں کھڑے تھے اور پاک سیکرامنٹ سے ہر ایک پر برکت دے رہے تھے جب آفیسر کی باری آئی تو وہ دوزانوں ہو گیا۔ اس کو اپنی حالت پر رحم اور اپنے سے شرم سی محسوس ہونے لگی۔ "یسوع، مقدسہ مریم کے بیٹے مجھ پر رحم کر!" اس نے آہستہ سے اپنے من میں یہ کہا۔ اس نے اپنے جسم کو چھوا لیکن وہ بالکل بھی اچھا نہ ہوا تھا۔ گو اس کی جسمانی ہیئت تو نہ بدلی تھی پر اس کے دل میں ہمت و استقلال نے جگہ لے لی تھی وہ ایک ہلکا پن محسوس کر رہا تھا۔ وہ خوش بھی تھا اس نے

اپنے منہ کو ہاتھوں سے چھپا لیا اور دعا میں مشغول ہو گیا۔ کہ اے مقدسہ مریم مجھے جو ایمان کا تحفہ بخشا گیا ہے اُس کے لئے میں تیرا شکر گزار ہوں۔ میرے گذشتہ گناہوں کو معاف کر اور آئندہ مجھ پر رحم کر۔

اُس نے اپنے کاندھوں پر ایک نرم ہاتھ محسوس کیا۔ اور مڑ کر دیکھا تو تعجب کی انتہا نہ رہی کہ وہ ہی لڑکی اُس کے کاندھے پر ہاتھ رکھے کھڑی ہے۔ اُس لڑکی نے کہا کہ مجھے خوشی ہے کہ آپ بھی مقدسہ مریم کی شکر گزاری کیلئے یہاں موجود ہیں "لیکن میں اچھا تو نہیں ہوا۔ پر میں شکر گذار ہوں کہ مقدسہ مریم نے مجھے یہاں روحانی آسودگی بخشی" "میں بھی تو اچھی نہیں ہوئی" آپ! افسر نے متعجب ہو کر کہا۔ آپ تو بالکل صحت و تندرستی کی ایک مثال نظر آ رہی ہیں۔

"میں اندھی ہوں" کرنل کو ایسا محسوس ہوا کہ گویا وہ لڑکی سسکیاں لے رہی ہے "لیکن" اُس نے اپنے کلام کو جاری رکھتے ہوئے کہا۔ گو اندھے کو اندھا تو راہ نہیں دکھا سکتا پر ایک لنگڑا ضرور دکھا سکتا ہے۔

مسٹر مینس فیلڈ مس لیلا کے ساتھ باہر چلے گئے۔ تاکہ اُس کو اپنی خوش قسمت شریک زیست بنا سکے۔ وہ دونوں یہ دعا کہتے جاتے تھے "مقدسہ مریم ہم پر رحم کر۔ مقدسہ مریم ہمارے مستقبل کو روشن بنا" رحم دل ماں ہم پر نظر عنایت کر۔

پیٹر ویمن کی ماس

منظور لیوک۔ ادیب ماہر علیگ

● سردی کا یہ عالم کہ دانت سے دانت بج رہے تھے ایک غریب، تھکا ماندہ، بوسیدہ کپڑوں میں ملبوس ایک نوجوان لڑکا۔ اٹلی کے ایک شہر میں اپنے ہاتھوں کو بغل میں دبائے تلاش معاش میں سرگرداں تھا۔ بھوک کی شدت نے اُس کا برا حال کیا ہوا تھا۔

اُس نے کام کے لئے کئی دروازے کھٹکھٹائے لیکن اُسے ہر جگہ سے بے نیل و مرام لوٹنا پڑا۔ آخر بڑی تگ و دو کے بعد اُسے ایک کام ملا۔ اس کام کو قبول کرنے سے آپ اس نوجوان کی پست حالت کا اندازہ بخوبی لگا سکتے ہیں یہ کام تھا بھیڑ بکریاں چرانے کا۔

اُس کی غریب ماں نے شاید اپنی حیات میں یہ کبھی تصور نہ کیا ہوگا۔ کہ اُس کی وفات کے بعد اُسکے لاڈلے کی یہ درگت بنے گی۔ جب وہ بستر مرگ پر تھی تو اُس نے پیٹر کے بڑے بھائی کو بلایا اور پیٹر کو اُسکے ہاتھ میں سونپ دیا کہ میرے مرنے کے بعد اسکو کوئی تکلیف نہ ہو۔ یہ تیرا ہی تو سگا بھائی ہے۔ ہر ماں کی طرح اُس کی بھی یہ خواہش تھی کہ اُس کا بچہ بھی ایک اچھا انسان بن جائے۔ لیکن جوں ہی اُس کی آنکھ بند ہوئی پیٹر کے بھائی نے اُس کے ساتھ برا سلوک کرنا شروع کر دیا اور وہ بچہ اپنے بھائی کی روکھی سوکھی روٹی پر ہی گزر بسر کرنے لگا۔ آخر تنگ آ کر اُسنے راہِ فرار نکالی اور چھوٹی موٹی نوکری کی تلاش میں نکل پڑا۔

ایک دن جب وہ نہایت غمزدہ تھا۔ اُسکی آنکھوں سے آنسو بہت بہہ رہے تھے تو یکایک اُس کی نظر ایک سونے کے سکے پر پڑی۔ اُس نے اُسے اٹھا لیا۔ اُسکا دل خوشی سے ناچ اٹھا۔ گویا اُسے ایک ...... بڑا خزانہ مل گیا ہو۔

زندگی میں اُسے یہ پہلا سونے کا سکہ ملا تھا اب اُسے ایک فکر یہ لاحق ہوئی کہ اسکو کیونکر خرچ کیا جائے بھوک اُس کے سامنے لذیذ کھانے لئے ناچ رہی تھی۔ اس کڑاکے کی سردی نے اُسے نرم و گرم بستر کی یاد دلائی اور نہ معلوم اُس کے دل میں کتنی چیزوں کی خواہش بیدار ہو گئی ہوگی آخر کار اُس نے فیصلہ کیا کہ بجائے اس سکہ کو میں خود خرچ کروں وہ اس سکہ کو کاہن کے پاس لے گیا تاکہ اس کے لئے پاک ماس کی قربانی چڑھائی جائے۔

بہت جلد اُس پر یہ ثابت ہو گیا کہ پاک ماس کی قربانی اُس کے لئے کتنی سود مند ثابت ہوئی ہے کاہن کو اس کی آنکھوں میں غربت و افلاس نظر آ رہا تھا اُس کے چہرے سے بھوک و تشنگی جھلک رہی تھی اُس کی بوسیدگی اُس کے غربت اور افلاس کی غمازی کر رہی تھی گویا اُس کی تمام ہستی پست شکستہ حالی کی ایک نمایاں تصویر تھی۔

کاہن بہت ہی خدا ترس تھا اُس نے پیٹر کو اپنے پاس رکھ لیا اور اسکول میں داخل کرا دیا۔ پیٹر محنتی و جفاکش تھا کاہن کی توجہ نے اُس میں چار چاند لگانا شروع کر دیئے علم اور پاکیزگی کے زیورات نے اُسے اس طرح سجایا کہ ہر چہار طرف اس کا چرچا ہونے لگا اُسی کاہن نے اُسے علم الٰہی کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیج دیا۔ آخر کار وہ بہت جلد ہی کاہن مخصوص کر دیا گیا۔ اُسکے اعلیٰ علم۔ حلم، انکسار جانفشانی و ہر دلعزیزی کا یہ عالم تھا کہ وہ جلد ہی بشپ کے اعلیٰ عہدہ پر چن لیا گیا۔ اُس کی ترقی یہاں تک ہوئی کہ وہ پاپائے اعظم کلیمنٹ دوم کا سیکریٹری مقرر کیا گیا۔ آج ہم اس غریب و نادار لڑکے کو کلیسیا کا ایک جامع و مستند معلم کی حیثیت سے جانتے اور عزت کرتے ہیں۔

آیئے ہم غور کریں۔ وہ سونے کا سکہ اُسے کتنی پوشاک پہنا سکتا تھا۔ وہی اکیلا سکہ اُس کے کتنی دن کی خوراک کے لئے کافی ہو سکتا تھا۔ یا اُس کی دوسری ضروریات کتنے عرصہ تک پوری کر سکتا تھا شاید ایک ہفتہ یا اُس سے بھی کم لیکن اُس کی جذبہ قربانی اُسے دُنیا کی ایک عظیم ترین شخصیت بنا دیا۔ جب ہم ملکہ پاک ماں کی قربانی چڑھاتے ہیں تو اُس سے ہم خود کو عظیم ترین عزت دیتے اور یہ تعظیم تمام تر عزت سے اعلیٰ ہوتی ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ ہم اپنے فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کرتے ہیں۔ اُمید ہے کہ ماہ نومبر میں ہم نہ صرف اپنے فائدہ کے لئے بلکہ مرحوم ایمانداروں کی روحوں کیلئے بھی پاک ماس کی قربانی میں شرکت کریں گے۔"

خودکشی

از حقیر میرٹھی

دُنیا میں خودکشی کرنے والوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے اور لوگ محسوس نہیں کرتے کہ خودکشی ایک بہت بڑا جرم اور گناہِ عظیم ہے۔ انسان اپنی زندگی کو ختم نہیں کر سکتا کیونکہ اُس کی زندگی کا مالک خدا ہی ہے خودکشی خدا کے احکام کے خلاف ہے جس نے حکم دیا کہ تو خون نہ کر جیسے انسان دوسروں کو نہیں مار سکتا اسی طرح اُسے کوئی حق نہیں ہے کہ اپنی زندگی کو تلف کرے۔ خودکشی کرنا بذات خود فطرت کے برعکس بھی ہے ہر ہستی چاہے وہ جانور ہو۔ شجر ہو یا کوئی بھی نباتات کیوں نہ ہو اپنے وجود کو محفوظ رکھنے کی کوشش کرتی ہے جو کچھ اُن کے وجود کو نقصان پہنچا سکتا ہے اُس سے بچنے کی کوشش کرتا ہے خودکشی کرنے والا اس فطرتی قانون کے خلاف جاتا ہے۔ جب وہ اپنے ہاتھوں سے اپنی زندگی ختم کرنے کی سعی کرتا ہے خودکشی کرنے والا اُس سے زیادہ بڑا جرم کرتا ہے جو دوسروں کو مارتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اگرچہ ہم لوگوں کو اپنے پڑوسی سے محبت کرنی چاہیئے۔ اُس سے زیادہ محبت ہمیں اپنی ہستی سے کرنا چاہیئے جو انسان اپنے سے محبت نہیں کر سکتا وہ دوسرے کیونکر محبت کر سکتا ہے۔

خودکشی خاندان اور سوسائٹی کے خلاف بھی ایک بڑا جرم ہے ہر ایک آدمی کسی نہ کسی خاندان کا ممبر ہے۔ اُس خاندان میں وہ لوگ رہتے ہیں۔ جن سے اُسکا خونی رشتہ ہے اور جن کی جانب کئی فرائض کی انجام دہی اُنھیں پر واجب ہے اسکے علاوہ وہ کسی نہ کسی سوسائٹی کا بھی ممبر ہے خودکشی کرنے والا ان تمام تعلقات سے کنارہ کش ہو جاتا ہے۔ چاہے وہ باپ ہو یا بیٹا، بھائی یا بہن ہو۔ خاوند یا بیوی کا درجہ رکھتا ہو۔ آخر کار وہ اپنے خاندان کے خلاف ایک ظلم کا کام کرتا ہے اور اپنے وجود اور بُرے فعل سے سوسائٹی کے حق کی ادائیگی سے منکر ہو جاتا ہے۔

کوئی اعتراض کریگا کہ جب زندگی کا بوجھ برداشت سے باہر ہو جائے تو کیوں خودکشی جائز نہیں ہو سکتی؟ دُنیا میں کوئی ایسا دُکھ نہیں ہے جو صبر سے برداشت نہ کیا جا سکے اور جو انسان مسیحی ایمان کی مدد لیتا ہے۔ تو اُس کے ذریعہ سے وہ دکھ خوشی کے ساتھ ہی برداشت کر لیتا ہے ایمان کے ذریعہ سے ہم جانتے ہیں کہ جو انسان دُکھ کو صبر کے ساتھ برداشت کرتا ہے وہ اپنے لئے بہت ثواب کماتا ہے۔ وہ خدا کی مرضی کو قبول کرتا ہے۔ اور جو خودکشی کرتا ہے وہ خدائی تعبداری سے بغاوت کرتا ہے زندگی میں کچھ دُکھ ایسے ہوتے ہیں جن کو ہم ہی خود پیدا کرتے ہیں۔

جب ہمیں اپنے غلط کاموں کا نتیجہ ملتا ہے تو اُس دُکھ اور حقیقت کو ہمیں خدا کے سامنے پیش کرنا چاہیئے۔ تاکہ وہ ہم پر رحم کی نگاہ سے دیکھے اور اُس مصیبت کو دُور کرتے۔ کچھ ایسے دُکھ اور پریشانیاں بھی ہوتی ہیں۔ جو خدا خود بھی ہماری وفاداری کی آزمایش کے لئے ہونے دیتا ہے اس طرح کی دکھ اور پریشانیاں اپنی روح کو پاک صاف کرنے کے لئے اور نیکی کی طرف قدم بڑھانے کے لئے ایک ذریعہ بنتے ہیں۔ خداوند یسوع مسیح نے خود ہمیں سکھایا کہ ہم ہمیشہ خدا کی مرضی کو خوشی سے قبول کریں۔ اور "اے ہمارے باپ کی دُعا" میں ہم بار بار کہتے ہیں کہ "جیسی تیری مرضی آسمان پر ہے ویسی زمین پر بھی ہو" اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں خدا کے ہاتھ سے سب کچھ قبول کرنا چاہیئے۔ چاہے وہ ہماری طبیعت کے موافق ہو یا اُس کے خلاف۔

اسکے بعد ہم سمجھ سکتے ہیں کہ ایک امتحان میں فعل ہو جانا یا بیروزگار ہونا اور ایک لمبی بیماری یا غربت کافی نہیں ہے کہ ہم خدا کے اُس حق کو چھینیں جو وہ ہماری زندگی پر رکھتا ہے انسان کو اس فانی زندگی کی خوشی کو اپنی زندگی کا مقصد نہ بنانا چاہیئے۔ بلکہ دائمی زندگی کی خوشی جو صرف نیک کاموں کے ذریعہ سے ہی حاصل ہو جاتی ہے۔ یہ دائمی خوشی صرف اُن لوگوں کو ہی مل جائے گی۔ جو اس زندگی کے دُکھ اور مصیبتوں کو برداشت کر کے خدا کو اپنی وفاداری دکھائیں گے۔

مبارک ہے وہ آدمی جو آزمایش کی برداشت کرتا ہے اس واسطے کہ جب اُسکی آزمائش ہو چکے تو زندگی کا وہ تاج پائے گا۔ (یعقوب ١/١٢)

سوال:- بتائیے کہ کاتھولک لوگ اے ہمارے باپ کی دعا پوری طور سے کیوں نہیں پڑھتے؟ یعنی کیوں آخری جملہ کو چھوڑ دیتے ہیں۔ بادشاہی اور قدرت اور جلال ہمیشہ تیرے ہی ہیں"

جواب:- کاتھولک اے باپ ہمارے کی دُعا مقدس متی کی انجیل کے مطابق پڑھتے ہیں اور اُنمیں سے نہ کوئی جملہ چھوڑتے ہیں نہ کوئی لفظ۔ وہ جملہ جس کا آپ نے ذکر کیا ہے وہ دستی نسخوں میں کہیں بھی موجود نہیں تھا مگر بعد میں اس کا اضافہ کر دیا گیا ہے اس اضافہ کی بھی ایک وجہ یہ ہے کہ اس سے پہلے کہ چھاپہ خانے ایجاد ہوں۔ کاتب لوگ ہاتھ سے پوری بائبل کی نقل کیا کرتے تھے اور اسکو مکمل کرنے کیلئے عموماً پانچ چھ سال کی لمبا عرصہ لگتا تھا۔ جب کاتب لوگ لکھتے لکھتے تھک جاتے تو وہ حاشیہ پر ایک نشان لگا دیا کرتے تھے۔ یعنی خدا کی تمجید کے لئے کوئی بھی چھوٹی سی دُعا لکھ دیا کرتے تھے جیسا کہ (متی ٦ باب کی ١٣ ویں آیت) میں دیکھیں گے آپ نے اُسمیں یہ بھی دیکھا ہوگا۔ کہ متذکرہ بالا جملہ بریکٹ میں دیا ہوا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آپکی بائبل کے چھاپنے والوں نے بھی مانا ہے۔ کہ یہ جملہ قدیمی بائبل میں نہیں تھا۔ اس لئے کاتھولک چرچ اے باپ ہمارے کی دُعا کو، ہمیں بدی سے بچا کے الفاظ سے ختم کرتے ہیں۔

آپ کی دلچسپی کے لئے میں یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ قدیمی زمانے میں خدا کی تمجید کیلئے دو دُعائیں عام استعمال میں تھیں۔ یعنی ایک یہ جو آپ اے ہمارے باپ کی دُعا کے آخر میں لیتے ہیں اور دوسری "باپ اور بیٹے اور رُوح پاک کی بڑائی ہووے۔ جیسے وہ شروع میں تھی، اب ہے اور ہمیشہ تک رہے گی آمین"

مگر یہ آخری دُعا اس لئے کہ اس میں اقدس تثلیث کا ذکر آتا ہے پاپا دامنلش کے حکم سے زبوروں کے آخر میں گرجے کی عبادتوں میں بولی جانے لگی جس کی وجہ سے یہ عام ہو گئی

اور دوسری "بادشاہی قدرت اور جلال ہمیشہ تیرے ہی ہیں" اس کا رواج کم ہونے لگا۔ اس طرح کے جملے بائبل میں کاتبوں کی وجہ سے کئی بڑھ گئے تھے اب بائبل کی کھوج کی وجہ سے یہ نئی اشاعت میں پھر سے چھوڑ دیئے جانے لگے ہیں یا بریکٹ میں لئے گئے ہیں جیسے کہ مندرجہ بالا جملہ بریکٹ میں دیا ہوا ہے

سوال ۲:۔ کیوں کاتھولک لوگ دوسرے حکم کو چھوڑ دیتے ہیں؟ اور کس کے اختیار سے خدا کے دس احکام میں تبدیلی کرتے ہیں۔؟

جواب:۔ بائبل میں خدا کے احکام دو جگہ درج ہیں خروج کے ۲۰ باب ۱ سے ۱۷ آیت تک پھر استثنا ۵ باب ۶ آیت سے ۲۱ آیت۔ اِن دونوں جگہوں میں خدا کے احکام کی تعداد٭ "اور اُس نے اُن لوحوں پر اُس عہد کی باتوں کو یعنی دس احکام کو لکھا"، تو پھر کس طرح معلوم ہو سکتا ہے کہ ایک حکم کہاں تک ہے اور دوسرا حکم کہاں سے شروع ہوتا ہے۔ معلّمین نے مسیحیت کے قدیمی زمانے سے خدا کے احکام کو اُن کے مطلب سے دس میں تقسیم کیا ہے اب خروج کے بیس باب ایک آیت سے لیکر ۵ آیت تک ایک ہی حکم ہے اور استثنا ۵ باب ۶ آیت سے ۱۰ تک ایک ہی حکم ہے یعنی کہ بُت پرستی نہ کی جائے۔ چاہے آپ اس حکم کو دو احکام میں تقسیم کریں یا ایک میں مطلب وہی ہے چاہے آپ اسکا بیان مختصر کریں یا تشریح کے ساتھ کریں تو بھی مطلب ایک ہی ہے آپ کہیں گے کہ ایک خدا کو ماننا اور صرف اُس کی پرستش کرنا یا لفظ بلفظ بائبل کے وہ پانچ چھ الفاظ بولیں مطلب یہی ہوا کہ آپ کس چیز کو غیر معبود نہ بنائیں اور صرف ایک ہی اصلی خدا کی پرستش کریں۔ نہ پروٹسٹنٹ لوگ اور نہ ہی کاتھولک دس احکام کو لفظ بلفظ بولتے ہیں جیسا کہ بائبل میں درج ہیں۔ اگر آپ ذرا غور سے مطالعہ کریں تو آپ پر واضح ہو جائے گا۔ کہ خروج کی کتاب کے دس احکام اور استثنا کی کتاب کے دس احکام بھی لفظ بلفظ نہیں ملتے ہیں۔ پھر آپ کن کا ورد کریں گے؟

دس احکام کی دونوں پر ترتیب جو آجکل استعمال کی جاتی ہیں یعنی ایک کاتھولک چرچ اور ایک پروٹسٹنٹ چرچ میں، دونوں ہی کاتھولک معلّموں کی ترتیب کردہ ہیں کاتھولک لوگ عموماً مشہور معلم اوریجن اور خاوص کی درسگاہ کی ترتیب کو استعمال کرتے ہیں اور پروٹسٹنٹ لوگ جس ترتیب کو استعمال کرتے ہیں وہ مقدّس اگستین کی بنائی ہوئی ہے یہ مقدس غیر معبودوں کے بارے میں زیادہ زور دیتا ہے تاکہ غیر معبدوں کی پرستش کا سلسلہ نہ شروع ہو۔ کیونکہ اسکا دائرہ عمل ایسا تھا جہاں کے لوگ ابھی تک بُت پرستی سے متاثر تھے لہذا اُنھیں بُت پرستی پر زیادہ توجہ دینے کی ضرورت محسوس ہوئی اور اوریجن اور قلیوزا استثنا کے ۲۱ آیات پر زیادہ توجہ فرماتے ہیں اور اس طرح نویں ۹ حکم کو اس طرح درج کرتے ہیں "تو اپنے پڑوسی کی بیوی کا لالچ نہ کر" استثنا ۵/۲۱ یہ حکم خروج میں بھی ہے مگر اُس میں اتنی زور کے ساتھ نہیں ہے کاتھولک کلیسیا نے مناسب سمجھا کہ نفسانی عادتوں اور خواہشات کو دبانے کے لئے اس حکم پر زیادہ زور دیا جائے اُس میں کوئی شک نہیں کہ باہمی عزت کے لئے اور سوسائٹی کے رفاہِ عام کیلئے یہ حکم بہت فائدہ مند ہے۔

آپ مغالطہ میں نہ رہیں کہ کاتھولک کلیسیا ان دونوں ترتیبوں کے خلاف نہیں ہیں۔ یہ دونوں ترتیب تو خود ہی کاتھولک معلّموں کی محنت کا پھل ہیں۔ یہ تینوں معلّم جن کا ذکر کیا جاچکا ہے پروٹسٹنٹ تحریک سے قریباً تیرہ چودہ صدی پہلے دنیا میں تعلیم و تبلیغ کا کام کرتے تھے۔

خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضرور دیجئے

٭ نہیں دیجاتی ہے مگر خروج کے ۳۴ باب ۲۸ آیت میں ذکر کیا جاتا ہے کہ

"سنتوں ولیوں اور مقدسوں کی عزت کرنا" گزشتہ سے پیوستہ

(اے خدا اُن کو معاف کر کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں آمین) :-

(از قلم فادر ... مسیح ...)

دوسری حجت :- یہ سچ ہے کہ والدین اور دوسرے لوگ ہمارے لئے دُعا کر سکتے ہیں۔ کیونکہ جب تک کہ وہ زندہ ہیں وہ ہماری عرضی و منت سُن سکتے ہیں۔ مگر جب وہ رحلت فرما جائیں تو ہمیں یہ تحقیق نہیں ہے کہ وہ بہشت میں ہماری دُعا کو سُن سکیں۔ علاوہ اس کے اگر سنت لوگ بہشت میں ہو کر ہم لوگوں کی دُعا جو اس دُنیا میں ہیں سن سکتے ہیں تو وہ خدا کی طرح ہر جگہ حاضر ہونے چاہئیں۔ مگر یہ بات بالکل ناممکن ہے۔

دوسری حجت کا جواب :- اپنے ہی سوال یا حُجت کے مطابق آپ خود تسلیم کرتے ہیں کہ ہم سنتوں سے بھی جو بہشت میں ہیں دُعا کر سکتے ہیں۔ لیکن صرف مشکل یعنی دقت یہ ہے کہ کس طرح وہ ہماری دُعاؤں کو سُن سکتے ہیں؟

اِس طرح دریافت کرنا کہ کس طرح مقدس لوگ ہماری دُعا کو سُن سکتے ہیں" ایک بات ہے اور یہ پوچھنا کہ آیا ہم مقدس لوگوں سے دُعا مانگ سکتے ہیں یا کہ وہ ہمارے لئے دُعا کر سکتے ہیں؟ ایک دوسری بات ہے۔ پیشتر اسکے کہ ہم نئے سوال کا جواب دیں! آپ ہمیں یہ تشریح کرنے دیں جو کہ مقصود ہے ہمارے بچھڑے ہوئے پروٹسٹنٹ بھائی یہ تمیز نہیں کرتے ہیں کہ درمیان گیری حقیقتاً" دو طرح یعنی دو قسم کی ہے ایک تو نجات کی درمیانی ہے جو صرف مسیح یسوع سے تعلق رکھتی ہے جو فرشتے اور سنت لوگ کسی طرح اس میں شریک نہیں ہو سکتے اسی وجہ سے مقدس رسول سنت پولوس ان لفظوں میں جن کا حوالہ ہم اوپر دے چکے ہوئے ہیں۔ حسب ذیل فرمایا ہے :-

"کہ خدا ایک ہے خدا اور آدمیوں کے بیچ ایک ہی درمیانی ہے یعنی آدمی مسیح یسوع۔ جس نے اپنے آپکو روئے زمین کے کفارہ کے لئے دیدیا" (۱تموتھی ۲-۵ تا ۶)

صرف مسیح خداوند ہی ہمارا نجات دہندہ ہے اور صرف وہی ہماری نجات کا درمیانی ہے۔ مگر سوائے نجات کی درمیانی کے دُعا اور شفاعت کی بھی ایک اور درمیانی ہوتی ہے جو دُنیا کے تمام راستبازوں سے اور بہشت کے فرشتوں اور سنتوں سے متعلق ہے اور اسی درمیانی کے باعث سنت لوگ خواہ وہ اس دُنیا میں ہوں یا بہشت میں اپنے پڑوسیوں کے حق میں خدا کے آگے اپنی دُعاؤں کو پیش کرتے ہیں ٹرنٹ TRENT کی عام مجلس اس مسئلہ یعنی مضمون پر بیان کرتی ہے کہ " یہ ایک عمدہ اور نیک بات ہے۔ کہ ہم نیازمندی سے سنتوں کا نام لیں انکی شفاعت اور مدد مانگیں تاکہ ہم خدا کے بیٹے مسیح یسوع کے ذریعہ سے جو کہ واحد ہمارا نجات دہندہ ہے خدا سے رحمتوں کو حاصل کریں۔

(CONC. TRID. SESS 25, — DE INUSC SANT)

ہم یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ کس طرح سنتوں کی دُعائیں مسیح یسوع کی درمیان گیری میں مداخلت کر سکتی ہیں؟ اگر ہم یہ مان لیں کہ مقدس لوگ اپنے ہی اختیار سے نہ کہ مسیح خداوند کے ذریعہ سے ہم کو فضل دے سکتے ہیں۔ تب آپکا سوال یا آپکی حجت لاجواب ہو گی۔ مگر ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ مقدس لوگ خود اپنے آپ کوئی رحمت یا فضل بخش سکتے ہیں۔ ہم یہ مانتے ہیں کہ مسیح یسوع ہی فقط تمام نعمتوں اور فضلوں کا دینے والا ہے۔ اور مقدس لوگ صرف اتنا کرتے ہیں کہ جو بات ہم اُن سے چاہتے ہیں وہ اس کے لئے مسیح یسوع سے ہماری شفاعت کے لئے شافی ہوتے ہیں۔ اس سے بڑھکر ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسا کرنے سے ہم نجات دہندہ کی درمیانی کی دو چند یعنی دُگنی عزت کرتے ہیں۔ کیونکہ جب ہم سنتوں سے یہ دُعا کرتے ہیں کہ تم ہمارے واسطے دُعا کرو۔ تو ہم اور سنت لوگ دونوں یہ قبول کرتے ہیں کہ صرف مسیح یسوع

ہی خدا اور آدمیوں کے بیچ درمیانی ہے اور کہ صرف مسیح یسوع ہی رحمتوں اور فضلوں کو بخش سکتا ہے اب آپ ذرا اس مندرجہ ذیل مثال پر غور کریں مثلاً آپ سرکار میں کسی نوکری کو چاہتے ہیں۔ اور اس نوکری کا دینا بادشاہ کے اختیار میں ہے مگر اس نوکری کے حاصل کرنے کے لئے تم بجائے خود بادشاہ کے حضور درخواست کرنے کے اپنے کسی دوست کو جو بادشاہ کا بھی دوست ہے کہنے کو مجبور کرتے ہو۔ کہ آپ میرے لئے بادشاہ سے اس نوکری کو حاصل کرنے کے لئے سفارش کریں۔ تو کیا اس درمیانی دوست کی سفارش چاہنے سے آپ بادشاہ کے اختیار کو گھٹا سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں! بلکہ ایسا کرنے سے آپ اس بادشاہ کے اختیار کی اور خود بادشاہ کی دگنی عزت کرتے ہیں۔ کہ وہ فائدہ جو آپ چاہتے ہیں صرف بادشاہ ہی آپکو پہنچا سکتا ہے اور نیز آپ اپنے دوست کو بھی پورا یقین دلاتے ہیں کہ صرف بادشاہ ہی اس عرضی کو قبول کر سکتا ہے اور فضل بخش سکتا ہے یہی حال سنتوں کی دعاؤں کا بھی ہے جبکہ سنت لوگ ہمارے واسطے خدا کے حضور سفارش کرتے ہیں۔

ہم پورے طور پر پاک نوشتوں سے ثبوت دے سکتے ہیں کہ سنت لوگ ہمارے واسطے دعائیں کرتے ہیں حقیقت ہے کہ ہم مکاشفہ میں پڑھتے ہیں کہ "اور جب اس نے کتاب کھولی تب وہ چاروں جاندار اور چوبیس بزرگ اس برّہ کے آگے گر پڑے۔ اور ہر ایک کے ہاتھ میں بربط اور خوشبو سے بھرے ہوئے سونے کے پیالے تھے۔ یہ مقدسوں کی دعائیں ہیں" (مکاشفہ ۵ تا ۸)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مقدس لوگ جو آسمان پر مسیح خداوند کے ساتھ ہیں ایمانداروں کی دعائیں مسیح یسوع کے آگے پیش کرتے ہیں پھر ہم مکاشفہ میں پڑھتے ہیں۔ کہ "مقدسوں کی دعاؤں کی خوشبوؤں کا دھواں فرشتوں کے ہاتھ سے خدا کے پاس چڑھ گیا" (مکاشفہ ۸ تا ۴)۔ یہوداہ مکابی کسی خاص رویا کا ذکر کرتا ہوا کہتا ہے کہ انیاس نے جو سردار کاہن ہوا تھا اپنے ہاتھ اٹھا کر یہودیوں کی تمام قوم کے لئے دعا مانگی اور اس کے بعد ایک اور آدمی نمودار ہوا اور اونیاس نے اپنے جواب میں کہا کہ یہ وہی ہے جو لوگوں کیلئے اور تمام پاک شہر کے لئے بہت دعا مانگتا ہے یعنی یرمیاہ خدا کا نبی" (۲ مکابیوں ۱۵: ۱۲ تا ۱۴)

تو پھر سنتوں کو ہمارے لئے کیوں دعا نہیں کرنی چاہیئے؟ اگر دیویاس (ایک دولت مند آدمی) نے اپنے بھائیوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے دوزخ کے گہراؤ سے ابراہام کو پکارا تو پھر کیوں بہشت کے سنت لوگ اپنے مدد خواہوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے خداوند کے حضور سفارش نہیں کر سکتے ہیں؟ پھر اگر بہشت کے فرشتے قوموں اور شہروں کے لئے دعا مانگ سکتے ہیں اور حقیقتاً مانگتے بھی ہیں تو پھر کیوں مقدس لوگ جو بہشت میں ہیں اس دنیا کے اپنے بھائیوں کے لئے دعا نہیں مانگ سکتے ہیں؟ درحقیقت فرشتے ہمارے لئے دعا مانگتے ہیں کیونکہ ہم پاک کلام میں پڑھتے ہیں کہ "پھر خداوند کے فرشتے نے جواب دیکر کہا کہ اے رب الافواج تو یروشلم اور یہوداہ کے شہروں پر ستر برس سے عذاب نازل کرتا ہے کب تک رحم نہ کریگا"؟ (ذکریا ۱ تا ۱۲) خود مسیح خداوند انجیل مقدس میں فرماتے ہیں کہ "مقدس لوگ آسمان پر خدا کے فرشتوں کی مانند ہوں گے۔ یعنی اپنی صفات اور حقوق میں نہ کہ ذات میں فرشتوں کی مانند ہوں گے اور دراصل وہ عقل جو ایمان سے روشن کی گئی اس مسئلے کو قبول کرنے سے انکار نہیں کر سکتی ہے۔ کہ بہشت اپنے رہنے والوں کیلئے کامل خوشی کی جگہ نہیں ہے؟ اب کیا اس دنیا میں کسی ماں کو اپنے بچے کے واسطے دعا مانگنی یا کسی دوست کو اپنے دوست کے واسطے سفارش کرنی اور یہ جاننا کہ یہ دعائیں خدا کے آگے مقبول ہیں اور ان لوگوں کے لئے جن کے واسطے یہ دعائیں کی گئی ہیں۔ مفید ہیں کیا ایک کامل خوشی نہیں ہے؟ کیا اس ماں کی روح بہشت میں داخل ہوتے ہی اس کامل خوشی سے محروم ہو گی؟

ماسوائے اس کے کیا پاک نوشتہ نہیں بیان کرتا ہے کہ ایمان اور امید بہشت میں جاتے رہتے ہیں مگر محبت جو ان

دونوں سے افضل (بڑی) ہے بہشت میں سے کبھی جاتی نہیں رہتی؟ (اکرنتھیون ۱۳: ۸) مقدس لوگوں کی طرح اپنی محبت کو ظاہر کر سکتے ہیں۔ اگر ان لوگوں کے لئے جو ان سے مدد کے خواستگار ہوتے ہیں کیا خدا سے دعائیں مانگ سکتے؟ چونکہ نیکی کرنے کی خواہش بہشت میں کامل ہے اسلئے سینٹ لوگ بہ نسبت اسکے جبکہ وہ اس دنیا میں تھے بہشت میں ہونے سے اور بھی زیادہ ہمارے واسطے فضل حاصل کرنے کے خواہشمند ہوں گے۔ اس میں یہ بھی اضافہ یعنی شامل کرنا چاہیئے کہ موت اگرچہ سنتوں کے ساتھ ہمارا جسمانی تعلق ختم کر دیتی ہے یعنی قطع کر دیتی ہے مگر ان کی روح سے ہمارا تعلق قطع نہیں کرتی۔ دنیا میں یہ سنت لوگ نیک کاموں اور دعاؤں کی پاک شراکت کے ذریعے ہمارے ساتھ شریک ہوتے تھے اور وہ اسی کلیسیا کے جس کا کہ یسوع مسیح نادیدنی سردار ہے شریک تھے اور کیا یہ درست نہیں ہے کہ وہ کلیسیا کے دوسرے شریکوں کے لئے دعا مانگیں؟

کیا رسولوں کا حکمہ یعنی عقیدہ ہمیں یہ نہیں سکھاتا ہے، کہ ہم کو مقدسوں کی شراکت پر ایمان لانا چاہیئے؟ کیا مقدسوں کی شرکت ہمارے ساتھ دنیا ہی کی تھی؟ اور جبکہ وہ بہشت میں چلے گئے ہیں ان سے کیا ہمارا تعلق قائم نہیں رہتا ہے؟ کیا ان مقدس شہیدوں کو جن کو بہشت میں جلال کا تاج ملا ہے ان کے ساتھ جو ابھی دنیا میں مسیح یسوع کے لئے سخت تکلیف اٹھاتے ہیں کچھ ہمدردی نہیں ہے؟ کیا مبارک عابدوں کو ان لوگوں کے ساتھ جو ان کی پیروی کرنے کے لئے کوشش کرتے ہیں اب کچھ ہمدردی نہیں رہی ہے؟

(باقی پھر)

بقیہ صفحہ ۲ (آؤ فضلوں کی ماں کے پاس چلیں)

شاگرد کو کہتا ہے "دیکھ یہ تیری ماں ہے" (یوحنا ۱۹: ۲۷)۔ جیسے حوا کے گناہ کا نتیجہ ابتک جاری ہے۔ خداوند یسوع مسیح کے نجات کا پھل مقدسہ مریم کے ذریعہ سے ہمیں ملتا رہے گا اور اس کی ماں کا عظیم عہدہ ہمیشہ تک رہے گا۔ بیشک ہم گنہگار ہیں۔ پھر بھی ہماری ایک ایسی مقدس ماں ہے جو ہماری شفاعت کرتی رہتی ہے۔

بقیہ صفحہ ۱۵ (خبریں): مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ مجھے اس سے پیشتر اتنی تیار جماعت کبھی پہلے نہ ملی تھی۔ جو میری اپیل کو لبیک کہے۔

دہلی۔ کاتھولک امدادی جماعت نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ دہلی میونسپل بورڈ کے اسکولوں کو پچاس ہزار روپیہ سالانہ امداد دیگی جس کے ذریعہ بچوں کو دوپہر کا کھانا مفت تقسیم کیا جا سکے۔

ضروری اطلاع

ہم نہایت فخر اور خوشی کے ساتھ آپ لوگوں کو مطلع کرتے ہیں کہ سابقہ سالوں کی طرح اس دفعہ بھی کرسمس نمبر بڑی شان کیساتھ شائع کیا جائے گا۔ جو صاحبان اپنے مضامین اور نظمیں و نیز اپنی تصاویر چھپوانا چاہیں وہ مہربانی فرماکر 5 دسمبر تک دفتر رسالہ فضلوں کی ماں کورٹ روڈ۔ سہارنپور کو بھیجدیں تاکہ وقت پر رسالہ تیار کیا جا سکے۔ جو صاحبان اپنی تصاویر بھیجنا چاہتے ہیں وہ تصویر کے ساتھ مبلغ چار روپیہ ضرور ارسال فرمائیں تاکہ بلاک بنوایا جا سکے۔

(ایڈیٹر)

گرم خبریں

روم - پوپ پال ششم نے نیویارک کی طرف روانہ ہونے سے تین دن پہلے ایک امریکن نیگرو کو بشپ کے اعلیٰ عہدہ کیلئے منتخب کیا۔ اس عمل سے پاپائے اعظم دُنیا کے سامنے یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ کاتھولکس کلیسیا نہ رنگ و نہ کسی قوم کا امتیاز کرتی ہے بلکہ اُسکے سامنے سب برابر ہیں۔ آپ کا نام ہیرلڈ آر۔ پیری ہے آپ کی عمر ۴۸ سال ہے اور آپکو آرلینس شہر کے مدد گار بشپ کی حیثیت سے 2000 و 5 5 کا تھولک کاندرا رہا کا رہبر بنا دیا گیا ہے۔

نیویارک :- پاپائے اعظم پال ششم کو اوتھانٹ کیطرف سے یو۔این۔او کی جنرل اسمبلی میں بولنے کے لئے مدعو کیا گیا تھا۔ اُنھوں نے اس دعوت نامہ کو ۹ ستمبر ۱۹۶۵ء کو قبول کیا۔ اُس وقت سے اُن کی خوش آمدید کیلئے اعلیٰ پیمانے پر نیویارک میں انتظام کئے جا رہے تھے U.S.A کی گورنمنٹ نے ۲۶ ہزار پولیس والوں کا انتظام کیا تھا تاکہ کینیڈی ہوائی اڈہ سے نیویارک شہر تک جسکا فاصلہ تقریباً ۲۵ میل ہے حاضرین کی حفاظت کی جاسکے۔ پاپائے اعظم ہوائی اڈہ سے سنت پیٹرک کیتھڈرل میں تشریف لے گئے اور وہیں آپ نے دُعا کی۔ وہاں تک پہونچنے میں آپکو تقریباً دو گھنٹے لگے۔ کیونکہ بھیڑ کی وجہ سے کار بہت آہستہ آہستہ چل سکتی تھی۔ آپکی کار کے سامنے تقریباً ۳۵ کاریں چل رہی تھیں اور لوگ آپکو عزت و محبت پیش کر رہے تھے آپ کی کار کے اندر ہر طرح کے انتظامات تھے۔ اس تمام راستے کے دوران قریباً ۷۵ ٹیلی ویژن کیمرے جن پر پانچسو اشخاص کام کر رہے تھے تعینات تھے تاکہ دُنیا کو اس سفر کا ایک ایک لمحہ پیش کیا جاسکے۔ سنت پیٹرک کیتھڈرل سے آپ یانکی اسٹیڈیم میں تشریف لے گئے جہاں دو لاکھ سے زیادہ آدمی موجود تھے وہاں آپنے ماس کی پاک قربانی ادا کی۔ ماس کی پاک قربانی کے بعد پریزیڈنٹ جانسن سے ملاقات ہوئی۔ اُن کی گفتگو کا موضوع دُنیا میں صلاح تھا۔ ۱۹۱۹ء میں پریزیڈنٹ ولسن نے پاپائے اعظم بنیڈکٹ پندرھویں سے روم میں ملاقات کی تھی۔ پریزیڈنٹ آئزن ہاور نے ۱۹۵۹ء میں پوپ جان تیسویں سے ملاقات کی اور آخر میں پریزیڈنٹ جان۔ ایف کینیڈی نے پوپ پال ششم سے روم میں ملاقات کی تھی۔

اپنی تواریخی تقریر میں جو اُنھوں نے U.N.O کی جنرل اسمبلی کے سامنے نشر کی تھی نبی نوع انسان کو ایک اُمید و اطمینان کی کرن عطا کی جسکا نعرہ تھا "بالکل لڑائی نہیں" "لڑائی پھر کبھی نہیں" یہ اُمید افزا نعرہ اپنی جگہ اتنا جامع و مستند ہے کہ اس سے پاپائے اعظم کی عظمت جھلکتی ہے اُنھوں نے ۱۱۷ ممالک کے نمائندوں کے سامنے اپیل کی کہ دُنیا کی حفاظت کی گارنٹی بغیر ہتھیاروں کے دیجائے۔ آج دُنیا کی نظریں U.N.O کی طرف اُٹھی ہوئی ہیں۔ اُنھوں نے یہ بھی فرمایا کہ جب تک انسان کمزور ہے۔ جبتک اُس میں خیالات کی پختگی نہیں ہے یا اُسکے خیالات اعمال و افعال پراگندہ ہیں تب تک یہ بھی ضروری ہے کہ شیطنیت کو مفادج کرنے کے لئے ہتھیار موجود ہوں۔ اُنھوں نے یو۔این۔او کو اپنا پورا پورا ساتھ دینے کا وعدہ کیا اور کہا کہ اُسکا مقصد صرف یہی ہونا چاہیئے کہ "دُنیا میں لڑائی نہ ہو! لڑائی پھر کبھی نہ ہو!" اُنھوں نے تلقین کی کہ یو۔این۔او کو دُنیا کے تمام بھوکے لوگوں کو خوراک پہونچانی چاہیئے جو پیسہ ہتھیار بنانے کے نتیجہ میں بچے وہ پس ماندہ ممالک کو دیا جائے۔ اُنھوں نے کہا کہ U.N.O نے ایک عظیم کام کیا ہے جو کر رہی ہے کہ عوام کو امن کی تعلیم سے روشناس کیا جا رہا ہے۔ U.N.O ایک ایسا اسکول ہے

(بقیہ صفحہ ۱۳ پر)

غزلِ روز

از قلم فدنلیس سردار مسیح روز امرتسری

مسیح کو ماننے والا مسیحی ہو نہیں سکتا
بشر وہ بھی مسیح یسوع کا ہرگز ہو نہیں سکتا
نہ مانے جو وہ ماں مریم کو مومن ہو نہیں سکتا
جُدا لختِ جگر مادر کا مادر سے ہو، ناممکن!
یوحنا کو وصیت میں مسیحا کیا کہا! سمجھو!
ملی ہے ذاتِ انسانی میں از خود ذاتِ رحمانی
وہ پا سکتا نہیں دل میں ضیائے نورِ اقدس کو!
نہ دیکھیگا جو مریم کو، نہیں دیکھے گا عیسےٰ کو!
ملیگی دین کے اے خادمو! نہیں جنت
کریگا دل سے جو خدمت وہ خادم اُسکی بھیڑوں کی
ریاضت کچھ نہیں اُسکی، نہیں کچھ زندگی اُس کی!
جو نکلے دم بدم نام مسیحا جس کے ہونٹوں سے

عقیدت مادرِ عیسےٰ کو وہ دے جو نہیں سکتا
کہ جو وہ ایک بپتسمہ سے خود کو دھو نہیں سکتا
مدد مانگے جو مریم سے گناہ میں سو نہیں سکتا
جُدا مریم کو عیسےٰ سے کوئی کر تو نہیں سکتا
کہ جز مریم کے عیسیٰ بھی کسی کا ہو نہیں سکتا
یہی وہ ایکتا ہے جو کوئی کر دو نہیں سکتا
بشر جو وہ زری میں من کا منکا پرو نہیں سکتا
وہ پچھتا کر گنا ہوں پہ جو اپنے رو نہیں سکتا
نہ وہ جو دل میں کلام حق کسی کے بو نہیں سکتا
کبھی وہ زندگی کا تاج اپنا کھو نہیں سکتا
بشر خونِ مسیحا سے جو دل کو دھو نہیں سکتا
ضرر پہنچا کوئی ابلیس بھی اُسکو نہیں سکتا

فقط ہے نام کا دنیا میں وہ اے روز عیسائی
چلن اپنے سے ایمان اپنا جو کر شو نہیں سکتا

(بقیہ صفحہ ۱۵):- جہاں یہ تعلیم دیجاتی ہے اور ہم آج اس اسکول میں جمع ہیں۔ جبکہ آپ اس اسکول سے باہر جاتے ہیں تو دنیا آپ کی طرف دیکھتی ہے کہ آپ لوگ امن کے معمار ہیں۔ امن جیسا کہ آپ جانتے ہیں۔ صرف سیاست یا فوجی طاقت کے توازن سے ہی نہیں قائم کیا جا سکتا۔ امن کے لئے ضروری ہے کہ ایسے رجحانات ہوں ایسے خیالات ہوں۔ ایسے اعمال ہوں جو صرف امن کی ہی بنیاد کا پتھر ہو سکیں۔ آپ امن کی تعمیر کے لئے لاانتہا کوشش کرتے ہیں۔ لیکن ابھی تک آپ اسکے بالکل ابتدائی دور میں ہی ہیں۔ کیا آج دنیا اپنے آپ کو خود غرضی اور لڑائی کی تیاریوں کے جال سے آزاد رکھنے میں کامیاب ہو سکتی ہے؟ اس جال نے انسانی تواریخ کو اپنے میں صدیوں سے لپیٹ رکھا ہے۔ اس کا تصور کرنا تو نہایت مشکل ہے لیکن یہ اعلان کرنا آسان ہے کہ دنیا کی تواریخ کو امن کی طرف موڑا جائے ایک پُرامن حقیقی انسانی تواریخ جسکا خدا نے انسان کو وعدہ دیا ہے۔ جسکی راہیں موجود ہیں جنکی آپ نے ابھی اعلان دہی کی ہے۔ یعنی ہتھیاروں سے نجات پانے کا عمل۔ پاپائے اعظم کے امریکہ پہنچنے کے بعد پریزیڈنٹ جانسن ان سے ملے اور تقریباً پچاس منٹ کی گفتگو میں ان کا موضوع "ویت نام کی جنگ" تنازعہ سعد و پاک، ڈومینیکن ری پبلک کا موجودہ مسئلہ تھا۔ آپ دونوں نے ایک مشترکہ امن کی اپیل شائع کی۔ دنیا کے ہزارہا اخبارات نے جلی حرفوں میں ان کے اس تواریخی سفر کے بارے میں تحریر کیا ان کے اس جملے کو دنیا میں سراہا گیا کہ "دنیا میں جنگ نہیں۔ پھر کبھی جنگ نہیں" صرف اس جملے کی ہی اہمیت اتنی ہے کہ یہ اکیلا جملہ دنیا کی تواریخ موڑ سکتا ہے روسی سرکاری اخبار تاش نے ان کی اپیل کو انگریزی اور روسی زبان میں شائع کیا۔ فرانس کے بیرونی وزیر نے .U.N.O سے پیرس لوٹنے پر کہا کہ پاپائے اعظم کا سفر دنیا کے لئے ایک اہم ترین کام تھا۔ مغربی جرمنی کے اخبارات نے کہا کہ پاپائے اعظم کے یو۔ این۔ او۔ میں پہنچنے سے اس کی عظمت کو چار چاند لگے۔ انھوں نے اپنے دورہ امن سے واپس لوٹنے کے بعد دنیا کے 2200 بشپ صاحبان سے

(فادر امید یوس ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر نے ہمدرد پریس سہارنپور میں چھپوا کر دفتر فضاؤں کی مال کورٹ روڈ سہارنپور سے شائع کیا گیا)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۳۶۴

ماہنامہ
فضلو کی ماں
سہارنپور
کرسمس نمبر

مقام اشاعت
کورٹ روڈ سہارنپور

سالانہ چندہ
Rs. 3-50

جلد (۸) — بابتہ ماہ دسمبر ۱۹۶۵ء — شمارہ (۱۲)

الٰہی فضل کیلئے دعا
"اے یسوع" !

جب میں ٹھوکر کھاؤں تو مجھے سنبھال !
جب میں گنہگار ہوں میں گر پڑوں تو مجھے اٹھا لے !
جب میں تجھ سے بھٹکوں تو مجھے واپس بلا !
جب میں گناہ سے گھائل ہو جاؤں تو مجھے چنگا کر !
اے یسوع مجھے اپنا فضل دے
تاکہ میں ہمیشہ رحمدل رہوں !
تاکہ میں اپنی زبان کو قابو رکھوں — اے یسوع
اور صابر رہوں — اے یسوع
اور کہ میں معافی دینے والا بنوں — اے یسوع
تاکہ میں اپنے بزرگوں کا تابعدار ہوں — اے یسوع
تاکہ میں مؤدب، سچا اور پاک بنوں — اے یسوع
ہمیں اپنا فضل دے۔

"ارمغانِ حقیقت"

در تہنیت ولادتِ مسیح ابنِ خدا شاہِ کون و مکان سرورِ پیغمبران

(از نتیجۂ افکار نسیم الکلام جناب ثمر دہلوی دہرہ دون)

چمن میں فصلِ گل آئی بہارِ جاوداں ہو کر
صبا مصروف آرائش ہے دل سے شادماں ہو کر

خوشی آئی ہے پھر گلزار کی روحِ رواں ہو کر
سناتی ہے نوید عشق بلبل نغمہ خواں ہو کر

ہوئی بیت اللحم میں روشنی نورِ حقیقت کی
ہوئے چرنی میں پیدا آپ جب جلوہ کناں ہو کر

ترانے بلبلیں گاتی ہیں سب غنچے چٹکتے ہیں
نوا قمری اٹھاتی ہے عجب معجز بیاں ہو کر

اِدھر آئیں بہار لالہ و گل دیکھنے والے!
یہاں سرو و صنوبر جھومتے ہیں شادماں ہو کر

ملائک آج صف بستہ ہیں کس حسنِ عقیدت سے
فضائے عرش کیا تاباں ہے بزم کہکشاں ہو کر

سراپا نور ہے پچیسواں ۲۵ دن ہر دسمبر کا
خدا کی شان والا آ رہا ہے مہرباں ہو کر

زبانِ خلق پر رقصاں کچھ ایسا ہی بڑا دن ہے
ستائش کرتی ہے دنیا اسی کی یک زباں ہو کر

مجوسی تین آئے جانب مشرق سے سجدہ کو
ستارہ انکی قسمت کا بھی چمکا ضو فشاں ہو کر

گنہگارو تمہاری مغفرت منظور ہے اس کو
اُسے دنیا میں بھیجا ہے خدا نے مہرباں ہو کر

ندا آئی گنہگارو گناہوں سے نہ گھبراؤ!
گنہ کافور ہو جائینگے سب صرف فغاں ہو کر

ثمر اپنا مقدر آج مجھ پر ناز کرتا ہے!
بشارت سے ترنم ریز ہوں میں تر زباں ہو کر!

"صلح کا شہزادہ"

از منظور ریوک
ادیب ماہر علیگ

نجات دہندہ کے جنم دن کو ہر سال منانا ایک اہم ۔ اعلےٰ متبرک اور مسلسل دستور ہے ۔ بڑا دن ایک ایسا تہوار ہے جس کی اہمیت کو ہر مسیحی بلا چون و چرا قبول و تسلیم کرتا ہے ۔ یہ تہوار دو ہزار سال سے متواتر منایا جا رہا ہے ۔ اس تہوار میں گرمجوشی چمک و خلوص ہے ۔ اس دن ہر چہرہ متوّر اور دل پُر جوش نظر آتا ہے ۔ یہ ہمارے مذہبی اعتقاد کی نقاب کشائی کرتا ہے بڑا دن ایک ایسا تہوار ہے جس سے خدا کا پیار بنی نوع انسان کے لئے ثابت ہوتا ہے اس نے ہماری خاطر انسانی صورت میں جنم لیا اور تمام انسانی شرائط کو پورا کیا ۔ عہد طفلی میں اپنی تمام تر طاقتوں پر پردہ ڈالکر ایک معصوم بچّے کی صورت میں نمودار ہوا اور دوسرے بچوں کی طرح وہ بھی اپنی ماں کی ہی گود میں رہا ۔ وہ دنیا میں آیا اور لوگوں کے ساتھ رہا ۔ خود دُکھ سہے اور اس طرح لوگوں کے دکھوں کو محسوس کیا ۔ وہ نیچے اترا اور زندگی کی پستیوں کو بھی دیکھا تاکہ کوئی بھی ایسا نہ رہ جائے جو اُسکے پیار و رحم سے مستفید نہ ہو سکے ۔ خدا کا بیٹا خدا کے پیار کو انسان پر ظاہر کرنے کے لئے آیا تھا ۔ اسلئے کہ "خدا محبت ہے"

ہاں یہ مبارک موقع مسیح سے قبل تاریک زمانے کی بھی یاد دلاتا ہے اُسوقت زیادہ تعداد ایسے لوگوں کی تھی جو پیشنگوئیوں کی کوئی اہمیت نہ سمجھتے تھے یا یوں کہہ دیجئے کہ یہ باتیں اُن کی سمجھ سے بالاتر تھیں ۔ چونکہ وہ غلامی کی زنجیروں سے جکڑے ہوئے تھے اسلئے اُن کا ہمیشہ یہ خیال ضرور رہتا کہ کوئی نہ کوئی انکو اس غلامی سے نجات دلائے گا ۔

آج بھی ہمارے حالات اُس زمانے سے زیادہ بہتر نہیں ہیں خدا کو ہمیشہ پس پشت ڈالدیا جاتا ہے لوگوں کے دلوں میں سے اُس کا خوف جاتا رہا ہے ماسوا اس کے لوگوں کے دلوں میں خدا کی سب سے چھوٹی مخلوق کا خوف اُتم درجہ موجود ہے ۔ یعنی دُنیا "ایٹم" سے گھبرائی ہوئی ہے ۔ اس خوف و ہراس کے زمانے میں اطمینان اور بھروسے کے الفاظ کا مفہوم ہی سمجھ سے باہر ہے یہ صرف اسلئے کہ یسوع اور اُسکے عجیب پیار کے لئے دُنیا کی جماعتوں میں کوئی جگہ نہیں رہ جاتی ۔ خیرات کرنا ، مسیح کا ایک قانون ہے لیکن ایسا دکھائی پڑتا ہے گویا یکسر سے ہی اسکو بھلا دیا جا چکا ہے یا اُس کو بھی ذاتی مفاد اور اقتدار کا ایک آلہ کار بنا دیا گیا ہو موجودہ مصیبت زدہ دور کی اگر کوئی تلافی کر سکتا ہے تو وہ ہے بلاشرط مسیح کو قبول کر لینا ۔ مسیح کو قبول کر لینا ۔ اس متلاطم دنیا کو اطمینان اور چین بخشنے کے مترادف ہے ۔

لڑائی :- نفرت اور ڈر سے پیدا ہوتی ہے ۔
صلح :- پیار و ہمدردی کا پھل ہے ۔

کیا آج دُنیا میں کوئی بھی صلاح پسند نہیں ہے ؟ ۔ ہاں آج دُنیا میں ہر ذی شعور انسان صلح چاہتا ہے ۔ لیکن یہ صلح ہے کہاں ؟ صلح کا مسئلہ ہر بڑی جنگ کے بعد زیرِ غور رہا ۔ لوگوں نے زخمی سپاہیوں کی دکھ بھری آہیں زخم خوردہ انسانوں کی بُری حالتوں کو دیکھ کر ، یتیم بچوں کی بے بسی اور بیواؤں کی آہ و زاری پر نظر کر کے صلح کا علم اُٹھانے کی ہمیشہ کوشش کی ۔ لیکن ایک مسئلہ کے بعد

دوسرا مسئلہ ہمیشہ آڑے آیا۔ دُنیا میں بڑے پیمانہ پر تشدّد ہونا اور صلح کو ختم کر دینے کا سہرا لالچ اور اقتدار کی بھوک کے ہی سر پر ہے ۔۔۔! بھئی کیوں نہیں یہ سب کچھ صرف اس لئے کہ دُنیا بڑے دن کے پیغام کا اوّلین حصّہ فراموش کر دیتی ہے "خدا کی بڑائی ہو" صلح... بغیر خدا کے صلح.... بغیر مسیح کے جو کہ صُلح کا شہزادہ ہے ۔ نہیں! یہ ممکن ہی نہیں ہے یسُوع مسیح ہمارا مرکزی ستون ہے جسکے چہار طرف ہماری زندگیاں طواف کرتی رہتی ہیں، بغیر مسیح کے ہماری زندگی یکدم تلف ہو جائیں گی ہماری زندگیاں بے معنی اور بے مقصد نظر آئیں گی ہماری زندگیاں تاریک نظر آئیں گی ۔ وہ نور ہے اُس کا مقصد اس دُنیا میں آنے کا یہ تھا کہ وہ دُنیا کو روشن کرے انسانی زندگی سے تاریکی کو مٹا ڈالے، وہ اپنوں میں آیا پر اپنوں نے اُسے قبول نہ کیا یہودیوں نے اُسے نامنظور کر دیا۔ رومی اُسے مٹا ڈالنے کے درپہ رہے۔

آج بھی دُنیا یسُوع کو قبول نہیں کرتی، بغیر یسُوع کے دُنیا میں لالچ، نفرت، جلن، شک، بُری عادتیں اور بُرے اطوار بین الاقوامی پیمانے پر جنم لیتے ہیں ۔ اب صاف ظاہر ہے کہ دنیا میں بغیر مسیح کے صلح کی بھوک اور اچھی خواہشات کو پروان چڑھایا نہیں جا سکتا ہے ۔

"خدا محبت ہے" یہ وہ پیغام ہے جو اُس رات کو، اُس عظیم رات کو بنی نوع انسان کو بخشا گیا تھا۔ دُنیا سرد تھی تاریک تھی ۔ خدا کے لئے دنیا کے لوگوں کے دل مقفل تھے اور لوگ خدا کے منکر تھے پھر بھی اُس سرد مہری، نافرمانی اور بغاوت کا جواب صرف سزا یا جزا ہی کا انتخاب نہ تھا۔ ان تلخ حقیقتوں کا جواب خدا کا وہ عظیم انعام تھا جو اُسنے اپنے بیٹے کی صورت میں عطا کیا تا کہ وہ دُنیا میں آ کر صلح اور آدمیوں میں سلامتی بخشے ۔

اس لئے جہاں پر بھی آج کلام پیش جاتا ہے وہاں یہی پیغام ہے کہ خدا ہم سے نفرت نہیں بلکہ محبت کرتا ہے اسکا پیار لافانی اور اٹوٹ ہے ۔

اگر ہم چاہتے ہیں کہ دُنیا میں صلح قائم ہو تو ہمیں اپنی زندگیوں میں مسیح کو جگہ دینی ہو گی خواہ یہ نجی ہوں یا مجموعی ۔ ہمیں ہر اعتبار سے اُس ہی کو نجات دہندہ بنانا ہے مسیح کو ہمیں اپنے اقوال افعال ارادوں اور منصوبوں میں جگہ دینا ہے تا کہ مسیح کے اعلیٰ پیغام کو بھی عملی جامہ پہنا سکیں ۔ آمین

مسیحی اتحاد کیلئے دُعا

کئی سالوں سے مسیحی اتحاد کیلئے تمام دُنیا میں دُعائیں کی جاتی ہیں ۔ خاص طور پر ۱۸ جنوری سے ۲۴ جنوری تک یہ آٹھ دن کی دُعا کئی طرح کی جاتی ہیں ۔

ہم ناظرین کے لئے یہاں ایک مختصر دُعا درج کرتے ہیں ۔

تا کہ وہ سب ایک ہوں یعنی جس طرح اے باپ تو مجھ میں ہے اور میں تجھ میں ہوں وہ بھی ہم میں ہوں اور دُنیا ایمان لائے کہ تو ہی نے بھیجا ۔

اور میری اور بھی بھیڑیں ہیں جو اس بھیڑ خانہ کی نہیں مجھے اُن کو بھی لانا ضرور ہے ۔ اور وہ میری آواز سُنیں گی پھر ایک جگہ اور ایک ہی چرواہا ہو گا ۔

میں تم سے کہتا ہوں کہ تو پطرس ہے ۔

اور میں اس پتّھر پر اپنی کلیسیا بناؤں گا ۔

دُعا :- ہمارے خداوند یسُوع مسیح جس نے اپنے رسولوں سے کہا تھا صلح میں تم کو دیتا ہوں میں اپنی سلامتی تم کو دیتا ہوں تُو "ہمارے گناہوں پر نہیں بلکہ اپنی کلیسیا کے ایمان پر نگاہ کر اور اُس کو وہ صلح اور اتحاد بخش جو تیری مرضی کے مطابق ہے ۔ تُو جو ہمیشہ جیتا

ناظرین "فضلوں کی ماں" کو بڑا دن مبارک ہو!

(از قلم فدیلیس سردار مسیح روز امرتسری)

بڑا دن

مبارک سرزمیں والو ہے آیا آسماں والا
وہ سورج چاند کا آقا ثریا کہکشاں والا
پہاڑوں کا جو خالق ہے وہ بحرِ بیکراں والا
ہے وہ ہی داورِ محشر وہی ہے دوجہاں والا

وہ آیا ہے گناہوں سے زمیں کو پاک کرنے کو
وہ مسیح آ گیا شیطاں کو غمناک کرنے کو

گڈریو اور مجوسیو! ستارے جاننے والو
فقیہو اے فریسیو! صداقت چھاننے والو
چلے آؤ اسیرِ دامِ کفرو باطل تاننے والو
کرو سجدے قریب آ آ کے اسکے ماننے والو

کھلے ہیں درِ مقفل عدن کے آیا جو کنجی ہے
وہ کیا آیا کہ بن کر آ گیا جنت کی کنجی ہے

خدا کا نور ہے کلمہ ہے وہ ہے پیمبر نہ ذاتی
بنانے آ گیا ہے زندگی فانی سے لافانی
نہ کیوں تاباں ہو چرنی بھُس کی جو مسکن ہے رحمانی
کہ ہیں نیّر منوّر نور سے اسکے ہی لاثانی

زمیں اور آسمانوں کی ضیاؤں کا وہ دھارا ہے
زمانوں اور جہانوں کا وہی نوری منارا ہے

ہے یہ بیبِر خدا مسیح جو مریم کا دُلارا ہے
خدا بن کر بشر آیا ہوا منجی ہمارا ہے
تلاطم خیز موجوں سے سفینہ کو کنارا ہے
کرشمہ مسیحائی جہاں میں آشکارا ہے

نہیں ہے فرق تِل بھر بھی خدا میں اور عیسیٰ میں
بنائی جس نے چرنی خلد ہے جنت کلیسا میں

سُنو گے جب تجسّم کا فسانہ ہو گی حیرانی!
تھی ہیرودیس نے معصوم مروانیکی جو ٹھانی!
ارادہ میرجی کا! قتل ہو پیر رحمانی!
شرارت نور افشاں ہیں کہ ہے ابلیس کا ثانی!

ہمیشہ روزِ روشن میں ستارے ڈوب جاتے ہیں
اندھیری رات میں جو آسماں پہ جگمگاتے ہیں

مسیحائی کے ہیں وہ منتظر حیراں کھڑے دیکھو — صنم پتھر کے جو کاریگروں نے ہیں گھڑے دیکھو
وہ سونے والے مدت کے لحد سے اُٹھ پڑے دیکھو — بچھڑے زندگی سے موت کو ہیں کیا جڑے دیکھو

بہارِ باغِ رضواں اور کوثر کی ہے دھار آئی
مسیحا آگیا ہے زندگی کی آبشار آئی

درِ رحمت پہ اُسکے جا کے جو بھی ہو گیا سائل — نہ کیوں پھر زندگی اُس کی مسیحائی سے ہو قائل
بدی سے دُور بھاگو اور نیکی پر رہو مائل — وگرنہ ڈھونڈنا پھر تا عدو کرنے کو ہے گھائل

زمانے کو مصیبت سے چھڑانے آگیا عیسےٰ
گنہگاروں کے عصیاں کو اُٹھانے آگیا عیسےٰ

سنبھالیگا یہ ملت ناخدا اپنا قرینے سے — کریگا بحرِ عصیاں سے وہ پار اپنے سفینے سے
فضائل کے نگیں دیگا وہ پھر اپنے خزینے سے — لگائیگا وہ اپنے چاہنے والوں کو سینے سے

بسانے کو بلاتا ہے چلے آؤ قریں اُس کے
سجے ہیں نوعِ انساں کیلئے خلدِ بریں اُس کے

تیرا اے دل نشیں وہ جامِ بقا روحی نوالا ہے — وہ ہے تنویر آنکھوں کی تیرے دِل کا اُجالا ہے
تیرا دلبر، تیرا جانی، زمانے سے نرالا ہے — مسیحا نام ہے اور ناصرت کا رہنے والا ہے

پلائیگا وہی جامِ یقا نانِ یقا دے گا
تیری رُودادِ غم اے روز خوشتری بنا دیگا

بڑے دِن کا پیغام محبت ہے

(کرسٹوفر سلوانو - ایم - اے)

آپ کو بڑے دن کیلئے کیا چاہیئے؟ لیکن اس سوال پوچھنے میں بہت تاخیر ہو چکی ہے۔ کیونکہ اس کا جواب آپ نے کسی نہ کسی کو ضرور دیا ہے۔ بڑے دن کے ایام میں انعامات دینا اور انعامات پانا کتنا خوشگوار ہوتا ہے۔ لیکن ان انعامات کی خوشی میں ہمیں اس مبارک دن کا مطلب نہیں بھولنا چاہیئے۔ کیونکہ خداوند

جرنی میں مفلسی میں پیدا ہوا۔ اسلئے شاید ہم کرسمس لڑی سے انعام پانے کے مستحق ہو سکے۔

لیکن ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ یسوع مسیح بیت الحم میں اس لئے نہیں پیدا ہوا کہ وہ ہمیں تفریحات پیش کرے۔ خدا صرف ایک وجہ سے زمین پر آیا۔ وہ اسلئے آیا کہ ہماری رُوحوں کو بچائے۔ ہم سب جنہیں خدا اتنا پیار کرتا ہے اُس کیلئے گناہ کی وجہ سے کھو چکے تھے۔ لیکن خدا ہمیں اس حالت میں نہیں دیکھنا چاہتا ہے وہ چاہتا تھا کہ ہم اُسکے نزدیک آئیں۔ اس لئے

اُس نے ہمیں بچانے کیلئے اور بہشت کا وارث بنانے کے لئے بھر پور کوشش کی۔ خدا کی ترکیب عجیب تھی اُس نے ہمارا تعاقب کیا۔ اُس نے جنم لیا۔ اور ہمارے لئے مر مٹے کیا۔ اپنی زندگی اور موت سے اُس نے ہمارے گناہ کا کفارہ دیا۔ اور ہمارے لئے وہ فضل حاصل کئے جن کی ہمیں ضرورت تھی۔ خدا کی محبت کہ ہمیں بہشت کا وارث بنایا۔

بڑے دن کا اصلی مطلب محبت ہے جو خدا نے ہمارے درمیان آنے سے ظاہر کیا۔ یہ ہی پیغام بچہ یسوع کا چرنی سے ہمیں دیا جاتا ہے۔ یہ واقعی ایک بڑا بھید ہے۔ خدا جو ہمیں اچھی طرح جانتا ہے۔ ہمیں اتنا پیار کرتا ہے۔

بڑے دن سے متعلق جو انعامات دینے یا پانے کی رسمیں ہوتی ہیں ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ دن مسیح کی پیدائش کا دن ہے۔ ہمارا جنم دن نہیں۔ لاکھوں چاہتے ہیں کہ انہیں یہ ملے اور وہ ملے لیکن یہ کوئی نہیں دریافت کرتا کہ یسوع اپنے جنم دن کے موقع پر ہم سے کیا چاہتا ہے؟

اگر ہم مسیح کو حقیقی طور پر پیار کرتے ہیں تو جواب صاف ہے "مجھے اپنی روحیں دو" یہ مانگ بچہ یسوع چرنی سے کرتا ہے" اسی وجہ سے میں آیا۔ میں نے جنم لیا۔ "مجھے روحیں دو" پہلی روح جو وہ چاہتا ہے وہ آپ کی ہے۔ ہم شاید بہت تصور کریں کہ ہم نے تو اپنی روح مسیح کو دے رکھی ہے۔ ہم اسے پیار کرتے ہیں ہم فضل کی حالت میں رہتے ہیں۔ ہم اس سے کلام کرتے ہیں ہم برابر سکرامنت لیتے ہیں۔ تا کہ ہم مسیح میں جئیں اور اُس کی محبت میں ترقی کریں۔ لیکن پھر بھی سال بہ سال بڑے دن کے ایام میں آپ اپنی روح کو مسیح کو پیش کریں۔ اُس کی محبت آپ کو مجبور کرے گی کہ اُسے وہ بخشش دیں جو وہ چاہتا ہے۔ اسکے علاوہ دوسروں کی روحیں بھی نذر کریں۔ یہی وجہ ہے کہ بڑا دن ایک ایسا اہم موقعہ ہے جبکہ ہم دوسروں کے لئے دعا کریں خاصکر گنہگاروں کی تبدیلی کیلئے اور جو خدا پر ایمان نہیں رکھتے ہیں تا کہ وہ خدا سے یگانگت رکھ سکیں۔ بڑا دن ایسا بھی موقعہ ہے جبکہ آپ مناسب رقم کلیسیائی تبلیغی حلقے کو دے سکتے ہیں۔ یا کسی نوجوان کو اُسکے کہانت کے بر لانے کے لئے اپنے بشپ کو نذرانہ پیش کر سکتے ہیں۔ یہ تحفہ یسوع کے لئے ہوگا۔ جس سے دوسری روحیں بچیں گی۔

بڑا دن ایک مشنری نظریہ رکھنے کا موقعہ ہوتا ہے خاصکر ہمارے غیر مسیحی دوستوں کے لئے جنہیں ہم مسیح کا پیغام سنانے کے لئے مدعو کر سکتے ہیں۔

سست اور لاپرواہ کاتھولک دوستوں کو مسیح کی تعلیم پر عمل کرنے اور اُن میں ایک نیا جوش پیدا کرنے کے لئے بھی بڑا دن ایک نہایت عمدہ موقع ہے۔ اُن کو اپنے ساتھ اعتراف کرنے کیلئے لانا۔ سکرامنت لینے کی ترغیب دینا نہایت اہم کام ہے اور مسیح کے لئے ایک روح کا نذرانہ ہے۔

آخر میں بڑا دن ایک ایسا وقت ہے جبکہ ہم اپنی جانچ کر سکتے ہیں کہ آیا ہم دوسروں کے روبرو مسیح کا نمونہ اور اُس کا اخلاق پیش کرتے ہیں یا نہیں۔ کیا ہم دوسروں کو اپنی محبت، اپنے خلوص، اپنے طرز عمل اور ایمان سے مسیح کی طرف بھیج رہے ہیں۔ کسی کے لئے کوئی بہانہ نہیں کہ وہ خالی ہاتھ بچہ یسوع کا اُس کے جنم دن پر درشن کرے۔

اطلاع!

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے خطوط کا جواب دیا جائے تو برائے مہربانی اپنا ایڈریس لکھا ہوا لفافہ یا جوابی پوسٹ کارڈ ضرور ارسال کیا کریں۔ (ادارہ)

"طلوعِ آفتابِ صداقت"

(بحر متدارک سالم - فاعلن چار بار ایک مصرعہ میں)

"ھما میرٹھی بی اے"

لو اُٹھی وہ اُفق سے سنہری کرن
وجد سے بھر گیا ہر دلِ مرد و زن
کون آیا ہے یہ غیرتِ گلبدن
ہو گیا ہے کوئی آج پردہ فگن
آج پیدا ہوا ہے مسیحِ زمن
وہ شفیعِ جہاں شافعِ عاصیاں
قوم کیوں خوش نہ ہو مر کے زندہ ہوئی
یوں ہی ہمکو بھی اثمارِ شیریں ملے
میری غمخوارگی کے لئے آ گیا
سیرت اپنی دکھانے کو ظاہر ہوا
رُوحِ عالم بجا رقص کرنے لگی
یاس نابود ہے رنج کافور ہے
مرہمِ لطف ایسا عنایت کیا
غنچۂ دل خوشی سے مٹکنے لگے
جشنِ میلادِ ابنِ خدا آج ہے
اور کوئی نہیں ہے سوائے مسیح

جگمگانے لگی قوم کی انجمن
ہے ہر اک دل میں رُوحانیت موجزن
شوخیاں کر رہی ہے نگاہِ چمن!
کام آ ہی گیا اپنا دیوانہ پن
جسکی آمد کی تھی منتظر انجمن!
کھپ گیا ہے لگا ہو نہیں جسکا بچپن
عیسوئیت بنی آج جانِ وطن
بار آور ہوئی جوں کاوشِ کوہکن
وہ مسیحا مرا نازشِ انجمن
جب بگڑنے لگے آدمی کے چلن
جوشِ رُوحانیت سے ہیں سب دل مگن
کھِل گئے ہر نظر میں خوشی کے چمن
بھر گئے بھر گئے دل کے زخمِ کہن
قابلِ دید ہے آج رنگِ چمن
شاد ہو شاد ہو تم بھی اہلِ وطن
شافعِ عاصیاں تاجدارِ زمن

حمد خوانی ہوئی ہم پہ واجب ھما
آج گرمائیں گے بزمِ شعر و سخن

"خداوند یسوع مسیح بے مثال ولاثانی ہے"

(از پادری اُمید مسیح صاحب مرحوم ومغفور)

خُداوند یسوع مسیح ہر زمانہ ہر ایک ملک کے لوگو! دین کے ہادی پیر پیغمبر رسول۔ نبی۔ اولیاء۔ رشی۔ مُنی اور دیگر خدارسیدہ لوگوں میں بے نظیر بے مثال ولاثانی ہے۔ خادم نے اس رسالہ میں کوشش کی ہے کہ صرف خداوند یسوع مسیح کی فضیلت بیان کرے اور کسی دوسرے مذہب پر حملہ نہ کیا جائے۔ براہ کرم تعصب سے پاک ہو کر اس کا مطالعہ کیجئے۔ اُس کی زندگی میں چند باتیں لاثانی ہیں اُن پر غور فرمائیے۔

اوّل۔ اُس کی پیدائش غیر معمولی طریق پر نیچر کے خلاف ہوئی وہ کنواری مریم سے بغیر مرد کے پیدا ہوا۔ اگر وہ ہماری طرح معمولی طریق پر پیدا ہوتا تو وہ موروثی نسلی گناہ سے آزاد نہ ہوتا وہ ہماری طرح گنہگار ہوتا۔ کیونکہ جو گنہگار کی نسل سے پیدا ہوتا ہے وہ گنہگار ہوتا ہے اور بنی آدم گنہگار ہی ہے اسلئے اُس کی زندگی بے داغ بے عیب بے گناہ تھی خود اُسنے دعویٰ کیا کہ تم میں سے کون مجھ پر گناہ ثابت کرسکتا ہے یوحنا کی انجیل ۸ باب ۴۶ آیت" اُسکے دوستوں دشمنوں نے اُسکی زندگی کی نسبت بہت کچھ لکھا ہے پر کسی کو آجتک جُرأت نہیں ہوئی کہ اسکی زندگی میں ایک گناہ پر اُنگلی اُٹھائیں۔

دوئم۔ اُس کی تعلیم بے نظیر بے مثال ولاثانی ہے۔

(۱) اُس کی تعلیم کا اصل اصول تھا کہ جیسا تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ کریں تم بھی اُن کے ساتھ ویسا ہی کرو۔ پیار چاہتے ہو تو پیار کرو عزت چاہتے ہو تو عزت کرو۔ (۲) سب سے اعلیٰ تعلیم اُسکی تھی۔ کہ اپنے دشمنوں کو پیار کرو اور اپنے ستانے والوں کے لئے دعا مانگو برکت چاہو لعنت نہ کرو۔ (۳) اُسنے کہا اپنے قصور والوں کو ۷ x ۷۰ دفعہ یعنے ۴۹۰ دفعہ تک معاف کرو۔ گناہ کے معاف ہونے کی تعلیم صرف خداوند یسوع نے دی۔

سوئم۔ خداوند یسوع مسیح کے پیار و محبت کا بیان اور بنی انسان کے ساتھ محبتانہ سلوک جو بے نظیر ولاثانی ہے۔

(۱) وہ کہتا ہے کہ میں قربانی نہیں بلکہ رحم پسند کرتا ہوں تھا۔ وہ کوڑھیوں، اندھوں، لنگڑوں، بیماروں پر رحم و ترس کھا کر انھیں چنگا کر دیتا تھا۔ تکلیف زدہ و غم زدہ کو دیکھکر آنکھ آبدیدہ ہو پڑتا تھا۔ (۲) اُس نے عورتوں پر ترس کھا کر اُنکی قدر بڑھادی کیونکہ اُسکے ساتھ برا سلوک ہوتا تھا آدمی اور عورت کو اُسنے ایک ہی درجہ دیا۔ ہم جانتے ہیں اب سے ساٹھ برس پہلے جبتک ہندوستان میں اُس کی تعلیم نہیں پھیلی تھی عورتوں کیلئے زندہ ہیں جگہ تھی اور نہ سیاست میں جگہ تھی آج وہ آدمیوں کے ساتھ دوش بدوش ووٹ دے سکتی ہیں۔ گورنر۔ وکیل۔ جج بن سکتی ہیں عورتوں کو پڑھانا نہایت معیوب سمجھا جاتا تھا بیوہ کی شادی نہ کرنا بچپن کی شادی کرنا۔ دو چار بیوی گھر میں رکھنا شوہر کی چتا پر جلنے کے لئے اشتعال دینا وغیرہ ان تمام بری باتوں کا سدھار خداوند یسوع مسیح کی تعلیم کے اثر سے ہوگیا۔ (۳) خداوند یسوع مسیح نے ذات پات چھوت چھات اونچ نیچ کے خیال کو مٹا دیا گنہگاروں نیچ ذات کے سامریوں محصول لینے والوں کے گھروں میں گیا۔ اُن کے ساتھ کھایا پیا۔ لوگ بڑبڑاتے کڑکڑاتے۔ لیکن اُس نے انھیں اپنی رفاقت میں قبول کیا۔ اُس نے کہا میں راستبازوں کو نہیں بلکہ گنہگاروں کو توبہ کیلئے

بلانے آیا ہوں۔ اُس نے اُنہیں جو اُس پر ایمان لاتے ہیں ہر طرح کا فرق مٹا دیتا ہے اور ہر ایک کو چاہے کوئی کیوں نہ ہو سب کو ایک کر دیتا ہے گویا ایک دھاگے میں موتیوں کی ایک ہی مالا بن جاتی ہیں بہتوں نے کوشش کی پر نہ کر سکے اور نہ کر سکتے ہیں یہ شرف صرف خداوند یسوع مسیح کو ہی حاصل ہے۔ (۴) غلامی کا رواج جو صدیوں سے چلا آتا تھا خداوند یسوع مسیح کے پیار کے طفیل سے ختم ہو گیا اور ہوتا جاتا ہے جب کہ بنی آدم اشرف المخلوقات دو دو روپیہ میں فروخت ہوتے اور جانوروں جیسا سلوک انکے ساتھ ہوتا تھا مٹ گیا۔

دور دراز ٹاپوؤں۔ جزیروں۔ پہاڑوں کے مردم خوروں کی زندگی اسکے پیار و محبت کے سلوک سے بدل گئی تہذیب تعلیم یافتہ لوگوں میں شمار ہوتے جاتے ہیں اُس کی جو تعریف بہت ہیں۔ جو اس اچھے کام کو خود تو کرتے نہیں اور دوسروں کے اس کام میں روڑا اٹکاتے ہیں۔

چہارم۔ خداوند یسوع مسیح کا صلیب پر مرنا جو کل دُنیا اور ہر زمانہ کے لوگوں کے گناہوں کا کفارہ۔ فدیہ۔ بلیدان بدلہ ہے یہ اُس کا کفارہ بے نظیر و لاثانی ہے۔

(۱) کفارہ کا مطلب یہ ہے کہ قصوروار یا گنہگار کے گناہ و قصور کی سزا کوئی دوسرا اُٹھائے اور اُسے بچاوے میرے گناہ کی سزا جو مجھے ملنی چاہیئے تھی خداوند یسوع مسیح نے اُٹھائی اور مجھے بچا دیا۔ (۲) خداوند یسوع مسیح کے کفارہ سے خدا کا رحم و انصاف پورا کیا جاتا ہے اگر خداوند گنہگار کے بچانے کا کوئی بندوبست نہ کرتا اور اُسے ہلاک ہوتے دیکھتا رہتا تو کیا وہ رحیم و محبت والا ٹھہر سکتا تھا؟ اور اگر گنہگار کو گناہ کی سزا نہ دیتا تو بغیر سزا کے بچا دیتا تو کیا وہ منصف۔ عادل ٹھہر سکتا تھا؟

محبت و رحم کا تقاضہ ہے کہ خطا کار بچایا جاوے کسی ماں سے دریافت کیجئے جسکا بیٹا کسی خطا گناہ میں پکڑا گیا ہو وہ اُس کے لئے کیا چاہے گی اور کیا کریگی عدل و انصاف کا تقاضہ ہے کہ قصوروار کو سزا ضرور ملے۔ کسی جج صاحب سے دریافت کیجئے اگر کوئی خطا کار اُسکے سامنے پیش کیا جاوے وہ کیا فیصلہ دے گا۔ (۳) خداوند یسوع مسیح کی صلیبی موت و دُکھ اکیلی اُس کی انسانیت کو برداشت کرنی نہیں پڑی۔ پر اُسکی الٰہی شخصیت کو بھی برداشت کرنی پڑی۔ اگر محض صرف اُسکی انسانیت کو صلیبی موت دیجاتی تو اُس کا یہ کفارہ کامل نہیں ہوتا۔ بلکہ بے داغ بے عیب الٰہی و انسانیت کو اُٹھانا پڑا۔ کیونکہ بکروں۔ بیلوں۔ بھیڑوں کا خون انسان کے گناہ کا کامل کفارہ نہیں ہو سکتا یا اگر کوئی انسان گنہگار اپنی جان دیتا تو گنہگار کے گناہ کا بدلہ یا فدیہ نہیں ہو سکتا پر ضرور ہے کہ گنہگار کے گناہ سے بچانے کے لئے اس عدل کے تقاضہ کو پورا کردے۔ اگر آپ کسی کو آگ میں سے بچانے چاہتے ہیں۔ تو ضرور ہے کہ آگ کی لپیٹ آپکو برداشت کرنی ہوگی۔

(۴) شاید کوئی نیکوکار راستباز کے لئے اپنی جان دے اکثر لوگ اپنے ملک کے بچانے کے لئے جان دے دیتے ہیں پر کوئی گنہگار بدمعاش۔ ڈاکو۔ خونی۔ زناکار۔ شرابی کیلئے کوئی اپنی جان نہیں دیگا۔ لیکن خداوند یسوع مسیح نے گنہگاروں کے لئے اپنی جان دی کہ گناہ اور اُسکے عذاب سے بچا دے۔ (رومیوں ۵: ۷)

پنجم۔ خداوند یسوع [illegible] صلیب پر مر گیا اور تیسرے دن قبر سے زندہ ہوا۔ اُن [illegible] تیسرے دن زندہ ہونا

جی اُٹھنا بے نظیر بے مثال ولاثانی ہے۔ (۱) وہ حقیقت
میں مر گیا قبر میں رکھا گیا اور قبر کے منہ پر ایک بڑا پتھر رکھا
گیا اور اس پر مہر کی گئی اور ... سپاہیوں کا پہرہ بھی
بٹھایا گیا تاکہ ایسا نہ ہو کہ اُسکے شاگرد اُس کی نعش چرا کر لے
جائیں اور مشہور کر دیں۔ کہ وہ جی اُٹھا ہے کیونکہ خداوند
یسوع مسیح نے اپنے مرنے سے پہلے چار مرتبہ فرمایا تھا کہ مجھے
لوگ صلیب پر چڑھائیں گے۔ اور میں تیسرے دن جی
اُٹھوں گا۔ (۲) وہ اپنے فرمانے اور نبیوں کے صحیفوں
کے مطابق اِلٰہی قدرت سے تیسرے دن بہت صبح فرشتہ نے
پتھر کو قبر پر سے ہٹا دیا اور وہ جی اُٹھا۔ پہرے والے سراسیمہ
ہو کر گر گئے اور سردار کاہنوں سے یہ کل ماجرا بیان کیا۔
(۳) خداوند یسوع مسیح کا تیسرے دن قبر سے زندہ
ہونا ایک حقیقی تواریخی ماجرا ہے کوئی من گھڑت کہانی
یا ڈرامہ نہیں ہے جسکا ثبوت یہودی مورخ اور اُسکے
بہت سے شاگردوں کی گواہی سے ہوتا ہے اُسی وقت
سے شاگردوں میں بڑی دلیری آگئی اور مرتے دم تک
اُس کے مرنے اور جی اُٹھنے کی گواہی دیتے رہے اور خاموش
نہ ہوئے مرنا قبول کیا۔ (۴) اُسی وقت سے شاگرد رسول
ہفتہ کے پہلے دن عبادت کے لئے جمع ہوتے تھے اور اُسکے
جی اُٹھنے کی یادگاری میں یہودی سبت کے بجائے ہفتہ کا
پہلا دن یعنی اتوار مسیحی سبت ٹھہرایا جو آجتک اِسکا ثبوت
ہے کہ وہ تیسرے دن ہفتہ کے پہلے روز اتوار کو جی اُٹھا ہے
(۵) جو خداوند یسوع مسیح پر پورے طور سے ایمان لاتے
اور اُس کی پیروی کرتے ہیں۔ ان میں سے مردہ کام۔ گناہ
مٹ جاتے اور نئی زندگی آجاتی ہے اور جو مسیحیوں میں نئی
زندگی پائی جاتی ہے وہ اُسکے زندہ ہونے کا باطنی ثبوت
ہے پر جو مسیحی پورے طور پر اُسکی پیروی نہیں کرتے (لیکن
اُن میں بھی مردہ کام پائے جاتے ہیں۔ (۶) خداوند
یسوع مسیح کے زندہ ہونے سے مسیحی لوگوں میں اُمید پائی جاتی
ہے جس طرح ہمارا نجات دہندہ جی اُٹھا ہم بھی دنیا کے آخر میں
زندہ ہوں گے۔ ہم اپنے عزیزوں کو اُسی اُمید پر دفن کر دیتے
ہیں کہ ہم سب پھر دنیا کے آخر میں جی اُٹھیں گے اور ایک دوسرے
کو دیکھیں گے۔ (۷) وہی صرف ایک زندہ نجات دہندہ
ہے اُس نے مجھے بچایا اور بہتوں کو بچایا ہے اور بچاتا
جاتا ہے آپ خود گناہ اور اُسکے غضب سے بچ نہیں سکتے اور
نہ ہمارے نیک کام ہمیں بچا سکتے کیونکہ گناہ کا اثر ہماری
زندگی میں سرایت کر گیا ہے اور ہم سے اچھے بن نہیں
پڑتے۔ ایک بے عیب، بے گناہ شخصیت ہی ہمیں بچا سکتی
ہے۔ (۸) کیا ہم جانتے اور مانتے ہیں کہ ہم گناہ گار ہیں
کیا گناہ اور اُسکے غضب سے بھی بچنے کی ضرورت ہے؟
آج وہ اپنی میٹھی آواز سے کہتا ہے۔ اے محنت اُٹھانے
والو اور بڑے بوجھ سے دبے ہوئے سب لوگو میرے
پاس آؤ میں تمکو آرام دوں گا۔ میرا جُوا اپنے اوپر لے لو
اور مجھ سے سیکھو کیونکہ میرا بوجھ ہلکا اور میرا جُوا ملائم
ہے تو تمہاری جانیں آرام پا سکیں گی۔

تبدیلی پتہ

جب آپ اپنا پتہ تبدیل کریں تو دفتر فصلوں کی ماں کو
مطلع کر دیں تاکہ آپکے تبدیل شدہ پتہ پر آپ کو رسالہ
بھیجا جائے۔ یہ بات نہایت ضروری ہے۔ (ادارہ)

خزینۂ فضائل

درشن مسیح درشن خوشپوری

(برائے کرسمس نمبر فضلوں کی ماں)

ہوئی ہے آرزو پوری مسیحا مہرباں آئے
بچھائے جال تھا ہر سو عزیزو وہ شیطان ظالم
ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہوئی مخلصی سب کی
لگے گا اب کنارے پر جو اٹکا تھا جہاز اپنا
منجی، راہ نما، متقی حریمِ ذات سے اِس جا
نہیں ثانی بشر کوئی جہاں میں اُنکی صفتوں کا
نہ گھبراؤ گنہگارو کہ کیسے مخلصی ہوگی؟
چلو ہم جھولیاں بھر لیں محبت تقسیم کرتے ہیں
نہ ہرگز یہ توقع تھی کہ درشن ہونگے خالق کے
ہوئے ہیں مائل و قائل بہت شستہ کلامی سے
اُٹھیں ہم سب ستم خوردہ چلیں یسوع کے سجدے کو
سکونِ قلب کی خاطر یہ دل تھا مضطرب اپنا

دلانے مخلصی سب کو فلک سے شادماں آئے
اُسی کے توڑنے بندھن عرش سے ہیں یہاں آئے
لیجانے ہم سبھوں کو ہیں یہاں سے، آسماں آئے
وہ لیکر ہاتھ میں ہیں دار کا اک بادباں آئے
سنانے باغِ رضواں کی ہیں ہیں داستاں آئے
وہ خالق، مالکِ عالم، خدائے بے پایاں آئے
دفینۂ فضائل لیکے ہیں یہ بے بیاں آئے
کریں پھر دیر کیونکہ ہم، معالج عاصیاں آئے
غرض اب ہو کے مجسد، ہمارے درمیاں آئے
محبت کی لئے دردست ہیں، تیغ و سناں آئے
وہ کوکب دیکھ پورب سے، مجوسی بے گماں آئے
ہیں کرنے دور، ہر مظلوم کی، آہ و فغاں آئے

قلم قاصر ہے درشن کا وہ کتنے کرم فرما ہیں!
وہ منبع مہر و الفت کے ہیں بحرِ بیکراں آئے!

”محبوب کا بڑا دن“

از نتیجۂ فکر جناب جے۔ پی حقیر میرٹھی

بن گیا ہوں جب سے دالب میں جلالی شان کا
دیکھتا اُس دن سے عالم ہے حقیرانہ مجھے

محبوب کا تعلق شہر کے ایک اچھے خاصے متمول خاندان سے تھا۔ گھر میں زر و مال کی کمی نہ تھی جب دیکھو خوشامدیوں کی بھیڑ اسے گھیرے رہتی۔ سرکاری حکام اور شہر کے روٴساء کو مہینہ میں ایک دو مرتبہ اس کے ہاں پارٹیاں دی جاتیں۔ دفاتر اور محکموں میں اُس کا کافی اثر و رسوخ تھا۔ الغرض عوام اس کے اشاروں پر ناچتے تھے۔

رات کے وقت جب وہ گذرگاہوں کے کنارے جھونپڑیوں میں غریبوں کو بیفکری کے عالم میں گہری نیند سوئے ہوئے دیکھتا تو عش عش کر اٹھتا۔ اور اُن کی کتاب حیات کا مطالعہ کرنے کی کوشش کرتا۔ کہ ان فاقہ کش لوگوں کے پاس کونسی ایسی خوبی ہے جو انھیں میٹھی نیند سلانے میں مادرانہ لوریوں کا پارٹ ادا کر رہی ہے جو زمین پر کے بکھرے ہوئے کنکروں پر دُنیا و مافیہا سے بے خبر خراٹے بھرتے ہیں اُن امیروں سے جنہیں کمخواب کے بچھونے اور ریلس کے لحاف میسر ہیں سے بھی سبقت لے گئے ہیں جنہیں جان و مال کا خدشہ گھنٹوں نیند کی آغوش میں قبول کئے جانے میں مانع ہوتا ہے۔ کئی مرتبہ اُس نے اسی موضوع پر اپنے تخیلات کا استعمال کیا مگر یہ پُر اسرار معمہ مفصل طور پر اُس کی سمجھ میں نہ آسکا۔ کبھی کبھی وہ بڑبڑا اُٹھتا کہ خدا نے مجھے کیوں امیر بنایا۔ جہاں قلبی اطمینان کے تمام ذرائع مفقود ہیں؟ کبھی اسے خیال گذرتا کہ وہ اپنا تمام سرمایہ غربا میں تقسیم کر دے مگر والد اور دیگر اہل خانہ کے خوف سے ہر مرتبہ اسے اپنا ارادہ ملتوی کرنا پڑتا۔ دنیا کے سامنے خاندانی تذلیل کا خیال آتے ہی بدن میں کپکپی پیدا ہوتی اور دل کی حرکت معمول سے زیادہ تر ہو جاتی کیونکہ اس طور سے خاندانی عزت و وقار کو زبردست ٹھیس پہنچنے کا امکان تھا جو گیدڑ رہے ہی کے سائے کی مانند اس کے پیچھے لگا ہوا تھا۔

۲۴ دسمبر کا روز تھا مسیحی عوام اپنی اپنی بساط کے مطابق کرسمس منانے کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ کوئی اپنی جھونپڑی کو آراستہ کر رہا تھا کوئی نئے کپڑے سلوا رہا تھا اور کوئی خورد و نوش کی چیزیں جمع کر رہا تھا۔ غرضیکہ ہر ایک اپنے اپنے طور پر تیار ہو کر مسیح یسوع دُنیا کے نجات دہندہ کی مبارک آمد کا انتظار بڑی بے صبری کیساتھ کر رہا تھا تاکہ وہ اپنی بے پایاں نورانی آمد سے ان کے تاریک دلوں کو جگمگا دے سبھوں کے چہرے اس منبع راحت و مسرت کے استقبال کیلئے عجیب و غریب بشاشت سے شگفتہ نظر آ رہے تھے۔ اس روز اس زائد دلی مسرت سے کوئی محروم انسان تھا تو محبوب جو اپنی زندگی کے مستقبل کا پروگرام مرتب کرنے میں منہمک و مشغول تھا جسے وہ بہت جلد دنیا کے سامنے پیش کرنے والا تھا۔

موسم سرما کی سرد رات کا دوسرا پہر بڑی سست رفتاری سے گذرتا ہوا معلوم دے رہا تھا۔ مسیحی عقیدتمند گن گن کر لمحات گذار رہے تھے۔ انتظار کی گھڑیاں ختم ہونے میں نہیں آ رہی تھیں۔ خورد و کلاں سب شب بیداری اختیار کئے ہوئے تھے۔ جبکہ اس

آنے والے منجّی جہاں کے استقبال کیلئے اپنی بڑھتی ہوئی بے صبری کو نغمات کی دلفریب سُروں میں ادا کر رہے تھے سے

آ رہے ہمارے غم کے سہارے دُکھیوں کے یسوعِ تارن ہارے
پہرے بندھا جا۔ درس دکھا جا ترس رہے ہیں نین بچارے

محبوب اپنے مکان کی بالائی منزل پر کسی نہ معلوم منزل کا سراغ لگانے کے متعلق بیٹھا سوچ رہا تھا۔ اُس کی آنکھوں سے نیند کافور تھی۔ دراصل وہ حقیقی مسرّت کا متلاشی تھا جس میں قلبی سکون و اطمینان کا پوشیدہ راز مضمر ہو۔

اچانک گرجہ کے گھنٹہ کی خوش کن آواز نے اُسکی ذہنی کشمکش کو فراغت دی۔ وہ چونک پڑا۔ کلائی کی گھڑی پر نگاہ کی تو دیکھا کہ دونوں سوئیاں بارہ کے ہندسہ پر اسطرح ٹھہری ہوئی ہیں گویا وہ کسی مشکل ہو کے مایوسی کی حالت زار پر سرگوشیاں کر رہی ہوں۔

اُدھر خانۂ خدا میں آنے کی دعوت دینے کے گھنٹہ کی آخری آواز رات کے سناٹے میں گم ہوئی اور اِدھر محبوب نے اپنے دل میں تبدیلی کی ایک خفیف سی لہر محسوس کی۔ وہ اُٹھا اور اُس کے قدم خود بخود زینہ پر پڑنے لگے۔ چشم زدن میں اُسے سڑک پر لے آئے اور گرجہ کی طرف اُٹھنے شروع ہو گئے۔ گویا اب اُسے گھنٹہ کی دلکش صداؤں میں حقیقی مسرّت کے سرچشمہ مسیح یسوع کا مبہم سا تصوّر نظر آنے لگا تھا

محبوب نے عین اُس وقت خانۂ خدا کی دہلیز کے اندر اپنا پاؤں رکھا جبکہ پریسٹ سامعین کے سامنے کرسمس کا پیغام پیش کر رہا تھا۔ منجی جہاں کی غریبانہ آمد پر روشنی ڈالتے ہوئے پریسٹ نے پُر زور الفاظ میں کلام مقدّس کے دو حوالہ جات پیش کئے جن میں حقیقی مسرت کو اپنانے کے لئے دولت مندوں کے لئے انتہائی دشواری بلکہ ناممکن امر بیان کیا گیا ہے۔ "خداوند اس نوجوان سے کہا کہ اگر تو کامل ہونا چاہتا ہے تو جا اور اپنا سب کچھ بیچ ڈال اور غریبوں کو دے تو تجھے آسمان پر خزانہ ملے گا۔ اور آ کر میرے پیچھے ہو لے۔" (متی ۱۹/۲۱)

اور پھر تم سے کہتا ہوں کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے سے گذر جانا اس سے آسان ہے کہ دولت مند آسمان کی بادشاہی میں داخل ہو۔ (متی ۱۹/۲۴)

محبوب کونے میں بیٹھا سب کچھ سن رہا تھا۔ ایک ایک لفظ کانوں کے راستے سے گذر کر اُسکے لوح دل پر نقش ہوتا جا رہا تھا۔ الٰہی فضائل کی بوچھاڑ اُسکی خشک تمناؤں کو سیراب کرنے کیلئے عنقریب برسنے کو تھی

پریسٹ نے تقریر ختم کی۔ حاضرین نے بڑی عجز و نیاز سے کھڑے ہو کر رسولوں کا عقیدہ دوہرایا۔ محبوب کی نگاہیں ہر عقیدت مند کا جائزہ لے رہی تھیں۔ آج وہ پہلی مرتبہ یہ معلوم کر سکا کہ دنیا میں ایک ایسا مقام بھی موجود ہے کہ جہاں امیر و غریب کے درمیان کوئی امتیاز نہیں رکھا گیا۔ ہر ایک کیلئے یکساں دریائے رحمت جاری ہے۔ پریسٹ کی شراکت کے بعد چھوٹے بڑے امیر و غریب سب کے سب خداوند کے دسترخوان کے شریک ہوئے۔ سب کے چہروں کی بشاشت اور شگفتگی سے وہ یہ ضرور سمجھ رہا تھا کہ انھیں حقیقی مسرّت نصیب ہے جس سے امیر طبقہ کے لوگ کوسوں دور ہیں۔

ماس کی پاک قربانی کے خاتمہ پر تمام نے اپنے اپنے گھر کی راہ لی۔ اگر وہاں کوئی رہ گیا تھا تو محبوب جو حال تک کسی گہری سوچ میں مستغرق تھا۔ اب وہ اس نتیجہ پر جا پہنچا تھا کہ حقیقی مسرّت اُسے ماسوائے مسیح یسوع کے اور کہیں نصیب نہیں ہو سکتی جس نے ابن خدا تعالیٰ ہوتے ہوئے بھی دنیوی غریبی کو پسند فرمایا ہے اور طرہ یہ کہ سب سے قبل غریب گڈریوں ہی کو اپنی مبارک آمد کا پیغام پہنچایا۔ بلکہ اپنی جائے ولادت کیلئے ایک مسکین اصطبل کو ترجیح دی۔ درحقیقت غریب لوگوں کی غریبانہ زندگی اپنے بانیٔ مذہب ہی کی زندگی سے وابستہ ہے جس میں حقیقی مسرّت لپٹی ہوئی ہے۔

پریسٹ نے اُن کے قریب آ کر پوچھا "تم کیا چاہتے ہو؟"
محبوب نے صاف صاف اپنا دلی راز اسکے سامنے بیان کیا۔ کہا:
"بزرگ من! میرا ارادہ اس تسلیوں کے چشمہ کی قربت میں اپنی

زندگی کے بقیہ ایام بسر کرے ... ولادت کی برسی آپ آج منا رہے ہیں تب پریسٹ آسمان پر ... ہیں سے گیا اور یسوع کی مبارک آمد کا مقصد اور اسکی بے مثل زندگی کا نقشہ اسکے سامنے پیش کیا۔ مذہب کی ضروری صداقتیں پیش کرتے ہوئے پریسٹ نے اس سے منظوری طلب کی۔ جسے وہ بلاپس و پیش قبول کرتا گیا۔

علی الصبح محبوب کے والد نے اسکی تلاشی شروع کی آخر کار اس نے اسکو گرجے میں اسوقت پایا جبکہ وہ سفید جامہ زیب تن کئے اور موم بتی ہاتھ میں لئے ہوئے نئی زندگی کا ساکرامنٹ حاصل کر رہا تھا یہ دیکھکر باپ کے غصے کی انتہا نہ رہی جو نفرت بھری نگاہوں سے اس کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔

"محبوب آج سے تو میرا بیٹا نہیں۔ میں تجھے خاندان کے حق وراثت سے علیحدہ کرتا ہوں"

لیکن محبوب کو یوں سنائی دیا کہ جیسے چرنی میں پڑا ہوا بچہ یسوع اُسے کہہ رہا ہے "محبوب تو آج سے میرے آسمانی باپ کا بیٹا اور میرا بھائی ہے تو حقیقی مسرت کا حقدار ہے" یہ تھا!

محبوب کا بڑا دن!!

"آج آیا ہے"

مٹانے غمِ عصیاں کو مسیحا آج آیا ہے
عدن کا وعدہ جو تھا وہ نبھانے آج آیا ہے

محبت کا تسلسل کٹ چکا نافرمانی سے
مسیحا پھر محبت کو بڑھانے آج آیا ہے

گاتے قدوسی ہیں کہ دلسوز نغمے بار بار
زمیں پہ صلح سلامتی کا شہزادہ آج آیا ہے

بہاریں لوٹ کر آئیں چھپایا منہ خزاؤں نے
چمن کے باغباں لیکر بہاریں آج آیا ہے

نہ گھبراؤ جہاں والو بجاؤ شادیانے تم!
وہ اپنے ساتھ بخشش کا سارا سامان لایا ہے

فدا اب چھوڑدے غفلت کرو سجدہ مسیحا کو!
تیری بگڑی بنانے کو مسیحا آج آیا ہے!

(قربان اللہ پال فدا آخوند شیخوپوری)
ضلع لائلپور

"تعلیم نسواں"

از جناب حبیب پیٹر حقیر میرٹھی

موجوداتِ عالم میں کوئی شے اُس وقت تک کامل خیال نہیں کی جاسکتی۔ جب تک اس کے تمام اجزا کامل نہ ہوں گے۔ کسی لیمپ کی چمنی شکستہ یا میلی ہو تو خواہ وہ کیسا ہی قیمتی اور خوشنما لیمپ ہو اس کی روشنی صاف نہ ہوگی۔ انسان کیسا ہی عالی خاندان کیسا ہی نجیب الطرفین اور دولت ثروت و حکومت کے لحاظ سے کیسا ہی عالی مرتبہ کیوں نہ ہو ... شرافت اسوقت تک کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کا دماغ علم کی روشنی سے منور نہ ہو۔ جبتک کہ اسکے اخلاق و فضائل مسلّمہ، عمدہ اور قابل تعریف نہ ہوں۔ کوئی انسان کیسا ہی طاقتور کیوں نہ ہو اسکی صحت کامل نہیں تسلیم کی جائے گی۔ جب تک اسکے تمام اعضا اپنا اپنا کام اچھی طرح نہ ادا کرتے یا نہ ادا کر سکتے ہوں۔ یہی حال قوم کا ہے کہ کسی قوم کا تمدن اسوقت تک اعلیٰ نہ ہوگا جبتک کہ اس کے اکثر افراد میں اعلیٰ قابلیت نہ ہو۔ اور کوئی قوم برگزیدہ شریف اور ترقی یافتہ نہیں ہوسکتی جبتک اسکے اکثر افراد روشن خیال، نیک صفات اور دانشمند نہ ہوں۔ انسان کا

گروہ مرد اور عورت سے مرکب ہے اور اُن کے تعلقات اسقدر قوی اور ایسے ضروری اور باا ثر ہیں کہ ایک کا وجود دوسرے کے بغیر نا ممکن ہے ایک کی آسائش، خوشی، انتظام، بقا دوسرے پر منحصر ہے اور کوئی جس میں صرف دو آدمی رہتے ہوں اُسوقت ...... تک گھر نہیں کہلایا جا سکتا جبتک ان میں سے ایک عورت نہ ہو۔ پس انسان کا گروہ اس وقت تک شائستہ مہذب اور ترقی یافتہ نہیں ہو سکتا جبتک یہ دونوں افراد انسانی باہم ترقی نہ کریں۔ عورت و مرد تصویر کے دو رُخ ہیں اور دونوں کی خوبی تصویر کا حسن ہے جس طرح قوائے انسانی کی تہذیب کیلئے دل و دماغ دونوں قوتوں کی نگہداشت کرنی پڑتی ہے اسی طرح سوسائٹی کی تہذیب کے واسطے عورت و مرد دونوں کی تعلیم کی حاجت ہے مرد و عورت سے زندگی کی گاڑی کے دو پہئیے ہیں اور منزل مقصود تک صحیح و سلامت پہنچنے کیلئے دونوں پہئیوں کا استحکام لازمی ہے۔ جو لوگ صرف مردوں کو تعلیم دیکر قوم کو ترقی دینا چاہتے ہیں وہ شاید اُمید رکھتے ہیں کہ پرندے ایک پر سے آسمان پر اُڑ جائیں اور گاڑی ایک ہی پہئیے سے منزل مقصود تک پہنچ جائے۔

فطرت نے جو کچھ پیدا کیا ہے اس کے لئے ایک خاص غرض اور رعایت معین فرمائی ہے۔ عورتیں دُنیا میں محض بے کار نہ فضول پیدا نہیں کی گئی ہیں بلکہ ان کے لئے خاص کام ہیں وہ کام اگرچہ مردوں کے کام سے مختلف قسم کے ہیں لیکن ایسے ہی ضروری ایسے ہی لابدی، ایسے ہی اہم اور ایسے ہی مشکل ہیں جیسے مردوں کے کام اور ان کاموں کے لئے تعلیم و تربیت، عقل و فراست پیش بینی، انتظام کی ایسی ہی ضرورت ہے جیسی کہ مردوں کو اپنے کام اور کاروبار کیلئے ان چیزوں کی حاجت ہے۔ عورتیں کے کام مرد اور مردوں کے کام عورتیں نہیں کر سکتیں اور اگر یہ تفریق اُڑ جائے تو نظام تمدن بگڑ جائے گا۔ بلکہ ہر ایک کو اپنے اپنے کام باحسن الوجوہ پورے کرنے فرض ہیں اور تمدن کی ترقی اور قومی حالت کی رفاہ کیلئے نسل انسان کی بہبودی کیلئے دونوں کی تعلیم برابر توجہ سے ہونی چاہیئے۔

عورت مرد کی ساتھی۔ مرد کی مشیر، مرد کی رازدار اور مرد کے گھر کی مالک اور اُس کے ساتھ کی برابر کی حصہ دار ہے لیکن عورتیں مرد سے قوت و زور جسم و توانائی میں بہت کم ہیں مرد کے اعضاء زیادہ سخت، زیادہ قوی، زیادہ بڑے ہیں۔ عورت کے اس نسبت سے چھوٹے، نازک، دُبلے پتلے ہوتے ہیں۔ لیکن اگر مرد کی دماغی قوتیں عورت کی نسبت زیادہ ہیں تو عورت کے دلی جذبات مرد سے زیادہ قوی ہیں۔ عقل دور اندیشی، تدبیریں خواہ وہ مرد کے برابر نہ ہوں، لیکن اُسکے دل میں محبت رحم، غم خوشی، انفعال کا احساس مرد کی نسبت زیادہ ہوتا ہے مرد اگر سوسائٹی کا سر ہے تو عورت دل اور جس طرح ایک شخص کو تہذیب کے لئے دل و دماغ کے قوام کی ضرورت ہے اسی طرح نوعی تہذیب کے واسطے مرد و عورت کی تعلیم لازمی ہے اور صرف یہی نہیں کہ مردوں کے دماغی اور عورتوں کے دل کی تہذیب کی جائے بلکہ اس کے برعکس عورتوں کے دماغ اور مردوں کے دل کی بھی تہذیب کی حاجت ہے بلکہ گو مرد حصے کو تعلیم کی زیادہ ضرورت ہے ایک مرد دل اور بے حس شخص، سوسائٹی میں رہنے کے قابل نہیں اسی طرح ایک دیوانی عورت گھر کے کام کی نہیں ہے جس مرد کے دل میں خدا کا خوف، انسانی ہمدردی، انصاف نہ ہو وہ خودغرض اور آزاردہ ہو گا۔ اسی طرح جس عورت کے دماغ میں عقل و ذکاوت و فہم نہ ہو وہ اگر خوبصورت

(بقیہ صفحہ ۲۱ پر)

سالِ نو!

انسان کیلئے وقت سونے اور چاندی سے زیادہ قیمتی ہے اِس کے ذریعہ خدا کے انتظام کے مطابق آدمی دُنیا پر حکومت کرتا ہے۔ اور تمام پیدا کی ہوئی اشیاء کو اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرتے ہوئے خدا کی قدرت ظاہر کر سکتا ہے۔ خدا نے اپنی خلق کردہ چیزوں میں جو اوصاف رکھے ہیں انسان انکو اپنے دماغ کی کاوش سے ڈھونڈھ نکالکر اُن سے عجیب عجیب کام لیتا ہے۔ نئی نئی ایجادات جو آجکل ظہور پذیر ہیں وہ بھی انسانی محنت کا پھل ہیں۔ موجودہ زمانے میں انسان صرف زمین پر ہی اکتفا نہیں کرتا بلکہ چاند و دوسرے سیاروں تک پہونچنے کی سعی میں ہے تاکہ وہاں جاکر اُن کو آباد کرے اور وہاں کی قیمتی اشیاء سے مستفید ہو۔

انسان صرف وقت کے ذریعہ سے ہی اپنے دماغ اور جسم کا استعمال کر سکتا ہے صرف وقت کی ہی بدولت زمین کی تہہ، سمندر کی گہرائیوں اور آسمان کی بلندیوں کا مطالعہ کرتا ہے اسلئے کہ "آسمان خدا کا جلال ظاہر کرتا ہے اور فضا اُسکی دستکاری دکھاتی ہے۔ دن سے دن بات کرتا ہے اور رات رات کو حکمت سکھاتی ہے" (زبور $\frac{9}{1-2}$)

زندگی سورج کی روشنی اور گرمی سے زمین پر قائم ہے سورج چاندکو اپنی روشنی دیتا ہے۔ اور چاند اُس روشنی کو رات کے اندھیرے میں زمین پر منعکس کرتا ہے۔ وقت کے ذریعہ سے انسان اپنی زندگی کی تمام ضرورتوں کو پورا کرتا ہے۔ جبکہ وہ وقت کو ترتیب سے استعمال کرتا ہے ہر ایک کام کیلئے الگ الگ وقت مقرر کرتا ہے۔

"ہر چیز کا ایک موقع اور ہر کام کا جو آسمان کے نیچے ہوتا ہے ایک وقت ہے پیدا ہونے کا ایک وقت ہے اور مر جانے کا ایک وقت ہے۔ درخت لگانے کا ایک وقت ہے اور لگائے ہوئے کو اکھاڑ دینے کا ایک وقت ہے مار ڈالنے کا ایک وقت ہے اور شفا دینے کا ایک وقت ہے ڈھانے کا ایک وقت ہے اور تعمیر کرنے کا ایک وقت ہے اور رونے کا ایک وقت ہے اور ہنسنے کا ایک وقت ہے۔ غم کھانے کا ایک وقت ہے اور ناچنے کا ایک وقت ہے۔ پتھر پھینکنے کا ایک وقت ہے اور پتھر بٹورنے کا ایک وقت ہے اور کھو دینے کا ایک وقت ہے رکھ چھوڑنے کا ایک وقت ہے اور پھینک دینے کا ایک وقت ہے پھاڑنے کا ایک وقت ہے اور سینے کا ایک وقت ہے چپ رہنے کا ایک وقت ہے اور بولنے کا ایک وقت ہے محبت کا ایک وقت ہے اور عداوت کا ایک وقت ہے جنگ کا ایک وقت ہے اور صلح کا ایک وقت ہے" (واعظ ۳ باب ۱ سے ۸ آیت)

"اُس نے ہر چیز کو اُسکے وقت میں خوب بنایا اور اُس نے ابدیت کو بھی اُن کے دلمیں جاگزین کیا ہے۔ اسلئے کہ انسان اُس کام کو جو خدا شروع سے آخر تک کرتا ہے۔ دریافت نہیں کر سکتا۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ انسان کیلئے یہی بہتر ہے کہ خوش وقت ہو اور جبتک جیتا رہے نیکی کرے۔ اور یہ بھی کہ ہر انسان کھائے اور پیئے اور اپنی ساری محنت سے فائدہ اُٹھائے یہ بھی خدا کی بخشش ہے۔ اور مجھکو یقین ہے کہ سب کچھ جو خدا کرتا ہے ہمیشہ کیلئے ہے اسمیں کچھ کمی بیشی نہیں ہو سکتی اور خدا نے یہ اسلئے کیا کہ

(بقیہ صفحہ ۲۴ پر)

"سنتوں، ولیوں اور مقدسوں کی عزت کرنا"

(اے خدا ان کو معاف کر کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ آمین)

قسط سوم

از قلم فاپلیس سردار مسیح روز امرتسری

● ۔ ہم اب حجت کا جواب دیں گے کہ مقدس لوگ بہشت میں کس طرح ہماری دعا سُن سکتے ہیں؟

سوال تو یہ ہے کہ آیا سنت لوگ (SAINTS) فرشتوں کی مانند ہماری اُن دعاؤں کو جو ہم اُن کے آگے پیش کرتے ہیں۔ اور اُن کی شفاعت چاہتے ہیں، جانتے ہیں یا نہیں؟ کیا خدا نے اکثر اپنے دوستوں پہ اس دُنیا میں بھی وہ علم نہیں افشا کیا جس کو وہ آپ ہی آپ نہ کبھی جان سکتے اور نہ حاصل کر سکتے تھے۔ مثلاً نبوت کا علم؟ کیا انبیا بلا خدا کے الہام کے بہت برسوں پہلے کی باتیں کو جان سکتے تھے؟ کیا ایلیا نبی (الیاس نبی) حاضر تھا جبکہ اُس نے معلوم کیا کہ اسرائیل کے بادشاہ کیلئے گھات کی جگہ تیار کی گئی ہے؟ وہ سو مردِ خدا نے شاہِ اسرائیل کو کہلا بھیجا۔ خبردار! تو فلاں جگہ سے مت گذرنا کہ وہاں ارامی اُترے ہیں۔" (۲ سلاطین ۶ : ۹) تو پھر کیوں خدا اپنے بہشت کے رہنے والے دوستوں کی خواہشوں کو افشا نہیں کر سکتا ہے؟ علاوہ اس کے ہمارا نجات دہندہ مسیح خداوند فرماتا ہے کہ خدا کے فرشتوں کے آگے ایک گنہگار کے لئے جو توبہ کرتا ہے بڑی خوشی ہوگی۔ اور کہ مقدس لوگ بہشت میں فرشتوں کی مانند ہوتے ہیں اسلئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے آسمان پر ہو کے ہمارا حال زمین پر خوب جانتے اور ہماری نجات کی خبر لیتے ہیں تو پھر کیوں سنت لوگوں کو فرشتوں کی مانند ہماری نجات اور دعاؤں کی خبر نہیں ہو سکتی ہے؟ اور سنت پولوس اپنا اور دیگر رسولوں کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ "ہم دُنیا اور فرشتوں اور آدمیوں کیلئے ایک تماشہ ٹھہرے ہیں" (۱ کرنتھیوں ۴ : ۹)۔ آدمی کس طرح فرشتوں کے لئے ایک تماشہ ٹھہرے ہیں اگر فرشتے نہ تو اُن کو دیکھ سکتے ہیں اور نہ جان سکتے ہیں کہ اُن پر کیا ہو رہا ہے؟ اسی طرح کیسے مقدس لوگ فرشتوں کی مانند ہو سکتے ہیں۔ اگر وہ فرشتوں جیسے حق اور اختیار نہیں رکھتے ہیں؟ سنت یوحنا نے قربان گاہ کے نیچے اُن کی جانوں کو دیکھا جو خدا کے کلام اور اُس کی گواہی کیلئے جو وہ تھام رکھتی تھیں مارے گئے! اور انھوں نے بلند آواز سے چلا کے کہا کہ "اے خدا! (قدوس اور صادق) تو کب تک عدالت نہ کریگا اور زمین کے رہنے والوں سے ہمارا بدلہ نہ لیگا؟" (مکاشفہ ۶ : ۹)

اگر اُن جانوں کو اس بات کا علم نہ تھا کہ ہمارے ستانے والے ابھی تک بے سزا ہیں تو وہ جانیں کیسے مذکورہ بالا الفاظ میں چلا کر اور بلند آواز میں کہہ سکتی تھیں؟ اگر مقدس لوگ جو کچھ کہ اس دُنیا میں واقع ہوتا ہے جانتے ہیں تو پھر کیوں اُن کو ہماری دعاؤں کا علم نہ ہوگا؟ کیا خدا اُن سنتوں کو جو بہشت میں مبارک ہیں وہ بات جو دُنیا میں ہو رہی ہے افشا نہیں کر سکتا؟ کیوں سنت لوگوں کو جو بہشت میں ہیں اپنے عزیزوں کا حال معلوم کرنے سے جو اس دُنیا میں واقع ہو رہا ہے ایک بڑی خوشی اور خرمی نہ ہوگی؟ کیا ایک پیاری ماں اپنے اُس بچے کا حال سُنکر جو اُس سے علیحدہ ہے خوش نہیں ہوتی؟ اب فرض کرو کہ وہ ماں اس دُنیا سے گذر کر بہشت میں داخل ہوتی ہے تو کیوں اُس ماں کو اپنے بچے کا حال جاننے سے جو اس دُنیا میں واقع ہو رہا ہے ایک بہت بڑی خوشی نہ ہوگی؟ اور

اگر ہم اس بات کو پورے طور سے نہیں سمجھ سکتے کہ کس طرح خدا سنتوں کو یہ علم دیتا ہے تو کیا اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ یہ علم سنتوں کو بالکل نہیں دیتا یا نہیں دے سکتا ہے؟ یہ یقین کرنا کہ خدا ہماری دعاؤں کی درخواست سنتوں کو افشا نہیں کر سکتا ایک بڑی کفر گوئی ہے۔ مگر ہم کسی قدر یہ سمجھ سکتے ہیں کہ کس طرح خداوند سنتوں کو وہی بات جو اس دنیا میں گذر رہی ہے افشا کرتا ہے۔

سنت پولوس ہمیں کہتا ہے کہ "اب ہم آئینہ میں دھندلا سا دیکھتے ہیں مگر اُس وقت روبرو دیکھیں گے۔ اس وقت میرا علم ناتمام ہے مگر اس وقت ایسے پورے طور سے جان لونگا جیسے میں بھی جانا جاتا ہوں" (اقرنتیوں ۱۳: ۱۲) اور سنت یوحنا کہتا ہے کہ "ہم جانتے ہیں کہ جب خدا ظاہر ہوگا۔ ہم بھی اس کی مانند ہونگے کیونکہ ہم اسے جیسا وہ ہے، ویسا دیکھیں گے" (یوحنا ۳-۲) بہشت میں ہمارا علم کامل ہوگا۔ اور ہم خدا کو جیسا کہ وہ ہے دیکھیں گے۔ لیکن خدا ہر جگہ اور تمام چیزیں اُس میں قائم ہوتی اور زندہ ہیں جیسا کہ رسول سنت پولوس اپنی تبلیغ میں ... کہتا ہے کہ "ہم اسی میں جیتے اور چلتے پھرتے اور موجود ہیں" (اعمال ۱۷: ۲۸) اگر مقدس لوگ خدا کو جیسا کہ وہ ہے دیکھتے ہیں تو وہ اس کو ہمارے بیچ (درمیان) ہم بھی دیکھ سکتے ہیں اور ہم کو اس میں کیونکہ ہم اُس میں جیتے اور چلتے پھرتے اور موجود ہیں۔ اور اگر خدا ہر جگہ حاضر ہے تو پھر کیسے مقدس لوگ ہمارے دلوں کی خواہش اور ہماری دعاؤں کو نہیں جان سکتے؟

گو کہ ہم کامل طور سے نہیں جانتے کہ کس طرح خدا ہماری دعائیں سنتوں کو افشا کرتا ہے مگر ہم درحقیقت پاک نوشتوں سے یہ جانتے ہیں کہ سنت اور فرشتے ہمارے واسطے دعا کرتے ہیں، اس بات کو یاد رکھو کہ خدا کی قدرت بعید (لاانتہا) ہے اور کتاب فرماتی ہے کہ "تو ان باتوں کو جو تیری سمجھ سے باہر ہیں تلاش مت کر اور اپنی عقل کے زور سے زیادہ باتوں کو مت ڈھونڈ لیکن جن باتوں کے لئے خدا نے تجھ کو حکم دیا ہے ان پر ہمیشہ غور کر اور خدا کے کاموں میں رازجوئی نہ کر کیونکہ یہ تمہارے لئے ضروری نہیں ہے کہ تو ان چیزوں کو جو پوشیدہ ہیں۔ اپنی آنکھوں سے دیکھے" (یشوع بن سیراخ ۳: ۲۱ تا ۲۶)

اب معترض میرجی کی تیسری حجت اور اس کا جواب بغور ملاحظہ فرمائیے:-

تیسری حجت:- مگر کیا سنتوں کی عزت کرنی اور ان سے دعا مانگنی بُت پرستی نہیں ہے؟ کیا یہ رواج بُت پرستوں جیسا نہیں ہے جو بیشمار دیوتاؤں کے آگے التجا کرتے ہیں اور اُن سے رحمتیں اور فضل چاہتے ہیں۔؟

جواب:- ہم حقیقی موجودگی کی بابت بیان کر چکے ہیں کہ بُت پرستی کیا ہے؟ اور بارہا طور پر پرچہ "فضلوں کی ماں" کے ذریعہ تمام کاتھولک اور بار روشنی دے چکے ہیں کہ بُت پرستی کیا ہے تاہم پھر بھی ہم ضروری نکات کے پیش نظر ناظرین حضرات کی دلچسپی اور تسلی کیلئے عرض کرتے ہیں کہ بُت پرستی کسی مخلوق کی وہ عزت کرنے میں ہوتی ہے۔ جو کہ عزت صرف خدا کیلئے واجب ہے! اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہم سنتوں، ولیوں اور مقدسوں کی ایسی عزت کرتے ہیں؟ سنتوں، ولیوں اور مقدسوں کی عزت کی بابت ہماری تعلیم یہ ہے کہ ہم سنتوں، ولیوں اور مقدسوں اور فرشتوں کی عزت کرتے ہیں کیونکہ وہ خدا کے خاص دوست اور خادم ہیں مگر ہم ان کی وہ عزت نہیں کرتے ہیں جو کہ ہم خدا کی عزت کرتے ہیں۔ اور ان دعاؤں کی بابت جو ہم سنتوں سے کرتے ہیں۔ ٹرنٹ (TRENT) کی مجلس یہ کہتی ہے کہ "خدا اور سنتوں کے آگے ایک ہی طرح پر دعا نہیں

مانگنی چاہیئے۔ کیونکہ ہم خدا سے یوں دعا کیا کرتے ہیں کہ وہ ہم کو نعمتیں دے اور ہمیں بدیوں سے بچا دے۔ مگر ہم سنتوں سے اسلئے التجا کرتے ہیں کہ وہ خدا کے پسندیدہ ہو کر ہمارے شافع ہوں۔ اور جو نعمت ہم کو ضروری ہے وہ ہمارے لئے خدا سے حاصل کریں۔ اس لئے ہماری دعاؤں کے طریقے مختلف ہیں۔ ہم خدا سے اس طرح دعا کرتے ہیں کہ:—

"اے خدا باپ ہم پر رحم کر۔ ہم کو نجات دے۔ ہم کو فضل عطا کر" وغیرہ وغیرہ۔ برعکس اسکے ہم سنتوں ولیوں مقدسوں سے یوں دعا مانگا کرتے ہیں کہ "ہمارے لئے دعا کرو۔ ہمارے لئے شفاعت کرو"۔ اور اگر بعض اوقات دعاؤں کے طریقے یکساں ہوتے ہیں تاہم وہ ایمان جس سے وہ دعا مانگی جاتی ہے بالکل مختلف ہوتا ہے اس دعا کا مقصد جو کہ خدا کے آگے پیش کی جاتی ہے یہ ہوتا ہے کہ خدا ہی صرف ان رحمتوں اور فضلوں کا سرچشمہ ہے جو میں مانگتا ہوں۔ اور وہ ہی ان نعمتوں اور برکتوں کو جو میں چاہتا ہوں رکھتا ہے اور برعکس اسکے ان دعاؤں کے مقصد جو ہم سنتوں کے آگے پیش کرتے ہیں یہ ہوتا ہے۔ کہ اگرچہ یہ مطلوبہ نعمتیں جو میں ان سنتوں سے چاہتا ہوں، اپنے اختیار سے وہ مجھ کو نہیں دے سکتے مگر یہ سنت لوگ خدا کے خاص دوست ہونے کے باعث مسیح یسوع کے وسیلے سے جو ہمارا نجات دہندہ ہے اپنی دعاؤں سے ان مطلوبہ رحمتوں کو میرے لئے حاصل کر سکتے ہیں۔ اسی وجہ سے حالام (HALLAM) ایک پروٹسٹنٹ مصنف کہتا ہے کہ سنتوں سے دعا مانگنی اور ان کا نام لینا جیسے کہ ٹرنٹ کی مجلس میں رومی کلیسیا نے بیان کیا ہے واقعی بت پرستی نہیں ہے" بت پرست لوگ اپنے دیوتاؤں کی اس طرح عزت نہیں کرتے ہیں وہ اپنی پوجا میں دیوتاؤں کی نسبت عزت نہیں کرتے ہیں بلکہ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ یہی دیوتا بذات خود انکو برکتیں اور فضل دے سکتے ہیں!

الغرض غور کریں کہ کیتھولک کلیسیا یہ تعلیم نہیں دیتی ہے کہ سنتوں سے دعا مانگنی نجات کیلئے ضروری ہے بلکہ کیتھولک کلیسیا یہ تعلیم دیتی ہے کہ دنیا زندگی کے ساتھ سنتوں کا نام لینا اور ان سے دعا مانگنی نیک اور مفید ہے اور اگرچہ سنتوں سے دعا نہ مانگنی مسیحی کاملیت اور پاکیزگی کے خلاف ہے تو بھی وہ کلیسیا کی شراکت کے باہر نہیں ہے۔ رہا مسیح خداوند اور سنتوں کی مورتوں اور تصویروں کی بابت کلیسیا حسب ذیل تعلیم دیتی ہے۔ کہ مسیح خداوند اور اس کی ماں مریم اور دیگر سنتوں کی تصویریں اپنے پاس اور خاصکر گرجہ گھروں میں رکھنی چاہئیں اور اُن کی عزت و تعظیم اس غرض سے نہیں کرنی چاہیئے کہ ان تصویروں میں کوئی خاص الوہیت یا خاص قوت ہے۔ جن کے باعث ہم ان کی عزت کرتے ہیں اور نہ ہی اُن کی عزت و تعظیم اس غرض سے کرنی چاہیئے۔ کہ ہم اُنسے کسی نعمت کے خواستگار ہوں یا اُن پر کچھ بھروسہ رکھیں جیسے کہ بت پرست لوگ اپنے دیوتاؤں پر بھروسہ کرتے ہیں۔ بلکہ ہم ان شبیہ کی اس لئے عزت و تعظیم کرتے ہیں کہ وہ ہمارے خداوند یسوع مسیح اور ان کی کنواری ماں مریم اور دیگر سنتوں کی شبیہ ہیں

(Conc. - Trid Sess. 25)

حالانکہ ہم نے مورتوں اور تصویروں کی بابت اپنے مسئلے کو صاف صاف طور پر بیان کر دیا ہے مگر پھر بھی ہمارے پروٹسٹنٹ بھائی اپنی جھوٹی اصلاح کے شروع سے آجتک اپنی کتابوں اور اپنی تعلیم میں اس مسئلے کی بابت اپنے خلاف بیان ہی ظاہر کرتے چلے آئے ہیں۔ وہ یہ حجت کرتے ہیں کہ مورتوں اور تصویروں کا بنانا خدا کے دوسرے حکم سے منع کیا گیا ہے کیونکہ کتاب مقدس ایسا فرماتی ہے کہ "تو اپنے لئے کوئی مورت یا کسی چیز کی صورت جو اوپر آسمان پر یا نیچے زمین پر یا پانی میں زمین کے نیچے ہے مت بنا"۔ (خروج ۲۰: ۴) بقیہ صہ ۲۲ پر)

بقیہ صفحہ ۱۶ سے آگے

سے خوبصورت بھی ہے تو چینی کی مورت ہے اسلئے عورتوں کی قوت عقل کو ترقی دینے کے لئے تعلیم کی حاجت ہے تعلیم سے انسان کے قوائے باطنی ایسے مکمل ہو جاتے ہیں کہ وہ مشاہدے اور تجربے سے صحیح صحیح نتائج استنباط کرنے کے قابل ہو جاتا ہے اور جو واقعات پیش نظر ہیں یا جو حالتیں گزر رہی ہیں۔ ان کی نسبت صحیح رائے قائم کر سکتا اور اسکا خیال اس کی صحیح کیفیت ظاہر کر سکتا ہے نیز وہ اپنی معلومات کے وسیلے سے صحیح استدلال قائم کرتا ہے اس کے علاوہ تعلیم انسان کو اس قابل بناتی ہے کہ وہ اپنی زندگی کے اہم فرائض کی حقیقت کو سمجھتا ہے اور اس کو باحسن وجوہ انجام دے سکتا ہے اس لئے عورتوں کو بھی تعلیم کی ایسی ہی ضرورت ہے جیسی مردوں کو، لیکن یہ تعلیم ایسی بھی نہیں ہونی چاہیئے کہ عورتوں میں سے اس خصوصیت بلکہ اس جوہر کو کھو دے جو قدرت نے مصلحتاً اُن کو عطا فرمایا ہے بلکہ یہ تعلیم و تربیت اس قسم کی ہو کہ اگرچہ قوائے دماغی کی تہذیب ہو لیکن قوائے دلی کی وہ حالت جو فطرتاً پیدا کی گئی ہے۔ اور زیادہ ترقی کرے تعلیم کا یہ مقصد نہیں ہے کہ وہ انسان کے فطرتی خواص کو بدلے بلکہ یہ منشا ہے کہ جو خاصیتیں قدرتاً پیدا کی گئی ہیں ان میں جلا اور صیقل ہو جائے اسلئے اس سے پہلے کہ یہ سوچا جائے کہ عورتوں کو کیا تعلیم دیجائے، یہ دیکھنا چاہیئے کہ دُنیا میں عورتوں کو قدرت نے کیا مرتبہ دیا ہے اور کس قسم کے کام اُن کے سپرد کئے ہیں عورتیں اگرچہ مردوں کی لونڈیاں نہیں ہیں لیکن مردوں کو اُن پر فضیلت حاصل ہے سوسائٹی میں قدرتاً عورت کا رتبہ مرد کے بعد ہے مرد اپنے بل پر کھڑا ہوتا اور اپنی قوت بازو پر بھروسہ کرتا ہے مرد کو سکھایا جاتا ہے کہ وہ دُنیا میں صرف اپنے ہی سہارے کے آگے بڑھنا چاہیئے۔ لیکن عورت بلا سہارے آگے نہیں بڑھ سکتی یہ ضرور ہے کہ عورت اپنے باپ، بھائی، اپنے خاوند پر بھروسہ کرے اور اُس کے ساتھ ساتھ بلکہ پیچھے پیچھے چلے۔ اگر عورتوں کو بلا سہارے چھوڑ دیا جائے تو وہ ایک دن میں برباد ہو جائیں اُن کی فطرتی نزاکت عموماً دُنیا کے حوادثات اور سختیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ مرد عورت کا محافظ ہے اور عورت مرد کی معاون اور رفیق ہے اور وہی تعلیم زیادہ عمدہ اور زیادہ مفید ہوگی۔ جو عورتوں میں اس معاونت کی قابلیت کو بڑھائے تاکہ سوسائٹی کا قوام نہ بگڑے اور ہر جنس اپنے اپنے کام کو اچھی طرح انجام دے۔ عورتوں سے یہ معاونت محبت اور مہربانی کی خدمتوں میں ظاہر ہوتی ہے ننھے ننھے بچوں کی پرورش آسان کام نہیں اور عورت سے زیادہ دلچسپی سے اُسے کوئی دوسرا ادا نہیں کر سکتا۔ بیماروں کی تیمارداری جس سلیقہ اور دلی جوش سے عورتیں کرتی ہیں اور جیسا آرام وہ بیمار کو پہنچاتی ہیں مردوں سے ممکن نہیں۔ رنج و مصیبت افلاس اور سختی کے زمانے میں جیسی تسکین عورتوں سے پہنچتی ہے اور جیسی خاموشی اور استقلال سے وہ مردوں کا ساتھ دیتی ہیں۔ اور صبر برداشت کرتی ہیں وہ خاص اُنہیں کا حصہ ہے۔ انتظام خانہ داری میں عورتوں سے زیادہ کسی شخص کو انسان سے وہ آرام اور راحت نہیں مل سکتی، جو عورت سے ملتی ہے اور گھر کا سارا انتظام کرنا کوئی چھوٹی سی بات نہیں ہے بلکہ ایسی شے ہے، جس پر انسان کی زندگی بھر کی راحت، خوشی بلکہ کامیابی کا دارومدار ہے۔ اور جس شخص کا گھر کا انتظام بگڑا ہوا ہے اُن کو خواہ امیر ہو یا غریب دُنیا میں چین نہیں۔ اِس لئے عورتوں کو تعلیم دینا اشد ضروری ہے اِسی میں ملک و قوم کی بہبودی مضمر ہے۔ (باقی آئندہ)

بقیہ سنتوں کی عزت (صفحہ ۲۰ سے آگے)

ہم بمشکل خیال کرتے ہیں کہ خود پروٹسٹنٹ لوگ ان حجتوں کو جبکہ وہ پاک مورتوں اور تصویروں کے مسئلے پر کیتھولک کلیسیا کے خلاف کہتے ہیں۔ مانتے ہیں اگر یہ کہنے سے ان کی یہ مراد ہے کہ ان مذکورہ بالا الفاظ سے خدا تعالےٰ ہر قسم کی مورتوں اور تصویروں کا بنانا منع کرتا ہے تو وہ ایک پاک صحیفہ کو دوسرے کیساتھ کس طرح متفق کریں گے؟ کیونکہ یہ تحقیق ہے کہ وہی خدا جس نے اپنے خادم موسیٰ کی معرفت یہ حکم دیا تھا اور پھر اُسی موسیٰ کو یہ حکم دیتا ہے کہ "تو سونے کے دو کروبی بنانا انہیں گھڑ کر (تراش کر) اس کے کفارے کے سرپوش کی دونو اطراف میں بنانا ایک کروبی ایک طرف میں اور دوسرا کروبی دوسری طرف میں بنا اور بزلی ایل نے دو کروبی سونے سے گھڑ کر بنائے اور ان کو کفارہ گاہ کی دونوں طرف رکھا" (خروج $\frac{۲۵-۱۸-۱۹}{۳۷-۷}$)

"اور خداوند نے موسیٰ کو فرمایا کہ ایک جلانیوالا سانپ اپنے لئے بنا اور ایک بنرے پر لٹکا۔ اور ایسا ہو گا کہ جو کوئی ڈسا ہوا اُس پر نظر کریگا تو وہ زندہ رہے گا۔" (گنتی ۲۱-۸)

سلیمان نے خدا کے حکم سے خداوند کیلئے ایک عالیشان ہیکل بنایا اور دونوں کواڑے زیتون کی لکڑی کے تھے اور اس نے ان پر ... مورتے کا ملمع کیا اور کھجوروں اور کروبیوں دونوں پر سونا مڑھا" (۱-سلاطین ۶-۳۲) کیا یہ بات پروٹسٹنٹوں کے نزدیک عجیب نہیں ہے! کہ خدا کسی چیز کی صورت جو اوپر آسمان پر یا نیچے زمین پر ہے بنانا منع کرتا ہے۔ مگر اپنے خاص ہیکل کے واسطے ان کا بنوانا جائز ٹھہراتا ہے؟ کیا ہمارے پروٹسٹنٹ بھائی (اگر خدا کسی چیز کا بنانا یا چیز کی صورت کا بنانا منع کرتا ہے)

جو خدا کے دوسرے حکم کو خود بھی مانتے ہیں ہم کہیں گے بلاشک مانتے ہیں کیونکہ وہ خود اپنے گرجہ گھروں میں صلیب کی صورت اور اپنے بڑے بڑے آدمیوں کی مورتیں اور تصویریں کھڑی کرتے ہیں۔ یقیناً ان کے عقیدے کے موافق بڑے آدمیوں کی تصویروں یا مورتوں کا بنانا بھی ایسا ہی ممنوع ہے جیسا کہ سنتوں کی تصویروں یا مورتوں کا بنانا اور رکھنا منع ہے تو پروٹسٹنٹ لوگ اپنے کمروں میں خوبصورت عورتوں اور قوم کے بہادروں کی تصویریں اور مورتیں کیوں رکھتے ہیں؟ اُن کو یہ تصویریں اور مورتیں اپنے کمروں میں رکھنے کی اجازت ہے تو کیوں مبارک کنواری مریم یا دوسرے سنتوں کی تصویر کے رکھنے میں ممانعت ہے؟ اسلئے پروٹسٹنٹوں کا یہ بیان کہ خدا نے مورتوں اور تصویروں کا بنانا بالکل منع فرمایا ہے ٹھیک نہیں ہے۔ پھر خدا نے درحقیقت کیا منع کیا ہے؟ خدا نے اصل میں مورتوں کو بنا کر مثل دیوتاؤں کے اُن کی پرستش کرنی اُن کو سجدہ کرنا منع کیا ہے جیسے کہ خدا حکم فرماتا ہے:-

"تو اُن کی پرستش اور اُن کی بندگی مت کر" (خروج ۲۰-۵)

بڑے دِن کا مبارک موقع

آپ بڑے دن کے مبارک موقع پر رسالہ "فصلوں کی ماں" کے لئے خریدار بنائیے اور اسطرح مسیحی اتحاد کے لئے اور تبلیغی کام کے لئے ہاتھ بٹائیں۔ (ادارہ)

ناظرین "فصلوں کی ماں" کو ——!

"بڑا دِن مبارک ہو"

(ادارہ)

روشن ستارہ

(برائے کرسمس نمبر)

حقیر میرٹھی

ہوا شرق میں ضوفشاں اک ستارا — درفشاں ہوا آسماں جس سے سارا

ہوا اُس ستارے سے بھید آشکارا — تولّد ہوا ہے کوئی شہہ نیارا

چلے اُس کے سجدہ کو دیکھو مجوسی — بنا اُن کا رہبر وہ روشن ستارا

ثنا خواں فرشتے ہیں اُترے فلک سے — منوّر ہوا ایک دم دشت سارا

نگہبان تھے جنگل میں شب کو گڈریئے — ہوا اُن پہ ظاہر عجب اک نظارا

ضیا جو یہی دیکھی ڈرے سب آیالی — "ڈرو مت" فرشتے نے فوراً پکارا

اُٹھو دیکھو داؤد کے شہر میں تم — تولّد ہوا ہے خُدا کا پیارا

وہ لپٹا ہے چیتھڑوں میں چرنی کے اندر — منوّر ہے جس سے جہاں آج سارا

یہ فرزندِ مریم شہہ دوجہاں ہے — یہی ہے گناہوں کا کامل کفارا

ہمیں کاملیت سکھانے کی خاطر — مجسّم ہوا ہے خُدا خود ہمارا

تھی بحرِ گنہ میں یہ کشتی ہماری — تھا نظروں سے اوجھل مقدس کنارا

یہ تھا عین ممکن حقیر ڈوب جاتے
نہ دیتا مسیحا ہمیں گر سہارا

چرنی کی برکت

بہت سے مسیحی گھروں میں بڑے دن کی سجاوٹ چرنی بنانے سے دوبالا کی جاتی۔ کہیں کہیں یہ چرنی "کرسمس ٹری" کے ہی نزدیک یا کسی اور مناسب جگہ بنائی جاتی ہے یہ دستور تعریف کے لائق ہے اور کرسمس کا مطلب سمجھنے کیلئے ایک بہترین ذریعہ اور مناسب دستور ہے۔ ماں باپ کو اس دستور سے ہمیشہ مستفید ہونے کی کوشش کرنا چاہیئے۔ تاکہ وہ اپنے بچوں کو کرسمس کی رات کو کرسمس ٹری کے موقع پر اس تہوار کا مطلب سمجھا سکیں۔ اس موقع کے لئے ہم ایک برکت کی رسم پیش کرتے ہیں، جو خود خاندان سردار یعنی باپ ادا کر سکتا ہے۔

باپ:۔ اے خدا میری دعا سن۔ (سب) اور میری آواز تجھ تک پہنچے۔
باپ:۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔ (سب) اور آپکی روح کیساتھ بھی۔
باپ:۔ ہم دعا کریں۔ اے خدا جس نے [illegible] بیٹے یسوع مسیح کو انسانی جسم دینے کی مہربانی کی تاکہ وہ ہمارے لئے ایک اصطبل میں پیدا ہو کر حلیمی کا نمونہ بنے۔ اس چرنی کو برکت دے جو اس پیدائش کی ایک یادگار ہوئی ہے۔ یہ ہمارے لئے پاکیزگی حاصل کرنے کا ایک ذریعہ بن جائے۔ ہم اس حلیمی سے سبق حاصل کر کے اپنی روحوں میں اس تیرے بیٹے یسوع مسیح ہمارے خداوند کی پیدائش کے لئے ایک لائق مقام بنائیں۔ سب آمین

اس کے بعد سب مل کر کوئی نہ کوئی پیدائش کا گیت گائیں۔

بقیہ "سالِ نو" (صفحہ ۷ سے آگے):۔

لوگ اسکے حضور ڈرتے رہیں۔ جو کچھ ہے وہ پہلے ہو چکا اور جو کچھ ہوگا وہ بھی ہو چکا اور خدا گزشتہ کو پھر طلب کرتا ہے۔ پھر میں نے دنیا میں دیکھا کہ عدالت گاہ میں ظلم ہے اور صداقت کے مکان میں شرارت ہے۔ تب میں نے دل میں کہا کہ خدا راستبازوں اور شریروں کی عدالت کریگا کیونکہ ہر ایک امر اور ہر ایک کام کا وقت ہے" (واعظ ۳ باب ۱۱ سے ۱۷ آیت)۔

انسان کو دنیاوی کاموں کے مقابلے میں روحانی کاموں کو زیادہ اہمیت دینا چاہیئے۔ کیونکہ روح پر ہی انسان کی دائمی خوشی کا انحصار ہے۔ یہ ہم سب کے لئے ایک سبق ہے ہمیں ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ وقت خدا کی ایک بیش بہا نعمت ہے جسکا ضائع کرنا بھی گناہ ہے شام کو جب ہم سوئیں تو ہم اپنے نیک اور برے دونوں کاموں کا موازنہ کریں اور دیکھیں ہمارے لئے پچھتانے یا خوش ہونے کا مقام ہے اور خدا کا شکر کریں"

(ادارہ)

(فادر امبروس ایڈیٹر، پرنٹر و پبلشر نے ہمدرد پریس سہارنپور میں چھپوا کر دفتر "فضلوں کی ماں" کورٹ روڈ سے شائع کیا ... کی اجازت

ماہنامہ فضلو کی ماں سہارنپور

مقام اشاعت:- کورٹ روڈ - سہارنپور

سالانہ چندہ Rs. 3=50

جلد (۹) — ماہ فروری سنہ ۱۹۶۶ء — شمارہ (۲)

"ہمارا وطن"

از جیکب پیٹر حقیر میرٹھی

جگ سے نیارا وطن جلوہ آرا وطن
پیارا پیارا وطن! پیارا پیارا وطن

گود میں جس کی گنگ و جمن کھیلتی!
جس سے ہر دم ہوائے چمن کھیلتی!
جس کی زلفوں سے مشکِ ختن کھیلتی!
یہ وہی تو ہے آنکھوں کا تارا وطن
جگ سے نیارا وطن جلوہ آرا وطن

جس میں ہندو بھی مسلم بھی عیسائی بھی
جس کے شیدائی بھی جس کے سودائی بھی
جس میں موجود جنت کی رعنائی بھی
عظمتوں سے ہے جو آشکارا وطن
جگ سے نیارا وطن جلوہ آرا وطن

یہ وہی پیارا پیارا ہے ہندوستان
جس میں آئی نہیں نام کو بھی خزاں
جس میں ناقوس بجتے سنورتی اذاں
جنتوں کا لئے ہے نظارا وطن
جگ سے نیارا وطن جلوہ آرا وطن

ہے حقیر اب جہاں کو دکھانا ہمیں
اپنا پرچم ہے ہر سو اڑانا ہمیں
یہ سنانا ہے سب کو ترانا ہمیں
یہ ہمارا وطن ہے ہمارا وطن
جگ سے نیارا وطن جلوہ آرا وطن

مسیحیوں کی یگانگت

کل انسانی آبادی کا تقریباً ۳۱ فیصدی حصّہ آجکل مسیحیت کے ماننے والے ہیں۔ کاتھولک لوگ اکیلے اس شمار میں ۱۸ فیصدی ہیں۔ آرتھوڈوکس لوگ چار فیصدی اور باقی پروٹسٹنٹ لوگ کل ۹ فیصدی ہیں۔ ہندوستان کی آبادی ۴۴۰ ملین ہے اسمیں سے صرف گیارہ ملین (MILLION) مسیحی ہیں۔

آجکل کے زمانے میں کلیسیا کے ہاتھ میں بڑے ذرائع ہیں جن سے کلیسیا کی تعلیم آسانی سے دُنیا کے کونے کونے میں پہنچائی جاسکتی ہے۔ مثال کے طور پر اس مجلس عامہ کی خبریں جو کہ ابھی ویٹیکن شہر میں اختتام پذیر ہوئی ہے اور جس میں ۲۵۰۰ بشپ صاحبان حاضر تھے برابر ریڈیو ٹیلی ویژن اور اخبارات میں آتی رہیں اس طرح ہر فرد کو کلیسیا کے بارے میں معلومات ملتی رہیں۔

گذشتہ ماہ میں ۱۸ سے ۲۵ تاریخ تک بڑے جوش وخروش کے ساتھ مسیحیوں کے اتحاد کیلئے دُعائیں کی گئیں۔ طرح طرح کے تبلیغی کام کئے گئے جس سے عوام سمجھیں کہ مسیحیت میں فرقہ بازی کا ہونا سراسر خداوند یسوع مسیح کی مرضی کے خلاف ہے "ایک خدا ایک ایمان ایک بپتسمہ" (افسیوں $\frac{4}{5}$) تاکہ وہ ایک ہوں جیسے ہم ایک ہیں، میں اُن میں اور تو مجھ میں تاکہ وہ کامل ہوکر ایک ہوجائیں۔ اور دُنیا جانے کہ تو ہی نے مجھے بھیجا" (یوحنا $\frac{17}{22،23}$)

اگرچہ کلیسیا میں سب کے فرائض الگ الگ ہیں پھر بھی ایک فرض مشترکہ ہے یعنی یگانگت کی کوشش کرنا ضرور پاپائے اعظم اور بشپ صاحبان اس مبارک کام میں ہماری رہنمائی کریں گے لیکن ہمیں نہ بھولنا چاہیے کہ ہم سب خداوند یسوع مسیح کے عضو ہیں اور لازم ہے کہ ہر عضو بدن میں اپنے حصّہ کا کام کرے۔

"کیونکہ جس طرح ہمارے ایک بدن میں بہت سے اعضا ہوتے ہیں اور تمام اعضا کا کام یکساں نہیں اسی طرح ہم بھی جو بہت سے ہیں۔ مسیح میں شامل ہوکر ایک بدن ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کے اعضا" (رومیوں $\frac{12}{4-5}$)

مسیحیت کا اتحاد ایک شغلم کا خواب نظر آتا ہے جو بڑی کوششوں کے بعد ہی پورا ہوسکیگا خداوند یسوع مسیح کا حکم ہے کہ جلد سے جلد یہ یگانگت ہوجائے "اور میری اور بھی بھیڑیں ہیں جو اس بھیڑ خانہ کی نہیں مجھے اُن کو بھی لانا ضرور ہے اور وہ میری آواز سنیں گی پھر ایک ہی گلہ اور ایک ہی چرواہا ہوگا" (یوحنا $\frac{10}{16-17}$)

یگانگت پیدا کرنے کیلئے آپ کیا کریں گے؟ لوگوں سے اس سلسلے میں گفت وشنید کرنا۔ جہاں ممکن ہوسکے میٹنگ اور لیکچر کا بندوبست کتابوں کا تقسیم کرنا جس میں مسیحی اصول کا سہی سہی بیان ہو اپنے نمونے اور بیانات سے سب سے فائدہ مند ذریعہ دُعا ہے۔

یہ ایسا ہتھیار ہے جس سے خدا کا فضل جو انسان کا دل تبدیل کردیتا ہے حاصل کیا جاتا ہے۔ دُعا سب ہی کرسکتے ہیں مگر یہ دعا ایسے دل سے پیدا ہو جس میں یگانگت کی خواہش اُتم درجہ موجود ہو۔ اور جسکو احساس ہو کہ مسیحیت میں فرقہ بازی ایک بہت گھناؤنا شگاف ہے۔ خداوند یسوع مسیح اپنی کلیسیا کا مقابلہ بار بار ایک بادشاہت سے کرتا ہے۔ اور ہمیں وہ خود جتاتا ہے۔ کہ "اگر کسی سلطنت میں پھوٹ پڑ جائے تو وہ سلطنت قائم نہیں رہ سکتی" (مرقس $\frac{3}{24}$) کوئی شک نہیں کہ فرقہ بازی کی وجہ سے کلیسا یعنی خداوند یسوع مسیح کی بادشاہت کو بہت نقصان ہوا ہے اور برباد بھی ہوجاتی۔ مگر کلیسیا ابتک ان تمام انسانی کمزوری اور پھوٹ کے پیدا ہونے کے باوجود ابتک قائم ہے اور متواتر پھیلتی جارہی ہے۔ اس لئے کہ وہ یسوع مسیح کی الٰہی طاقت کا کام ہے۔ آؤ اُس نے ہمیں پہلے ہی جتایا کہ اُس کی کلیسیا جو انسانی نجات کیلئے قائم کی گئی تھی وہ اسوقت تک قائم رہے گی جبتک کہ دُنیا میں انسان ذات کا وجود رہے گا۔ دیکھیں (متی $\frac{28}{20}$)

فرقہ بازی و تفرقے ایک آندھی کے مترادف ہے جسمیں بڑے بڑے پیڑ جھک جاتے ہیں۔ اور سمندر میں کشتیاں ڈوب جاتی ہیں۔ مگر اس کشتی کا ملاح تو خداوند یسوع مسیح خود ہے۔ جسے ایسے طوفانوں کا کوئی خوف و ڈر نہیں۔ مقدس کلام میں اُس کے بارے میں درج ہے کہ "اور لوگ تعجب کرکے کہنے لگے یہ کس طرح کا آدمی ہے کہ ہوا اور پانی بھی اُسکا حکم مانتے ہیں" (متی $\frac{8}{27}$)

فرقہ بازی سے ایک خاندان کے افراد میں پھوٹ پیدا ہوجاتی ہے یہ آپس کی بھی محبت کو سرد کردیتی ہے۔ میاں بیوی میں بھی

ص: ـ مغالطہ کی بات کو دور کرنا ان سارے کاموں میں آپ مدد دے سکتے ہیں ×

دشمنی اور رنجش و بے اطمینانی پیدا کرتی ہے ۔ اس کے ماسوا یہ نا اتفاقی غیر مسیحیوں کیلئے بھی سب سے بڑی ٹھوکر کا باعث ہے جب وہ پیاسے آدمی کی طرح جو پانی کی تلاش میں ہے مسیحیت کی طرف بڑھتا ہے ۔ مگر افسوس اُن کی پیاس بجھنے کی بجائے اُنکا اس چشمے کے پانی سے دُور ہونا پڑتا ہے ۔

اتحاد کے لئے دُعا گو ہونا سب کا فرض اولین ہے چھوٹے بڑے ۔ شادی شدہ غیر شادی شدہ لوگوں یعنی ہر اُس کا فرض ہے جو یسوع مسیح کے نام پر فخر کرتا ہے کچھ عرصہ ہوا جبکہ کارڈینل گبنس (GIBBONS) نے اپنے دِلی رنج کو اس طرح ظاہر کیا ۔

"مسیحیت کا اتحاد ہمارے دل کی بہت بڑی خواہش ہے اس مقصد کے لئے میں نے دُعائیں کہیں کام کیا ۔ اور دیگر مصائب جھیلے ۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے میں خوشی سے اپنی جان تک دے سکتا ہوں ۔ فرقہ بازی دشمنی کا پھل ہے اور اتحاد محبت کا شیریں ثمر"

تقریباً سب مسیحی لوگ دُعائے ربانی کو روزانہ پڑھتے ہیں یہی یسوع مسیح کے الفاظ دہراتے ہیں کہ "تیری بادشاہی آوے تیری مرضی جیسے آسمان پر ہے ۔ ویسے ہی زمین پر بھی ہو" کیا وہ اس دُعا کی گہرائی کو سمجھتے ہیں ۔ اور درحقیقت اُس پر عمل پیرا ہونا چاہتے ہیں ؟

اس مجلس عامہ میں جو ۸ دسمبر ۱۹۶۵ء میں برخاست ہوئی سنت پاپا اور کیتھولک چرچ کے میل میں قریباً سو مشاہدین (OBSERVERS) جو اپنے اپنے فرقے کے نمائندہ تھے یہ اتحاد کی جانب ایک مستعد و مضبوط قدم ہے اور اُمید ہے کہ جتنے لوگ مقدس پطرس کے تخت سے علیحدہ ہو گئے وہ دن بدن اُس کے زیادہ نزدیک آتے جائیں گے ۔ کیونکہ کوئی شک نہیں کہ خداوند یسوع مسیح کے یہ الفاظ پورے نہ ہوں !

"میری بھیڑوں کو چراؤ ..... ! میرے برّوں کو چراؤ"

(یوحنا ۲۱ / ۱۵-۱۷)

"شہیدانِ یوگنڈا"

ملک یوگنڈا براعظم افریقہ میں واقع ہے جسکو ایک انگریز سیاح اسٹینلے (STENELY) نے دریافت کیا ۔ یہ شخص مسیحی مبشر بھی تھا جس کا تعلق انیگلیکن کلیسیا سے تھا ۔ اس نے یوگنڈا کے بادشاہ کو مسیحی ایمان سے روشناس کرایا اس کا یقین تھا کہ بادشاہ ضرور اس خوشخبری کو قبول کر لیگا ۔ چونکہ بادشاہ اُس سے بیحد متاثر اور خوش تھا اس لئے اُس نے انگلستان کی بائیبل سوسائٹی کو لکھ بھیجا کہ بادشاہ مسیحی ہو چکا ہے اس لئے مزید مشنری لوگ یوگنڈا بھیجے جائیں ۔ جب مشنریوں نے یہ خوشخبری سُنی تو وہ بیحد مسرور ہوئے اور اُن کا ایک گروہ ۱۸۷۷ء میں یوگنڈا کے لئے روانہ ہوا ۔ اُن دنوں بادشاہ اور اُسکے درباریوں کو اپنی طرف رجوع کرنے کے لئے تین مختلف فرقے برسرِ پیکار تھے اُن میں مسیحی ، مسلمان اور وہ لوگ بھی تھے جنکا عقیدہ بُت پرستی پر تھا ۔ پوپ پائیس نویں نے بھی کیتھولک چرچ کی طرف سے مشنری لوگوں کو وہاں بھیجا تھا ۔ فرانس سے بھی ۱۸۷۸ء میں پانچ مشنریوں کا قافلہ براہ سمندر زنزیبار ۳۰ اپریل کو پہنچے اور وہاں سے بذریعہ کارواں یانزا کی جھیل کیطرف روانہ ہوئے ۔ یہ لوگ یوگنڈا پہنچے اور MUTESA بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوئے ۔ بادشاہ نے بھی ان کیتھولک مشنریوں کو پُرجوش خوش آمدید کہا اور اُن کو اُن کے کام میں کامیاب ہونے کے لئے ہر طرح کی مدد کا وعدہ کیا ۔ بادشاہ نے اُن کو تیس بیل اور کافی زمین عطا کی ۔ اس کے علاوہ اُس نے مسکراتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ اُن کے لئے ایک بڑا مکان بھی تعمیر کیا جائیگا ۔ اور اُن کو انجیل کی تبلیغ کے لئے پوری اجازت اور آزادی دی ۔

بادشاہ کی مہربانی عظیم تھی اسکے ماسوا درباریوں کو مسیحی بنانے میں ایک زبردست رکاوٹ یہ تھی کہ اُنکے ہاں کئی کئی عورتوں سے نکاح کرنا یا اُن کو رکھ لینا مروج تھا ۔

لہذا وہاں پر بھی خداوند یسوع مسیح کا پیغام سب سے پیشتر غریبوں نے دل وجان سے قبول کیا۔ کیونکہ امیروں کی عادتیں اور رواج مسیحیت کی تعلیم کے بالکل خلاف تھے۔ اچانک بادشاہ بیمار ہوگیا۔ تو فادر لورڈل نے اس کا علاج کیا۔ اور اس طرح بادشاہ کے محل کے دروازے مشنریوں کیلئے ہر وقت کھلے رہنے لگے ہر روز بادشاہ فادر لورڈل کے ذریعے! اپنے مصاحب کیساتھ مسیحیت کے پیغام کو سنتے اور سوالات بھی کرتے جاتے تھے، ایکدن جب بپتسمہ کا بیان سنایا گیا تو بادشاہ اس سے بہت متاثر ہوا اور دوبارہ دہرانے کو کہا جو کہ فادر لورڈل نے پھر سنایا بادشاہ اتنا خوش تھا کہ اس نے فادر لورڈل سے درخواست کی کہ وہ اسکو بپتسمہ دیں۔ مگر فادر نے بڑی خوش اسلوبی سے جواب دیا کہ پہلے وہ اپنی حرم کو ختم کرے۔ تب ہی وہ بپتسمہ پانیکا حقدار ہوگا۔ یہ سُنکر بادشاہ رنجیدہ و متفکر ہوگیا۔ اس تغیر سے فادر نے یہ جان لیا کہ بادشاہ کیلئے اپنے اطوار و عادات کا بدلنا نہایت مشکل ہے فادر نے اس سے کہا!

"آپ جانتے ہیں کہ آپ کا فرض کیا ہے کوئی بھی آپکے ساتھ زبردستی نہیں کرتا ہے اگر آپ مسیحی بننا چاہتے ہیں۔ تو خدا سے دعا کیجئے کہ وہ آپ کو طاقت عطا فرمائے تاکہ آپ اس کے حکم پر چل سکیں۔

بادشاہ اور کاتھولک مشنریوں میں اتنی رفاقت پیدا ہو چکی تھی کہ عربوں کو اُن سے حسد پیدا ہوا اور بادشاہ کو بہکانے کی کوشش کرنے لگے کہ یہ مشنری لوگ نو مریدوں کو ہتھیاروں کا استعمال سکھاتے ہیں تاکہ ملک میں بغاوت پھیلا کر شاہی خاندان کو مٹا دیا جائے۔ جونہی ان بے بنیاد الزامات کا فادر لورڈل کو پتا لگا اسی وقت وہ بادشاہ کے سامنے اُن تمام الزامات کی تردید کی۔ گو کہ دربار کے کئی ممبران مسیحیت کو قبول کرنے کو تیار نہ تھے پھر بھی وہ سب مناد وں و مشنریوں کی نہایت قدر و منزلت کرتے اور عزت و توقیر کے ساتھ اُن سے پیش آتے تھے۔ عوام میں بھی اُن کی بہت عزت تھی۔ مگر وزیر اعظم کھُلم کھُلا مخالفت کے درپے تھا۔

فادر BARBOT نے کچھ مزدوروں کے ساتھ ملکر کے ایک مکان تعمیر کیا جو مشنریوں کی رہائش کے لئے نہایت موزوں و مناسب تھا۔ انھوں نے مکان سے ملحق ایک چھوٹا سا گرجا گھر بھی بنایا جس میں ۲۱ ستمبر ۱۸۷۹ء کو خدا کی پاک قربانی پہلی دفعہ چڑھائی گئی۔ اسطرح چند ماہ گذر گئے۔ اور رفتہ رفتہ لوگوں نے مسیحیت کو قبول کرنا شروع کیا ان سب نو مریدوں میں سب سے پیش پیش نالوا باندوا تھا۔ جو فادر لورڈل کے سامنے پیش ہوا۔ اپنے بیان میں اس نے بتایا کہ وہ سب سے پہلے مولویوں کے پاس گیا تھا پھر اینگلیکن مشنریوں کے پاس، لیکن اس کو کہیں بھی تسلی نہ ہوئی۔ اور اسی وجہ سے اب وہ کاتھولک مذہب کے بارے میں معلومات فراہم کرنا چاہتا ہے فادر موصوف نے ایک عرصے تک اس سے پُر تسلی بات چیت کی اور اسطرح نالوا باندہ مطمئن ہوگیا۔

دوسرے دن وہ پھر آیا۔ لیکن اب وہ اکیلا نہ تھا بلکہ اپنے ایک ساتھی کے ساتھ تھا جو خود بھی سچائی کا متلاشی تھا یہ اشخاص خدا کے عظیم جلال کو معلوم کرنا چاہتے تھے اور کسی بھی قیمت پر اس کی راہوں پر گامزن ہونے کو تیار تھے۔

۱۸۸۰ء میں پاسکا کے موقع پر اولین نو مریدوں کا بپتسمہ ہوا۔ اسکے بعد پنتیکوست کے موقع پر بھی دیگر نو مریدوں کا بپتسمہ ہوا۔

جیسا کہ ذکر کر چکے ہیں کہ وزیر اعظم مشنری لوگوں سے بہت حسد رکھتا تھا اور عرب لوگوں کی مدد سے مشنری لوگوں کے بارے میں عوام میں ہر طرح کے الزامات لگاتا تھا اور بادشاہ کے بھی کان بھرتا رہتا تھا لہذا اسی کی کوششیں بار آور ہوئیں اور بادشاہ نے مذہب اسلام قبول کر لیا۔ پھر بھی اسنے اپنی رعیت کو پوری مذہبی آزادی دے رکھی تھی تو اس واقع سے مسیحیوں کو افسوس تو ضرور ہوا۔ پر اُن کے جوش و خروش میں کمی نہ آنے پائی اور بپتسمہ پانے اور تعلیم دینے کا کام متواتر چلتا رہا۔ اس ملک میں جو لوگ شہید ہوئے وہ بھی پہلے نو مرید ہی میں سے تھے۔ اسطرح پُرانی کہاوت سچ ثابت ہوئی کہ شہیدوں کا خون ہی مسیحیت کا سر چشمہ ہے۔ (باقی آئندہ)

پانی

بمطابق بائبل المقدس قصیدہ

از قلم سردار مسیح روز امرتسری

پرے خلقِ خدائی سے ہے تکوینِ لقا پانی
تھا گہراؤں پر اندھیرا سراسر بے بہا پانی
نہ تھے جبکہ زمین و آسماں پانی ہی تھا پانی
ہوئے جب حکمِ مولا سے خلقِ فرش و سما پانی
خدا کے حکم کی تعمیل میں آزبس رہا پانی
لبِ دریا تھا موسٰے ٹوکری میں اور بڑا پانی
چلے آؤ پلاتا ہوں موسیٰ نے کہا پانی!
کہا جب! حکمِ مولا سے ملے گا جا بجا پانی
نہ کیوں لے آتا اسرائیلیوں کو مصر سے موسیٰ
پکڑنے کو چلا جب لشکرِ فرعون تعاقب میں
یوحنا سے لیا یردن میں جب عیسیٰ نے بپتسمہ
تھا سُنکر حکمِ مولا بن گیا فوراً وہ مے تازہ
میں آبِ زندگی ہوں، زندگی کا دینے والا ہوں
تھا ڈانٹا حق نے دو چیزوں سے اُٹھتے تلاطم کو!
چلا پسرِ خدا جب پانیوں پر اپنی قدرت سے
صلیب اوپر جو دیکھا حضرتِ مریم نے بیٹے کو
ہے سچی بات پینے کو ستمگر نے دیا سرکہ
تھا چھیدا مار کر بھالا مسیح مصلوب کا پہلو!
تھا چشمہ زندگی کے پانیوں کا پھوٹتا کیوں نہ
بڑی تاکید سے منجی نے فرمایا تھا لینے کو!
ذہن تک آ گیا جس کے ہو پانی سیلِ عصیاں کا
لیا جبکہ بھی ہو ایمان سے ایک بار بپتسمہ
نہ کیوں بھاگ اُٹھیں وہ شیطان اور بدروحیں سب لیکن
اسی میں زیبِ دنیا کے ہیں سب راز سربستہ

خدا کے پاک ہاتھوں سے بنا تھا خوشنما پانی
تھی ذاتِ حق فقط اور تھا فقط پاک و صفا پانی
تھا روحِ پاک کی جنبش سے دلکش دلربا پانی
اندھیرے سے اُجالا ہو گیا اور تھا جدا پانی
بچا کر نوح کا بیڑہ بدی سب دی بہا پانی
بچارہ تھی حفاظت سے خدا نے نہ چڑھا پانی
چٹانوں کو زہا وہ پھوڑتا نکلا نہ تھا پانی
پھٹے پتھر اُچھلتا کودتا بہنے لگا پانی
لگاتے ہی عصا! قلزم کا دو حصوں میں تھا پانی
گھسا جس وقت قلزم میں بہا کر لے گیا پانی
ہوا نازل روحِ پاک سر پہ جب لگا پانی
گلی شہر میں شادی کے مٹکوں کا بھرا پانی
پلا دے سامری عورت کو عیسےٰ نے کہا پانی
تھمی کشتی! انھما طوفاں کا اُٹھتا جو تھا پانی
رہا تھا فرش کی مانند وہ بن کر کھڑا پانی
بنا دریا دیئے اشکوں سے آنکھوں کا بہا پانی
پلا دو! جب صلیب اوپر مسیحا نے کہا پانی
لہو کی دھار کے ہمراہ تھا بہنے لگا پانی
چلے آؤ! پلاتا ہوں عیسےٰ نے کہا پانی
بدن نانِ بقا اپنا لہو جامِ بقا پانی
ہے کہتا ناصری وہ آئے جس نے ہے شفا پانی
نہ کیوں دھو ڈالے اُسکے دل سے عصیاں کیمیا پانی
وہ چھڑکا تو گھر میں لا کے گرجے سے ذرا پانی ہے
ہیں کتنے زندہ جاں اور مرنے والے بھی کہ لا پانی

نہیں حاجت رہی اے سرور پھر پینے کی اوروں سے
پلایا ہے جو حق نے زندگی کا جاں فزا پانی

"سنتوں، ولیوں اور مقدسوں کی عزت کرنا"

(از قلم فدیلس ایم ولیم)

[اے خداوند اُن کو معاف کر کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ وہ تیرے الٰہی بھیدوں اور پاک ماں کلیسیا کی بابت کیا کہہ رہے ہیں۔ آمین!]

(گذشتہ سے پیوستہ)

میرجی کی چوتھی حجت "مگر تم کیتھولک لوگ اُن کی پرستش کرتے ہو، کیونکہ تم اُن تصویروں کو چومتے ہو اُن کے آگے اپنے آپ کو جھکاتے سجدے کرتے، اپنی ٹوپی یا پگڑی اُتارتے اور اُن سے دُعا مانگتے ہو"؟

جواب:۔ ہم کیتھولک لوگ کسی بھی مورت یا تصویر سے دُعا نہیں مانگتے ہیں بلکہ محض اُن کے آگے جھک کر خود خدا سے دُعا مانگتے ہیں۔ ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ مورتوں اور تصویروں میں کوئی قدرت یا اثر ہے جیسا کہ بُت پرست لوگ اپنے دیوتاؤں میں مانتے ہیں..... مگر ہم یہ مانتے ہیں کہ ہماری مورتیں اور تصویریں مسیح یسوع اور اُس کے سنتوں کی شبیہ ہیں، اور اسلئے جب ہم کسی مورت کے آگے دُعا مانگتے ہیں تو خود مسیح یسوع اور اُس کے سنتوں، ولیوں اور مقدسوں سے دُعا کرتے ہیں۔ آپ جواب دیں اور بتائیں کہ کیا یہ دستور پاک نوشتوں سے منع ہے؟

اگر یہ دستور پاک نوشتوں کے خلاف ہے تو کیوں "یشوع اور سارے اسرائیلی بزرگوں نے اپنے کپڑے پھاڑے اور خداوند کے عہد کے صندوق کے آگے شام تک اوندھے پڑے رہے اور اپنے سروں پر خاک ڈالی اور یشوع بولا ہائے اے مالک خداوند تو اس قوم کو کس لئے یردن پار لایا"؟ (یشوع 7 : 6، 7) اس طرح خدا نے موسےٰ اور یشوع نے اس زمین کو دی تھی جس پر کہ خدا کھڑا تھا بُت پرستی نہیں ہو سکتی کیونکہ اگر یہ بُت پرستی ہوتی تو خود خدا ایسا حکم نہ دیتا۔ لیکن کیا خود آپ میرجی! اور آپکے حواری وہ ہمارے پروٹسٹنٹ بھائی خود اسی گناہ میں جس کو وہ گناہ جانتے ہیں، پھنسے ہوئے نہیں ہیں؟ جس گناہ کا وہ ہمارے اُوپر الزام لگاتے ہیں؟

آپ سب میں سے کون شخص اپنی مُردہ ماں کی تصویر کو نہیں چومتا ہے؟ کون آپ سب میں سے خواہ وہ بیٹھا ہوا ہو یا کھڑا ہوا ہو یا اُس تصویر کے آگے جھکا ہوا۔ اپنے دل میں اپنی ماں کا خیال نہیں کرتا اور افسوس کے ساتھ اس طرح نہیں کہتا کہ "اے پیاری ماں" افسوس تو اپنے بچوں سے کس طرح جُدا ہو گئی! تو پھر اپنے پیارے دلاروں سے کس طرح مل سکتی ہے"! کیا آپ ایسے پسرانہ محبت کے اظہار کو بُت پرستی خیال کرتے ہو؟ اگر کوئی شخص اس پر حجت کرے اور کہے کہ وہ ایسا کرنے سے بُت پرستی کرتا ہے تو کیا وہ اُلفت سے لبریز بچہ اُس کو یہ جواب دیگا کہ "میں خوب جانتا ہوں کہ یہ تصویر ایک شبیہ ہے بلکہ میرا دل اس تصویر کے دیکھنے سے میری ماں کی اُس رُوح کی طرف جو بہشت میں ہے مائل ہوتا ہے اُسی رُوح کے آگے میں دعا کرتا ہوں اور افسوس کرتا ہوں"۔ تو پھر کیوں تم اُن کیتھولک لوگوں پر جو مصلوب مسیح خداوند اور مقدسہ مریم اُس کی ماں اور اُس کے پیارے سنتوں، ولیوں اور مقدسوں کی مورتوں اور تصویروں کے آگے جھکتے ہیں اور دُعا کرتے ہیں، الزام لگاتے ہو؟ بتاؤ! پھر تم کیا کہو گے اگر کوئی شخص تمہاری ماں یا تمہارے باپ یا رشتہ دار یا دوست کی تصویر کو پائمال کرے؟

کیا کوئی خاوند اپنی مُردہ بیوی کی تصویر کے پھاڑ ڈالنے یا جلا دینے سے ناراض نہ ہو گا؟ اگر ہم تمہاری کسی بڑے آدمی یا تمہارے کسی پیارے سپہ سالار کی مورت کو غصے میں آکر توڑ ڈالیں تو کیا تم ہم پر ناراض نہ ہو گے؟ اُن قانونی مورتوں سے جو کسی بڑے مُردہ شخص کی یادگاری میں شہروں میں قائم کی جاتی ہیں کیا مراد ہوتی ہے؟ کیا ایسی یادگاریاں عزت اور محبت دکھانے کے باعث نہیں قائم کی جاتی ہیں؟ کیا یہ یادگاریاں کسی بادشاہت

کی بزرگی کی تواریخ کا ایک حصہ نہیں ہیں؟ اور کیا اِس تواریخ کو تمام شخص یعنی عام لوگ اور تعلیمیافتہ اور امیر و غریب سب نہیں پڑھ سکتے ہیں؟ وہ یادگاریاں یا مورتیں جو پتھر یا سنگ مرمر پر کھودی ہوئی ہیں ایک لازوال تواریخ ہیں اسی طرح پاک مورتوں اور تصویروں کے دیکھنے سے کس کے دل پر یہ خیال پیدا نہ ہوگا کہ ہم اُن کے نقش قدم پر چلیں؟ کون شخص مبارک ماں مریم کی اُن تصویروں کو جو رفائیل یا ماریلو نے بنائی ہیں مبارک مریم کی بے عیب پاکیزگی اور کنوارپن کی بڑی عزت و تکریم کا خیال ظاہر کئے بغیر دیکھ سکتا ہے؟ کون شخص مصلوب مسیح خداوند کی تصویر یا مورت پر نظر ڈالیگا اور نیک چور کی مانند یہ دعا نہ مانگے گا کہ "اے خداوند جب تو اپنی بادشاہت میں آوے مجھے یاد کیجیو"؟ (لوقا ۲۳/۴۲)

اِن باتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسیحی مذہب شروع ہی سے ہمیشہ پاک تصویروں اور مورتوں کی عزت و تکریم کرتا چلا آیا ہے۔ مسیح یسوع کی شبیہ جو پاک پیالوں پر کندہ کی ہوتی تھی (دیکھو Tertullian De Pudc. X) اور کھجور کی شاخیں جو شہیدوں کی قبروں پر بنائی گئی تھیں۔ اور ہمارے خداوند یسوع مسیح اور سنت پطرس اور سنت پولس کی مورتیں جن کی بابت ایوزیبیوس (Eusebius) ذکر کرتا ہے۔ (Eccl. Hist. L. VII) اور اُس کے زمانے تک محفوظ رکھی ہوئی تھیں وہ پہلی اور دوسری صدیوں کے مسیحیوں کے کام تھے اور وہ کام اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ پاک مورتوں اور تصویروں کی عزت و تکریم کرنی رسولی کی روایت ہے اور اِسی روائیت کے باعث نیکیہ Nichaiya کی مجلس نے متفق الرائے ہو کر یہ فیصلہ دیا کہ مسیح یسوع کی تصویریں باادب اور دینداری سے اپنے پاس رکھنی چاہئیں، اور اُن کی عزت کرنی چاہیئے۔ پھر آٹھویں عام مجلس نے یہ فیصلہ دیا کہ "نہایت قدیمی روایت کے موافق مسیح خداوند اور اُس کے سنتوں کی تصویریں اس غرض سے ہمارے گرجہ گھروں میں رکھنی چاہئیں کہ اُن کے دیکھنے سے مسیح یسوع اور اُس کے سنتوں کا خیال اور محبت ہمارے دل پر نقش ہو"

(Con. Conc. C. V. VII)

میرجی! اور اُن کے نادان حواریوں کی!
پانچویں حجت

"کیا کیتھولک کلیسیا کے خصوصاً جاہل لوگ یہ نہیں مانتے ہیں کہ ان پاک مورتوں اور تصویروں میں کچھ جان یا قدرت یا کوئی خاص وصف ہوتا ہے؟"

جواب:۔ کیتھولک لوگ آپ کی مانند جاہل نہیں، عاقل ہیں! ہم ہرگز ایسا نہیں مانتے ہیں کیونکہ ہم کیتھولک کلیسیا کی مسیحی تعلیم کی کتاب جس کو ہر ایک کیتھولک بچہ پڑھتا ہے صاف صاف یہ بیان کرتی ہے کہ پاک مورتوں اور تصویروں میں کچھ جان یا قدرت یا کوئی خاص صفت نہیں ہے اور کہ وہ مورتیں اور تصویریں ہماری کچھ بھی نہیں سن سکتیں۔ پس اس اپنے لگائے ہوئے بیہودہ لغو اور بے بنیاد الزام کو واپس لیکر دور کرو۔ اور ہمارے ساتھ متفق ہو کر یہ تسلیم کرو کہ مسیح یسوع اور مبارک کنواری مریم اور سنتوں کی تصویریں اپنے گھروں اور عبادت گاہوں یا گرجا گھروں میں رکھنی واجب ہیں اور اُن کی عزت و تکریم کرنی بڑی معقول ہے واجب ہے۔ تعصب اور بغض و حسد کی عینک پہن کر (لگاکر) اپنے قدرتی اخلاق سے ناجائز تجاوز نہیں کرنا چاہیئے۔ اور مادر کلیسیا کی شان و عظمت میں فحش کلامی سے قطعاً پرہیز کرنا چاہیئے۔ کیونکہ بے بنیاد اور من گھڑت مسائل کے ذریعہ دیدہ دانستہ جھوٹی باتوں کو سوادیکر نور افشاں جیسے کلیسیائی پرچہ میں ایسی زہر افشانی کرنا زیبا نہیں دیتا ہے حسد کو چھوڑ کر رشک سے روحانی خدمت کرنی چاہیئے۔ مسیح خداوند میں ہم سب ایک ہیں۔ باہمی محبت اور یگانگت، اور خوشخبری کی بشارت کا نشانہ مدنظر ہونا چاہیئے۔ جس سے ملّت ابن خدا کی خصوصاً اور بنی نوع انسان کی عموماً بھلائی ہو سکے۔ اسی میں ہم سب کی بھلائی ہے۔

پاک مورتوں اور تصویروں کی مناسب عزت کرنے کا ذکر کرنے کے بعد اب ہم یہ ذکر کرتے ہیں کہ مقدس لوگوں کے تبرک کی بھی عزت و تکریم کرنی بڑی معقول ہے۔ پروٹسٹنٹ لوگ سنتوں کے تبرکات کی عزت کرنے کے بارے میں کیتھولک کلیسیا کے رسم و رواج پر اعتراض کرتے ہیں۔ اور طنزاً یہ کہتے ہیں کہ

کیتھولک لوگ مُردہ عورتوں اور مَردوں کی ہڈیوں کی عزت کرتے ہیں۔ سنتوں کے تبرکات کی عزت کی بابت کلیسیا یہ تعلیم دیتی ہے کہ "تمام دینداروں کو پاک شہیدوں کے اجسام اور دیگر سنتوں کے بھی اَب جو مسیح یسوعؔ کے ساتھ بہشت میں مبارک ہیں اور اُس کے زندہ اعضا اور رُوح القدس کے ہیکل تھے۔ اور قیامت کے روز مسیح خداوند ان کو جلائیگا اور جلال دیگا عزت و تکریم کرنی چاہیئے جن کے ذریعہ سے خدا آدمیوں کو بیشمار نعمتیں بخشتا ہے پس اُن شخصوں کی رائے کو بالکل رد اور نامنظور کرنا چاہیئے جو یہ کہتے ہیں کہ سنتوں کے تبرکات کی عزت و تکریم نہیں کرنی چاہیئے۔ یا یہ کہتے ہیں کہ دیندار لوگ اِن تبرکات اور پاک یادگاریوں کی لاحاصل عزت کرتے ہیں۔ اور یہ کہتے ہیں کہ ان مقامات کی جو اُن کی یادگاری میں بنائے گئے ہیں اس غرض سے زیارت کرنا کہ ان سے کچھ مدد حاصل کریں۔ بالکل بے فائدہ ہے اور کلیسیا نے ایسے شخصوں کی رائے کو مُدت ہوئے رد کر دیا ہوا ہے اور اب بھی ہماری پاک ماں کلیسیا اُس کو رد کرتی ہے۔" (Conc. Trid Sess)

ٹرنٹ (TRENT) کی مجلس کی تعلیم کے موافق ہم سنتوں کے تبرکات کی عزت اسواسطے کرتے ہیں۔ کہ وہ اس دُنیا میں مسیح کے زندہ اعضا تھے کلیسیا جیسا کہ ہم پیچھے پڑھ چکے ہیں دینداروں کی ایک جماعت ہے اور مسیح اس جماعت کا بانی، بنیاد اور سر ہے اور اس جماعت کے شریک اسکے اعضا ہیں جس طرح کہ مسیح اپنے مرنے کے بعد بھی اس جماعت کا سر رہا۔ اسی طرح سنت لوگ بھی اپنے مرنے کے بعد اُس روحانی جماعت کے شریک رہتے ہیں اور چونکہ مسیح یسوعؔ کلیسیا کا سر ہے اسواسطے یہ لازم ہے۔ کہ ہم اُس کی خاطر سنتوں کی اور اُن کے تبرکات کی بھی عزت کرتے ہیں۔ سر کی یعنی مسیح یسوعؔ کی بوجہ خدا اور آدمی ہونیکے پرستش ہونی چاہیئے۔ خود ہمارا خداوند یسوعؔ مسیح بیان کرتا ہے کہ:۔

"انگور کا درخت میں ہوں تم ڈالیاں ہو۔ وہ مجھ میں رہتا ہے اور میں اُس میں، وہی بہت پھل لاتا ہے! کیونکہ مجھ سے جُدا تم کچھ نہیں کر سکتے" (یوحنا 15: 5) خلاصہ یہ ہے کہ ہم سنتوں، ولیوں، اور مقدسوں کی اس وجہ سے عزت کرتے ہیں کہ مسیح یسوعؔ کے ساتھ اُنکی کامل یگانگت ہے اور ہم سنتوں کے تبرکات کی عزت مسیح یسوعؔ اپنے خداوند کی خاطر کرتے ہیں۔

(باقی پھر)

وقت کی آواز

شانِ آزادی تمہارے خون کا اعجاز ہے
اے شہیدانِ وطن تم پر وطن کو ناز ہے

یہ تمہاری ہی بدولت ہے تمہارے ہی سبب
آج جو بھرپور نغموں سے وطن کا ساز ہے

جو ہوئیں بیوائیں مادر جو ہوئے بچے یتیم
دیش کی رکشا کرو اُن سب کی یہ آواز ہے

بڑھ رہے ہیں حوصلے جاگے ہوئے ہیں ولولے
اک شجاعانہ ہمارے دیش کا انداز ہے

چین و پاکستان ہوں یا اور کوئی دوسرا
پھونک ڈالو سامنے اب جو بھی فتنہ ساز ہے

دشمنوں نے بھر دیا ہے جوش ایسا دیش میں
بچہ بچہ آج اپنے دیش کا جانباز ہے

چین و پاکستان تو کیا، ساری دُنیا سے بھی ہم
مٹ نہیں سکتے ہماری زندگی اک راز ہے

ہر بلندی سے گرا دیں گے عدو کی رفعتیں
اے حقیر اپنا جنوں اب مائلِ پرواز ہے

جناب پیٹر حقیر میرٹھی

پڑوسی کا پیار

(از جیکب پیٹر حقیر میرٹھی صاحب)

"اپنے پڑوسی کو اپنے جیسا پیار کر" (متی ۲۲: ۳۹)

عدالت کے روز مسیح ان سے جنہوں نے اپنے پڑوسی سے نیکی کی ہے یہ کہے گا۔ "چونکہ تم نے میرے ان سب سے چھوٹے بھائیوں میں سے ایک کے ساتھ ایسا کیا تو میرے ہی ساتھ کیا" (متی ۲۵: ۴۰)

ان باتوں سے صاف ظاہر ہے کہ خدا ان حقوق کو کہ جو وہ ہمارے دل کی محبت پر رکھتا ہے ہمارے پڑوسی کو سونپتا ہے اگر ہم اپنے مصلوب خداوند سے یہ سوال کریں کہ "ہم ان تمام مہربانیوں کے عوض کہ جو تو نے ہم پر کی ہیں، تیرے لئے کیا کریں؟" تو وہ جواب دیگا کہ "اُن فرائض کو کہ جو تم نے میری محبت کے صلہ میں ادا کرنے ہیں، اپنے بھائی کے لئے ادا کرو" کیا یہ ہماری خوش قسمتی نہیں کہ ہم اس طریقے سے خدا کو اپنی شکر گذاری اور محبت کا ثبوت دے سکتے؟

ہر محبت کو مسیحی محبت نہیں کہا جا سکتا۔ مسیحی محبت وہ محبت ہے جس سے ہم اپنے پڑوسی کو اپنے ذاتی اغراض کی بنا پر نہیں بلکہ محض خدا کی خاطر پیار کرتے ہیں۔ اگر ہم اپنے پڑوسی کو محض اسکے حسن، ذہانت اور دیگر اوصاف حمیدہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے پیار کریں تو یہ محض چند روزہ اور رفاقی محبت ہو گی۔ اس قسم کی رفاقت بظاہر تو نیک اور عمدہ معلوم ہو گی۔ لیکن اُس سے اسکا کام حاصل نہ ہو گا۔ اور ان اوصاف کے زوال کے ساتھ ساتھ وہ بھی معدوم ہو جائے گی۔ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ ایسی محبت کا انجام حسد اور دشمنی کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا

ہر ایک وہ شخص جو آسمان کی بادشاہی میں داخل ہو سکتا ہے ہمارا پڑوسی کہلانے کا مستحق ہے ہمیں بیدین، بُت پرست اور گنہگار اشخاص کو اپنے پڑوسی کہنے میں ہرگز شرم محسوس نہیں کرنی چاہیئے۔ کیونکہ وہ تبدیل ہو کر نجات حاصل کر سکتے ہیں اسلئے مقدس اگسٹین کہتا ہے کہ گنہگار میں دو چیزوں کو دیکھنا چاہیئے اوّل اس کی انسانی ذات اور خداداد فطرتی خوبیاں جو ہمارے پیار کے لائق ہیں۔ اور دوم اس کا گناہ۔ جو اس کی اپنی بُری مرضی کا نتیجہ اور ہماری نفرت اور ملامت کے لائق ہے۔

چنانچہ ہمیں گناہگار کو تو پیار کرنا چاہیئے۔ مگر اُسکے گناہوں سے نفرت کرنی چاہیئے۔ ہمیں اس مہربان حکیم کی طرح ہونا چاہیئے جو بیماری سے نفرت کرتا اور اُسے دُور کرنے کی ہمہ کوشش کرتا ہے مگر مریض کے ساتھ کامل ہمدردی کرتا اور اس کی نجات چاہتا ہے اسی طرح کاشتکار بھی کڑوے دانوں کو جو اس کے کھیت میں اُگتے ہیں دیکھ کر رنجیدہ ہوتا ہے مگر اس زمین کو کہ جس نے اُن کو پیدا کیا لعنت نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اگر ان کڑوے دانوں کو اکھاڑ دیا جائے تو وہ اچھا پھل پیدا کر سکتی ہے۔

اگرچہ ہمیں گناہگار سے دشمنی نہیں کرنی چاہیئے۔ تاہم ہمیں ان سے خبردار رہنا چاہیئے۔ کیا ہم ان اشخاص سے کہ جو کسی متعدی مرض میں مبتلا ہوں کنارہ کشی نہیں کرتے اور اُن کا حال بد دیکھکر اپنی صحت کا زیادہ خیال نہیں کرتے؟ اسی طرح ضرور ہے کہ ہم نہایت احتیاط سے اپنے آپ کو گناہگاروں کے بدنمونہ اور مشوروں سے محفوظ رکھیں۔

ہمیں اپنے پڑوسی کو پیار کرنا چاہیئے۔ مگر اس سے یہ نتیجہ اخذ نہیں کرنا چاہیئے کہ گناہگاروں کی حمایت اور امانت کر کے انہیں گناہ کی دلدل میں پھنسنے کا مزید موقعہ دیں۔ اور معصوم اور بھولے بھالے اشخاص کو ان کے دامِ فریب میں پھنسنے کی اجازت دیں۔ اگر بھیڑیا بھیڑخانہ میں داخل ہو جائے۔ تو پاسبانوں کا فرض اوّلین ہے کہ وہ بھیڑوں کی جانیں بچائیں اور ظالم کو کیفر کردار کو پہنچائیں

ہمیں بالعوض اپنے دل سے نفرت و حقارت، حسد و دشمنی و کدورت اور کینہ کے خیالات کو دُور کر دینا چاہیئے۔ اور بلا سوچے سمجھے اپنے پڑوسی کو بُرا نہیں سمجھنا چاہیئے۔ اکثر انسان دوسروں کی آنکھ میں تنکا تو بخوبی دیکھ سکتے ہیں۔ مگر افسوس کہ اپنی آنکھ میں شہتیر دیکھنے سے عاجز رہتے ہیں۔ ہمارا فیصلہ اکثر دفعہ غلط ثابت ہوتا ہے۔ صرف خدا ہی ہر ایک دل کی نیکی اور بدی جانتا ہے۔ کسی کو مجرم ٹھہرانا فقط خدا ہی کا حق ہے۔ ہم تو صرف ظاہری صورت دیکھ سکتے ہیں۔ مگر خدا دلوں اور گُردوں کو جانچتا ہے۔

اگر کوئی ہم سے بدی کرے اور یا ہمارا حق تلف کرے تو

ہمیں .... نیک مسیحی کی مانند اس کا قصور معاف کر دینا چاہیئے۔ ہمیں پڑوسی کے احسانات کو تو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے۔ مگر اس کی بے انصافیوں کو جلد فراموش کر دینا چاہیئے۔ اگر ہمارا پڑوسی ہماری بے عزتی کرے تو ہمیں اسے دل سے معاف کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ وہ خدا کا فرزند ہونے کی حیثیت سے ہمارے پیار کے لائق ہے۔

ہمیں یہ الفاظ ہرگز زبان پر لانے نہیں چاہئیں کہ "ہمیں اس سے کیا واسطہ؟" "اس نے ہماری بے عزتی و توہین کی۔ ہمیں ذلیل و خوار کیا۔ ہمیں نقصان پہنچایا۔ ہمیں اس کی کیا پرواہ؟" ذرا سوچیئے کہ اگر خدا بھی ہمارے حق میں یہی کہے کہ "اس انسان نے گناہ کر کے مجھے ناراض کیا۔ میں اسے نارِ جہنم میں پھینک دونگا" تو بھلا ہماری کیا حالت ہو؟ ہم تو ہر لحاظ سے خدا کے قرضدار ہیں مگر دیکھیئے کہ وہ ہر روز ہم کو بیشمار نعمتیں عنایت کرتا اور نہایت صبر و تحمل کے ساتھ ہماری برائیوں کو بھی برداشت کرتا ہے۔ ہماری دشمنی و کدورت کی پروا نہ کرتے ہوئے اس نے محض ہماری اور ہماری ہی خاطر اپنی جان شیریں صلیب پر قربان کر کے ہمیں نجات بخشی،

اگر ہم پڑوسی سے بدلہ لینا چاہیں تو ہم بدی کا بدلہ بدی سے نہیں بلکہ مقدسوں اور مسیح کے سچے شاگردوں کی طرح بدی کا بدلہ نیکی سے دیں۔ ذکر ہے کہ ایک بدنیت عورت نے مقدسوں اور مسیح کے سچے شاگردوں کی طرح بدی کا بدلہ نیکی سے دیں۔ ذکر ہے کہ ایک بدنیت عورت نے مقدسہ کیتھرین پر شرمناک گناہ کا جھوٹا الزام لگایا۔ لیکن مقدسہ نے نہایت پیار اور ہمدردی کے ساتھ علالت میں اس کی خدمت کی۔ اس میں تو جائے شک نہیں کہ جب کوئی ہماری توہین کرتا اور ہمیں نقصان پہنچاتا ہے تو ہمارے دل کو خود بخود صدمہ ہوتا ہے اور ہم اکثر اوقات غصہ میں آجاتے ہیں۔ یہ جذبات خود بخود گناہ ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم برائی کرنے والوں کے لئے دعا کریں اُن سے اچھا سلوک رکھیں اور ان کی سخت ضرورتوں میں ان کی مدد کریں۔ اگر ہم ایسا کرینگے تو خواہ ہمارے دل میں کتنا ہی غم اور غصہ کیوں نہ ہو وہ جاتا رہیگا ہم بدی کا بدلہ بدی سے نہیں بلکہ نیکی سے دیکر مسیح کے سچے شاگرد کہلانے کے حقدار ہوں گے۔

اگر ہمیں یہ جاننا مطلوب ہے کہ ہمیں کہاں تک اپنے پڑوسی کو پیار کرنا چاہیئے تو ہمیں انجیل مقدس کے اس زریں اصول پر غور کرنا چاہیئے کہ "جو کچھ تم چاہتے ہو کہ دوسرے تم سے کریں تم بھی اُن سے وہی کرو"

اے والدینو! مالکو اور حاکمو! اگر آپ اپنے تابعداروں فرزندوں اور محکوموں کی جگہ ہوں تو جیسا کہ آپ چاہتے ہیں کہ آپ سے سلوک کیا جائے اسی طرح آپ اُن سے سلوک کریں۔ اے بچو اور ملازمو! اگر تم اپنے والدین اور حاکموں کے عہدوں پر فائز ہوتے تم اُن کے ساتھ وہی کرو۔ جو تم چاہتے ہو کہ وہ تمہارے لئے کریں۔ اے دولتمند! سوچو کہ اگر آپ غریب ہوتے ہیں تو آپ امیروں سے کیسی مدد کی اُمید کرتے؟ پس اب غریبوں کی ایسی ہی مدد کرو۔

اگر ہم کامل محبت کا نمونہ دیکھنا چاہیں تو بیٹے کے لئے نیک ماں کی محبت پر غور کریں۔ وہ اُسے خطروں سے محفوظ رکھنے کیلئے کس قدر چوکنی، اُس کی ضرورتوں کو پورا کرنے میں کس قدر فکرمند۔ اس کی غلطیوں کو معاف کرنے کے لئے کس قدر رحمدل، اس کے دکھوں میں کس قدر ہمدرد اسکی خوشیوں میں کسقدر شادماں، اس کی عزت اور ترقی کی قدر خواہاں! اُسکی خیر خواہی کے لئے دعائیں کس قدر گرم جوش! پس اگر ہم اپنے ہر ایک پڑوسی کے حق میں ایسے خیالات رکھیں اُس پر ایسی ہی شفقت کریں۔ تو بلاشک و شبہ ہم اُسے کامل محبت سے پیار کریں گے۔

کمال مسیحی دوستی کی مثال ہمیں مُقدس باسیل اور گریگوریوس کی زندگی سے ملتی ہے:۔

"مقدس گریگوریوس خود اپنی رفاقت کا یوں بیان کرتا ہے" ہم دونوں کا ایک مطلب، ایک ہی مُدعا ایک ہی آرزو تھی وہ مطلب اور آرزو یہ تھی کہ اخلاقی پاکیزگی کے پابند رہیں اور اس کو عمل میں لائیں۔ ہم ایک دوسرے کی نیکی کے نگران تھے اور اکثر ایک دوسرے کو دینداری اور خدا پرستی کے متعلق نصیحتیں کیا کرتے تھے۔ اور جن جن ہم جماعت اور ہم مکتب طلبا کی زندگی قابلِ تعریف نہ تھی ہم ان سے علیحدہ رہتے تھے

ایں دشوار است

از منظور لیوک

۱- فراموش کرنا۔
۲- معاف کرنا۔
۳- درگذر کرنا۔
۴- صلاح قبول کرنا۔
۵- غلطیوں سے بچنا۔
۶- اپنا قصور مان لینا۔
۷- خود انکار ہونا۔
۸- بچانا۔
۹- خیرات کرنا
۱۰- متفکر ہونا۔
۱۱- شہوت پرستی سے دامن پاک رکھنا۔
۱۲- تنزلی کو ترقی کا زینہ سمجھنا۔
۱۳- تکالیف کا سینہ سپر ہو کر مقابلہ کرنا۔
۱۴- اپنے آپ پر قابو پانا۔
۱۵- عمل سے پیشتر ردعمل کا خیال کرنا۔

بقیہ صفحہ (پڑوسی کا پیار) :-

مگر جو صاحبِ حیا اور نیک خصلت تھے ہم اُن کے ساتھ ملتے جلتے تھے۔ شہر کے راستوں اور گلیوں میں سے ہمیں صرف دو ہی رستے معلوم تھے یعنی ایک تو وہ جو گرجہ کو جاتا تھا اور دوسرا وہ جو مکتب کو لے جاتا تھا۔ ہم اُن باقی تمام بازاروں اور راستوں سے کہ جو دنیوی کھیل تماشوں جلسوں اور ناچ ورنگ کی محفلوں کو جاتے تھے۔ سراسر ناواقف تھے۔"

تعلیم نسواں قسط دوئم

(از جناب حبیب پیر حقیر میرٹھی) :-

عورتیں جسمانی طاقت میں مرد کی نسبت کمزور ہوتی ہیں اور اُن کے بدن بھی مردوں کی نسبت نازک ہوتے ہیں۔ اسی طرح ان کی قوت ادراک اور فہم مرد کی نسبت کم اور ان کا دل بھی کمزور و نازک ہوتا ہے۔ عورتوں میں حیا اور اخلاق کے حاصل کرنے کی قابلیت مردوں سے زیادہ ہوتی ہے اُن کے مذہبی عقائد بھی مردوں کی نسبت زیادہ مستحکم اور قوی ہوتے ہیں لیکن کہ اوہام پرستی اور ضعف الاعتقادی بھی بہت ہوتی ہے عورتیں مردوں سے زیادہ باعصمت اور زیادہ پرہیزگار ہوتی ہیں اور وہ اپنی عصمت کو عزت و آبرو کا باعث خیال کرتی ہیں عورتوں میں نفرت اور محبت کے دونوں مادے مردوں سے زیادہ ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی محبت یا بغض کا دائرہ وسیع نہیں ہوتا قومی کاموں میں عورتیں شاذ و نادر ہی حصہ لیتی ہیں ان کی محبت اپنے بال بچوں اور گھر والوں تک محدود رہتی ہے لیکن ہمدردی اور شفقت کا مادہ عورتوں میں زیادہ تیز اور قوی ہوتا ہے اور مصیبت زدہ کے حال پر عورتوں کو زیادہ رحم آتا ہے اور اکثر وہ اس کی مدد کرنے میں مردوں سے زیادہ تکلیف بھی برداشت کر لیتی ہیں عام طور پر ان کی حالت کا اقتضا یہ ہے کہ گھر کے کاروبار ان کے ہاتھوں میں دیئے جائیں اور مرد باہر کے کام انجام دیں۔ اگر عورت و مرد کی ایک ایک تصویر کھینچی جائے جس سے ان کے خصائل اچھی طرح معلوم ہو سکیں تو مرد کی تصویر سے دلیری، ہمت و تدبر ظاہر ہوگا۔ اور عورت کی تصویر دیکھیں تو شرم و حیا، خوف، بھروسہ، نرم دلی پائی جائے گی اور یہی ایسی صفات ہیں جو عورت و مرد میں تمیز پیدا کرتی ہیں۔

عورتیں صرف مردوں کے دل بہلانے کیلئے ہی نہیں پیدا کی گئی ہیں۔ بلکہ وہ دنیا کے انتظام میں حصہ دار اور امن و آسائش کی کارپرداز ہیں وہ زندگی کو خود اپنے لئے اور دوسروں کیلئے

مفید اور بکارآمد بناتی ہیں۔ خدا باپ نے ان کو دماغ اور قوت تخیلہ عطا فرمائی ہے اگرچہ یہ قوت مردوں کی نسبت کم ہے لیکن یہ کمی اتنی کمی نہیں ہے کہ صفر کے درجے پر ہو جو کام ان کو بطور فرض کرنا پڑتے ہیں۔ ان کے لئے سمجھ بوجھ اور فہم رسا کی ضرورت ہے عورتوں کا صرف یہی کام نہیں کہ وہ اپنا سارا وقت آرائش و سنگھار میں صرف کریں اور اگر ایسا کریں گی تو شاید حسن و صورت میں نظر فریبی پیدا کر لیں لیکن زندگی کے کاروبار اس سے نہیں چل سکتے بلکہ اس استعداد کے حاصل کرنے کے لئے اعلیٰ تعلیم کی ضرورت ہے اعلیٰ تعلیم سے یہ مراد نہیں کہ مردوں کی سی تعلیم دیجائے بلکہ اُن فنون کی تعلیم سے مراد ہے جو عورتوں کیلئے ضروری اور آمد ہیں اور جن کی مقدار اسی قدر ہو جتنی کہ مردوں کی۔ اگرچہ مضامین اختلاف ہو۔ تعلیم عقل کو روشن کرتی اور قوائے دماغی کو جلا دیتی ہے اور گھر کا کوئی کام ایسا نہیں جس میں عورت کی دانش اور فراست سے اس کی عمدگی نہ بڑھتی ہو۔ تعلیم عورت میں خیالات کی بلندی اور پیش بینی پیدا کرتی ہے اور تعلیم کے اثر سے عورت اس قابل ہو سکتی ہے کہ وہ گھر کا انتظام بلکہ اپنی اور دوسروں کی زندگی کا انتظام سوچ سمجھ کر کرے اور انتظام خانگی کے عمدہ عمدہ اصول سوچے۔ تعلیم ہر طرح عورت کو ایسی تقویت دیتی ہے جیسی کہ مردوں کو تقویت بخشتی ہے تعلیم عورت کو دھوکے اور فریب سے بچاتی ہے اور اس کو بہت سے جاہلانہ لالچوں اور اوہام پرستی سے محفوظ رکھتی ہے تعلیم عورت کا اثر زیادہ قوی اور ساتھ ہی زیادہ مفید بھی کر دیتی ہے کیونکہ جو کچھ وہ کہتی یا کرتی ہے وہ کہنے یا کرنے کے قابل ہوتا ہے اور ہر دل اس کو نہ صرف بسہولت بلکہ بطیب خاطر منظور کرتا ہے اگر عورتوں کے اخلاق کمزور اور ان کے دل ناپاک ہوں تو مرد اُن کے اثر سے نہیں بچ سکتے کیونکہ انسان کی اخلاقی تعلیم زیادہ تر اس کے گھر کی حالت پر منحصر ہے اسلئے عورتوں کی تعلیم نہ صرف ان کی ذات کے لئے مفید رہے بلکہ قومی و ملی بہبودی اور ترقی کا زینہ بھی ہے جس قدر عورت اور مرد دونوں کے قوائے عقلی اور غضبی مہذب اور شائستہ ہونگے

جس قدر اُن کے دل آلائش سے پاک اور منزہ ہوں گے اور جسقدر ان کے قوا کی باگ عقل کے ہاتھوں میں ہوگی، اُسی قدر سوسائٹی میں امن و ترقی، بہبودی اور آسائش ہوگی اور اسی قدر انسان کا تمدن اعلےٰ درجہ پر ہوگا۔ اسلئے عورتوں کو تعلیم دینا گویا مردوں کو تعلیم دینا ہے اور عورتوں کا رویہ اور عقل درست کرنا مردوں کا اخلاق درست کرنا ہے جہاں کہیں عورتوں کی حالت خراب ہوگی وہاں مردوں کی حالت خراب ہونی لازمی ہے کسی قوم کی حالت خراب ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اس کے ممبروں کی حالت درست نہیں ہے اور لڑکیوں کی ابتر حالت اس کا نتیجہ ہے کہ مائیں جاہل ہیں۔ بچوں کی صحت اخلاق، ابتدائی تعلیم سب ماؤں کی ہی نگرانی میں ہوتی ہے خصوصاً صحت کا مسئلہ ایسا ہے کہ اخلاق اور تعلیم بھی اس کے تحت میں آجاتے ہیں۔ جو عورتیں صحت کے اصول سے ناواقف ہیں یا اصول اخلاق سے ناواقف ہیں۔ وہ اپنے بچوں کو کسی طرح عمدہ تربیت نہیں کر سکتیں اور اس وقت کی بے تربیتی یا فساد صحت آئندہ عمر بھر اپنا رنگ دکھاتی ہے۔ تعلیم یافتہ عورت ابتدا ہی سے اپنی اولاد میں حسن اخلاق کی جڑ قائم کر سکتی ہے۔

ہر چیز کی خصوصیت اس کا جوہر ہے آفتاب کی تمازت اور تیز روشنی اس کا خاصہ ہے ماہتاب کی ہلکی اور ٹھنڈی روشنی ماہتاب کی دلآویزی اور خوشنمائی اور عام پسندیدگی کا باعث ہے اگر ماہتاب کی یہ خاصیت جاتی رہے۔ اور وہ آفتاب کی ہمسری کرنے لگے۔ تو رات کی بہار اور راحت مٹ جائے اور ساتھ ہی ماہتاب بے قدر ہو جائے۔ اگر کوئی تعلیم عورتوں میں سے عورتوں کے جوہر مٹا دے۔ تو وہ سوسائٹی کے راحت و آرام اور امن و آسائش کو کھو دے گی اور نہ صرف مرد ہی بلکہ عورتیں بھی مصیبت میں پڑ جائیں گی۔ دنیا میں جو شخص جس کام کے واسطے پیدا کیا گیا ہے اُسے پورے طور پر انجام دینا اس کی سعادت و عزت کا باعث ہے اور اس حد سے افراط و تفریط میں تجاوز کرنا اور دوسروں کی نقلیں اُتارنا اپنی عزت کا کھو دینا ہے اگر کسی عورت سے

ایسا کام بن جاتے جو عموماً عورتوں کا حصہ نہیں ہے تو بعض
اوقات سوسائٹی کی غلط فہمی سے اس پر بہت واہ واہ ہوتی
ہے لیکن صرف تعجب کا اظہار ہوتا ہے اور اسی وقت تک ہوتا
ہے کہ ایک دو سے سرزد ہوا ہو۔ گھوڑے کی صفت تیز رفتاری
اور اطاعت سوار ہے بندر کی طرح ناچنا اور کرتب دکھانا
گھوڑے کی صفت نہیں ہے لیکن سرکس کے گھوڑے کرتب
دکھاتے ہیں اور تماشائی اُن کی تعریف کرتے ہیں۔ اسی طرح
سوسائٹی میں بعض عورتیں غیر معمولی طور پر مردوں کے سے
کام کرتی ہیں اور ان کی تحسین و آفریں بھی ہوتی ہے لیکن
وہ صرف اظہار تعجب ہے۔

سوسائٹی پر عورتوں کے حقوق ہیں اور ان میں سب سے
بڑا حق یہ ہے کہ عورتوں کو تعلیم دیجائے لیکن فرض وہ تعلیم
ہے جو عورتوں کے ذاتی جوہروں کو نہ صرف قائم رکھے بلکہ
ترقی دے۔

نوٹ:۔ ہم آئندہ والے شمارہ میں وہ فرض ناظرین کی
خدمت میں پیش کریں گے جو عورت کے لئے ضروری ہیں۔
(حقیر میر بھٹی)

لندن ۲۲ جنوری ۱۹۶۶ء ۴۰۰ سال بعد فادر
ٹامس کارلشلی، ویسٹ منسٹر ایبے میں مقرر کی حیثیت سے مدعو
کئے گئے۔ جہاں انھوں نے مسیحی اتحاد کے بارے میں ایک پُرجوش
نصیحت دی۔ یہ واقعہ ایک اہم تواریخی حیثیت رکھتا ہے یعنی
یہ کہ گذشتہ چار سو سال سے اس ویسٹ منسٹر ایبے میں جو کہ
اینگلیکن بشپ کا کیتھیڈرل ہے کسی کاتھولک پریسٹ کو بشارت
کے لئے نہیں بلایا گیا تھا۔ لیکن یہ پہلی دفعہ ہے کہ فادر ٹامس
کارلشلی نے وہاں اتحاد کے لئے نصیحت دی۔ خدا کا شکر
ہے کہ اتحاد کا کام اب کافی اہمیت حاصل کر رہا ہے۔
ہاں چند ناسمجھ پروٹسٹنٹ نے مداخلت کرنیکی کوشش
کی پر پولیس نے ایسا نہ ہونے دیا۔

نیویارک:۔ امریکہ (U.S.A) میں تمام مسیحی کلیسیاؤں کی
تعداد میں متواتر اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ لیکن عبادت میں
حاضرین کی تعداد میں کمی کی طرف رجحان ہے۔ سنہ ۱۹۶۴ء میں
۴۵ فیصدی بالغ افراد کی عبادت میں حاضر ہوتے تھے۔
سنہ ۱۹۶۳ء ۴۶ فیصدی سنہ ۱۹۵۸ء میں ۴۹ فیصدی کے قریب۔
امریکہ میں کاتھولک لوگوں کی تعداد ۴۵۶۴۰۶۱۹ ہے
اور پروٹسٹنٹ کے مختلف ۲۲۱ فرقوں کی تعداد کل ۶۸۱۲۲۹۴۷۸ ہے
اگر ہم جدا جدا ان کو دیکھیں تو اُن کے اعداد و شمار حسب ذیل ہونگے۔

۱۔ بپٹسٹ کانونشن۔ 10,598,429
۲۔ میتھوڈسٹ چرچ۔ 10,304,187
۳۔ نیشنل بپٹسٹ کانونشن۔ 10,500,000
۴۔ پروٹسٹنٹ اپسکوپل چرچ۔ 3,340,759
۵۔ متحدہ پریسبٹرین چرچ۔ 3,292,204
۶۔ لوتھرن چرچ امریکن۔ 3,131,062
۷۔ نشنل بپٹسٹ کونونشن آف امریکہ 2,668,779
۸۔ لوتھرن چرچ مسوری سینوڈ 2,650,857
۹۔ امریکن لوتھرن چرچ۔ 2,587206
۱۰۔ چرچیز آف کرائسٹ۔ 2,250,000

مصر۔ ملک مصر میں اسوان ڈیم کی تعمیر ہو رہی ہے اس
ڈیم سے ۲۵ میل زمین کو سیراب کیا جاسکے گا۔ کھدائی کے
وقت ایک دستی تحریر ملی ہے یہ کتاب دسویں صدی عیسوی کی
تحریر کردہ ہے اس میں دعاؤں کے علاوہ ایک گانا بھی درج
ہے جو کہ صلیب کی شان میں ہے۔ اسکے علاوہ اُس کتاب میں
خداوند یسوع مسیح اور اُس کے شاگردوں کے درمیان
میں ہوئی گفتگو کا بیان بھی ہے۔ یہ باتیں یسوع مسیح
کے جی اُٹھنے کے بعد میں ہوئیں۔ اپنے آسمان پر جانے سے پہلے
وہ اپنے شاگردوں کے ساتھ زیتون کے پہاڑ پر بیٹھا ہوا تھا
تو پطرس نے اُس سے کہا کہ وہ اُن کو بڑے بھید کا بیان کرے۔
خداوند یسوع مسیح نے اُن سے کہا کہ میں نے کبھی تم سے کچھ نہ چھپایا
اور اب بھی نہ چھپاؤں گا۔ تم مجھ سے جو کچھ بھی پوچھنا چاہتے ہو

پوچھ سکتے ہو۔ تب انھوں نے اُس سے درخواست کی کہ وہ صلیب کا بھید بیان کرے کہ وہ کیوں صلیب کو عام ضیافت کے وقت اپنے ہمراہ رکھیں گے۔ یسوع مسیح نے جواباً کہا کہ تم جانتے ہو کہ میرے خلاف کتنی جھوٹی گواہیاں اور بیانات اُس وقت دیئے گئے جبکہ میں صلیب پر تھا۔ کس طرح لوگوں نے میرے خلاف فتویٰ دیا۔ اور میرے منہ پر تھوکا اور مجھ کو رسوا کیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ میں اپنی صلیب کو اپنے ساتھ رکھوں گا۔ تاکہ لوگ اُسکو دیکھکر اپنے نازیبا کاموں پر شرمندہ ہوں۔ اور اُن کے گناہ اُن پر ظاہر کئے جاسکیں

اس جگہ کئی اور دستی نسخے دستیاب ہوئے ہیں۔ مگر سب سے پہلے متذکرہ بالا کتاب کا ترجمہ پیش کیا گیا ہے

بمبئی - نہایت فخر کا مقام ہے کہ ہمارے ہندوستان کے صدر جناب ڈاکٹر رادھا کرشنن صاحب نے کارڈنل گریشس کو پدم بھوشن کا اعلیٰ اعزاز دیکر اُنکے کام کی ہمت افزائی کی ہے۔

بنگلور - یہاں ایک کاتھولک میڈیکل کالج کی تعمیر کا کام نہایت جوش و خروش سے کیا جا رہا ہے۔ اسکا نام سنٹ جون میڈیکل کالج بنگلور ہو گا۔ اس کالج میں ۲۵۰ لڑکے اور ۷۵ لڑکیاں داخل کی جاسکیں گی

جالندھر (موضع بھولڑیوال) امسال خداوند یسوع مسیح کی پیدائش کی عید بڑے دھوم دھام سے منائی گئی۔ حاضرین کی تعداد تقریباً دوسو مردوزن تھے بچوں کے علاوہ تقریباً ۹۷ اشخاص نے اعتراف کئے اور پاک شراکت کی۔ گرجے میں بے انتہاء رونق تھی۔ فادر جوزف صاحب اور بابو کرم چند یعقوب رات بھر جاگتے رہے اور کلیسیا کے ساتھ ہر خدمت میں برابر کا حصہ لیتے رہے

قابل بیان یہ بات ہے کہ دیہاتی کلیسیا میں ایسی رونق کبھی دیکھنے میں نہ آئی تھی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ کاتھولک کلیسیا پر خدا کی برکت ہے اور وہ ہر جگہ دن دُونی رات چوگنی ترقی کرتی جارہی ہے۔

(ایس۔ کے۔ نتھانیئل)

بستی ٹینکا لوالی (فیروزپور) میں بڑے دن کی خوشی میں مسیحی میلہ کیا گیا۔ اور ۲۶ دسمبر ۶۵ء صبح ۱۰ بجے فادر صاحب مارک کی آمد پر ایک فرلانگ کے فاصلہ پر بچہ یسوع کے بیچوں کے ساتھ فادر صاحب کے گلے میں پھولوں کے ہار جس میں روپے بھی تھے گانے والی پارٹی اور بینڈ باجہ کے ساتھ جلوس کی شکل میں اور بہت سے لوگ بھی ساتھ لائے اور جائے مقام پر پہنچکر فادر صاحب نے پاک ماس کی قربانی چڑھائی۔ اور پاک ماس کے دوران میں بابو سوہن لال برنارڈ کاتھولک منّاد نے مسیح کی پیدائش کی بابت لوگوں کو بتایا کہ مسیح کے دُنیا میں آنے کا کیا مطلب اور ماس میں 25 مرد و زن نے پاک شراکت لی۔ اور پاک ماس کے بعد گانے والی پارٹیوں نے جو کہ مختلف گاؤں سے آئے ہوئے تھے۔ یعنی موضع فتوشالہ۔ لال کرتی اور جیو غطہ والا سے تشریف لائے تھے مسیح گانوں سے حاضرین کو خوش کیا اور اس مسیح میلہ کے انتظام کرنے والے بستی ٹینکا لوالی کے لوگ تھے خاصکر کے جوزف پریذیڈنٹ اور نواب پیٹر سیکرٹری اور بیجی جوزف خزانچی اور اُن کا مددگار چراغ مسیح تھے؛

عظیم کرسمس مشاعرہ

کمیٹی اساتذہ مشن ملن میموریل ہائی اسکول دھاریوال جس کے سیکرٹری جناب ماسٹر چونی لعل صاحب اور جناب مکرمی پرنسپل صاحب کے باہمی خلوص و تعاون سے سکول ہذا میں ٹھیک مورخہ ۱۸ دسمبر ۱۹۶۵ء بوقت سات بجے شام منعقد ہوا۔ مشاعرہ کے صدر جناب پادری سی۔ ایل پرشاد صاحب اور سٹیج سیکرٹریان جناب ماسٹر عزیز اللہ عزیز دھاریوالوی اور جناب ایڈیٹر جان اکبر راہی لدھیانوی منتخب ہوئے۔ تعداد حاضرین مسیحی اور غیر مسیحی حضرات تقریباً 800/1000 کے تھی۔ دو دور ہوئے۔ اوّل طرحی اور دوئم غیر طرحی "مبارک ہو زمین والو مسیحا کے زماں آئے"، کمیٹی اساتذہ کی جانب سے دیا گیا تھا۔ مقامی مسیحی اور غیر مسیحی شعراء حضرات کے علاوہ دور دراز سے مشہور و معروف شعراء کرام کو خاص

دعوت ناموں کے ذریعہ مدعو فرمایا گیا تھا۔ نام شعرا کرام درج ذیل ہیں۔

۱۔ شاعر ملت فخر قوم جناب سردار مسیح صاحب روزؔ امرتسری
۲۔ شیریں سخن جناب اوم پرکاش صاحب عارفؔ آل انڈیا ریڈیو جالندھر
۳۔ جناب ایڈون داس واقف صاحب آل انڈیا ریڈیو
۴۔ جناب یونس مسیح یونس صاحب جالندھری۔
۵۔ جناب بی۔ ایف بیتاب صاحب سنام پوری (از لدھیانہ)
۶۔ جناب جان اکبر راہی لدھیانوی۔
۷۔ جناب خادم صاحب فیروزپوری۔ (از لدھیانہ)
۸۔ جناب چھمنداس ناز صاحب۔
۹۔ جناب عزیز اللہ صاحب عزیز دھاری والوی
۱۰۔ جناب سردار ساگر بٹالوی۔
۱۱۔ جناب چونی لعل لکھن پال دھاریوالوی۔
۱۲۔ جناب جھنڈا سنگھ کور داسپوری۔
۱۳۔ جناب پادری سجو مل محمود صاحب انبالوی۔
۱۴۔ جناب وید پرکاش فردوس دھاریوالوی کے علاوہ اور بھی قریباً ۵ مقامی پنجابی اور اردو کے شعرا اکرام نے حصہ لیا۔ تمام شعرا اکرام نے روحانی گلستانی سے سامعین حضرات کو خوب نوازا۔ جنہوں نے شعرا اکرام کو خوب جی بھر کر داد پر داد دی۔ خصوصاً جناب شاعر ملت فخر قوم روزؔ امرتسری کے دونوں کے بلند پایہ کلام کو بہت سراہا۔ جن کی عقیدت تائید میں جناب عزیز صاحب سرپنچ سیکریٹری نے وجد میں آکر ایک شعر یوں ارشاد فرمایا

تو بہ رنگِ گل بھی ہے اور نکہتِ گل بھی ہے تو
تو صدائے قیس ہے لیلیٰ و محمل بھی ہے تو

انتظامیہ کمیٹی کی طرف سے انتظام مشاعرہ نہایت قابل قدر رہا۔ صاحب صدر نے دعا کے بعد شعرا اکرام کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ نے برائے آئندہ مشاعروں کی بنیاد ڈال دی ہے۔ جو غالباً ہر سال ایک ہی مشاعرہ بلکہ ہر چھ مہینے کے بعد ایک مشاعرہ کرانے کی تجویز اور کوشش جاری رہے گی۔ آخر میں تمام شعرا اکرام کی طرف سے بھی اس انتظامیہ کمیٹی کا شکریہ ادا کیا گیا۔ کلام روزؔ کے عقیدت مند اور قدر دانوں کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ جناب روزؔ امرتسری کا کلام عموماً اور خصوصاً پرچہ "مسیحی دنیا" دہلی اور پرچہ "فضلوں کی ماں" سہارنپور میں ہر ماہ شائع ہوا کرتا ہے۔ مستقل خریدار بن کر چندہ ادا کریں اور پرچہ منگوائیں اور قومی سرمایہ کو بام اوج پر پہنچانے کی سعی کرتے ہیں۔ خدا برکت دے گا۔

جان اکبر راہی لدھیانوی
سرپنچ سیکریٹری
اسٹنٹ خادم فیروزپوری

"بقیہ ہر سال گزشتہ صفحہ ۱۶"

پاپائے اعظم پال ششم نے بغاوت پھیلانے والوں کو یاد دلاتے ہوئے فرمایا:۔

"اس چٹان پر اطمینان رکھو جو پطرس ہے"

ضرورت رشتہ

ایک نوجوان کیلئے جو کہ ملٹری میں نائب صوبیدار ہے ایک تعلیم یافتہ اور اچھے خاندان کی مسیحی لڑکی برائے رشتہ درکار ہے۔
خط و کتابت کے لئے ایڈیٹر "فضلوں کی ماں" کو تحریر کریں۔ جواب کے لئے پتہ لکھا ہوا لفافہ ضرور بھیجئے۔ پتہ:۔
ایڈیٹر "فضلوں کی ماں" کورٹ روڈ سہارنپور۔ یو۔ پی

سالِ گذشتہ

۱۹۶۵ء کئی اہم تواریخی واقعات کی وجہ سے مشہور رہے گا۔ گو کہ دُنیا کے تمام ممالک صلح چاہتے ہیں تو بھی دُنیا سے امن و چین مفقود ہے۔ اور امن کی جگہ بے چینی۔ بغاوتیں اور خون ریزیاں جگہ لئے ہوئے ہیں۔ اس وقت ہمارا منشا سیاسی معاملات پر گفتگو کرنے کا نہیں ہے اس لئے کہ سیاسی رہنما خود اس کام کو کرنے میں سرگرم اور کوشاں ہیں۔ جیسا کہ ناظرین جانتے ہیں کہ ہمارا رسالہ مذہبی ہے اور جو کچھ بھی ہم کہیں گے وہ مذہبی رجحان کا حامل ہوگا۔

ویٹ نام کئی سالوں سے دو حصوں میں بٹ چکا ہے اور دونوں طرف کی فوجیں نہایت خونریز جنگ میں مبتلا تھیں۔ کتنے ہی خاندان اس کی وجہ سے جلاوطن کر دیئے گئے ہیں یا خود وطن کو خیرباد کہہ کر چلے گئے ہیں ہزارہا بچے یتیم اور عورتیں بیوہ ہو چکی ہیں۔ ملک کی پیداوار تباہ و برباد ہو رہی ہے۔ بمباری نے ہر طرف بربادی، تباہی اور موت بپا کر رکھی تھی۔

یہی واقعات جنوبی امریکہ کے کئی ممالک میں رونما ہو رہے ہیں یورپ میں بھی کچھ ایسا ہی نقشہ نظر آ رہا ہے۔ افریقہ کا ذکر کرنے سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جب سے اس براعظم نے آزادی حاصل کی تب سے ہی ایک کے بعد دوسرا اسکد اُن کی زندگیوں پر تنگ پاشی کر رہا ہے کانگو ہی کو لے لیجئے۔ وہاں شہیدوں کے خون کی ندیاں بہائی جا رہی ہیں۔ ہمارے ملک ہندوستان کو بھی زمانے کے حوادث سے دوچار ہونا پڑا۔ اور ہونا پڑ رہا ہے۔ اپنی حدود کی حفاظت کے لئے چپہ چپہ پر فوجوں کو رکھنا پڑ رہا ہے۔ اور ایک ساتھ پاکستان اور چین کا مقابلہ کرنا پڑ رہا ہے۔

یو۔ این۔ او، کے جنرل سیکریٹری نے امن قائم رکھنے کے لئے بہت سے جتن کئے اور اُن کی ایک نہایت اہم اور عظیم کوشش یہ بھی تھی کہ اُن کی درخواست پر پاپائے اعظم پال ششتم کو یو۔ این۔ او، کی مجلس میں دُنیا کے سامنے امن کی تلقین اور صلح کا پیغام دینا پڑا۔ اُنھوں نے فرمایا "اور جنگ نہیں، جنگ پھر کبھی نہیں" اس کے علاوہ اُنھوں نے کہا کہ دُنیا میں ہر انسان کے حقوق محفوظ رہنے چاہئیں

ترقی یافتہ ممالک ہر پس ماندہ ممالک کی ہر ممکن امداد کریں۔ دُنیا سے بھوک اور ننگالی کا نام مٹا دیا جائے۔

روم جو مسیحیت کا مرکز ہے وہاں دو ہزار پانچسو بشپ تمام دُنیا سے آ کر اکٹھے ہوئے اور دُنیا سے غریبی، بھوک اور جنگوں کو بکھیرے سے ختم کر دینے کی تجاویز سوچیں۔ اور کئی قوانین بنا کر دُنیا کے سامنے پیش کئے اور اس طرح کاتھولک کلیسیا نے اپنے رُوحانی رہنماؤں کے ذریعے اپنے اوپر ایک اہم ذمہ داری لی۔ اور ہر چہار طرف خیراتی اور تعلیمی اداروں کے ذریعہ دُنیا کی جہالت اور دُکھوں کو دُور کرنے کا اقرار کیا۔ اس طرح کلیسیا خداوند یسُوع مسیح کی محبت کا حکم پُورا کرنے میں کوشاں ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ کاتھولک کلیسیا کے تعلیمی اور خیراتی اداروں کا اضافہ ہوا ہے۔

ایک نہایت اہم واقعہ یہ ہے کہ ویٹیکن کی دوسری مجلس عامہ جو ۱۹۶۲ء میں شروع ہوئی تھی۔ ۸ر دسمبر ۱۹۶۵ء کو ختم ہوئی ہے موجودہ زمانہ کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے نئے قوانین مرتب کئے گئے تاکہ ایمان کی اشاعت اور لوگوں کی روحانی زندگی میں ترقی ہو۔ کلیسیا نے نظام کے ہر نقطہ کی چھان بین کی گئی اور موجودہ ضرورتوں کے مطابق فیصلہ کیا گیا۔ سب سے خوشی کی بات تو یہ ہوئی کہ علم مجلس نے اجازت دی کہ ماس کی پاک قربانی اور سیکرامنٹوں میں مقامی زبان کے استعمال کرنے کی اجازت دی گئی۔ پاپائے اعظم جو بیتیسویں، اور پوپ پال ششتم کا شکر ہے کہ انھوں نے تمام مسیحیوں کے اتحاد کے لئے ہر ممکن کوشش کی۔ دوسرے ممالک اور ہندوستان میں بھی آپس کا تضاد دُور کرنے کے لئے میٹنگ کی گئی جس میں متفرق جماعتوں کے خادم الدین اور ایماندار حاضر ہوئے۔ لیکن یہ علیحدگی چار سو سال پُرانی ہے جس کو رفتہ رفتہ مٹایا جا سکتا ہے۔ پھر بھی ہر ایک مسیحی کا فرض ہے کہ وہ یسُوع مسیح کی حقیقی کلیسیا کا متلاشی رہے اور اُس کے جائز چرواہوں کے ماتحت ہو جائے اور خداوند یسُوع مسیح کی پُوری تعلیم قبول کرے جیسے رسولوں نے اپنے جانشینوں کو سونپا اور جانشینوں نے اپنے دوسرے جانشین منتخب کئے۔ یسُوع مسیح کی حفاظت کرنا کلیسیا کے چرواہوں کی ذمہ داری ہے اور وہ اپنی ذمہ داری کو رُوح القدس کی حمایت اور خداوند یسُوع مسیح کی مدد سے دُنیا کے آخر تک پُورا کریں گے۔ (بقیہ صفحہ ۱۵ کالم ۲پر)

(فادر امبروس ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر نے ہمدرد پریس سہارنپور میں چھپوا کر دفتر فضلوں کی ماں کورٹ روڈ سہارنپور سے شائع کیا) "بہ اجازت رُوحانی سرداروں چھاپا گیا"

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۳۶۴

ماہنامہ
فضلوں کی ماں
سہارنپور

مقام اشاعت
کورٹ روڈ - سہارنپور

سالانہ چندہ Rs. 3-50

جلد (۹) ماہ مارچ ۱۹۶۶ء شمارہ (۳)

"ہندوستاں ہمارا"

روحِ اقبال سے معذرت کے ساتھ

از جیکب پیٹر حقیر میرٹھی

جانِ بہارِ عالم ہے گلستاں ہمارا
دنیا کی زندگی ہے ہندوستاں ہمارا

گنگ و جمن سے اس کو سیراب کر رہا ہے
سرحد پہ ہے ہمالہ جو پاسباں ہمارا

دشمن کی کیا ہے ہمت جو اس پہ آنکھ اٹھائے
ہے سرفروش اس کا ہر نوجواں ہمارا

عبد الحمید سے ہیں اب بھی جواں ہزاروں
جاں بازوں سے بھرا ہے یہ گلستاں ہمارا

اس سرزمین پر کیا دشمن نظر اٹھائے
اس سرزمیں کا حافظ ہے آسماں ہمارا

تو آشیاں ہمارا کیسے جلا سکے گی!
آ امتحان کر لے برقِ تپاں ہمارا

دشمن کے خرمنوں کو دم بھر میں پھونک دیگا
بھڑکا اگر ذرا بھی سوزِ نہاں ہمارا

چمکے گا تا بہ محشر عالم کی سرحدوں میں
ہندوستاں ہمارا ہندوستاں ہمارا

ہندو ہو یا کہ مسلم عیسائی ہو کہ سکھ ہو
یہ سب کے واسطے ہے آرامِ جاں ہمارا

یہ ہے ہماری خاطر ہم اسکے واسطے ہیں
اس کے وجود سے ہے نام و نشاں ہمارا

اہلِ جہاں ہماری ہستی نہ مٹ سکے گی
رشتہ ازل سے قائم ہے جاوداں ہمارا

ہم اے حقیر ایسے شیدائیِ وطن ہیں
ہم ہیں پجاری اسکے یہ آستاں ہمارا

ڈاکٹر جے۔ بی۔ انجلسٹی او۔ ایف۔ ایم۔ کیپ

آرچ بشپ، بشپ آف میرٹھ کی طرف سے عزیز ایمانداروں کو صحت اور برکت

مسیح میں پیارے بھائیو اور بچو!

ہمارے زمانے کا سب سے اہم تواریخی واقعہ ویٹیکن کی دوسری مجلسِ عامہ ہے جس کی ابتدا ۱۱ اکتوبر ۱۹۶۲ء میں ہوئی اور اختتام ۸ دسمبر ۱۹۶۵ء میں ہوا۔ اِس مجلس میں تقریباً ۲۵۰۰ بشپ صاحبان نے شرکت کر کے ۱۶ مسائل پر غور اور فیصلہ کیا۔ اور اس کا اعلان دُنیا کے سامنے کیا گیا۔

رُوئے زمین پر انجیل کا اچھا بیج اب نئے طریقے سے بویا جا رہا ہے۔ اِس میں شک نہیں کہ بونے اور کاٹنے کے وقت میں ایک طویل وقفہ ہوتا ہے۔ یہ بعید از قیاس ہے کہ کوئی فرد یہ اُمید رکھے کہ اس مجلسِ عامہ کا نتیجہ بھی چند سالوں بعد ظہور میں آئے گا۔ شاید اس میں کئی سال یا صدیاں لگ جائیں۔ اس سے پیشتر کہ اسکا پھل مسیحیوں اور دیگر اقوام میں دکھائی دے ہمیں اپنی زندگی کے دوران اپنے اشغال و اقوال سے یہ دکھانا ہوگا کہ ہمیں خدا اور اپنے پڑوسی کے لئے کیا کچھ کرنا چاہیئے۔ ہمیں اس دُنیا کو چھوڑ کر اور آنے والی زندگی میں داخل ہو کر اپنے پیدا کرنے والے اور نجات دہندہ کو اپنی زندگی کا حساب دینا پڑے گا۔ اس حالت میں ضروری ہے کہ ہم مجلسِ عامہ کی ہدایات پر غور کریں اور ہمت کے ساتھ اُن پر عمل پیرا ہوں۔

ایک جوبلی۔ پاپائے اعظم پول ششم نے ۱۴ ستمبر ۱۹۶۵ء کو ایک اعلان بنام MIRIFICUS EVENTUS شائع کیا۔ تاکہ ایمانداروں پر یہ واضح ہو جائے کہ وہ حلیمی اور فروتنی کیساتھ مجلس عامہ کی ہدایت پر بشوق تمام چلیں۔ اور ایک بے مثال جوبلی کا اعلان کیا جس کے ذریعہ ہم اُن بیشمار بخششوں اور فضلوں کی شکرگزاری کریں گے جو کہ مجلسِ عامہ کے ذریعہ ہمکو ملے۔ اس کے ماسوا اس جوبلی کو منانے سے خدا کی برگزیدہ قوم کو اس مجلس کی تعلیم اور ہدایتوں سے واقفیت ہو جائے گی یہ جوبلی جنوری ۱۹۶۶ء سے شروع ہوئی۔ اور پینتکوست کی عید تک یعنی ۲۹ مئی تک جاری رہے گی۔

اِس جوبلی کی ایک صفت یہ ہے کہ تمام دُنیا کے ہر ایک ڈایوسیز میں ایک ساتھ منائی جائے گی۔ گو اس کا مقام کیتھڈرل چرچ ہونا چاہیئے پھر بھی پاپائے اعظم نے بشپ صاحبان کو اختیار دیا کہ کیتھڈرل چرچ کے علاوہ ایک یا زیادہ گرجوں کو چُن لیا جائے اگر اس طریقے سے کامیابی کی زیادہ اُمید نظر آئے۔ ان گرجوں میں بھی ایماندار ایسے ہی انڈلجنسیا حاصل کر سکتے ہیں جیسے کیتھڈرل چرچ میں۔

گرجے میں بھی انڈلجنسیا حاصل کی جا سکتی ہے

میرٹھ ڈایوسیس کی حدود اور حالات کو مدِنظر رکھتے ہوئے پاپائے اعظم کے عنایت کردہ اختیار کے مطابق ہم نے فیصلہ کیا کہ نہ صرف میرٹھ کے کیتھڈرل میں جوبلی کی انڈلجنسیا کمانے کے لئے منتخب کیا بلکہ ان سب گرجہ گھروں کو جس میں ایک مقامی پریسٹ ہے بشرطیکہ ایسی نصیحتوں کا خاص بندوبست کیا گیا ہو جن میں کم از کم تین نصیحتیں مجلس عامہ کی ہدایتوں کے بیان کے متعلق ہوں جہاں تک ہو سکے بشپ صاحب کیتھڈرل اور دوسرے مقامات پر جوبلی کی موقع پر صدارت کریں گے۔ اس میں شک نہیں کہ ایسی نصیحتوں کے بندوبست کے لئے روزہ کے ایام سب سے زیادہ مناسب ہیں۔ کیونکہ یہ ایام از خود ایمانداروں کی پاکیزگی کیساتھ ایسٹر منانے کے لئے قائم کیا گیا ہے۔

جوبلی کی انڈلجنسیا اور اُسکی شرائط!

سب ایمانداروں کو جنہوں نے اعتراف کیا اور پاک شراکت لی اور پاپائے اعظم کے ارادہ کے مطابق بھی دعا کی اُن کے لئے جوبلی کا پورا انڈلجنسیا کمانے کیلئے حسب ذیل شرائط ہیں:- (بقیہ صفحہ ۱۲)

والدین کی برکتیں

از منظور لیوک ادیب ماہر علیگ

کاتھولک لوگ بہت سے دینداری کے کاموں کے استعمال سے واقف ہیں جیسے کہ پاک پانی، روزری، میڈل اور موم بتی وغیرہ۔ لیکن عام طور سے لوگ والدین اور خاندانی برکتوں کے بارے میں یا تو جانتے ہی نہیں اور اگر کچھ لوگ واقف بھی ہیں تو اُس کی اہمیت پر زور نہیں دیتے۔

اگر آپ روزانہ اپنی اولاد کو برکت دیں۔ تو اس میں شک نہیں کہ آپ ضرور مندرجہ ذیل سطور سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں گے۔ درحقیقت یہ سلسلہ نہایت دیرینہ ہے اور ان برکتوں سے کوئی بھی منحرف نہیں ہو سکتا۔ اس ضمن میں کئی مثالیں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ لوئیس مارٹن نے اپنی پسندیدہ بچی کو برکت دی اور اب وہی بچی سنت تھریزا کے نام سے مشہور و معروف ہے۔ لارڈ چانسلر آف انگلینڈ سر تھامس مور نے عمر رسیدہ اور اعلےٰ عہدہ پر فائز ہونے کے باوجود اپنے بزرگ والد کے سامنے دوزانوں ہو کر برکت مانگنے میں کوئی شرم محسوس نہ کی۔ اگر ہم پرانے عہد نامے کا ورد کریں تو دیکھیں گے کہ کس طرح اسحاق نے اپنے بیٹے یعقوب کو برکت دی۔ حالانکہ یعقوب اپنے آپ کو عیسو کی صورت میں ظاہر کرتا رہا۔ یعقوب نے بھی اپنے پسندیدہ بیٹے یوسف کو برکت دی اور یہ سب سرفراز ہوئے آگے چل کر ہم دیکھتے ہیں کہ صدیوں بعد جب یوسف اور مقدسہ مریم اپنے چالیس دن کے بچے یسوع کو ہیکل میں برکت کے لئے لے گئے تو بوڑھا شمعون اُس بچے کو دیکھ کر نہایت متاثر ہوا۔ اور اُسے برکت دینے کے لئے روح کی معموری سے بھرپور ہو گیا۔

مجھے معلوم ہے کہ بشپ T. Roch جو کہ چین کے مشہور البنب تھے۔ انھوں نے ایک ریلوے اسٹیشن پر عوام کے روبرو اپنی بوڑھی والدہ کے سامنے دوزانوں ہونے میں فخر محسوس کیا اور اس طرح انھوں نے برکت حاصل کی۔

اگر ہم غور کریں تو ہمیں محسوس ہو گا کہ موجودہ زمانے کے بچے ماضی کے بچوں سے ہر اعتبار سے فرق ہیں۔ ہم پر اب پاک روح اتنی آسانی سے اپنا منشا نہیں ظاہر کرتا۔ جتنا کہ بزرگ شمعون پر ظاہر کیا تھا یا اُس زمانے میں ہوتا تھا اس میں شک نہیں کہ ہم راہب نہیں، کہانت سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ پھر بھی اپنے بپتسمہ کی بدولت یسوع مسیح کی کہانت میں حصہ دار ضرور ہیں اس ضمن میں ہم سنت تھوما کرازستم کے خیالات کا ورد کریں۔ "تم بپتسمہ سے کاہن بنائے گئے ہو" اور استقلال کے وقت تمہاری یہ کہانت تم میں اور پیوست ہو گئی۔ تم میں ایک عام تک کہانت موجود ہے اگر تم کوئی سربراہ نہیں ہو تو یقیناً تم اپنے خاندان اور خدا کے درمیان ایک ایسی کڑی ہو جو ایک دوسرے کو ملانے میں مدد دے سکتی ہے۔ اس بات کا حق آپ کو قدرت کی طرف سے ملتا ہے کہ آپ اپنے خاندان کے لئے خدا سے برکتیں مانگیں :-

آپ کیوں اپنے خاندان کے لئے ہمیشہ برکت خواہ ہوں۔؟ اس کے تین اسباب ہیں :-

(۱)۔ تاکہ اس برکت کے ذریعہ محبت کے رشتہ کو اور استوار کیا جا سکے جس سے خاندان ایک ہی کڑی میں بندھا ہوا نظر آتا ہے۔ اور تاکہ ہم خدا کے حضور اُس کے پیارے فرزند کی طرح دکھائی دیں۔

(۲)۔ یہ کہ ہم خدا کے سامنے دوسروں کی غلطیوں اور خطاؤں کا عیوضانہ دیں۔

(۳) کہ ہم میں ایک باہمی قربانی کا مادہ پیدا ہو۔ محبت ہی تو ہے جس کی وجہ سے دلہا دلہن خدا کے سامنے نکاح کے پاک سیکرامنٹ کے ذریعہ ایک ہو جاتے ہیں۔ باہمی محبت کی وجہ سے ہی دنیا میں بچے جنم لیتے ہیں۔ محبت کی وجہ سے ہی اُن کی پرورش۔ کھانا، کپڑے اور دیگر ضروریات زندگی پوری کی جاتی ہیں۔ (بقیہ صفحہ ۵ پر)

۱- کم از کم تین نصیحتوں میں حاضر ہونا لازمی ہے جس میں ویٹیکن کی دوسری عام مجلس کا بیان کیا گیا ہو۔ خواہ وہ کسی گرجہ یا اور مناسب جگہ حاضر ہوئے ہوں۔

۲- جب وہ دینداری کیساتھ کسی گرجہ میں کم از کم تین نصیحت میں حاضر ہوئے ہوں۔

۳- وہ جو کہ دینداری کیساتھ ماس کی پاک قربانی جو کسی بشپ سے سنجیدگی کیساتھ گزرانی گئی ہو۔ حاضر ہوئے ہوں خواہ کیتھیڈرل چرچ میں یا کسی اور مقام پر جسکو اسقف صاحب نے جوبلی کا انڈلجنسیا حاصل کرنے کے لئے منتخب کیا ہو۔

۴- قائم کردہ جوبلی کے دوران اگر وہ ایک دفعہ دینداری کے ساتھ کیتھیڈرل چرچ میں تشریف لے آئے یا کسی اور چرچ میں جو مقامی بشپ سے منتخب کیا گیا ہو اور اس میں کسی منظور شدہ طریقے کے مطابق اپنے ایمان کا اقرار کیا ہو۔ یا جب وہ دینداری کیساتھ پاپائے اعظم کی برکت مقامی بشپ کی معرفت یا کسی اور بشپ کی معرفت جو بشپ کی نمائندگی کرتے ہوں حاصل کرے۔

● ہم مانع طور پر یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہمارے پریسٹ صاحبان کو پہلے سے اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اس موقع پر خاص معاملات (RESERVED CASES) کی معافی دے سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ سب اعتراف سننے والے کلیسیا کے قانون کی دفعہ ۹۳۵ کو مندرجہ بالا دینداری کے کام کو جو کہ جوبلی کی انڈلجنسیا کمانے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں ان دینداروں کے لئے تبدیل کر سکتے ہیں جبکہ وہ کسی خاص سبب سے ادا نہیں کر سکتے

اِس جوبلی کا مقصد!

ایمانداروں کو اپنے چرواہوں کے اردگرد جمع کرنے کے علاوہ اس جوبلی کا ایک اور اہم مقصد ہے یعنی کاتھولک کلیسیا میں پرانے طریقوں اور ریت و رسم کو نئے ریت و رسم میں اور طریقوں میں تبدیل کر کے تمام کاتھولک کلیسیا میں ایک نیا جوش پیدا کیا جا سکے۔ اور مجلس عام کے

اثرات حقیقتاً ایک نئے پینتی کوست کی طرح ہو لیا جیسے مرحوم پوپ جون تیئیسویں نے چاہا۔ جب اس عام مجلس کی تجویز کی۔ اس جوبلی کے اعلان کرنے سے پاپائے اعظم چاہتے ہیں کہ ہم لوگ اپنے روحانی حالات کو بہتر بنائیں اور اپنے گناہوں پر پچھتاوا ایک اچھا اعتراف کریں۔ کہ ہم جہانتک ہو سکے کلیسیا کے بھید کو سمجھیں جسکے ہم ممبران ہیں۔ وہ لوگ جو اچھے بچّوں کی طرح باپ کے گھر میں ہمیشہ رہیں ان کو اور زیادہ پاکیزگی حاصل کرنے کی کوشش میں لگے رہنا چاہیئے۔ یہ بات تب ہی ممکن ہے جب وہ مسیحی محبت میں ترقی کریں۔ مسیحی محبت کا ایک خاص نشان ایمان پھیلانے کے جوش سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس کے برعکس جو مُسرف بیٹے کی طرح کلیسیا کو چھوڑ چکے ہیں یا گناہ آلودہ اپنی روح کی حالت کو درست کرے اور اپنے باپ کے گھر میں پاک صاف ہو کر واپس آئے۔

یسُوع مسیح میں پیارے بھائیو اور بچّو دُنیا کے فریب اور جھُوٹی تعلیم کے بہکانے میں نہ آؤ۔ دُنیا اپنے عیش اور فریب کے ساتھ ختم ہوتی رہتی ہے۔ مگر خدا اور ہماری رُوح ہمیشہ تک رہے گی۔ جبتک ہم اس دُنیا میں زندہ رہیں گے ہمارے ہاتھ میں یہ ہے کہ ہم دائمی خوشی کمالیں یا ایک دائمی دُکھ۔ ہماری زندگی کا اصلی مقصد یہ ہے کہ ہم اس دُنیا میں رہکر اپنی رُوح کی دائمی نجات کو حاصل کریں۔ اگر ہم اپنی رُوح کو بچائیں تو ہماری زندگی کا مقصد پُورا ہو گیا۔ چاہیئے باقی کاموں میں ناکامیاب رہے ہوں۔ اگر ہم اپنی رُوح کو نہ بچائیں تو ہم ہمیشہ کے لئے دُکھی ہوں گے۔ اگرچہ ہم لوگوں نے اس دُنیا میں عجیب عجیب کام کر کے دکھائے۔

بھلائی اور پاکیزگی کے ذریعہ کلیسیا میں نیا جوش پیدا کرنا!

یہ یاد دلانا مفید ہو گا۔ کہ کلیسیا کے ممبران میں جوش اور تازگی صرف اپنی ذاتی بھلائی اور پاکیزگی سے پیدا ہوتی ہے ہمیں اس بات کو تہہ دل سے قبول کرنا چاہیئے۔ کاہن صاحبان صرف اُنکی غیر فانی رُوح کو بچانے کے لئے پاک

ہونا چاہیئے۔ بلکہ اُن پاک بھیدوں کو تقسیم کرنے کیلئے جن کو
خدا نے ہمارے ہاتھوں میں سونپا۔ راہب اور راہبہ صاحبان
کو چاہیئے کہ وہ روزانہ اپنی پاکیزگی کو ترقی دیں۔ جیسا کہ اُنکے
عہدہ کے مطابق کلیسیا میں لازمی ہے۔ اگر ہم سوچیں کہ صرف
کاہن لوگ SISTERS اور BROTHERS مسیحی پاکیزگی
کے کمال کو حاصل کرنے کے لئے بلائے گئے ہیں تو یہ خیال سراسر
غلط ہے۔ ویٹیکن کی دوسری عام مجلس نے بزور اعلان
کیا کہ ہر ایک مسیحی کو پاکیزگی کے کمال کی منزل تک پہنچنے کی بھی
کوشش کرنی چاہیئے۔ ہم سب خدا کی مخلوق ہیں۔ تاکہ ہم خدا
کے خاندان اور بادشاہت کے ممبران بن جائیں۔ ہم سب
کے لئے خدا کا بیٹا صلیب پر مؤا۔ تاکہ ہمیں گناہوں سے
پاک صاف کرے اور اپنے فضل سے ہماری روح کو ملبس
کر سکے۔ روح پاک ہماری روح میں سکونت کرنا چاہتا
ہے۔ کیونکہ ہم اُس کی ہیکل ہیں۔ خدا ہم لوگوں کو ہمیشہ کے لئے
آسمان پر اپنا ساتھی بنانا چاہتا ہے۔ آسمان خدا کا تخت
ہے اور اُن کے ساتھ فرشتے اور مقدسوں کا بھی مقام
ہے۔ اسلئے اگر ہم سچ مچ آسمان پر جانا چاہتے ہیں تو ہمیں
حقیقتاً پاک بننا چاہیئے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے
ہمیں متواتر کوشش کرنا چاہیئے۔ جس سے ہم گناہ اور ہر طرح کی
بدی سے دور رہ سکیں۔ بچے رہنا چاہیئے۔ افسوس ہے کہ کچھ
لوگ نہایت آسانی سے ہر طرح کے چھوٹے گناہوں کو کرتے ہیں
اُن کو فکر صرف یہ ہے کہ وہ بڑے گناہوں سے بچے رہیں۔ ہمیں
ایسے لوگوں کے بارے میں کیا سوچنا چاہیئے۔ کوئی شک نہیں کہ
وہ ایک خطرناک راستہ پر چلتے ہیں۔ ایک آدمی جسکو چھوٹے
گناہوں سے نفرت نہیں ہے اور اُن کو بے روک ٹوک کرتا جاتا
ہے کوئی شک نہیں کہ وہ بہت جلدی بڑے گناہوں میں پھنس
جائیگا۔ چاہے ہم زندگی کے کسی بھی حالت میں کیوں نہ
ہوں ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ خدا نے ہمیں یسوع مسیح کے
ذریعہ اپنے فرزند بنا دیا ہے۔ خدا کے پیارے فرزند ہوتے
ہوئے ہمارے دل میں ہر طرح کے گناہ کے بارے میں گہری
نفرت ہونی چاہیئے۔ ہمیں کوشش کرنا چاہیئے۔ کہ نہ صرف
آدمیوں کی نظروں میں بلکہ خدا باپ کی نظروں میں بھی پاکیزہ
سمجھے جائیں۔ اور اس طرح سب کو اچھا نمونہ پیش کر سکیں۔
یہ ہی جوبلی اور جوبلی کی انڈلجنسیا کا مقصد ہونا چاہیئے۔

ہم اس خط کو بند کرتے ہوئے سب کے لئے دعا گو ہیں
اور سب سے درخواست بھی کرتے ہیں کہ ہمارے پاپائے اعظم
کے ارادوں کے واسطے دعا کریں۔

یسوع مسیح میں آپکا عزیز باپ آرچ بشپ
(بشپ آف میرٹھ)
(موسٹ ریورنیڈ جے۔ بی ایونجلسٹ او۔ ایف ایم کیپ)

—— (نوٹ) ——

یہ خط:۔ "QUIN QUAGESIMA SUNDAY" کی عبادت کے وقت پڑھا جائے۔

بقیہ والدین کی برکتیں ص ۳ سے آگے

یہ محبت کا بندھن جو والدین اور اولاد کی درمیان ہے
والدین کی برکتوں سے اور زیادہ مستحکم بنا دیا جاتا ہے
تاکہ ماں باپ کی محبت کا بچوں کو احساس ہو اور اس کیلئے
خدا کی مدد کی ضرورت ہے۔ وہ اپنے فرائض پورے نہیں
کر سکتے جب تک کہ اُن کو خدا ہی متواتر مدد نہ دے۔ والدین
کا فریضہ ہے کہ وہ خدا کے فضل کے لئے ہمیشہ راستہ کھلا
رکھیں۔ نہایت افسوس ہے کہ کچھ والدین اپنے ان فرائض
پر زیادہ دھیان نہیں دیتے کہ بچوں کو خدا کے اسراری بدن
کے لائق اعضا بننے کے لئے پرورش کرنا چاہیئے۔ تاکہ وہ
آسمان کے مستقبل شہری بن جائیں۔ بعض اوقات دیکھا
گیا ہے کہ گھروں میں صلیبیں آویزاں ہیں پھر بھی اُن گھروں
کے بچے اُسی طرح پرورش پاتے ہیں جیسے غیر مسیحی۔ اُن
میں مسیحی اصولوں کا نام و نشان تک نہیں ملتا۔ وہ ایک
خودرو جھاڑ پھونس کی طرح بڑھتے جاتے ہیں کیونکہ اُن پر
اُن کے والدین کی نگرانی نہیں ہے اور اُن کی غیر فانی روحوں
کے بارے میں کچھ فکر نہیں کی جاتی۔ اپنے بچوں کا دھیان
جلد ہی خدا کی طرف رجوع کرائیں۔ والدین کی برکت حاصل

کرنے سے بچے اپنے عظیم و مہربان دوست اور شافی کو ہمیشہ یاد رکھیں گے ۔

باہمی قربانی کی خواہش ۔ جو خدا کو نذرانہ پیش کرنے سے پیدا ہوتی ہے ۔ آپ لوگ ۔ الطار کی پاک قربانی کو اپنے ہاتھ سے نہیں پڑھا سکتے ۔ لیکن خدا کے حضور آپ اپنی اولاد کو ایک زندہ ، پاک اور پسندیدہ قربانی کے طور پر پیش کر سکتے ہیں ۔ آپ کی اولاد خدا کی عنایت کردہ ہے اور آپ تو صرف اس میں حصہ دار ہی ہیں ۔ والدین ہونے کے ناطے آپ کا فرض ہے کہ آپ اپنے بچوں کو خدا کی خدمت کے لئے تیار کریں ۔ اس زمین پر آپ بچوں کے سامنے اپنے آسمانی باپ کی نمائندگی کرتے ہیں ۔ اور اسی اختیار سے آپ انہیں اپنی برکتیں دیں ۔ اپنی برکت دیتے وقت آپ دعا کریں کہ بچے ہمیشہ اس کی راہ پر چلیں کہ اس کا پاک کلام وفاداری کے ساتھ مانا جائے ۔ کہ صرف اسی کو محبت اور اسی کی وفاداری کریں ۔ اور خدا سے زندگی کے دکھ اور تکالیف کا مقابلہ کرنے کے لئے طاقت حاصل کریں ۔

والدین کی برکتوں کے لئے کوئی مقرر کردہ کلمہ نہیں ہے اسلئے آپ اُن پر پاک پانی چھڑک کر یہ کہہ سکتے ہیں کہ خدا تمہیں برکت دے اور اس رات میں وہ تمہاری مدد اور حفاظت کرے ۔ اپنے بچوں کے ماتھوں پر صلیب کا نشان بناتے ہوئے آپ انہیں الگ الگ بھی برکت دے سکتے ہیں ۔ آپ بچے کے سر پر ہاتھ رکھکر اپنے الفاظ میں بھی برکت دے سکتے ہیں ۔ جب آپکے بچے اسکول ، گرجہ گھر یا کہیں اور باہر جاتے ہوں تو بھی آپ اُن کے ماتھے پر صلیب کا نشان بنا کر انکو برکت دے سکتے ہیں ۔ اور جب آپ اپنے بچوں کو چھٹی لکھتے ہیں تو بھی آپ لکھ سکتے ہیں کہ خدا آپ کو برکت دے ۔ جب آپ کے بچے بالغ ہو جائیں اور انہیں اپنی زندگی کے مستقبل کے بارے میں فیصلہ کرنا ہو ۔ تب بھی آپ انہیں برکت دیجئے ۔ اگر انہیں رات میں گھر سے باہر رہنا ہو تو بھی انہیں برکت دیں تاکہ وہ جسمانی اور روحانی خطرات سے محفوظ رہیں ۔ اور جب آپ کے بچے آپ سے دور ہیں تو بھی آپ اُن کی طرف ہاتھ اٹھا کر کوئی بھی برکت کا کلمہ اُن کیلئے کہہ سکتے ہیں ۔ اس طرح آپ اپنی برکت سے اپنے خاندان میں محبت کی مضبوط بنیاد ڈال سکتے ہیں ۔

سنتوں ولیوں اور مقدسوں کی عزت کرنا ! (قسط پنجم)

(اے خدا اُن کو معاف کر کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ وہ اپنی پاک ماں کا بسیا کو کیا کہہ رہے ہیں ۔ آمین)

(از قلم فدیلیس سردار مسیح روز امرتسری)

کیتھولک لوگوں میں یہ ایک قسم کی خاص یگانگت یسوع مسیح کے ساتھ ہے ۔ کیتھولک لوگ ایک بڑے خاص طریقے سے مسیح میں یگانگت رکھتے ہیں ۔ کیونکہ وہ نہ صرف ایمان ہی سے اُس میں پیوستہ ہیں بلکہ وہ اُسے پاک ساکرامنٹ میں حاصل کرتے ہیں ۔ نجات دہندہ کے قول کے موافق یہی پیوستگی ہے جس کے سبب ہم قیامت کے روز پھر جی اُٹھیں گے ۔ اور بہشت میں جلال حاصل کریں گے اور چونکہ اس پیوستگی کا وسیلہ سنتوں کا بدن ہے اسی واسطے وہ بدن خواہ مردہ ہے یا زندہ مسیح یسوع کے باعث عزت و تکریم کا مستحق ہے کیونکہ مسیح خداوند نے اس بدن کی بڑی عزت کی اور وہ اسکو قیامت کے روز پھر جلانے اور بہشت میں داخل کرنے سے اور بھی زیادہ عزت بخشے گا ۔

دوسرا مقصد یہ ہے ۔ کہ " سنتوں کے بدن روح القدس کی ہیکل تھے ۔ خدا کی ہیکل ، مقدس ہے ۔ اور وہی تم ہو " (اقرنتیوں ۳ : ۱۷) اور پھر سنت پولوس رسول بیان کرتا ہے کہ " کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارے عضو رب القدس کی ہیکل ہیں ۔ جو تم میں ہوتی ہے جو تم نے خدا سے پایا اور تم اپنے نہیں ہو " ؟ (اقرنتیوں 6 : 19) اور اگر کوئی خدا کی ہیکل کو خراب کرے تو خدا اس کو خراب کرے گا (ا قرنتیوں III 17) اسوجہ سے سنتوں کے بدن کی عزت و تکریم کرنی چاہیئے ! کیونکہ وہ مقدس لوگ روح القدس کی ہیکل تھے ۔ اور روح القدس آپ خود اُن کی کمزوری کی مدد کرتا تھا ۔ اور اس بات کا شاہد تھا کہ وہ خدا کے فرزند ہیں ۔

تیسرا مقصد یہ ہے ۔ کہ وہ پھر جی اُٹھیں گے ! مُردوں کو جلانا خدا تعالےٰ کا کام ہے کہ " ہم سب جی اُٹھیں گے لیکن سب بدل نہ جائیں گے " (اقرنتیوں 15 : 51)

سنتوں کے بدن بڑے جلال میں اُٹھیں گے اور مسیح یسوع کے ساتھ بہشت میں داخل ہوں گے۔ ہم کو کیوں ان مقدس لوگوں کے تبرکات اور بدن کی عزت نہ کرنی چاہیئے۔ جن کی خود خدا عزت کرتا ہے؟

آخری مقصد یہ ہے۔ کہ سنتوں کے بدن اپنی روحوں کے ساتھ بہشت کی بادشاہت میں بڑے جلال والے اور نہایت خوش ہوں گے۔ کیا یہ بات قدرتی نہیں ہے کہ ہم اُن لوگوں کی چیزوں کی عزت کریں جن لوگوں کی ہم اُن کی ہی الحیات میں عزت کیا کرتے تھے؟

ہم اپنے تجربے سے جانتے ہیں کہ انسان کا دل ایسا ہوتا ہے کہ وہ ان چیزوں کو بھی جو اس کے عزیز دوست یا والدین کی تھیں بڑے پیار کے ساتھ رکھتا ہے۔ ایسے ہی ہم ہر روز دیکھتے ہیں کہ سپہ سالاروں کی تلواریں۔ گولیاں اور گولے جو کسی مشہور میدان جنگ میں سے ملتے ہیں بڑی عزت کے ساتھ رکھے جاتے ہیں۔ وہ محبت جو موت کے ساتھ ٹھنڈی ہو جاتی ہے اصلی یعنی حقیقی محبت نہیں کہلا سکتی ہے! اور حقیقی محبت کبھی نہیں مرتی ہے! بلکہ ہم اپنے نیکوکاروں کی احسانمندی کو جب وہ اس جہان فانی سے گزر جاتے ہیں دل وجان سے محسوس کیا کرتے ہیں۔ کیونکہ جب حسد۔ رشک یا دیگر جوش فرو ہو جاتے ہیں اس وقت ہم اپنے نیکوکاروں کی احسانمندی کو جس کو ہم اُن کی ہی الحیات میں ظاہر نہیں کر سکتے تھے معلوم کر کے بہت محسوس کیا کرتے ہیں۔

معترض میرجی! اور اُنکے آریوں کی چھٹی حجت

مگر تم ان تبرکات سے عنایت چاہتے ہو۔ اور یہ تسلیم کرتے ہو کہ ان میں کراماتی طور پر شفا دینے کی قدرت ہوتی ہے اور کہ مُردہ سنتوں کی ہڈیوں یا اُن کے دامن وغیرہ کے چھونے سے بیمار شفا پاتے ہیں۔ اندھے بینائی۔ اور بہرے سننے کی طاقت اور مُردے زندہ ہوتے ہیں۔ کیا یہ خیالات باطل پرست نہیں ہیں؟

چھٹی حجت کا جواب۔ البتہ ہم یہ مانتے ہیں کہ اُن کے ذریعہ سے خدا نے جس کی قدرت بے حد ہے اکثر ایسی برکتیں عطا کی ہیں اور اب بھی اُن کے ذریعہ سے ایسی برکات و عنایات عطا کر سکتا ہے لیکن ہم یقین کرتے ہیں کہ سنتوں کے ...... تبرکات خود آپ میں کوئی خاص صفت یا قدرت نہیں رکھتے ہیں اور اگر کوئی شخص یہ یقین کرے کہ سنتوں کے تبرکات بذاتہٖ ایسی قدرت رکھتے ہیں تو اس شخص کا ایسا ایمان غلط ہے۔ سنتوں کے تبرکات کی بابت بھی ہمارا یہی عقیدہ ہے جیسا کہ اُن کی تصویروں کی نسبت ہے۔ یعنی اُنمیں کوئی خاصیت قدرت یا قوت یا اثر بذاتہٖ نہیں ہے۔ مگر خدا بعض اوقات ان تبرکات کو عنایت اور نعمتوں کے بخشنے کا ذریعہ بنا لیتا ہے مثلاً الیشع نے یردن کے پانی پر الیاس کی چادر کو مارا اور وہ پانی الگ الگ ہو گیا اور نبی اُس پار کو گذر آیا" (4 سلا 2۔ 11۔ 14)

پھر ہم پڑھتے ہیں کہ "دفن کرنے والوں نے ایک مردے کی لاش کو الیشع کی قبر میں ڈال دیا۔ اور جونہی وہ لاش نبی کی ہڈیوں سے لگی تو وہ شخص فوراً جی اٹھا اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہوا" (4 سلا 13۔ 21)

نئے عہد نامہ میں بھی ہم پڑھتے ہیں کہ "ایک عورت نے جسکو بارہ برس سے لہو جاری تھا۔ یسوع کے پیچھے آ کے اُس کے کرتے کا دامن چھوا! کیونکہ وہ اپنے جی ہی جی میں کہتی تھی کہ اگر میں اس کا کرتا ہی چھو لوں گی تو بھلی چنگی ہو جاؤں گی۔ تب یسوع نے پیچھے پھر کے اُسے دیکھا اور کہا اے بیٹی! خاطر جمع رکھ کہ تیرے ایمان نے تجھے چنگا کیا! پس وہ عورت اُسی گھڑی سے بھلی چنگی ہو گئی"۔ (متی 9: 20، 22)

غور کرو کہ وہ عورت یسوع سے شفا حاصل کرنے کے لئے یہ چیخ کے اندھوں کی مانند باآواز بلند پکار سکتی تھی کہ اے داؤد کے بیٹے مجھ پر رحم کر مگر یہ امر کہ چونکہ یقین تھا کہ میں یسوع کا دامن ہی چھو لینے سے چنگی ہو جاؤں گی۔ لیکن یسوع کے دامن میں کیا خاصیت یا قوت تھی؟

کوئی خاصیت یا قدرت نہیں تھی بلکہ یسوع نے اپنے دامن کے ذریعہ سے اس عورت کو بھلا چنگا کیا۔ پھر پاک کلام بیان کرتا ہے کہ "خدا پولس کے ہاتھ سے بڑے بڑے معجزے دکھاتا ہے یہاں تک کہ رومال اور پٹکے اُس کے بدن سے لے کے بیماروں پر ڈالتے تھے اور اُن کی بیماریاں جاتی رہتی تھیں اور بُری روحیں! اُن سے نکل جاتی تھیں۔ اور جماعت مردوں اور عورتوں کی جو ایمان لاتے تھے بڑھتی جاتی تھی یہاں تک کہ لوگ بیماروں کو سڑکوں پر لا کے چارپائیوں اور کھٹولیوں پر رکھتے تھے تاکہ جب پطرس

آئے اور اُس کا سایہ ہی اُن میں سے کسی پر پڑے کہ وہ اپنی بیماریوں سے آرام یعنی شفا پاویں" (اعمال ۱۹: ۱۱، ۱۲ اور ۵: ۱۴، ۱۵)

اگر درحقیقت لوگ چنگے ہوتے تھے کیونکہ سنت پطرس کا سایہ اُن پر پڑتا تھا تو کیوں ممکن نہیں ہو سکتا کہ خدا اُن پر فضل بخشے جو سنتوں کے تبرکات کو چھوئیں؟

کیا وہ پہلے قدیم مسیحی جو سنت پولوس کے رومال اور پٹکے کو چھوتے تھے ایسا کرنے سے ایک باطل پرستی کا کام کرتے تھے؟ نہیں، ہرگز نہیں، کیونکہ خدا نے اُن کے ایمان کو بڑے بڑے معجزے دکھانے سے مستحکم کیا، صرف خدا معجزے کر سکتا ہے۔ اور جب اُن ایمانداروں کا ایمان سچا ہے اس سبب سے وہ شخص جو خدا کے منظور کردہ دستور کو نامنظور کرتے ہیں وہ خود کو خدا سے بھی انحراف کرتے ہیں۔

قدیم مسیحیوں کی رسم سنتوں کے تبرکات کی عزت یا چھونے کے بارے میں کلیسیا نے ہمارے زمانے تک جاری رکھی ہے ہمارے نجات دہندہ نے وعدہ کیا ہے کہ "میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے یہ کام جو میں کرتا ہوں وہ بھی کریگا۔ کیونکہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں" (یوحنا ۱۴: ۱۲)

اِس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ وہ تمام لوگ جو مسیح یسوع پر ایمان لاتے ہیں معجزے کرنے کا اختیار رکھتے ہیں بلکہ اسکے یہ معنی ہیں کہ اس کی سچی اور صادق کلیسیا میں ہمیشہ ایسے سنت، ولی، اور مقدس ہوں گے۔ جن کے وسیلے سے خدا معجزے کریگا۔ اور خدا ایسے معجزے نہ صرف اُن سنتوں کے ہی الحیات میں دکھلائے گا۔ بلکہ اُن سنتوں کے مرنے کے بعد بھی ظاہر کریگا اگر کوئی ضرورت معجزوں کی ہو۔ اسلئے کلیسیا کی تواریخ اور پاک نوشتہ بخوبی اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ خدا نے بہت دفعہ بڑے بڑے معجزے اپنے سنتوں ...... اور اُنکے تبرکات کے وسیلے سے کئے ہیں۔

سمرنا کی کلیسیا کے دیندار لوگ سنت پولیکارپس کی شہادت کا ذکر کرتے ہوئے (جو سنت یوحنا انجیل نویس کا ایک شاگرد تھا) حسب ذیل بیان کرتے ہیں:-

"پس ہم نے بعد اس سنت کی ہڈیوں جو ہمارے نزدیک جواہرات سے زیادہ بیش قیمت اور اصل سونے سے زیادہ خالص ہیں! جمع کیں۔ اور اُن کو ایک مناسب پاک جگہ میں محفوظ رکھا" (Eus[illegible] Eccl. Hist. [illegible])

سنت ہلاریوس بیان کرتا ہے کہ "شہیدوں کا پاک خون ہر جگہ جمع کیا جاتا ہے۔ اور اُن کی پاک ہڈیاں شیطانوں کو نکالتی ہیں! بلکہ بیماریوں کو دور کرتی ہیں۔ اور عجیب معجزے دکھلاتی ہیں" (Contr. Constantium [illegible] 8)

مگر اس مضمون کی بابت بہت زیادہ شہادتیں دینا فضول ہیں۔ درحقیقت کون یقین کر سکتا ہے کہ مرنے کے بعد تمام تعلقات باہمی جو ایک آدمی دوسرے آدمی کے ساتھ اور ایک مسیحی دوسرے مسیحی کے ساتھ رکھتا ہے، قطع ہو جاتے ہیں؟ یہ بات ہرگز نہیں ہوتی۔ ایسا خیال کرنا انسان کے دل کے خلاف ہے کیونکہ انسان کا دل جو کیتھولک اور مسیحی ہے! اور یہ یقین نہیں کر سکتا ہے کہ جب ہمارے پیارے مرجاتے ہیں۔ تو اُن کے اور ہمارے درمیان کوئی تعلق نہیں رہتا ہے۔

پس ثابت ہوا کہ قدیمی کلیسیا! کیتھولک کلیسیا نے حضرت مقدسہ مریم مادر عیسےٰ اور سنتوں، ولیوں، اور مقدسوں کی عزت وتکریم کرنے کرانے سے کوئی بدعتی کام نہیں کیا ہے بلکہ از روئے پاک کلام کیتھولک کلیسیا کا ہر کام اور اُس کے رسم ورواج پاک جائز اور مناسب ٹھیرائے۔"

پاک کیتھولک کلیسیا کسی بھی کلیسائی کام اور رسم ورواج کے رائج کرنے اور بجالانے میں کبھی غلطی نہیں کرتی ہے کلیسیا کا قانون خدا کا قانون ہے کلیسیا حق کا ستون ہے۔ کلیسیا پاک کلیسیا کا سر مسیح یسوع پاک ہے۔ اور کلیسیا اُسی خداوند کا بدن ہے اور اُسی کے تابع ہے جو بھی کلیسیا کی بے حرمتی کرتا ہے وہ مسیح خداوند کے بدن کی بے حرمتی کرتا ہے۔ جو کلیسیا کے خلاف کفر بکتا ہے وہ خدا کے خلاف کفر بکتا ہے۔ جو کلیسیا کے خلاف ہے وہ خدا کے خلاف ہے وہ شیطان ہے۔ لہذا خداوند اُن کو معاف کرے اور آئندہ کیلئے ایسی مہلک غلطی کرنے سے باز رکھے۔ آمین!!

(نوٹ)۔ آئندہ مضمون مادر کلیسیا۔ فضلوں کی ماں کی بابت بھی جائیں گے خاص طور پر متاد صاحبان اپنی اپنی توجہ مبذول فرمائیں تاکہ بدوران بحث کام آسکیں — روزنامہ تسری

"جھوٹ"

از حبیب پیٹر حقیر میرٹھی

"جھوٹ تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ اگر انسان صرف جھوٹ بولنا چھوڑ دے تو کبھی گناہ نہیں کر سکتا" (حقیر)

اے جھوٹ آج دنیا میں تیرا ہی دور ہے
شیوہ یہی سبھوں کا یہی سب کا طور ہے

اے جھوٹ تو شعار ہوا ساری خلق کا
کیا شاہ کا کیا وزیر کا، کیا اہلِ دلق کا

اے جھوٹ تجھ سے ایک خرابی میں شہر ہے
اے جھوٹ تو غضب ہے قیامت ہے قہر ہے

اے جھوٹ رفتہ رفتہ ترا ہو گیا رواج
تیری متاع ناب ہے ہر چار سُو میں آج

اے جھوٹ کیا کہوں کہ بلا زیر سر ہے تو
اے جھوٹ سچ یہ ہے کہ عجب فتنہ گر ہے تو

اے جھوٹ رنگ تیرے کرے کوئی کیا بیاں
رکھتا ہے جیسے غنچہ زباں تو تہہِ زباں

اے جھوٹ تو تو ایک دلِ آویز ہے بلا
آشوب گاہ تجھ سے زمانہ سدا رہا

اے جھوٹ تجھ سے فتنے ہزاروں اُٹھا کئے
ہنگامہ و فساد ہر سُو رہا کئے!

اے جھوٹ راستی سے نہیں گفتگو کہیں
کہنے کو ہاں کہیں ہیں حقیقت میں ہے کہیں!

اے جھوٹ اِس طرح میں بہت جی سے جا چکے
وعدے میں آہ لوگوں کے وعدے ہی آ چکے

اے جھوٹ اِس زمانہ میں کیونکر چلے معاش
ہے تنگ جھوٹ بولنے سے عرصۂ تلاش

سردار جس سے سب متعلق ہے کاروبار
سچ بولنا ہے اُسکے تئیں سخت ننگ و عار

پھر سب مدارِ کار دروغی و مفتری
صدق و صفا و راستی کے عیب سے بری

شکلِ حصولِ کار ہے یاں حاصلِ کلام
باتوں ہی باتوں کام ہوا خلق کا تمام

اے جھوٹ دل مرا بھی بہت دردناک ہے
اِن کاذبوں سے صبح نمط جیب چاک ہے

تعلیم نسواں
(قسط سوم)

(از جناب پیر حقیر میرٹھی)

اوّل - مذہب کی تعلیم: عورتوں کے لئے لازمی اور ضروری ہے مذہب کی تعلیم خدا کا خوف ایمانداری، صداقت پرہیزگاری عصمت، رحمدلی، انصاف فیاضی، رقت قلب صبر و تحمل، پیدا کرتی ہے۔ اور یہ ایسے اوصاف ہیں جو ایک عورت میں لازمی طور پر ہونے چاہئیں۔

عورتوں میں مذہبی تعلیم تمام سوسائٹی کو مذہب کی طرف مائل رکھتی ہے۔ بچوں کا قاعدہ ہے کہ جو کچھ وہ گھر میں دیکھتے ہیں وہی سیکھتے ہیں اور جو مذہب ماں کے دودھ کے ساتھ ان کو حاصل ہوتا ہے۔ وہ رگ رگ میں ایسا پیوست ہو جاتا ہے کہ پھر ان کے دل سے اس کے اعتقادات نہیں بھول سکتے۔ ماں کا اثر بچوں کے روبرو کو بہت کچھ بناتا یا بگاڑتا ہے جس طرح بچے بچپن میں عورت کے دودھ سے پرورش پاتے اور اس کی گود میں پلتے ہیں اسی طرح عالم طفولیت میں ماں کے اخلاق سے اس کی روح نشوونما پاتی ہے۔ اگر وہ دینداری کی ہوا میں پلتے ہیں تو ضرور بڑے ہو کر بھی ان کے دل میں مذہب کی چمک رہتی ہے اور جو بچے اپنے گھر میں جہالت کا اندھیرا دیکھتے ہیں اور بے دینی اور لامذہبی کی باتیں بچپنے کے دل میں گھر کر چکی ہیں تو بڑے ہو کر اگر ان کو علم دین پڑھایا جائے تو اس کی جڑ مضبوط نہیں ہوتی۔ عالم طفولیت میں بچوں پر عورت کا اثر اتالیق کی جہت سے ہوتا ہے جو ان پر عورت مشیر، مصلح کار، ہمدم و ہمراز بن کر اپنا اثر ڈالتی ہے غرض کبھی ماں بہن کی جہت سے اور کبھی بیوی کی حالت میں مردوں پر عورتوں کا اثر رہتا ہے۔ اور انسان کی قسمت میں یہ اثر اچھا اور برا ہو سکتا ہے۔ دیندار عورتوں کا اثر ہمیشہ اچھا ہمیشہ مفید اور قابل اعتماد ہوگا۔ اور جہاں عورت کی بے دینی اپنا اثر ڈال رہی ہو۔ وہاں کی نحوست اور بربادی کا کہیں ٹھکانہ نہیں ہے

دوم - اپنی زبان کی تعلیم ہونی چاہیئے: کلام کی شستگی اور لطافت عورتوں کی زبان کا جوہر ہے ان کے محاورے اور ادائے مطلب کی آسان اور دلکش ترکیبیں ان کی ضرب المثال زبان میں شیرینی اور لطف پیدا کرتی ہے اور اسکی سادگی اور حسن کو قائم رکھتی ہیں۔ زبان کی آراستگی میں مردوں سے زیادہ عورتوں کا حصہ ہے کیونکہ جو صفائی اور شیرینی مرد با تکلف زبان میں پیدا کرتے ہیں۔ عورتیں بے ساختہ اور قدرتی طور پر اسے ادا کرتی ہیں۔ اسلئے اپنی زبان کی تعلیم عورتوں کو اعلیٰ درجہ کی دینی چاہیئے۔ یہ تعلیم نہ صرف عورتوں کے جوہر کو ترقی دے گی۔ بلکہ خود سوسائٹی کو اس سے یہ فائدہ پہنچے گا کہ زبان میں وسعت اور لطافت پیدا ہوگی۔

جو عورتیں اپنے عزیزوں یا خاندانوں سے دور ہوتی ہیں اور جہالت کے سبب ان کو خط تک نہیں لکھ سکتیں۔ ان کی تکلیفیں اور دقتیں بھی زیادہ بڑھ جاتی ہیں۔ غیروں سے خط لکھوانے یا پڑھوانے پڑتے ہیں۔ اور کوئی بات خواہ کسی قدر راز کی کیوں نہ ہو پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ عورتوں کو چاہیئے۔ جو شخص اپنے مافی الضمیر کو مناسب الفاظ میں ظاہر نہیں کر سکتا وہ گونگا ہے ایک تعلیم یافتہ شخص کو اس بڑی تکلیف ہوتی ہے کہ اسکی بیوی اس کا مطلب نہ سمجھ سکے یا اپنا مطلب نہ ادا کر سکے۔ اسی طرح عورتوں کا خط بھی پاکیزہ اور پختہ ہوتا لازم ہے وہ اگر خوشخط نہ ہو تو صاف اور مائیقرا ضرور لکھتی ہوں۔ حروف میں اسقدر خوشنمائی ہو۔ کہ اچھے معلوم ہوتے ہوں۔ ذاتی کمالات کی خوشنمائی ظاہری اور عارضی بناؤ سنگھار سے زیادہ دلفریب اور قدر افزا ہوتی ہے۔ ایک عورت کے ہاتھ میں خوشنما خط کنگن اور چوڑیوں سے زیادہ دلکش ہے اور اس کی وقعت اور عزت کو بڑھا دیتا ہے۔

سوئم علم حساب: - یہ ضرورت نہیں ہے کہ دفتر کے محاسب اور تجارت پیشہ اشخاص کو ہی حساب میں مہارت ہو بلکہ حساب ہر مرد اور ہر عورت کو جاننا چاہیئے۔ کوئی دن ایسا نہیں ہے کہ انسان کو علم حساب کے اصول سے کام نہ پڑتا ہو۔ ہر چھوٹے سے چھوٹے گھر کے انتظام کے لئے بھی حساب جاننے کی ضرورت ہے امیر آدمیوں کی بیویوں کو تو علم حساب سے بہت زیادہ کام پڑتا ہے کیونکہ ان کو اپنے گھر کا انتظام بڑے پیمانے پر

کرنا ہوتا ہے چونکہ عورتوں کو علم حساب سے ناواقفیت ہوتی ہے۔ اس سبب سے گھر کا کاروبار کے انتظام میں وہ اتنا حصہ نہیں لے سکتیں جتنا لینا چاہیئے۔ اور اپنے مردوں کا خانگی انتظام میں ہاتھ نہیں بٹاتیں۔ بعض مردوں کی نسبت عورتوں کو یہ شکایت ہوتی ہے کہ وہ خرچ خود اٹھاتے ہیں۔ بیشک گھر کا خرچ اٹھانا عورتوں کا حق ہے لیکن عورتوں کو اپنے تئیں اس لائق بنانا چاہیئے کہ وہ آمدنی کو سلیقہ سے خرچ کر سکیں۔ اور آمد و خرچ کا حساب مرتب رکھ سکیں۔ جاہل عورتیں ذرا ذرا سی لین دین میں دھوکہ کھا جاتی ہیں۔ اور گھر کی آمدنی کا ایک حصہ اپنی جہالت کے ہاتھوں برباد کرتی ہیں۔ عورتوں میں کاروبار کی قابلیت ایسی ہی ضروری ہے جیسی کہ مردوں میں اور اچھے منتظم گھر میں آرام و فلاح قائم رکھنے میں عورت میں کام کرنے کا سلیقہ ہونا ضروری ہے۔ کام سے یہ مراد نہیں ہے کہ تجارت ہو۔ بلکہ زندگی کا معمولی کام جو روزمرہ کیا جاتا ہے۔ ایسا ہی ضروری ہے جو چیز گھر کے استعمال کے لئے خریدی جائے یا گھر کی کوئی چیز فروخت کی جائے یا بنائی جائے۔ کام ہے اور ان سب کے لئے علم حساب جاننے کی ایسی ہی ضرورت ہے جیسی کہ دکانداروں کے لئے شادی بیاہ کے موقع پر ہزاروں روپیہ خود عورتوں کو خرچ کرنا پڑتے ہیں اور چھوٹی بڑی ہزاروں چیزیں خریدی اور بنائی جاتی ہیں۔ کیا ایسے وقت علم حساب کا جاننا ضروری نہیں ہے علاوہ ازیں علم حساب طبیعت میں غور، محنت اور کفایت شعاری کی عادت ڈالتا ہے اور ترتیب، ہوشیاری، پابندی طریقہ اور صحیح نتیجہ نکالنا سکھاتا ہے۔ علم حساب کی ضرورت روپیہ پیدا کرنے کے لئے ہے اور گھر کا روپیہ عورتیں ہی زیادہ خرچ کرتی ہیں

چہارم۔ اصول خانہ داری:- عورت کو اصول خانہ داری سے واقف ہونا لازم ہے۔ اور یہ ضرورت امراء کو غرباء کی نسبت بہت زیادہ جس قدر کسی گھر میں دولت زیادہ ہو۔ اسی قدر گھر والی میں انتظام خانہ داری کی لیاقت زیادہ ہونی چاہیئے اگر کسی انجینیر کو فن تعمیر میں واقفیت نہ ہو یا ڈاکٹر کو علم طب میں آگاہی نہ ہو۔ یا سپاہی کو استعمال آلات حرب نہ آتا ہو تو وہ اپنا فرض ادا نہیں کر سکتا۔ جب عورت کو اصول خانہ داری سے آگاہی نہ ہو وہ خواہ مردوں کے سے کام کرے۔ بلکہ ان سے بہتر کرے لیکن عورت کے کام انجام نہیں دے سکتی۔ کوئی کام کیوں نہ ہو، اس کا طریقہ آنا ضرور ہے۔ اور اسی کا نام سلیقہ ہے علاوہ ازیں پیش بینی بھی سرانجام امور میں مدد دیتی ہے اور پیش بینی اس وقت حاصل ہو سکتی ہے۔ جب دماغ میں امور کو جلدی سمجھنے اور نتیجہ نکالنے کی قوت ہو اور علم و تجربے نے قوت متخیلہ کو قوت دی ہو۔ افسوس ہے کہ ملک میں اس وقت ایسی کتابیں رائج نہیں جو اصول خانہ داری سکھاتی ہوں سینا پرونا۔ کھانا پکانا۔ گھر کا خرچ چلانا ملازموں کی نگرانی، بچوں کی نگہداشت اور پرورش۔ ان کی تربیت وغیرہ ایسے سہل کام سمجھے جاتے ہیں کہ ان کی طرف ہمارے مصنفین نے ابھی تک التفات نہیں کیا۔ اور اس آسائش و برکت کے حاصل کرنے میں مدد نہیں کی۔ جس کی ہر شخص کو ضرورت ہے عورتوں کو ان کے مناسب حال تعلیم نہ دینا ایک غلطی سے نکال کر دوسری غلطی میں ڈال دینا ہے۔ ان کو دنیا میں وہ کام نہیں کرنے جو مردوں کو کرنے ہیں۔ پھر دونوں کو ایک سی تعلیم مفید و بکار آمد نہیں ہو سکتی اور اس زمانے میں قومی تنزل کا بڑا سبب یہی ہے کہ مردوں کو ضروریات زمانہ کے مطابق تعلیم نہیں دی جاتی۔ بلکہ سب کو ایک لکڑی ہانکا جاتا ہے۔ اگر اس گروہ میں عورتیں بھی شامل ہو گئیں تو سوسائٹی مستحق ترقی کرے گی لیکن معکوس!

خانہ داری کا علم عورت کا خاص حصہ ہے۔ اگر دیگر علوم میں اسے کمال دستگاہ داخل ہو۔ لیکن خانہ داری کے اصول سے ناواقف ہو تو وہ عورت عالمہ۔ فاضلہ ہو سکتی ہے۔ لیکن عورت نہیں ہو سکتی۔ کوئی شخص جو علم حساب سے ناواقف ہو تاجر نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح عورت خانہ داری کی قابلیت کے بغیر عورت کہلانے کی مستحق نہیں۔

عورت کو خواہ امیر ہو یا غریب، جوان ہو یا بڑھیا۔ منکوحہ ہو یا غیر منکوحہ ہر حال میں گھر کے کام کرنے کی لیاقت اور ہر کام کو اچھی طرح انجام دینے کی استعداد حاصل ہونی لازم ہے۔ کیونکہ یہ عورت کا بڑا فرض ہے اگر ان کاموں کا اسے علم نہ ہو تو یہ کام آسان نہیں بلکہ مشکل نظر آئیں گے

اور مشکل بھی ایسے کہ نہ خود کرنے کی لیاقت اور نہ خادموں سے کام لینے کی قابلیت۔

تعلیم نسواں کا جہاں ذکر کیا جاتا ہے وہاں حروف کی شکلوں اور الفاظ کے معنی جان لینے سے مراد لی جاتی ہے۔ لیکن تعلیم صرف اسی کا نام نہیں ہے۔ بلکہ ہر پیشہ اور ہر کام کی تعلیم جو کسی خاص شخص یا فرقے کے لئے ضروری ہے۔ اسے حاصل کرنے چاہئیں۔ ورنہ وہ اس فن میں جاہل رہے گا۔ کسان اور زمیندار کو فلاحت و زراعت، باغبان کو باغبانی معمار کو عمارت کا علم جاننا ضروری ہے۔ اسی طرح انتظام خانہ داری عورت کے لئے فرض ہے اور تعلیم نسواں کے حامیوں کو سب سے پہلے یہ تعلیم دینی چاہیئے۔ خصوصاً طفولیت کے زمانے میں اس میں مہارت پیدا کرنی لازم ہے اگر ابتدائی عمر میں اس طرف توجہ نہ کی جائے تو آئندہ بھی اس کام میں دل نہ لگے گا۔ بعض عورتوں کی یہ تعریف کی جاتی ہے کہ وہ شعر خوب کہتی ہیں بعض ہارمونیم خوب بجاتی ہیں۔ کسی نے کسی غیر زبان میں مہارت حاصل کی ہے لیکن یہ اوصاف اسی وقت بہت عجیب اور مستحسن معلوم ہوتے ہیں۔ جب قوم کے کروڑوں افراد میں ایک دو نے یہ خصوصیت حاصل کی ہو۔ اگر تمام عورتیں صرف اسی طرف متوجہ ہو جائیں اور گھر بار کے کام چھوڑ دیں تو گھر کا شیرازہ بکھر جائے اور لوگوں کو جاہل۔ لیکن سلیقہ مند عورتوں کی تلاش ہو۔ اگرچہ سلیقہ مند عورت کو جاہل کہنا زیبا نہیں ہے شاید ہی کوئی شخص ایسی عورت پسند کرے گا۔ جو میاں بیوی اور بچوں کے کپڑے سینے تو درکنار اپنے کپڑے بھی سینے کے لئے درزی کو دے اور اگر کبھی باورچی یا ماما پکانے والی نہ ہو تو اس دن گھر کے گھر کو فاقہ کرنا پڑے اور بجائے سینے اور پکانے کے اس نے میاں کے سنانے کو ایک غزل کہہ رکھی ہو۔ اگر اوقات باقاعدہ صرف کئے جائیں۔ اگر ہر کام مناسب وقت پر اور مناسب طریقے سے کیا جائے تو عورتوں کو اتنا وقت ملتا ہے کہ وہ گھر کے کام دھندے کے بعد لکھنا پڑھنا سیکھ سکیں۔ اور بعض عورتیں کوئی خاص علم بھی اچھی طرح سیکھ سکتی ہیں۔ امیر آدمیوں کی بیویاں اور بیٹیاں گھر کے کام کرتے ہوئے اس سبب سے شرماتی ہیں کہ وہ کام ان کے خلاف شان ہیں۔ لیکن یہ جھوٹی شرم ہے جو کام جس کے کرنے کا ہے اس کے کرنے میں کوئی ذلت نہیں۔ عزت ہے گھر کا کوئی کام عیب اور قابل شرم نہیں۔ بلکہ یہ کام نہ کرنے اور نہ سیکھنے قابل شرم ہیں اور ان کاموں میں جس قدر اعلیٰ مہارت ہو گی۔ اسی قدر وہ عورت زیادہ قابل قدر خیال کی جائے گی۔ اسی سے عورت کے مذاق۔ اس کی فراست اور طبیعت کی کیفیت معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ گھر کو بنانا اور سنوارنا آسائش اور زیبائش کا سبب ہے۔ عمدہ کھانا اور کپڑا تیار کرنا صرف پکانا اور سینا ہی نہیں ہے بلکہ جس کے واسطے کیا گیا ہے اس کی محبت کا اظہار اور اس کے واسطے تفریح اور راحت کا سامان ہوتا ہے۔

پنجم۔ **علم حفظان صحت**۔ انسان کی صحت اس کا حسن ہے۔ اور عورت کا حسن اس کی قیمت زیادہ کرتا ہے عورتوں کو صحت و توانائی کی ایسی ہی ضرورت ہے جیسی مردوں کو عورتوں کے ذمہ خانہ داری کے کام ہیں۔ لیکن وہ کام آسان نہیں اور ان کی نگرانی اور انجام دہی بغیر کامل صحت کے ناممکن ہے علاوہ ازیں صحت۔ قیام و ثبات ذات کا سبب ہے اور کون کہہ سکتا ہے کہ عورت کی ذات دنیا میں ایسی ناکارہ ہے۔ اسکے قیام و ثبات کی نگہداشت نہ کی جائے۔ اس واسطے عورتوں کو اصول حفظان صحت کی تعلیم دینی لازمی ہے یہ ناممکن ہے کہ اگر کسی شخص میں خود اپنی صحت کی نگہداشت کی لیاقت نہ ہو تو ڈاکٹر اور حکیم اسکی صحت کی ذمہ داری نہ کر سکیں۔ بعض موقع اور حالتیں ایسی ہوتی ہیں کہ وہاں کسی عمدہ طبیب کا میسر آنا ناممکن ہوتا ہے یا بعض بے احتیاطیاں بیماریاں پیدا کرتی ہیں اور یہ بیماریاں اگرچہ ابتدا میں خفیف معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن پھر عمر بھر کے لئے روگ لگا دیتی ہیں۔ جب تک خود انسان کو حفظان صحت کے اصول معلوم نہ ہوں وہ صحت جیسی نازک چیز کو اچھی طرح قائم نہیں رہ سکتا۔ بچوں کی صحت کا مسئلہ اور بھی زیادہ نازک ہے۔ اور ان کی پرورش بالکل عورتوں کے ہاتھ میں ہے بے احتیاط اور ناواقف عورتیں بچوں کی صحت کو ایسا خراب کر دیتی ہیں کہ وہ بڑے ہو کر ہمیشہ مریض اور ناتواں رہتے ہیں اور اس واسطے لازم ہے کہ عورتوں کو حفظان صحت کے اصول سے آگہی ہو۔ اس کے علاوہ بعض عورتوں کو طب۔ ڈاکٹری میں بھی پوری

مہارت حاصل کرنی چاہیئے۔ تاکہ وہ اپنی قوم اور ملک کی عورتوں کی بعض بیماریاں ایسی ہوتی ہیں کہ ڈاکٹروں سے بیان کرتے شرماتی ہیں بعض وقت یہ ضرورت آپڑتی ہے کہ اگر کوئی عمدہ ڈاکٹر مشورہ اور مدد نہ دے تو اُن کی جان پر بن جاتی ہے۔ اور ان کی تمام موقعوں پر عورتوں کی خدمت کی زیادہ حاجت ہوتی ہے۔ عورتیں نرقہ اناث کی ضرورت و مختصر حالات و تکالیف سے خود واقف ہوتی ہیں اس سبب سے اُن کے امراض اور کیفیت کو زیادہ سہولت سے سمجھ سکتی ہیں۔ اور چونکہ اس تکلیف کا احساس کر سکتی ہیں ان کو قدرتاً بیمار سے زیادہ ہمدردی اور اس کے حال پر زیادہ توجہ ہوتی ہے ایک شریف عورت جس طرح ایک لیڈی ڈاکٹر سے اپنی کیفیت بیان کر سکتی ہے اور آزادی سے اپنے تئیں اس کے حوالے کر سکتی ہے یہ گوارا نہیں کر سکتی کہ مردوں کو اس کی خبر بھی ہو۔ اس زمانے میں ڈاکٹر عورتوں کی ضرورت اس قدر زیادہ ہے۔ اگر اپنے ملک کی عورتیں طب و ڈاکٹری میں مہارت حاصل کریں تو یہ دقتیں رفع ہو جائیں اور ہزاروں جانیں تکلیف اور مصیبت سے بچ جائیں۔

ششم۔ عام واقفیت:۔ یہ ضروری نہیں۔ کہ عورتوں کی تعلیم کو اُنہی پر محدود رکھا جائے جو اوپر بیان کئے گئے ہیں۔ بلکہ یہ چیزیں تعلیم کا لازمی جزو ہیں۔ اور ابتدا میں اُن سے واقفیت حاصل کرنی فرض ہے جس طرح لباس زیور پر مقدم ہے اسی طرح یہ مضامین دوسرے مضامین پر مقدم ہیں۔ ان میں جہاں تک کمال حاصل کیا جائے بہتر ہے اسکے علاوہ اگر فرصت و موقع ہو تو علم و فضل میں زیادہ کمال حاصل کرنا اور قوائے دماغی کو ترقی دینا شرافت و سعادت کی تکمیل ہے۔

بشارتی گیت

جیکب ڈین شاد چمباوی

طرز: ؎ یاد میں تیری جاگ جاگ کے ہم
رات دن کروٹیں بدلتے ہیں

مالکِ دوجہاں کی یاد میں ہم!
فکرِ دُنیا کو بھول جاتے ہیں
زندگی کی اُداس گھڑیوں میں
رنج و غم سے نجات پاتے ہیں
تجھ پہ ایمان دل سے جو لائے
اُس کی دُنیا ہی اور ہو جائے
بن کے انسان خود خدا آیا
تیری قدرت کے گیت گاتے ہیں
ہم کو شیطان سے بچا لینا
اپنی رحمت میں تو چھپا لینا
ہم بڑی عاجزی سے اے عیسیٰ
تیرے در پہ یہ سر جھکاتے ہیں
تیرے آنے سے زندگی پائی
دولتِ دید حلق چلی آئی
شاد نوری جمال میں رہ کر
ساری دُنیا کو بھول جاتے ہیں

پاپائے اعظم کے نام ایک خط!

ویٹیکن شہر۔ ۱۳ فروری ۱۹۶۶ء پاپائے اعظم پوپ پال نے اپنی اپیل کو دہراتے ہوئے اپنی کھڑکی میں کھڑے ہو کر لوگوں کے سامنے اُس خط کو پڑھا جو اُن کو اٹلی کے رہنے والے دو بچوں نے لکھا تھا۔ اور جنہوں نے اپنی جمع کی ہوئی رقم بھارتی لوگوں کی مدد کیلئے بطور دان دی۔

وہ خط اس طرح تھا:۔

پیارے مقدس پاپائے اعظم!

ہمارے والد صاحب نے ہم کو بتایا کہ ہندوستان کے لوگ پریشان ہیں۔ والد صاحب نے یہ بھی کہا کہ آپ نے سمجھایا تھا کہ لوگ اُس وقت تک اصلی مسیحی نہیں ہو سکتے جب تک کہ ہم اپنے غریب بھائیوں کی مدد نہ کریں۔ لہذا ہم نے ارادہ کیا ہے کہ جو کچھ پیسہ ہم نے اکٹھا کیا ہے اُس کو بھیجدیں ہمارے ماں باپ کہتے ہیں کہ ہم یہ سمجھیں کہ ہمارے پاس تین نہیں بلکہ اب چار بچے ہیں۔

میرٹھ ڈایوسس کیلئے قوانین

اُس رسولی اختیار سے جو ہمیں دیا گیا ہے اُسکے مطابق اپنی ڈایوسس کے لئے ہم حسب ذیل قانون جاری کرتے ہیں:۔

۱۔ ہماری ڈایوسس میں پرہیز کے دن۔ سال کے سارے جمعہ۔ حضرت مریم کے بیداغ حمل میں لئے جانے کی شب بیداری۔

۲۔ روزے اور پرہیز کے دن یہ ہیں۔ راکھ کا بدھ۔ مقدس جمعہ اور کرسمس کی شب بیداری ۲۳ دسمبر یا ۲۴ دسمبر یا جو کرسمس سے پہلے کا جمعہ ہو۔

۳۔ دودھ۔ مکھن۔ پنیر۔ انڈے اور ہر طرح کی چکنائی پرہیز اور روزوں کے دنوں میں کھانا پکانے کیلئے استعمال کئے جاسکتے ہیں۔

۴۔ جن بچوں کی عمر سات سال کی ہو جاتی ہے اُنہیں پرہیز کے دنوں میں گوشت کھانے سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ ۲۱ سال کی عمر سے ۵۹ سال کی عمر تک کے لوگوں پر روزہ کا قانون عائد ہوتا ہے۔

۵۔ فوجی لوگ جن کو سرکاری راشن دیا جاتا ہے اُنکو روزہ اور پرہیز کی معافی ہے۔

۶۔ مسافر لوگ چاہے خشکی یا سمندر کا سفر کریں اُن پر روزے اور پرہیز کا قانون عائد نہیں ہوتا۔

۷۔ جب یہ قوانین کسی خاص وجہ سے معاف کئے جاتے ہیں تو ان ایمانداروں کو جو اس رعایت کا استعمال کرتے ہیں چاہیئے کہ ڈایوسس کے یتیم خانوں کے لئے جہاں تک ہو سکے چندہ دیں۔ وہ لوگ جو چندہ دینے کے لائق نہیں ہیں وہ پانچ دفعہ اے باپ ہمارے کی دعا، سلام اے مریم، اے خداوند دائمی آرام ان کو بخش، اعراف کی رُوحوں کے چھٹکارے کیلئے روزانہ پڑھیں۔

۸۔ ایسٹر ڈیوٹی یعنی پاسکا کے ایام میں پاک شراکت لینے کا فرض راکھ کے بعد یعنی ۲۳ فروری سے اور ۵ جون یعنی اقدس سالوں کی عید کو ختم ہوتا ہے۔

۹۔ اتوار کے لئے مقرر کی ہوئی عیدیں حسب ذیل ہیں۔ عید ولادت عید صعود۔ مقدس ساکرامنٹ کی عید اور مقدسہ مریم کی عید عروج؛ میرٹھ ڈایوسس کے اداروں کو حسب ذیل عیدوں کے منانے کا حکم دیا جاتا ہے۔

نیا سال، عید ظہور، مقدس جوزف ۱۹ مارچ، مقدس پیٹر اور پولوس ۲۹ جون سب مقدسین حضرت مریم کا بیداغ حمل میں لیا جانا۔ اسیسی کا مقدس فرانسس اور مقدس جمعرات۔

۱۰۔ تمام عبادت گاہوں چاہے وہ گاؤں کے کیوں نہ ہوں حسب ذیل اداروں کے کیلئے چندہ لینا چاہیئے:۔

(ا)۔ کرسمس اور ایسٹر کے دن۔
ڈایوسس کے یتیم خانوں کے لئے۔

(ب)۔ فروری کا دوسرا اتوار۔ ہولی چائلڈ ہڈ کے لئے۔

(پ)۔ مارچ کا پہلا اتوار۔ ڈایوسس کے خیراتی کاموں کے لئے۔

(ت)۔ مقدس جمعہ۔ فلسطین کی مقدس جگہوں کے لئے

(ٹ)۔ ۳ جولائی کا اتوار۔ پاپائے اعظم کے لئے۔

(ث)۔ ہر ماہ کا پہلا اتوار۔ ڈایوسس کے نوجوانوں کی تعلیم اور ہنر کے لئے۔

(ج)۔ ہر ماہ کا دوسرا اتوار۔ ڈایوسس کے ریٹائرڈ فادروں کیلئے

(چ) پینیکوست کا اتوار۔ سیمنری کے لئے۔

(ح)۔ اکتوبر کا تیسرا اتوار۔ مشن کے اتوار کے لئے۔

باقی سب اتواروں اور مقررہ عیدوں میں چندہ اپنے اپنے علاقہ کے اخراجات کے لئے۔

(جے۔ بی۔ ایونجلسٹی۔ او۔ ایف۔ ایم۔ کیپ۔ آرچ بشپ
بشپ آف میرٹھ)

مضمون نگار حضرات!

کو چاہیئے وہ اپنے اپنے مضامین ہر ماہ کی دس تاریخ کو دفتر فضلوں کی ماں میں روانہ فرما دیا کریں۔ تاکہ اچھی جگہ پر خوبصورتی کیساتھ شائع ہو سکے۔

ایک کہانی

بہت عرصہ گزرا کہ کسی جگہ ایک راجہ راج کیا کرتا تھا۔ راجہ اپنی رعایا سے بہت محبت کرتا۔ یہاں تک کہ غرباء کے بچوں کی شادیاں بھی اپنے اخراجات سے کرتا۔ اپنی خوراک میں سے سب کے ساتھ ایک باپ کا سا سلوک کرتا۔ ہر جگہ اُس کے کام اور نام کا چرچا تھا۔ لوگ اُس کی عزت کرتے اور اُس سے محبت بھی کرتے۔ اُس کو بھی اپنی رعایا کی محبت پر ناز تھا۔

لیکن اُس کا وزیر دانا اور زمانہ ساز تھا۔ ایک دن جب راجہ اپنی رعایا کی محبت کے راگ الاپ رہا تھا۔ تو اُس نے کہا کیا آپ نے اُن کی محبت کو آزمایا بھی ہے؟ راجہ نے کہا میں جانتا ہوں اگر مجھے آج ایک انسان کے سر کی ضرورت پڑے تو ہزار ہا لوگ سر دینے کو حاضر ہو جائیں گے۔

وزیر نے بڑی متانت سے کہا حضور ہمیں فی الحال سروں کی ضرورت نہیں ہے پھر بھی ہم انہیں آزمائے لیتے ہیں۔ سارے شہر کے لوگوں میں اعلان کئے دیتے ہیں کہ کل راجہ دودھ میں اشنان کریں گے اس لئے سب شہریوں سے درخواست ہے کہ ایک ایک لوٹا دودھ راجہ کے نہانے کے حوض میں چار بجے سے پیشتر پیشتر ڈال دیں۔

راجہ کی محبت کا دم بھرنے والے لوگوں نے اعلان سُنا اور دوسرے دن صبح ہونے سے پیشتر اُس حوض کی طرف ایک ایک کر کے لوٹا ہاتھوں میں لئے جانے لگے۔ سب سے پہلے آدمی نے سوچا میں راجہ کو بہت پیار کرتا ہوں یہاں تک کہ اپنی جان تک دے سکتا ہوں لیکن میرے ایک لوٹے دودھ سے اُس حوض میں کیا فرق پڑتا ہے لہذا اُس نے بلا دریغ رات کے اندھیرے میں ایک لوٹا پانی ڈال دیا۔ اور اُس رات قریب سب ہی شہریوں کے دل میں اسی خیال نے جنم لیا اور سب لوگ ایک ایک لوٹا پانی اُس حوض میں انڈیل کر چلے گئے۔ اب آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ اس حوض میں جو کچھ جمع ہوا وہ کیا تھا۔؟

یہ کہانی آج بھی ہم پر صادق آتی ہے۔ میں جانتا ہوں آپ تبلیغی کام سے محبت رکھتے ہیں یہاں تک کہ اُس کے لئے اپنی جان تک دے سکتے ہیں۔ لیکن تھوڑی سی لاپرواہی سے ہم اپنے چندہ کو روک لیتے ہیں۔ جو کہ رسالہ "فضلوں کی ماں" کے لئے نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ یہ رسالہ ایک جامعہ تبلیغی کام کرتا ہے اِسے آپ کی تھوڑی سی ہی امداد کی ضرورت ہے تجربہ شاہد ہے کہ ہر انسان یہ سمجھتا ہے کہ اگر میں چندہ نہ بھیجوں تو کونسا فرق پڑ جائے گا۔

لیکن نتیجہ وہی ہے جو کہ اُس حوض کے ساتھ ہوا تھا۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ خود ہی نہیں بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی چندہ بھیجنے کے لئے مشورہ دیں گے۔ تاکہ ہمارا یہ تبلیغی حوض خالی پانی ہی سے بھرا ہوا نظر نہ آئے۔ اگر ایسا نہ ہو گا تو پھر آپ اس چشمہ سے کیسے سیراب ہو سکیں گے جو تبلیغی کام کے لئے جاری ہے۔ لہذا آپ اپنی پہلی فرصت میں اس کی توسیع میں اپنا حصہ ڈالیں۔ (مدیر)

اطلاع عام!

۱۳ مارچ ۱۹۶۶ء کو سردھنہ میں فضلوں کی ماں کی عظیم زیارت کا دن مقرر کیا گیا ہے۔ لوگوں سے التماس ہے کہ وہ اس سُنہری موقع سے فائدہ اُٹھائیں۔

عبادت کا پروگرام گذشتہ سالوں کے مطابق ہے
ڈاکٹر جے۔ بی۔ او بخلسٹی آرچ بشپ
(بشپ آف میرٹھ) بھی حاضر ہوں گے

"فضلوں کی ماں!" کیلئے

ادارہ کی خواہش ہے کہ ماہنامہ "فضلوں کی ماں" میں نظموں کو زیادہ جگہ نہ دی جائے۔ جو حضرات نظمیں لکھنے پر زیادہ توجہ صرف کرتے ہیں وہ اپنا قیمتی وقت نثر کے لکھنے پر صرف کریں۔ مضامین مختصر اور مفید ہوں تاکہ اس کے مشن میں ترقی ہو۔ شکریہ (مدیر)

خبریں

جنیوا - بین الاقوامی کلیسیاؤں کے جنرل سیکرٹری ڈاکٹر ڈبلو سائے - وائیزر ہوفٹ نے بتایا کہ بین الاقوامی کلیسیاؤں کے تعلقات کاتھولک کلیسیا سے اتنے نزدیکی ہو گئے ہیں کہ پہلے ان کو تصور میں بھی نہیں لایا جا سکتا تھا حالانکہ کسی بنیادی مسائل کا اب تک کوئی حل نہیں نکالا گیا ہے تو بھی آپس کی گفتگو اور باہمی اتفاق - اُمید سے زیادہ رونما ہو رہے ہیں۔

کلکتہ - اس شہر کے GRAIL CLUB میں مورخہ ۲۳ رجنوری ۱۹۶۶ء کو کاتھولک یونین کی ایک جنرل میٹنگ منعقد ہوئی - ممبران جو حاضر تھے اُن کی تعداد بکثرت تھی - کلکتہ - بنگلور - چھوٹا ناگپور - کننور مدراس، یو۔ پی۔ رانچی اور دیگر شہروں سے لوگ حاضر تھے اور کلکتہ کے آرچ بشپ صاحب اس کے صدر تھے مسٹر رائن جو اس میٹنگ کے چیرمین تھے چالیس منٹ تک تقریر کی جس میں آپ نے آج کل کی مشکلات کے بارے میں بیان کیا - آپ نے کہا کہ کاتھولک لوگوں کی غربت اور تنگ حالی بے مثال ہے۔ اسکولوں گرجوں اور ہسپتالوں کے دیکھنے سے لوگ کاتھولک لوگوں کو بہت امیر سمجھتے ہیں شاید یہ لوگ بھول جاتے ہیں کہ لوک سبھا میں کہا گیا ہے کہ اب تک بیرونی ملکوں سے بارہ کروڑ کی امداد ملتی ہے۔ مگر آپ نے فرمایا کہ اگر غور سے دیکھا جائے تو زیادہ تر کاتھولک لوگ ۳۰ روپیہ ماہانہ کی اوسط میں اپنا گذارہ کرتے ہیں۔ کاتھولک جماعت کی ترقی کیلئے آپ کی تجویزات پیش کی گئیں یعنی ایک سنٹرل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ جیسے کہ منگلور میں شروع کیا گیا - ایک ٹیکنیکل ادارہ جیسے کہ بنگلور کی کاتھولک ایسوسی ایشن نے کیا ہے جس سے پندرہ سو روپیہ کی ماہانہ آمدنی ہوتی ہے مسٹر کالفر ڈیرونا کی عمدہ مثال حاضرین کے سامنے

پیش کی جس نے کو آپریٹو کی اسکیم کے ذریعہ کلکتہ کی جماعت کو بیحد فائدہ پہنچایا - نوجوانوں کیلئے جو پبلک سروس میں جانے کے قابل ہیں اُن کے لئے ایسے فنڈ شروع کئے جائیں جو اُن کو وظیفے کی طور پر مناسب امداد دیجا سکے، مسٹر رائن نے ہندوستان کے کاتھولک لوگوں سے درخواست کی باہر کی امداد کے اوپر بھروسہ نہ کریں۔ بلکہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے لئے ہر ممکن کوشش کریں۔

سہارنپور - ۱۲ فروری سے ۲۰ فروری تک مشن ہفتہ منایا گیا جس میں انگریزی زبان میں فادر ہمک گون نے صبح اور شام تقاریر کیں اور ہندی میں فادر جوزف انتھنی جو کہ دہلی سے تشریف لائے تھے نے نصیحتیں دیں۔ اس ہفتہ میں بہت سے لوگوں نے روحانی فائدہ حاصل کئے

۲۰ فروری کو میرٹھ کے آرچ بشپ صاحب نے ۲۵ اشخاص کو استقلال کا سیکرامنٹ دیا۔ اور لوگوں نے کثرت سے پاک شراکت حاصل کی۔

شام کو تمام سہارنپور کے مسیحی لوگوں نے سنٹ میری اکاڈمی کے میدان میں اکٹھے ہو کر کرسچن یونٹی ڈے منایا۔ جسمیں اینگلیکن، میتھوڈسٹ اور کاتھولک لوگوں کے نمائندوں نے مسیحی اتحاد کے لئے پرجوش تقاریر کیں - اس جلسہ کی صدارت ڈاکٹر جے بی الیونجلسٹی میرٹھ کے آرچ بشپ نے کی - اور مقدس بائیبل کا ورد کیا۔ سب نے مل کر گیت اور زبور گائے۔

حلف نامہ پرو پرائٹر "فضلوں کی ماں"

حسب فارم نمبر ۴ - قاعدہ (۸)

(۱) مقام اشاعت :- کورٹ روڈ سہارنپور - (۲) اشاعت - ماہانہ

(۳) پرنٹر کا نام :- فادر اُمبیدیوس - قومیت بھارتی - پتہ کورٹ روڈ سہارنپور

(۴) پبلشر کا نام :- " " " " " "

(۵) ایڈیٹر کا نام " " " " " "

(۶) میں فادر اُمبیدیوس حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا تفاصیل میرے علم و دانست میں بالکل صحیح اور درست ہیں - اور میں تنہا واحد مالک ہوں - دستخط پبلشر : فادر اُمبیدیوس

(1-3-66)

(ایڈیٹر، پرنٹر و پبلشر فادر اُمبیدیوس نے ہمدرد پریس سہارنپور میں چھپوا کر دفتر فضلوں کی ماں - کورٹ روڈ سہارنپور سے شائع کیا۔)

رجسٹرڈ ایل نمبر 1364
نوید زندگی!

از جناب پادری ایس - آئی حسین صاحب "مرحوم"

یہ عید ایسٹر آئی نوید زندگی لائی | پیام سرخوشی لائی نئی تابندگی لائی
نیا پیغام لائی اور انوکھی زندگی لائی | نئے جلوے نرالا نور دلکشی روشنی لائی

نئے سازوں میں رنگیں راگ سندر راگنی لائی
محبت کے خزانے کو فروزاں کر دیا جس نے

زمیں پر عرش کے روشن ستارے لیکے آئی ہے | ہزاروں جہاں کھول چاند تارے لیکے آئی ہے
حسیں دامن میں اپنے ماہ پارے لیکے آئی ہے | جلو میں زندگی کے ساز سارے لیکے آئی ہے

مٹیں تاریکیاں روح القدس کی روشنی لائی
زمین شور کو بھی گل بداماں کر دیا جس نے

وہ نغمے جنکو سنکر زندگی فانی نہیں رہتی | تصرف میں قضا کے روح انسانی نہیں رہتی
حیات و مرگ کی کلفت یہ شعلہ سامانی نہیں رہتی | اجل کی کشمکش میں بزم امکانی نہیں رہتی

مٹا کر موت دنیا میں حیاتِ دائمی لائی!!
مثالِ آبِ دریا آبِ حیواں کر دیا جس نے!

یہ صبح عید پیغام مسرت لیکے آئی ہے | زمیں پر عرش کے پھولوں کی نکہت لیکے آئی ہے
مسیحا کے خدا ہونیکی حجت لیکے آئی ہے | خدا کے دل کی پوشیدہ امانت لیکے آئی ہے

صلیبی موت کی ایسی نرالی روشنی لائی!
نجاتِ نوعِ انسانی کا ساماں کر دیا جس نے!

ناظرینِ فضلوں کی ماں کو!

"ایسٹر مبارک ہو"

منجانب:- (ادارہ)

شہیدانِ یوگنڈا (دوسری قسط)

(جناب فادر امیدیوس صاحب)

... اُن دنوں میں مشنری صاحبان کے حالات دن بدن دگرگوں ہوتے جا رہے تھے۔ گو بادشاہ ظاہرہ طور پر اُنکی موجودگی سے خوش دکھائی دیتا تھا۔ لیکن اُس کے رویّہ سے اس کی دلی خواہش ظاہر تھی کہ کسی نہ کسی طرح یہ مشنری لوگ یہاں سے چلے جائیں تو بہتر ہے۔ اب مشن کے مکان میں سے روزانہ چوریاں ہونے لگیں جن سے تشویش ہونا ضروری تھا۔ یہ افواہیں بھی بہت گرم تھیں کہ بادشاہ نے بہت سی لکڑیاں جمع کروا رکھی ہیں تاکہ تمام مسیحیوں کو اُنہیں جلا کر خاکستر کر دیا جائے۔ مشنری لوگ ان سب باتوں سے بے بہرہ نہیں تھے وہ نہیں چاہتے تھے کہ نومریدوں کی زندگیاں خطرہ میں ڈالی جائیں۔ ایسے مشکل دور میں وہ شش و پنج میں مبتلا تھے کہ کیا کیا جائے۔ کارڈنل لاویجری نے ایک خط بھیجکر مشنریوں کو واضح کر دیا کہ وہ اپنے آپ کو خطرہ میں نہ ڈالیں۔

جب حالات اور ابتر ہوئے تو فادر لورڈل نے زیادہ دیر وہاں رُکنا مناسب نہ سمجھا اور وہ بادشاہ کے دربار میں گئے۔ اور بادشاہ پر ظاہر کیا کہ وہ لوگ دار السلطنت چھوڑ دینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ بادشاہ متعجب ہوا اور مشنریوں کو واپس جانے کیلئے چند کشتیاں دیں۔ الوداع کے وقت ظاہر ہوا کہ عوام مشنری لوگوں سے کس قدر محبت رکھتے تھے۔ انھوں نے بیس دن تک ایک طویل جھیل میں سفر کیا۔ اور بیس دن بعد انھوں نے نئے مقام پر ایک مشن ۱۸۸۲ء میں قائم کیا۔ اسوقت نومریدوں کو اپنی ہمت و استقلال کو ظاہر کرنے کا موقع میسر آیا۔ اُن لوگوں میں سے بہت سے لوگ تو بادشاہ کی خفگی کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے وکٹوریہ جھیل کو پار کر کے فادروں کے پاس اسلئے پہنچتے تاکہ وہ عبادت اور سیکرامنٹوں میں شرکت کر سکیں، مشنری لوگوں کی بھی خواہش تھی کہ وہ بھی کسی طرح اپنے پرانے مشن کے کام کو سنبھال سکیں۔

ایک سال ہو گیا۔ اور حالات بجائے بہتر ہونے کے اور بدتر ہو[تے] لگے۔ بادشاہ نے لڑائی میں شکست کھائی اور اُسکے بہت سے سپاہی لڑائی میں کام آگئے۔ اُس کی حکومت میں چیچک کی و[با] پھیلی اور تقریباً دس ہزار اشخاص کو چیچک نے لقمۂ اجل بنا[یا]۔ اِن سب باتوں نے بادشاہ کو بہت شکستہ خاطر کر دیا تھا۔ آ[خر] ۱۸۸۴ء میں بادشاہ نے یہ جان کر کہ اب اُسکا آخری وقت ہے اپنے حرم کے دروازے کھولدیئے اور تمام عورتوں کو نکالدیا اور خود تنہائی کی زندگی گذارنے لگا۔ ایک نومرید جو زنانہ مکان سابق... کے تا دمِ آخر خدمت کرتا رہا۔ اور دُعا کرتا رہا کہ بادشاہ کی روح [کو] نجات حاصل ہو۔ دس اکتوبر ۱۸۸۴ء کو بادشاہ اس جہان فانی سے کوچ کر گیا۔ اس کی جگہ اُس کا بیٹا تخت نشین ہوا۔

اب پھر سے مشنریوں کے لئے موقع تھا کہ وہ روباگا شہر کو واپس چلے جائیں جس کے لئے وہ ایک لمبے عرصہ سے متمنی تھے۔ جب انھوں نے وہاں جانے کا قصد کیا تو نئے بادشاہ نے اُن کے لئے کشتیاں بھجوا دیں تاکہ مشنری لوگ وہاں پہنچ جائیں۔

فادر لوگ جانتے تھے کہ دار السلطنت کے حالات ابھی تک درست نہیں ہیں اس لئے کہ نیا بادشاہ بھی نہایت عیاش تھا اور اور اُس نے ابھی تک اپنی زندگی کو نہیں بدلا تھا۔ تاہم کچھ بہت افزا خبریں بھی فادروں کے پاس پہنچ رہی تھیں یعنی یہ کہ نومرید لوگ جو کہ بپتسمہ یافتہ تھے اپنے ایمان کا اظہار دوسروں کے سامنے کرنے میں ہرگز نہ جھجکتے اور غیر قوموں کو تبدیل بھی کر لیتے ہیں۔ آپس بڑی محبت کے ساتھ رہتے اور سب ملکر دُعا کیا کرتے تھے۔ اب فادر لورڈل نے فیصلہ کیا کہ روباگا کو واپس چلنا چاہیئے سو انھوں نے اپنا سفر ۲۵ جون کو بذریعہ کشتی شروع کیا۔ ۱۴ دن سفر کرنے کے بعد وہ انٹیبے شہر میں پہنچے ...... اُن لوگوں کے واپس آنے کی خبر سب جگہ پھیل چلی تھی۔ بہت سے لوگ اس بات پر بہت خوشی کا اظہار کر رہے تھے اور کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو اُن کی آمد کو ناپسندیدہ نظروں سے بھی دیکھ رہے تھے ۱۳ جولائی ۱۸۸۵ء کو بادشاہ کے محل سے پانچ توپوں کی سلامی مشنریوں کو خوش آمدید کہنے کے لئے دی گئی۔ ایک مسیحی جسکا نام موانگا تھا اُس نے کہا میں بہت خوش ہوں میں نہایت

خوش ہوں۔ ایک اور معزز آدمی جوزف کدو جو کہ مرحوم بادشاہ
کا دادا تھا۔ خوشی میں بھرپور ہو کر دیگر اشخاص کے ساتھ انکا سامان
لینے کو گیا۔ بادشاہ خود انہیں خوش آمدید کہنے کے لئے جانا چاہتا
تھا لیکن جھیل میں طوفان آجانے کی وجہ سے مشنری لوگوں کے
پہنچنے میں تاخیر ہوئی۔ جب وہ لوگ آ پہنچے تو ایک جم غفیر ان کو
خوش آمدید کہنے کے لئے وہاں موجود تھا۔ لوگ نرسنگے، اور
بانسریاں بجا رہے تھے۔ اور والہانہ خوشیاں منا رہے تھے
اس بھیڑ میں سے نکل کر جوزف کدو فادروں کے سامنے دو
زانوں ہوا۔ اور اپنی اور بادشاہ کی طرف سے انھیں خوش آمدید کہا
بادشاہ نے ان کو ہدیتاً" ایک بھیڑ بھیجی اور ان کی رہائش کے لئے
اپنے محل کے نزدیک ہی دو مکان تعمیر کروا دیئے۔

آس پاس کے گاؤں میں مسیحیوں کی تعداد بڑھتی جا رہی تھی
ہر گاؤں میں پچاس ساٹھ خاندان مسیحیت قبول کر چکے تھے۔ اور
خواتین اپنے مردوں سے تعلیم حاصل کرتیں۔ نو مرید اتنی سرگرمی سے
کام کرتے کہ ہر روز وہ اپنے ساتھ دس۔ دس، بارہ بارہ آدمی لاتے
اور کہتے کہ ان لوگوں کو ہم نے تعلیم دی ہے ان کے علاوہ تیس
چالیس اور بھی ہیں جو مسیحیت کو قبول کرنا چاہتے ہیں۔ اس طرح
ہر ایک نو مرید ایک جوشیلا مبلغ بن گیا تھا۔

مشنری لوگوں کو خوشی تھی کہ انھوں نے جو تکالیف برداشت
کیں تھیں۔ اب ان کا اچھا نتیجہ برآمد ہو رہا ہے مثلاً شیوں کی
کی تعداد اتنی بڑھتی جا رہی تھی کہ فادروں کے پاس ایک بھیڑ ہمیشہ
لگی رہتی۔ لوگ اپنے ہاتھ سے طرح طرح کے موتیوں کو جمع کرتے اور
اس سے روزری بناتے۔

انجیل کی منادی کا کام اتنا اعلیٰ پیمانے پر چل رہا تھا۔ کہ
شیطان اس کو برداشت نہ کر سکا۔ اور بادشاہ کے دربار میں سے
کچھ لوگ مشنریوں سے اظہار دشمنی کرنے لگے۔ خاص طور پر وزیر اعظم
وہ ان کو واپس آنے سے بہت ناراض ہو گیا تھا۔ اور بادشاہ
سے درخواست کر چکا تھا۔ کہ مشنریوں کو قتل کروا دے اور اگر
ایسا ممکن نہیں ہے تو کم از کم نو مریدوں کو تو ضرور ہی ختم کر دے
مگر جوزف مکاسا کی کوششوں سے بادشاہ کے محل میں بھی اب
تقریباً ۲۵ نو مرید بن چکے تھے جوزف کی روحانیت اتنی بڑھ
گئی تھی کہ وہ ہفتے میں کم از کم ایک مرتبہ اعتراف کرتا اور پاک شراکت
لیتا۔ بادشاہ بھی جوزف کو بہت پیار کرنے لگا تھا۔ بغیر اُس کی
صلاح کے کسی اہم بات کا فیصلہ نہ کرتا۔ لیکن افسوس جوزف
کی کوششیں بار آور نہ ہوئیں۔ کیونکہ بادشاہ اپنی بُری عادتوں
سے مجبور تھا اس کے علاوہ وزیر اعظم کے دل میں اُس کی طرف
سے نفرت کا جذبہ تھا اُس کا خیال تھا کہ کہیں جوزف ہی کو بادشاہ
وزیر نہ بنا لے یہی وجہ ہے کہ ان دونوں میں ایسا مقابلہ ہوا۔ جو
شہیدان کے خون سے ختم ہوا۔ (باقی آئندہ)

"روزہ کا مقصد"

(کرسٹوفر سلوانو)

مقدس انجیل میں روزہ رکھنے کا بیان کہیں بھی ایسا نہیں ہے
جہاں روزہ بلا مقصد رکھا گیا ہو۔ لیکن متفرق مقصد بھی
ہوتا۔ عام مقصد یہ ہیں:۔

روزہ عبادت ہے۔ وہ ہمیں خدا کے نزدیک لے جاتا ہے
اچھے فریسی ہفتہ میں دو بار روزہ رکھتے تھے۔ پاک لوگ
جیسے یوحنا بپتسمہ سخت روزہ رکھتا تھا تا کہ خداوند کے نزدیک
پہنچ سکے۔ روزہ مصیبت میں مدد کے لئے بھی رکھا جاتا ہے
موسیٰ نے خداوند کے دس احکام پانے سے پہلے روزہ رکھا
مسیح نے اپنے بپتسمہ کے بعد روزہ رکھا۔ پولوس نے دمشق کے
تجربہ کے بعد روزہ رکھا۔

روزہ دوسروں کی ہمدردی کے لئے بھی رکھا جاتا ہے
ایستھر نے ہمسان کے ظلم سے اپنی قوم کو بچانے کے لئے روزہ رکھا
ریاضت کے لئے بھی روزہ رکھا جاتا ہے۔ لوگوں نے
اپنے گناہوں کے کفارہ کے لئے روزہ رکھا۔

روزہ طاقت بھی بخشتا ہے۔ یسوع نے ہمت اور طاقت
کے لئے روزہ رکھا تا کہ وہ اپنے امتحان میں کامیاب ہو۔

آپ کو اپنا مقصد جاننا چاہیئے یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ
آپ روزہ سے کیا مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ مقصد صاف
معلوم کرنے کے بعد اس پر عمل کر سکتے ہیں۔

مسیح نے ہمیں ضبط اور قربانی کا پیمانہ عطا کیا ہے ہر قسم وشر میں وہ ہدایت کرتا ہے کہ خود انکاری میرے اور انجیل کے لئے ہونی چاہیئے۔

روزہ کتنے دن کا ہونا چاہیئے۔ آپ اپنے مقصد کے مطابق روزہ کی میعاد رکھ سکتے ہیں۔ انجیل میں اس کے متعلق کچھ نہیں درج ہے۔

جنگ کی تیاری کے لئے اسرائیلیوں نے سنیامنوں کے خلاف ایک دن کا روزہ رکھا۔ ایستھر نے تین دن کا روزہ رکھا۔ پولوس نے جہاز کے مصیبت زدہ مسافروں کے لئے چودہ دن کا روزہ رکھا۔

الیشع، موسیٰ اور مسیح نے چالیس دن کا روزہ رکھا لینٹ کے ایام چالیس دن کا روزہ رکھنا مناسب ہے۔

جب آپ نے اپنا مقصد جان لیا۔ اور مسیح کے پیمانہ کا معیار سمجھ لیا تو آپ روزہ پر عمل شروع کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ چند باتیں توجہ کے قابل ہیں اگر آپ اپنا روزہ معینی خبر بنانا چاہتے ہیں روزہ ایک راز کی طرح رکھنا چاہیئے۔ (مسیح کی ہدایت (متی ۶ ۱۸) میں پڑھئے) روزہ خود توجہ کا حامی نہیں ہونا چاہیئے ڈاکٹر کی ہدایت کے خلاف یا گھریلو کام کاج میں مداخلت کے لئے روزہ رکھنا غیر مناسب ہے۔

روزہ کا ایام عبادت، سنجیدگی، پاکیزگی، انجیل پڑھنا اور دیگر رحم کے کاموں میں صرف کرنا اچھا ہے۔ روزہ ہمیں روحانی اور جسمانی طاقت دیتا ہے، جب آپ کو روزہ کا خیال آئے تو اس وقت خداوند سے دعا کیجئے کہ وہ آپکو ریاضت پوری کرنے میں مدد کرے تاکہ آپ روزہ کا مقصد حاصل کر سکیں۔

روزہ رکھتے ہیں اگر آزمائش آپ کو گھیر لے تو مسیح کی آزمائش پر دھیان لگائیے۔ کیونکہ وہ بھی اسی راستے سے گزرا اور اب آپکے ساتھ ہے۔

گاندھی جی مسیحی نہیں تھے لیکن انھوں نے چودہ بار برت رکھا جس کی معیاد ۳ دن سے ۲۱ دن تک رہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ روزہ خود انکاری کے علاوہ عبادت کا بھی جز رکھتا ہے تاکہ وہ ہمیں خدا کے نزدیک پہنچا سکے۔ کیا ہم جو مسیح کی تعلیم مانتے ہیں، اس پر ایمان رکھتے ہیں اس کی روزہ رکھنے کے متعلق ہدایتوں پر عمل نہیں کر سکتے،

آجکل روزہ کی تعداد بہت کم ہے اسلئے جب بھی ہمیں روزہ رکھنا ہو اس کو خود انکاری اور عبادت سے ادا کریں۔

روزہ نہ صرف جسمانی صحت کو بہتر بناتا ہے بلکہ روحانی صحت کو بہترین حالت میں خدا کے روبرو پیش کرتا ہے،

روزہ کے ایام مسیح کے ساتھ تھوڑا وقت صرف کرنے کا وقت ہے وہ آزمائش پر غالب آیا اور روزہ نے اسے طاقت اور ہمت دی۔ اس نے تین سال کی زندگی انسان کی نجات ممکن بنانے کے لئے بتائی اور آخر وہ ہماری نجات کیلئے مرا۔

ایسٹر ہمارے گھروں اور گرجوں میں آتا اور جاتا ہے لیکن ہر سال آپ کو ان روزوں کے ایام روزہ کے متعلق تھوڑا دھیان رکھنا ضروری ہے تاکہ آپ روزہ کا مقصد سمجھ سکیں، اور اس کو پورا کر سکیں۔

روزہ ایک عبادت ہے جو آپکو جسمانی اور روحانی ضبط کا عادی بناتا ہے۔"

"اے باپ انکو معاف کر کیونکہ

یہ جانتے نہیں کہ کیا کرتے ہیں"

(از منظور لیوک ادیب ماہر علیگ)

یہ الفاظ اتنے جامع، مستند اور درست ہیں کہ ان کا اطلاق آج بھی ہم پر بالکل اسی طرح ہوتا ہے جیسا کہ دو ہزار سال پیشتر ان لوگوں پر ہوا تھا جنہوں نے خود اپنے ہاتھوں سے ہمارے خداوند کے سر پر کانٹوں کا تاج رکھا تھا۔ یا جنہوں نے سرکنڈہ سے اسے سر کا اور ریت چوسایا تھا۔ جنہوں نے اس کے دونوں ہاتھوں میں لمبی اور موٹی میخیں ٹھونکیں تھیں یا جس نے اس کی پسلی میں بھالا بھونک دیا تھا۔ یا جنہوں نے اس کے پیروں میں لمبی لمبی کیلیں ٹھونک کر سولی کے ساتھ پیوست کر دیا تھا۔

اگر ہم نظرِ غائر سے دیکھیں تو ہم پر واضح ہو جائیگا کہ کس طرح آج بھی ہم اس کے منہ پر تھوکتے اور طمانچے مارتے ہیں۔ ہم کس طرح روزانہ اس کے لئے ایک کانٹوں کا تاج بناتے اور اُسے پہناتے ہیں۔ اسی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ ہم اس کی پسلی میں بھالا بھی مارتے ہیں اور آخر کار اُسے سُولی پر چڑھا کر نئے دن اور نئی سولی کا انتظام کرنے لگتے ہیں۔

کیا یہ درست نہیں کہ جب ہم اپنے کسی دوست یا دشمن کے لئے اپنے ذہن میں بُرے خیالات کو جنم دیتے ہیں یا دُکھ پہنچانے کا ارادہ کرتے تو اس طرح ہم مسیح کے سر کیلئے ایک کانٹوں کا تاج تیار کرتے ہیں اور جب ہم اپنے اِن بُرے خیالات کو عملی جامہ پہناتے ہیں تو اُس کے سر پر کانٹوں کا تاج رکھ دیتے ہیں۔

اس میں شک کی گنجائش نہیں ہے کہ جب ہم اپنے ہاتھوں سے کوئی بُرا کام کرتے ہیں تو اس طرح اُسکے ہاتھوں میں کیلیں ٹھونک دیتے ہیں۔ جب ہم اپنے دل میں بُرے خیالات لاتے ہیں یا بُری خواہش رکھتے ہیں تو مسیح کی پسلی کو بلا دریغ چھید دیتے ہیں۔ نہ بھولئے جب ہمارے قدم بُری راہ پر گامزن ہوتے ہیں تو ہم مسیح کے پیروں کو کیلوں کے ساتھ ٹھونک کر سولی پر چڑھا دیتے ہیں۔

ان دلائل سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس وقت چند فریسیوں اور یہودیوں کی ایما پر مسیح کو لوگوں نے سولی پر چڑھایا تھا۔ لیکن آج ایک جمِ غفیر روزانہ اُسے سولی دیتا اور توہین کرتا ہے یہ وہی جمِ غفیر ہے جسے اس بات پر ناز ہے کہ وہ مسیح کے پیروکار ہیں۔ مسیح کے نام لیوا ہیں۔ مسیحیت کے حامی اور نجات کے متمنی ہیں۔

دوستو! جب تک ہم روزانہ مسیح کو اپنے گناہوں کے ذریعے سُولی دینا نہیں چھوڑتے، جب تک ہم اُسکے احکام کی خلاف ورزی کرنا نہیں چھوڑتے یا جب تک ہم اپنے سب پاپ چھوڑ کر اور اس پر کامل بھروسہ رکھکر اُسکی راہوں پر گامزن نہیں ہوتے تو ہم کیونکر اُسکے بیش بہا خون سے مستفید ہو سکتے ہیں۔

جب ہم مسیح کو سولی پر ہاتھ پھیلائے ہوئے دیکھیں تو ہمیں سمجھنا چاہیئے کہ وہ آج بھی ہمارے لئے اپنے مقدس ہاتھوں کو پھیلائے ہوئے ہے تاکہ ہم اسکے پاس جائیں اور وہ ہم سے بغل گیر ہو۔ اُسکا خون ہماری تسلی کا باعث ہے۔ اُس نے اسلئے جان دی تاکہ ہمیں ہمیشہ کی زندگی حاصل ہو۔ اُس نے اپنی بے عزتی اسلئے برداشت کی تاکہ ہمیں زندگی کا شاہانہ تاج ملے۔ اُس نے اسلئے دُکھ اُٹھائے تاکہ ہمیں تسلی ہو۔ اُس نے اسلئے روزے رکھے تاکہ ہم سیر ہوں وہ اسلئے مرنے کے بعد جی اُٹھا تاکہ ہم پر یہ ظاہر کر دے کہ اگر ہم اُسی کے لئے جئیں اور مریں تو موت بھی ہم پر قابو نہ پا سکے گی۔ اور جو ہمیشہ کی زندگی کا وعدہ ہے اُس کے لئے اس نے ایک ایسا ثبوت پیش کر دیا۔ جس کی مثال اس دُنیا میں ممکن نہیں ہے۔

اپنے آپکو گنہگار دیکھنا ہی نجات کا آغاز ہے۔

(مقدس اگسٹین)

حضرات و خواتین! چونکہ "جمعۃ المبارک" کے دن ہمارے خداوند یسوع مسیح ہماری خاطر ہمیں نجات دلانے کیلئے ایک لعنتی موت مرے تھے اس لئے ہمیں لازم ہے کہ ہم اس تقریبِ سعید کے انعقاد پر اس امر کا بھی محاسبہ فرما دیں کہ ہمیں اُس دن جو زندہ نجات موصول ہوا تھا وہ ہمارے پاس کسقدر قائم ہے؟ اور ہم اسے کس تصرف میں لائے ہیں؟ یا کہ ہم نے اُسے ویسے ہی بیکار میں ضائع کر کے رکھ دیا ہے۔

لیکن اس امر کے محاسبہ کیلئے لازمی ہے کہ ہم عہدِ مافات اور دورِ حاضرہ کی اخلاقی و روحانی مقدار کا باہمی موازنہ کر کے انکا جداگانہ ذرا امتیاز بھی معلوم کریں۔ سو اس سلسلے میں اگر ہم انسانی تواریخ کا غائر نظر سے مطالعہ کریں تو ہمیں اس دورِ حاضرہ میں عہدِ مافات کی نسبت گناہ کی فراوانی سوجھائی دیتی ہے اور اس انکشاف پر ہمیں یہ بات بُری طرح کھٹکتی ہے کہ جب ہم اپنے اس دور کو ترقی کا زمانہ گردانتے ہیں تو پھر اخلاق و روحانیت میں عہدِ ماسبق کی نسبت یہ عروج کی بجائے تنزل کیوں؟ معاً ذہن پر یکایک یہ سوالات بھی یکے بعد دیگرے اُبھرتے نظر آتے ہیں۔ کہ کیا ہمارا یہ علمی عروج ہی تو ہماری پستی کا موجب نہیں ہے؟ یا پھر ہمارے علوم ہی تو گمراہ کن نہیں ہیں؟ لیکن اگر یہ علوم واقعی انسانی ذات کی ترقی کے منافی ہیں تو انسان چاند و ستاروں

تک رسائی حاصل کرنے میں کیونکر کامیاب ہو رہا ہے؟ لیکن ان سوالات کے ساتھ ہی ہماری عقل یہ بھی تسلیم کرنے کے لئے آمادہ ہے کہ خداوند غنی نے انسان کو ایک عقل رسا ودیعت کر رکھی ہے۔ اور علوم دُنیوی کی ترویج و ترقی کا دارومدار عقل انسانی پر ہے سو ہمیں اس طور سے اس زمانہ کو ترقی کا زمانہ کہنے میں کوئی عذر نہیں ہے اور نہ ہی ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کے برعکس ہماری اخلاقی و روحانی ترقی کا انحصار ہماری رُوح کی نمو پر ہے، سو جب تک ہماری رُوح ہی ترقی کی طرف مائل پرواز نہیں ہوتی ہے تو ہم اپنی اخلاقی و رُوحانی انداز میں ہرگز ہرگز ترقی نہیں کر سکتے اور نہ ہی کبھی کرینگے لیکن ہاں البتہ ہم روحانی ترقی کے لئے ایسے جواز ضرور تجویز کر سکتے ہیں کہ جو ہماری موجودہ روحانیت کے جمود کو ختم کر کے اسمیں ترقی کی رُوح پھونک سکتے ہیں۔ لہذا ہماری موجودہ روحانی پستی کی وجہ یہ ہے کہ ہم میں سے گناہ کا احساس اُٹھ چکا ہے۔ بالفاظ دیگر ہم موجودہ دور میں گناہ کو گناہ سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ جبتک کسی انسان کو اپنی کجروی کا احساس نہ ہو جائے وہ راست روی کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتا اس ضمن میں آپ کلام اقدس سے مقدس پولوس کی نجات کا تجربہ و حال ملاحظہ فرما سکتے ہیں کیونکہ جب تک اُسے یہ احساس نہ ہوا کہ وہ غریب عیسائیوں کو بیکار میں تنگ کر کے گناہ کا مرتکب ہو رہا ہے تو وہ اسی گناہ کو ایک کار ثواب سمجھ کر اپنے دیوتاؤں کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے اس میں کمال گرم جوشی سے مصروف کار رہا لیکن جونہی اس کا گناہ اُس پر منکشف ہوا۔ وہ اس سے تائب ہو کر خود بھی مظلوم مسیحی جماعت میں شریک ہو گیا اور نصرانیت کی ترقی میں ویسی ہی گرم جوشی سے منہمک ہوا کہ جیسا وہ اس سے پہلے اس کے خلاف گناہ میں تھا۔

مزید براں، بارہویں صدی عیسوی کے آغاز میں اور گیارہویں صدی عیسوی کے اواخر میں بھی ہمیں نجات کا ایسا ہی نور مقدس آگسٹین کی زندگی سے ملتا ہے۔ کیونکہ اس شخص کی اوائل زندگی تو حبیب گناہوں سے اَٹی پڑی ہے۔ لیکن توبہ کے بعد یہی شخص ہمیں تقدس کی معراج پر سو جھائی دیتا ہے۔ اور حقیقت ہے کہ اِس شخصیت کے حصولِ نجات کے متعلق کہے ہوئے الفاظ بہت موثر اور وزنی ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے:۔

"اپنے آپکو گنہگار دیکھنا ہی نجات کا آغاز ہے" (مقدس آگسٹین)

فی الجملہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا یہ زمانہ جس طرح مادی اقدار میں ترقی کا زمانہ کہلاتا ہے۔ بعینہٖ روحانیت میں بھی ترقی کا زمانہ کہلائے تو ہمیں احساس گناہ کی تحریک کو چلانے کا آغاز کر دینا چاہیئے اور وہ بھی آج ہی سے چونکہ وعدہ فردا کبھی وفا نہیں ہوتا ہے۔ لہذا آیئے ہم اس وقعۂ سعید پر ہی خدائے تبارک و تعالیٰ کے حضور یہ دُعا گذاریں کہ!

"اے خدا اوّل تو ہمارے اپنے دلوں میں بھی احساس گناہ پیدا کر تا کہ ہم خود بھی اس سے تائب ہو کر تیرے برگزیدوں میں شریک ہو سکیں۔ دوم تو ہمیں اس قدر طاقت عطا فرما کہ ہم اپنی اس تحریک کو کامیابی سے چلا سکیں تا کہ تیرے نام کو جلال حاصل ہو سکے۔
(آمین ثم آمین)

(از قلم ماسٹر فلپ ایل، ڈین کھنہ ریتالہ خورد (مغربی پاکستان)

کامیابی تمہارا انتظار کر رہی ہے

اُسے محنت اور استقلال کے ذریعہ حاصل کر لو!!

(از جیکب پیٹر حقیر میرٹھی)

"دھنی رام" ہندوستان کے مشہور کروڑپتی ہوئے ہیں یہ ابتدا میں اتنے غریب تھے کہ دو وقت کی روٹی بھی اُنہیں میسر نہ تھی، شروع میں یہ ایک کارخانہ میں معمولی مزدور کی حیثیت سے ملازم ہوئے اور بعد میں ترقی کرتے کرتے کروڑپتی بن گئے۔

کسی نے اُن سے پوچھا کہ "آپ کی ترقی کا راز کیا ہے" تو اس سوال کا انھوں نے جو جواب دیا ہے وہ اسقدر جامع ہے کہ اس سے واقف ہونے کے بعد ہر ہوشمند انسان کے لئے ترقی اور کامیابی کی راہیں کھل جاتی ہیں۔ انھوں نے کہا:۔

"میرے نزدیک غریبی اور مفلسی کو گوارہ کر لینا انسان کا سب سے بڑا قصور ہے جو انسان بھی مفلسی اور غریبی کے سامنے گردن جھکا دیتا ہے اور اپنے حوصلہ کو پست کر دیتا ہے۔ وہ مرتے دم تک غریب ہی رہتا ہے۔ لیکن جو شخص غریبی سے لڑتا ہے اور اسے زیر کرنے کے لئے اپنا آرام اور چین سب کچھ قربان کرنے کیلئے

آمادہ ہو جاتا ہے۔ وہ ایک نہ ایک دن ضرور کامیاب ہو جاتا ہے
میں بھی ابتدا میں غریب تھا لیکن میں نے غریبی کے سامنے گردن
نہیں جھکائی بلکہ اس کے خلاف رات دن جنگ کرتا رہا۔ اور
آخر ایک دن میں کامیاب ہو گیا۔ میرا خیال ہے کہ اگر انسان میں تین
خوبیاں ہوں تو وہ کبھی ناکام نہیں رہ سکتا۔ پہلی خوبی تو یہ ہے کہ انسان
حوصلہ مند ہو۔ اور اس میں ہچکچاہٹ اور کمزوری بالکل نہ ہو۔
دوسری خوبی یہ ہونی چاہیئے کہ وہ انتہا درجہ کا محنتی ہو۔ ایسا محنتی
کہ رات اور دن محنت کرنے سے کبھی نہ تھکے اور تیسری خوبی ایک
کامیاب انسان کی یہ ہے کہ اس میں انتہا درجہ کا استقلال ہو۔ یہ
تینوں خوبیاں انسان کو بام ترقی پر پہنچا سکتی ہیں اور میری
کامیابی بھی یہی ہے کہ میں نے یہ تینوں جوہر اپنے اندر پیدا کر لئے تھے۔

دھنی رام نے جو کچھ کہا ہے اس کی صداقت سے کون انکار
کر سکتا ہے یہ امر واقعہ ہے کہ صرف حوصلہ مند انسان ہی ترقی اور
کامیابی کے میدان میں قدم رکھ سکتا ہے۔ جب حوصلہ ہی نہ ہوگا
تو انسان اس دُنیا میں کیا کر سکتا ہے۔ دُنیا کے جتنے بھی کامیاب
انسان ہوئے ہیں وہ سب ہی بہت بڑے حوصلے کے مالک تھے

اب رہا محنت کا معاملہ تو محنت کو اگر جادو اور طلسم سے
تعبیر کیا جائے تو بالکل بجا ہے یہی ایک ایسی چیز ہے جو انسان کی
زندگی میں انقلاب پیدا کر دیتی ہے۔ ملازمت ہو یا تجارت ہو یا
صنعت ہو ان سب میدانوں میں محنت ہی نے کارہائے
نمایاں انجام دئے ہیں۔ ہم نے معمولی کلرکوں کو محنت کے
ذریعہ بڑے بڑے عہدوں پر دیکھا ہے اور محنت ہی نے سڑک
کی پٹڑی پر بیٹھنے والے تاجر کو ملک التجار بنا دیا ہے اور محنت
ہی کا یہ کرشمہ ہے کہ معمولی مزدور ترقی کرتے کرتے کروڑپتی بن
گئے ہیں۔ کروڑپتیوں کی سوانح عمریاں پڑھ کر دیکھ لو یہ سب
جنہوں نے انتہائی جفاکشی کے ساتھ کام کیا ہے۔

یہی بات نہیں ہے کہ محنت کے بغیر انسان دولت مند
نہیں بن سکتا بلکہ وہ محنت کے بغیر اپنی زندگی کی ادنیٰ ضرورت
کو بھی پورا نہیں کر سکتا۔ یاد رکھو جو شخص جس قدر محنت کرتا ہے اسی
قدر اُسے اس کی محنت کا پھل ملتا ہے کسی دانشمند کا قول ہے کہ
"کام کرنے کا حکم تقدیر کے نوشتہ میں روز ازل ہی سے لکھا ہوا ہے
جو شخص اس حکم کو بجا لاتا ہے۔ وہ تمام عمر خوش رہتا ہے اور جو شخص
قدرت کے اس حکم کو نظر انداز کر دیتا ہے وہ ساری زندگی تکلیف
اور مصیبت میں گذارتا ہے۔"

دولت اور کامیابی کو اگر ایک خزانہ فرض کر لیا جائے۔ تو
محنت اس کی کنجی ہے۔ لیکن صرف محنت ہی کافی نہیں ہے۔ بلکہ
محنت کے لئے ایک شرط یہ بھی ہے کہ سوچ سمجھ کر محنت کی جائے
غلط باتوں اور غلط چیزوں پر محنت کر کے اپنی قوتِ عمل کو برباد کیا
جائے۔ اس لئے کسی کام کو محنت سے انجام دینے سے قبل اسکی
نوعیت پر ضرور غور کر لیا جائے کہ وہ کام اس قابل بھی ہے کہ اس پر
محنت صرف کی جائے۔ اور جب اس بات کا اطمینان ہو جائے۔
کہ محنت کرنی چاہیئے تو پھر پوری جفاکشی کے ساتھ اُس کام کو کیا
جائے تو خدا آپ ضرور کامیابی بخشے گا۔

کامیابی کے متلاشی انسان کے لئے محنت کے ساتھ
استقلال بھی لازمی اور ضروری ہے۔ خدا اور اپنی ذات پر بھروسہ
رکھنے کا نام استقلال ہے۔ بعض لوگ اپنی ذات پر بھروسہ
نہیں رکھتے وہ اول تو کوئی کام مشکل ہی سے شروع کرتے ہیں
اور اگر شروع بھی کرتے ہیں۔ تو ہمیشہ مذبذب رہتے ہیں کسی
نے ہمت بندھا دی تو آگے بڑھنے لگتے ہیں اور اگر کسی نے حوصلہ
پست کر دیا تو فوراً پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ اپنی غیر مستقل مزاجی
کی وجہ سے وہ کبھی ایک حالت پر قائم نہیں رہتے۔ جس کا نتیجہ یہ
ہوتا ہے کہ انہیں کامیابی کی منزل تک پہنچنا کبھی نصیب ہی
نہیں ہوتا۔

صدہا لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنی منزل مقصود تک پہنچ گئے
ہیں اور انھوں نے کامیابی کے ساحل کو اپنی آنکھوں سے دیکھ
لیا ہے۔ لیکن کامیابی کے راستہ میں ذرا سی رکاوٹ آگئی تو گھبرا گئے
اور ہمیشہ کے لئے ناکامی کے گڑھے میں جا گرے۔ شکسپیئر کہتا ہے کہ
"انسان کے کاروبار میں مدو جزر ضروری ہے اگر طغیانی کے
وقت اس پر قابو حاصل کر لیا جائے تو پھر کامیابی کی منزل بالکل سامنے
ہے" جب تک تم خدا پر اور اپنی ذات پر کامل اعتماد نہیں رکھو گے
ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے۔ کامیابی کا یقین ہی انسان کو کامیابی
کے خزانے تک لے جا سکتا ہے۔ اگر غور کرو گے تو تمہیں اپنے

گردوپیش ایسی صدہا مثالیں نظر آئیں گی۔ کہ بعض تاجروں اور صناعوں کو سخت ناکامی کا سامنا ہوا ہے۔ زمانہ کے انقلابات نے اُن کو کروڑپتی سے مفلس بنا دیا ہے تاہم انھوں نے اپنی ہمت کو پست نہیں ہونے دیا۔ انھوں نے اپنی ذات پر اعتماد رکھا کہ وہ ایک نہ ایک دن ضرور کامیاب ہوں گے۔ انھوں نے سخت سے سخت مشکلات کا مقابلہ کیا مگر استقلال کے دامن کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ چنانچہ اس استقلال کا نتیجہ یہ نکلا کہ انھوں نے کھوئی ہوئی عظمت اور دولت دوبارہ حاصل کر لی۔

حقیقت یہ ہے کہ ایک کامیاب انسان کے لئے حوصلہ محنت اور استقلال نہایت ضروری ہے۔ چنانچہ دُنیا میں جتنے بھی کامیاب انسان ہو گئے ہیں یا آج موجود ہیں۔ اُن سب میں یہی تین خوبیاں خصوصیت کے ساتھ پائی گئی ہیں۔

پاسکا کا مطلب!

(از جناب عنایت مسیح صاحب)

پاشکا کا مطلب ہے "پار کرنا" اس عید کا شروع اُس وقت ہوا جب بادشاہِ مصر فرعون کے زمانے میں بنی اسرائیل غلامی کی بندش میں جکڑے ہوئے تھے۔ خُدا نے اپنی قوم پر رحم کیا اور چھٹکارے کی گھڑی آ پہنچی۔ خدا کے حکم سے ظالم مصریوں کے پہلوٹھے بیٹے فرشتہ کی تلوار سے قتل کر دئے گئے۔ لیکن بنی اسرائیلوں کو خدا نے حکم دیا کہ ایک برّہ کو ذبح کریں اور اُس کے خُون کو دروزہ پر چھڑک لیں۔ موت کے فرشتہ نے خدا کے حکم کے مطابق جن دروازوں پر برّہ کا خون لگا ہوا تھا۔ اُن پر دستک نہ دی اس طرح کسی بھی بنی اسرائیلی کو نقصان نہ پہنچا۔ لیکن مصریوں کے تمام پہلوٹھے بیٹوں کو ختم کر دیا گیا۔ اس کے علاوہ خدا نے موسیٰ کے ذریعے لال سمندر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ تاکہ بنی اسرائیلی سوکھے پاؤں سمندر کو پار کریں۔ بنی اسرائیلی لوگ ان دونوں اہم واقعات کی یادگاری میں عید۔ پاسکا مناتے چلے آ رہے ہیں۔

خداوند یسوع مسیح کے آسمان پر جانے کے بعد پاسکا کی عید کو رسُولوں نے مسیح کے جی اُٹھنے کی یادگاری میں منایا۔ اسلئے کہ مسیح ایک سچا برّہ ہے اور اُسنے اپنا خون سولی پر بہا کر ہمیشہ موت سے آزاد کر [illegible] خدا کے فرزندوں کا حق ہمیں بخشا اور ہمارا یقین کامل ہے کہ ہم بھی [illegible] کے بعد ضرور جی اُٹھیں گے۔ (رومیوں ۶/۱۱) اگر یسوع مسیح جو ہمارا [illegible] ہے جی اُٹھا تو اُس کے پیروکار بھی جو ہم ہیں جی اُٹھیں گے۔ کیونکہ سر اکیلا نہیں زندہ رہ سکتا یہ بات بالکل واجب ہے کیونکہ انسانی ذات نے یسوع مسیح کی موت سے زندگی پائی۔

ہلیلویا کا مطلب ہے کہ "خدا کی تعریف ہو" ان الفاظ سے کلیسا اپنی مسرت ظاہر کرتی ہے۔ پاسکا کے تمام ایام میں ہلیلویا کا نعرہ کلیسیا کی تمام عبادتوں میں برابر استعمال کیا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ اس عہد کے موقع پر کلیسیا ہر طرح کی خوراک پر برکت دیتی ہے۔ تاکہ ہم یاد رکھیں کہ روزے ختم ہو گئے ہیں اور پاسکا کی عید منانا ہمارا فرض ہے۔ "پس آؤ ہم عید کریں نہ پرانے خمیر سے نہیں اور نہ بدی اور شرارت کے خمیر سے بلکہ سچے دل اور سچائی کی بے خمیری روٹی سے" (اکرنتھیوں ۸/۵)

حقیقت ہے کہ خداوند یسوع مسیح نے اپنی صلیبی موت سے اور جی اُٹھنے سے ہمارے لئے مکمل کفارہ دیا اور انسانی نجات کے کام کو پورا کیا۔ (عبرانیوں ۹/۱۲) تو بھی یہ خیال کرنا کہ کچھ اور کفارہ دینے کی ضرورت نہیں ہے یہ سراسر غلط ہے۔ ہمیں اپنی نجات کیلئے محنت کرنا ہوگی جس طرح بنی اسرائیلیوں کے ساتھ ہوا۔ یعنی وہ غلامی سے آزاد کئے گئے تو بھی اُنہیں وعدہ کی سرزمین تک جانے کیلئے متواتر لڑائی لڑنا پڑی۔ گو خدا نے ہمیں شیطان کی غلامی سے آزاد کیا ہے تو بھی ہمیں زندگی کے آخر تک رُوحانی دشمنوں کے ساتھ جنگ کرنا پڑے گی۔

پولوس رسول کہتے ہیں "تو یسوع مسیح کے اچھے سپاہی کی مانند محنت کر۔ جو کوئی خدا کی سپاہی گری کرتا ہے۔ اپنے آپ کو دُنیا کے کاموں میں نہیں الجھاتا...... وہ بھی جو کشتی لڑتا ہے تاج نہیں پاتا۔ جب تک کہ قاعدے کے مطابق کشتی کر چکے گا۔ (تمتاوس ۲ باب ۳ تا ۵)

اور صرف اسی طرح ہم فرشتوں کے ساتھ ہلیلویا کے نعرے لگانے کے لائق بن سکتے ہیں۔

اَحبابِ عیسےٰ

اگر ہم یروشلم سے یریحو کو جائیں تو راستے میں سب سے پہلا گاؤں بیتنیا ملے گا۔ یہ صرف تین میل کے فاصلے پر ہے اکثر یسوع مسیح اور اس کے شاگرد وہیں قیام کرتے تھے۔ وہیں ایک اور چھوٹا سا گاؤں ہے جو آجکل العزریئے کے نام سے مشہور ہے یہ گاؤں لعزر کی ہی قبر کے آس پاس بسا ہوا ہے اس جگہ بہت سے گرجے اور مسیح اسکول ہیں۔ پر وہاں کی آبادی زیادہ تر مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ گاؤں کی حالت دگر گوں ہے۔ یہاں نہ کسی قسم کی خوبصورتی ہے اور نہ کشش، اسکے بجائے گرد و غبار، غلاظت نابالغ بھکاریوں کی لامتناہی قطار، آوارہ کتے اور غربت کا دور دورہ ہے یہ سب چیزیں دیکھکر کوئی بھی سیاح زمانہ ماضی کی اسجگہ کو جہاں کبھی تسکین و سکوں میسر آتا تھا۔ بھول کا نہ رہ جائیگا۔

ان حالات ناگفتہ بہ کے باوجود بیتنیا کا نام مسافروں کے دلمیں ایک خوش آہنگ ترنم کی مانند گونجتا رہتا ہے اور یکا یک مسیح کے اس عظیم معجزے کی کڑی ہاتھ آجاتی ہے جسکا تعلق براہ راست لعزر اور اس کی دو بہنوں سے تھا۔

لعزر، لعزرس یہ العزرنہ کا مختصر ہیں۔ العزر کا مطلب ہے خدا مددگار ہوا۔

لعزر کے والدین کے بارے میں کوئی ذکر کہیں نہیں ملتا۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ مسیح سے قبل ہی اس جہانِ فانی سے کوچ کر چکے تھے اور لعزر اپنی دونوں بہنوں مارتھا اور مریم کے ساتھ رہا کرتا تھا۔ مسیح کا اُن سے میل اس بات کو واضح کرتا ہے کہ وہ بہت دیندار و پرہیزگار تھے۔ اسی لئے مسیح اُن کو اتنا عزیز رکھتا تھا۔

جب لعزر علیل ہوا۔ تو اس نے مسیح کو یہ پیغام بھیجا " دیکھ جسے تو عزیز رکھتا ہے۔ وہ بیمار ہے (یوحنا ۱۱/۳) اور خود یسوع مسیح بھی اُسکا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے " ہمارا دوست لعزر (یوحنا ۱۱/۱۱) شاید یوحنا کی انجیل میں اتنا عمدہ اور دلپذیر واقع کوئی اور نہیں ہے جتنا کہ لعزر کے جی اٹھنے کا۔ اس واقع کے ہر لفظ میں دوستی، پیار، زندگی اور جلال ظاہر ہوتا ہے۔

جب لعزر بیمار ہوا تو اُس وقت یسوع مسیح یردن ندی کے کنارے پر اپنے رسولوں کے ساتھ مقیم تھے۔ بہنوں نے یہ مختصر پیغام بھیجا۔ خداوند جسکو تم پیار کرتے ہو وہ بیمار ہے" دراصل یہ استدعا ہے بالکل اسی طرح جس طرح مقدسہ مریم نے قانا گلیل میں کی تھی۔ "دیکھو ان کے پاس مے نہیں ہے" (یوحنا ۲/۳)

پیغام رسانوں کو مسیح ایک بھید سے بطور جواب دیتا ہے۔

" یہ بیماری موت کی نہیں بلکہ جلال کیلئے ہے تا کہ اس کے وسیلے سے خدا کے بیٹے کا جلال ظاہر ہو" (یوحنا ۱۱/۴)

بیتنیا میں لوگ نہایت بیچینی کے ساتھ مسیح کا انتظار کر رہے تھے لیکن افسوس اُن کا عزیز لعزر اس جہاں فانی سے کوچ کر چکا تھا اور اس کی نعش کو نہلا کر عطر لگا کر اور کفن لپیٹ کر قبر میں دفن کر دیا گیا تھا کسی بھی گرم ملک میں نعش کو زیادہ عرصہ تک نہیں روک سکتے لہذا لعزر کو بھی دفنانا پڑا۔ لوگ اس وقت کے رواج کے مطابق ماتم کر رہے تھے یہ ماتم سات دن کا ہوا کرتا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ اس ماتم کے وقت گرد و نواح کے بھی بہت سے لوگ تھے کیونکہ لعزر بہ عزت اور مشہور شخص تھا۔ تین دن تک گھر اور قبر کے پاس آہ و زاری و ماتم کی آوازیں آتی رہیں۔ چوتھے دن مسیح یردن کو پار کر کے وہاں پہنچنے کی تیاری کرنے لگا۔ لیکن شاگرد نہیں چاہتے تھے کہ وہ وہاں جائے کیونکہ انہیں ڈر تھا کہ کہیں یہودی مار نہ ڈالیں۔ توما رسول نے سب کی ہمت بڑھائی اور کہا " آؤ ہم بھی چلیں تاکہ اسکے ساتھ مریں " (یوحنا ۱۱/۱۶)

جب یسوع مسیح گاؤں کے نزدیک پہنچے تو مارتھا یہ سنکر کہ وہ لوگ آ رہے ہیں اپنے گھر ماتم کرنے والوں کو چھوڑ کر اُن کے پاس دوڑی اور یسوع سے کہا " اے خداوند اگر تو یہاں ہوتا تو میرا بھائی نہ مرتا اور اب بھی یہ جانتی ہوں کہ جو کچھ تو خدا سے مانگے گا وہ تجھ کو دیگا " (یوحنا ۱۱/۲۱، ۲۲) یسوع نے کہا " کیا تم اس پر ایمان رکھتی ہو " (یوحنا ۱۱/۲۶) مارتھا نے جو کہ پر ایمان تھی ایک سیدھا جواب دیا۔ " ہاں اے خداوند میں ایمان لا چکی ہوں کہ خدا کا بیٹا مسیح جو دنیا میں آنے والا تھا تو ہی ہے " اس کے بعد مارتھا مریم کو بلانے چلی گئی۔ مریم بھی دوڑی دوڑی آئی اور اُسکے قدموں پر گر پڑی اور کہا اے خداوند اگر تو یہاں ہوتا تو میرا بھائی نہ مرتا۔ " یسوع مسیح بھی غمگین ہوا۔ اور اسکے بھی آنسو بہنے لگے، اُس کے مُنہ سے صرف یہ الفاظ نکلے کہ تم نے اُسکو کہاں رکھا ہے

انھوں نے کہا اے خداوند چلکر دیکھ لے۔ قبر کے سامنے پھر یسوع بہت رنجیدہ ہوا۔ "پس یہودیوں نے کہا دیکھو وہ اسکو کتنا عزیز تھا" لیکن اُن میں سے بعض نے کہا کہ یہ شخص جس نے اندھے کی آنکھیں کھولیں اتنا نہ کرسکا کہ یہ آدمی نہ مرتا" (یوحنا ۱۱/۳۷-۳۶)

"یسوع نے کہا پتھر ہٹاؤ" (یوحنا ۱۱/۳۹)

مارتھا اور دوسرے لوگ معترض ہوتے ہیں مگر یسوع مسیح کو پورے اختیار سے مارتھا کو کہتا ہے "کیا میں نے تجھ سے کہا نہ تھا کہ اگر تو ایمان لائے گی تو خدا کا جلال دیکھے گی" (یوحنا ۱۱/۴۰) تب یسوع مسیح نے دُعا کی اور اُسی اختیار سے جس سے کہ اُس نے سمندر کے طوفان کو خاموش و ساکن کیا تھا۔ کہا "اے لعزر نکل آ" (یوحنا ۱۱/۴۳) تب وہ لوگوں سے مخاطب ہو کر کہتا ہے "اُسے کھول کر جانے دو" (یوحنا ۱۱/۴۴) زندگی کا مالک لوگوں کے سامنے کھڑا ہے۔ اور اپنے اُن الفاظ کا جامع ثبوت دے رہا ہے "قیامت اور زندگی میں ہوں جو مجھ پر ایمان لاتا ہے گو وہ مرجائے تو بھی زندہ رہے گا" (یوحنا ۱۱/۲۵)

اس واقع کی شہرت سے یہودیوں میں بہت ہراس و بےچینی پھیل گئی اور اتنا حسد پیدا ہوا کہ وہ یسوع کی جان لینے کے درپے ہو گئے "پس وہ اُسی روز سے اُسے قتل کرنے کا مشورہ کرنے لگے (یوحنا ۱۱/۵۳)

گو اس واقع کے بعد لعزر کا کچھ ذکر نہیں ملتا۔ لیکن چند روایات سے لگا ہے بلکہ ہے معلومات ملتی ہیں بعض لوگوں کا خیال ہے لعزر فرانس کو چلا گیا تھا اور وہ مارسیلز شہر کا بشپ مقرر ہو گیا تھا اور وہیں اُس کا انتقال ہوا۔

بیتھنیا لعزر کے مقبرہ پر چار مرتبہ گرجہ تعمیر کیا گیا۔ ۱۶۱۳ء میں مسلمانوں نے اُس مقبرہ پر قبضہ کرلیا اور تب سے مسیحیوں کیلئے اُس مقبرہ کی زیارت کرنا بھی مشکل ہو گیا تھا۔ آجکل بھی جب تک مسلمان چوکیدار کو پیسہ نہیں دیا جاتا اندر جانے کی اجازت نہیں ملتی۔

لعزر انجیل کے مشہور لوگوں میں سے ہے اور آج بھی اس واقع کو تجہیز و تکفین کے وقت دہرایا جاتا ہے۔ لعزر کی عید دسمبر کی ۱۷ تاریخ کو منائی جاتی ہے۔

"یسوع مسیح کی آواز"

(مقدس سکرامنٹ سے)

میں نے آج تجھے نہیں دیکھا۔
تو کہاں تھا؟
ہزاروں لوگ دُعا کرنے کے لیئے آئے۔
تو کہاں تھا؟
میں نے اپنی قید سے اُن کی طرف دیکھا۔
اور میں تجھ کو بھی چاہتا تھا۔
پر تو نہیں آیا۔
تو کہاں گیا تھا۔
دوستوں کے درمیان تو نے کتنے ہی گھنٹے صرف کئے۔ جبکہ میں تنہا ہی میں تھا۔
میں تنہا رہنا نہیں چاہتا ہوں۔
میں تجھ کو چاہتا ہوں۔
تیرے سب دوستوں سے زیادہ۔
میں ہی تجھ کو چاہتا ہوں۔

EASTER DUTIES

ایسٹر (پاسکا) کے ایام میں کلیسیا زور دیتی ہے کہ ہر ایک مسیحی پاک شراکت میں ضرور شریک ہو جائے۔ خداوند یسوع مسیح نے پاک شراکت کو ہماری رُوحانی خوراک کیلئے مقرر کیا "میں زندہ روٹی ہوں جو آسمان سے اُتری ہے!... جو میرا گوشت نہیں کھاتا اور میرا خون نہیں پیتا اُس میں زندگی نہ ہو گی۔ (یوحنا ۶/۴۸-۵۹)

ہماری رُوح کے واسطے خداوند یسوع مسیح اس سے عمدہ خوراک مقرر نہیں کرسکتا تھا۔ اس سے اُس کی بےحد مہربانی اور خواہش ظاہر ہوتی ہے کہ وہ ہمارے درمیان رہے اور ایمانداروں کے دلمیں آکر اُنکے دل کو مضبوط کرے اور اُنکی رُوحانی زندگی کو ہر طرح کی بخشش دے

(بقیہ صفحہ ۱۱ پر ملاحظہ ہو)

زندگی میری

جناب عشرت دہلوی

تمنّا ہے ترے در پر ہی کٹ جائے زندگی میری
مسیحا تیرے قدموں پر ہی مرنا ہے خوشی میری

فقط اک جلوے سے یسوع نے اس دل کو سکوں بخشا
وگرنہ مٹ نہ سکتی تھی کبھی آشفتگی میری

تمنّا ہے حرم کی اور نہ خواہش دیر کی مجھکو
تجھے پوشیدگی میں دیکھنا ہے بندگی میری

کوئی دیوانہ کہتا ہے سمجھتا ہے کوئی جاہل
کسی دن رنگ لائیگی یہی وارفتگی میری

زمانے میں نہیں ایسا کوئی جس سے تعلق ہو!
مسیحا سے فقط وابستہ ہے دلبستگی میری

نہ سمجھو مجھکو دیوانہ مسیحا کا میں عاشق ہوں
اڑا لو ہاں اڑا لو ہاں اڑا لو دل لگی میری

تصدق میں ترے دل سے مسیحا ابر دو عالم
فقط اک قطرے سے تو نے بجھا دی تشنگی میری

رقیبانِ مسیحیت ادھر بھی اک نظر کرنا!
کہ تم سے کہہ رہی ہے آج کچھ یہ خامشی میری

بہ بانگِ دہل عشرت کہہ رہا ہوں سب رقیبوں سے
مٹا دو مٹ سکے تم سے اگر یہ زندگی میری!

(بقیہ صفحہ ۱۰ سے): سال امال کرے۔ مقدس جمعرات کو اس سیکرامنٹ کو مقرر کئے جانیکی یادگاری کی جاتی ہے جب خداوند یسوع مسیح نے اپنے رسولوں کے ساتھ اپنی مصیبت سے پہلے آخری کھانا پکایا تھا۔ اس موقع پر چاہیئے کہ ہم سب اس سیکرامنٹ میں پوری تیاری کیساتھ شریک ہو جائیں۔ اسکے علاوہ اگر ہم ایسٹر کے موقع پر بھی پاک شراکت نہ لیں تو کس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے اس بڑے تہوار کو مناسب طور سے منایا ہے۔ یاد رکھئے کہ جب آپ پاک شراکت لینے سے محروم رہتے ہیں۔ تو آپ اپنے آپکو سب سے بڑی بخشش سے جسکو خداوند یسوع مسیح نے مقرر کیا۔ دور رکھتے ہیں۔

نوٹ:- جب آپ اپنا پتہ تبدیل کریں تو اُس کی اطلاع ہمیں ضرور کر دیں۔

سات کلمات بر صلیب

(۱) -"اے باپ تو ان کو معاف کر کیونکہ یہ نہیں جانتے کہ کیا کرتے ہیں" (لوقا ۲۳=۳۴)

(۲) -"میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ آج تو میرے ساتھ فردوس میں ہوگا" (لوقا ۲۳=۴۳)

(۳) "اے عورت دیکھ تیرا بیٹا..... دیکھ تیری ماں" (یوحنا ۱۹=۲۶)

(۴) "اے خداوند! اے خداوند تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا" (متی ۲۷=۴۶)-

(۵) "میں پیاسا ہوں" (یوحنا ۱۹=۲۸)-

(۶) -"تمام ہوا" (یوحنا ۱۹=۳۰)-

(۷) "اے باپ! میں اپنی روح تیرے ہاتھوں سونپتا ہوں" (لوقا ۲۳=۴۶)

۱- ان الفاظ سے ہمارا نجات دہندہ تمام گنہگار انسانوں کے لئے خدا باپ سے معافی چاہتا ہے کہ جنہوں نے اتنی بار گناہ کیا ہے۔ اگر ہم تھوڑی دیر کیلئے غور کریں کہ گناہ خدا سے کتنی بڑی بغاوت ہے تو حقیقتاً ہمیں کہنا پڑے گا۔ کہ گناہ کرتے وقت ہم نہیں جانتے تھے کہ ہم کیا کر رہے تھے۔ مگر وہ اُستاد جس نے ہمیں خدا باپ کا نام سکھایا اور ہمیں گناہ کی حالت میں بھی یاد رکھتا اور چاہتا ہے کہ ہم پچھتائیں اور مسرف بیٹے کی طرح اپنے باپ کے پاس واپس آئیں۔ جب ہی اس کے مبارک ہونٹوں سے یہ شیریں دعا نکلتی ہے کہ "اے باپ! تو ان کو معاف کر"۔

۲- منجی صلیب پر ہے اس کے سر پر کانٹوں کا تاج گوشت میں گھسا ہوا ہے۔ بیچلہ ... تکلیف دے رہا ہے۔ ہاتھ پیر لوہے کی میخوں سے چھدے ہوئے ہیں۔ اس کے پاک بدن کی ہر طرح دکھ اور خاص بے عزتی کی گئی۔ تاکہ دنیا حقیقت جانے کہ وہ مجرم ہے اس کے دونوں طرف ایک مشہور ڈاکو بھی مصلوب ہو رہے ہیں۔ دیکھنے والوں کو سوچنا چاہیئے۔ کہ جو ان کے درمیان میں ہے وہ ان دونوں سے بھی بدتر ہے۔ مگر دل کا بھید جاننے والا خدا اپنے دونوں ساتھیوں کو دیکھ کر ان دونوں میں سے ایک کو راستباز ٹھہرانے کے لائق سمجھتا ہے اور حالانکہ دنیا اس کو دیکھتی جاچکی اور پرکھتی ہے تو بھی نجات دینے والا اس کو اس طرح مخاطب کرتا ہے جس کی اسے امید نہ تھی۔ اور جو صرف خدا جو ہمارا باپ ہے وہی کہہ سکتا تھا کہ "آج ہی تو میرے ساتھ فردوس میں ہوگا"۔

(۳)- نجات دہندہ خود اپنے نبیوں کے ذریعہ کہہ چکا تھا جس میں زمین سے اُٹھایا جاؤنگا۔ تو ہر ایک چیز کو اپنی طرف کھینچوں گا۔ اب مرتے وقت اپنے بچوں کے لئے اتنا فکرمند ہے کہ بھلے ہی آنکھیں سر سے خون ٹپکنے کے سبب بند ہو چکی جا رہی ہیں۔ لب کشائی تک جس کے لئے بھاری ہو رہی ہو۔ تو بھی بدقت تمام سر گھما کر اپنی پیاری ماں اور شاگرد پر نظریں جما کر تاکہ اس کی مصیبت کا پھل ضائع نہ ہو بنی نوع انسان کو اپنی ماں یہ کہہ کر سونپتا ہے کہ "اے عورت دیکھ تیرا بیٹا" اور یوحنا کی طرف دیکھکر .... دیکھ تیری ماں"۔

(۴)- خدا کی بے عزتی کثرتِ گناہ کے سبب بیحد تھی جسکا کفارہ دینے کی اہلیت بنی نوع انسان میں نہ تھی اسلئے کلام اللہ مجسم ہوا اور ہمارے درمیان رہا۔ ہمارے تمام گناہوں کا بوجھ اس نے سب اپنے اوپر لیا۔ اور اُن کے بوجھ سے دبا ہوا گتسمنی کے باغ میں لہو کا پسینہ بہاتا رہا۔ اس کا دل اتنا غمزدہ ہوا کہ اُسے باپ سے کہنا پڑا کہ "اگر تیری مرضی ہو تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے"۔ فرشتے اس کی تسلی کے لئے آتے ہیں۔ مگر یہ پیالہ دور نہیں ہو سکتا آخر تک اسی پیالہ کو انسان کے گناہوں کے کفارہ کے لئے پینا ہی پڑے گا۔ کوڑوں کی مار پیٹ بھی سہنی پڑی جس کے سبب اس کا سارا بدن گویا ایک زخم بن چکا ہے کانٹوں کے تاج سے اسے زیادہ سے زیادہ اذیت ہوئی۔

درد کی شدت حد سے گذر گئی۔ گویا تمام مخلوقات اسے سزا دینے پر تُلی ہوئی ہو۔ ہمارا نجات دہندہ سب سے بڑا مجرم ٹھہر کر تمام قوم کی بھلائی کے لئے اپنی جان قربان کر رہا ہے۔ لیکن اس تمام لابیان دکھ کے درمیان اس لئے کہ جسم انسانی مصائب کے خلاف بغاوت پر مجبور ہے۔ چنانچہ اچھا چرواہا اس صلیبی قربانی پر آواز بلند کرتا ہے۔ کہ باپ نے اپنا رویہ اتنا سخت کیوں کیا

کہتے ہیں کہ "اے خداوند، اے خداوند! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا"

(۵) عید فسح کے بعد سے اب تک ہمارے منجی کا خون آلودہ منہ شدید پیاس بجھانے کے لئے ایک بوند پانی تک نہیں گیا۔ کافی لمبا سفر طے ہو چکا تھا۔ پلاطس کی عدالت کی ہیرا پھیری میں اس کا بدن کمزور ہو چکا تھا۔ یروشلم سے کلوری تک بوجھل صلیب اٹھائے اٹھائے گر گر پڑا۔ لیکن جلادوں کو خیال نہ ہوا کہ کم از کم اُسے پانی ہی کو پوچھ لیں۔ صلیب پر چڑھنے کے بعد بھی کسی نے اتنی ہمدردی نہ کی کہ اس کا حلق تر کرے۔ اس ظلم اور ناشکر گزاری کے لئے لازمی ہے کہ ہمارا نجات دہندہ کہے کہ "میں پیاسا ہوں" اُسے معلوم تھا کہ اس کے ساتھ ہمدردی نہ کی جائے گی۔ اور پانی یا شربت کی بجائے اسے پت ملا ہوا سرکہ پلایا جائے۔ وہ کہہ چکا تھا کہ جسے میں پانی دوں گا۔ وہ ابد تک پیاسا نہ ہوگا۔ تو بھی وہ باآواز بلند چلاتا ہے۔ کہ "میں پیاسا ہوں" ہاں وہ پیاسا ہے لیکن شربت کا پیاسا نہیں مگر ہماری روح کا، ہمارے اعزہ اور احباب کی روح کا، اور جو آنے والے زمانہ میں پیدا ہوں گے۔ اتنی مصیبت اٹھانے پر بھی اُسے معلوم ہے کہ بہت سے لوگ فائدہ نہیں اٹھائیں گے۔ اور جہنم میں جائیں گے اس لئے وہ ہمارا مصلوب بادشاہ جس نے یہوداہ اسکریوطی کو بھی تبدیل کرنا چاہا تھا۔ اور نیک ڈاکو سے فردوس کا وعدہ کیا تھا اپنے صلیبی تخت سے کراہ کر کہتا ہے کہ "میں پیاسا ہوں"

(۶) ہمارے نجات کے کام میں کیا کسر رہ گئی تھی اندھیرے کی طاقتوں نے بُری طرح اس معصوم بدن سے اپنا بدلہ چکانا چاہا اُن کا وقت تھا اسلئے انھوں نے اپنے ظلم کو انتہا تک پہنچایا بنی نوع انسان کے سب سے زیادہ خوبصورت اور پاک آدمی کے چہرہ کو پہچانا نہیں جا سکتا تھا۔ اس پر اتنی تبدیلی ہوئی کہ وہ دیکھنے والوں کی نظروں میں دُنیا کا حقیر آدمی سمجھا جاوے اُس کی نسوں کا سارا خون بوند بوند کر کے نچڑ چکا تھا۔ اس کی آنکھیں بند ہیں گویا بے جان ہو گئی ہوں مگر اچانک جیسے اسمیں جان آگئی ہو۔ تماشبینوں کے آگے اعلان کرتا ہے کہ قربان "تمام ہوا"

(۷) انسان دکھ اور مصیبت میں بار بار ہمت ہار دیتا ہے خدا پر اس کا ایمان کمزور ہو جاتا ہے۔ اور اس کی شکر گزاری کرنے کے بجائے اگر ممکن ہو تو ایک طرح بدلہ لینے کی خواہش جاگ جاتی ہے وہ خدا سے شکایت کرتا اور خوفزدہ ہوتا ہے اگر ہمارا منجی جس کے برابر کبھی کسی نے دکھ کا پیالہ نہیں چکھا۔ بڑی تسلی کے ساتھ شکر کرتے ہوئے اپنے آسمانی باپ کو پکار سکتا ہے کہ "اے باپ! میں اپنی رُوح تجھے سونپتا ہوں" ہمارے لئے کتنا اچھا اور عمدہ نمونہ! دُکھ اور مصیبت ہمارے لئے ایک بیش قیمت خزانہ ہے ایک پاک کرنے والی آگ ہے ایک سیڑھی ہے جو ہمیں بہشت کے دروازہ تک پہنچا سکتی ہے۔ اور مبارک ہیں وہ جو اپنے منجی کے نمونے اور تعلیم کو یاد رکھتے ہوئے اس پر عمل کریں۔ کیونکہ وہ اتنے ہی بھروسا اور محبت کے ساتھ اپنی زندگی کے آخری وقت آسمان کی طرف نظر اٹھا کر کہہ سکیں گے کہ۔ "اے باپ! میں اپنی رُوح تیرے ہاتھوں سونپتا ہوں"

اے پیارے یسوع مسیح تو نے جو ہمارے گناہوں کے کفارہ کیلئے صلیب پر اپنی جان دی۔ منت کرتا ہوں کہ ان سب لوگوں پر جو تیری صلیب کے نزدیک اکٹھے ہوئے رحم کر۔ ہمیں یہ فضل عنایت کر کہ تجھے جانیں، پیار کریں، اپنی غفلتوں کے لئے سچے دل سے پچھتائیں۔ میں اپنے آپکو تجھے چڑھاتا ہوں میں اپنے سارے بدن کو مخصوص کرتا ہوں اپنا خون اپنے ہاتھ پاؤں اور آنکھ کان۔ منہ اپنا دل اب اور ہمیشہ کیلئے! اے یسوع ہمارے دل پر حکومت کر اپنے مقدس دل کے سبب جس نے انسانی ذات کو اتنا پیار کیا۔ آمین

اتحاد بین النصاریٰ (تبصرہ)

حضرات و خواتین! یہ بات واقعی لائق صد ابنساط و تحسین ہے کہ ہم مسیحیوں نے متحد ہونے کے لئے "اتحاد بین النصاریٰ" کی تحریک قائم کر رکھی ہے لیکن حالاتِ حاضرہ کے تحت اس امر کا جائزہ لینا از بس ضروری ہے کہ کیا یہ واقعی منزلِ مراد سے ہمکنار ہو بھی سکے گی؟ یا پھر اس کا انجام بھی ایک دیوانے کے خواب سا ہوگا؟ اب تک اس تحریک نے جو کام کیا ہے اُس کے نتائج کی جانچ کے لئے ہم بین الاقوامی کلیسیائی کونسل کے جنرل سیکرٹری جناب ڈبلیو، اے وائسر ہوفٹ کے حالیہ اجلاس

کے تاثرات کو پیش نظر رکھتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ان حالات میں اس تحریک کے انجام کو کیسا ہونا چاہیئے۔ اور کیا یہ واقعی کامرانی سے ہمکنار ہو سکے گی۔ اگر کامرانی کے امکانات کم ہیں تو پھر اسے حدود کامرانی سے شناسا بنانے کیلئے کن کن جوازوں کو عمل میں لانے کی ضرورت ہے جناب ہوفٹ تحریک مذکورہ کے عمل مافات کے نتائج کو بدیں الفاظ اجاگر فرماتے ہیں:۔

"بین الاقوامی کلیساؤں کے تعلقات کاتھولک کلیسیا سے اتنے نزدیکی ہو گئے ہیں کہ ان کو پہلے تصور میں بھی نہیں لایا جا سکتا تھا حالانکہ بنیادی مسائل میں سے اب تک کسی مسئلے کا بھی حل تجویز نہیں ہو سکا۔ لیکن پھر بھی باہمی گفتگو اور اتحاد سے اس تحریک کے نتائج کافی سے زیادہ خوشگوار برآمد ہونے کے امکانات پیدا ہو چکے ہیں۔"

جناب ہوفٹ کے اس بیان سے کوئی بھی باشعور مسیحی مطمئن نہیں ہو سکتا چونکہ اس کے نزدیک اُن کے اس بیان کی وقعت محض ایک خوش فہمی سے زیادہ ہرگز نہیں ہے کیونکہ بنیادی مسائل کے حل ہونے کا مرحلہ ہی تو سب سے زیادہ دقیق و دشوار ہے اور میرے نزدیک اس مرحلے کا باعافیت طے ہو جانا ہی اس تحریک کی کامرانی ہے۔ لہذا ہم تحریک ہذا کی سابقہ کارروائی کو اس مرحلے سے زیادہ درخور اعتنا تصور ہی نہیں کرتے ہیں اور نہ ہی کر سکتے ہیں۔ کیونکہ جب یہ تحریک ابھی اصل اختلافات سے دوچار ہی نہیں ہو پائی ہے تو ہم اس کے بجز کامرانی سے ہمکنار ہو جانے کا دعویٰ کیونکر کر سکتے ہیں۔

نیز مذکورہ بیان سے قطع نظر اب میں آپکی توجہ آئندہ و اہم مرحلہ کے حالات حقیقیہ کی طرف مبذول کیا چاہتا ہوں اول اُس شخص کے لئے آئندہ مرحلہ کی فضا سے واقف ہونا قطعی دشوار ہے کہ جس نے کاتھولک اور پروٹسٹنٹ ہر دو جماعت کی تعلیمات کو بنظر خود مطالعہ نہ کیا ہو۔ کیونکہ مذکورہ تعلیمات کی واقفیت ہی سے اصلی مسائل کو متعین کیا جا سکتا ہے۔ فی الجملہ ان مسائل کی شناسائی اور ان کے حل کرنے کے لئے بیک وقت رومن کاتھلک اور پروٹسٹنٹ ہونا از بس ضروری ہے لیکن اس کے ساتھ ہی بغیر جانبداری خصوصیت طلب ہے کیونکہ جانبداری اور تعصب سے حالات عمل میں آنے کی بجائے اور زیادہ پیچیدہ ہو جاتے ہیں بالاجمال بطور شخصی غیر جانبدارانہ میں آئندہ مرحلہ کی کامرانی کے لئے مندرجہ ذیل چند ایک جواز تجویز کرتا ہوں۔ لیکن ان کے مطالعہ سے پیشتر یہ ہرگز نہ بھولئے گا کہ میں بنیادی طور پر کٹر کاتھولک ہوں لیکن بتقاضائے انصاف پروٹسٹنٹ لوگوں سے پوری ہمدردی کرتا ہوں اور میں وثوق سے عرض کئے دیتا ہوں کہ اگر آئندہ مرحلہ میں ذیل میں گفتہ امور کو بے وقعت سمجھ کر نظر انداز کیا گیا۔ تو "اتحاد بین النصاریٰ" کا خواب کبھی بھی شرمندۂ تعبیر نہ ہو گا۔ اور یہ تحریک بُری طرح مات کھا کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے راہی ملک عدم ہو کر رہ جائے گی۔ اس لئے لازم ہے کہ اس تحریک کے راہنمایان خصوصی ان کو خصوصیت سے ملحوظ رکھیں تاکہ یہ تحریک کامیابی سے ہمکنار ہونے کے علاوہ اپنے خوشگوار نتائج کو قیام دوام بھی عطا کر سکے کیونکہ یہ محض میرے ذاتی نظریے ہی کی تراش نہیں ہیں بلکہ تواریخ مذاہب حقہ کے عمیق و غائر مطالعہ کا ماحصل ہیں الغرض متذکرہ امور خصوصی حسب ذیل ہیں:۔

★ کلیسیا کی "تعمیر نو" میں تمام تر کلیسیائی تعلیمات کو تعلیمات بائیبل کی لشنی میں یہ جانتے ہوئے کہ بائیبل میں اجراء کے بعد کہیں بھی اُس کی تردید نہیں ہے (کیونکہ خدا لاتبدیل ہے۔ (ملاکی ۳ = ۶) اور خدا انسان نہیں کہ جھوٹ بولے (گنتی ۲۳/۱۹) کہ جسے مابعد اپنے قوانین میں تحریک یا تردید کی ضرورت محسوس ہو کیونکہ وہ حال و مستقبل اور دلوں اور گردوں کا جاننے والا ہے۔ مرتب ہونا چاہیئے،

★ راہنمایان کلیسیا کو خدا کے دیئے ہوئے اختیارات کو اپنی مرضی سے زمانے کے مطابق ڈھالنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔ بلکہ مذکورہ اختیارات کو تعلیمات بائیبل کے عین مطابق بروئے کار لانا چاہیئے۔ اور کیونکہ خدا لاتبدیل ہے، اسلئے وہ زمانہ کا محتاج نہیں ہے بلکہ زمانہ اُس کی ہدایت کا محتاج ہے اس لئے کلیسیا کو کوئی اختیار نہیں ہے کہ اُس کے احکام کو زمانے کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرے یا ڈھالے۔

★ ہمیں یہ ہرگز فراموش کرنا چاہیئے کہ انسانی رضا و رغبت ہمیشہ رضائے الٰہی کے منافی ہوتی ہے۔ اسلئے کلیسیا کو مومنین کی

رضا و رغبت کے مطابق قوانین کو ترتیب دینے سے گریز کرنا چاہیئے

★ ہمیں یہ صداقت ہمیشہ نظر رکھنی چاہیئے کہ مادیات کی نسبت روحانیت سے عہدہ برآ ہونا زیادہ مشکل ہے اسلئے ہم جیسے مادیات میں خطار تصور کر سکتے ہیں آسے روحانیت میں لا خطا ہرگز تسلیم نہ کریں۔

★ راہبانہ زندگی میں مروی ملبوسات نیز جسمانی تراشں خراش کو عین تعلیمات بائیبل کے مطابق ہونا چاہیئے اور اس کا طریق بود و باش و مادی آرائش و آسائش سے قطعی بیگانہ ہونا چاہیئے۔ مزید برآں اس زندگی میں ایسے افراد کو قیام کی گنجائش ہرگز نہ دیجائے کہ جنکا کردار عوام کیلئے ٹھوکر کا موجب بنتا ہوا سے چھائی دیتا ہو۔

★ کلیسیائی دعا و بندگی کی تمام تر رسوم تعلیمات بائیبل کی مرہون ہونی چاہئیں۔

★ ہمیں یہ ہرگز نہ بھولنا چاہیئے کہ تعلیمات بائیبل تمام مادی علوم پر بھاری ہیں جس کی بنا پر انھیں ہر زاویۂ نظر سے ارفع و قادر ثابت کیا جا سکتا ہے یہ کسی بھی علم کی نفی نہیں کرتی ہیں اس لئے کلیسیا کو اپنے تمام تر قوانین بھی تعلیمات بائیبل کے عین مطابق تمام دنیوی علوم پر قادر و حاوی قسم کے مرتب کرنے چاہئیں کہ جن کی بعدہٗ تردید کی نوبت ہی نہ آئے۔

اُمید کہ میرے اس بیان سے قارئین کرام کو کاتھولک و پروٹسٹنٹ اختلافات کے سمجھنے میں کافی مدد مل گئی ہوگی اور انھوں نے یہ بھی بخوبی سمجھ لیا ہوگا کہ مذکورہ امور کو کلیسیائی اتحاد و تعمیر نو میں کیا مقام حاصل ہے اور تحریک خدا کی کامرانی کے لئے انکو ملحوظ رکھنا کتنا ضروری ہوگا —— خداوند کریم ہماری تمام تر مساعی جمیلہ کو عرس کامرانی سے ہمکنار رکھے (آمین ثم آمین) فقط

والسلام —— (ناکارہ) ماسٹر فلپ این۔ ڈین کھنہ
انبالہ خورد، پاکستان

کسی طرح سے مسیحی اخبارات سے اپنی دلچسپی دکھائی اور انکی ہمت افزائی کیلئے مالی امداد بھی عنایت کی سنبھال کے آرچ لبشپ جناب یوجین ڈی سوزا نے سب کو بتایا کہ کسطرح مجلس عامہ نے کاتھولک اخبارات کی اشاعت کو اہم اور ضروری سمجھا یسوع مسیح کی صلاح، محبت اور نجات کے پیغام کو پھیلانے کے لئے یہ کتنا اہم رول ادا کرتے ہیں۔ اور یہی اخبارات غیر اقوام کے مغالطے کو دُور کرنے کے لئے ایک خاص ذریعہ ہیں۔ ناگپور کے آرچ بشپ جناب ریمنڈ نے کہا کہ ہر ملک میں کاتھولک اخبارات کی خاص اہمیت ہے خاص طور سے ہمارے ملک میں تو اس کی اور بھی ضرورت ہے جبکہ یہاں پیغام رسانی کے بہت کم ذرائع ہیں لہذا اخبارات ہی ایک واحد ذریعہ ہیں جن سے عوام کاتھولک خبریں حاصل کر سکتے ہیں۔ مدراس کے آرچ بشپ نے اس بارہ میں کہا کہ کم از کم ہر کاتھولک گھر میں ایک کاتھولک اخبار ضرور خریدا جانا چاہیئے۔

جینوا ۔ پاپائے اعظم نے اٹھارہ ممالک کے نمائندوں کو جو کہ جنیوا شہر میں اسلئے جمع ہوئے ہیں تاکہ موجودہ جنگی اوزاروں کی تخفیف کی جاسکے۔ پیغام بھیجا کہ وہ پوری کوشش کریں کہ ممالک اپنے پیسے کو لڑائی کے ہتھیار بنانے کی بجائے انسان کے آرام اور ترقی کے لئے استعمال کریں۔

روم ۔ لوگوں کے سامنے پاپائے اعظم نے ایک پرجوش اپیل کی تھی کہ ہر آدمی ہندوستان اور پاکستان کے ضرورتمند لوگوں کے لئے چندہ بھیجے۔ پاپائے اعظم نے خود بھی 35700 پونڈ ہندوستان کو اور 7850 پونڈ پاکستان کو عنایت کئے ہیں پاپائے اعظم کی اپیل پر دوسرے ممالک نے بھی اپنی اپنی امداد بھیجنا شروع کر دی ہے۔

دھلی ۔ پاپائے اعظم نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ہندوستان کو ۱۸ گاڑیاں کلکتہ میں مہیا کی جائیں۔ اور چالیس فیٹ گاڑیاں اٹلی سے روانہ کی جائیں۔ اور ۳۰ گاڑیاں فرانس سے حاصل کی جائیں گی تاکہ سامان کی آمد و رفت میں سہولتیں مل سکیں۔ چاول خریدنے کیلئے بھی تقریباً دس لاکھ ۵۸ ہزار روپیہ بھیجا گیا ہے اور ابھی تک اپیل کے تحت ۲۰ لاکھ پونڈ جمع ہو چکے ہیں۔"

خبریں

ناگپور ۔ ماہ فروری کاتھولک پریس کا مہینہ منایا گیا۔ لوگوں نے

"جلوۂ مسیح"

(جناب ھما میرٹھی بی اے)

چمک ہو رہی ہے نشیمن میں کیسی
لگی آگ پھر میرے خرمن میں کیسی

یہ دھبے کسی خونِ ناحق کے ہیں کیا؟
یہ ہوا یہ سرخی ہے دامن میں کیسی

وہ پطرس کا انکار بھی گفتنی ہے
قیامت تھی بے ساختہ پن میں کیسی

نہ غنچے کھلے ہیں نہ بلبل ہی چہکی
بہار اس برس آئی گلشن میں کیسی

سرِ دار یہ رشکِ گل کون آیا! ہائے
لطافت ہے یہ میخ و آہن میں کیسی

ہے پامال گلزارِ گتسمنی کیسا! ہائے
خرابی برستی ہے گلشن میں کیسی

یہ کس کی محبت سے انساں بنا ہے
سمجھ آ گئی مردِ رہزن میں کیسی!

رہِ دینِ اکمل دکھاتی ہے سب کو
لکیر آئی ہیکل کی چلمن میں کیسی

یہ میت ہے کس غیرتِ گلبدن کی
یہ خوشبو سی خوشبو ہے مدفن میں کیسی

وہ غم کون تھا جس سے دم پر بنی تھی
رسن ہے یہودا کی گردن میں کیسی

سلامت پر و بال تنکے برشتہ
لگی آگ بھی تو نشیمن میں کیسی

رگِ جاں میں ڈالو صلیبِ مسیحا
لٹکتی ہے اینٹک یہ گردن میں کیسی

نہ سیکھا مسیحا سے درسِ آشتی کا
لڑائی ہے شیخ و برہمن میں کیسی

جو مردے تھے وہ جی اٹھے اک نظر سے
بقا ہے مسیحا کی چتون میں کیسی

مسیحا نے آ کر نہ جلوہ دیا ہو!
ضیا ہے ھما میرے مدفن میں کیسی!

ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر نے ہمدرد پریس میں چھپوا کر دفتر فضلوں کی ماں کورٹ روڈ سے سہارنپور سے شائع کیا

رجسٹرڈ نمبر ایل 1364

تندئ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب! یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

ماہنامہ فضلوں کی ماں سہارنپور

مقام اشاعت
کورٹ روڈ۔ سہارنپور

سالانہ Rs. 3-50

جلد (۹) ماہ مئی ۱۹۶۶ء شمارہ (۵)

"گیت"

(فلپ ایل ڈین کھنہ زینالہ خورد)

یسوع ہے بلاتا ہم یسوع پاس جائیں | وہ زندگی کا دھارا، ہم زندگی واں پائیں

دنیا میں مال و یارو! جگہ جگہ دھوکے ہیں
رسیا وہی ہیں اسکے، پی کے جو بھٹکے ہیں

ہم نے کچھ نہ پایا، ہم سچ یہ بتائیں! | یسوع ہے بلاتا، ہم یسوع پاس جائیں

دنیا ہے کیا یارو! جو رب انھیں مانا ہے
مطلب جب ہے نکلے، جو رب انھیں مانا ہے

خود کو ہے گنوانا، ہم کاہے کو گنوائیں | یسوع ہے بلاتا، ہم یسوع پاس جائیں

یسوع پاس آؤ دکھیو! یسوع ہی سہارا ہے
یسوع کے سوا کوئی، دکھ کا نہ چارہ ہے

اس نے خوں بہایا، ہم نتھے اس سے ہیں | یسوع ہے بلاتا، ہم یسوع پاس جائیں

گنہگارو موقعہ ہے یہ، اسے نہ گنواؤ تم؟
سوچنے کا موقعہ نہیں، جھٹ پٹ آؤ تم؟

یسوع ہے ہمارا، ہم خوشیاں منائیں | یسوع ہے بلاتا، ہم یسوع پاس جائیں

کس طرح مقدّس روزی کا پھیلاؤ ہوا

رات کا وقت تھا۔ مقدّس ڈومنک مبارک سیکرامنٹ کے سامنے گھٹنے ہو کر دُعا کر رہے تھے۔ ایک چھوٹے چراغ سے روشنی نکل رہی تھی جس سے آس پاس کی چیزوں پر روشنی پڑ رہی تھی۔ مقدّس ڈومنک کی رُوح رنج آلودہ تھی۔ اور اُن کے لبوں سے یہ الفاظ نکل رہے تھے۔ "اے خداوند میں نے تیرا پاک نام اُن لوگوں کو سُنایا۔ مگر اُنھوں نے قبول نہ کیا۔ تیری شریعت کو ناچیز سمجھا اب وہ آگ سے آزمانا چاہتے ہیں۔ کل ہی پاک مضامین کو آتش کی نظر کیا چاہتے ہیں۔ اے خداوند سب پیدا کی ہوئی چیزوں کا مالک جسکے قابو میں آگ اور پانی بھی ہے۔ ایک معجزہ کر کے دکھایئے۔ تاکہ آگ میں یہ مقدّس مضامین نہ جلیں۔ تیرے پاک نام کا جلال ہو۔" مقدّس ڈومنک کے دلمیں ایک نئی طاقت پیدا ہوئی۔ آسمان اور زمین کے مالک پر اُس کا پُورا بھروسہ تھا اور وہ اُن کے چیلنج کے لئے تیار ہو گئے۔

دوسرے دن شہر کا میدان لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ ہر ایک آدمی اس مقابلے کو اپنی آنکھوں دیکھنا چاہتا تھا زبردست آگ کی لپٹیں آسمان کی طرف اُٹھ رہی تھیں اور لوگ چلا رہے تھے اور شرطیں لگا رہے تھے کہ جو چھوٹے سے چھوٹا تنکا آگ میں سے نکلے گا۔ وہ ہی اوّل قرار دیا جائے گا۔"

مقدّس ڈومنک کی باری آئی۔ اُس نے اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اُٹھایا اور اُس کے لبوں سے یہ دُعا نکلی "اے باپ میں تجھ پر بھروسہ رکھتا ہوں" تب اُس نے اپنے ... کاغذات آگ کی نظر کر دیئے۔ لیکن تعجب کا مقام یہ تھا کہ آگ کا غذات کو بڑی بڑی لپٹوں نے گھیر لیا لیکن اُن کاغذوں میں سے ذرا سا بھی نہ جل سکا۔ جیسے ہی بدعتی لوگوں نے اپنے کاغذات کو آگ میں ڈالا ویسے ہی وہ جل کر خاکستر ہو گئے۔ اور چند لمحات ہی میں سب کے سب راکھ بن گئے۔ لوگوں کا جوش بہت جلد ہی سرد پڑ گیا۔ وہ لوگ سخت دل تھے اور خداوند

یسوع کا پیغام کو قبول کرنے سے انکار کرتے تھے۔ مقدّس ڈومنک ایک شمع اور آسمان کی طرف ہاتھ پھیلا کر اپنی دُعا کر رہے تھے تاکہ بدعتیوں کی وجہ سے روحیں برباد نہ ہو جائیں۔ ایسا معلوم تھا جیسے آسمان اُس کی مدد کو نہ آ رہا ہو۔ مگر حقیقتاً اُن کی دُعائیں من وعن قبول ہوئیں۔ جب خدا نے اُن کے ہاتھ میں ایک نیا اور پُراثر ہتھیار عنایت کیا تھا۔

دن ڈوبنے والا تھا۔ جب ڈومنک ایک گاؤں میں تبلیغ کرنے کے لئے تشریف لے جا رہے تھے دو کسانوں نے اُن کے لئے اپنے گھر کے دروازے کھولے۔ کیونکہ ڈومنک بہت تھک چکے تھے اور کمزور ہو چکے تھے۔ اُنھوں نے نہایت شرافت سے اُن دونوں کسانوں کی دعوت کو نامنظور کیا اور اسکی بجائے اُنھوں نے گرجے میں پناہ لی۔ وہ رات بھر جاگ کر دُعا میں مشغول رہنا چاہتے تھے "اے خداوند کی شریعت حال میں تو ناکامیاب ہوا۔ وہ لوگ میرے الفاظ کو سخت سمجھتے ہیں اور مُنہ موڑ لیتے ہیں آپ میری دُعاؤں کو قبول کیجئے" آسمان سے ایک بڑی روشنی آئی دو فرشتے ظاہر ہوئے۔ اور انھوں نے گرجے کے دروازوں کو کھولا اور وہ فرشتے گرجے میں رہنے۔ ایک شاندار تخت پر مقدسہ مریم جلوہ افروز ہوئیں۔ اُن کے کاندھے پر ایک سفید لباس تھا اُن کے پاؤں پر گلاب کے پھول کھلے ہوئے نظر آ رہے تھے اُن کے سر پر ستاروں کی طرح چمکیلے پھول روشن تھے۔

تب مقدسہ مریم نے مقدس ڈومنک سے کہا "اے ڈومنک میری خواہش ہے کہ تم مجھے پھولوں کی ایک مالا پیش کرو" سنت ڈومنک نے جواباً کہا اے ماں میرے پاس صرف گناہوں کے کانٹے ہی ہیں جو میں تیرے حضور چڑھا سکتا ہوں" تب ماں مریم نے اُس کو جواب دیا "میں تجھ کو ایک نیا باغیچہ دکھاؤں گی جسکو کسی نے نہیں دیکھا اُس میں سے طرح طرح کے پھول لا کر میرے سامنے لے آؤ" تب مقدّس ڈومنک نے ایک بہت بڑا باغیچہ

دیکھا اور وہ بول اُٹھا "اے ماں یہ کتنا عجیب اور خوبصورت ہے
یہ زمین پر ایک جنت ہے"

رفتہ رفتہ رویا نے طرح طرح کی شکل اختیار کی، تب
آسمان کی ملکہ نے پھر سے کہا۔ "اے ڈومنک یہ سارے پھول صرف
ایک نشان ہیں۔ وہ میرے الہٰی بیٹے کی زندگی کا ایک نشان
ہیں اُن پر دھیان کرو۔ اور فرشتہ کے پیغام کو پچاس بار دہراؤ
یہ تو میری نئی دُعا ہے۔ یہ ہتھیار میں تیرے ہاتھ میں دیتی ہوں۔
تاکہ روحوں کو جیت سکو۔ یہ دُعا کی نئی تجویز بہت عمدہ ہے اس کا
نام روزری رکھو۔ اس میں پھول آپس میں تین طریقے سے
وابستہ ہیں۔ پہلا بسنت کا موسم یعنی موسم بہار جس میں فرشتے
کا پیغام مقدسہ مریم کی الزبیتھ سے ملاقات۔ یسوع مسیح
کی پیدائش۔ یسوع مسیح کا ہیکل میں نذر کیا جانا۔ اور
یسوع مسیح کا تین دن تک ہیکل میں اپنے والدین سے علیحدہ رہنا۔
لال گلاب خون کا نشان ہے یعنی میرے بیٹے کی مقدس
مصیبت کا نشان ہے۔ یعنی گتسمنی کے باغ میں دُعا۔ کوڑوں
سے پیٹا جانا اور کانٹوں کے تاج کا سر پر رکھنا۔ کلوری پہاڑ
کا نظارہ۔ یسوع کا مصلوب ہونا اور اُس کی وفات۔
مگر موسم گرماں کی کلیاں سب سے زیادہ عمدہ اور خوبصورت
ہیں یعنی میرے الہٰی بیٹے کا جی اُٹھنا۔ اُس کا آسمان پر جانا اور
رُوح القدس کا نازل ہونا۔ میری موت اور آسمان پر اُٹھایا جانا
آسمان اور زمین کی ملکہ کا تاج پانا اور تمام مقدس فرشتوں
اور مقدسوں کا جلال۔ اے ڈومنک ہر ایک دیندار آدمی کو
ہدایت دو کہ وہ روزانہ روزری پڑھے۔ یہ میری پسندیدہ
دُعا ہے جسکے ذریعہ بیحد فضل دُنیا پر نازل ہوں گے۔"
ڈومنک اس پیغام سے یکسر نے سے تبدیل ہو گئے۔
وہ اُمید سے بھرے ہوتے اپنی تبلیغ نئی ترکیب سے کرنے لگے
یعنی تبلیغی کام کو روزری کے پڑھنے سے شروع کیا کرتے تھے
اور ماں مریم کا وعدہ بہت کامیاب ثابت ہوا۔ کیونکہ بدعتی
لوگ پچھتانے لگے اور خدا کو پھر سے سچے دل سے پیار کرنے لگے
اور بڑی تعداد میں پھر سے کاتھولک کلیسیا میں شرکت کرنے لگے
مئی کا مہینہ مقدسہ مریم کو مخصوص کیا گیا ہے اور آسکے
ذریعہ ایماندار لوگ نہ صرف اپنی مبارک ماں کی تعریف گانے
کے لئے گرجے میں اکٹھے ہوتے ہیں بلکہ دائمی سچائیوں پر دھیان
کرتے ہوئے خداوند یسوع مسیح کے نزدیک چلے آتے ہیں۔
اور پرانی کہاوت کی سچائی کو ثابت کرتے ہیں کہ انسان ماں
مریم کے ذریعہ ہی خداوند یسوع مسیح کے نزدیک پہنچتے ہیں"

لطفِ سخن جناب ثمرؔ دہلوی ہاردون

اُلفت صادقہ مسیحا سے اگر ہو جائے گی
بالیقیں عشق حقیقی کی خبر ہو جائے گی

سارے بگڑے کام بن جائیں گے تجھ ناکام کے
گر تری چشم کرم کی اک نظر ہو جائے گی

مریم خوشِ مبارک جب میسّر آئے گا
دُور دم میں سوزشِ دردِ جگر ہو جائے گی

خوابِ غفلت سے بھلا کیا فائدہ بیدار ہو
کیوں خبر کس دن تجھے اے بے خبر ہو جائے گی

پہلوان ہو کہ بھی تجکو سرکشی لازم نہیں
گور کی بغلی کسی دن تیرا گھر ہو جائے گی

توسنِ عمر سبک پا کا قدم رکتا نہیں
صبحِ ہستی ایکدن شامِ سفر ہو جائے گی

اسقدر نازاں نہ ہو تو دیکھ کر عہدِ شباب
روئے گا جب شامِ پیری کی سحر ہو جائے گی

موت کی تصویر کو ہر وقت رکھ پیشِ نظر
یہ نمودِ بے لقا زیر و زبر ہو جائے گی

یار کی منزل نہیں معلوم تو کچھ غم نہیں
حسرتِ دیدار خود ہی راہبر ہو جائے گی

اے دلِ نازک نہ گھبرا گردشِ افلاک سے
کٹ گئی تھوڑی رہی یہ بھی بسر ہو جائے گی

لطف ہی کچھ اور آئیگا غزل میں دیکھنا
جب ثمرؔ زیر و زبر سے آشنا ہو جائے گی

"شہیدانِ یوگنڈا"
(قسطِ سوم)

جناب فادر امیدیوس او۔ ایف۔ ایم۔ کیپ

شاہی محل کے سپاہیوں اور درباریوں میں سے ایک کثیر تعداد نومریدوں کی تھی۔ درباری لوگ جوزف بال کعندمب سے تعلیم حاصل کیا کرتے اور چارلس لوانگا جو کہ دیگر خدمتگاروں کا سردار تھا اپنے دائرہ میں ایک پُرجوش مبلغ تھا یہ سب لوگ نوجوان اور صحت مند تھے عموماً اُن کی عمریں ۱۲ سال سے ۲۵ سال تک کی تھیں۔

چارلس لوانگا شب و روز مسیحی تبلیغی کام میں لگا رہتا اور جتنے بھی نومرید تھے اُنھوں نے اپنی دیرینہ باطل پرستی کو ترک اور تعویزوں کو جلا کر خاک ستر کر دیا تھا۔ اُن نومریدوں میں البرونز اور عقیل نامی دو نوجوان تھے جنہیں مرحوم بادشاہ نے خود اپنی خدمت پر معمور کیا تھا اور وہ اب نئے بادشاہ کے بھی خدمتگار تھے۔ عقیل ایک سولہ سالہ نوجوان تھا جو ہمیشہ چاک و چوبند رہتا اور بادشاہ کی حفاظت کے لئے ہمیشہ برسرپیکار رہتا۔ اسی لئے بادشاہ کا وہ منظورِ نظر اور عزیزترین خدمت گاروں میں سے تھا۔ ان لوگوں کے ساتھ ایک اور بھی خدمتگار تھا جسکا نام تھا مکاسا کر لیوا ؎۔ اُسکی عمر بیس سال، دراز قد، خوش مزاج و خوش فہم اور نیک نیت اور سب کی نظروں میں اُس کی عزت تھی۔ اِن کے ماسوا کئی اور بھی نوجوان تھے جو فادر صاحبان کی غیر حاضری میں دربار کے نومریدوں سے تعلیم حاصل کر چکے تھے اور اب اس تعلیم کی تکمیل فادر لورڈل کے پاس جا کر کیا کرتے تھے۔

اُن دنوں تین مسیحی نوجوان جو چرچ آف انگلینڈ کے ممبر تھے قتل کئے جا چکے تھے۔ لہٰذا اسی سانحہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے جب بپتسمہ دیا جاتا تو سب کو اُسکے نشیب و فراز اور خطرات سے آگاہ کر دیا جاتا تھا۔ کہ چاہے کچھ بھی کیوں نہ ہو جائے ایمان سے کبھی بھی منکر نہ ہوں گے۔ فادر لورڈل عموماً لوگوں کو بتلاتے کہ شیطان تمہارا نہایت ہی خوفناک دشمن ہے وہ آپ لوگوں کو خدا کی حضوری سے دور کرانے کے لئے چاہتا ہے۔ کہ آپ گناہ میں ملبوس رہیں۔ آپ لوگ ہمت نہ کھوئیے۔ مسیح کی خاطر جنگ آزما رہیئے تاکہ فتح حاصل ہو۔ آسمان کے جلال کو حاصل کرنے کے لئے یسوع مسیح چاہتا ہے کہ اُسکے شاگرد ہمت کا ثبوت دیں۔ اُن لوگوں سے نہ گھبراؤ جو جسم کو قتل کر سکتے ہیں لیکن رُوح کو قتل نہیں کر سکتے بلکہ اُن سے ڈرو جو رُوح اور جسم دونوں کو دوزخ کا ایندھن بنا سکتے ہیں۔ اکثر اُن لوگوں کو مسیح کے الفاظ میں سمجھایا جاتا تھا۔ "پس جو کوئی آدمیوں کے سامنے میرا اقرار کرے گا۔ میں بھی اپنے باپ کے سامنے جو آسمان پر ہے اُس کا اقرار کروں گا مگر جو کوئی آدمیوں کے سامنے میرا انکار کریگا میں بھی اپنے باپ کے سامنے جو آسمان پر ہے اُس کا انکار کروں گا" (متی ۱۰: ۳۲، ۳۳)

اِس کے علاوہ فادر لورڈل اپنے مسیحیوں کو سمجھاتے کہ ایمان میں پائیدار رہنے کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ ہمیشہ دعا گو رہیں اِس کے علاوہ ہمیں اپنے آپکو مقدسہ مریم کی حمایت میں رکھنا چاہیئے جو یسوع مسیح اور دیگر شہیدوں کی ماں ہے۔

جوزف مکاسا کی شہادت۔ افریقہ کے بادشاہوں کے دربار کے حالات بیان کرنا نہایت دشوار ہیں۔ ہر روز وزرا اور دیگر معزز لوگ بادشاہ کے پاس اُسے سلام بجا لانے کیلئے پیش ہوتے اور عموماً عوام بادشاہ سے ملاقات کے لئے منتظر ہی رہا کرتے۔ بادشاہ کے محل کا سردار اُن تمام لوگوں پہ اختیار رکھتا جو اُس محل میں رہتے تھے۔ اس کے علاوہ ایک حاکم اور بھی تھا جو تمام خدمتگاروں اور غلاموں کا ذمہ دار تھا یہ عہدہ چارلس لوانگا کے پاس تھا۔ چارلس لوانگا بادشاہ کی تفریح کے لئے کشتی، کھیل، کود اور ناچ وغیرہ کا انتظام کیا کرتا یہ کھیل کود بادشاہ کو بہت مرغوب تھے جو لوگ کھیلوں میں کامیاب ہوتے وہ بادشاہ کے پسندیدہ ہو جاتے مسیحی درباریوں کے سامنے بادشاہ کو اپنی بری عادتوں کو قابو میں رکھنا پڑتا تھا کیونکہ مسیحی تعلیم سے واقف تھا اس کے علاوہ جوزف مکاسا کی مخالفت بادشاہ کی

نظروں میں روز بروز بڑھتی جاتی تھی۔ جوزف ہمکاسا اپنے مسیحی درباریوں کی حفاظت کے لئے نت نئی ترکیبیں تلاش کرتا جس کی وجہ سے بادشاہ اُسے مشکوک نظروں سے دیکھنے لگا تھا۔ بادشاہ نے اپنے شکوک کے بارے میں جوزف ہمکاسا سے دریافت کیا۔ جوزف نے نہایت دلیری اور صفائی کے ساتھ بادشاہ کی کمزوری اور ناپاک خواہشوں کو اُس پر ظاہر کر دیا۔ اور اُس سے درخواست کی کہ وہ اپنی بُری حرکتوں سے باز آئے۔ بادشاہ اُسکی صلاح کے برعکس اور زیادہ گمراہ ہو گیا۔ جوزف نے اپنے گھر میں کئی درباریوں کو پناہ دے رکھی تھی۔ اور وہ اُن سے کہتا تھا کہ تم لوگ بادشاہ کے گناہ آلودہ احکام کی تعمیل ہرگز نہ کرو۔ مسیحی درباریوں کے انکار کی وجہ سے بادشاہ کا غصہ بڑھتا گیا۔ ایک دن جوزف ہمکاسا کے بارے میں بات چیت کرتے ہوئے بادشاہ نے کہا کہ آخرکار جوزف درباریوں کو عیسائی بنا ڈالے گا۔ اور اس طرح میری خواہشات کی تکمیل کس طرح ہو سکے گی۔ جوزف اپنی طرف سے بادشاہ سے بہت محبت کرتا تھا۔ اور عموماً بادشاہ کو تلقین کرتا کہ بُرے کاموں سے باز آئے خدا ناپاکی سے نفرت کرتا ہے۔ مسیحیوں کو بے آرام رہنے دو۔ وغیرہ۔

ایک دن بادشاہ غصہ میں بول اُٹھا۔ بادشاہ کسی نوکر کے حکم کو کبھی نہیں مان سکتا۔ میں جوزف کا خاتمہ کروا دونگا اُس کے دشمنوں نے جب یہ سُنا تو وہ نہایت خوش ہوئے اور اُس کو بادشاہ کی نظروں میں نیچے گرانے کی کوشش کرنے لگے۔ پھر بھی عام طور سے درباری اُس کی عزت کرتے تھے لیکن بادشاہ ایسے موقع کی تلاش میں رہا کہ موقع لگتے ہی اُس کو قتل کروا دے۔ (باقی آئندہ)

یہ کلوری کی قربانی کا دہرانا ہے۔ ایک ماس اکیلی ہی خدا کی تعریف اور شکر گذاری کا انتہا عظیم ذریعہ ہے۔ ہمارے گناہوں کے واسطے اتنا بڑا عیوضانہ ہے کہ اُس کے مقابلے میں باقی تمام پرستش کے طریقے اور دُعائیں جو آسمان، زمین اور اعراف میں کی جاتی ہیں کم ہیں۔ ماس کی پاک قربانی میں خداوند یسوع مسیح سچا خدا۔ اور سچا آدمی خود ہی ہمارا شافی، کاہن اور بَرہ قربانی بھی ہے۔ مجسم خدا ہوتے ہوئے اُس کی دُعائیں ثواب اور رنداوانے کی قیمت ہیں۔

ماس کو کیوں سُننا چاہیئے۔؟

(۱)۔ اُس کی تمام بخششوں کی شکر گذاری کرنے کیلئے

(۲) اپنے گناہوں کا عیوضانہ دینے کے لئے۔

(۳)۔ برکتوں کو حاصل کرنے کے لئے۔

(۴)۔ اعراف کی روحوں کی سزا کم کرانے کیلئے۔

(۵)۔ اپنے آپ کو تمام روحانی اور جسمانی خطروں سے محفوظ رکھنے کے لئے۔

(۶)۔ موت کے وقت اُس کی یادگاری ہمیں سب سے بڑی تسلّی دے گی۔

(۷)۔ خدا کے تختِ عدالت کے سامنے اُسکے ذریعہ ہمارا دل ثواب سے مالا مال پایا جائے گا۔

(۸)۔ ماس میں برابر حاضر ہونے سے ہم یسوع مسیح کی مصیبت اور موت برابر یاد کرتے رہیں گے۔ اور اس طرح ہمارے دل میں یسوع کے لئے ہماری محبت بڑھتی رہے گی۔

نوٹ

"فضلوں کی ماں" کی توسیع اشاعت کے لئے ہر خریدار کو ایک ایک جدید خریدار بنانا فرض اولین ہے تاکہ آپ کا یہ رسالہ دن دوگنی رات چوگنی ترقی کر سکے۔ (ادارہ)

ماس کی پاک قربانی

— (ایک بیش قیمت بخشش ہے)

ماس کی پاک قربانی پرستش کا سب سے اعلیٰ طریقہ ہے

"جو ہو جائے ترا جلوہ ہمیں اکبار کافی ہے"

(جناب ھما میرٹھی بی اے)

صعوبت میں رہیں ثابت قدم دشوار کافی ہے
سہارے کیلئے لیکن شبیہ وار کافی ہے

غم دوراں کے صدمے بلا رضا اُٹھ جائینگے ہمدم
تسلی کیلئے تجھکو خیالِ دار کافی ہے

خمِ زلفِ بتاں میں وہ اُلجھ سکتے نہیں ہرگز
مسیحا جنکو تیری گیسوئے خمدار کافی ہے

جہانِ زندگی کے رات دن راحت سے کٹنے کو
مسیحا کا خیالِ گیسو و رخسار کافی ہے

تیرے دیکھے سے مقتولِ اجل میں جان آتی ہے
دلِ لعذر کو تیرا شربتِ دیدار کافی ہے

یقیں پیہم ہے دل سے ہوں تجلی زارماں پیدا
جو ہو جائے ترا جلوہ ہمیں اکبار کافی ہے

بہت مشکل نہیں فردوس میں رہنے کی جا ملنا
مسیحی دین کا اے دل فقط اقرار کافی ہے

ہوا ثابت یہوداسکروتی تیری طینت سے
اُلجھنے کیلئے دامن میں بس اک خار کافی ہے

سمجھ سکتا ہے کوئی راز کب شاعر کی ہستی کا
ھما کو دیکھکر کہتے ہیں سب میخوار کافی ہے

"اقوالِ زریں"

۱- جو چیز تلوار کے ذریعہ حاصل کی جاتی ہے۔ وہ تلوار کے ذریعہ کھو بھی دی جاسکتی ہے۔ (گاندھی جی)

۲- زندگی اور کچھ نہیں، بلکہ پھولوں کی ایک خوشنما سیج ہے (رسکن)

۳- عوام کے رُجحان سے بڑی طاقت اور کوئی نہیں (نامعلوم)

۴- مجھے اچھی مائیں دو تو میں تمہیں ایک اچھی قوم دے سکتا ہوں۔ (نپولین)

(از منظور لیوک)

پاپائے اعظم کے مہمان خصوصی

ڈاکٹر ریمزی کا تواریخی دورہ منگل وار کو اُسوقت شروع ہوا جبکہ وہ اپنے ہوائی جہاز کے ذریعہ روم کے اڈہ کی حدود میں داخل ہوئے۔ اُن کا آغاز سفر لندن کے ہوائی اڈہ سے ہوا۔ جہاں پر چند مخالفین نے مظاہرہ کیا۔ یہی مظاہرین اُن کے ہمراہ اسی جہاز میں موجود تھے۔ جس میں کہ وہ خود تھے۔ روم کے ہوائی اڈہ پر بھی اُنھیں چند اشخاص نے مظاہرہ کرنے کی کوشش کی۔

روم میں ڈاکٹر ریمزی پاپائے اعظم کے مہمان خصوصی تھے بدھوار کو ڈاکٹر ریمزی اور پاپائے اعظم کے درمیان پہلی بات چیت سسٹینا چیپل میں ہوئی۔ اس موقع پر پاپائے اعظم اور ڈاکٹر ریمزی نے خطبات پڑھے۔ اِن خطبات کا پورا پورا خلاصہ ہم آگے چلکر ناظرین کے مطالعہ کے لئے پیش کر رہے ہیں"

اپنی اپنی تقاریر کو ختم کرنے کے بعد ایک دوسرے نے انعامات پیش کئے۔ پاپائے اعظم نے ڈاکٹر موصوف کو ایک ۱۹۱۲ء کی تصویر اور کونسیلری ہسٹری جو کہ 55 جلدوں پر مشتمل ہے پیش کی۔ اسی طرح ڈاکٹر ریمزی نے پاپائے اعظم کو اپنی تحریر کردہ کتابوں کی ایک خاص جلد۔ ایک صلیب اور ایک انگوٹھی عنایت کی۔ اِن دونوں کے درمیان خاص میٹنگ بدھ کے دن تیسرے پہر پاپائے اعظم کی رہائش گاہ میں ہوئی۔ گو کہ اس میٹنگ کے بارے میں کوئی بلیٹن نہیں نکالا گیا ہے پر یقین کیا جا رہا ہے کہ یہ دونوں سربراہ مذہب اُن معاملات پر گفت و شنید کرنے کیلئے تیار ہوں جن سے یہ دو کلیسیائیں ایکدوسرے سے جُدا ہوتی ہیں۔

جمعرات کے دن پھر یہ دونوں سربراہ ملے اور اس سے پیشتر کہ وہ دونوں اپنے متحدہ بیانات کو عوام کے رُو برو پڑھیں۔ انھوں نے ECUMENICAL سروس میں شرکت کی۔ پاپائے اعظم اور آرچ بشپ آف کنٹربری نے "اے ہمارے باپ کی دعا جماعت کے ساتھ پڑھی۔ یہ دُعا ہر شخص نے اپنی اپنی مادری زبان میں پڑھی۔ اسوقت اتحاد کے لئے دُعائیں بھی کی گئیں اور گیت بھی گائے گئے۔ آخر میں پاپائے اعظم پول اور آرچ بشپ ڈاکٹر ریمزی نے ایکدوسرے کو الوداعی بوسہ دیا۔ یہ بوسہ مسیحیت کے قدیمی زمانے سے پیار و محبت اور اتحاد کی نشانی ہے۔

خطبۂ استقبالیہ:- پاپائے اعظم نے آرچ بشپ ڈاکٹر ریمزی کو خطبہ استقبالیہ دیا۔!

"ہم آپ کو نہایت مسرت اور اُمید کے جذبات کے ساتھ خوش آمدید کہتے ہیں۔ ہم خلوص دل سے آپکے مشکور ہیں اور مسیحی اتحاد کے مسئلہ پر تبادلہ خیالات کریں گے۔ خداوند کا اطمینان آپ کے اور اُن سب کے ساتھ ہو جو آپکے ساتھ ہیں اور جن کی آپ اگوائی کرتے ہیں۔ مسیح کی روشنی میں ہم اپنے اس اہم کام کو جو کہ کاتھولک کلیسیا اور انگلستان کی کلیسیا کے سامنے ہے ہم غور کریں گے۔ ہم جانتے ہیں کہ مسیح کے معتقد رُوحانی اعتبار سے یہاں موجود ہیں۔ ہماری اس ملاقات پر دُنیا کی نگاہیں جمی ہوئی ہیں اور تواریخ میں اس ملاقات کو ضرور ایک اہم مقام ملے گا۔

آپ اپنے سابقہ آرچ بشپ جناب فشر کے عظیم عمل کو دُہرا رہے ہیں۔ جیسا کہ ہمارے مرحوم پاپائے اعظم جون تیسویں سے بھی ایسی ہی یادیں وابستہ ہیں۔ آپ پرانی ٹوٹی کڑیوں کے سرے ملانے کی کوشش میں ہیں جو صدیوں پہلے کاتھولک چرچ اور کنٹربری چرچ کے درمیان ٹوٹ چکی تھیں یہ کڑیاں پیار، عزت اور قربانی کا نمونہ ہیں۔ آپ اسی راستہ پر گامزن ہیں جسکا استحکام ابھی تک نہ ہو سکا۔ اور جو کہ ابھی تک زیر تعمیر ہیں۔ لیکن اس کی تعمیر میں لوگ محبت اور اطمینان کے ساتھ پیش پیش ہیں۔ خدا آپ کو برکت اور ہمت عنایت کرے۔

مَیں اُمید کرتا ہوں کہ جب آپ ہماری چوکھٹ کے اندر قدم رنجاہ فرمائیں تو یہ گھر آپکے لئے اجنبی نہ ہو۔ بلکہ اس گھر کو آپ اپنا ہی تصور کریں۔ ہم اپنے گھر اور اپنے دل کے دروازہ کو آپ کیلئے کھولتے ہوئے مسرت و فخر محسوس کرتے ہیں۔ مقدس پولوس رسول کے الفاظ میں کہ ہم کو آپ کا

استقبال کرتے ہوئے خوشی بھی ہے اور فخر بھی، آپکے لئے یہ خوش آمدید کسی مہمان یا اجنبی کی حیثیت سے نہیں ہے بلکہ یہ اپنے ساتھی اور اپنے شہری کی حیثیت سے ہے مقدسین اور خدا کے گھر کے ممبران کی حیثیت سے،

اِس میں شک نہیں کہ آسمان سے مقدّس گریگری اعظم اور مقدس اگسٹین ہماری طرف نظر کرتے اور برکت دیتے ہیں۔ لہٰذا ہم ان واقعات کے بہت سے اہم مسائل کو جانتے ہوئے اس کی تواریخی اہمیت کی طرف متوجہ نہیں ہوئے۔ یہ واقعات ہمارے لئے عظیم۔ ڈرامائی اور خوش کُن ہیں اگر ہم دیرینہ اور غمناک کہانی پر غور کریں جسکے رنجیدہ باب کو بند کیا چاہتے ہیں۔ اور نئے باب کا آغاز جو کہ روم اور کنٹربری کی دوستی پر مشتمل ہوگا واکیا چاہتے ہیں۔ ہمارے سنگ منے اسکی سیاسی اہمیت بھی ہے جو کہ نمایاں باہمی اور عملی میل کا پرستاو عموماً دُنیا کی قوموں کے سامنے اور خصوصاً مسیحی برادرانہ محبت کے لئے مشعل راہ بن سکتا ہے۔

اِس کے علاوہ ہم اس ملاقات کی مذہبی قیمت کو بھی نظر انداز نہیں کر سکتے۔ ہم اس کے نہایت سنجیدہ اور اُلجھے ہوئے مسائل کو بھی فراموش نہیں کر سکتے۔ گو کہ ابھی اُن مسائل پر نظر کرنے کا ارادہ نہیں ہے۔ لیکن ان مسائل کی موجودگی اور اُن کی اہمیت سے منکر نہیں ہو سکتے۔ ان کا حل بھی نہایت مشکل ہے۔ کیونکہ اُن کا ایسا حل ڈھونڈنا ضروری ہے جس سے لوگوں کے وقار کو ٹھیس نہ پہنچے اور جسمیں دُنیاوی رحجان کا شائبہ تک نہ ہو۔ اور یہ مسیح کی مرضی کے مطابق اور رُوح پاک کی مدد سے ہو۔

آخر میں ہماری نظریں اس ملاقات کی مذہبی اور رُوحانی اہمیت پر بھی ہیں۔ ہماری مشترکہ دُعائیں ایک مشترکہ نقطۂ نگاہ کو تقویت دیں گی یعنی خدا کی بڑائی کا موجب بنیں گی۔ تاکہ انسانی نجات کے کام کو استحکام حاصل ہو۔

ہمارے عقیدہ اور ایمان دونوں بہ عزت طریقے سے جداگانہ ہیں۔ اور موجودہ حالات کے پیش نظر فی الحال اُن کو ایسے ہی ہونا بھی چاہیئے۔ جب تک کہ ایسا موقع نہ آئے کہ ہم سب من وعن ایک نہ ہو جائیں۔

لیکن خود انکاری کو ہمارے درمیان مناسب جگہ ملنی چاہیئے۔ جہاں محبت اور خود انکاری ہے وہاں خدا ہے۔ واقعی یہ ایک عظیم دن ہے جبکہ ہم خدا کی مہربانیوں کے وسیلے یہاں موجود ہیں

ڈاکٹر ریمزی آرچ بشپ آف کنٹربری:۔

ذیل میں ڈاکٹر ریمزی آرچ بشپ آف کنٹربری کی تقریر کا خلاصہ جو انھوں نے پاپائے اعظم کو خطاب کرتے ہوئے کی تھی۔

تقدّس مآب اور مسیح میں بھائی۔

دلی شکر گزاری اور مسیح میں برادرانہ محبت سے سرشار ہو کر میں آج وٹیکن شہر میں آپکے مہمان کی حیثیت سے آپ سے مخاطب ہوں۔ میں کنٹربری کے آرچ بشپ اور لیمبتھ کانفرنس کے بشپ صاحبان کے صدر کی حیثیت سے دستِ الفت پیش کرتا ہوں۔ آپ کی سلامتی ہو۔ اور تمام اُن مسیحیوں کی سلامتی ہو جو کاتھولک کلیسیا سے وابستہ اور پیرو کار ہیں۔ میں ایک دیرینہ خواہش اپنے دل میں لیکر آیا ہوں۔ اور میں جانتا ہوں کہ یہی خواہش آپ کے قلوب میں بھی موجود ہے کہ ہم اپنی ملاقات کے ذریعہ اپنے خداوند کی دُعا کو پورا کریں کہ اُن کے تمام شاگرد متحد ہو جائیں۔

ہم تمام تر اتحاد کے کام کیلئے جو کہ مرحوم پوپ جان تیسویں نے کئے خداوند تعالیٰ کے مشکور ہیں۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ آپ بھی اُسی عزم و ارادہ کو رکھکر برسرپیکار اور دعاگو ہیں اور اسی عزم کے تحت آپنے یروشلم میں پیٹریارک ایتھناگورس سے ملاقات کی تھی۔ اور آج بھی اسی ارادہ سے میرا استقبال کرتے ہیں۔ کاش! ہم خداوند تعالیٰ کے فضل سے اس قابل ہو جائیں کہ اپنی اس ملاقات میں اس مسئلہ کا حل تلاش کر سکیں۔ اور تمام مسیحی اپنے اختلافات پر پشیمان ہوں اور حقیقی اتحاد اور پاکیزگی کی تلاش کریں۔

اتحاد کی شاہراہ پر بہت سی نمایاں مشکلات ایمان اور عقیدے پر مبنی ہیں۔ لیکن ان کے ماسوا میری اُمید اور خواہش ہے جیسے کہ تقدس مآب کی بھی کہ کاتھولک اور اینگلیکن کلیسیاؤں کے رہنماؤں میں گفت و شنید ہوتی رہے۔ تاکہ یہ عظیم انقلاب وقوع پذیر ہو سکے۔ اتحاد کی راہ میں اور بھی عملی دشواریاں ہیں

جن کی وجہ سے مسیحیوں کے ضمیر اور احساسات کو ٹھیس بھی پہنچ سکتی ہے۔ اس لئے ایسے معاملات پر نہایت سنجیدگی، تدبر اور خود انکاری کے ساتھ ہی گفتگو کرنا ہو گا۔

گوکہ مسیحی اتحاد ابھی کچھ دور ہے پھر بھی سب مسیحی اپنے آپکو بپتسمہ کی مشترکہ پاک رسم میں خوش پا سکتے ہیں جو کہ سب جگہ باپ بیٹے اور روح پاک کے نام سے حاصل کیا جاتا ہے۔ اس طرح ہم سب ایک ساتھ دعا کر سکتے ہیں اور مسیح کا نام لیکر سب ایک ساتھ خدمت خلق کر سکتے ہیں۔

میں تقدس مآب کے ساتھ ہم آواز ہو کر اپیل کرتا ہوں کہ قومیں اپنے خوفناک ہتھیاروں کو ترک کر دیں، اور اپنے اختلافات کو بغیر جنگ کے ہی دور کریں۔ تاکہ فرشتوں کی حمد لوگوں کے خیالات اور اعمال سے ظاہر ہوں۔

"بھٹکے قدم" (تبصرہ)

(جناب ماسٹر فلپ ایل ڈین لکھنہ رینالہ خورد)

چونکہ میں ایک مسیحی شخص ہوں اس لئے میرے نزدیک بقول اپنے خداوند جابر حکمران کے سامنے کلمۂ حق کہنا ہی عین انسانیت اور جوانمردی ہے ملاحظہ فرمائیے:-

★ "پھر پلاطوس طیش میں آکر کہنے لگا "تو مجھ سے بولتا نہیں؟ کیا تو نہیں جانتا کہ مجھے تیرے چھوڑ دینے کا بھی اختیار ہے اور صلیب دینے کا بھی؟" ——— اس کے جواب میں یسوع نے کہا "اگر تجھے اوپر سے نہ دیا جاتا تو تیرا مجھ پر کچھ اختیار نہ ہوتا۔" (یوحنا ۱۹ = ۱۰-۱۱)

لہٰذا میری اس تحریر کی اساس یہی کلمۂ حق ہے۔ کیونکہ میں نے یہ قلم آزمائی موجودہ مروجہ نصرانی نظریات اور رسوم و عقائد سے قطع نظر کرتے ہوئے صرف "کلام اقدس" کو ہی پیش نظر رکھتے ہوئے کی ہے اس لئے میں وہی چیز کہوں گا۔ اور تسلیم کرونگا کہ جو برحق اور مبنی بر صداقت ہو گی اور ہے اور محض خیالی اور تصوراتی نیز بعید از حقیقت و صداقت امور

کو اپنے ایمان اور عقیدے میں ہرگز ہرگز جگہ نہ دوں گا۔ کیونکہ خدا کوئی خیالی یا تصوراتی مجسمہ نہیں ہے کہ جسے خیالی و تصوراتی ایمان اور عقیدے سے پوجا جائے بلکہ وہ ایک واضح ... حقیقت ہے اور جس کی ہم آپ، غرض پوری کائنات و موجودات قدرت کے مظہر ہیں۔

تمہیدی کلمات سے خوف نظر برتتے ہوئے گذارش یہ ہے کہ اس وقت مسیحی عوام تین گروہوں میں منقسم ہیں۔ "اوّل" خالی العقیدہ ہیں کہ جو مسیح کو محض خدا اگر دانتے ہوئے اس کے انسانی وجود کو سرے ہی سے نہیں مانتے ہیں۔ "دوم" تنگ نظر عوام ہیں۔ کہ جو مسیح کو صرف ایک انسان جانتے ہوئے اسکی نبوت ہی کے قائل ہیں اور اس کی الوہیت کو ماننا گویا کفر سے ہمکنار ہونا تصور کرتے ہیں" سوم" لکیر کا فقیر طبقہ ہے جنہیں نہ دین کی خبر ہے اور نہ دنیا کی، غرض اُن کے نزدیک مذہب تو ایک مجموعۂ رسوم ہے اور رضا کا عرفان عبادت کی کتابیں ہی ہیں خواہ اُن کی اساس عقیدۂ برگشتہ ہی کیوں نہ ہو، الغرض اس وقت عقاید نصرانیت کچھ ایسے اُلجھے ہوئے ہیں کہ جنکی وجہ سے غیر مسیحی عوام کیا خود مسیحیوں کے لئے بھی مسیح کی حقیقت کو سمجھنا مشکل نظر آتا ہے۔ اور اس اُلجھاؤ کی وجہ ہم میں روحانیت کا فقدان ہے اور ہماری موجودہ روحانیت کا تو یہ عالم ہے کہ ہم اپنی انسانیت کو تو مادیات میں خطاکار تصور کرتے ہیں لیکن روحانیت میں اسے منزہ من الخطا گردانتے ہیں۔ حالانکہ مادیات کی بہ نسبت روحانیت سے عہدہ برآ ہونا کہیں زیادہ دشوار ہے۔ ملاحظہ فرمائیے روحانی قوانین مادی احکام سے کس قدر زیادہ احتیاط طلب ہیں۔

★ "تم سن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ زنا نہ کر لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ جس کسی نے بُری خواہش سے کسی عورت پر نگاہ کی وہ دل میں اُس کے ساتھ زنا کر چکا۔ (متی ۵ = ۲۷-۲۸)۔

اس سے ! ہمارے ایمان کی موجودہ پوزیشن یہ ہے کہ ہم اسے بے سمجھ ایمان متصور کئے ہوئے ہیں، حالانکہ اُس چیز پر ایمان رکھنا قطعی لاحاصل ہے کہ جسے ہم سمجھتے ہی نہیں ہیں کہ وہ کیا ہے۔ لیکن ہمارے خداوند کی قدرت تو اظہر من الشمس ہے

اِس لئے مذکورہ امر ہماری مذہبی جہالت پر دلالت کرتا ہے۔

مزید برآں ہمارے مذہبی شعور و وقوف کا تو یہ عالم ہے کہ ہم نے تعلیماتِ نصرانیت کو برملا رہیں "مجموعہ اسرار سربستہ" قرار دیدیا ہے حالانکہ تعلیماتِ نصرانیت بالکل سادہ و عام فہم ہیں اور اگر کوئی ہمیں اُلجھاؤ معلوم ہوتا ہے تو وہ ہمارا اپنا پیدا کردہ ہے وگرنہ یہ اُلجھاؤ سے قطعی بے نیاز و بیگانہ ہیں فرضِ محال ہمارے خداوند کی ذات کو علماء دین سربستہ راز قرار دیتے ہیں لیکن میں عرض کئے دیتا ہوں کہ اگر ہم میں روحِ نیت کارفرما ہے تو ہمارے خداوند کی ذات ہمارے لئے عین آئینہ کی طرح صاف ہے اس کی مختصر سی وضاحت میں ذیل میں عرض کئے دیتا ہوں کیونکہ اس کی تفصیلی وضاحت کیلئے تو کافی دفتر درکار ہیں۔ لہٰذا یہاں اس کی عدم گنجائش کی وجہ سے اسکی تفصیل کو نظر انداز کر دینا ناگزیر ہے۔

فی الجملہ مسیح کی ذات کو سمجھنے کے لئے لازم ہیں کہ ہم کلامِ اقدس سے مندرجہ ذیل حوالہ جات کا غور و خوض فرمادیں کیونکہ مسیح کی ذات کا تمام تر مکاشفہ انہیں چند ایک آیات میں معمور ہے۔

★ خدا کی رُوح پانی کی سطح پر جنبش کرتی تھی (پیدائش ۱:۲)

★ اور فرشتے نے جواب میں اُس سے کہا کہ رُوح القدس تجھ پر نازل ہوگا۔ اور خدا تعالےٰ کی قدرت تجھ پر سایہ ڈالیگی اور اس سبب سے وہ مولودِ مقدس خدا کا بیٹا کہلائیگا۔ (لوقا ۱:۳۵)

★ وہ "رُوح القدس" سے حاملہ پائی گئی (رُوح القدس کی قدرت مُراد ہے۔ (متی ۱=۱۹)

★ اور دیکھو آسمان سے یہ آواز آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے کہ جس سے میں خوش ہوں۔ (متی ۳=۱۷)

★ ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا۔ (یوحنا ۱=۱)

★ اور کلام مجسم ہوا اور فضل اور سچائی سے معمور ہو کر ہمارے درمیان رہا۔ اور ہم نے اُس کا ایسا جلال دیکھا جیسا باپ کے اکلوتے کا جلال (یوحنا ۱=۱۴)

اب ہم اگر "یوحنا ۱=۱" پر غور کریں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ کلام اور خدا، خدا ہی کے دونوں نام ہیں اور اس سے ذرا آگے (یوحنا ۱=۱۴) کے ڈانڈے سابقہ آیت سے ملائیں تو ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ کلام یعنی خدا ہی خود مجسم ہوا تھا یعنی مولودِ مقدس خداوند یسوع مسیح خود ہی خدا تھا۔

مذکورہ تذکرہ سے قطع نظر رُوح القدس اب ہمارا ماندہ امر ہے کہ جس کے ڈانڈے خدا یعنی خداوند یسوع مسیح سے ملائے جائیں۔ لیکن اس امر کو حل کرنے کے لئے ہمیں اسبات پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ رُوح القدس ہے کیا چیز؟ سو اس کے معانی بارعایتِ الفاظ پاک رُوح برآمد ہوتے ہیں اب یہ دیکھنے کی چیز ہے کہ ہر انسان میں ایک رُوح ہے لیکن ہم کسی رُوح کو بھی پاک نہیں کہہ سکتے ہیں کیونکہ ہمیں کوئی بھی انسانی رُوح منزّہ من الخطا سوجھائی نہیں دیتی ہے ہاں البتہ ایک ذات ایسی ہے۔ کہ جسے ہم پاک یعنی منزّہ من الخطا گردان سکتے ہیں اور وہ ہے ذاتِ واحدہ" لاشریک یعنی خدائے عظیم و برتر کی ذات لیکن اب غور طلب یہ امر ہے کہ کیا خدائے کریم بھی کوئی رُوح ہے کہ جسے پاک گردانا جاسکے۔ ہاں بیشک خدا عظیم و برتر بھی ایک رُوح ہے ملاحظہ فرمایئے (پیدائش ۱=۱) خدا کی رُوح پانی کی سطح پر جنبش کرتی تھی۔ اس مذکورہ سے صاف اُجاگر ہے کہ رُوح القدس ہی خدا یعنی ہمارے خداوند یسوع مسیح کا "اسمِ ثانی" ہے۔

بیانِ متذکرہ سے آپ اس امر کے قائل ہو گئے ہوں گے کہ خدا۔ بیٹا۔ اور رُوح القدس ایک ہی ذات کے تین نام ہیں اور اس کے یہ تین نام بھی اس کے مختلف کرداروں سے پیدا ہوتے ہیں یعنی نادیدنی کا نام خدا باپ جو ظاہر ہوا۔ وہ بیٹا اور جو بیٹے کے صعود کے بعد ہماری روحانی مدد کے واسطے نازل ہوا ہے رُوح القدس،

لیکن اب مسیح کی اصلیت بدیں طور اُجاگر ہوتی ہے کہ وہ کامل خدا اور کامل انسان تھا اور اُس کے یہ اوصاف ثابت کرنے کے لئے ہم ذیل میں یوں عرض گذار ہیں کہ آپ پر اُس کے خدا ہونے کی صفت تو بخوبی اُجاگر ہو چکی ہے لیکن اس کی کامل انسانیت کی دلیل یہ ہے کہ وہ باقاعدہ

انسانی مجسم کی مدت کو پورا کرنے کے بعد (یعنی پورے نو ماہ اپنی
دنیوی ماں یعنی مقدسہ مریم کے بطن میں رہنے کے بعد) منصۂ شہود
پر آجاگر ہوا۔ دوم باوجودیکہ اس کے انسانی قالب میں حقیقی روح
تھی لیکن پھر بھی اُس نے اپنے مادی قالب کو عام و کامل انسانی
انداز سے بنایا جس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ وہ عام انسانی بالیدگی
سے ہی سن شعور تک پہنچا۔ سوم اس کا انسانی جسم بالکل اُسی
طرح موت کی قربت سے بیقرار ہوا جیسا کہ ایک عام انسانی جسم
موت کی قربت سے بیقرار ہو سکتا ہے۔

لیکن میرے اس مذکورہ سے اکثر لوگ یہ سوال اُجاگر کرنیکی
کی کوشش کریں گے، کہ اگر مسیح ہی خدا تھا تو پھر آسمان کی بادشاہی
تو خالی دھری ہوگی (جبکہ وہ اس دُنیا میں ہوگا) لیکن میں یہ عرض کئے
دیتا ہوں کہ انکا یہ سوال قطعی بودا ہوگا۔ کیونکہ جب وہ خود اس
امر کے معترف ہیں کہ خدا ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اور اُسکی قدرت
بیکراں ہے تو پھر اُس کے یہاں یا وہاں ہونے سے آسمانی بادشاہت
کے خالی رہنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے۔ باقی اس امر کا ثبوت
کہ وہ انسانی قالب میں ہونے کے باوجود اپنی حقیقی رُوح سے
جاگزیں تھا یہ ہے کہ وہ شفا اپنی مرضی اور اپنے اختیار سے دیتا
تھا ملاحظہ فرمائیے:-

"یسوع نے اُس سے کہا جا تیرا بیٹا جیتا ہے" (یوحنا ۴: ۵۰)

اب میرے کئی مہربان دوست یہ سوال بھی پیدا کرنے کی کوشش
کریں گے۔ کہ مسیح اگر واقعی خود خدا تھا تو پھر وہ یہ کیوں کہتا تھا کہ!
"اے باپ انکو معاف کر کیونکہ یہ نہیں جانتے کہ ہم کیا کرتے ہیں۔"
(لوقا ۲۳: ۳۴) اُس کا باپ کون تھا؟ لیکن اس امر کو سمجھنے سے
پیشتر ہمیں یہ چیز اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ مسیح اس
دُنیا میں ہمیں انسانیت کا سبق سکھانے کے لئے آیا تھا اور چونکہ
اُس کا کلام زیادہ تر معرفت اور تمثیلوں پر انحصار کرتا ہے
اس لئے اس رمز کو سمجھنے کے لئے ہمیں بدیں طور قیاس کرنے کی
ضرورت ہے کہ انسان خدا کا فرزند ہے کیونکہ اسکے باپ آدمؑ
کو اور اسے خود بھی خدا ہی نے پیدا کیا ہے۔ اس لئے مسیح نے جہاں
بھی لفظ باپ سے خطاب کیا ہے اُس سے وہ ہمیں یہ یاد دلاتا ہے
کہ ہمیں بطور فرزند اپنے باپ کے تابع فرمان رہنا چاہیئے۔ نیز چونکہ
وہ اُس وقت ہم میں بطور انسانی فضل تھا اسلئے وہ نہیں چاہتا
تھا کہ ہم اُسے اجنبی محسوس کریں۔ بلکہ اُسے اپنا ہی ہمراز تصور
کر کے اُس کی نیک تقلید کو اپنائیں اس امر کو سمجھنے کے لئے ملاحظہ
فرمائیں کہ آسمان سے آواز پیدا ہوتی ہے کہ!

"یہ میرا پیارا بیٹا ہے۔ کہ جس سے میں خوش ہوں" (متی ۳: ۱۷)

لیکن وہ سوائے عدالت کہیں بھی خود کو خدا کا بیٹا نہیں کہتا ہے
بلکہ اپنی ذات کو بہ رعایتِ انسانی قالب ابنِ آدم ہی بتاتا ہے
خدا ہمیں بصیرت عطا فرمائے۔ آمین

خوشخبری

ناظرین "فضلوں کی ماں" کو یہ سُنکر خوشی ہوگی کہ ایک
نہایت اعلیٰ کتاب جسکا نام مسیحیت اور بائیبل ہے زیر اشاعت
ہے اس کتاب میں آپ لوگوں کو وہی تمام حوالہ جات اور
بیانات ملیں گے جن سے مسیحیت کی اصلی شکل پہنچانے میں
سہولیت ہوگی۔ اسکے علاوہ آپ اپنے دوستوں کو اُن کے
اعتراضات کی تسلی اس کتاب کے ذریعہ کر سکتے ہیں مہربانی
فرما کر آپ تحریر کریں کہ اس کتاب کی کتنی کاپیاں آپکو درکار
ہوں گی۔ تاکہ جیسے ہی پریس سے نکلیں آپ کو بھیجیں۔
اس کتاب کا ایک ہندی ایڈیشن بھی ہوگا۔ (ادارہ)

نوٹ

ادارہ کو نہایت افسوس ہے کہ ہر ماہ چند رسالے
واپس دفتر میں اس لئے پہنچ جاتے ہیں کہ ناظرین اپنے
پتہ کی تبدیلی کی اطلاع ہم تک نہیں پہنچاتے۔ لہٰذا التماس
ہے کہ جب بھی کسی صاحب کا پتہ تبدیل ہو وہ فوراً دفتر ہٰذا
کو اطلاع کریں تاکہ یہاں بھی اُس تبدیلی کو نوٹ کر لیا جائے
نیز التماس ہے کہ وہ رسالہ فضلوں کی ماں کے لئے
نئے خریدار بنائیں تاکہ یہ تبلیغی کام اور ترقی کرے۔

(ادارہ)

عیدِ قیامت

جناب روز امرتسری

صلیبِ کلوری پر تھے جو جنت کے زینے میں
تھے بعد مرگ جو وہ دفنِ لحد کے دفینے میں
دمکتی ہے شعاعِ زندگی نوری نگینے میں
وہ اُترے ہے عالمِ ارواح کے رُوحی خزینے میں
لگے دن تین ہیں از بس میرے مولا کے جلینے میں

ستم ہے یہ کہ وہ خلقت کا خالق ہو صلیب اُوپر
جو دُکھ سہہ سہہ کے جان دیتا ہے وہ دیکھو صلیب اُوپر
قرض سارے زمانے کا چکانے کو صلیب اُوپر
ہوا جاتا ہے کفارۂ عصیاں تو صلیب اُوپر
وہ ہمدردِ جہاں دردِ نہاں ہے جسکے سینے میں

اُڑایا جس کو ٹھٹھوں اور ہنسیوں میں بڑا چپ ہے
سنتراں مارتے کوڑوں پہ ہیں کوڑے کھڑا چپ ہے
بنا کر تاج بھی کانٹوں کا ہے سر پہ جڑا چپ ہے
ہوا زخموں سے وہ گھائل صلیب اُوپر پڑا چپ ہے
ہے طیبِ زندگی عنبر فشاں جس کے پسینے میں

جو فتنے موت ظالم کے دبانے کو ہیں جی اُٹھے
مقفّل عدن کو کنجی لگانے کو ہیں جی اُٹھے
اندھیری راہ کے وہ جگمگانے کو ہیں جی اُٹھے
ہمیں پھر روزِ محشر وہ جلانے کو ہیں جی اُٹھے
بقا کے راز سربستہ ہیں اُس بر سے ترینے میں

سُناتے ہیں وہ رُودادِ الم اُن کے قریں آؤ!
دکھاتے ہیں جو کیلوں سے زخم اُن کے قریں آؤ!
بُلاتے ہیں شہہ لطف و کرم اُن کے قریں آؤ
مٹاتے ہیں دلوں سے وہ بھرم اُن کے قریں آؤ
فضائل کے نگیں دینگے قرینے با قرینے میں

ہمارے دلبر جانی! ہمارے غمگسار اپنے
وہ دیکر موت کو زک جی اُٹھے پروردگار اپنے
سکونِ جاں دلِ مضطر کے وہ صبر و قرار اپنے
تھے اَٹکے زندگی کے جو سفینے وہ ہیں پار اپنے
وہ جی اُٹھے بروزِ اُتوار کو ہیں اِس مہینے میں

قضا دیتے قضا کو کھُل گیا دار القضا دیکھو
اُٹھو مُردو کرو خوشیاں کھُلا دار الحیا دیکھو
گناہوں کے مریضو! کھُل گیا دار الشفا دیکھو
بقا ہوتی جہاں تقسیم ہے دار البقا دیکھو
بقا کا روز وہ مالک ہے جو قادر ہے جینے میں

صلیبِ کلوری پر تھے جو تھے جنت کے زینے میں

ماہِ مئی

پاک ماں کلیسیا سال کے تمام دنوں کو کسی نہ کسی مقدس کے لئے مخصوص کرتی ہے خداوند اور اس کی ماں حضرت مریم کے لئے بھی کئی دن خاص ہیں۔ دنوں کے علاوہ مہینے کے مہینے کسی مقدس کے لئے خاص یا کسی بھید کی یادگاری کیلئے کلیسیا ہمارے سامنے ظاہر کرتی ہے یہ ماہ مئی جو دنیا کے شمالی ملکوں میں سب سے زیادہ رنگین اور خوبصورت سمجھا جاتا ہے اور جس میں ہر طرح کے خوشبودار حسین خوبصورت اور رنگا رنگ پھول کھلتے اور بیشمار طرح طرح کی چڑیاں اپنے گھونسلوں سے چیں چیں کرتی نکلتی ہیں حضرت مریم کو مخصوص کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ وہ باعتبار فضل کے سب سے زیادہ خوبصورت ملکہ ہیں۔

اس پورے مہینے بھر تک جو روزانہ عبادت گرجوں یا اپنے اپنے گھروں میں مقدسہ مریم کی تعظیم کے لئے کی جاتی ہے۔ وہ ایک دُعا، مناجات، گانے، دھیان، اور بھجن ہیں جن میں حضرت مریم کی نیکیوں کے علاوہ اس کے مرتبے اور عہدے کی بھی تعریف و توصیف کی جاتی اور شفاعات و سفارشات مانگی جاتی ہیں۔ دُعا اور دھیان میں ہمیشگی کی خاص باتیں ہمارے سامنے پیش کی جاتی ہیں تاکہ اُس پر غور و فکر کرنے سے حضرت مریم کے نمونے پر چل سکیں اور اس طرح ہم خداوند یسوع مسیح کے سچے شاگرد بن جائیں مقدسہ مریم ہمیں دی گئیں تاکہ ہمیشہ تک ہماری ماں بنی رہیں جیسے وہ خداوند کی ماں بنی تھیں زندگی بھر اس کی حمایت اور دیکھ بھال کرتی رہیں۔

بہت سے لوگ جو پوری تسلی اور اطمینان سے اسکی پناہ میں گئے اس کی تاثیر مدد اور سفارش کا تجربہ کر چکے ہیں یہی وجہ ہے کہ حضرت مریم کی بڑی بڑی زیارت گاہیں۔ اور عبادت خانے تعمیر ہوئے۔ اس کی تصاویر اور مجسموں نے اتنی مقبولیت حاصل کی اس مبارک ماں کے جو تمام انسانوں کے آنسو پونچھنے کے لئے بھیجی گئی کسی ایسی جسمانی ماں کی تصویر، یادگار یا مجسمہ نے اتنی قدر و منزلت نہیں حاصل کی جتنی مادر مقدسہ کی کی جاتی ہے

اس لئے کہ اس نے ہمارے لئے ایسا عظیم الشان کا سرانجام دیا جو کوئی دوسری ماں نہیں کر سکتی۔ اس نے ہمیں خود قدرت کا مالک دیا جو ہمارا نجات دینے والا ہے۔ وہ سچ مچ عورتوں میں مبارک ہے۔ کیونکہ اس کے پیٹ کا پھل یسوع بیحد مبارک ہے اور اسی پھل کی وجہ سے حضرت مریم نے پہلی حوا کی جگہ حاصل کی اور تمام زندوں کی ماں بن گئیں اس پیٹ کے بیحد مبارک پھل کے سبب وہ "پر مفضل" ٹھہرائی گئیں۔ اپنی زندگی کے پہلے لمحے شیطان اس کی ایڑی کاٹنے میں کامیاب نہ ہوا۔ بلکہ اس عورت نے اپنی ایڑی سے اسکا سر کچل دیا جس کی وجہ سے تمام موجودہ اور آنے والی نسلیں اس کو مبارک کہیں گی۔ ہم بھی اس کے سچے فرزند بن کر اس کی توقیر و تعظیم کریں۔ اور اپنی دلی نیکیوں کے خوشبودار پھول چڑھاتے رہیں گے۔ تاکہ کسی موقعہ پر بھی اپنی زندگی کی حرکتوں سے اس کے نالائق اور نافرمان بیٹے نہ بن جائیں اور اس کے پیارے بیٹے یسوع مسیح کی محبت ہمارے دلوں میں ٹھنڈی نہ ہو جائے۔

تین چیزیں

(منظور ریبوک ادیب ماہر علیگ)

(۱)۔ پیار کے قابل تین چیزیں:۔
ایمانداری۔ پاکیزگی۔ اور سچائی۔

(۲)۔ تعریف کے قابل تین چیزیں:۔
عقلمندی۔ خوبصورتی۔ اور موسیقی۔

(۳)۔ حاصل کرنے کیلئے تین چیزیں:۔
رحم۔ خوشی۔ پائیداری۔

(۴)۔ عزت کے لئے تین چیزیں:۔
بڑھاپا۔ مذہب۔ اور قوانین۔

(۵)۔ قدر کرنے کے لئے تین چیزیں:۔
وقت۔ تندرستی۔ اور پیسہ۔

آپکے سوالات — ؟ — ہمارے جوابات

سوال (۱) - کوئی کیسے خدا کا بیٹا کہلایا جا سکتا ہے؟ اور خدا کا بیٹا کب پیدا ہوا - ؟

جواب: - جب کسی کے ہاں کوئی اولاد ہوتی ہے تو وہ ہمیشہ خدا کی قوت تخلیق کا نتیجہ ہوتی ہے۔ عموماً بچہ والدین کی شکل و صورت لئے ہوئے ہوتا ہے، اسلئے کہ وہ اپنے والدین کے ذریعہ پیدا ہو۔ چونکہ وہ بچہ خدا کی قوت تخلیق اور اُس کی ایما پر ہی جنم لیتا ہے اس لئے اس میں شک نہیں کہ وہ خدا کی صورت پر بھی ہوگا۔ بالفاظ دیگر - خدا بچے کو والدین کی حفاظت میں صرف اس لئے دیتا ہے کہ دنیاوی اعتبار سے اُس بچے کی پرورش کی ذمہ داری والدین سنبھالیں اُس کی خوراک اور پوشاک اور دیگر ضروریات زندگی مہیا کریں۔ جب صرف اتنی ہی سی ذمہ داری کی وجہ سے اُس بچے کو اُن ذمہ دار لوگوں کی شکل و صورت سے مشابہ کر دیا جاتا ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ جو اُس بچے کو پیدا کرنے والا ہے۔ اُسکی صورت پر وہ بچہ کیوں نہ ہو۔

آمدم برسر مطلب۔ جب ہم خدا کے بیٹے کا ذکر کرتے ہیں تو یہاں اُس پیدائش سے مراد نہیں ہے، جو دنیاوی اعتبار سے جانی اور پہچانی ہوئی ہے۔ یہ پیدائش بالکل فرق اور غیر مادی ہے۔ اس بات کو ہم چند مثالوں کے ذریعہ سمجھ سکتے ہیں یعنی ہماری رُوح کی تین خاص صفات ہیں۔ عقل یا سمجھ، یاد داشت اور مرضی۔ ہم بذریعہ عقل ایک چیز کو اور اُسکی ماہیت کو پہچانتے ہیں۔ پہچاننے کے بعد ہمیں اُس شے کا علم ہوتا ہے۔ اور اُس علم سے جانی پہچانی چیز کے لئے محبت یا نفرت پیدا ہوتی ہے گو یا ایک چیز کا جنم گویا پر اُس کی مادی حیثیت ہم پر واضح نہیں ہے۔ چاہے مادی حیثیت ہو یا نہ ہو لیکن ہم اس جنم سے منکر نہیں ہو سکتے۔ بالکل اُسی طرح روحانی باپ کے ہونے سے اور روحانی سلسلہ سے یہ روحانی بیٹا پیدا ہوا۔ اور ان روحانی باپ اور بیٹے سے رُوح القدس وجود میں آیا جیسے عقل اور یادداشت سے مرضی پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا جیسے باپ ابدی ہے اُسی طرح بیٹا بھی اور جسطرح باپ اور بیٹا دونوں ابدی ہیں۔ اُسی طرح رُوح القدس بھی۔ پاک کلام میں بیٹا باپ کا کلام کہا گیا ہے اور رُوح القدس خدا کی محبت۔ لہٰذا علم سے کلام پیدا ہوتا ہے۔ اُس کلام کے جاننے سے محبت۔ اسی طرح باپ سے بیٹا اور بیٹے سے رُوح القدس یہ ایک روحانی سلسلہ ہے جس میں دنیاوی پیدائش کا ذکر نہیں ہے۔"

بقیہ صفحہ ۱۵ (خبریں): - نے پاک ماس کی قربانی ہمارے ازلی باپ کو ہماری نجات کے لئے چڑھائی۔ اور خداوند یسوع مسیح کے جی اُٹھنے پر روشنی ڈالی۔ گرجہ مومنین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا موضع جمشید اور رسنسار پور سے کاتھولک اور غیر کاتھولک لوگوں نے شرکت کی۔ ۳۷ اشخاص نے پاک شرائت کا ساکرامنٹ لیا۔ موضع کنگنی وال سے بھی کچھ سکھ حاضر ہوئے۔ جنہوں نے کاتھولک رسومات کی بڑی سراہنا کی۔ بابو کرمچند یعقوب نے خداوند یسوع مسیح کی الوہیت پر اور زندہ آسمان پر جانے پر پُر اثر نصیحت کی۔ اور کنگ اور جمیٹے سے پنجابی شبت اور دوسرے گیتوں سے لوگوں کو متاثر کیا۔ (ولیم فرانسس)

سہارنپور - ۱۰ / اپریل یہاں عید قیامت کو نہایت دھوم دھام سے منایا گیا۔ گرجہ میں مومنین کی تعداد بہت زیادہ تھی ۲ بجے سے ایسٹر میلہ کا انتظام کیا گیا۔ جسمیں تفریحات کیلئے بہت سے کھیلوں کا انتظام تھا لوگ انتظام سے نہایت خوش تھے اس میلہ کی آمدنی قریب آٹھ سو روپیہ ہوئی جو سنٹ میری اکاڈمی سہارنپور کو دیگئی۔"

خبریں!

میرٹھ - وکر جنرل فادر ریلیس او۔ ایف۔ ایم۔ کیپ کی شان میں صوفیہ ہال میرٹھ میں طرح طرح کے ڈرامے اور دیگر ویرائٹی پروگرام منعقد کئے گئے۔ اس موقع پر میرٹھ ڈائیوسس کے فادر صاحبان برادر صاحبان اور سسٹرس اور معتقدوں نے انھیں دلی مبارک باد پیش کئے۔ اسکے بعد ان کے اعلیٰ کام اور محنت سے خوش ہو کر پاپائے اعظم نے جو انہیں سونے کا تمغہ عنایت کیا ہے اسے جناب بشپ جے۔ بی۔ او نجلسٹی نے اپنے ہاتھوں پیش کیا۔

(۲) یہاں سنت جوزف کی عید نہایت دھوم دھام سے منائی گئی۔ شام کو پانچ بجے بشپ جے۔ بی او نجلسٹی، او۔ ایف۔ ایم۔ کیپ نے مسا کی قربانی ادا کی۔ رات میں سنت جوزف اسکول نے ایک ڈرامہ "پرتھوی کا سورگ" پیش کیا۔ اس کے ساتھ ہی میرٹھ پیرش کے ممبران کی طرف سے ایڈریس پڑھا گیا۔ اس موقع پر دیکھنے والوں کی ایک بہت بڑی بھیڑ تھی۔

(۳) ۲۴ مارچ ۶۶ء کو سب ہی نئے فادر صاحبان کے امتحان بشپ صاحب کی جائے رہائش پر ہوا۔ سب ہی بہت اچھی طرح کامیاب ہوئے۔ ادارہ "فضلوں کی ماں" انہیں مبارک باد پیش کرتا ہے۔

سردھنہ - یہاں ۱۳ مارچ ۱۹۶۶ء کو فضلوں کی ماں کی زیارت گاہ پر بہت سے لوگ جمع ہوئے۔ دس بجے جناب بشپ او نجلسٹی او۔ ایف۔ ایم۔ کیپ ہائی ماس ادا کی گئی۔ اور تین بجے جلوس نکالا گیا۔

دہرہ دون - فادر ڈانیل او۔ ایف۔ ایم۔ کیپ تیسری دفعہ فادر سپیرئر چنے گئے ہیں۔ وہ نہایت محنت محبت اور جانفشانی سے کام کرتے ہیں۔

وٹیکن - پاک جمعرات کو پاپائے اعظم پال نے پاپائے اعظم جون کی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے ۱۲ لوگوں کے سپرد ہوئے۔

برما - برما کی ریولیشنری گورنمنٹ نے مسیحیوں کے خلاف ایک نیا قدم اٹھایا ہے۔ کہ وہ مشنری جو سن ۱۹۴۸ء کے بعد ملک میں آئے ہیں وہ چلے جائیں۔ اس حکم سے تقریباً ۲۰۰ سو فادر۔ دو سو سسٹرس اور تقریباً دو سو برادر لوگوں پر اس حکم کا اثر پڑے گا۔

تقریباً ایک سال ہوا جبکہ تمام مسیحی اسکولوں کو برما گورنمنٹ نے اپنے قبضے میں کر لیا تھا اور پڑھانے والے مشنریوں کو صرف 15 دن کے اندر اندر ملک سے باہر جانے کا حکم دے دیا تھا۔

اٹلی - اٹلی سے ایک جہاز کے جسمیں کہ ہندوستان کے لئے دودھ۔ بسکٹ۔ وٹامن کی گولیاں وغیرہ تھیں۔ کوچین پہنچا۔ تاکہ پریشان حال لوگوں میں تقسیم کی جاسکیں۔ ان اشیاء کی تقسیم کا کام آرچ بشپ آف ویراپولی اور ارناکلم کریں گے۔ یہ اشیاء ان تحائف کا ایک حصہ ہیں جو کہ اٹلی کے لوگوں نے پاپائے اعظم کی اپیل پر جمع کیں تھیں۔ اٹلی کے ایک اخباری نمائندے نے بتایا کہ پاپائے اعظم کی اپیل پر صرف ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر لوگوں نے 5 لاکھ روپیہ سے بھی زیادہ اکٹھا کر لیا تھا۔

نئی دہلی - ہمیں نہایت مسرت ہے کہ دہلی میں سنٹ پال سوسائٹی کے فادر صاحبان نے ایک کاتھلک کتب خانہ کھولا ہے۔ یہ کانوٹ پیلس میں بلاک نمبر H 30 میں واقع ہے یہ بک اسٹال بین الاقوامی ہے۔ کیونکہ یہ صرف ہندوستان کے ہی کاتھلک لوگوں کی ضرورت کے پیش نظر نہیں کھولا گیا بلکہ تمام دنیا کے کاتھلک لوگوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کھولا گیا ہے یہاں پر ہر قسم کی کاتھلک کتابیں۔ کارڈ۔ کلینڈر۔ تصویریں اور دیگر مسیحی چیزیں دستیاب ہو سکتی ہیں۔ جہاں تک غیر ملکی اشیا کا تعلق ہے۔ وہ بھی جہانتک گورنمنٹ کی درآمد پالیسی اجازت دیتی ہے۔ جمع اور فراہم کی جائیں گی۔

بھوپڑیوال - (ضلع جالندھر) آج مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۶۶ء پاسکا کی عید بڑی دھوم دھام سے منائی گئی۔ فادر جوزف صاحب

(بقیہ صفحہ ۲۱ پر)

مسیحیوں کی یگانگت

کل انسانی آبادی کا تقریباً ۳۱ فیصدی حصہ آجکل مسیحیت کے ماننے والے ہیں۔ کاتھولک لوگ اکیلے اس شمار میں ۱۸ فیصدی ہیں آرتھوڈوکس لوگ چار فیصدی اور باقی پروٹسٹنٹ لوگ کل ۹ فیصدی ہیں ہندوستان کی آبادی ۴۴۴ ملین ہے اسمیں سے صرف گیارہ ملین (MILLION) مسیحی ہیں۔

● آجکل کے زمانے میں کلیسا کے ہاتھ میں بڑے ذرائع ہیں جن سے کلیسا کی تعلیم آسانی سے دنیا کے کونے کونے میں پہنچائی جا سکتی ہے مثال کے طور پر اس مجلس عامہ کی خبریں جو کہ ابھی ویٹیکن شہر میں اختتام پذیر ہوئی ہے اور جس میں ۲۵۰۰ بشپ صاحبان حاضر تھے برابر ریڈیو ٹیلی ویژن اور اخبارات میں آتی رہیں اس طرح ہر فرد کو کلیسیا کے بارے میں معلومات ملتی رہیں۔

گذشتہ ماہ میں ۱۸ سے ۲۵ تاریخ تک بڑے جوش و خروش کے ساتھ مسیحیوں کے اتحاد کیلئے دعائیں کی گئیں طرح طرح کے تبلیغی کام کئے گئے جس سے عوام سمجھیں کہ مسیحیت میں فرقہ بازی کا ہونا سراسر خداوند یسوع مسیح کی مرضی کے خلاف ہے "ایک خدا" ایک ایمان ایک بپتسمہ (افسیوں ۴/۵) تاکہ وہ ایک ہوں جیسے ہم ایک ہیں، میں ان میں اور تو مجھ میں تاکہ وہ کامل ہو کر ایک ہو جائیں اور دنیا جانے کہ تو ہی نے مجھے بھیجا (یوحنا ۱۷/۲۲-۲۳)

اگرچہ کلیسیا میں سب کے فرائض الگ الگ ہیں پھر بھی ایک فرض مشترکہ ہے یعنی یگانگت کی کوشش کرنا۔ حضرت پاپائے اعظم اور بشپ صاحبان اس مبارک کام میں رہنمائی کریں گے۔ لیکن ہمیں نہ بھولنا چاہیئے کہ ہم سب خداوند یسوع مسیح کے عضو ہیں اور لازم ہے کہ ہر عضو بدن میں اپنے حصہ کا کام کرے۔

کیونکہ جس طرح ہمارے ایک بدن میں بہت سے اعضا ہوتے ہیں اور تمام اعضا کا کام یکساں نہیں اسی طرح ہم بھی جو بہت سے ہیں، مسیح میں شامل ہو کر ایک بدن ہیں اور آپس میں ایک دوسرے کے اعضا (رومیوں ۱۲/۴-۵)

مسیحیت کا اتحاد ایک قسم کا خواب نظر آتا ہے جو بڑی کوششوں کے بعد ہی پورا ہو سکے گا۔ خداوند یسوع مسیح کا حکم ہے کہ جلد سے جلد یہ یگانگت ہو جائے "اور میری اور بھی بھیڑیں ہیں جو اس بھیڑ خانہ کی نہیں مجھے ان کو بھی لانا ضروری ہے اور وہ میری آواز سنیں گی پھر ایک ہی گلہ اور ایک ہی چرواہا ہوگا" (یوحنا ۱۰/۱۶، ۱۷/۲۱)

یگانگت پیدا کرنے کے لئے آپ کیا کر سکتے ہیں؟ لوگوں سے اس سلسلے میں گفت و شنید کرنا۔ جہاں ممکن ہو سکے میٹنگ اور لیکچر کا بندوبست کتابوں کا تقسیم کرنا جس میں مسیحی اصول کا صحیح صحیح بیان ہو اپنے نمونے اور بیانات سے مغالطہ کی بات کو دور کر ان سارے کاموں میں آپ مدد دے سکتے ہیں۔ سب سے فائدہ مند ذریعہ دعا ہے یہ ایسا ہتھیار ہے جس سے خدا کا فضل جو انسان کا دل تبدیل کر دیتا ہے حاصل کیا جاتا ہے۔ دعا سب ہی کر سکتے ہیں مگر یہ دعا ایسے دل سے پیدا ہو جس میں یگانگت کی خواہش اتم درجہ موجود ہو۔ اور جس کو احساس ہو کہ مسیحیت میں فرقہ داری ایک بہت گھناؤنا ناشگاف ہے خداوند یسوع مسیح اپنی کلیسیا کا مقابلہ بار بار ایک بادشاہت سے کرتا ہے اور یہیں وہ خود جتاتا ہے کہ "اگر کسی سلطنت میں پھوٹ پڑ جائے تو وہ سلطنت قائم نہیں رہ سکتی" (مرقس ۳/۲۴) کوئی شک نہیں فرقہ بازی کی وجہ سے کلیسیا یعنی خداوند یسوع مسیح کی بادشاہت کو بہت نقصان ہوا ہے۔ اور برباد بھی ہو جاتی ہے مگر کلیسیا ابتک ان تمام انسانی کمزوری اور پھوٹ کے پیدا ہونے کے باوجود ابتک قائم ہے اور متواتر پھیلتی چلی جا رہی ہے۔ اسلئے کہ یہ یسوع مسیح کی الٰہی طاقت کا کام ہے۔ آؤ اس نے ہمیں پہلے ہی جتایا کہ اس کی کلیسیا جو انسانی نجات کے لئے قائم کی گئی تھی وہ اسوقت تک قائم رہے گی۔ جبتک کہ دنیا میں انسان ذات کا وجود رہے گا۔ (متی ۲۸/۲۰)

(فادر امیدیوس ایڈیٹر پرنٹر پبلشر نے ہمدرد پریس سہارنپور میں چھپوا کر دفتر فضلیوں کی ماں کورٹ روڈ سہارنپور سے شائع کیا)
"براجازت روحانی سرداروں چھاپا گیا"

رجسٹرڈ نمبر ایل 1364

ایک سچّا اعتراف

ناظرین نے سنت ڈون بوسکو کا نام ضرور سنا ہوگا۔ اُسنے اپنی زندگی بچوں کی تعلیم اور ترقی کے لئے وقف کر دی تھی دنیاوی ترقی ہمیشہ اُس کے پیش نظر رہی تھی۔ لیکن سب سے زیادہ درجہ وہ روحانی ترقی اور پاکیزگی کو دیتا تھا۔ چونکہ ڈون بوسکو کی خواہش سچے دل سے نکلتی تھی تو خدا اسکو ایک خاص روشنی دیتا جس سے وہ لوگوں کے دل اور لڑکوں کو بھی پڑھ سکتا تھا۔ یہ روشنی کئی دفعہ خواب کی شکل میں نکلتی تھی۔

ڈون بوسکو اپنے لڑکوں کو بہت پسند کرتا تھا۔ اور وہ بھی اُسے مسیح میں اپنا باپ سمجھتے۔ اسی لئے گذشتہ شب کا خواب بہت پریشان کن تھا۔ اس خواب میں اُس نے رجسٹرڈ کو دیکھا رجسٹرڈ بڑے لڑکوں میں سے ایک تھا۔ انھوں نے دیکھا کہ اُس کے دل کو کیڑے کھا رہے ہیں اور وہ اُن کو پکڑ پکڑ کر باہر پھینک رہا ہے اُس تمام دن ڈون بوسکو کے دماغ میں اس خواب کا اثر رہا۔ لیکن وہ کوشش کرتے رہے کہ اُس طرف زیادہ دھیان نہ دیا جائے۔ لیکن دوسری شب انھوں نے پھر رجسٹرڈ کو اپنے خواب میں دیکھا کہ ایک کتا اس کے دل کو کاٹ رہا ہے جب ڈون بوسکو بیدار ہوئے تو انہیں معلوم ہوا کہ خدا اُن سے کیا کہنا چاہتا ہے۔

کچھ عرصہ بعد جبکہ وہ میدان کو پار کر رہے تھے انہیں رجسٹرڈ دکھائی دیا۔ اور انھوں نے اس سے کہا کہ رجسٹرڈ میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ پوچھئے فادر جہاں تک ممکن ہو سکے گا۔ میں جواب دوں گا۔ اگر تم چاہو تو جواب دینا۔ ہاں میں جواب ضرور دوں گا۔

رجسٹرڈ کیا تم نے اپنے اعتراف میں کچھ چھپایا ہے؟

رجسٹرڈ کا منہ ایک دم سرخ ہو گیا اور وہ ایک دم رونے لگا۔ ہاں فادر یہ حقیقت ہے میں دو سال سے اسکا اعتراف کرنا چاہتا تھا۔ پر نہ کر سکا۔ اس بات کا ضرور خیال رکھو۔ اور میں بھی کوشش کروں گا۔ کہ تمہاری خدا کے ساتھ صلاح رہے تم اپنے آپکو شیطان کے دھوکہ میں نہ آنے دو اور اپنے گناہ کو بھی نہ چھپاؤ۔ بچو جب میں یہ سوچتا ہوں کہ کتنے عیسائی لوگ ہمیشہ کی آگ میں اسلئے جا رہے ہیں کہ وہ اپنے گناہ کو اعتراف کے وقت چھپا لیتے ہیں اگر تم سے اعتراف کرنا نہ آئے تو اپنے اعتراف کرانے والے سے کہو کہ میں نے کچھ غلط کام کیا ہے جس کی وجہ سے پریشان ہوں۔ اُس کے بعد جو کچھ وہ کہیں وہ ہی کرو تو سب باتیں ٹھیک ہو جائیں گے۔

شیطان ہمیشہ لوگوں کو آزمائش میں ڈالنے کی کوشش کرتا رہتا ہے تاکہ وہ بوقت اعتراف کچھ چھپا لیں اور اس طرح اُس انسان کی زندگی میں دکھ اور پریشانیاں جگہ لیں اگر آپ لوگوں میں سے بھی کسی کو اسی قسم کی پریشانی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہو تو آپ بھی ڈون بوسکو کی مثال سامنے رکھیں۔ کیونکہ شیطان ہمیشہ اندھیرے اور پوشیدہ مقام سے

شہیدانِ یوگنڈا

از جناب فادر امبیدیوس او۔ ایف۔ ایم۔ کیپ

(قسط چہارم)

۱۱ نومبر ۱۸۸۵ء کو بادشاہ کسی آنکھ کی بیماری میں مبتلا ہوگیا اور فادر لورڈل سے دوا کیلئے درخواست کی۔ فادر مذکور نے بادشاہ موانگا کو دوا دی اور اُس دوا کے ذریعہ وہ جلد صحت یاب ہوگیا۔ اسکے بعد بادشاہ کو ایک یہ اور بھی شکایت پیدا ہوئی کہ اُسے نیند نہ آتی۔ بادشاہ نے نیند [illegible] بھی فادر لورڈل سے طلب کی۔ فادر نے دو گولیاں [illegible] دیں اور کہا کہ جب نیند نہ آئے تو اُسے کھالینا

۱۲ نومبر کو جوزف مکاسا بھاگا بھاگا مشن کے احاطہ میں آیا۔ اور کہنے لگا کہ بادشاہ کی طبیعت بہت خراب ہے۔ فادر لورڈل خود بادشاہ کو دیکھنے گئے اور انھوں نے محسوس کیا کہ بادشاہ کی طبیعت بہت زیادہ خراب نہیں ہے پھر بھی انھوں نے اور دوائی بادشاہ کو دی تاکہ اُسے تسکین حاصل ہو۔ لیکن درباریوں نے بادشاہ کو اس دوا کے استعمال سے باز رکھا۔ اور بادشاہ کو دودھ پینے کو دیدیا۔ اس سے بادشاہ کی حالت اور خراب ہوگئی آخرکار بادشاہ کو فادر کی دوا استعمال ہی کرنا پڑی، اُس کے استعمال کرنے سے بادشاہ کو افاقہ ہوا۔ اور کچھ دیر بعد وہ بالکل ٹھیک ہوگیا۔ گو وہ اب بالکل تندرست تھا پھر بھی مسیحیت کے مخالفین اس واقعہ سے پورا پورا فائدہ اُٹھانا چاہتے تھے اور دیگر الزامات کے ساتھ ساتھ یہ الزام بھی مشہور کردیا کہ یہ عیسائی لوگ تو بادشاہ کو زہر دیکر ہلاک کرنا چاہتے تھے۔ گو بادشاہ جانتا تھا کہ ان الزامات میں کوئی صداقت نہیں تو بھی وہ لوگوں کے کہنے سُننے سے اتنا متاثر ہوچکا تھا کہ وہ اُن کی ہاں میں ہاں ملانے لگا اور تمام بدیشی لوگوں کو اپنے ملک سے نکالنے کا وعدہ کیا۔

اتوار کے دن جب فادر لورڈل پاک ماس کی قربانی چڑھانے کے بعد بادشاہ سے ملنے گئے تو ایک درباری نے بتایا کہ بادشاہ تمام مشنری لوگوں کے ساتھ نہایت ناراض ہیں اُس نے بتایا کہ بادشاہ کہتا ہے کہ آپ اُن سے بہت دشمنی رکھتے ہیں۔ اور گورے لوگوں کی موت کا بدلہ لینے کے لئے آپ نے اُسے مارنے کی کوشش کی تاکہ آپ ایک نئے مسیحی کو بادشاہ کی گدی پر بٹھادیں۔

فادر مذکور ان الزامات سے پریشان ہوگئے اور بادشاہ سے ملنا چاہا۔ لیکن اس ملاقات کے لئے انھیں بہت دیر تک انتظار کرنا پڑا۔ کیونکہ بادشاہ نے کسی بہت ہی اہم فیصلہ کیلئے اپنے وزیر اعظم اور دیگر معزز لوگوں کو بلایا تھا جبکہ فادر باہر ہی منتظر تھے تو ایک درباری حواس باختہ انداز سے باہر دوڑا ہوا آیا اور خبر دی کہ بادشاہ نے جوزف مکاسا کو جیل بھیجدیا ہے اور اُس کیلئے حکم دیدیا گیا ہے کہ اُسکو نذر آتش کردیا جائے۔

جوزف مکاسا کو اس خبر سے کوئی تعجب نہ ہوا۔ جوزف جانتا تھا کہ بادشاہ کا قول کا کچا تھا۔ اور ہر طرح کی چغلی کو آسانی سے مان لیا کرتا تھا۔ گو جوزف رات بھر بادشاہ کی تیمارداری میں لگا رہا تھا تو بھی لوگوں کے کہنے سننے سے وہ جوزف کا مخالف ہوگیا تھا جوزف بارہا بادشاہ کے سامنے مشنری صاحبان کی حمایت کرچکا تھا۔ اور عموماً مرحوم بادشاہ کی مثال دیکر سمجھایا کرتا کہ اُس نے کبھی گورے مشنریوں پر ہاتھ نہ اُٹھایا تھا۔

جوزف محل سے نکل کر مشن ہاؤس کو پہنچا جہاں اُس نے ماس سُنی اور پاک شراکت لی اور اپنا تمام حال دیگر مسیحیوں کو سُنایا اتنے میں ایک پیغام اُس کی بلاہٹ کے لئے محل سے صادر ہوا۔ اسی اثنا میں موانگا بادشاہ نے دیگر درباریوں اور وزیر اعظم کے سامنے کہا کہ جوزف مکاسا نے سفید لوگوں کا مذہب اختیار کرلیا ہے اور اس نے مجھے ایسی دوا دلوائی جسکے اثر سے میں بمشکل تمام ہی بچ سکا۔ وزیر اعظم نے بھی بادشاہ کی ہاں میں ہاں ملائی اور کہنے لگا کہ میں خود بھی جوزف کو کہہ چکا ہوں کہ وہ اس مذہب کو چھوڑ دے پر وہ کسی کی سُننے کو تیار نہیں۔ اُس نے ہمارے خدمتگاروں میں بھی اپنے خیالات پھیلا رکھے ہیں۔ اور ہماری خواہشات کو پورا کرنے کے لئے کوئی خوشی سے رضامند نہیں ہوتا اور اس طرح ایک قسم کی بغاوت سی ہو رہی ہے۔

وزیر اعظم اپنے دل میں بہت خوش تھا اور وہ جانتا تھا کہ

کہ اس طرح وہ جوزف سے بیاسانی بدلہ لے سکتا ہے۔ وزیر اعظم نے
چپکے کہا کہ یہ کسی سے نہیں ڈرتا۔ مجھ سے بھی نہیں۔ یہ ایک ایسا مقابلہ
ہے جیسے کسی جادوگر سے کرنا پڑ رہا ہو۔ یہ بات بالکل درست
ہوگی اگر وہ اس دنیا سے ہمیشہ ہی رخصت ہو جائے۔

تب وزیر اعظم نے جلادوں کو بلا کر جوزف کو قید خانہ
میں ڈالنے کا حکم دیا۔ اب بادشاہ خوش تھا اس نے وزیر اعظم
سے کہا کہ تو نے میری جان بچائی ہے اس لئے اب میرے اور
تیرے سوا کوئی بھی اس محل پر حکمراں نہ ہوگا۔ اور جوزف
کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ یہ وہ ہے جو تجھے اپنی تعلیم دیتا تھا
اور میری رعیت کو بہکنے کو کہتا تھا۔ جوزف نہایت مطمئن تھا
اس نے صرف اتنا کہا کہ مجھے معلوم ہے۔ کہ میں اپنی
جان اپنے مذہب کی خاطر خوشی سے ساتھ قربان کر سکوں گا
بادشاہ نے لوگوں سے کہا کہ ڈھیر سی لکڑیاں اکٹھا کرو تا کہ
جوزف کو اس میں جلا کر خاکستر کر دیا جائے۔ تقریباً نو بجے
جوزف کو جلادوں کے سردار کے پاس پہنچا دیا گیا۔ بہت سے
لوگ جوزف کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے مگر جلادوں نے
انہیں روک دیا تو بھی دو وفادار دوست جیل کے دروازے
تک اس کے ہمراہ رہے۔ جلادوں کے سردار میں بھی ہمدردی
کا مادہ تھا۔ وہ بھی جوزف سے محبت رکھتا تھا اور اس کی
خواہش تھی کہ کسی طرح جوزف بچ جائے وہ یہ بھی جانتا تھا
کہ جلد ہی بادشاہ کا غصہ کم ہو گا۔ وہ جوزف کو معاف کر دیگا
مگر وزیر اعظم بھی اس سنہرے موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دینا
چاہتا تھا۔ لہذا اس نے دو آدمیوں کو جلادوں کے سردار
کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ بادشاہ کے حکم کی تعمیل ایکدم ہونی
چاہیئے۔ لہذا بیچارے سردار کو اس ناپسندیدہ حکم کی تعمیل
ایکدم کرنا پڑی۔ سردار نے حکم دیا کہ جوزف کو قتل گاہ لے جانیوالی
جگہ بغیر باندھے ہی لے جایا جائے۔ جوزف نے بھی کہا کہ میں
اپنے مذہب کی خاطر جان دیتا ہوں۔ بھلا تمہیں یہ کیسے
خیال ہوا کہ میں راہ فرار اختیار کر لوں گا۔ سردار نے جوزف
پر ترس کھایا اور آگ میں ڈالنے سے پیشتر اس کا سر قلم کر دیا
مرنے سے پیشتر جوزف نے ایک پیغام بادشاہ کے نام بھیجا
کہ مولانگا سے کہنا کہ اس نے میرا قتل بے سبب کرایا ہے اور
میرا یہ خون اس کے گردن پر ایک گناہ ہو گا۔ اس سے یہ بھی
کہنا کہ اگر وہ اپنے گناہوں سے پچھتائے تو میں ضرور اس کے
لئے خدا سے دعا کروں گا۔ کہ وہ اس پر رحم کرے تب جوزف
نے آنکھیں بند کر کے صلیب کا نشان کیا اور جان بحق ہوا
جب اسکے جسم کو آگ میں ڈالا گیا تو دھواں بہت زیادہ بلندی
تک پہنچا یہاں تک کہ وزیر اعظم نے بھی اس دھوئیں کو دیکھا
شومی تقدیر۔ بادشاہ کا غصہ اب ختم ہو چکا تھا اور اس
نے پیغام بھیجا کہ جوزف کو رہا کر دیا جائے لیکن اب وہ قید
مولانگا سے بھی آزاد ہو چکا تھا اور قید حیات سے بھی۔

جوزف نے درحقیقت دینداری اور وفاداری کا
نمونہ بن کر اپنی جان کی قربانی پیش کر دی تھی۔ اس کے مرنے
کے بعد تمام مسیحی درباریوں نے چارلس لوانگا کو اپنا سردار
بنا لیا تھا۔ بعض لوگوں کا خیال تھا کہ جوزف کے مرنے سے
مسیحی لوگ بزدل ہو جائیں گے۔ اور بادشاہ کی ناجائز خواہشات
کا شکار ہو جائیں گے لیکن اس کے برعکس مسیحی لوگ
اپنے ایمان میں بہت زیادہ مضبوط ہو گئے۔

وہ لوگ کہا کرتے تھے کہ اگر بادشاہ ہم لوگوں کو بھی قتل
کروائے تو ہم بھی جوزف کے نقش قدم پر چل کر جام شہادت
بخوشی قبول کریں گے۔ جوزف کی موت کے بعد اسکے والدین
نے بھی مسیحی مذہب کو اختیار کر لیا جو اب تک مسیحیت سے
کوئی دلچسپی نہ رکھتے تھے۔

روس میں گرجوں کی حالتِ زار

(از جناب منظور لیوک ادیب ماہر علیگ سہارنپور)

یہ کہانی ایک نحیف اور عمر رسیدہ ۸۸ سالہ راہب
سے وابستہ ہے جو ایک چھوٹی مگر نہایت سرگرم جماعت کا ہادی ہے
یہ جماعت اس ملک میں برسر پیکار ہے جہاں لوگ روحانیت کو
کوئی اہمیت نہیں دیتے جہاں لامذہبیت کا دور دورہ ہے
یہ کیتھولک چرچ روس کے چار جیا صوبے میں واقع ہے۔

جب جون رِلفرتی JONN RAFFERTY روس میں اس لئے گئے کہ ایک فٹ بال میچ کا آنکھوں دیکھا حال قلمبند کریں تو انھوں نے اپنے دورے کے درمیان جارجیا میں اُس گرجے کو دیکھا جو دنیا کی نظروں سے اوجھل اور پس پردہ ہے۔ اب آپ انھیں کی زبانی سب حال سنیئے۔

"جارجیا میں اُس گرجے کی دیکھ بھال اور مرمت بھی اعلیٰ تھی۔ لیکن یہ کام روس کی سرکار کے ذریعہ ہی ہوتا ہے۔ جو کہ آج کل گرجوں کی مرمت ... اس لئے کرواتی ہے۔ تاکہ ان گرجا گھروں کو آثار قدیمہ کی صورت میں محفوظ رکھا جا سکے۔

لیکن اس میں پرستش کی سنجیدہ فضا موجود تھی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اس خوشگوار فضا کے پیچھے تصنع و بناوٹ کا ہاتھ ہے۔ دراصل اس گرجے گھر کو آج بھی حوادث سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ مسیحیت کے سر کو ایک نہایت معمر و نحیف راہب نے اونچا کیا ہوا ہے۔ اور یہی راہب اس کی روح رواں ہے۔

الطار کے سامنے ایک ضعیف خاتون اپنی علاقائی پوشاک میں ملبوس دو زانوں ہو کر، ہاتھ پھیلائے ہوئے مردانہ آواز میں لٹورجی پڑھنے کے عمل میں تھی۔ سامنے چار بزرگ خواتین لٹورجی کے پڑھنے میں اس کا ساتھ دے رہی تھیں ہمیں معلوم تھا کہ بہت کم لوگ ایسے ہیں جو روسی زبان میں کبھی لاطینی کی مذہبی لٹورجی سن سکے ہوں گے ہم خاموشی سے اُن خواتین کے پاس گئے اور جب آخری گلوریا کا ورد ہو چکا تو اُن میں سے ایک خاتون ہارمونیم کے پاس گئی اور باقی اس کے گرد جمع ہو کر ایک گیت اپنی مقامی بولی میں گانے لگیں۔ اُن کی آواز کے ساتھ گرجے کی صدائے بازگشت نے بھی اُن کا ساتھ دیا اور یہ سب آوازیں مل کر ایسی لگنے لگی گویا یہاں روحوں کا بسیرا ہو۔

ہم نے وہاں تصاویر اور مجسموں کو بھی دیکھا۔ پیتل کے ظروف نہایت آبدار تھے۔ لکڑی کی اشیاء بھی نہایت قرینے اور صفائی کے ساتھ سجی ہوئی تھیں اس سے ظاہر تھا کہ ایماندار نہایت تندہی سے سرگرم پیکار ہیں۔ جب اُن کی دعائیں ختم ہوئیں تو وہ ہمارے پاس آئیں خوش قسمتی سے ہمارا اپنا مترجم ہمارے ساتھ تھا۔ ہم نے ایک دوسرے کو مبارک باد پیش کی۔ جب انھیں معلوم ہوا۔ کہ ہم لوگ مغربی ممالک کے ہیں تو نہایت خوش نظر آئیں۔ اُن میں سے ایک نے کہا کہ ہمارے راہب آپ سے مل کر نہایت خوش ہوں گے جب ہم نے اُن سے پوچھا کہ وہ کہاں ہیں تو انھوں نے کہا کہ وہ اس وقت آرام میں ہیں اور آپ لوگ براہ کرم انھیں آرام ہی کرنے دیں تو بہتر ہے۔ ہم اس بات پر نہایت متعجب ہوئے۔ اور سوچنے لگے کہ ہم لوگ تو اتنی دور سے آئے ہیں تو کیا یہ ممکن نہیں کہ یہ راہب اپنے آرام کو تھوڑی دیر کے لئے ختم کر سکے۔ لیکن بعد میں ہمیں معلوم ہوا۔ کہ یہ راہب ۸۸ سالہ ضعیف اور نہایت کمزور ہیں اور یہ لوگ نہیں چاہتے کہ کوئی شئے مخالف اس راہب پر چلے، کیونکہ لے دے کر صرف ایک ہی راہب یہاں موجود تھے۔ یہی اکیلے راہب پورے جارجیا کے صوبہ میں رہ گئے ہیں اور اگر یہ بھی نہ رہے تو پھر وہاں کچھ بھی نہ رہیگا نہ ماس ہو گی۔ نہ سیکرامنٹ اور یہ ۸۸ سال کے راہب پورے ہفتہ تک آرام کرتے اور صرف اتوار کو یا کسی خاص دن ... نیچے آکر ماس کرایا کرتے تھے۔ انھوں نے یہ بھی بتایا کہ گرجہ عموماً بھر جایا کرتا ہے۔ اور کچھ نوجوان لوگ بھی آجاتے ہیں۔

جارجیا میں مسیحیت چوتھی صدی میں پھیل چکی تھی۔ اور یہاں نے اپنی جڑیں مضبوط کر لیں تھیں۔ لیکن اب ایمان کو ایک نحیف ہاتھوں نے تھام رکھا ہے۔

یہ ایک پریشان کن خیال ہے کیا اس گرجے کی بھی وہی حالت ہو گی جیسے کہ کریملن میں بڑے بڑے کھنڈرات کی ہوئی جیسی سنٹ بیل کی جو ریڈ اسکوائر میں ہوئی۔ وہ اب آثار قدیمہ کی حیثیت سے زیادہ کچھ اور وقعت نہیں رکھتے۔ ہم نے اُن سے بات چیت کی اور پھر ہمیں محسوس ہوا گویا اُن میں سے ایک خاتون ہم سے کچھ کہنا چاہتی ہو۔ بمشکل تمام ہم نے اُس کی بات سنی وہ کہہ رہی تھی کیا آپ کے پاس کچھ روزری ہیں؟ تقریباً پچاس سال سے ہمارے ہاں روزری دستیاب نہیں۔ ہمارے مترجم کے پاس اصلی روزری موجود تھی اُس نے نکال کر وہ روزری انھیں دی اُس خاتون نے

وہ لوبری کو اپنے ہاتھوں میں لیکر صلیب کو محسوس کرتی رہی پھر ایکدم آنسوؤں کا دھارا اُس کی آنکھوں سے بہہ نکلا۔ دوسری خواتین بھی اُس کے پاس جمع ہو گئیں اور اُس روزری کو چھونے لگیں۔ ہم نے کبھی روزریاں دیکھیں اور دیکھتے دیکھتے ...... پھر روزریاں جمع کر کے اُن کو دیں۔

ہمارے بزرگوں کی یہ بات کہ اپنی روزری کو ہمیشہ اپنے پاس رکھو۔ آج اپنی اہمیت واضح کر رہی تھی۔

جب ہم گرجہ گھر سے باہر نکلے تو ہمارے دلوں پر اُن معمر خواتین کے ایمان کی مہر ثبت تھی۔ ہمارے دلوں پر اُس بوڑھے راہب کا خیال تھا جو کہ بڑھاپے کے عالم میں اس لئے پریشان تھا کہ اُس کے بعد اس گرجے میں کوئی پرستش کرنے والا نہ ہوگا اور گرجے کا بھی وہی حشر ہوگا۔ جو دوسروں کا ہوا ہے۔

"تلاوتِ کلامِ پاک"!

اَے خداوند ہمارے رب!
تیرا نام تمام زمین پر کیسا بزرگ ہے!
تو نے اپنا جلال آسمان پر قائم کیا ہے!
تو نے اپنے مخالفوں کے سبب سے!

بچوں اور شیر خواروں کے منہ سے قدرت کو قائم کیا تاکہ تو دشمن اور انتقام لینے والے کو خاموش کر دے جب میں تیرے آسمان پر جو تیری دستکاری ہے اور چاند اور ستاروں پر جن کو تو نے مقرر کیا غور کرتا ہوں۔ تو پھر انسان کیا ہے کہ تو اُسے یاد رکھے اور آدم زاد کیا ہے کہ تو اُس کی خبر لے۔ کیونکہ تو نے اُسے خدا سے کچھ ہی کمتر بنایا ہے۔ اور جلال اور شوکت سے اُسے تاجدار کرتا ہے تو نے اُسے اپنی دستکاری پر تسلط بخشا ہے تو نے سب کچھ اُس کے قدموں کے نیچے کر دیا ہے سب بھیڑ بکریاں گائے بیل، بلکہ سب جنگلی جانور ہوا کے پرندے اور سمندر کی مچھلیاں اور جو کچھ سمندروں کے راستوں میں چلتا پھرتا ہے۔ اے خداوند ہمارے رب تیرا نام تمام زمین پر کیسا بزرگ ہے۔"

اقوالِ زریں

مس گریس سنگھ دختر جناب پی سنگھ سہارنپور

(۱)۔ حوصلہ و ہمت قوت بخش ہے۔ اور ہمت کرنا انسان کیلئے بالکل دشوار نہیں ہے۔

(۲)۔ انسان اپنی اہلیت سے ہی آگے بڑھتا ہے نا کہ دوسروں کی مہربانی سے۔

(۳)۔ دُنیا کی مشکل ترین باتیں۔ کسی کے راز کو افشاں نہ کرنا (۲) تکالیف کو فراموش کر دینا۔ (۳) اور وقت کا درست اور واجب استعمال کرنا۔

(۴)۔ دُنیا ایک عظیم کتاب ہے۔ جو لوگ ایک ہی جگہ اور ایک ہی عادت میں مقید ہو جاتے ہیں وہ اس کتاب کا صرف ایک ہی صفحہ پڑھ پلٹتے ہیں۔

(۵)۔ تعلیم یافتہ ہو کر جاہلوں کی طرح برتاؤ کرنا، علم کے اوپر دھبہ ہے۔

(۶)۔ بیوقوف وہ ہے جو اپنے کو بہت عقلمند سمجھے۔

(۷)۔ وقت کا ضائع کرنا سب سے بڑی فضول خرچی ہے۔

(۸)۔ دانا بیٹا اپنے باپ کو خوش رکھتا ہے۔ لیکن احمق بیٹا اپنی ماں کو غم دیتا ہے۔

(۹) دانا کو ملامت کر اور وہ تجھ سے محبت کریگا۔

(۱۰)۔ خداوند کا خوف دانائی کا شروع ہے۔

(۱۱)۔ جو بدی کی تلاش میں رہتے ہیں وہ انھیں کے آگے آئیگی۔

(۱۲)۔ خیرات کرنے سے تو اپنے خزانے کو بڑھا۔

(۱۳)۔ جو اپنے لب بند رکھتا ہے عقلمند و دانا ہے۔

(۱۴)۔ خدا سے ڈر اور اُس کے حکموں کو مان کہ انسان کا فرضِ کلی یہی ہے۔

(۱۵)۔ جو کلام کی تحقیر کرتا ہے۔ وہ اپنے اوپر ہلاکت لاتا ہے۔

مرا محبوب آیا تھا

از حبیب بیٹر حقیر میرٹھی

اُجالے جن دنوں بے بس تھے تاریکی کے ہاتھوں میں
مروت اجنبی بن کر بھٹکتی تھی دیواروں میں
شرافت سسکیاں بھرتی تھی جب ذلت کے خاروں میں
جگہ انصاف کو ملتی نہ تھی جس وقت لوگوں میں
عَلَم انصاف کا تھامے مرا محبوب آیا تھا
زمیں کو آسماں کرنے مرا محبوب آیا تھا

کھلونا تھی جب عورت ہاتھ میں شہوت پرستوں کے
ضعیفی سہہ رہی تھی جب ستم طاقت پرستوں کے
جب انساں در پئے آزار تھا عصمت پرستوں کے
دریچے بند تھے جس وقت انساں کے ضمیر دل کے
دریچوں پر صدا دینے مرا محبوب آیا تھا
زمیں کو آسماں کرنے مرا محبوب آیا تھا

فقط فتنے اُگا کرتے تھے جب دھرتی کے سینے پر
نہ تھیں پابندیاں جب بادۂ انگور پینے پر
نہ تھی دُنیا کی کوئی شے حقیقت میں قرینے پر
نہ تھا انساں قادر جب خود انساں بن کے جینے پر
عَلَم انسانیت لیکے مرا محبوب آیا تھا
زمیں کو آسماں کرنے مرا محبوب آیا تھا

یہ دھرتی بٹ گئی تھی ٹکڑے ٹکڑے جب قبیلوں میں
سکوں تھا کالعدم جس وقت انسانوں کے جھگڑوں میں
حساسی کی پرورش ہوتی تھی جب دم خانداں میں
غلامی سخت بے بس تھی جب آقائی شکنجوں میں
پیام محبت لے کے مرا محبوب آیا تھا
زمیں کو آسماں کرنے مرا محبوب آیا تھا

مرا محبوب آیا تھا دلوں کو روشنی دینے
مرا محبوب آیا تھا عدل کو تازگی دینے
مرا محبوب آیا تھا وفا کو زندگی دینے
مرا محبوب آیا تھا زمانے کو خوشی دینے
نظام زندگی دینے مرا محبوب آیا تھا
زمیں کو آسماں کرنے مرا محبوب آیا تھا

مقدس یوسف

(بحیثیت مزدور---!)

وہ خدا اور آدمیوں کا پیارا تھا جس کی یادگاری مبارک ہے (یشوع بن سیراخ ۴۵ : ۱)۔

بائبل کا یہ قول مقدس یوسف کے لئے نہایت موزوں ہے کیونکہ خدا نے ان کو مقدسہ مریم اور یسوع بچہ کی نگہداشت کے لئے چنا تھا۔ وہ انسان کی نظر میں اسلئے پیارا ہے کہ اس کے کام کا پھل ہمیشہ تک مفید ہوگا۔ اور اس کے خاندان میں ہم اس سے شریک ہوں گے۔

یوسف کون تھا؟ ہمارے ہندوستان میں یہ نام بہت مقبول ہے کیونکہ اس میں ایک خاص مٹھاس ہے جس سے انسانی دل بہلتا ہے اس کے ساتھ ایک پوری کہانی ہے۔ ایسی کہانی جس کے مقابلہ میں کوئی دوسری نہیں ہے۔ یوسف یسوع مسیح کا پالنے والا اور مقدسہ مریم کا نگراں۔ بائبل شریف مقدس یوسف کے بارے میں زیادہ بیان نہیں کرتی سوائے دو چار خصوصی واقعات کے اتنا کہ بارہ سال کی عمر کے بعد جب وہ مصر سے ناصرت میں واپس آئے تھے دوبارہ ان کا ذکر نہیں آتا تو بھی ان دو چار واقعات میں بھی کافی حالات موجود ہیں وہ اپنے تعلقات میں حضرت مریم سے فرشتہ کی ہدایت کے مطابق چلتا رہتا ہے اور جب فرشتہ اسے حضرت مریم کو اپنی محافظت میں لینے کا حکم دیتا ہے تو وہ صرف اس وقت حضرت مریم کی دیکھ بھال شروع کرتا ہے۔ مصر میں وہ فرشتہ کی ہدایت سے جاتا ہے۔ اور واپسی بھی اسی طرح ہوتی ہے۔ یعنی اگر دیکھا جائے تو وہ کھلم کھلا بچے اور اس کی ماں کی محافظت کا ایک الٰہی ذریعہ ہے بچے کو اس کے دشمنوں سے بچانے اور حضرت مریم کو اپنی پاکیزگی، کنواری نیکنامی اور عزت کے بچاؤ میں اسی کا ہاتھ کام کرتا ہے۔ ایسے کام کے لئے ایک ایسے آدمی کی ضرورت تھی جو راستباز ہو۔ اور پاک بائبل ہمیں یقین دلانا چاہتی ہے کہ وہ راستباز تھا یعنی اس میں کسی قسم کی بھی کمزوری باقی نہیں تھی جس سے شیطان یا دنیا فائدہ اٹھا کر نجات کے کام میں رکاوٹ ڈال سکے جو کچھ روح القدس نے نادیدہ طور پر یسوع مسیح کے مجسم ہونے کے لئے کیا تھا اسی طرح اس زمین پر اسے جاری رکھنے کے لئے مقدس یوسف چنا گیا تھا۔ اور وہ اس کام کو اس طرح پورا کرتا ہے کہ وہ مبارک کنواری ماں جو اس کے ہاتھ میں سونپی گئی اس نازک بچہ کو پورے آرام کے ساتھ پال سکتی ہے اور وہ بچہ عمر حکمت اور فضل میں خدا اور آدمیوں کی نظروں میں بڑھتا گیا۔

عام طور پہ عبرانی یوسف جو مصر میں فرعون کا وزیر اعظم ٹھہرایا گیا تھا اور جس نے تمام دنیا کو سات برس کے قحط سے بچایا اسی طرح عہد جدید کے یوسف نے تمام انسانوں کے لئے حضرت مریم اور بچے یسوع کو محفوظ رکھ کر دنیا کو بربادی اور روحانی قحط سے بچایا جس طرح فرعون لوگوں کو کہتا تھا کہ یوسف کے پاس جاؤ جب ان لوگوں کو صلاح اور مدد کی ضرورت ہوتی تھی۔ اسی طرح نئے عہد میں یہی اعلان ہوا۔ جب حضرت مریم اور بچہ یسوع اس کے ہاتھ میں سونپے گئے کیونکہ اگر بچہ یسوع اس زمین پر اس کا تابعدار تھا تو یہ نہیں ہو سکتا کہ آسمان پر جانے کے بعد اسکی خواہش کا احترام نہ کرے۔ اس کے علاوہ جب ہم یہ بھی خیال کریں کہ بادشاہوں کے بادشاہ نے اپنے آپکو مقدس یوسف کے ہاتھ میں سونپا تھا یقیناً اس کا درجہ آسمان پر بھی بہت بڑا ہوگا۔ اور ہمارے لئے اس کی تعظیم مفید ہوگی اس کے بارے میں مقدسہ تریزیہ لکھتی ہیں کہ "مجھ کو کوئی ایسا واقع یاد نہیں جس میں میں نے مقدس یوسف سے مدد مانگی ہو اور میری درخواست قبول نہ کی گئی ہو۔ وہ بڑے فضل جو خدا نے ہمیں ان کے ذریعہ بخشے اور وہ تمام روح و جسم کے خطرات جن سے ہمیں اس نے بچایا وہ حقیقتاً نہایت دلکش ہیں دوسرے اشخاص جنکو میں نے مقدس یوسف سے سفارش کی صلاح دی تھی ان کا بھی یہی تجربہ ہے"

مقدس الفیلنس کہتا ہے کہ "میں اس مقدس کو بہت

بڑی تعظیم دیتا ہوں کیونکہ میں نے تجربہ کیا ہے کہ وہ خدا سے بہت کچھ حاصل کرتا ہے بہت برسوں سے اس کی عید پر میں اس کی سفارش سے کوئی خاص فضل مانگتا ہوں اور میری درخواست ہمیشہ قبول ہوئی اس لئے کہ ہم سب کو ایکدن مرنا ہے چاہیئے کہ ہم سب مقدس یوسف کی تعظیم کریں وہ مرنے والوں کا خصوصی حامی ہے۔ کیونکہ وہ اپنے عزیزوں کو خوشی اور ایسی نیک موت دلوانا چاہتا ہے جو اس نے اپنے آخری وقت میں یسوع اور مریم کے درمیان محسوس کی ۔ اس سے زیادہ بڑی خوشی کونسی ہو سکتی ہے کہ ہماری زندگی کے سب سے خطرناک موقعہ پر ہمارے سرہانے یسوع ، مریم اور یوسف موجود ہیں اور وہ خود ہماری روح لیکر تخت خداوندی کے سامنے پیش کریں۔

اس ماہ مئی کی یکم کو کلیسیا ہمارے سامنے مقدس یوسف کو بطور مزدور پیش کرتی ہے دنیا میں مال و دولت کی وجہ سے انسان خدا سے دور ہو کر مادہ پرست ہو جاتا ہے۔ ایسے آدمیوں اور جانوروں کے بیچ میں معمولی ہی سا فرق رہ جاتا ہے۔ ان لوگوں کو اپنی اونچی ذات یاد دلانے کے لئے آنے والی زندگی کی خوشیوں کی اور دھیان دلانے کیلئے یہ سیدھا سادہ نمونہ ایک عمدہ نمونہ ہے۔ حالانکہ خداوند یسوع مسیح اپنے اختیار سے مقدس خاندان کی ضرورت کے لئے ہر چیز پیدا کر سکتا ہے تو بھی وہ ہمارے نمونہ کیلئے چاہتا ہے کہ یوسف کام کریں اور ساتھ ساتھ یسوع مسیح بھی دکھایا جاتا ہے جو اپنے ہاتھ میں آری ہتھوڑی لے کر اپنے مزدور محافظ کا ہاتھ بٹاتا ہے۔ حضرت مریم کو بھی ان دونوں کے ہمراہ گھریلو کاموں میں مشغول دکھایا جاتا ہے دنیا کے مزدوروں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ان کی محنت کا مقصد روپیہ ہی نہیں ہے۔ جو ان کو مہینے کے شروع میں ملتا ہے۔ بلکہ خدا کی مرضی پوری کرنا اور محنت سے دنیا کے سامنے اپنے ایمان کا ثبوت دینا، مصروف رہنے کے سبب ہر قسم کی آزمائش سے بچنا اور اس طرح اپنے گناہوں کا کفارہ دیتے ہوئے اپنی روحانیت میں اضافہ کرنا اور ایسی خزانہ جمع کرنا جس میں کیڑا یا زنگ کا گذر نہ ہو سکے۔"

شمشیرِ خارا شگاف

(((قطعاتِ پریشاں)))

از قلم ماسٹر فلپ ایل ڈین کھنہ دینا خورد

لوگ کہتے ہیں گھبراؤ نہیں، کبھی بگڑی بھی سنور جاتی ہے
لیکن میرے اداس ہونٹوں پر، اک مسکراہٹ ابھر آتی ہے
"یہ لوگ بھولے ہیں یہ کیا جانیں بھلا تلخیٔ زمانہ
لگا جو داغ کبھی تو پھر کب وہ نزہت نظر آتی ہے"

(۲)

ہم نے خدا نے سچ ہے پہچانی کو بہ کو
دم سے ہمارے برپا ہے برپا طغیانی خوشبو
ورائے حد خیال پہنچا بھلا ہے کون؟
لیکن ہے اوج چرخ سے بالا یہ لہو

(۳)

ہم لے کے اٹھے جو عزم محکم
خم خانۂ گردوں میں ہوا پیدا تلاطم!
یک لخت یہ اپنے تھی بجلی گری
مسخر کرے کیا باطل کا طلسم؟

(۴)

ہم کو ڈراتے ہیں فلک بوس یہ ایواں
ہم کو کیا سمجھیں یہ پاگل و ناداں
اپنے جرنوں کو فرعون پڑے ہیں
کیا ان سے بھی قوی ہیں یہ آج کے بلواں؟

(۵)

تو کیا سمجھے مری عظمت یکتا؟
اللہ کو کئی میں نے تو میرا عطا
ظلمتِ شبِ تار میں ہوا ہیں ہی منور
تن خاک کی خاطر کی جان فدا

ثنائے حق

سرور ازام تسری

میں یتیم ہوں تو مقیم ہے میں غنیم ہوں تو غفور ہے
تو رحیم ہے تو کریم ہے تو سلیم ہے تو عظیم ہے
جو وہ نور کی تنویر ہے مولا تیری تصویر ہے
تو حبیبِ مولا مجیب ہے ترا نام شاہِ صلیب ہے
تو شہہ جو خلد و ادم بھی ہے تو شہہ وہ فضل و کرم بھی ہے
ترا نام شاہِ انام ہے ہر کام تیرا مدام ہے
تو ہے ساکنِ عرشِ بریں تیری ذات ہے پردہ نشیں
میرا جام جانِ رواں ہے تو میری زندگی کی اماں ہے تو
ترا جیتا لحد سے مگر تیرا معجزہ ہے یہ سر بسر
کرے عدن میں جو بپا حشر وہ عدوئے زن و بشر مگر
تو طبیب ہے ہر مرض کا مدعا ہے تو ہر غرض کا
ترا اپنا سب کے قریں قریں ترا ہونا ہر ہر جا مکیں
پُر ضو نگیں، نورِ مبیں کوئی مثل تیرے نہیں کہیں
میرے دل میں عیسیٰ تو آ ذرا آنکھوں میں میری سما ذرا

میں سقیم ہوں تو حکیم ہے میں خصیم تو غفور ہے
تو ندیم ہے تو نسیم ہے تو شمیم خلق و شعور ہے
تو وہ مالک تقدیر ہے جو ظہیر ہے وہ ظہور ہے
بے نصیب کا تو نصیب ہے تقدیر کا مقدور ہے
تو شہہ تو بیت اللحم بھی ہے ترا سینا ترا ہی طور ہے
تو لقا ہے جام دوام ہے جو بشر پیئے مخمور ہے
تو منارۂ نوری ہے بالیقین دنیا میں ترا ہی نور ہے
میری دنیا تو ہے جہاں ہے تو میرا عشقِ المغہو ہے
نہ رہا حشر کا کوئی خطر لے بشر رہائی قصور ہے
تڑپا کے سالارِ سقر کیا خجل اُس کا فتور ہے
تو ہے فدیہ میرے قرض کا ترا ہر زبان پہ ذکور ہے
اُس دل میں رہتا ہے آفریں جو وہ دل گناہوں سے چور ہے
تیرے نور سے اتو رنگیں میری سرزمیں مستور ہے
مجھے جام عرفاں پلا ذرا کہ وہ زندگی کا سرور ہے

کیوں کرے نہ وہ حمد و ثنا رشتنا ہے تو جس کی دعا!
وہ سرور ہے بندہ تیرا ہر حال میں مشکور ہے!

کیا بدکار فطرتی طور پر ہی بدکار ہوتا ہے؟

(نفسیاتی تجربہ و تجزیہ)

از جناب ماسٹر فلپ ایل ڈین کھوکھر (پاکستان)

ہمارے معاشرے میں یہ خیال عام ہے کہ "بدکار لوگ فطرتی طور پر ہی بدکار ہوتے ہیں" حالانکہ نفسیاتی مشاہدہ اس کی قطعی نفی کرتا ہے چونکہ نفسیاتی نقطۂ نظر سے کسی بھی جاندار کی فطرت بذاتِ خود نہ بد ہے نہ نیک غرض اس کی پیدائشی اور استواری کا دارومدار کلیتہً فضائے ماحول اور سوسائٹی پر ہے، بالفاظ دیگر جس جاندار کو جیسے ماحول میں آنکھ کھولنے کا موقعہ نصیب ہوتا ہے اس کی طبیعت میں اسی ماحول کے تاثرات شامل ہوتے ہیں اور اسے جیسی سوسائٹی میں نشست و برخاست کا موقعہ ملتا ہے اس کا کردار ویسے ہی قالب میں ڈھل جاتا ہے۔ آپ نے بھی یہ مشاہدہ کیا ہوگا کہ بچوں کو بھلی سوسائٹی میں بیٹھنے کا اتفاق ہوتا ہے وہ بڑے ہو کر اپنی سوسائٹی ہی کے اشتہار ثابت ہوتے ہیں یعنی جن بچوں کو بھلی سوسائٹی میں بیٹھنے کا اتفاق ہوتا ہے وہ بڑے ہو کر ہم کو نیک زاہد و متقی یا عوام کے من پسند افراد کی شکل میں دکھائی دیتے ہیں لیکن اس کے برعکس جن بچوں کی سوسائٹی بچپن میں بری ہوتی ہے وہ چور اچکے زانی یا دیگر تخریب پسند عناصر ہی ثابت ہوتے ہیں۔ اس نفسیاتی مسئلہ کی مزید تشریح کے لئے میں آپ کو اپنا ذاتی تجربہ و تجزیہ عرض کرتا ہوں۔ جو کہ کافی دلچسپ ہے اور امید ہے کہ یہ مسئلہ ہذا کی تفہیم و تفہیم کے علاوہ آپکو تفریح کا سامان بھی مہیا کرے گا۔ ملاحظہ فرمائیے۔

آج سے چند سال پیشتر کا تذکرہ ہے کہ ہمارے مدرسہ میں ہمارے اسکول کی ادبی مجلس نے ایک مجلس مذاکرہ کا اہتمام کیا مجلسِ مذکورہ میں زیر بحث امر ایک انگریزی ناول کے مصنف کا پیش کردہ نقطۂ نظر تھا جس کا ملخص متن حسب ذیل تھا۔

ایک بہت بڑا زمیندار تھا کہ جو تنہائی پسند واقع ہوا تھا اُس نے اپنی طبیعت کے مطابق دُنیا کے شور و شغب سے دُور اپنے لئے ایک بے نظیر بنگلہ بنوا رکھا تھا اس بنگلہ میں زمیندار موصوف اپنی خوبصورت بیوی۔ مالی اور باورچی کے ساتھ رہا کرتا تھا اس نے اپنی عادت کے مطابق اپنے دونوں نوکروں کے مکان ... ... بھی اپنے بنگلے سے تقریباً ایک فرلانگ دُور بنوا رکھے تھے تاکہ ان کا شور و شغب بھی اُس کی طبیعت کے لئے گراں ثابت نہ ہو سکے۔ اس نے علیحدہ اُسکے کمرے اور اس کی بیوی کے کمرے میں بھی کوئی ڈیڑھ سو فٹ کا فاصلہ حائل تھا اور یہ اپنی بیوی سے بھی صرف چوبیس گھنٹوں میں کوئی ایک آدھ گھنٹہ کی ہی رفاقت کیا کرتا تھا۔ باوجودیکہ اُس کی بیوی کو بھی اپنے خاوند کی یہ عادت کافی گراں گذرتی تھی لیکن چونکہ وہ صرف اپنی خوبصورتی کی وجہ سے ہی ایک غریب خاندان سے بیاہ لی گئی تھی۔ اس لئے وہ اپنے احساس کمتری کی وجہ سے اپنے خاوند سے اس مرویّہ کے خلاف احتجاج کرنے میں بھی معذور تھی۔ ہاں البتہ اس ظلم نے اُسکو اندر ہی اندر گھلا کر دق کی مریضہ ضرور بنا دیا تھا، اور اُس پر یہ ظلم اس وقت از خود ہی ہو گیا کہ جب وہ اپنے وضع حمل کے وقت خود شدتِ درد زہ کا یارا نہ رکھتی ہوئی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے عدم کو سدھار گئی لیکن خدا کی قدرت دیکھئے کہ زچہ تو راہی ملک عدم ہو گئی لیکن بچہ صحیح و سالم رہا اور اُس بچے کو اسکے والد نے ہسپتال میں داخل کروا دیا اور جب یہ کوئی سال بھر کا ہو گیا تو اُس کے والد نے اس کی تربیت کے لئے ایک گونگی دایا کو مقرر کر دیا تاکہ وہ صرف بچے کی پرورش ہی کر سکے اور اُسے بیکار کی باتوں سے دق نہ کر سکے اور جب بچہ دو سال کا ہو گیا تو گونگی دایا کو بھی رخصت کر دیا گیا تاکہ بچہ نطق سے ہی محروم نہ رہ جائے اب یہ بچہ مالی اور باورچی کے رحم و کرم پر تھا جو کہ اپنے کام کی

کثرت کیوجہ سے بچے کو بہلانے کے لئے زیادہ وقت نہ دے سکتے تھے لیکن چونکہ بچے لاڈ پیار کے ہوتے ہیں لہذا جب بچے اپنے والد کی طرح نوکروں کو بھی سرد مہر پایا تو اُس نے اپنا دل بہلانے کے لئے کیڑوں کو چاقو سے کاٹ کر اُن کا تماشا دیکھنا شروع کر دیا جب اس کھیل سے اُکتا جاتا تھا تو وہ جھاڑو یا کسی اور چیز سے مکھیوں کو مارنا شروع کر دیتا جب اس سے تنگ جاتا تو پھلواری میں جا کر چیونٹیوں کو ضائع کرتا پھرتا۔ لیکن ان سب چیزوں میں سے زیادہ پسند اُسے کٹے ہوئے کیڑوں مکوڑوں کا کلبلانا تھا وہ ان نیم بسمل جانداروں کو تڑپتے ہوئے دیکھکر بہت خوش ہوتا تھا اور ایک قسم کی تسکین محسوس کرتا۔ شاید وہ خود پر ہوتے ہوتے ظلم کا یوں انتقام لیکر اپنے آپکو مطمئن کرنا چاہتا تھا۔ چھ سال کی عمر تک مذکورہ بچے کی گفت عادت تقریباً تقریباً اس کی فطرتِ ثانیہ بن چکی تھی کیونکہ اب اُس نے اپنے دونوں نوکروں کو بھی زچ کرنا شروع کر دیا تھا۔ اسی اثنا میں زمیندار نے اپنے بچے کو زیرِ تعلیم سے آراستہ کرنے کے لئے شہر میں اسکول کے بورڈنگ میں داخل کروا دیا لیکن اپنے ایامِ طالب علمی میں بھی وہ بچہ اپنے ہمجولیوں کے لئے آفت کا پرکالہ ہی بنا رہا۔ تقریباً تمام بچے ہی اُس سے کتراتے تھے۔

فارغ التحصیل ہونے پر مذکورہ لڑکا اپنی ایک ماموں زاد بہن پر ریجھ گیا۔ لہذا اُس نے اپنے والد کی اجازت طلب کئے بغیر ہی اُس سے شادی کر لی۔ باوجودیکہ لڑکے کا باپ اپنے بیٹے کے احوال سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتا تھا لیکن پھر بھی اُسے اپنے بچے کی اس بے نیازی سے بہت دھچکا لگا مگر اپنے اس صدمے کو بھی وہ اپنی عادت کے بموجب اپنے بیٹے پر ظاہر کرنے سے قاصر رہا۔ اور اندر ہی اندر سلگتا ہوا کوئی ایک سال کے عرصہ میں ہی لقمۂ اجل بن کر معدوم ہو گیا۔ ادھر بیٹے کی اپنی بیوی سے بگڑنی شروع ہو گئی چونکہ بیٹے کی عادت وہی بچپن والی ہی تھی اور اگر اُسے کبھی اپنی بیوی پر پیار بھی آتا تو وہ اُسے چٹکیاں کاٹتا جو چیز ہاتھ میں ہوتی اُسے چبھو دیتا بیوی تو اُس کی ان بیہودہ عادتوں سے تلملائی لیکن وہ کھڑا مسکراتا ہوا اُس کے اس تلملانے سے محظوظ ہوتا رہتا

آخر ایک دن اُس کی بیوی نے اُسے واشگاف الفاظ میں جتلا دیا کہ اُسے اس کی ان عادات بد سے قطعی نفرت ہے لہذا اگر وہ ان سے باز نہ آیا تو وہ اُس سے علیحدگی اختیار کرنے پر مجبور ہو گی۔ لیکن وہ اپنے وعدہ کے باوجود اُسے بیکار میں کلپانے سے باز نہ آسکا۔ جس کے نتیجے کے طور پر اس کی بیوی نے اُس سے علیحدگی اختیار کر لی۔ بوقت علیحدگی مذکور لڑکے کی بیوی حاملہ تھی اور جس کے نتیجے میں ایک ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اپنی بیوی کی علیحدگی کا ملال لڑکے کو کافی سے زیادہ تھا جس کی بناء پر وہ کئی مرتبہ اُسے منانے کیلئے اپنے سسرال بھی گیا لیکن اس کی بیوی اُس سے اسقدر رنجیدہ تھی کہ اُس نے اس کے گھر آنے سے صاف انکار کر دیا اور مشورہ دیا کہ وہ اُس کا خیال اپنے دل سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نکال دے اور اگر وہ بیوی کے بغیر نہیں رہ سکتا تو وہ بصد خوشی دوسری شادی کر لے۔ اُدھر جب لڑکا یعنی امیر زادے کا بیٹا کوئی دو سال کا ہوا تو اُس نے بھی اپنے باپ کی طرح چیونٹیوں اور کیڑوں مکوڑوں کو ذبح کر کے اُن کا تماشہ دیکھنا شروع کر دیا۔ ماں نے بہتیری کوشش کی کہ وہ اس عادت سے باز آئے۔ لیکن جب اُس نے دیکھا کہ وہ بھی بڑا ہو کر بالکل اپنے باپ کی طرح ظالم ہی نکلے گا۔ تو اُس نے اس نسل کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر دینے کے قصد سے اپنے بیٹے کو بھی ذبح کر ڈالا اور اُس کے باپ کو بدیں الفاظ پیغام بھجوا دیا کہ!

"میں نے ظالم زادے کو یعنی تمہارے بیٹے کو بھی اُسی طرح ذبح کر دیا ہے کہ جس طرح وہ چیونٹیوں اور کیڑوں وغیرہ کو ذبح کیا کرتا تھا تاکہ میری طرح اور بھی کوئی تمہاری نسل کے اس جور کا نشانہ نہ بن سکے" (حفظ بالغیب)

یہ پیغام پڑھکر پہلے تو امیر زادہ کو بہت غصہ آیا لیکن مابعد وہ خود ہی سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ واقعی میں اسقدر برا ہوں کہ میری نسل کو بالکل ہی ختم کر دینا چاہیے؟ وہ ابھی اسی سوچ میں اُلجھا ہوا تھا کہ اُس کے بنگلے کے دروازے پر دستک ہوئی معاً اُس کی بیوی اس کے ذبح شدہ بیٹے کو اپنی گود میں اٹھائے ہوئے اندر داخل ہوئی اور ایک قتل کر دینے کے باوجود اُسکی

بیوی پر ایک اطمینان سا تھا اور اپنے بیٹے کو ذبح کر دینے پر بھی اُس عورت کی آنکھیں آنسوؤں سے بے نیاز تھیں اپنے خاوند کے سامنے آکر اُس نے بچے کو اپنے خاوند کی گود میں ڈال دیا اور بولی! "یہ تو اپنی سوغات اور اب میں اپنی رُوح کو شانت بنانے کے لئے بھاگنے جا رہی ہوں۔ خدا حافظ"

خاوند اپنے بدلوح بچے کو دیکھکر ایک دفعہ تو سر سے پاؤں تک لرز گیا۔ لیکن اس میں اتنی بھی ہمت نہ تھی کہ اس کار ناجائز کے لئے اپنی بیوی سے باز پرس ہی کر سکے اور نہ ہی وہ اُسے جانے ہی سے روک سکا۔ وہ کتنی دیر تک سر تھامے اپنے مقتول بیٹے کو دیکھتا رہا اور اُس کی آنکھیں ساون بھادوں کی طرح برستی رہیں۔ اتنے میں پولیس اُس کی بیوی کو ہتھکڑی لگائے دوبارہ اُس کے بنگلے پر آوارد ہوئی تاکہ وہ اپنی تحقیقات کو پوری کر کے اس کی بیوی کا چالان کر دے۔ آہنی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہونے کے باوجود اس کی بیوی کا چہرہ کمال اطمینان و شکیب سے شرابور تھا گویا اُس نے کوئی بہت ہی بڑا نیک کام کیا ہے۔ اپنی بیوی کے سکون و اطمینان کو دیکھکر امیرزادے کا دل ہمدردی سے پسیج گیا اور وہ خود کو دل ہی دل میں ملامت کرنے لگا کہ اُس کی ناز یبا عادت ہی نے اُس کے بچے کو بدلوح اور اُس کی بیوی کو سلاسل بدست بنایا ہے اور اُس نے عہد کر لیا کہ وہ اپنی بیوی کو ہر قیمت پر بچائے گا۔ اور اپنی عادت بد کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ دے گا۔

قصہ مختصر اُس نے اپنے بیان میں اپنی بیوی کے تضاد کے باوجود پولیس کو بتایا کہ اُس کے ناز یبا جور و ستم سے اُس کی بیوی حواس کھو بیٹھی ہے جس کی بناء پر اُس سے یہ فعل سرزد ہو گیا ہے اور اس امر کا ثبوت مہیا کرنے کے لئے اُس نے ایک ڈاکٹر کو دو لاکھ روپے کی رشوت بھی دی نتیجہ میں اُس کی بیوی کو رہا کر دیا گیا اور اُس نے اُس سے بدل و جان معافی مانگی اور دوبارہ اپنی زوجیت میں قبول کر لیا۔ اور آئندہ اپنی بیوی کو کبھی بھی شکایت کا موقعہ نہ دیا۔

مذکورہ نقطۂ نظر کے متعلق ہر مذاکر ایک مختلف رائے رکھتا تھا کہ "ہر بدکار فطرتی طور پر ہی بدکار ہوتا ہے"

لیکن میں امیرزادے کے بیٹے کے مذکورہ سے انحراف برتتے ہوئے تمام مذاکرین کے قائم کردہ کلیہ سے اختلاف کرتا تھا چونکہ میرے نفسیاتی مشاہدے اور تجربے کے نقطۂ نظر سے مذکورہ مصنف کا گفتہ واقعہ حقائق سے قطعی بعید تھا۔ جس کے پیش نظر میں مصنفِ موصوف کو ایک گمراہ شدہ ماہر نفسیات گردانتے پر مجبور تھا۔ لیکن بقیہ تمام مذاکرین اپنے قائم کردہ کلیہ کے مطابق میرے نظریہ سے اختلاف رکھتے تھے باوجودیکہ وہ میرے تمام پیش کردہ دلائل و براہین سے خود بھی متفق تھے۔

فی الجملہ پوری مجلس مذاکرہ نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم جب آپ کے نظریہ کو بدل و جان قبول کرنے کے لئے تیار ہیں کہ آپ اپنے نفسیاتی عقیدے کے مطابق کسی بگڑے ہوئے شخص کی فطرت کو بدل کر دکھا دیں۔ لیکن چونکہ میرا نفسیاتی عقیدہ مشاہدے اور تجربہ پر مبنی ہے۔ لہٰذا میں نے اُن کے اس مطالبے کو پورا کرنے کی حامی بھر لی اور اُن دنوں میں ایک ایسے ادارے سے منسلک تھا کہ جس کی کئی ایک شاخیں تھیں اور اُن شاخوں میں سے ایک کا میں خود بھی انچارج تھا۔ چنانچہ میں نے کہا کہ جو برانچ بھی آپکو فتنہ معلوم ہو وہ آپ میری برانچ میں منتقل کر دیں اور ایک سال کے اندر اندر آپ اُسے مجھ سے سدھرا ہوا لیں" میرا اتنا کہنا تھا کہ میری برانچ کے تمام مدرسین کو بدل کر میرے تحویل میں دیئے گئے جنہیں خبیثوں کے سردار کہیں تو بے جا نہ ہو گا۔ پہلے تو ان بد تمام خبیطالوں کو یکجا دیکھ کر میں خود بھی گھبرا گیا لیکن جلد ہی میں نے اپنے حواس کو یکجا کر کے سوچا کہ جب میرا اللہ میرے ساتھ ہے تو میں کیوں گھبراتا ہوں۔ بالاجمال میں نے اللہ کو یاد کر کے اپنے آئندہ کام کا جائزہ لے کر اُس کو انجام دینے کا پروگرام مرتب کیا۔ اور اپنے کام کے ابتدائی مرحلہ کو مذکورہ مدرسین کی فطرتوں کو پڑھنے کے لئے وقف کر دیا۔ کیونکہ میرے نظریہ اور تجربہ کے مطابق بیماری کی تشخیص کے بعد مریض کا علاج کرنا انتہائی سہل ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ میں اسکول بھر میں سخت گیر

مشہور تھا حالانکہ میں نے کبھی بھی کسی مدرس پر سختی روانہ رکھی تھی۔ ہاں البتہ یہ ضرور میری عادت تھی کہ میں کسی بھی نالستہ فرمائش یا حرکت کو گوارا نہ کیا کرتا تھا جس کی وجہ سے مدرسین میرے منہ کم ہی لگتے تھے۔ لیکن حالیہ تجربے کی نوعیت ہی علیحدہ تھی چونکہ اس وقت مجھے جن لوگوں سے کام لینا تھا وہ تو تقریباً تمام ہی راندۂ درگاہ قسم کے تھے اور انھوں نے اپنی ملازمت کے دوران میں کئی ایک ایک انچارجوں کی پٹائی بھی کر دی تھی۔ اس لئے انکو سختی سے مات دینا قطعی دشوار تھا اور میں نے اپنی ابتدائی خواندگی میں ہی پڑھ لیا تھا کہ یہ لوگ برکار میں زچ کئے جانے کی وجہ سے ہی ضدی قسم کے ہو گئے تھے کیونکہ اگر یہ فطرتی طور پر ہی کاہل الوجود یا فتنہ انگیز ہوتے تو یہ انچارجوں کے سر ہونے کی بجائے اُن کی واہی تباہی سے بالکل بے نیاز و مست ہو رہتے۔ لیکن اگر کسی شریف آدمی کو بیکار میں بُرا بھلا کہہ کر زچ کیا جائے تو وہ سر نہ ہو گا۔ اور کیا کرے گا قصہ مختصر میں نے اپنی خواندگی کے بموجب فیصلہ کیا۔ کہ نو آمدہ مدرسین کے لئے اوّل تو اُن کی طبیعت کے عین مطابق فضا کو سازگار بنایا جائے، دوم اُن کی خاطر خواہ دلداری کر کے اُن کے ذہن سے سابقہ ظلم کو محو کیا جائے تاکہ وہ اپنی رفتار رغبت ہی سے کام کی طرف متوجہ ہوں۔

بالاختصار میں نے ابتدائی چند دنوں میں تو اُن سے قطعی لاپرواہی برتی تاکہ میری سخت گیری کا خیال ہی اُنکے دل سے نکل جائے مزید برآں اس دوران میں جب بھی میں اُن سے ملتا تو انتہائی خندہ پیشانی سے ملتا۔ لیکن کوئی ہفتے عشرے بعد میں نے تمام مدرسین کی ایک مختصر سی میٹنگ بلائی اور ہر مدرس سے پوچھا کہ اُسے کوئی تکلیف تو نہیں ہے اگر ہے تو میں اُس کو دفع کرنے کے لئے بدل و جان حاضر ہوں لیکن وہ میرے اس سوال کا کیا جواب دیتے کہ جب انھیں ہر طرح کی آزادی اور راحت میسر تھی۔ اس پر میں نے مزید انھیں کہا کہ بھائیو ہم نے جو کام کرنا ہے اپنے اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کرنا ہے۔ ہمیں انسان کو خوش کرنے کی قطعی ضرورت نہیں ہے اسلئے آپ کو میری طرف سے پوری آزادی ہے کہ آپ جس طرح چاہیں کام کریں اور اگر چھٹی وغیرہ کی ضرورت ہو تو فوراً مجھے کہہ دیا کرو۔ میری اس مختصر سی تقریر پر میرے تمام نائبین کچھ مطمئن سے نظر آئے بس ازاں اگر مجھے کبھی بھی کسی مدرس کے کمرے میں جانے کا اتفاق ہوتا تو میں اس سے کام کی نسبت پوچھنے کی بجائے اُس سے اُسکی تکلیف کی بابت ہی پوچھتا جس سے وہ مجھے کچھ شرمندہ سے دکھائی دیتے۔ اور سال کے عرصہ میں جب انسپکٹر صاحب ہماری برانچ کا معائنہ فرمانے آئے تو وہ مذکورہ تمام مدرسین کے سابقہ ریمارکوں کی تحریر پر تعجب سے سوچ میں پڑ گئے اور اُن کا سابقہ ریکارڈ بھی اُن کے لئے ایک اچنبھا ہی ثابت ہوا کیونکہ اُن کے سابقہ رویّہ اور کام میں اور حالیہ میں کافی سے زیادہ تضاد پایا جاتا تھا۔ میں نے انسپکٹر صاحب کے بولنے سے پیشتر ہی کہہ دیا کہ جناب ماضی میں ان غریبوں کو بیکار میں دق کیا گیا ہے ورنہ یہ تمام تو بڑے ہی کام کے لوگ ہیں اور سالانہ امتحانات کے نتائج تو اُن کے دوسری تمام برانچوں کی جماعتوں سے ہی بڑھیا تھا اور ان مدرسین کی اس کارکردگی پر تقریباً تمام انچارج صاحبان صاحبان بھی انگشت بدنداں تھے۔ اور وہ اس امر کے قائل ہو گئے کہ واقعی فضا کے ماحول اور سوسائٹی ہی انسان کی فطرت کو بناتی اور بگاڑتی ہے۔

اُمید کہ میری یہ تحریر قارئین و ناظرین کیلئے بھی کافی سے زیادہ فائدہ مند ثابت ہو گی، لیکن نفسیاتی مشاہدہ کے وقت یہ ہمیشہ یاد رکھئے کہ بعض افراد بیکار کے لاڈ پیار سے بگڑے ہوئے ہیں اور اُنکو سنوارنے کیلئے سخت گیری اکسیر ہوتی ہے اور بعض افراد مفت میں ہی بدنام ہوتے ہیں۔ اس لئے عملی اقدام سے پیشتر یہ بات دیکھنا ضروری ہوتی ہے کہ اُن کے بگاڑ کی اصل وجہ کیا ہے؟ اور اگر ہم یہ چیز معلوم کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو ہم اپنے بیمار کا علاج بطریق احسن عمل میں لا سکتے ہیں۔ خداوند کریم ہماری عقلوں کو زیادہ سے زیادہ منوّر و درخشاں فرمائے آمین ثم آمین

کاتھولک کلیسیا کے اعداد و شمار ۱۹۶۰ء سے ۱۹۶۵ء تک

براعظم	ممالک	سال	ملک کی کل آبادی	تعداد کاتھولک کلیسیا	کاتھولک پریسٹ صاحبان
۱۔ یورپ	...	۱۹۶۰ء	۳۸۸,۲۶۷,۴۷	۲۲۹,۱۸۲,۳۲۱	۲۶۳,۶۱۳
...	...	۱۹۶۵ء	۴۰۵,۶۱۵,۹۳۲	۲۳۹,۸۹۴,۲۴۴	۲۶۳,۴۴۷
وہ ممالک جن میں کاتھولک لوگوں کی تعداد ایک کروڑ سے زیادہ ہے	اٹلی	۱۹۶۰ء	۴۹,۱۱۵,۰۲۴	۴۷,۷۷۷,۷۸۵	۴۳,۶۰۰
	...	۱۹۶۵ء	۵۰,۴۷۰,۳۲۷	۴۹,۸۹۱,۳۸۵	۴۳,۳۹۲
	فرانس	۱۹۶۰ء	۴۴,۵۸۴,۹۷۷	۳۸,۶۳۳,۴۱۴	۵۱,۰۸۹
	...	۱۹۶۵ء	۴۶,۵۹۱,۰۸۸	۴۰,۹۵۰,۴۴۳	۴۸,۳۹۷
	جرمنی	۱۹۶۰ء	۸۱,۳۳۷,۰۴۳	۲۴,۰۳۸,۰۷۹	۲۳,۱۸۲
	...	۱۹۶۵ء	۸۲,۱۹۳,۵۷۴	۲۴,۳۷۱,۰۲۳	۳۰,۸۳۶
	اسپین	۱۹۶۰ء	۲۹,۹۸۸,۲۸۱	۲۹,۸۸۷,۹۴۰	۳۳,۸۲۳
	...	۱۹۶۵ء	۳۱,۴۴۹,۷۷۵	۳۱,۱۸۱,۰۸۲	۳۶,۰۴۰
	پولینڈ	۱۹۶۰ء	۲۹,۷۴۴,۳۳۵	۱۹,۷۴۳,۳۴۵	۱۲,۴۴۵
	...	۱۹۶۵ء	۳۱,۶۷۹,۹۸۲	۲۹,۶۹۵,۳۴۳	۱۳,۸۵۹
کچھ دیگر ممالک جن میں کاتھولک لوگوں کی تعداد ۱۹۶۵ء میں پچاس لاکھ ہے۔	زیکوسلواکیہ	...	۹,۸۶۴,۷۷۷	۹,۹۰۷,۷۱۷	۷,۰۴۲
	پرتگال	...	۹,۹۴۲,۵۰۵	۸,۰۹۹,۱۰۳	۵,۰۵۴۷
	بلجیم	...	۹,۴۶۴,۹۸۱	۸,۷۷۶,۷۱۹	۱۵,۵۸۰
	آسٹریا	...	۷,۲۳۴,۰۷۸	۶,۲۱۳,۵۴۳	۶,۴۹۵
	ہنگری	...	۹,۶۲۳,۳۷۵	۶,۰۴۲,۶۸	۹,۰۳۶
۲۔ افریقہ		۱۹۶۰ء	۲۲۶,۴۷۸,۶۹۰	۲۲,۵۰۷,[illegible]	۱۴,۱۹۶
		۱۹۶۵ء	۲۶۴,۵۰۶,۲۶۸	۲۶,۳۷۳,۹۴۹	۱۶,۱۷۶
وہ ممالک جن میں کاتھولک لوگوں کی تعداد دس لاکھ ہے۔	کانگو	۱۹۶۰ء	۱۳,۹۵۷,۴۷۲	۴,۷۳۷,۱۴۲	۲,۸۰۰
	"	۱۹۶۵ء	۱۵,۸۶۷,۰۱۹	۵,۳۸۸,۳۴۷	۲۰۸۰۸
	رُوانڈا	۱۹۶۰ء	۴,۰۴۰,۲۰۲	۱,۷۳۳,۷۳۶	۵۰۲
	"	۱۹۶۵ء	۶,۴۵۲,۷۰۸	۲,۳۷۱,۲۶۸	۶۶۲
	یوگانڈا	۱۹۶۰ء	۵,۴۹۷,۰۵۹	۱,۶۳۷,۴۵۴	۵۱۱
		۱۹۶۵ء	۶,۹۰۱,۷۲۲	۲,۳۱۰,۵۷۱	۷۰۸
	نائیجیریا	۱۹۶۰ء	۳۰,۱۸۲,۰۴۳	۱,۵۹۱,۶۹۴	۷۶۴

	...	۱۹۶۵ء	۳۵,۹۱۲,۰۷۷	۲,۱۹۳,۱۰۶	۹۵۱
	انگولا	۱۹۶۰ء	۴,۸۳۶,۹۳۸	۱۴۶۰,۰۲۴	۴۲۸
	.	۱۹۶۵ء	۴,۸۰۴,۱۰۰	۱,۹۱۰,۴۶۳	۵۰۱
	ٹنگانائیکہ	۱۹۶۰ء	۹,۳۳۴,۸۶۱	۱,۳۰۶,۰۵۳	۱,۰۹۸
	.	۱۹۶۵ء	۱۰,۱۷۷,۵۱۰	۱,۸۰۹,۶۰۲	۱,۲۰۶
	دکھنی افریقہ	۱۹۶۰ء	۱۴,۲۰۷,۷۷۸	۱,۲۰۵,۹۴۹	۱,۱۹۷
	.	۱۹۶۵ء	۱۷,۴۳۵,۹۸۲	۱,۵۸۵,۶۰۷	۱,۴۵۰
	مالاگاسی	۱۹۶۰ء	۵,۱۵۰,۹۱۸	۱,۰۳۰,۱۷۳	۵۷۸
	.	۱۹۶۵ء	۵,۸۵۵,۵۹۸	۱,۲۲۴,۵۶۸	۶۶۸
	کینیا	۱۹۶۰ء	۶,۶۶۸,۹۱۷	۷۶۶,۸۰۸	۴۱۱
	.	۱۹۶۵ء	۹,۵۲۸,۲۷۸	۱,۰۹۲,۹۲۶	۵۳۱
۳- ایشیا ...	...	۱۹۶۰ء	۸۵۹,۶۳۰,۸۰۹	۳۲,۵۶۳,۴۱۴	۱۹,۷۷۵
	...	۱۹۶۵ء	۹۹۰,۰۷۲,۶۱۴	۳۸,۱۰۲,۴۹۱	۲۲,۹۳۵
وہ ممالک جن میں کاشتکار لوگوں کی تعداد دس لاکھ ہے	فلپائین	۱۹۶۰ء	۲۳,۵۱۶,۰۱۴	۱۹,۳۸۹,۳۷۹	۳,۰۴۱
	.	۱۹۶۵ء	۲۸,۳۲۹,۲۸۸	۲۳,۶۰۲,۶۷۰	۴,۲۰۸
	ہندوستان	۱۹۶۰ء	۴۱۷,۱۲۱,۵۴۵	۵,۸۰۶,۳۰۰	۶,۴۱۸
	.	۱۹۶۵ء	۴۷۵,۸۹۹,۴۲۴	۶۰,۴۰۷,۹۴۶	۸,۰۲۰
	انڈوچائینا	۱۹۶۰ء	۳۳,۴۱۳,۱۶۰	۲,۴۵۱,۷۴۷	۲,۸۱۵
	.	۱۹۶۵ء	۳۵,۹۷۹,۹۸۱	۲,۳۵۵,۴۱۷	۲,۱۸۸
	انڈونیشیا	۱۹۶۰ء	۸۶,۴۵۰,۰۰۰	۱,۲۸۹,۱۲۳	۱,۰۹۲
	.	۱۹۶۵ء	۱۰۱,۰۷۸,۷۸۶	۱,۶۹۴,۴۸۵	۱,۲۹۶
	عرب	۱۹۶۰ء	۴۴,۷۶۲,۳۳۶	۱,۲۶۰,۳۸۵	۲,۳۵۱
	.	۱۹۶۵ء	۵۰,۳۹۶,۱۷۷	۱,۳۲۲,۸۲۲	۲,۳۷۷
۴- امریکہ ...	...	۱۹۶۰ء	۳۸۴,۲۵۷,۷۶۹	۲۲۴,۶۹۴,۵۰۱	۱۰۶,۰۷۲
	...	۱۹۶۵ء	۴۲۶,۵۷۸,۶۵۲	۲۶۳,۶۰,۰۳۵	۱۱۷,۳۳۶
وہ ممالک جن میں کاشتکار لوگوں کی تعداد ایک کروڑ سے بھی زیادہ ہے۔	برازیل	۱۹۶۰ء	۶۴,۱۶۹,۱۰۴	۵۹,۱۸۷,۰۸۸	۱۰,۴۳۰
		۱۹۶۵ء	۷۸,۹۰,۵۱۶	۷۲,۲۳۳,۴۷۵	۱۱۰۳۷۵
	متحدہ امریکہ	۱۹۶۰ء	۱۷۶,۹۰۹,۵۵۲	۳۷,۴۹۶,۴۶۹	۵۳,۹۴۶
		۱۹۶۵ء	۱۸۵,۱۲۳,۱۱۱	۴۲,۵۵۴,۰۲۷	۵۹,۰۶۲

میکسیکو	۱۹۶۰ء	۳۴,۱۳۵,۴۹۵	۲۹,۹۵۶,۰۸۱	۶,۵۰۸
رر	۱۹۶۵ء	۳۷,۱۷۱,۸۶۶	۳۵,۸۲۲,۴۲۰	۷,۴۲۱
ارجنٹائن	۱۹۶۰ء	۲۱,۵۳۳,۴۴۶	۱۹,۱۳۹,۷۹۳	۴۸۰۴
رر	۱۹۶۵ء	۲۳,۲۴۶,۲۱۹	۲۰,۴۵۵,۷۳۱	۵۲۷۰
کولمبیا	۱۹۶۰ء	۱۴,۱۶۵,۴۴۷	۱۳,۸۷۶,۲۴۵	۳,۹۰۱
رر	۱۹۶۵ء	۱۸,۱۶۲,۲۴۰	۱۷,۷۱۹,۹۹۸	۴,۸۱۰
پیرو		۱۰,۲۳۸,۶۳۵	۹,۹۶۱,۸۶۵	۱۷۴۴
		۱۱,۱۶۰,۴۴۶	۱۰,۸۶۳,۲۴۴	۲۱۲۳

ان ممالک میں کاتھولک عیسائیوں کی تعداد ۱۹۶۵ء میں کناڈا = ۸,۱۴۵,۳۴۰۔ کیوبا = ۵,۹۳۱,۹۲۰، گوئٹمالا [illegible]، چلی ۷,۱۱۰,۷۷۷، ایکواڈور – ۴,۸۵۸,۴[illegible]، چالیس لاکھ سے ایک کروڑ تک ہے۔ اور وینزولہ – ۷,۷۵۸,۸۷۰۔

۵۔ آسٹریلیا ... آسٹریلیا ۱۹۶۵ء میں کاتھولک لوگوں کی تعداد ۲,۵۰۵,۱۰۳ رہا ہے۔

وہ ممالک جہاں پر کاتھولک لوگوں کی تعداد ۳ کروڑ سے بھی زیادہ ہے۔ ... ۱۹۶۵ء برازیل ۷۵,۴۳۲,۷۷۲، اٹلی ۴۹,۸۹۱,۳۸۰، فرانس ۷۶۳,۹۵۰[illegible]، متحدہ امریکہ ۴۴,۵۵۴,۰۲۷، میکسیکو ۳۵,۸۲۲,۴۲۰، جرمنی ۲۴,۷۳۸,۷۰۹، اسپین ۳۱,۱۸۱,۰۸۳ ‘‘

بقیہ ”حقیقت“ (صفحہ اوّل سے آگے)

فائدہ اٹھاتا ہے۔ اور جب ہم اپنے دلوں کو کھول دیتے ہیں اور اس میں روشنی کا گذر رہتا ہے تو شیطان کا بسیرا ایسی جگہ نہیں ہو پاتا۔ اعتراف ایک عجیب سکرامنٹ ہے اس سے کبھی نہ گھبراؤ۔ خواہ شیطان تم کو کتنا ہی کیوں نہ گھبرائے جب تم اعتراف کے لئے کسی کے سامنے ہوتے ہو تو سمجھو کہ تم کسی پریسٹ کے سامنے نہیں بلکہ خود یسوع کے سامنے اعتراف کر رہے ہو۔ جو کہ تم کو پیار کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ تمہارے زخموں کو صحت یاب کیا جائے۔“

(۱۰) – جو خاموش رہا وہ سلامت رہا۔ اور جو سلامت رہا اُس کی نجات ہو گئی۔“

نصیحت کے پھول

(جناب سہیل بیگم بی۔ اے دہلی)

(۱) – حیا عورت کا بہترین زیور ہے اور علم اس کی رونق۔

(۲) صبر وہی ہے جو پہلے صدمہ کے وقت کیا جائے۔

(۳) – شرم و حیا وہ قلعہ ہے جس میں عورت خوب اچھی طرح محفوظ رہ سکتی ہے۔

(۴) جب جاؤ پھول برساتے جاؤ۔

(۵) – بہادر قومیں باتیں کم اور عمل زیادہ کرتی ہیں۔

(۶) جو کچھ نہیں کرتے وہ تقریریں زیادہ کرتے ہیں۔

(۷) محبت کرنا اور محبت کے لئے زندہ رہنا ہماری سب سے بڑی تمنا ہونی چاہیئے۔

(۸) – بیماریاں خود نہیں آتیں، بلکہ خریدی جاتی ہیں۔

(۹) کم باتیں کرنا عقلمندی کی دلیل ہے۔

ایڈیٹر فادر امید یوسف پرنٹر و پبلشر نے ہمدرد پریس [illegible] سے چھپوا کر دفتر فضلوں کی ماں کورٹ روڈ [illegible] سے شائع کیا۔ (مذہبی پیشوا کی اجازت

رجسٹرڈ ایل نمبر 1364

ماہنامہ فضلوں کی ماں سہارنپور

مقام اشاعت کورٹ روڈ سہارنپور

سالانہ چندہ Rs. 3-50

جلد (۹) بابتہ ماہ جولائی ۱۹۶۶ء شمارہ (۷)

الٰہی رحمت کا شکریہ

"تیری بادشاہی آئے"

جناب بابو ایڈورڈ دیوان
تریفنہ نگر دھاریوال

خداوند نے ہم پہ کی رحمت بڑی ہے — بخشی اپنی خدمت جو اعلےٰ کھری ہے
دھیان ہماری غریبی پر لگایا ہے — میری بیکسی پر واہ واہ ترس کھایا
دولت روحانی سے جھولی بھری ہے

التار کی خدمت میرے دلکو بھائے — بچپن سے چرنی اور التار سجائے
ہمارا بیٹا یارب قرباں چڑھائے — برّہ خدا کا یسوع خود آئے
شروع سے تمنا دلوں میں بھری ہے

بزرگ فادر الورسٹ سے بپتسمہ پایا — پہلی پاک شراکت فادر کنکارہ آیا ہے
بزرگ بشپ روجرے استحکام پایا — پیارے فادر لارنس سیمنری میں بھیجایا ہے
ذمہ واری بزرگ بشپ البن بھرڈی ہے

سینٹ پال سیمنری لکھنؤ پاس کرکے — سینٹ جوزف سیمنری الہ آباد پڑھ کے
کہانت کا کورس پورا خوب کرکے — کاہن کا عہدہ ملا سیڑھی چڑھ کے
پنجابی بچوں کی دلیری بڑھی ہے

یسوع نے ہماری نالائقی دبا کر ہے — اپنی خوبی سے ایس قابل بنا کر
اپنے خدمتگاروں میں ہمکو ملا کر — چھوٹے درجے کی خدمت مجھ سے کر کر
بڑی خدمت میرے بچے میں بھری ہے

شکر ہم کرتے ہیں ہر دم خدا کا — دل و جان سے عمل کریں گے دعا کا
گاتے رہیں گے گیت حمد و ثنا کا — یسوع نے ہمیں بخشا کل قرضہ خطا کا
میری خدمتی شاخ کردی ہری ہے

شہیدانِ یوگنڈا (قسط پنجم)

از جناب فادر امیدیوس او۔ ایف۔ ایم۔ کیپ
سہارنپور

جوزف مکاسہ کی شہادت کی خبر نے مشنری لوگوں کے دلوں کو چھید دیا تھا وہ اپنی جان دینے سے تو نہ گھبراتے تھے۔ لیکن انھیں جو فکر دامنگیر تھی وہ تھی مسیحی جماعت کے افراد کی اُن کی خواہش تھی کہ اس چھپتے سے گلے کو منتشر نہ ہونا پڑے۔ بہت سے متلاشی مشن احاطہ میں آکر بپتسمہ کیلئے درخواست کرتے تھے۔ کیونکہ یقین تھا کہ اب اُن کی شہادت کا وقت بھی نزدیک آپہنچا ہے۔

جوزف کی شہادت کے بعد چارلس لوانگا۔ یعقوب لوزا بالیاو۔ برونو سیرو گاما۔ اکیلے والو کا۔ جوزف سنگیرا وغیرہ نے آکر مشنری لوگوں کو مطلع کیا تھا کہ بادشاہ نے بڑی بڑی آگ کی بھٹیاں تیار کروائیں ہیں تاکہ مسیحیوں کو جلا دیا جائے۔ اور بادشاہ کی خواہش ہے کہ تمام مشنریوں کو اُن کی مملکت سے باہر نکال دیا جائے۔

مشنری لوگوں نے ان نوجوان درباریوں کو بپتسمہ کا سیکرامنٹ دیا تاکہ اُن کی غیر حاضری نہ ہو۔ اور اُن سے باز پرس نہ کی جائے لیکن بپتسمہ کے بعد یہ نوجوان اتنے خوش اور پُر جوش ہو گئے تھے کہ اُن کے لئے اپنی خوشی کو چھپانا ممکن نہ تھا۔ یہاں تک کہ اُنھوں نے محل میں جاتے ہی ایک دربار کے اعلیٰ افسر کو اپنی خوشی کا سبب بتایا۔ یہ افسر بھی اُن کی خوشی سے اتنا متاثر ہوا کہ خود بھی تمام خطرات کی پرواہ کئے بغیر مشن ہاؤس کی طرف دوڑا گیا تاکہ بپتسمہ کا سیکرامنٹ حاصل کرے۔ اور اس دور میں کسی سے چھپے نہ رہے۔

ان سب واقعات کے باوجود فادر لورڈل کی شاہی محل میں نشست و برخاست بدستور رہی۔ گو جوزف مکاسہ کی شہادت کے بعد محل کے نوجوانوں کا حاکم اب ایک مسلمان نوجوان تھا جو بھانگ کے نشہ کا بھی عادی تھا۔ اور بادشاہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے وہ مسیحی نوجوانوں سے اچھا سلوک نہ رکھتا تھا اور تاک میں لگا رہتا تھا کہ کس طرح بادشاہ کا غضب ان کے خلاف بھڑکایا جائے۔ یہاں پر بھی مسیحی نوجوان اور نو مرید بلا تامل اپنے ایمان کی مضبوطی میں لگے رہتے اور نڈر ہو کر مسیحیت کو قبول کرنے کا نتیجہ برداشت کرنے کو ہمیشہ تیار رہتے۔ مثلاً شہیدوں میں بھی ایک خاص قسم کا جوش تھا اور وہ روزانہ جوق در جوق مشن ہاؤس چلے آتے۔ تاکہ بپتسمہ کا سیکرامنٹ حاصل کریں۔ خواہ اس کے بعد انھیں جامِ شہادت ہی کیوں نہ پینا پڑے۔

بہت سے لوگ فادروں کے پاس آکر انھیں خطرات سے آگاہ کرتے۔ لیکن یہ فادر صاحبان ہمیشہ اُن سے کہتے کہ بھلا خبردار ہونے سے کیا حاصل۔ اس فانی جسم کو بچانے سے تو بہتر ہے کہ آسمان پر جامِ شہادت پیتے ہوئے چلے جائیں۔ اس پر مسیحی اور دیگر نو مرید لوگ بھی باہمت ہو کر کہتے کہ ہم بھی آپ کے بغیر کس طرح رہ سکتے ہیں۔ جوزف شہید ہوا۔ چارلس لوانگا بھی اُسی کے نقش قدم پر گامزن ہے اگر ہم بھی اُسی راہ پر چلیں تو کتنی مسرت کا مقام ہوگا۔ فادر لورڈل کی بھی یہی خواہش تھی کہ کاش ایسا موقعہ میسر آئے جبکہ وہ خداوند کو اپنی محبت کا ثبوت اپنی جان کی قربانی سے دے سکیں۔

۷ تاریخ کو فادر لورڈل کو شاہی محل میں طلب کیا گیا۔ اور اُن سے اُس دوائی کی گولی کی بابت پوچھ گچھ کی گئی۔ انھوں نے کہا کہ میں خود اُس دوا کو آپ کے سامنے ہی کھا سکتا ہوں۔ اس سے اُنکا مطلب تھا کہ وہ ثابت کر سکیں کہ جو دوا انھوں نے موانگا بادشاہ کو دی تھی وہ بالکل بے زہر اور فائدہ مند تھی چونکہ بادشاہ خود بھی اس بات کی اصلیت سے واقف تھا اس لئے اُس نے معافی مانگتے ہوئے کہا کہ میری بیماری کا سبب کچھ اور تھا۔ گو یہ بات رفع دفع ہو چکی تھی۔ لیکن وزیر اعظم ہمیشہ بادشاہ کے کان بھرتا رہتا اور صلاح دیتا کہ اُن سب کو قتل کروا دیا جائے۔ جنھوں نے مسیحیت کو قبول کر لیا ہے عموماً بادشاہ وزیر اعظم کی باتوں کو ٹال دیا کرتا اور کہا کرتا کہ یہاں تو سب ہی لوگ دُعا کیا کرتے ہیں۔ درباری عہدیداران محافظ اور سپاہی سب ہی لوگ۔ اگر میں اُن کو قتل کرانا شروع کر دوں

تو مجھے اپنے ملک کے ہر فرد بشر کو قتل کروانا پڑے گا۔

فادر لوورڈل کے دربار میں آنے جانے سے بادشاہ پر اتنا اثر تو ضرور پڑا تھا کہ مشنریوں کو ملک بدر کرنے میں تاخیر سے کام لیا جا رہا تھا۔ اور مسیحیوں کے قتل کے احکامات کو بھی منسوخ کر دیا گیا تھا۔ لیکن حالات ہمیشہ ڈانوا ڈول رہتے۔ جوزف مکاسہ کی شہادت کے بعد سے ابتک چھ ماہ کا عرصہ ہو چکا تھا۔ فادر لوگ تو مریدوں کے ایمان کو اور مضبوط بنانے میں سرگرداں رہتے۔ اسی طرح جسطرح کہ قدیم زمانے کے روم کے مسیحی تہہ خانوں میں رہتے تھے۔ ویسے ہی یہاں کے لوگ بھی تہہ خانوں میں چھپکر اپنے ایمان کو مضبوط کرتے اور جام شہادت نوش کرنے کی تیاری میں لگے رہتے۔ ہر رات محل کے عہدیداران - درباری اور سپاہی سب ہی چھوٹے بڑے لوگ مشن کے چھوٹے سے گرجہ گھر میں جمع ہوتے اور سیکرامنٹوں کو حاصل کرتے تھے۔

یہ واقع جوزف مکاسہ کی شہادت کے ٹھیک بارہ دن بعد کا ہے۔ جبکہ آسمان پر عجیب قسم کے ستارے نمودار ہوئے اُن سے بادشاہ نہایت خائف ہوا۔ دراصل ہمیشہ اُسکے دماغ میں جوزف مکاسہ کے الفاظ گونجتے رہتے تھے کہ "خدا کے تخت کے سامنے پھر ملیں گے"۔ بادشاہ بے چین تو تھا ہی اُسنے چارلس لوانگا کو بلایا اور کہا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ مشن ہاؤس میں جانا سخت منع ہے؟ "اگر مسیحیوں کو دُعا کرنی ہے تو اُنھیں چاہیئے کہ وہ محل میں آکر ہی دُعا کریں"۔ چارلس لوانگا نے بادشاہ کی بات کو سمجھتے ہوئے کہا کہ آپ فادر لوگوں پر بلاوجہ الزام تراشی کرتے ہیں کہ وہ آپ کی گدی چھین لینا چاہتے ہیں، لیکن یہ بات سراسر غلط اور بے بنیاد ہے۔ کیونکہ انکا مذہب سکھاتا ہے کہ وہ بادشاہ کی خدمت وفاداری سے کریں

تب بادشاہ نے پولیس کیوانوکا کو بلوایا اور یہ معلوم کرکے کہ وہ غیر حاضر تھا نہایت غضبناک ہوا۔ اور حکم صادر کیا کہ اُس کا ایک کان کاٹ دیا جائے۔ اتنی ایذا رسانی پر بھی مسیحیوں کی تعداد میں ہنوز اضافہ ہوتا جا رہا تھا اور اب دربار کے مسیحی تقریباً "چھ سو سے بھی زیادہ ہو چکے تھے۔ وہ برابر اکھٹے ہوتے اور دُعا کیا کرتے۔ فادر لوورڈل اُن کے سامنے مقدسوں اور شہیدوں کا ذکر کیا کرتے اور اس کے ساتھ ساتھ انہیں بہشت کے جلال اور خوشی کے بارے میں بھی بتایا کرتے تھے۔ یہ لوگ اور بھی فادروں کی نزدیکی حاصل کرنے میں کوشاں رہتے۔ اور ہر طرح سے اپنی محبت کا اظہار کرتے۔

انہیں دنوں اتفاق سے نوجوانوں کا سردار جو کہ جوزف مکاسہ کی جگہ مقرر ہوا تھا، بادشاہ کی بہن سے بات چیت کرتا ہوا پکڑا گیا اور بادشاہ نے اُسے سخت ترین سزا دی یعنی بادشاہ نے جلادوں کو حکم دیا کہ اُس کی آنکھیں نکال دی جائیں اور اُس کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں۔ جب فادر لوورڈل نے یہ سب کچھ سُنا تو وہ نہایت شکستہ خاطر ہوا۔ اِس پر تمام مسیحیوں کو نہایت تعجب ہوا کہ فادر کیوں اتنے رنجیدہ ہوئے۔ تب انھوں نے لوگوں کو مسیح کی تعلیم یاد دلائی۔

"اپنے دشمنوں کو پیار کرو۔ اُن لوگوں کو جو تم سے دشمنی کرتے ہیں اُن کے ساتھ بھلائی کرو۔ اور چغلی کرنے والوں کے واسطے ہمیشہ دُعا کرو۔" اگر صرف انھیں لوگوں کو پیار کرتے ہو۔ جو تمہیں محبت کرتے ہیں۔ تو تمہیں اُس کا کیا ثواب ملے گا" فادر لوورڈل انہیں سکھایا کرتے تھے کہ مصیبت میں ہمیں ہمیشہ مسیح کا نمونہ اپنے سامنے رکھنا چاہیئے۔ جس نے اپنے جلادوں کے لئے دُعا کی اور کہا کہ، اے باپ انکو معاف کر اس لئے کہ وہ نہیں جانتے کہ وہ کیا کرتے ہیں۔ تب اُن لوگوں نے اس بات کو سمجھا کہ محبت ایمان کی جڑ ہے اور اس تعلیم کو وہ لوگ تا دم آخر یاد رکھتے رہے۔

کیتھی ایک ننھی مریضہ تھی۔ جو اپنے وارڈ سے اپنی ماں اور ڈاکٹر کی باتیں سن رہی تھی۔ ڈاکٹر کہہ رہا تھا۔ کہ مجھے اس آپریشن کے لئے کوئی فیس درکار نہیں ہے میں اس آپریشن کو

بغیر کوئی فیس طلب کئے ہی کروں گا۔ لیکن لڑکی کی ماں متعجب تھی اور کہہ رہی تھی کہ ڈاکٹر صاحب بھلا میں ایسی امید کس طرح کر سکتی ہوں جبکہ لوگ جانتے ہیں کہ آپ ایک بہت بڑے ڈاکٹر ہیں اور آپ کی فیس کم از کم پچیس پونڈ ہیں۔ ڈاکٹر نے کہا! ہاں عموماً میری یہی فیس ہے۔ لیکن یہ ایک خاص کیس ہے دراصل یہ لڑکی میری ہی کار کی زد میں آکر زخمی ہو گئی تھی۔ گو کہ اس حادثہ میں میری غلطی نہ تھی پھر بھی یہ تو ظاہر ہی ہے کہ اس حادثہ کی وجہ سے ہی یہ لڑکی اپنی بینائی کھو چکی ہے اور مجھے اس وقت تک اطمینان نہ ہوگا جبتک کہ میں اس کی بینائی کو دوبارہ نہ دیکھ لوں۔

ماں نہایت مشکور تھی اور کہہ رہی تھی کہ ہاں ڈاکٹر یہ کتنی اعلیٰ بات ہے کہ آپ اتنے مہربان ہیں۔ خدا اور مقدسہ ماں آپکو اس مہربانی کا عوضانہ دیں۔ ڈاکٹر جو خدا پر یقین نہ رکھتا تھا۔ پہلے تو ایک منٹ کیلئے خاموش ہوا پھر یوں کہنے لگا۔ آپ مجھے غلط نہ سمجھیں میں نہ کوئی خیرات کر رہا ہوں اور نہ ہی خدا کا پیارا ہے۔ جس کی وجہ سے میں یہ کام کر رہا ہوں آپ کو یہ سنکر تعجب ہوگا کہ نہ میں خدا ہی میں یقین رکھتا ہوں اور نہ ہی خیرات وغیرہ میں۔

ڈاکٹر! اسکا مطلب یہ ہوا کہ آپ دہریا ہیں؟

ہاں! لیکن اسوقت تو ہم آپریشن کے بارے میں سوچ رہے ہیں، اور اس آپریشن کا نتیجہ میرے ہاتھ کے کمال پر ہی منحصر ہے نہ کہ خدا کی مہربانی پر جسکو کہ آپ ابھی ابھی کہہ رہی تھیں۔

آہ! ڈاکٹر۔ اسی موقع پر ننھی بچی نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں وہ دونوں کی باتیں اور زیادہ نہ سننا چاہتی تھی۔ اس لئے کہ وہ خدا کی عظمت کو بخوبی جانتی تھی اور جانتی تھی کہ وہ کبھی بھی اس بات کو نہ بھول سکے گی کہ ایک انسان جو سائنس میں تو اتنی مہارت رکھتا ہے لیکن خدا کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ ڈاکٹر ہرلیسن جو خدا پر بھروسہ نہیں رکھتا وہ ڈاکٹر ہرلیسن جو خدا سے دور ہے۔ یہ سب کچھ سوچتے ہوئے اس بچی کو دلی دکھ ہوا۔ اور وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو گئی کہ یہ ڈاکٹر کتنے اندھیرے میں ہے۔ گو کہ خدا نے اسے دولت دی ہے۔ عزت و شہرت بخشی ہے۔

قریباً ایک ہفتہ پیشتر جبکہ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ کھیل رہی تھی۔ تو یکایک وہ ڈاکٹر کی کار کے نیچے آگئی۔ اور جب اسے ہوش آیا تھا تو اس نے اپنے آپکو ہسپتال میں پایا اور جب اس نے آنکھ کھولکر دیکھنے کی کوشش کی تو اس کے ہر چہار طرف اندھیرا تھا۔ اسنے اپنے آپکو قابل ترس پایا۔ جب اسے اس بات کا خیال آیا کہ اب زندگی بھر اندھے ہی رہنا ہے تو وہ بہت دیر تک روتی رہی۔ وہ سوچتی رہی کہ اب مجھے نیلا آسمان دیکھنے کو نصیب نہ ہوگا۔ یہ سنہرا سورج بھی ہمیشہ کے لئے میرے واسطے تاریک ہو گیا ہے ننھے تاروں کی خوبصورتی اور چمک سے بھی محروم ہو گئی ہوں۔ میں اپنے دوستوں، ساتھیوں، بھائی بہنوں، ماں باپ اور دیگر رشتہ داروں کی صورت بھی نہ دیکھ سکوں گی۔ اور جبکہ اسکے دماغ میں یہ خوفناک خیالات موجزن تھے۔ تو وہ اس ہیبت ناک اندھیرے سے کانپ اٹھی۔ وہ خیالات کے سمندر میں غوطہ زن اپنے سکون قلب کو کھو چکی تھی۔ تو یکایک اس کے کانوں میں ڈاکٹر کی آواز آرہی تھی جو کہہ رہا تھا۔ کہ میں خدا کو نہیں مانتا۔ اس آواز کے سنتے ہی لڑکی کا زاویہ فکر یکدم بدل گیا۔ وہ اب سوچنے پر مجبور ہو گئی تھی کہ کم از کم میرا یہ اندھاپن تو ڈاکٹر کے اندھے پن سے بہتر ہی ہے۔ میں اپنے خالق کو تو دیکھ سکتی ہوں پہچان سکتی ہوں پر یہ ڈاکٹر تو آنکھیں ہوتے ہوئے بھی اپنے پیدا کرنے والے کو نہیں دیکھ سکتا۔ وہ اپنے ساتھ ڈاکٹر کا موازنہ کرنے لگی۔ گو کہ میں آنکھوں سے اندھی ہوں۔ لیکن میرے سامنے ایک نورانی مستقبل ضرور ہے کہ ایک دن میں خدا کی بادشاہی میں شامل ہوں گی۔ لیکن یہ ڈاکٹر؟ آنکھیں رکھتے ہوئے بھی اندھیرے ... کی طرف لپکا چلا جا رہا ہے اس ننھی مریضہ کو ڈاکٹر کی حالت زار پر ترس آیا

اور ڈاکٹر کی بیچارگی پر منہ ہی منہ میں کہنے لگی بیچارا ڈاکٹر اگر یہ دیکھ سکتا۔ اگر اس کی آنکھوں کے پردے ہٹ سکتے۔ اور وہ زندگی کا حقیقی مقصد جان سکتا۔

یہ کہتے کہتے اُس پر نقاہت کا دورا پڑا۔ اور وہ خاموش لیٹ گئی۔ لیکن چند ساعت کے بعد اُس نے ارادہ کر لیا کہ وہ اُس ڈاکٹر کے لئے خداوند تعالیٰ اور مقدسہ مریم کے حضور میں دُعا کرے گی۔ میں اپنے اندھے پن کو خوشی سے قبول کر لوں گی۔ اور خدا سے کہوں گی کہ مجھے تو اندھا رہنے دے۔ لیکن ڈاکٹر ہرسین کو دیکھنے کی طاقت۔ اور مجھے عنایت کرے۔

ایکدم اُس نے اپنے ہاتھ جوڑے اور خدا سے دُعا کرنے لگی۔ "اے خداوند میری خواہش ہے کہ میرا اپریشن کامیاب نہ ہو بلکہ تو ڈاکٹر کو قوت بینائی عطا کر۔ اس اثنا میں اُس کی ماں اور ڈاکٹر اُس کے پلنگ کے پاس آ گئے ڈاکٹر نے پوچھا کیا اپریشن کیلئے بالکل تیار ہو؟ ماں نے بھی اُسے جھک کر پیار کیا۔ ننھی کیتھی نے نہایت معصومانہ انداز میں مسکرا دیا۔ لیکن کسی کو کیا معلوم کہ اس معصوم مسکراہٹ میں کتنی قربانی کا مادہ پوشیدہ ہے۔

جب کچھ عرصہ بعد اُس بچی کی آنکھوں سے پٹی کھولی جا رہی تھی تو اُس کو کامل یقین تھا کہ اس کا یہ اپریشن ضرور ناکامیاب ہوا ہے۔ وہ اپنے آپ سے بار بار کہہ رہی تھی کہ اس اپریشن کو تو ناکامیاب ہونا ہی ہے۔ لیکن جونہی اُس کی پٹی ہٹائی گئی۔ اُس کی مایوسی اور پشیمانی کی کوئی انتہا نہ رہی جب کہ اُس نے معلوم کیا کہ اسمیں قوتِ بینائی واپس آ گئی ہے اُس نے گلابی دیواریں دیکھیں اور ادھ کھلی کھڑکیاں بھی اسے نظر آنے لگیں۔ اب اُس نے اپنے پلنگ کی سفیدی کو بھی دیکھا .... اور سامنے پڑے ہوئے پردے بھی نظر آ رہے تھے۔ اُس نے وردی پہنی ہوئی اُس نرس کو بھی دیکھا جس نے ابھی ابھی اُس کی پٹیاں کھولیں تھیں اور وہ پٹیاں ابھی اُس کے ہاتھوں میں ہی تھیں۔ آخر میں اُس نے ایک ادھیڑ عمر والے خوبصورت اور دراز قد آدمی کو دیکھا۔ اُس نے سوچا یہ ہی ڈاکٹر ہرسین ہوں گے، جنہوں نے اُس کی آنکھوں کا آپریشن کیا ہے یکایک ننھی کیتھی کو ایسا محسوس ہوا۔ گویا اُسکی تمام خوشیاں مفقود ہوتی جا رہی ہیں، اُس کی نیلی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔ اور ایک آہ اُس کے منہ سے نکلی اُس کے اس غم اور تکلیف کو ڈاکٹر اور نرس نے سمجھا کہ شاید آپریشن کامیاب نہیں ہوا ہے اور اسلئے یہ لڑکی دُکھی ہے۔

لڑکی نے ایک دم اپنے دونوں ہاتھ ڈاکٹر کی طرف اُٹھا دیئے۔ جنہیں ڈاکٹر نے نہایت پیار کے ساتھ اپنے ہاتھوں میں تھام لیا۔ پھر لڑکی ایکدم بول اُٹھی۔ ڈاکٹر! میں نے اپنی قوتِ بینائی تمہارے لئے بھینٹ کی تھی۔ لیکن میں اسی طرح دیکھ سکتی ہوں جس طرح کہ پہلے دیکھ سکتی تھی۔ اور اس لئے میں دُکھی ہوں۔

دُکھی! ڈاکٹر نے لڑکی کے الفاظ کو دہرایا۔ میں سمجھا نہیں کہ تم درحقیقت اسلئے دکھی ہو کہ تمہیں تمہاری آنکھیں واپس مل گئی ہیں۔ ننھی بچی نے سمجھانے کے انداز میں کہا نہیں صرف اس کے لئے پریشان نہیں ہوں۔ میں نے اپنی آنکھیں خدا کو اسلئے بھینٹ کی تھیں تا کہ تم ہر شے کو دیکھ سکو۔ لیکن خدا نے میری قربانی قبول نہ کی۔

اب ڈاکٹر جو پہلے سے بھی زیادہ پریشان تھا۔ بولا کیا تم نے اپنی بینائی اسلئے پیش کی تھی کہ میں دیکھنے لگ جاؤں؟ لیکن میں اندھا تو نہیں ہوں۔

ہاں ڈاکٹر! آپریشن سے پہلے میں نے آپکی اور اپنی ماں کی گفتگو کو سنا تھا۔ آپ کہہ رہے تھے کہ آپ خدا پر بھروسہ نہیں رکھتے۔ اُس وقت میں نے خدا سے دُعا کی تھی کہ اے خدا میری بینائی لے لے اور ڈاکٹر کو سمجھنے کی عقل عطا کر۔ تا کہ وہ تجھے جانے اور پہچانے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم اپنی تمام زندگی تک اندھی رہنے کے لئے تیار تھیں اور چاہتی تھی کہ میں خدا پر ایمان رکھنے لگوں۔" ہاں ڈاکٹر! مگر میں تو ایک چھوٹی سی قربانی کر کے ایک روح کو خدا کے قدموں میں لے آؤں تو کتنا بہتر ہو گا۔ لیکن مجھے ایسا لگتا ہے کہ شاید خدا کو میری قربانی پسند نہ آئی ہو۔

یکایک ڈاکٹر نے اپنا منہ لڑکی کی طرف سے پھیر لیا اور

کہنے لگا۔ شاید خدا کی یہ مرضی ہو کہ تم بھی بینائی حاصل کرو اور میں بھی خدا پر ایمان لے آؤں۔

لڑکی نے کہا! ڈاکٹر میں سمجھی نہیں کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ ہاں یہ سمجھنا بھی مشکل ہے لیکن آج میں نے اپنے سامنے ایک حقیقی معجزہ دیکھا ہے۔ یعنی یہ کہ ایک انسان دوسرے انسان کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہے تاکہ دوسرا شخص خدا پر ایمان لے آسکے۔

لیکن یہ تو کوئی معجزہ نہیں ہے اتنا تو سب ہی کا لک چاہتے ہیں کہ جو لوگ خدا کو نہیں مانتے وہ خدا کے قدموں میں آجائیں۔

شاید تمہیں یہ معجزہ معلوم نہ ہو۔ لیکن اسباب نے میری آنکھیں کھول دی ہیں۔

اب ننھی مریضہ کی آنکھوں میں آنسو ایسے چمک رہے تھے گویا وہ چھوٹے چھوٹے موتی ہوں۔ ننھی بچی نے اسی وقت خدا کا شکر ادا کیا۔ یہ شکر دونوں معجزوں کے لئے ہی تھا

شادیاں بے کیف ہو رہی ہیں

از جناب پیرزادہ حقیر میرٹھی

آج کل کے میاں بیویوں میں محبت بہت کم ہوتی دکھائی دیتی ہے۔ نئے شادی شدہ جوڑوں میں محبت سے کہیں زیادہ بناوٹ اور ظاہر داری پائی جاتی ہے۔ آخر یہ کیا بات ہے" ایک میرے دوست نے مجھ سے یہ سوال کیا ہے۔ یہ ایک ایسا بڑا سوال ہے جسکا جواب کسی مختصر مضمون میں دینا بہت ہی مشکل ہے۔ لیکن پھر بھی چونکہ یہ سوال بہت اہم ہے اس کا جواب دینا نہایت ضروری ہے اس سوال کا جواب دینے سے قبل میں اُس دوست کے خط کی تھوڑی سی عبارت درج کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ یہ لکھتے ہیں:۔

"آج سے چالیس پچاس برس قبل حالت یہ تھی کہ سو میں سے ننانوے شادیاں کامیاب ہوتی تھیں اور شادی کے بعد میاں بیویوں میں بے حد محبت دکھائی دیتی تھی لیکن اس زمانہ میں وہ بات نہیں ہے۔ اول تو یہ دیکھنے میں آرہا ہے کہ ادھر شادی ہوئی اُدھر بدمزگی پیدا ہوئی۔ اور چھوٹ چھٹاوے کی نوبت آگئی حالانکہ وہ جانتے ہیں۔ جبتک دونوں میں سے ایک مر نہ جائے چھٹکارا ہونا ناممکن ہے اور اگر ایسا نہ بھی ہو تب بھی میاں بیویوں میں محبت مشکل ہی سے پیدا ہوتی ہے بلکہ آجکل کے شادی شدہ جوڑوں میں سے کہیں زیادہ ظاہر داری پائی جاتی ہے۔ آخر یہ کیا بات ہے"

میں اس بات کو تسلیم نہیں کرتا کہ اس زمانہ میں میاں بیوی میں محبت بالکل مفقود ہو چکی ہے لیکن ہاں یہ ضرور ہے کہ ایسے جوڑے بہت کم دکھائی دیتے ہیں جو واقعی ایک دوسرے کے دم و دلبانہ ہوں۔ اور میاں بیویوں ہی میں محبت کی کمی کی شکایت کیا کی جائے۔ اب اولاد کو بھی ماں باپ سے پہلی جیسی محبت نہیں رہی۔ بہن بھائیوں میں بھی گذشتہ زمانہ کی محبت نظر نہیں آتی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں دوسری ضروریات زندگی کی طرح محبت بھی اب بہت گراں اور مشکل ہی سے ملتی ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ یہ سائنس اور ترقی کا زمانہ ہے اس ترقی یافتہ زمانہ میں ہر چیز میں تصنع اور بناوٹ ہے اس لئے ہماری معاشرتی زندگیاں بھی تصنع و بناوٹ سے خالی نہیں اور محبت تصنع اور بناوٹ سے نہیں پیدا ہوا کرتی بلکہ وہ ایک دوسرے کے لئے خلوص ایثار اور قربانی سے پیدا ہوتی ہے۔ اور جب خلوص ہی نہ رہے اور ایثار کا جذبہ ہی ختم ہو جائے اور کسی کیلئے قربانی کرنا حماقت سمجھا جانے لگے تو پھر حقیقی محبت کہاں مل سکتی ہے

گذشتہ زمانہ میں مردوں کی حالت یہ تھی کہ وہ شادی سے قبل اپنی ہونے والی بیوی میں ظاہری حسن کی بجائے باطنی خوبیاں تلاش کیا کرتے تھے۔ اچھے گھرانوں اور خاندانوں کی لڑکیاں ڈھونڈتے پھرتے تھے۔ خواہ وہ شکل و صورت میں

کیسی ہی کیوں نہ ہوں۔ لیکن آج مردوں کی کیفیت یہ ہے کہ وہ لوگ پبلک کو سب سے پہلے دیکھتے ہیں۔ رنگ و روپ کے متلاشی دکھائی دیتے ہیں اور ساتھ ہی متمول گھرانوں کی لڑکیاں تلاش کرتے رہتے ہیں۔ خواہ وہ باطنی خوبیوں کے معاملہ میں قطعی کوری کیوں نہ ہوں۔

اسی طرح لڑکی والوں کی کیفیت یہ ہے کہ وہ بھی اچھے لڑکے کو نہیں بلکہ مالدار گھر کے لڑکوں کی تلاش میں رہتے ہیں اُن کو اس سے بھی بحث نہیں ہوتی کہ لڑکے کا حسب نسب بھی درست ہے یا نہیں ...... یہاں تک کہ دولت مند بوڑھوں کو وہ شریف نوجوانوں کے مقابلہ میں ترجیح دیتے ہیں۔ چنانچہ میرے علم میں ایک دو نہیں ایسی سینکڑوں کی مثالیں ہیں کہ بہت سی نوعمر لڑکیاں دولت کے بھینٹ چڑھائی گئی ہیں۔ جب شادیوں کی بنیادیں اسطرح خودغرضی پر رکھی ہوتی ہیں تو اُن شادیوں میں کیونکر کیف پیدا ہو سکتا ہے۔ اور آگے چل کر میاں بیویوں میں کیونکر محبت کے جذبات دکھائی دے سکتے ہیں۔

پھر اس زمانہ میں ایسی بھی شادیاں ہو رہی ہیں جو عشق و عاشقی کا نتیجہ ہوتی ہیں۔ یہ شادیاں سطحی اور نفس پرستی کے جذبات پر محمول ہوتی ہیں۔ اسلئے ان کا انجام بھی ہمیشہ خراب ہی ہوتا ہے۔ چنانچہ جب بناوٹی عشق یعنی جوانی کا جوش ٹھنڈا ہو جاتا ہے تو انجام سے بےخبر لڑکوں اور لڑکیوں کی ازدواجی زندگی بڑی بےکیفی کیساتھ گزرتی ہے۔

شادی ایک ایسا رشتہ ہے۔ جس میں کہ میاں بیوی کو ایک دوسرے کے لئے انتہائی ایثار اور قربانی سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ یہ رشتہ اُن ہی کے لئے شادمانی اور مسرت کا پیغام لیکر آتا ہے جو ایک دوسرے کی خامیوں پر نہیں بلکہ خوبیوں پر نظر رکھتے ہیں۔ اور جو ایک دوسرے کی غلطیوں اور کوتاہیوں کو نظر انداز کرنا جانتے ہوں۔ لیکن موجودہ زمانہ میں حالت یہ ہے کہ مرد ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر اپنی بیویوں کی کوتاہیوں کو جتاتے ہیں۔ اور عورتیں شوہروں کی خوبیوں سے کہیں زیادہ اُن کی خامیوں پر نظر رکھتی ہیں۔ ایسی حالت میں یہ رشتہ کیونکر کامیاب ہو سکتا ہے۔ اور میاں بیوی میں گذشتہ زمانہ کی طرح آپس میں غیر معمولی محبت کیونکر پیدا ہو سکتی ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ موجودہ زمانہ میں شادی وہ شادی نہیں رہی جس کے بعد دو ہستیاں اس طرح یکجا ہو جایا کرتی تھیں۔ اس زمانہ میں تو شادی بھی ایک قسم کا معاشرتی کاروبار بن گیا ہے۔ مرد چاہتا ہے کہ وہ عورت سے زیادہ سے زیادہ کیف و لطف بھی حاصل کر سکے اور خدمت بھی لے سکے۔ اور عورت چاہتی ہے کہ وہ مرد سے زیادہ سے زیادہ آرام و عشرت کا سامان فراہم کرے پھر ایسی حالت میں ازدواجی زندگیاں کیونکر پُرکیف اور خوشگوار ہو سکتی ہیں۔

میرا خیال ہے کہ اس زمانہ میں بھی شادیاں پُرکیف ہو سکتی ہیں بشرطیکہ میاں بیویوں میں ایک دوسرے کیلئے خلوص ہو، ایک دوسرے کے لئے ایثار و قربانی کا جذبہ ہو اور یہ خوبیاں جن جوڑوں میں موجود ہیں۔ اُن کی زندگیاں گذشتہ زمانہ کے میاں بیویوں کی طرح آج بھی خوشگوار ہیں ازدواجی زندگی کو خوشگوار بنانے کے لئے اور آپس محبت پیار پیدا کرنے کے لئے ہر قسم کی قربانی کی ضرورت ہے۔ اور اگر یہ خوبی آج بھی پیدا ہو جائے تو ہماری ازدواجی زندگیاں جنت کا نمونہ بن سکتی ہیں" ——— ''

اہم خبر

پنجاب ڈھاریوال سے کاخصوصی نامہ نگار کی رپورٹ

بالہ دیوان ایڈورڈ کے فرزند ندا الرحمٰن شری عمانوئیل ہمراہ ایک اور ہندوستانی برادر شری نیجین صاحبان کو عہدہ کہانت کے لئے مخصوص کر کے معمور فرمایا گیا ہے سب سے خوشی کی بات یہ ہے کہ پنجاب سے کہانت کے مرتبہ پر شری عمانوئیل پہلے فادر صاحب مخصوص ہوئے۔ جن کے اعزاز میں کا کیتھولک کلیسیا و بزرگان دین کی ایما سے اُن کی خوشی میں پہلا جشن نہایت شان و شوکت سے منایا گیا ہے کا کیتھولک چرچ کمیٹی ...... ایں جشن مورخہ ۱۷، ۱۸، ۱۹ مئی ۱۹۶۶ء کیلئے مقرر ہے۔

"حضرت مریم"

جناب ھما صاحب بی اے میرٹھی

دلکش، دلبر، گیسوئے مادر، فخرِ دو عالم
مطلع کامل ابروئے مادر۔ فخرِ دو عالم حضرت مریم
نظروں میں ہے کوئے مادر فخرِ دو عالم حضرت مریم
قلب ہے میرا سوئے مادر فخرِ دو عالم حضرت مریم
میرے نماز و روزے یہی ہیں میرا کلیسہ یہی ہے
حاصلِ ایماں روئے مادر فخرِ دو عالم حضرتِ مریم
اسکا تصور جب بھی کیا ہے میں نے بلندی پائی ہے
سرو قد دلجوئے مادر فخرِ دو عالم حضرتِ مریم
سجدے میں جھکنے سے مطلب ہے مجھکو جگہ کی قید نہیں
میرا کلیسا کوئے مادر۔ فخرِ دو عالم حضرتِ مریم
پھر مجھکو اقبال ملے گا۔ میرا نصیبہ جاگے گا
میری نظر ہے سوئے مادر فخرِ دو عالم حضرتِ مریم
میں نے تصور میں تعظیماً جب سے گیسو سونگھ لئے
سر میں بھری ہے بوئے مادر فخرِ دو عالم حضرتِ مریم
شعر ھما کے پڑھکر دیکھو درد بھی ہے تاثیر بھی ہے
تم بھی کھنچو گے سوئے مادر فخرِ دو عالم حضرتِ مریم

شیطان کن ناموں سے مشہور ہے

(از جناب ڈاکٹر ہیرالڈ بی سنگھ امیر نگر۔ مظفر نگر یوپی)

"یہ نام اُس کی اندرونی اور خاصیت سے ملتے ہیں۔ ان سے ظاہر ہوگا کہ یہ کیسا سردار ہے!"

(۱)۔ اس کا پہلا نام شیطان ہے۔ شیطان لفظ کے معنی مخالف یا دشمن کے ہیں۔ شیطان خدا کا اور بنی نوع انسان کا سخت ترین مخالف ہے۔ جسقدر نیکی اور دینداری، اور راستبازی اور قدوس خداوند کو پسند ہیں اسی قدر شیطان کو وہ ناپسند ہیں۔ وہ ہر ایک اخلاقی اور روحانی خوبی کا جانی دشمن ہے۔

(۲)۔ شیطان کا دوسرا نام ڈیابل ہے ڈیابل کے معنی الزام لگانے والا ہے۔ اسی نام سے شیطان کا ایک بہت بڑا کام روشن ہوجاتا ہے۔ وہ خدا پر الزام لگا لگا کر بڑی کوشش کرتا رہتا ہے کہ اُسکے اور انسانوں کے درمیان میں جدائی ہو جائے اور قائم نہ رہے۔ لیکن کوئی بھی معقول سبب نہیں ہے جس [illegible] خدا اور انسان کے بیچ کچھ بھی جدائی ہو۔ اور جو باطل سبب ہوں اکثر کرکے شیطان کے الزاموں سے موجود ہو جاتے ہیں وہ عام طور سے آدمیوں پر الزام لگایا یا لگوایا کرتا ہے۔ تاکہ وہ آپس میں ایک دوسرے پر شک اور بے اعتباری کریں جس سے کہ مخالف اور دشمنی پیدا ہو جائے۔ اور بڑھتی جائے۔ بہت سے نیک آدمی اپنی حالت کی نسبت شک وشبہ میں رہتے ہیں اور گھبرا جاتے ہیں ان کی گھبراہٹ اور شبہ کا سرچشمہ شیطان کے الزاموں میں پایا جاتا ہے۔ شیطان اُن کے دل میں اُن کی دینداری کی نسبت شک پیدا کرتا ہے جبکہ خدا انھیں پاک اور راست ٹھہرا کر قبول و مقبول کرتا ہے۔

(۳)۔ شیطان کا ایک اور نام یونانی اَپلیون ہے (مکاشفہ ۹/۱۱) اس نام کے معنی ہلاک کرنے والا ہے اس نام سے اُس کا سارا مقصد روشن ہو جاتا ہے۔ وہ گناہ کی راہ میں بہت بڑے نفع کے وعدے پیش کرتا ہے۔ لیکن اسکا سارا منشا ہلاک کرنا ہی ہوتا ہے۔

(۴) شیطان کا ایک اور نام بلیعل ہے۔ (۲ کرنتھیوں ۶/۱۵) بلیعل کے معنی کمینہ یا بے قدرہ ہے۔ شیطان کی جو پہلی اعلیٰ اصلی بزرگی اور اقبال مندی تھی سو وہ گناہ سے جاتی رہی اُسکے بدلے میں ایسا کمینہ پن اور بے قدری ہوئی کہ جو سمجھ اور بیان سے باہر ہے پیدا ہوگئی۔ اگر بدی کی حالت میں بڑا مرتبہ بھی حاصل ہو تو خدا اُسکے نزدیک اسمیں کمینہ پن کے سوا کچھ نہیں ملتا۔ اس کمینہ پن اور بے قدری میں شیطان کے تمام خادم اُس کے ہم وارث ہوتے ہیں۔

(۵)۔ شیطان شریر کے لقب سے بھی مشہور ہے (یوحنا ۱۷/۱۵) وہ شریروں کا شریر ہے۔ وہ گویا ساری شرارت کا بانی اور باپ ٹھہرتا ہے۔ وہ شروع ہی سے خونی اور جھوٹوں کا باپ ہے۔ (یوحنا ۸/۴۴) ہر ایک قسم کی بدی اس سے علاقہ رکھتی ہے۔

(۶)۔ شیطان اژدہا یا سانپ کہلاتا ہے۔ (مکاشفہ ۱۲/۹ و ۲۰/۲) ان ناموں سے اس کے کاموں کا طریقہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ وہ فریب اور چھپ چھپ کر تدبیروں کو انجام دیتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو اور اپنے منصوبوں اور ارادوں کو بھی پوشیدہ رکھتا ہے۔

(۷)۔ شیطان اس جہان کا سردار بھی کہلاتا ہے۔ (یوحنا ۱۴/۳۰، افسیوں ۲/۲) شیطان کا اس وقت دنیا میں بڑا زور ہے۔ اس کی تاریکی کی سلطنت زیادہ لوگوں پر غالب ہو رہی ہے۔ اُس کی حکومت آخرکار ختم ہوگی۔ وقت آتا ہے کہ خدا کی بادشاہت ساری خلقت میں غلبہ پائیگی۔

اطلاع

جن حضرات کا سالانہ چندہ ابھی تک نہیں پہنچا ہے وہ اپنے چندہ کو اس ماہ کے پہلے ہفتے تک بھیج کر ادارہ فضلیوں کی ماں کو اپنا تعاون دیں۔

(ادارہ)

"اے گردشِ دوراں"

(جناب حبیب پیر حقیر میرٹھی)

اے گردشِ دوراں ہم نے بہت ایام کے چکر دیکھے ہیں
موسیٰ کو نہتا دیکھا ہے فرعون کے لشکر دیکھے ہیں
شداد کی جنت دیکھی ہے نمرود کے تیور دیکھے ہیں

جب ظلم و ستم حد سے گزرا احساس کا اک طوفاں امنڈا
مظلوموں کے دل میں ہوک اٹھی بجلی کوندی اور غم چونکا
ہر ذرّہ کا سینہ دھڑکا دھرتی جاگی آکاش چمکا

گزری ہے کسی کو کب یکساں سورج کو بھی ڈھلتے دیکھا ہے
بیداد کے خونیں دھاروں کا رخ ہم نے بدلتے دیکھا ہے
چلتے پھرتے دیکھا ہے گرتوں کو سنبھلتے دیکھا ہے

سب سے پہلے ہم نے ہی توڑے ہیں غلامی کے بندھن
بدلا ہے ہمارے ہاتھوں نے اس دنیا کا ہر نظمِ چمن
ہم نے ہی سکھایا انساں کو انساں سے ہمدردی کا چلن

دنیا پہ یہ پھر ثابت کر دو ہم امن و اماں کے حامی ہیں
ہم اہلِ ستم کے دشمن ہیں ہم اہلِ فغاں کے حامی ہیں
ظالم سے بغاوت کرتے ہیں مظلوم جہاں کے حامی ہیں

یہ بغض و حسد یہ جور و جفا یہ حق تلفی یہ دار و رسن
آؤ مسیحو مل کر دنیا سے مٹا دیں ہم یہ چلن
ہے فرقہ پرستی کی لعنت انساں کی عظمت کے دشمن

کیوں علم کا فیض اب عام نہ ہو کیوں فکر و نظر سے کام نہ لیں
تہذیب کی گرتی دیواریں کیوں بڑھ کے پھر ہم تھام نہ لیں
دم نہ لیں حقیر سرِ منزل، رستے میں کہیں آرام نہ لیں

"خطاب" (بہ دخترانِ قومِ النصاریٰ)

(جناب ایل. ڈین کھفہ رینالہ خورد - مغربی پاکستان)

بیشک تمہیں ملت کی ناموس و فخر ہو
امومت کا تم ہی تو سرمایۂ فخر ہو
گر تم میں برائی ہے یہ ملت ہے بے وقعت
تم ثروت ہو ہماری اور زر و گوہر ہو

اچھا ہے اچھائی رکھو پیشِ نظر تم
امومت کی بیشک ہو نورِ بصر تم
گر پائے نزہت میں نہ آئے لغزش!
توشۂ انساں کیا ہو فاتحِ کفر تم!

اب سے نہیں تم ہو فطری معلّمہ
تکوین سے دنیا ہے تمہاری متعلمہ
جو تم نے سکھایا سو اس سے ہے سیکھا
للّٰہ سکھائیو تم اسے خوش کلمہ

دعا ہے قلب کی تم فائز المرام ہو!
دنیا میں تمہارا بلند مقام ہو!
قدموں سے تمہارے شرمائیں فرشتے،
تقدس سے اپنے خیرالانام ہو،

خاندان جماعت کی صورت میں

مطالعہ کلام پاک (مرقس ۱۰ باب ۲ تا ۹ آیت)

"اور فریسیوں نے پاس آکر اُسے آزمانے کیلئے اُس سے پوچھا! کیا یہ روا ہے کہ مرد اپنی بیوی کو چھوڑ دے؟ اُس نے جواب میں اُن سے کہا کہ موسیٰ نے تم کو کیا حکم دیا ہے؟ انھوں نے کہا موسیٰ نے تو اجازت دی ہے۔ کہ طلاق نامہ لکھکر چھوڑ دیں مگر یسوع نے اُن سے کہا کہ اُس نے تمہاری سخت دلی کے سبب سے تمہارے لئے یہ حکم لکھا تھا۔ لیکن خلقت کے شروع سے اُس نے انھیں مرد اور عورت بنایا۔ اس لئے مرد اپنے باپ سے اور ماں سے جدا ہو کر اپنی بیوی کیساتھ رہے گا۔ اور وہ اور اُس کی بیوی دونوں ایک جسم ہوں گے۔ پس وہ دو نہیں بلکہ ایک جسم ہیں۔ اس لئے جسے خدا نے جوڑا ہے اُسے آدمی جدا نہ کرے۔"

خاندان کی خاصیت یہ نہایت ضروری ہے کہ سب سے پیشتر ہم خاندان کی خاصیت کے بارے میں معلوم کریں خاندان انسانی فطرت کی ضرورتوں سے پیدا ہوتا ہے یا یوں کہہ لیجئے کہ خاندان انسانی ذات کو قائم رکھنے کا ایک ذریعہ ہے۔ اس خواہش کو بروئے کار لانے کیلئے ہر شخص میں محبت اور کشش کا مادہ اُتم درجہ موجود ہوتا ہے۔ خدا نے بھی مرد و زن میں دماغی اور جسمانی بخششیں تقسیم کیں ہیں انہیں نعمتوں کی بنا پر دونوں ایکدوسرے کی ضرورتوں کو پورا کرتے ہیں یعنی جسمانی طور پر دوامت انسانی کا سلسلہ قائم رہتا ہے۔ اور دماغی اعتبار سے دلی محبت کو فروغ حاصل ہوتا ہے جو کہ ایک ایسی خواہش ہے جس سے رُوح کو تسکین ملتی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ سب نعمتیں خاندان کی صورت میں ملتی ہیں۔ اور خاندان نکاح کی صورت میں قائم ہونا شروع ہو جاتا ہے۔

شادی کے بعد خاندان میاں بیوی کے ایک نہایت چھوٹے سے گروہ سے شروع ہوتا ہے۔ اور اسطرح جب خاندان میں بچوں کی نعمتیں ملتی ہیں تو اُس خاندان کی تکمیل ہوتی ہے یہ بچے اُس محبت اور میل ملاپ کا پھل ہے۔ جو کہ خاص طور پر خداوند تعالیٰ کا عطیہ ہیں۔ یہ امر مانع ہے کہ انسانی بچے ایک لمبے عرصہ تک اس قابل نہیں ہوتے کہ وہ خود مختار زندگی کی ذمہ داریاں سنبھال سکیں اس لئے خدا اپنے خاص انتظام کے تحت انھیں خاندان کے اُس گروہ میں پرورش کے لئے سونپ دیتا ہے۔ جس کی تشکیل میں خود اُسکا اپنا ارادہ ہے۔ بچوں کی پرورش کیلئے بھی نکاح اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ جسمانی اور دماغی محبت کو پورا کرنے کیلئے اس طرح یہ ثابت ہوتا ہے کہ نکاح ایک ایسا اٹوٹ سلسلہ ہے جو زندگی بھر قائم رہتا ہے۔ اور جب ہم یہ جانتے ہیں کہ نکاح کا توڑنا ممکن نہیں تو طرفین نہایت مطمئن ہو کر آپس میں محبت اور عزت کو جگہ دیتے ہیں۔ اور خاندانی مشکلات کا مقابلہ خندہ پیشانی سے کرتے ہیں۔

اگر ہم کلام پاک اور فطرت کے آئینہ میں نکاح کو دیکھیں تو ہم دیکھیں گے۔ کہ سلسلہ خدا کا ہی قائم کردہ ہے۔

اگر ہم اس سلسلے کو ذرا غور سے دیکھیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ کس طرح سے ایک خاندان وجود میں آتا ہے۔ اور اُسی خاندان سے ایک قبیلہ ظہور پذیر ہوتا ہے اور وہی قبیلہ بڑھ کر ایک ریاست کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ لہذا کتنا ضروری ہے کہ جب ایک خاندان کی تشکیل ہو تو اُسے صرف خدا کی مرضی ہی پر چلنا چاہیئے۔ تا کہ اُس خاندان سے جب قبیلہ بنے تو وہ بھی خدا کے ہی احکام پر عمل پیرا ہو۔ اور جب یہ قبیلہ بڑھکر ریاست اور ملک کی صورت لے تو بھی خدا کی ہی مرضی ہر جگہ نظر آئے اور اسطرح سب جگہ خوشنودی اور اطمینان کا دور دورہ رہے۔

خاندانی زندگی کی بنیاد۔ محبت خاندانی زندگی کی ایک مضبوط بنیاد ہے۔ سب سے اولین خدا کی محبت۔ اس لئے کہ خاندان انسان کیلئے خدا کی ایک اہم تجویز ہے۔ اس کے علاوہ خاندان کے ممبران میں بھی ایسی محبت ہونا چاہیئے جسکی جڑیں انسانی اور الٰہی وجوہات

پر منحصر و مبنی ہوں۔ اس طرح میاں بیوی میں خود انکاری پیدا ہوتی ہے۔ (افسیون $\frac{5}{33}$) بہر حال تم میں سے بھی ہر ایک اپنی بیوی سے اپنی مانند محبت رکھے۔ اور بیوی اس بات کا خیال رکھے کہ اپنے شوہر سے ڈرتی رہے۔"

والدین اس محبت کا اظہار اسوقت کرتے ہیں جب وہ اپنے بچوں کی پرورش اور بھلائی میں لگے رہتے ہیں اور اولاد کے لئے سب سے بہترین شے کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں (افسیوں ۶:۴) "اے اولاد والو! تم اپنے فرزندوں کو غصہ نہ دلاؤ بلکہ خداوند کی طرف سے تربیت اور نصیحت دے دیکر اُن کی پرورش کرو۔"

آخر میں اولاد بھی اپنے والدین کا بدلہ انکی عزت اور اُن کی تابعداری کی صورت میں ادا کرتے ہیں۔ اور اسطرح وہ اس بات کو قبول کرتے ہیں کہ اُن پر والدین کا اختیار خدا کی ہی تجویز ہے۔ اور وہ اُن کی مرضی کے مطابق چلتے ہیں۔ (افسیوں ۶:۱) "اے فرزندو! خداوند میں اپنے ماں باپ کے فرمانبردار رہو کیونکہ یہ واجب ہے۔"

اب ہم چند طریقوں پر غور کریں جس سے یہ محبت استوار کی جا سکتی ہے۔

(۱) جتنی دفعہ بھی ممکن ہو سکے سب ملکر دُعا کریں اور مسیح کی پاک قربانی بھی ساتھ ہی جرھائیں۔

(۲)۔ ایک ساتھ کام کرنے اور کھیلنے سے بچوں کا حوصلہ بڑھتا اور آپس میں محبت پیدا ہوتی ہے۔

(۳)۔ والدین کو لازم ہے کہ وہ شروع ہی سے اپنے بچوں کے ساتھ اُن کی سمجھ کے مطابق بات چیت کریں۔

(۴)۔ شرافت کے طریقوں کو اختیار کرنا چاہیئے اور اُن پر عمل پیرا ہونا چاہیئے۔

خاندانی زندگی کے خطرے۔ رُوحانی باتوں میں دلچسپی کی کمی۔ اگر والدین اپنے ایمان کو نہ بڑھائیں اور عمل بھی نہ کریں۔ تو اُن کے واسطے زندگی کی مشکلات کا مقابلہ زیادہ دشوار ہو جائے گا۔ اگر بچوں کو اپنے ایمان پر چلنا نہ سکھایا جائے تو اُن کے لئے عزت اور تابعداری کا رجحان کم ہو جائیگا اور رُوحانی لاپرواہی سے بہت سے نقص پیدا ہو جائیں گے۔ اگر والدین اپنی خوشی اور آرام کی طرف زیادہ دھیان دینگے تو وہ اپنے فرائض کی طرف سے بے بہرہ ہو جائیں گے۔ بدقسمتی سے کبھی کبھی والدین بچوں کو زندگی کے فرائض سکھانے میں غفلت سے کام لیتے ہیں۔ برے نمونے پیش کرنا جیسے نشہ بازی اور جھگڑا و غصہ وغیرہ۔

قابل غور۔ بعض دفعہ والدین۔ بچوں کے سامنے اپنی بے ایمانی یا بدی کے واقعات کا ذکر کبھی کبھی سختی کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔ آپ اپنے خاندان میں میل ملاپ کے بندھن کو کس طرح بڑھا سکتے ہیں۔

افتتاحی دُعا

ھادی:۔ اے پاک رُوح آ!۔ اپنے ایمانداروں کے دلوں کو بھر، اور اُن میں اپنی محبت کی آگ سلگا۔

سب:۔ اپنی رُوح کو بھیج تاکہ دُنیا سبزہ زار ہو جائے

ھادی:۔ ہم سب مل کر دعا مانگیں۔ اے خدا جس نے اپنے پاک رُوح کی روشنی سے ایمانداروں کو سبق دیا ہے۔ یہ عنایت کر کہ اُسی رُوح کے ذریعہ ہم سچ مچ عقلمند بنیں۔ اور اُس کی بخششوں پر شادمان ہوں یسُوع مسیح ہمارے خداوند کے وسیلے سے۔ آمین

خداوند ہم تجھ سے التجا کرتے ہیں کہ تو اپنے الہام کے ذریعہ سے ہمارے کاموں کی راہنمائی کر۔ اور اپنی امداد سے اُن کو آگے بڑھنے کی توفیق عنایت کر تاکہ ہماری ہر ایک دُعا اور کام تیرے نام سے شروع ہو۔ اور تیرے ہی ذریعہ ہمیں کامیابی حاصل ہو۔ ہمارے خداوند یسُوع مسیح کی خاطر۔ آمین

اختتامی دُعا

سب:۔ اے خداوند ہم تجھ سے التجا کرتے ہیں کہ ہم پر اپنے فضل کی عنایت کر۔ تاکہ جو کچھ ہم نے تیری تعلیم سے سیکھا ہے اُس پر ہم تیری مدد سے عمل کر سکیں۔ ہمارے خداوند یسُوع

بموقع!
مشاعرہ مورخہ ۱۶ مئی ۱۹۶۶ء
(سینٹ فرانسس چرچ امرتسر)

"قندیلِ نور"

مصرعہ طرحی:-
"چلنا رہِ خدا پہ یہ اچھی سبیل ہے"
(دورِ دوئم)

((از جناب روز امرتسری))

تصویر میں بھی ناصری کتنا جمیل ہے
ہے جس میں نامِ ناصری مولا جلیل ہے
نورِ جلیل ہے جو وہ نورِ جمیل ہے
دنیا ہے گھر فنا کا یہ بدبوؤں کی جھیل ہے
جو خلق سے پرے ہے وہ کرگس ہے چیل ہے
اُس کے نہ دامِ پیچ میں آنا کبھی حضور
پاؤں سے لگ کے ٹھوکریں گرا دو تم اُسے
دنیا میں جو بھی قوم ہے خدا کی ہے مگر!
ملتا ہے جو عظیم آپ کو گل میں ایک ہے
رہنا ہمیشہ ہے محبت کی ڈور میں
کر لے تو فکرِ عاقبت اپنی حیات میں
ناطہ خدا سے جوڑ کے دنیا سے توڑ کے
کاہن ہیں بن گئے عمانوئیل و بنجمن
اضحاقِ ابراہام کے قربان کی مثال
دے گا خدا کے نام پہ اولاد جو بشر
غربت میں خدمتوں کو ہیں دنیا کے تارکیں
سنتا خدا ہے اِن کی وہ ہمراہ اِتکے تھے!
راہِ سفر کی منزلیں ہیں خوشنما مگر
منزل جو کر لے منزل پہنچے مقام پر
ہارو کبھی نہ حوصلہ منزل پہ آ کے تم
لیکر عصائے موسیٰ کے جاؤ کارِ شاں
ہر گام پہ کچل دو وہ ابلیس اژدھا
ہرگز نہ ڈالے ہاتھ یہودا طباق میں
جو ظلِ رحمتوں میں ہے پھلدار وہ شجر!
تاریکیوں میں راہبرو، تم ہی چراغ ہو
نظریں تمہاری ہوں بھی ہر دم صلیب پر
دیتا ہے وہ صلیب پہ دیکھو دعائے خیر!

صورت میں گو بشر ہے وہ لیکن شکیل ہے
سچ ہے کلامِ پاک جو اُس کی انجیل ہے
نورِ جمیل وہ ہے جو نورِ جلیل ہے
جو لافنا مقام ہے خلدِ جلیل ہے
جو مرغِ خوش لحن ہے وہ دانا عقیل ہے
جو بھیس میں بشر کے وہ شیطانِ رذیل ہے
حائل تمہارے راہ میں جو بھی فصیل ہے
رب کی چنیدہ قوم ہے جو اسرائیل ہے
ملت وہ جس میں پھوٹ ہے مخجل و مخجیل ہے
بہتر یہ مشورہ ہے یہ بہتر دلیل ہے
لمحۂ عمر تیرا اے الشان قلیل ہے
چلنا رہِ خدا پہ یہ اچھی سبیل ہے
رحمتِ خدائے پاک کی جن پر طویل ہے
پابندِ حکم ہے جو وہ رب کا خلیل ہے
در اصل نیک خو ہے وہ اصلِ اصیل ہے
پیمانِ ان کی عمر کا صبرِ جمیل ہے
کاہن خدا کا جو بھی ہے پرِ دحی وکیل ہے
لیکن سزائے نار بھی اُن پر ثقیل ہے
رہ جائے جو وہ راہ میں راہبر علیل ہے
منزل تمہاری دوستو مشکل سے میل ہے
حائل تمہارے راہ میں قلزم ہے نیل ہے
بیشک تمہارا پاؤں ہے جو مانندِ فیل ہے
عیسیٰ کے دست و پا میں وہ جبرِ تا جو کیل ہے
اُگتا نہیں وہ دانۂ گندم جو کھیل ہے
ملت ضیائے نور کی نوری قندیل ہے
ملت کے ہر بشر سے یہ میری اپیل ہے
اُلفتِ مسیحِ پاک کی کتنی جمیل ہے

(بقیہ ۱۴...)

جانِ عزیز دیتا ہے دنیا کے واسطے
خدمت خدا کی خلق کی کرتے رہو ہمیشہ
بیحد ہے لایزال وہ رحیم ہے کریم
اُس کے حضور شانِ تجمل سے ہم چلیں
لیجا کے وہ خدا سے جو ملائے گی ہمیں

رحمت مسیح پاک کی بے حد طویل ہے
دیگا اجر وہ ناصری عادل عدیل ہے
توبہ کو جو آئے عاصیو! دیتا وہ ڈھیل ہے
پہنچی وہ جہاں وہ شاہ کفیل ہے
فضلیوں کی ماں تخیل، وکیل و کفیل ہے

راہوں میں اور تیرے اندھیرا نہیں کہیں
راہ کا ترے چراغ جو روشن انجیل ہے

دوامِ رُوح

(ماسٹر فلپ ایل۔ ڈین کفتہ ریتیالہ خورد)

● تحریر ہذا کے آغاز میں یہ امر اُجاگر کر دینا ضروری تصور کرتا ہوں کہ "کلامِ اقدس کی کسی نبوت کی بات کی تاویل کسی کے ذاتی اختیار پر موقوف نہیں۔ کیونکہ نبوت کی کوئی بات آدمی کی خواہش سے کبھی نہیں ہوئی۔ بلکہ آدمی رُوح القدس کی تحریک کے سبب سے خدا کی طرف سے بولتے تھے۔ (۲ پطرس ۱: ۲۰-۲۱) اور جاہل اور بے قیام لوگ اُن کے معنوں کو بھی اور صحیفوں کی طرح کھینچ تان کر اپنے لئے ہلاکت پیدا کرتے ہیں۔ (۲ پطرس ۳: ۱۶) اس لئے ضروری ہے کہ ہم کلامِ اقدس کے متعلق قلم آزما ہونے سے پیشتر اسکے قول کے مطابق اُس کے نام سے کلامِ اقدس کے فہم و تفہیم کیلئے خدا باپ سے ہدایت و روشنی کیلئے دعاگزار ہوں (یوحنا ۱۶: ۲۳)

● دوم یہ بات خصوصیت سے دیکھنے میں آئی ہے کہ ہم بعض دفعہ اپنے ذاتی علم کے تقاضہ سے لائق قبول و غور امور کو بھی نظرانداز کر دیتے ہیں حالانکہ کائنات کی کوئی چیز بھی عبرت آموزی سے تہی دست نہیں ہے۔ اور یہ بات ہمیں کبھی بھی فراموش نہیں کرنی چاہیئے۔ کہ ذاتی تقاضہ یعنی تکبر ایک گناہ کبیرہ ہے جس کے ارتکاب سے لوسیفر فرشتے اللعون ہوا اور فقیہ اور فریسی اپنی نجات کو [illegible] نہ سکے۔ لہٰذا ہمیں غرور اور تکبر سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ اور ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ خدائے کریم وغنی کی بارانِ فضائل و برکات صرف اہلِ علم اور دانشوران پر ہی نہیں برستی بلکہ اُس کی نظرِ کرم میں دانا و بیوقوف نیزان پڑھ اور اہلِ علم تمام یکساں ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے۔ کہ ہمارے خداوند کے شاگردانِ ارشد و رشید کی اکثریت علم سے بے بہرہ تھی علاوہ ازیں زمانہ حال ہی میں سے ملاحظہ فرمایئے۔

کہ سعد زاغلول مصری جو کہ بنیادی علم کے اعتبار سے بالکل لائق تحسین نہیں تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی نظرِ کرم اُس پر زرافشاں تھی کہ وہ بہ لحاظ سیاست اس درجہ اتم تھا۔ کہ اُس کے مقابل یکتائے روزگار سیاستدان بھی پانی بھرتے تھے۔ مزید برآں انیسویں صدی عیسوی کے اواخر میں ملک مصر کا وزیر اعظم خسرو پاشا تھا جو کہ مکتبی علم سے قطعی نابلد تھا لیکن اس کے باوجود وہ اپنے ہمعصر سیاستدانوں میں ایک ممتاز مقام کا مالک تھا۔

المختصر ہمیں لازم ہے کہ ہم اپنے زمانے کی ہر تحریر کو درخور اعتنا تصور کرتے ہوئے اُس سے استفادہ کرنے کی کوشش کیا کریں اور اپنے تبحر علم کے بے جا نازو فخر سے ملعون ہونے سے مجتنب و گریزاں رہیں۔

● سوم ہمیں لازم ہے کہ ہم کلامِ اقدس کے متعلق قلم آزما ہونے سے پیشتر امر مخصوصہ کے سیاق و سباق پر بھی نظر رکھا کریں تاکہ کلامِ اقدس کی غلط تاویلوں سے ہم ایصالِ ثواب کی بجائے ہلاکت ابدی سے ہمکنار نہ ہو جائیں مذکورہ بالا امور سے قطع نظر اب میں آپکی توجہ اپنے

اصل مقصد تحریر کی طرف مبذول کیا چاہتا ہوں، سو میں اس کا آغاز یوں کرتا ہوں کہ اگر ہم اپنی پیدائش حقیقی کی طرف دھیان دیں تو ہم اپنے وجود کو اپنے فروعی قیام سے کہیں پہلے کا محسوس کرتے ہیں بلکہ ہم اپنے آپکو اس دنیا میں از ابتدائے آفرینش ہی سے محسوس کرتے ہیں۔ اور اگر اس سے بھی بعید تصور کریں تو ہم اپنے آپکو اس وقت سے بھی پہلے کا قائم و دائم محسوس کرتے ہیں۔ لیکن اب دیکھنے کی چیز یہ ہے کہ جب ہماری فروعی حیات صرف چند سالوں تک ہی محدود ہے تو ہمارے قیام و وجود کے محسوسات کا دائرہ ہمیں بیکراں کیوں سجھائی دیتا ہے؟ اس امر کے فہم و ادراک کیلئے آپ اس معاملہ کو یہیں چھوڑ کر ذرا اپنی نسل انسانی کی نطق کی طرف متوجہ ہوں اور غور کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ لفظ "میں" اس نسل پر پوری طرح حاوی و مسلط ہے مثلاً "میں اشفاق ہوں، میں فلسفی ہوں، میں راہب ہوں، وغیرہ وغیرہ اب ہم ذرا سوچیں کہ یہ "میں" ہے کیا چیز؟ اور حقیقت ہے کہ اگر ہم اس "میں" کے اصل کو جان جائیں تو گویا ہم اپنی پوری ذات کو جان جائیں گے۔ اور اس خودشناسی کا نام ہی عرفان ہے۔ اس لئے یاد رکھئے کہ ہمارا جسم تو فانی ہے لیکن یہ "میں" کی آواز ابدی ہے اور ہمارے قیام و وجود کے محسوسات کا بیکراں و لا انتہا ہونا اسی میں کے احساس سے ہے۔ فی الجملہ ہماری ذات کی ابتدا و انتہا اور وسط و محور یہی "میں" ہے۔ بالفاظ دیگر یوں سمجھئے کہ ہماری ذات کی اصل ہی نہیں بلکہ دنیا و مافیہا کی اصل بھی یہی "میں" ہے اور باقی سب چیزیں فروعی ہیں اور اس کے گرد یہ ساری دنیا کے بیش قیمت اور نادر الوجود تحائف جمع کرنے میں سرگرداں رہتے ہیں۔ حالانکہ محض اپنے مقبوضات میں اضافہ کرنے یا انھیں بڑھاتے رہنے سے انبساط دوام کا حاصل ناممکنات میں سے ہے۔ اس کی حقیقت کو ایک مفکر نے یوں ادا کیا ہے ۔ "انبساط دوام روپیہ پیسہ زمین و املاک وغیرہ کی مقبوضات کی حد میں داخل نہیں ہے، بلکہ یہ بذات خود کل موجودات کا آخری اور انتہائی سہارا ہے جو کچھ بھی ہے اس کے اندر ہے اور اس کا ہے اس سے باہر کچھ نہیں"

انسانی زندگی کے صرف و نحو کے لحاظ سے مذکورہ "میں" دو حصوں میں منقسم ہے یعنی خاص اور عام "میں" اسکا طریق کار قواعد کے اعتبار سے یوں عمل گزار ہے کہ ہمارے جسم میں سب سے پہلا جو خیال پیدا ہوتا ہے۔ وہ "میں" کا ہے بقیہ تمام خیالات مابعد کی پیدائش ہوتے ہیں اور یہ "میں" ہمارے دل و دماغ کا بنیادی خیال ہے۔ اہنکار، خودی یا جیو اسی "میں" کے اسمائے ثانی ہیں۔

عام "میں" بوقت پیدائش خاص "میں" کے پیش منظر میں عمل گزار ہوتی ہے۔ اور بوقت نیند جو "میں" ہمیں بشکل "خواب" جگہ جگہ گھماتی پھرتی ہے۔ وہ اصل یعنی خاص "میں" ہے عام "میں" جو کہ حقیقی کا عکس ہے محض جسم سے متعلق ہے لیکن خاص "میں" وہ غیر فانی ہے جو کہ اپنے محسوسات کو بیکراں و لاانتہا لئے ہوئے ہے جو کہ ہمارے وجود کو ابتدا سے ہی قائم و دائم سنبھالتی ہے اور یہ ہی ہماری ذات حقیقی ہے کیونکہ اگر ہماری ذات عام "میں" سے متعلق ہوتی تو ہمارا وجود ہمارے جسم کی ابتدا سے لیکر اس کی انتہا تک ہی کالعدم ہو جاتا ہے۔

قصہ مختصر ہمارے جسم میں سے جو "میں" کی آواز نکلتی ہے وہ ہماری روح کی آواز ہے اور قدرت کی کہ تمام ارواح ابتدا ہی سے پیدا شدہ ہیں۔ اس بحث و تمحیص سے صاف ظاہر ہے کہ ہمارے خداوند کے جسمانی تن میں اس کی اصلی روح ہی کارفرما تھی۔ یعنی اس کی خدائی روح ہی تھی کہ جو "انا ابتدائے آفرینش موجودات سے قبل بھی پانی کی سطح پر جنبش کرتی پھرتی تھی۔ لہذا باپ بیٹا اور روح القدس ایک ذات کے مختلف نام ہیں اس لئے جن لوگوں کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا نے مسیح کے لئے ایک الگ روح پیدا کی تھی اور ساتھ ہی یہ اقرار کرتے ہیں کہ مسیح کامل خدا اور کامل انسان ہے قطعی فاسخ ہے کیونکہ "مسیح کامل خدا اور کامل انسان تو ضرور تھے لیکن اس امر کا اقرار کہ اسکی روح الگ پیدا کردہ تھی حقائق کے بالکل منافی ہے، مسیح میں خدا کی حقیقی روح کارفرما تھی

جس کے ثبوت کے لئے آیات مندرجہ ذیل ملاحظہ فرمائیں:۔

★ اور جب مے ہو چکی تو یسوع کی ماں نے اُس سے کہا اُنکے پاس مے نہیں رہی۔ یسوع نے اُس سے کہا اے "عورت" مجھے تجھ سے کیا کام ہے؟ (یوحنا ۲ = ۳۔۴)۔

★ یسوع نے اپنی ماں اور اُس شاگرد کو جس سے محبت رکھتا تھا پاس کھڑے دیکھکر ماں سے کہا اے "عورت"! دیکھ تیرا بیٹا یہ ہے۔ پھر شاگرد سے کہا تیری ماں یہ ہے۔

(یوحنا ۱۹ = ۲۶۔۲۷)

آیات مذکورہ کی تاویلوں کو فاسخ العقیدہ عوام نے غلط ملط طریق سے اُجاگر کیا ہے۔ مثلاً "عورت" لفظ عبرانی زبان میں ماں کیلئے پیار کے طور پر استعمال ہوتا ہے کوئی کہتا ہے کہ مذکورہ لفظ مخصوصہ عبرانی لفظ کا مترادف نہ ملنے کی وجہ سے لکھا گیا ہے وغیرہ وغیرہ "مختصر جتنے منہ اُتنی باتیں" حالانکہ اگر ہم روحانیت کی طرف متوجہ ہوں تو اس لفظ کی شرح بالکل سہل ہے۔ اور وہ اس طرح ہے کہ مسیح چونکہ خود خدا تھا اس لئے وہ بعض دفعہ اپنی ذاتِ حقیقی کو اپنی الوہیت سے ہی آشکارہ کر دیتا تھا لیکن جسے عوام ہرگز نہ سمجھ سکتے تھے اور چونکہ "اُم المومنین" "خاتونِ جنت"، مریم صدیقہ اُس کی صرف بہ لحاظ قالب انسانی ہی ماں تھی اس لئے ان دو مقامات پر مسیح اُس سے اپنے حقیقی ذات ہی سے مخاطب ہے یعنی وہ اپنی خدائی رُوح کو عمل میں لاتے ہوئے مخاطب ہے۔ اسلئے ہمیں لازم ہے کہ ہم اپنے عقیدے کو محض قیاس آرائیوں پر ہی پختہ نہ رکھیں بلکہ حقیقت سے آگاہ ہونے کی کوشش فرما دیں۔

دوام کے علاوہ رُوح کی دوسری بڑی صفت ہمیشہ کی بیداری ہے۔ اور جو شے لگاتار بیدار اور موجود ہے وہی ہماری ذاتِ حقیقی قرار پا سکتی ہے اور یاد رکھئے کہ بیداری میں خواب اور خواب میں غفلت نہیں ہوتے، خواب میں خواب غفلت اور بیداری نہیں ہوتے اور خوابِ غفلت میں بیداری اور خواب نہیں ہوتے۔ مگر ان تمام کیفیات میں لگاتار بیداری یعنی رُوح علی التواتر ہی بیداری میں ہوش اور خواب اور خوابِ غفلت میں بے ہوشی کا مشاہدہ کرتا ہے۔ اصل اسکی شان ہوش ہر سہ کیفیات میں قائم و دائم رہتی ہے اور واضح یہ ہے کہ ہماری رُوح یعنی ابدی بیداری کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہی ہم سے یوں خطاب کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

★ جاگو اور دعا کرو تاکہ آزمائش میں نہ پڑو۔ "رُوح تو مستعد ہے" مگر جسم کمزور ہے۔ (متی ۲۶۔۴۱)

یہ اسلئے کہ وہ ہم کو ہماری عدم توجہی کیوجہ سے ہماری رُوح کی بیداری ہی سے جھنجھوڑنا چاہتا ہے کیونکہ اسکا کلام ہماری روحوں سے متعلق ہے۔ اسلئے وہ چاہتا ہے کہ ہمارے جسموں میں بھی ہماری روحوں پر ایسی ہی مستعدی پیدا ہو جائے ہمارا خداوند اور منجی یسوع مسیح ہمیں اپنے فضل اور عرفان سے سرفرازانہ فرماتے اور اُس کی تمجید اب بھی ہو اور ابد تک ہوتی رہے۔ (آمین ثم آمین)

جناب فادر اعمانوئیل صاحب

جنہیں کہانت کے عظیم عہدہ کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔ کاتھولک چرچ دھاریوال نے اُن کی خوشی میں مورخہ ۱۷، ۱۸، ۱۹ مئی ۱۹۶۶ء کو جشن منایا۔

(مالک، فادر آمبروس ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر نے ہمدرد دیریس پریس سہارنپور میں چھپوا کر دفتر فضلوں کی ماں کورٹ روڈ سہارنپور سے شائع کیا۔)

رجسٹرڈ نمبر ایل 1364

"مسیح مصلوب"

جناب ہما میرٹھی بی۔اے

مریم کا دل ہے شورشِ دریا لیے ہوئے
بہتے ہیں اشک خونِ تمنا لیے ہوئے

سیکھے مسیح سے جانبازیاں کوئی
سولی پہ چڑھ گیا غمِ دنیا لیے ہوئے

اہلِ وفا بزمِ جہاں خوں رو دیئے
اٹھتا ہے کون دل میں تمنا لیے ہوئے

نیزہ نے لالہ زار کیا پہلوئے مسیح
نکلا لہو تلاطمِ دریا لیے ہوئے

تائب ہوا ہے رہزنِ گمراہ دار پر
مرتا ہے زندگی کا سہارا لیے ہوئے

لعذر یہ اٹھ کے دیکھ کون آیا ہے قبر پر
آنکھوں میں نورِ برقِ تجلا لیے ہوئے

پولوس قتل گاہ میں آیا ہے سر بکف
مٹنے کا عزم و شورشِ سودا لیے ہوئے

جی اٹھنے کا مسیح کے مریم کو ہے یقین
دل میں ہے منتظر لبِ فردا لیے ہوئے

پوری دلِ ہما کی مرادیں ہوں اے مسیح
مٹ جائے یہ نہ یونہی تمنا لیے ہوئے

"شہیدانِ یوگنڈا" قسط ششم

جناب فادر انیس یوسف او۔ایف۔ایم کیپ

کرسمس کا دن تھا قریب ڈیڑھ سو نو مریدوں نے جو روماگا شہر کے تھے۔ اپنا اعتراف کیا اور پاک شراکت لی۔ ننھا سا گرجہ کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ حاضرین کے چہروں پر خوشی اور جوش تھا۔ سب جانتے تھے کہ اُن کے لئے فرشتہ نے ایک پیغام دیا تھا کہ "ڈرو مت کیونکہ دیکھو میں تمہیں بڑی خوشی کی بشارت دیتا ہوں جو ساری اُمت کے واسطے ہوگی۔ کہ آج داؤد کے شہر میں تمہارے لئے ایک منجی پیدا ہوا ہے۔ یعنی مسیح خداوند (لوقا ۲/ ۹ تا ۱۲)

مقفیا مولمبا۔ لوقا بانابا۔ کنتو اور نوح ماواگالی جیسے عظیم لوگ سیکرامنٹوں کے لینے کے لئے دور دراز کا سفر طے کر کے پیدل دوسرے شہروں سے یہاں آئے تھے نوح نے اپنی بہن مونا کو جو کہ ابھی متلاشی ہی تھی بتایا کہ اُس کی جان خطرے میں ہے۔ اور اب اُسکی شہادت کا وقت نزدیک تر ہے۔ اُس نے اپنی بہن کو بتایا کہ بادشاہ تمام مسیحیوں کی جان لینے کے درپے ہے۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ اس زندگی کے بعد ایک اور لازوال زندگی بھی ہے۔ لہذا مجھے موت سے کوئی ڈر نہیں ہے۔ میری خواہش ہے کہ میری شہادت کے بعد مسیحیت کو ترک نہ کرنا اور اپنے ایمان پر ثابت قدم رہنا۔ مونا نے صدقِ دل سے اپنے بھائی سے وعدہ کیا کہ وہ تازیست

اپنے ایمان سے منکر نہ ہوگی۔ منیقیا موانگا نے بھی عہد کیا تھا کہ وہ بھی زندگی بھر صلیب کو اپنے سینہ سے لگائے رکھنے کے لئے تیار رہیگا۔ اور ہمیشہ مسیح کا سچا اور وفادار خادم رہے گا۔ وہ ہمیشہ پولوس رسول کے الفاظ کو اپناتا تھا کہ "اب میں اُن دُکھوں کے سبب سے خوش ہوں جو تمہاری خاطر اُٹھاتا ہوں اور مسیح کی مصیبتوں کی کمی اُسکے بدن یعنی کلیسیا کی خاطر اپنے جسم میں پوری کئے دیتا ہوں" (کلسیوں ۱:۲۴)

فادر لورڈل مسیحی لوگوں کے موجودہ حالات کے بارے میں نہایت متفکر رہا کرتے تھے۔ کیونکہ موانگا بادشاہ اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتا تھا۔ عموماً درباریوں کی عمر بارہ سال سے ۲۰ سال تک کی تھی۔ بادشاہ اپنی نفس کشی کیلئے اُن کو چاہتا تھا۔ لیکن چارلس لوانگا پوری کوشش سے اُن مسیحی نوجوانوں کو بادشاہ کی نفس کشی کے شکار ہونے سے بچانے کی کوشش کرتا۔

درباریوں میں سے کیزیتو بار بار فادر لورڈل کے پاس آکر درخواست کیا کرتا تھا۔ کہ فادر مجھے بپتسمہ دیدیجئے کیونکہ مجھے بادشاہ سے خطرہ ہے کہ وہ مجھے جان سے مار دے گا۔ فادر اُس سے جواباً کہا کرتے تھے کہ ابھی تمہاری تعلیم ادھوری ہے۔ اور تم چھوٹے بھی بہت ہو۔ مگر وہ زور دیکر کہا کرتا تھا کہ میں مرنے کے لئے بہت چھوٹا نہیں ہوں۔

روزانہ بادشاہ کہا کرتا تھا کہ جو لوگ مسیحیوں کے ساتھ دُعا کریں گے۔ وہ سب قتل کر دیئے جائیں گے۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ مرنے سے پیشتر خدا کا نزندہ بنوں ایسے ہی تمام نوجوان رات میں جا کر گرجہ میں جمع ہوتے۔ اور فادر لورڈل کی نصیحتوں کو سنا کرتے۔ فادر لورڈل بار بار بادشاہ کے دربار میں جا کر اُسکو سمجھایا کرتے تھے۔ اُسے تلقین کرتے تاکہ وہ اپنے عیبوں سے دست بردار ہو۔

ایک مرتبہ موانگا بادشاہ نے فادر لورڈل سے دریافت کیا کہ کیا سچ آپکا مذہب اغلام بازی کو منع کرتا ہے؟ اس پر فادر مذکور نے اُسے بہت کچھ سمجھانے کی کوشش کی لیکن موانگا اپنی بُری عادتوں میں اتنا پختہ ہو چکا تھا کہ فادر کی باتوں کو سمجھنا اُس کے بس کا روگ نہ تھا۔ تو بھی وہ اُن کی باتوں سے متاثر ضرور معلوم دیتا تھا۔ اور عموماً جوزف کو قتل کرانے کے فعل پر پچھتاتا اور معافی مانگا کرتا تھا۔

اُن دنوں میں مشنری لوگوں اور مسیحیوں کیلئے دُعا ہی ایک تسلی کا ذریعہ تھا۔

۲۲ فروری ۱۸۸۶ء کو رات میں بادشاہ کا محل و خانہ نذرِ آتش ہوگیا۔ اور تقریباً چھ ہزار کلوگرام بارود جلکر خاکستر ہوگیا۔ بادشاہ نہایت خوف زدہ ہو کر چند درباریوں کے ساتھ فادر لورڈل کے پاس ہی منتقل ہوگیا۔ اور اس کے بعد اُس نے فیصلہ کیا کہ وہ وزیر اعظم کے محل میں سکونت پذیر ہو۔ شومئی تقدیر وزیر اعظم کے محل میں رہائش اختیار کرنے کے دو دن بعد ہی ایک طوفان آیا اور وزیر اعظم کے مکان پر بجلی گرنے سے آگ لگ گئی۔ اس سے وہ اور بھی خوفزدہ ہو کر جھیل کے کنارے جا بسا جو یہاں سے دو گھنٹہ کی مسافت پر تھا۔ ۲۷ فروری کو ملکہ کے محل میں آگ لگ گئی جو بالکل بادشاہ کے محل سے ہی ملا ہوا تھا۔ اُس نے بہت سے جادوگروں کو طلب کیا تاکہ اُن کے جنتر منتر کے ذریعہ ہی آگ سے محفوظ رہ سکیں۔ اسکے دل میں ایک وہم یہ بھی تھا کہ ولایتی لوگ تمام ملک میں آگ لگانا چاہتے ہیں۔ لیکن وہ اس بات سے خوب واقف تھا کہ مسیحی لوگ اُس کے زیادہ وفادار تھے۔ اسلئے اُسنے اپنی خدمت کے لئے پیٹر ڈاموبیرا کو منتخب کیا۔ دوسرے مسیحی لوگ بادشاہ کے گناہ آلودہ فعل سے نہایت نالاں تھے اور چاہتے تھے کہ اس کی خدمت سے دستبردار ہو جائیں۔ تو بھی اُن کے سامنے جوزف مکاسا کا نمونہ ہوتا کہ کس طرح بدی کے خاتمہ کرنے میں اُس نے اپنی جان تک دیدی۔

اُن دنوں یوگنڈا اور گرد و نواح کے ممالک میں لڑائیاں ہوتی تھیں۔ اپریل ۱۸۸۶ء کو موانگا کی فوج کا دسواں حصّہ بالکل ختم کر دیا گیا۔ اس جنگ میں بھی مسیحی نوجوانوں نے دلیری سے لڑائی کے میدان میں ڈٹ کر مقابلہ کیا تھا۔ شروع میں تو خبریں نہایت ہمت افزا تھیں لیکن ۔ اور اُن

لوگوں کے ہاتھ مال غنیمت میں سے تقریباً آٹھ سو ہاتھی دانت
دس ہزار بندوقیں اور کئی ہزار عورتیں اور بچے موانگا کی فوج کے
ہاتھ لگے۔ مگر کچھ عرصہ بعد پانسا پلٹ گیا۔ موانگا کی بہت زیادہ
فوج لڑائی میں کام آچکی تھی۔ اور اُس کا جرنل بھی نذرِ جنگ ہو چکا تھا
لڑائی کے اخراجات کو برداشت کرنے کیلئے ضروری تھا کہ*
حم — ایک ٹیکس لوگوں پر لگایا گیا تھا۔ یعنی لوگوں سے
ایک سلطان اُنھیں اور مسیحی نوجوان مقرر کیا گیا۔ یہ مسیحی نوجوان
اپنے کام کی ذمہ داری کو نہایت وفاداری کیساتھ سر انجام دیتا اور
کسی کے ساتھ کوئی امتیاز نہ کرتا خواہ وہ غریب ہو یا امیر۔

ہیلا دیوں کے سرداروں میں سے ایک شخص تھا جو ہیما نجا
جس سے اس مسیحی نوجوان نے کچھ گائیں بادشاہ کے حکم کے مطابق
چھین لیں۔ اس پر موکا بجانے بادشاہ کے کان خوب بھرے اور
اسی مسیحی نوجوان کو جیل میں بند کروا دیا گیا۔

اس کے علاوہ غلاموں کی خرید و فروخت عام تھی۔ چونکہ یہ
مسیحیت کے خلاف ہے۔ اس لئے مسیحی لوگ اور مشنری لوگ
اس بات کی زیادہ ہمت افزائی نہ کرتے اور اس وجہ سے یہ
لوگ بھی مشنری اور عیسائی لوگوں کی مخالفت کرتے تھے۔
روزانہ بادشاہ کے کان بھرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ یہ عیسائی
لوگ تمہاری حکومت پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔

۱۸۸۶ء کا ایسٹر نزدیک آرہا تھا اور تمام مسیحی
لوگ اس تہوار کو منانے کی تیاری میں مشغول تھے۔ موانگا
بادشاہ کی بہن کلیرا بھی مسیحی تعلیم حاصل کرنے کا شوق رکھتی
تھی۔ مقدس ہفتہ کی شام کو ایک خبر آچکی تھی کہ جتنے لوگ
دعا میں حاضر ہوں گے۔ ان سب کو تہ تیغ کر دیا جائے گا۔ لہٰذا
رات کے وقت بہت سے لوگوں کو گھر گھر جا کر مطلع کیا کہ سب
لوگ اپنے گھروں ہی میں رہیں۔

اُنھیں دنوں اتفاق سے ایک جھگڑا ہو گیا۔ اس کی
خبر بادشاہ تک پہنچی۔ بادشاہ اس بات سے ناجائز فائدہ
اُٹھانا چاہتا تھا۔ لہٰذا اس نے ایک کو جیل میں ڈلوا دیا تاکہ
دوسرے کو بہلا پھسلا کر گناہ آلودہ ارادوں کو پورا کرنے کیلئے
راضی کیا جا سکے۔ لیکن نوجوان مرید نے اس کام کے لئے صاف
انکار کر دیا۔ تب دوسرے درباریوں نے بادشاہ کو خوب بھڑکایا
کہ کسی طرح یہ لوگ آپ کا کہنا نہیں مانتے ہیں۔

سب لوگ سمجھتے تھے کہ شہادت کا وقت نزدیک
ہے لہٰذا اندریا کگنوا نے اپنا مال لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ متلاشی
لوگ جوق در جوق آتے اور بپتسمہ حاصل کرنے کی خواہش ظاہر
کرتے ہیں۔

بادشاہ نے اپنی بہن کلیرا پر بھی شبہ کرنے لگا تھا کہ کہیں
وہ ہی اُس کی گدی پر قابض نہ ہو جائے۔ اس لئے بادشاہ نے
اُسے مقبروں کا محافظ مقرر کر کے وہیں بھیج دیا جو کہ محل سے
قریب پانچ میل کی مسافت پر تھا۔ کلیرا اپنے خاوند جوزف لدو
کے ساتھ وہاں چلی گئی۔ راستہ میں اُنھیں ایک جگہ ملی جہاں
اُنھیں بہت سے تعویز اور بُت پرستی کے سامان ملے۔ انھوں
نے ان سب اشیاء کو جلا دیا۔ اس پر تمام جادوگروں نے بادشاہ
سے شکایت کی۔ ان لوگوں کے لئے تعویزوں کا جلانا ایک
نہایت بُرا فعل تھا۔ ان تعویزوں میں سے بہت سی تعویزیں
ایسی تھیں جنھیں بہت ہی عزت دیجاتی تھی کیونکہ اُن میں
اپنے بزرگوں کی انتڑیوں کو محفوظ کر لیتے تھے۔ اور اُن کی
پرستش کرتے تھے۔

فادر لورڈل نے محسوس کر لیا کہ کلیرا کے اس کام کا
نتیجہ بہت بُرا ہو گا۔ کیونکہ عوام میں مشنری لوگوں کا نام لیا
جا رہا تھا۔ ملکہ جنہوں اُن انتڑیوں کو تلاش کرنے کے لئے گئی۔
وہ بار بار مسیحی مذہب کو بُرا بھلا کہتی تھی۔

دربار میں اس بات پر بہت چہ میگوئیاں ہوتی رہیں
اور یہ تجویز ہوئی کہ کلیرا اور اس کے خاوند جوزف لدو کو نذر
آتش کر دیا جائے۔ لیکن بادشاہ ڈانواڈول تھا کیونکہ یہ
مسیحیوں کی بہادری سے بھی خائف تھا۔ کیونکہ وہ دیوتاؤں
کے مذہب کو باطل سمجھتے اور کھلم کھلا بادشاہ کی خفگی کو
خاطر میں نہ لاتے تھے۔

* کہ وہ اپنے جانوروں میں سے کچھ نہ کچھ بادشاہ کو ضرور دیں۔ — حم

داستانِ لورڈز

(از منظور لیوک ادیب ماہر۔ علیگ)

یہ واقع ۱۹۲۷ء کا ہے جبکہ ایک نوجوان لڑکی جو کہ بلجیم کی رہنے والی تھی۔ شفایاب ہوئی تھی۔ اس لڑکی کو دق سِل کی مہلک بیماری نے آ دبایا تھا اور جب یہ لڑکی دُنیا کی اس مشہور زیارت گاہ میں شفایاب ہونے کے لئے گئی تو وہ قریب المرگ تھی۔ اور کوئی بھی آثار ایسے نہ تھے جن سے ذی شعور یہ سمجھے کہ اس کو زندگی دوبارہ حاصل ہو سکے گی۔ اُس کی آنکھوں میں مُردنی چھائی ہوئی تھی جسم بالکل ڈھانچہ بن چکا تھا۔ نقاہت کا یہ عالم تھا کہ سانس تک لینے میں دشواری کا سامنا کرنا پڑتا تھا اور یہی رُک رُک کر آنے والا سانس ہی اُس کی زندگی کی ایک نشانی تھی۔ اس لڑکی کا اسٹریچر میرے سپرد کیا گیا کہ میں اُسکو ہسپتال تک پہنچا دوں میں نے جب اُس لڑکی کو دیکھا تو مجھے نہایت افسوس ہوا۔ کہ بھلا اس کو کیونکر زندگی مل سکتی ہے۔ اس سے بہتر تو یہی تھا کہ یہ یہاں آنے کی تکلیف کو برداشت نہ کرتی اور اپنی زندگی کے چند ساعت کو آرام کے ساتھ اختتام کی منزل کی طرف بڑھا دیتی۔

لیکن میرے تعجب کی انتہا نہ رہی جب مجھے دوسرے دن اُسکے سٹریچر کو اُٹھانے کا اتفاق ہوا۔ آج کچھ نقاہت و پژمردگی دُور اُس کے چہرے سے عیاں تھی اُسکی آنکھوں میں ایک زندگی کی کرن روشن تھی اُس نے مجھ سے نہایت نحیف آواز میں درخواست کی کہ آپ میرے لئے دُعا کریں۔ تاکہ میں اچھی ہو جاؤں۔ اس کے بعد دوسرے دن پھر مجھ کو اُسکا سٹریچر اُٹھانے کا موقع ملا اور میں اُس کو دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ آج اُسمیں زندگی کے تمام تر آثار موجود تھے۔ اُس نے مجھ سے قدرے اُونچی آواز میں کہا۔ آپ میرے لئے آج بہت ہی زیادہ دُعا کریں۔ جب وہ لورڈز کے چشمے سے نکل کر باہر آئی تو بالکل اچھی سلام دے رہی تھی۔ میں نے دیکھا کہ وہ میری بیٹ کے نمبروں کو پڑھ رہی ہے۔ پھر وہ کہنے لگی کہ میں اب بالکل اچھی ہوں۔ اور جونہی اُسے اپنے پیروں پر چلنے کا حکم ملا وہ یکایک اُٹھ کر چلنے لگی۔ اُس کے چلنے سے ایسا دکھائی دیتا تھا جیسے کہ اُسے کبھی کوئی بیماری ہی نہ ہوئی ہو۔

۱۹۲۹ء میں وہ اپنے آپکو دکھانے کیلئے پھر لورڈز میں آئی تو ڈاکٹروں نے اُسے دیکھنے کے بعد صاف طور سے کہدیا کہ وہ اب بالکل اچھی ہے۔

اس سے پہلے کہ وہ اپنے دیش بلجیم جائے اُسکی دوستوں نے دیکھا کہ وہ مقدسہ مریم کی چٹان کے سامنے دُعا گو ہے اور زار و قطار رو رہی ہے۔ اُس کی دوستوں نے پوچھا بھلا کیا وجہ ہے کہ یہاں آکر بہت سے لوگ شفایاب ہوئے پھر جو آپ ہی ایک ایسی لڑکی ہے جو رو رہی ہے۔ تب اُس شخص نے کہا جس نے دو سال پیشتر اُسکی تھوڑی سی مدد کی تھی کہ یہ اسلئے رو رہی ہے۔ کہ واپس جاتے ہی یہ سسٹر بننے کے لئے چلی جائے گی۔ اور پھر اُسے دوبارہ یہاں کی زیارت کا موقع نہ ملے گا۔ اور اسلئے آخری الوداع کہتے ہوئے وہ رو رہی ہے۔ ختم

مسیح کی واحد اور عالمگیر کلیسیا

جناب رابرٹ راولاس راولپنڈی

کاتھولک مسیحی سوائے اپنی کلیسیا کے دوسروں کی کلیسیاؤں اور جماعتوں کو مسیح کی کلیسیا کیوں نہیں تسلیم کرتے؟ اِس کے جواب کے لئے ہمیں قدم بہ قدم چلنا پڑیگا سب سے پہلے ہمیں یہ معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ کلیسیا کیا ہے؟ کلیسیا وہ الٰہی اور ظاہر جماعت ہے جس میں لوگ آسمان کی بادشاہت کے لئے تربیت و ٹریننگ پاتے ہیں جس کی بنیاد خود خداوند مسیح نے رکھی تھا کہ اُس کی سچائیوں کی تعلیم قائم رکھے۔ اُسکے ساکرامنٹوں کو ادا کرے اور اُن سے فضل حاصل کرے وہ جماعت کونسی ہے؟ وہی جسکا آغاز رسولوں اور شاگردوں سے ہوا۔ جب ہم کتاب مقدس کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے خداوند نے اپنی تعلیم دینے کی غرض سے

خاص رسول چنے۔ اور اُن کو اپنی الٰہی قدرت اور اختیار بخشا
جو مسیح پر ایمان لاتے رہے اُسی جماعت میں شامل کئے
جاتے رہے لیکن جماعت کی کار مختاری رسولوں کے سپرد
تھی۔ ہاں بیشک بعد میں جوں جوں جماعت پھیلتی گئی رسول
اپنے قائم مقام اور نائب مقرر کرتے گئے۔ چنانچہ کلیسیا
کا کام مسیح کی تعلیم کو پھیلانا اور اُس کے قائم کردہ ساکرامنٹوں
کو ادا کرنا ہے۔ کلیسیا کی روحانی اور سماجی صحت کو برقرار رکھنا
ایک دریا کا منبع دریافت کرنے کے لئے اُس کے بہاؤ کے
مخالف سمت چلیں تو منبع پر پہنچ جاتے ہیں۔ اسی طرح
کلیسیا کی بابت ہے۔ اگر ہم کاتھولیک کلیسیا یا دوسرے
فرقوں کی کلیسیاؤں کے منبع کو ڈھونڈیں تو ہم اس نتیجہ پر
پہنچ جائیں گے۔ کہ ایک کاتھولک کلیسیا ہی ہے جسکو خود
خداوند مسیح نے پطرس کی زیر کمان قائم کیا۔ بانیوں کے
بانی خداوند مسیح نہیں بلکہ انسان ہیں جنہوں نے اتنی
صدیوں کے بعد بدعت کے طور پر اس جماعت سے علیحدہ
ہو کر اپنی جماعتیں قائم کر لیں۔

ہمارا خداوند اعلیٰ اور کامل اُستاد تھا۔ لیکن اگر
لوگ اُسکی تعلیم کو بھول جاتے یا اُس کی من مانی تشریح
کر کر کے فائدہ کی بجائے نقصان اُٹھاتے تو اُسے کیا حاصل
ہوتا۔ سو خداوند نے اُسکا ایسا انتظام کیا کہ وہ تعلیم
بغیر کسی ترمیم یا غلط تغیر کے ہر ایک کے پاس پہنچے۔
اس تعلیم کو سلسلہ وار جاری اور قائم رکھنا کلیسیا کا کام
تھا اور ہے۔ مگر بعض چالاک اشخاص نے قدیم کلیسیا
کے حلقہ سے باہر نکل کر خود اپنی تعلیم شروع کر دی اور قائم
رکھنا کلیسیا کا کام تھا اور ہے۔ مگر بعض چالاک اشخاص
نے کلیسیا قدیم کے حلقہ سے باہر نکل کر خود اپنی تعلیم شروع
کر دی اور اپنی جماعتیں قائم کر لیں۔ ان کا دعویٰ یہ رہتا کہ
صرف بائیبل مقدس ہی قانونِ ایمان ہے۔ مگر یہ صحیح
نہیں ہو سکتا کہ بائیبل مقدس ہی قانونِ ایمان اور نجات
کے لئے سب کچھ ہو۔ قدیم مسیحی پرانے اور نئے عہد نامہ
کے لکھے جانے سے پہلے بھی مذہب کی سچائیوں پر ایمان
رکھتے اور اُن پر عمل کرتے تھے۔ اگر مسیح کی منشا یہی تھی کہ لکھ کر
ایمان کی اشاعت کریں تو کیوں مسیح خداوند نے خود ہی نہ
لکھا اور نہ ہی مسیح نے لکھنے کا حکم دیا۔ بلکہ جاؤ اور جو کچھ میں نے
تمہیں سکھایا ہے قوموں کو بھی سکھاؤ۔ کیونکہ اگر لکھنے پر منحصر
ہوتا تو اُن کروڑہا آدمیوں کا کیا حشر ہوتا جن کو لکھنا آتا ہی نہیں
اس کے علاوہ محض بائیبل پڑھنا اور اسکی واقفیت رکھنا ہی
کافی اور بس نہیں۔ یہ اکیلی واقفیت ہی ایک شخص کو نیک نہیں
بنا سکتی۔ ہمیں مسیح میں رہنا۔ اُس کی سچائی کو سیکھنا اور اُسکے
حکموں پر عمل کرنا اصل بات ہے مسیح نے 3½ سال میں جو کچھ
اپنے شاگردوں کو سکھایا، دکھایا اور سمجھایا وہ سب کچھ بائیبل
میں درج نہیں۔ اس مقام پر خفیہ شاگردی بھی ناکام ہو جاتی ہے
خفیہ شاگردی سے ہم اُسکی روشنی کو پیمانے تلے دبا دیتے ہیں
حتیٰ کہ تعلیم بذاتِ خود بھی کافی نہیں۔ اسکے ساتھ عمل کی بھی
ضرورت ہے۔ ہمارے خداوند نے تعلیم پر عمل کرنے کیلئے
ہمیں اپنا فضل ساکرامنٹوں کے وسیلے عطا کیا۔ ساکرامنٹ
ہی فضل پانے کا ذریعہ ہیں۔ چنانچہ مسیح نے یہ بھی نہیں کیا کہ
ساکرامنٹ ہر کوئی ادا کر سکے بلکہ یہ ذمہ داری چیدہ چیدہ
بزرگوں کے سپرد ہوئی۔ آنکہ خداوند نے فرمایا "جس طرح باپ
نے مجھے بھیجا ہے اُسی طرح میں تمہیں بھیجتا ہوں" اُس نے
ساکرامنٹ دینے۔ بپتسمہ، گناہ معاف کرنے اور دیگر ساکرامنٹوں
کا اختیار دیا۔ اور ساتھ ہی فرمایا کہ "میں دنیا کے آخر تک
تمہارے ساتھ ہوں۔ رسولوں کے اعمال اور مقدس شاگردوں
کے خطوں میں اس سلسلہ کو جاری رکھنے کی کچھ تشریح ہے۔

انسانوں کے درمیان صرف دو پارٹیاں ہو سکتی ہیں
ایک جو مسیح کی طرف ہیں۔ اور دوسری جو اس کی طرف نہیں۔
"جو میرے ساتھ نہیں وہ میرے خلاف ہے۔" اُسکی کلیسیا
اُس کی اپنی زندگی اور روح سے معمور ہے۔ کلیسیا خدا کے
بیٹے کا قائم کیا ہوا ایک بدن ہے اور اس کا سر وہ خود ہے
باقی بشر کا اس کے اعضا ہیں۔ کلیسیا کی آواز اسکی (خدا کی)
آواز ہے۔ کلیسیا یہ نہیں سکھا سکتی کہ سچائی اور غلطی
دونوں ہی نجات کی طرف راہنمائی کرتی ہیں۔ وہ زندگی بخش

نجات کے لئے کیا کیا ضروری ہے۔ سچی اور عالمگیر کلیسیا
کونسی ہو سکتی ہے؟ سچی و عالمگیر کلیسیا وہی ہو سکتی
ہے جس میں یہ چار صفات ہوں:-

یکتائی:- سب کا ایک ہی خداوند ہو جس کے
سب شرکا کا ایمان ایک ہی ہو۔ ایک ہی قربانی کو مانتے ہوں
ایک ہی تعلیم ہو اور خداوند کے مقرر کردہ ساکرامنٹوں کو مانتے
ہوں۔ دنیا کے کسی حصہ میں چلے جائیں ان کا طریقہ عبادت ایک ہی ہے۔

پاکیزگی:- الہٰی اور پاک تعلیم دیتی ہو اور پاک کرنے
کے ذریعہ پیش کرتی ہو۔

اتحاد:- کلیسیا مسیح کی بنیاد وحدت پر ہے۔ ایک ہی
جماعت، ایک ہی فرقہ اور بے شریک ایک ہوں۔

رسولی:- رسولوں کی اس کلیسیائی تعلیم اور ہدایت
کی مالک ہو۔ جو بغیر سلسلہ توڑے مسیح نے قائم کی ہو۔ اور
یہ مسیح کی رسالت کو قائم رکھے۔

جو سپاہی بادشاہ کی فوج سے علیحدگی اختیار کر کے
پھر بھی اگر بادشاہ کی خاطر لڑتے ہوں۔ تو وہ بادشاہ کے
طرفدار تو ضرور ہیں مگر اس کی فوج نہیں کہلا سکتے۔ یہی حال
اُن مسیحیوں کا ہے جو مسیح کی کلیسیا سے علیحدہ رہتے ہیں
کیونکہ وہ فوج کے پورے قوانین نہیں مانتے۔ ساکرامنٹ
پاکیزگی کے ذرائع ہیں۔ اور کاتھولک کلیسیا تین روحانی
سے پاک ہے۔ ان تعلیم سے جو شخص اس کی تعلیم پر عمل کرتا
ہے وہ بلا شبہ پاک ہو سکتی ہے۔ (i) ذرائع سے۔ ساکرامنٹ
اور ریاضتیں شرکا کو پاک رکھتی ہیں۔ (ii) فرزندوں سے
اس کلیسیا کے ہزاروں بلکہ کروڑہا فرزند پاکیزگی حاصل کر کے
خدا کی قربت حاصل کر چکے ہیں۔ جسکے کروڑہا شرکا پاک ہوں
وہ پاک ہی کہلا سکتی ہے۔ اسی ایک کلیسیا میں وحدت ہے
دوسرے پروٹسٹنٹ کلیسیاؤں کی طرح فرقہ بازی نہیں
کہ اُن میں دو سو سے زائد فرقے ہیں۔ یہی ایک کلیسیا ہے
جس کی بنیاد مسیح نے رسولوں پر رکھی اور اب تک قائم ہے
اسمیں اصلاح کی ضرورت نہیں۔ خدا اور خدا کے رسول کے
قائم تبدیلی میں۔ اسلئے اسکے قائم کردہ مذہب میں تبدیلی کی

گنجائش نہیں۔ پروٹسٹنٹ جماعتوں میں خود ایک دوسرے
سے اختلاف ہیں۔ بعض تو بپتسمہ کو بھی نہیں مانتے اور بعض
صرف ایک یا دو ساکرامنٹوں کو مانتے ہیں۔ ہر ایک جماعت کو
قانون اور ضابطہ کی اور ایک صدر کی ضرورت ہوتی ہے۔ بیشک
خداوند مسیح کلیسیا کا سر اور صدر ہے۔ لیکن خداوند مسیح نے
باپ کے پاس چلے جانا تھا اسلئے اس نے اپنی قائم کردہ جماعت
کے لئے اپنا ایک نائب سردار مقرر کیا۔ وہ تھا پطرس۔

(ا) تو پطرس (پتھر یا چٹان) اور میں اس پتھر یا چٹان پر اپنی
کلیسیا بناؤں گا۔ اور دوزخ کے دروازے اس پر غالب نہ آئیں گے
(متی ۱۶/۱۸) (ب) میں آسمان کی بادشاہت کی کنجیاں تجھے دونگا
اور جو کچھ تو زمین پر باندھے گا۔ وہ آسمان پہ بندھیگا۔ (یوحنا ۲۱/۱۹)
(ج) شمعون یوحنا کے بیٹے ..... تو میرے برّے چرا..... میری
بھیڑیں چرا..... بھیڑوں کی نگہبانی کر..... (یوحنا ۲۱/۱۵-۱۷)

چنانچہ سب رسول بھی پطرس کو سردار یا مقدم کی عزت
دیتے تھے۔ اس کی برتری دوسرے بھی تسلیم کرتے تھے۔ ملاحظہ

(۱) مسیح کے جی اُٹھنے پر فرشتے نے فرمایا کہ پطرس کو خبر دی
جائے۔ (مرقس ۱۶/۷)

(۲) ہمارا خداوند جی اُٹھنے کے بعد رسولوں سے پہلے
اکیلے کیفا پر ظاہر ہوا۔ (۱-کرنتھی ۱۵/۵)

(۳) پطرس کے سپرد ذمہ داری دی گئی اپنے بھائیوں کو
مضبوط کرنا۔ (لوقا ۲۲/۳۲)

(۴) مقدس متھیاس کے چناؤ پر پطرس صدر ہوتا ہے
(اعمال ۱/۱۵)

(۵) یروشلم کی کونسل کا صدر پطرس ہوا۔ (اعمال ۱۵/۷)

(۶) پطرس پہلی وعظ کرتا ہے۔ اس کی موجودگی میں
دوسرے نہیں کرتے۔ (اعمال ۲/۱۴)

(۷) پطرس حننیاہ اور صفیرا کی منصفی کرتا ہے۔ (اعمال ۵)

(۸) پطرس ہی پہلا معجزہ کرتا ہے۔ (اعمال ۳/۶)

(۹) پطرس کا نام فہرست پر ہمیشہ پہلا ہوتا ہے۔ یعنی
(متی ۱۰/۲ مرقس ۳/۱۶ لوقا ۶/۱۴ اعمال ۱/۱۳)

امید ہے کہ یہ مختصر مضمون قارئین کرام کی واقفیت کی ترقی کا باعث ہوگا۔

ناراست دولت سے دوست پیدا کرو

(لوقا ۱۶:۹)

(ماسٹر فلپ ایل ڈین کھنہ رینالہ خورد)

میری اس تحریر کا مقصد مندرجہ ذیل تمثیل سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار ہے۔ میں تمثیل ہذا کی تفسیر کو قلم زد کرنے سے پہلے اس امر کو اجاگر کر دینا ضروری تصور کرتا ہوں۔ کہ میری اس تفسیر کا اس سے پہلے کی تفاسیر سے ہم آہنگ قطعی ضروری نہیں ہے۔ چونکہ ہر مفسر کا انداز تفسیر اپنے ذاتی نظریہ کے تحت اجاگر ہوتا ہے۔ یا اسے دوسرے لفظوں میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ ہر مفسر اپنی تفسیر کو اپنی خداداد ذہانت اور بصیرت کے بل بوتے پر ہی اجاگر کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن اس امر کے برعکس میں اپنی تمام تر ذاتی ذہانت و فطانت اور بصیرت کو بالائے طاق رکھ کر صرف اُن الوالاظہر کے خطوط پر ہی اس تفسیر کو تعمیر کیا چاہتا ہوں۔ کہ جو اس مجسم دانش خداوندی کے بیان آمد میں سے از خود چھٹ کر اس کے نقوش کو زندہ جاوید بنا رہی ہیں۔ تمثیل ملاحظہ فرمائیے:۔

★ پھر اس نے شاگردوں سے بھی کہا کہ:۔

"کسی دولت مند کا ایک مختار تھا" اس کی لوگوں نے دولت مند سے شکایت کی کہ یہ تیرا مال اڑاتا ہے۔ پس اس نے اس کو بلا کر کہا کہ یہ کیا ہے جو میں تیرے حق میں سنتا ہوں؟ اپنی مختاری کا حساب دے کیونکہ آگے کو تو مختار نہیں رہ سکتا۔ اس مختار نے اپنے جی میں کہا کہ کیا کروں؟ کیونکہ میرا مالک مجھ سے مختاری چھینے لیتا ہے۔ مٹی تو مجھ سے کھودی نہیں جاتی اور بھیک مانگنے سے شرم آتی ہے۔ میں سمجھ گیا کہ کیا کروں تاکہ جب مختاری سے موقوف ہو جاؤں تو لوگ مجھے اپنے گھروں میں جگہ دیں۔ پس اس نے اپنے قرضداران مالک کو فرداً فرداً بلا کر پہلے سے ہی پوچھا کہ تم پر میرے مالک کا کیا آتا ہے؟ ایک نے کہا سو من تیل۔ اُس نے اُس سے کہا اپنی دستاویز لے اور جلد بیٹھ کر پچاس لکھ دے۔ پھر دوسرے سے کہا تجھ پر کیا آتا ہے اس نے کہا سو من گیہوں۔ اس نے اس سے کہا اپنی دستاویز لیکر اسی لکھ دے۔ اور مالک نے بے ایمان مختار کی تعریف کی اس لئے کہ اس نے ہوشیاری کی تھی۔ کیونکہ اس جہان کے فرزند اپنے ہم جنسوں کے ساتھ معاملات میں نور کے فرزندوں سے زیادہ ہوشیار ہیں اور میں تم سے کہتا ہوں کہ ناراستی کی دولت سے اپنے لئے دوست پیدا کرو تاکہ جب وہ جاتی رہے تو یہ تم کو ہمیشہ کے مسکنوں میں جگہ دیں۔

جو تھوڑے سے تھوڑے میں دیانتدار ہے وہ بہت میں بھی دیانتدار ہے اور جو تھوڑے سے تھوڑے میں بددیانت ہے وہ بہت میں بھی بددیانت ہے۔ پس جب تم ناراست دولت میں دیانتدار نہ ٹھہرے تو حقیقی دولت کون تمہارے سپرد کرے گا۔ اور اگر تم بیگانہ مال میں دیانتدار نہ ٹھہرے تو جو تمہارا اپنا ہے اسے کون تمہیں دے گا۔ (لوقا ۱۶: ۱-۱۳)

مندرجہ بالا تمثیل میں درج ذیل سطور لائق غور خصوصی ہیں

★ اور مالک نے بے ایمان مختار کی تعریف کی اس لئے کہ ہوشیاری کی تھی۔ (لوقا ۱۶ : ۸)

★ "اور میں تم سے کہتا ہوں کہ ناراستی کی دولت سے اپنے لئے دوست پیدا کرو" تاکہ جب وہ جاتی رہے تو یہ تم کو ہمیشہ کے مسکنوں میں جگہ دیں۔" (لوقا ۱۶ : ۹)

★ پس جب تم ناراست دولت میں دیانتدار نہ ٹھہرے تو حقیقی دولت کون تمہارے سپرد کرے گا۔ (لوقا ۱۶ : ۱۱)

★ اور اگر تم بیگانہ مال میں دیانتدار نہ ٹھہرے تو جو تمہارا اپنا ہے اسے کون تمہیں دے گا۔ (لوقا ۱۶ : ۱۲)

★ ابتدائی نکتہ میں ہمیں لفظ "مالک" کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ سو اس کی شرح یوں ہے۔ کہ ہمارے ہر دو قائم کردہ جہانوں کا مالک من حیث الخالق خدائے عظیم و کبیر ہے چونکہ نوری و ناری نیز خاکی اشیاء کی تخلیق بھی اسی کی ذات سے ہوتی ہے یہاں تک کہ بنیادی طور پر شیاطین کا جدِ امجد بھی جسے بالفاظ دیگر حضرت ابلیس کہا جاتا ہے۔ خالق ہر دو جہا کی تخلیق کا ہی مرہون ہے۔ چونکہ یہ اپنی اس ہیئت کذائی

سے پیشتر گروہ کروبیان خداوندی کا ایک سردار عظیم تھا مگر مابعد غرور و نخوت کے گناہ کے ارتکاب سے ہی یہ ملعون قرار ہوا اور ابلیس کہلوایا گیا۔

★ لوقا ۱۶=۹ میں مذکور ہے کہ "میں تم سے کہتا ہوں کہ ناراستی کی دولت سے اپنے لئے دوست پیدا کرو" یہ الفاظ خود ہمارے خداوند کی زبان سے نکلے ہوئے ہیں اس لئے یہ یقینی طور پر ہمارے لئے منفعت بخش ہی ہیں چونکہ من حیث الخدا اُس کی ذات طنز سے قطعی مبرّا ہے۔

★ لوقا ۱۶=۱۱ میں مرقوم ہے کہ "جب تم ناراست دولت میں دیانتدار نہ ٹھہرے تو حقیقی دولت کون تمہارے سپرد کرے گا۔" اِن الفاظ میں سے ناراست دولت کی تفصیل ہماری دنیوی دولت اور اعمال ہے کہ جن کے توسط سے ہم ناراست دولت ہجوم کرنے میں ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں اور "حقیقی دولت" ہماری پاکدامنی کا قیام اور کلام اقدس کی حفاظت ہے" چونکہ ہم اپنے عام اعمال و افعال میں ہی انتہائی خطا کار ہیں۔ اس لئے ہماری پاکدامنی کے قیام اور کلام اقدس کی حفاظت کا انتظام براہِ راست ہمارے خداوند کے اپنے ہاتھ میں ہے ورنہ ہم اپنے اعمال و افعال ذاتی کے بل بوتے پر قطعی طور پر نجات نہیں حاصل کر سکتے۔

★ اور اگر تم بیگانہ مال میں دیانتدار نہ ٹھہرے تو جو تمہارا اپنا ہے اُسے کون تمہیں دے گا۔ (لوقا ۱۶=۱۲) اِس مذکور میں "بیگانہ مال" اور "تمہارا اپنا" کے الفاظ شرح طلب ہیں۔ اور جو کچھ اس انداز سے ہے "بیگانہ مال" سے مراد دنیوی جاہ و دولت ہے۔ جس کے متعلق ہم بخوبی جانتے ہیں کہ یہ ایک محض فریب ہے چونکہ اسے قطعی کوئی قیام نہیں ہے لیکن اس امر سے آگاہ ہونیکے باوجود ہم اس کے ہجوم میں شب و روز سرگرداں نظر آتے ہیں۔ "تمہارا اپنا" سے مراد ہماری پاکیزہ نفسی ہے۔ جسکی حفاظت ہمارے لئے قطعی ناممکن ہے۔ چونکہ یہ ہم سے الٰہی مدد کے بغیر قطعی طور پر نہیں بن سکتی ہے۔

مذکورہ بالا بحث و تمحیص سے ہم پر یہ امر بخوبی منکشف ہو جاتا ہے کہ ہمارے خداوند کے اِن الفاظ سے اُنکا کیا منشا تھا۔

★ ناراست دولت چونکہ قطعی طور پر ناپائیدار ہے اور چونکہ اس دانست کے باوجود ہم اُس کی طرف از خود کھنچے چلے جاتے ہیں لہٰذا ہمارے اس فطرتی رجحان کی رعایت ہی سے ہمارے خداوند نے فرمایا ہے کہ "ہم اس ناراست دولت سے ہی اپنے لئے دوست پیدا کریں تاکہ یہ جب ہم سے جاتی رہے تو وہ ہمیں ہمیشہ کے مسکنوں میں جگہ دے سکیں۔"

لیکن اب اس ناراست دولت کے نکتہ کو سمجھنے کے لئے ہم کو اس طور سے قیاس کرنے کی ضرورت ہے۔ کہ ہم یہ بات تو بخوبی جانتے ہیں کہ ہم ہمیشہ اپنے فرائض کو قطعی انتہائی دیانت سے انجام نہیں دیتے ہیں جس کی بناء پر ہم اُن کے عوض جو معاوضہ وصول کرتے ہیں ہم اُسے قطعی طور پر راست نہیں کہہ سکتے ہیں جس کی بدولت ہمیں اُسے خواہ مخواہ ناراست دولت ہی کہنا پڑے گا۔ اور چونکہ ہماری روزی میں ناجائز عنصر بھی شامل ہوتا ہے لہٰذا اس کے اثرات بد سے ہم صرف اُسی صورت میں بچ سکتے ہیں۔ کہ اُس سے اپنے غریب اور حاجتمند بھائیوں کو بھی حصّہ دیتے رہیں۔ جس کے عوض وہ ہمیں اپنی نیک دعاؤں کے طفیل سے ہمیشہ کے مسکنوں کے حصول کے لائق بنا سکتے ہیں

بالفاظ دیگر ہم اس امر کو اس طور سے بھی سمجھ سکتے ہیں کہ ہم اس امر سے تو بخوبی آگاہ ہیں کہ ہم سے قدم قدم پر گناہوں کا ارتکاب ہوتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ ہم اگر کسی کار ثواب کے انجام کے لئے بھی قدم آزما ہوتے ہیں۔ تو رہتا ہے۔ یہاں تک کہ ہم اگر کسی کار ثواب کے انجام کے لئے بھی قدم آزما ہوتے ہیں تو اس کی انجام دہی میں ہی بیسیوں گناہ سرزد ہو جاتے ہیں قصہ مختصر ہم سے نیکی کا بننا قطعی محال ہے اس لئے بقول ہمارے خداوند اگر ہم چاہتے ہیں۔ کہ عذاب دائمی سے محفوظ ہو سکیں۔ تو اس کا بہترین جواز یہی ہو سکتا ہے کہ ہم اپنی ناراست دولت سے ہی اپنے حاجتمند بھائیوں کی ضرورتوں کو پورا کر کے اُن سے دعائے خیر حاصل کرنے کی کوشش کریں چونکہ یہ کار خیر ہی ہمارے سینکڑوں نیکیوں پر بھاری ہے۔

اُمید ہے کہ آپ تمام کو بھی میرے اس تدبر سے اتفاق ہو گا خداوند کریم ہماری تمام تر مساعی جمیلہ کو اپنے جلال کے اظہار کا موجب بنائے آمین ثم آمین"

پولینڈ میں مسیحیت!

پولینڈ دو طاقتور ملکوں یعنی روس اور جرمنی کے درمیان واقع ہے اور اسی وجہ سے وہ گذشتہ ایام میں ان دو مخالف ملکوں کی دشمنی کا نشانہ بنا رہا۔

سنہ ۱۹۶۶ء میں ملک کے حکمران نے مسیحی مذہب قبول کر کے ایک آزاد ریاست کی بنیاد ڈالی۔ وسطی زمانہ میں اس کے بادشاہ اور سپاہ سالاروں نے یورپ کو ترکوں کے حملوں سے بچایا۔ لیکن بعد میں کبھی روس اور کبھی جرمنی نے اس کے کسی نہ کسی علاقہ پر قبضہ کر کے ملک کی سالمیت پر ضرب لگائی۔

گذشتہ جنگ اعظیم میں پولینڈ کے باشندوں نے حملہ آور جرمنی اور روسی فوجوں کا پوری طاقت سے مقابلہ کیا۔ اور ملک کی حفاظت کی خاطر لاکھوں جانیں قربان کر دیں۔ جنگ کے بعد پولینڈ میں اشتراکی حکومت قائم ہوئی اس کا مقصد اور منصوبہ ملک میں مسیحیت کا خاتمہ کرنا تھا۔ اس مقصد کو بر لانے کے لئے اس نے کاتھولک سکولوں اور ہسپتال پر قبضہ جمالیا۔ اور ہر طرح سے کلیسیا کے کام کو روکنے کی کوشش کی۔ لیکن پولینڈ کے آرچ بشپ صاحب کارڈنل سٹیفن وشنسکی نے نہایت دلیری سے کلیسیا کے حقوق کی حمایت کی۔ ماہ مئی سنہ ۱۹۶۶ء میں پولینڈ کے کاتھولک مسیحیوں نے اپنے ملک میں مسیحی کلیسیا کی ہزار سالہ جوبلی منانے کا تہیہ کیا تھا۔ آرچ بشپ صاحب نے اس موقعہ پر دُنیا کے بہت سے بشپ صاحبان کو ملک میں آنے کی اجازت نہ دینے سے انکار کر دیا۔ اور ان مسیحی زائرین کو کہ جو اس عبادتی جشن میں شامل ہونا چاہتے تھے۔ روکنے کی ہر ممکن کوشش کی تاہم اس جوبلی کی تقریب میں لاتعداد کاتھولک مسیحیوں نے شامل ہو کر نہایت جوش و خروش سے اپنی عقیدت مندی کا ثبوت دیا۔ پولینڈ کے روحانی پیشوا کارڈنل وشنسکی ہیں۔ انھیں سنہ ۱۹۴۹ء میں پولینڈ کا آرچ بشپ مقرر کیا گیا تھا۔ ان کے تقرر کے جلد ہی بعد کلیسیا اور حکومت کے درمیان ایک عہد قائم ہوا جس میں فریقین کے حقوق کو تسلیم کیا گیا تھا۔ ان کے تقرر کے جلد ہی بعد کلیسیا اور حکومت کے درمیان ایک عہد قائم ہوا جس میں فریقین کے حقوق کو تسلیم کیا گیا لیکن اشتراکی حکومت نے اس عہد کو ناچیز جانکر کلیسیا کے حقوق کو پامال کر دیا۔ جب آرچ بشپ صاحب نے اس حق تلفی کے خلاف اعتراض کیا تو انھیں گرفتار کر کے ایک راہب خانہ میں نظر بند کر دیا گیا۔

ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۵۶ء میں عوام نے حکومت کے خلاف فساد بپا کر کے کارڈنل وشنسکی صاحب کی رہائی کا فوری مطالبہ کیا۔ چنانچہ حکومت نے کارڈنل اور بعض دیگر پریسٹوں کو آزاد کر دیا اور سکولوں میں دینی تعلیم دینے، کاتھولک اخباروں کو شائع کرنے اور ملک کے بشپ صاحبان کو مجلس عامہ میں شامل ہونے کیلئے روما جانے کی اجازت دیدی۔ یاد رہے کہ پولینڈ کی کل آبادی تین کروڑ ہے جس میں سے کم از کم اڑھائی کروڑ کاتھولک مسیحی ہیں یہ کاتھولک مسیحی اپنے ایمان میں نہایت پختہ اور مستحکم ہیں لیکن پھر بھی اکثر نوجوان اشتراکی حکومت کے اثر سے مذہب سے بے پروا ہو چکے ہیں۔

سسٹر کہتی ہیں؟

اس سے پہلے کہ پچھلے سوموار کو پال پہلی مرتبہ اسکول جائے اُس کی ماں نے اُس کی چیزوں کو قرینے سے سجایا تھا کہ کم از کم وہ ایک دفعہ تو ٹھیک وقت پر پہنچ سکے۔ جونہی پال نے اسکول جانا شروع کیا مجھے ایسا معلوم پڑا گویا میں بڑا ہو گیا ہوں کی طرف گامزن ہوں ہمارے ننھے سے خاندان کے لئے ایک نئے باب کا وارد ہونا تھا درحقیقت یہ ایک نیا باب نہیں بلکہ ایک نیا موڑ تھا اپنے خاندان میں مجھے اپنا اثر کم ہوتا دکھائی دے رہا تھا۔ مجھے اپنا ہی نہیں بلکہ گھر کی ملکہ کی بھی یہی کیفیت تھی۔ چند ایام پیشتر ہی چار سالہ پال کہتا سنائی دیتا تھا کہ میرے والدیہ کہتے ہیں۔ میرے والدہ کہتے ہیں۔ لیکن اب میرا ہی خون اور گوشت اس سے منحرف سا نظر آتا تھا۔ اب وہ وقت آچکا تھا جبکہ ہمارا پال ہر بات میں کہتا ہے کہ سسٹر یہ کہتی ہیں یا سسٹر نے یہ کہا تھا۔

پہلا دن کا اسکول ختم کرتے کرتے پال ایک ایسے راستے پر

کھڑا ہوا نظر آتا تھا۔ جو علمیت کے دروازہ کی جانب لے جاتا ہے جو کچھ اُس نے دن بھر میں سیکھا تھا اب وہ اُسے اگلنے کے لئے بیتاب تھا۔ اُس کی ٹیچر ایک کاتھولک راہبہ تھیں جب وہ گھر آیا تو کہنے لگا کہ میں نے اسکول میں ڈرائینگ بنائی ہے وہاں میں نے ایک گھر ایک بلی اور ایک سور بنایا ہے۔ ہمارے اسکول میں ایک ڈچ لڑکا ہے۔ ایک لڑکا انگلینڈ کا ہے اور ایک لڑکا ہنگری ہے (لکھیہ کا ہے) میں نے اُسے ٹھیک کرتے ہوئے کہا ہنگری نہیں (ہنگرین) تب اُسکی ماں نے کہا بیٹا اپنے والد کو اپنی ڈرائینگ تو دکھاؤ۔ جب میں نے اُس کی ڈرائینگ دیکھی تو ایک دائرہ میں ایک دروازہ سا نظر آیا۔ ایک اور دائرہ میں ایک دُم نظر آئی جو کہ بلی کی جا رہی تھی اور تیسرے دائرے میں صرف دو پیر جیسے پال سور کے نام سے موسوم کر رکھا تھا۔ لیکن میں نے اُن کی خوب تعریف کر دی۔ پال نے خوش ہو کر کہا کہ چائے کے بعد میں ایک کتا بھی بنا کر دکھاؤنگا۔ اُسکے بعد ہم چائے پینے کے لئے بیٹھ گئے۔ جونہی کھانے کی دُعا ختم ہوئی میں نے ہمیشہ کی طرح صلیب کا نشان بنایا اور گرما گرم سموسوں کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ پال مجھے بڑے غور سے دیکھ رہا تھا۔ میں نے اُس سے کہا کیوں بیٹا کیا بات ہے اُس نے برملا کہا کہ سسٹر کہتی ہیں کہ تمہیں اس طرح اپنے اوپر صلیب کا نشان نہیں بنانا چاہیئے کہ ایک ہاتھ میں کانٹا ہے اور دوسرے سے نشان بنایا جا رہا ہے، بلکہ اُسنے درست طریقے سے نشان بناتے ہوئے کہا کہ سسٹر کہتی ہیں کہ اس طرح سے نشان بنانا چاہیئے۔ اس طرح ہم روزانہ پال کی زبانی یہ سننے کے عادی سے ہو گئے تھے کہ سسٹر کہتی ہیں۔ کہ ہمیں ہمیشہ روزری پڑھنا چاہیئے سسٹر کہتی ہیں کہ ہمیں ہمیشہ بنیڈکشن میں حاضر ہونا چاہیئے۔ وغیرہ۔ ان باتوں سے ایک چیز تو عیاں ہے کہ پال پر اُسکی اُستانی کا بہت اچھا اثر پڑ رہا ہے۔ جس سے ہمیں اُمید ہے کہ ایک دن ہمارا پورا خاندان بھی متاثر ہوگا۔ کاش تمام اُستاد اپنے بچوں پر ایسے ہی اثر انداز ہو سکیں "

مقدّس پولیکارپس!

سمرنا کے بشپ اور شہید:۔ مقدّس پولیکارپس یوحنا رسول کے شاگرد تھے آپ ۷۰ء میں پیدا ہوئے آپ کا بچپنا بھی مسیحی زندگی سے بھرپور تھا آپ کی دینداری اور عجوبہ نیکیوں کے سبب آپکے اُستاد رسول آپکے ساتھ انتہائی شفقت اور محبت سے پیش آتے تھے۔ لائیڈنز کے بشپ مقدس اورینیوس آپکے بارے میں یوں رقمطراز ہیں کہ "یہ میری بیحد خوش قسمتی ہے کہ عمر رسیدہ مقدس پولیکارپس سے میری ملاقات ہوئی۔ مجھے اُن کی مصلحت آمیز نصیحتیں بھی جو وہ لوگوں کو دیا کرتے تھے یاد ہیں مجھے وہ سب کچھ یاد ہے وہ اپنے اُستاد یوحنا رسول اور دیگر شخصوں کی بابت (جنہوں نے خداوند کو دیکھا تھا) کہا کرتے تھے کہ یوحنا رسول نے جزیرہ پتمس کو اپنی جلاوطنی سے قبل مقدس پولیکارپس کو خود سمرنا کا بشپ مقرر کیا تھا یہ حقیقت بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگی کہ مقدس پولیکارپس ہی وہ فرشتہ یا سمرنا کی کلیسیا کے بشپ تھے جس کی خداوند نے مکاشفہ میں تعریف کی ہے۔ اور سمرنا کی کلیسیا کے فرشتے کو یوں لکھ...." میں تیری مصیبت اور غریبی کو جانتا ہوں۔ (مگر تو دولت مند ہے)۔ ....مرنے تک وفادار رہ تو میں تجھے زندگی کا تاج دوں گا۔ (مکاشفہ ۲: ۸ تا ۱۰) مشہور مؤرخ فاورس لکھتا ہے۔ کہ مقدس پولیکارپس نے ستّر سال تک سمرنا کی کلیسیا پر ایسی دینداری اور تعریف کے ساتھ گلہ بانی کی۔ کہ لوگ اُس کو بڑے احترام کے ساتھ ایشیا کے بشپوں میں بڑا بزرگ سمجھتے تھے۔ مقدس پولیکارپس اسّی برس کی عمر میں روم کو پاپائے اعظم آنی کلیتس سے مذہبی معاملات میں مشورہ کرنے کو گئے۔ خاصکر اس بات کی دریافت کے لئے کہ پاسکا کی عید کب منائی جائے مقدس پولیکارپس کا روم میں ٹھہرنا دینداروں کیواسطے بہت مفید ثابت ہوا۔ کیونکہ اُس قیام کے ذریعہ انہیں

بدعتوں کے سدّ کرنے کا موقع خوب ملا۔ جب مشہور بدعتی مارچیون نے مقدس پولیکارپس سے پوچھا "کیا تو مجھے جانتا ہے؟" تب مقدس پولیکارپس نے کہا "ہاں! میں تجھ کو جانتا ہوں کہ تو شیطان کا پہلوٹھا ہے۔" ایشیا میں واپس آنے پر آپ نے اس ظلم کے دوران جو شاہنشاہ مارکس اوریلیس نے کلیسیا کے خلاف برپا کیا سخت تکالیف برداشت کیں خصوصیت کے ساتھ یہ ظلم سمرنا میں زوروں پر تھا۔ اس زمانے میں یہاں کا صوبیدار حاکم مسیحیوں کے ساتھ نہایت بے رحمی اور جابرانہ طور پر پیش آتا تھا منجملہ دیگر ظالمانہ کارروائیوں کے ایک واقع یہ بھی تھا کہ اس نے بارہ مسیحیوں کو جو فلاڈیلفیا سے لائے گئے تھے وحشی جانوروں سے کھلائے جانے کا حکم دیا۔ مخالفین نے اس موقع سے فائدہ اٹھا کر دیگر مسیحیوں اور خاص کر مقدس پولیکارپس کو جو اپنے گلے کو ایمان پر ثابت قدم رہنے کی ہمت دلا رہے تھے قتل کرنا چاہا۔ اس کے باوجود وہ اپنے دینی فرائض کی انجام دہی کے لئے شہر میں رہنے پر مصر رہے۔ مگر تمام مسیحیوں کی منت اور درخواست پر بدقت تمام شہر سے متصل ایک مکان میں اٹھ گئے۔ جہاں دن رات عبادت و دعا میں مشغول رہتے تھے۔

مگر کچھ ہی عرصہ بعد مخالفین نے ان کی موجودہ قیام گاہ کا پتہ لگا لیا۔ گرفتاری سے تین دن پیشتر عالم رویا میں آپ نے اپنا تکیہ جلتے ہوئے دیکھا جس سے آپ نے جان لیا کہ میری شہادت آگ کے ذریعہ کی جائے گی۔ چنانچہ انھوں نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں زندہ جلایا جاؤں گا۔ مسیحیوں نے یہ جانکر کہ مخالفین اور حکومت کے سپاہی ان کی تلاش میں ہیں تو آپ کو ایک دوسرے مکان میں منتقل کر دیا۔ لیکن! ایک نوجوان ساتھی نے تکلیف کے خوف سے مغلوب ہو کر آپ کے چھپنے کی جگہ کو ظاہر کر دیا۔ مقدس پولیکارپس اس سے آگاہ ہو گئے۔ مگر انھوں نے دوسرے مقامات پر چھپنے سے انکار کر دیا۔ اور اس پر توکل کر کے کہا کہ "خداوند کی مرضی پوری ہو" سرگرمی کے ساتھ انھوں نے اپنے آپ کو بطور ایک قربانی کے خدا کی نظر کیا۔ اور اس سے التجا کی کہ "تو میری جان کی قربانی قبول فرما" پھر خوشی خوشی اپنے آپ کو سپاہیوں کے سپرد کیا پھر وہ پاک شخص ان سپاہیوں کو اپنے گھر لایا۔ اور ان کے سامنے اچھا کھانا پیش کیا۔ اور کچھ دعا کے لئے وقت مانگا جسکے ملنے پر وہ دو گھنٹے برابر دعا اور دھیان میں لگے رہے۔

بزرگ بشپ کو دیکھکر سپاہیوں اور ان کے افسروں کو بڑی حیرانی ہوئی۔ تب وہ صبح کے وقت مع اس پاک بشپ کے روانہ ہوئے۔ حالانکہ ان کا جی نہ چاہ رہا تھا۔ تو بھی مجبور تھے حکم کی تعمیل سپاہیوں کو لازمی تھی چونکہ سمرنا کا سفر لمبا تھا۔ انھوں نے آپ کو ایک گدھے پر سوار کرایا اور شہر کی جانب لے جا رہے تھے تو ان کو دو بڑے افسر ملے جنہوں نے آپ کو اپنی گاڑی میں بٹھایا اور شاہی احکام کی تعمیل کے واسطے رغبت دلوائی پھر منجملہ دیگر باتوں کے انھوں نے کہا کہ "اپنی جان بچانے کی غرض سے اگر دیوتاؤں کی قربانی چڑھائی جائے تو کیا نقصان ہے" مقدس پولیکارپس نے بڑی سرگرمی سے جواب دیا کہ میں ہر قسم کی تکالیف یہانتک کہ موت بھی برداشت کروں گا۔ لیکن تمہاری نصیحت پر عمل کرنا میرے لئے ناممکن ہے۔ اس بہادری کے جواب پر وہ دونوں اسکو ضدی جانکر برافروختہ ہوئے اور اس زور سے اسے گاڑی سے ڈھکیلا کہ اس کی ٹانگ کچل گئی یا بقول قدیم مورخ کے گر کر ٹوٹ گئی تھی۔

اس کے باوجود کہ وہ سخت زخمی ہوئے تو بھی وہ بڑے استقلال اور صبر کے ساتھ اس تماشا گاہ کی طرف بڑھے جہاں وہ اپنی جان کی قربانی کرنے کو تھے اس جگہ داخل ہونے پر انھیں ایک آسمانی آواز یہ کہتے سنائی دی۔ کہ!

"اے پولیکارپس! ہمت باندھ اور دلیری سے کام کر" مقدس پولیکارپس صوبیدار کے سامنے پیش کئے گئے جس نے شہید کے ارادہ کو بدلنے کی کوشش کی اور کہا کہ اے

پولیکارپس! تو بوڑھا آدمی ہے۔ اپنے آپ پر ان نکالیف سے بچا کہ جن کا برداشت کرنا تیری طاقت سے باہر ہے اس لئے قیصر کی قسم کھا کر سب سے بلند آواز کے ساتھ کہا کہ بدکار لوگ نیست و نابود ہو جائیں گے" مقدس پولیکارپس نے فوراً جواب دیا کہ "ہاں ضرور بدکار لوگ نیست نابود ہو جائیں گے" لیکن بدکاروں سے میری مراد بت پرستوں سے ہے۔" صوبیدار نے یہ خیال کر کے کہ اس نے اپنا ارادہ تبدیل کر لیا ہے۔ اس سے کہا کہ "تو یسوع مسیح پر کفر بک تو میں تجھ کو آزاد کر دوں گا۔ مقدس نے فوراً جواب دیا کہ میں نے یسوع مسیح کی ۸۶ برس خدمت کی ہے اس نے مجھے کبھی نقصان نہیں پہنچایا۔ بلکہ میرے ساتھ بھلائی کی اب میں اس پر کس طرح کفر بک سکتا ہوں۔ میں اپنے خالق اور نجات دہندہ کی کیسے بے ادبی کر سکتا ہوں جو میرا انصاف بھی کرنے والا ہے چونکہ وہ عادل ہے اسلئے جو اسکا انکار کرتا ہے، وہ اسے سزا دیتا ہے۔" لیکن حاکم پھر بھی اسکو یسوع مسیح سے پھر جانے کی ترغیب دیتا ہے۔ مگر پولیکارپس نے جواب دیا کہ میں مسیحی ہوں اور یسوع مسیح کے واسطے مرنا فخر سمجھتا ہوں۔

تب صوبیدار نے اسکو جنگلی جانوروں سے کھلانے جانے کی دھمکی دی لیکن پولیکارپس نے جواب دیا کہ ان کو جلدی منگواؤ میں نیکی کے راستہ سے پھر کر بدی کے راستہ پر نہیں چل سکتا۔ جنگل کے جانور میری مدد کریں گے کہ میں اس جہاں فانی سے رخصت ہو کر بہشت کی خوشی حاصل کروں تب ظالم نے کہا کہ "تو زندہ جلایا جائے گا" مقدس پولیکارپس نے کہا کہ تیری آگ تو ذرا سی دیر رہ سکتی ہے۔ مگر ایک دوسری آگ ہے جو دائمی ہے تجھے صرف اس کا خوف ہے تو دیر کیوں کرتا ہے اپنی دھمکیوں کو پورا کر" یہ بات اسقدر دلیری سے کہی کہ حاکم خود حیرت میں پڑ گیا۔ پھر اس نے حکم دیا کہ ایک عام منادی کی جائے کہ پولیکارپس نے اقرار کر لیا ہے کہ میں مسیحی ہوں جس پر تمام بت پرستوں کا مجموعہ یہ کہکر چلایا کہ "اس ہمارے دیوتاؤں کے رد کرنے والے کو مرنے دو" چونکہ عام تماشے ختم ہو چکے تھے۔ اس لئے حکم دیا گیا کہ اسکو بجائے وحشی جانوروں کی غذا بننے کے زندہ جلایا جائے۔ بت پرستوں اور یہودیوں نے جو خاص کر اپنے آپکو مثل جلاد کے کام کرنے والا ظاہر کرتے تھے۔ لکڑیوں کا انبار تیار کیا۔ مقدس پولیکارپس نے اپنے کپڑے اتار ڈالے اور یہ دیکھ کر کہ وہ مجھے بلی کے ساتھ میخ زنی کرنے کو ہیں تو اس نے ان سے کہا "ان میخوں کو ایک طرف رکھو وہ جو مجھکو اس آگ کے برداشت کرنے کا فضل دیتا ہے مجھے اس قابل بھی کریگا کہ میں ان کے بغیر ہی مستحکم رہوں گا" تو انھوں نے اسکے ہاتھ اس کی پشت پر باندھے اور اسے لکڑیوں کے انبار پر رکھ دیا۔ یہاں پولیکارپس نے اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اٹھا کر یوں دعا مانگی کہ "اے خدا میں تجھکو مبارک کہتا ہوں کہ تو نے مجھ کو اپنے بیٹے یسوع مسیح کی مصیبت میں شریک بنایا۔ اور میں تیرے جلال کی خاطر اپنی جان کی قربانی کرنے کے لائق ہوا تاکہ بہشت میں تیری تعریف کروں اور ہمیشہ ہمیشہ تک تجھے مبارک کہوں۔ لکڑیوں کے انبار میں آگ دی گئی مگر شعلوں نے پاک شہید کے جسم کو کوئی ضرر نہ پہنچایا۔ بلکہ اس کے چاروں طرف مثل ایک محراب بن کر رہ گئے ان کے جسم سے ایک عجیب خوشبو نکلتی تھی۔ بت پرست یہ دیکھ کر کہ آگ اس پر کوئی اثر نہیں کرتی ہے۔ بیحد غصہ ہوئے اور ان کو ایک بھالے سے چھیدا۔ ان کے زخموں سے اتنا خون بہا کہ اس نے آگ کے شعلوں کو سرد کر دیا۔ مقدس پولیکارپس نے اس طرح جام شہادت نوش فرمایا۔ جیسا کہ اس مشہور خط میں مرقوم ہے۔ جو کہ سمرنا کے دینداروں نے کل کلیسیاؤں کو لکھا تھا۔ یہ خط شہیدوں کے اعمال کے مجموعہ مصنفہ رونالٹ میں بھی پایا جاتا ہے۔ ان کی شہادت سنہ ۱۶۰ء کے قریب ظہور پذیر ہوئی۔"

بھوک اور بیماری کیخلاف

پاپائے اعظم کا ایک اہم اقدام!

خود انکساری کا تقاضہ ہے کہ اپنی مذمت آپ کی جائے!!
ہندوستان کے کاتھولک نقیب صاحبان نے فیصلہ

کیا ہے کہ بھوک اور بیماری کی روک تھام کیلئے ایک اہم اقدام اٹھایا جائیگے۔ اس کام کی ذمہ داری بھوپال کے آرچ بشپ یوجین ڈی سوزا اور مونسنیور اگنیشس لوبو۔ جو کہ کاتھولک کلیسیا کی امداد باہمی کے ڈائریکٹر ہیں کے سپرد کی گئی ہیں۔

بشپ صاحب کا کہنا ہے کہ ہم لوگ ایک عرصہ سے غیر ممالک انجمنوں سے مدد لیتے چلے آئے ہیں۔ لیکن اب زیادہ عرصہ تک فقیروں کی طرح اپنے ہاتھوں کو پھیلا نہیں سکتے۔ ہماری خودداری کی مانگ ہے کہ ہم خود ایسے ادارے قائم کریں جن کے ذریعہ کچھ نہ کچھ بوجھ اپنے کاندھوں پر لے کر اس کارِ خیر کے عظیم کام کو عملی جامہ پہنا سکیں۔

یہ مہم ہمارے گرجوں۔ کاتھولک تعلیم گاہوں۔ اور ایسی سوسائٹیوں کے ذریعہ چلے گی جیسی کہ کاتھولک ایسوسی ایشن یا آل انڈیا کاتھولک یونیورسٹی فیڈریشن وغیرہ۔

ان کاموں کے لئے فنڈ کی فراہمی کے کام کی ایک خاص مقرر کردہ تاریخ سے ہی شروع کیا جائے گا۔ اور یہ بھی اسکولوں۔ گرجوں۔ میلوں، کھیل تماشوں وغیرہ کے ذریعے ہی ہو گی۔

امسال یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ۲ستمبر سے جو کہ اتوار کا دن ہے۔ فنڈ اکٹھا کرنے کی مہم چلائی جائے۔

بشپ صاحبان کا کہنا ہے۔ کہ اس مہم کی کامیابی کا سہرا سب کی ہی امداد پر منحصر ہے اور ہماری خواہش ہے کہ اس کارِ خیر میں ہمارے تمام لوگ حصہ لیں۔

خبریں!

پاپائے اعظم پول ششم نے مغربی بنگال میں کوڑھیوں کی ایک بستی تعمیر کرنے کے لئے ایک لاکھ روپیہ عنایت کیا ہے۔ اس بستی کی تمام تر ذمہ داری مدر ترسیہ کے سر ہے اس بستی کا نام شانتی نگر ہے اور موجودہ اسکیم کے ماتحت اس میں ۵۷ خاندان رہ سکیں گے۔

انگلینڈ:- انگلینڈ اور ویلز کی کاتھولک کلیسیا دس سال کے اندر اندر ایک ہزار نئے گرجے تعمیر کرے گی اور دیہاتی علاقوں میں تقریباً دو سو چھوٹے گرجے تعمیر کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ آجکل انگلینڈ اور ویلز میں ۳۵۰۰ گرجے موجود ہیں۔

پولینڈ:- پولینڈ کو مسیحی مذہب قبول کئے ہوئے ایک ہزار برس گزر گئے ہیں۔ امسال کلیسیا نے اس یادگار کو نہایت دھوم دھام سے منایا۔ یہاں کی کلیسیا نے پاپائے اعظم کو دعوت دی تھی کہ وہ وہاں جا کر جشن میں شرکت کریں۔ لیکن وہاں کی کمیونسٹ سرکار نے انھیں اجازت نہ دی

دائیوسیس:- مسوری۔ سردار ڈینین ۲۵ مئی کو اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے ہیں۔ وہ آئیرلینڈ کے رہنے والے تھے اور انھوں نے اپنا وطن سنہ ۱۹۰۲ء میں چھوڑا تھا جبکہ آپکی عمر صرف ۱۲ سال کی ہی تھی۔ ان کا زیادہ تر عمر کا حصہ مسوری ہی میں گذرا اور خصوصاً سنٹ جارج کالج میں؛ وہ اس کالج کے ایک عرصہ تک پرنسپل بھی رہے۔ آپ ایک مانے ہوئے کھلاڑی تھے۔ انھیں مذہب سے لا انتہا محبت تھی۔ اُن کا جنازہ فادر پیٹرک نائیر نے پڑھا جو کہ برادر ڈائینسن کے ہی شاگرد رشید ہیں۔ خدا آپکی روح کو جنت نصیب کرے؛

سہارنپور:- ۱۴ جولائی سنہ ۱۹۶۶ء کو سنٹ میری اکاڈمی کا افتتاح جناب بزرگ بشپ جے بی او جلتی نے کیا۔ حاضرین کی تعداد تقریباً ۳۰۰ کے تھی۔ افتتاحی تقریر جناب بزرگ بشپ مذکور نے کی۔ اسکے بعد اے۔ ڈی ایم سہارنپور جناب فادر ڈانیل فادر پیریرا نے اور جناب فادر لوئیس سنترم اس اکادمی کے پرنسپل ہیں۔

سہارنپور میں ایک انگریزی اسکول کا کھولا جانا فادر امبارلوس صاحب ہی کی محنتوں کا نتیجہ ہے۔ آپ اسکول ہذا کے منیجر ہیں۔

پولیکارپس! "تو بوڑھا آدمی ہے۔ اپنے آپکو ان تکالیف سے
بچا کہ جن کا برداشت کرنا تیری طاقت سے باہر ہے اس لئے
قیصر کی قسم کھاکر سب سے بلند آواز کے ساتھ کہا کہ بدکار لوگ
نیست و نابود ہو جائیں گے" مقدس پولیکارپس نے فوراً جواب
دیا کہ "ہاں ضرور بدکار لوگ نیست و نابود ہو جائیں گے" لیکن
بدکاروں سے میری مراد بت پرستوں سے ہے۔" صوبیدار نے
یہ خیال کر کے کہ اس نے اپنا ارادہ تبدیل کر لیا ہے۔ اس سے کہا کہ
"تو یسوع مسیح پر کفر بک تو میں تجھ کو آزاد کر دوں گا۔ مقدس
نے فوراً جواب دیا کہ میں نے یسوع مسیح کی 88 برس خدمت کی
ہے اس نے مجھے کبھی نقصان نہیں پہنچایا۔ بلکہ میرے ساتھ
بھلائی کی اب میں اس پر کس طرح کفر بک سکتا ہوں۔ میں اپنے
خالق اور نجات دہندہ کی کیسے بے ادبی کر سکتا ہوں جو میرا
انصاف بھی کرنے والا ہے چونکہ وہ عادل ہے اسلئے جو اُسکا
انکار کرتا ہے وہ اُسے سزا دیتا ہے۔" لیکن حاکم پھر بھی اسکو
یسوع مسیح سے پھر جانے کی ترغیب دیتا ہے۔ مگر پولیکارپس
نے جواب دیا کہ میں مسیحی ہوں اور یسوع مسیح کے واسطے مرنا
فخر سمجھتا ہوں۔

تب صوبیدار نے اسکو جنگلی جانوروں سے کھلائے
جانے کی دھمکی دی لیکن پولیکارپس نے جواب دیا کہ اُن کو
جلدی منگاؤ۔ میں نیکی کے راستہ سے پھر کر بدی کے راستہ
پر نہیں چل سکتا۔ جنگل کے جانور میری مدد کریں گے کہ میں
اس جہان فانی سے رخصت ہو کر بہشت کی خوشی حاصل کروں
تب ظالم نے کہا کہ "تو زندہ جلایا جائے گا" مقدس پولیکارپس
نے کہا کہ تیری آگ تو ذراسی دیر رہ سکتی ہے۔ مگر ایک دوسری
آگ ہے جو دائمی ہے تجھے صرف اس کا خوف ہے تو دیر کیوں
کرتا ہے اپنی دھمکیوں کو پورا کر" یہ بات اسقدر دلیری سے
کہی کہ حاکم خود حیرت میں پڑ گیا۔ پھر اُس نے حکم دیا کہ ایک عام
منادی کی جائے کہ پولیکارپس نے اقرار کر لیا ہے کہ میں مسیحی ہوں
جس پر تمام بت پرستوں کا مجموعہ یہ کہکر چلایا کہ "اس ہمارے
دیوتاؤں کے رد کرنے والے کو مرنے دو" چونکہ عام تماشے
ختم ہو چکے تھے۔ اس لئے حکم دیا گیا کہ اسکو بجائے وحشی
جانوروں کی غذا بننے کے زندہ جلایا جائے۔ بت پرستوں اور
یہودیوں نے جو خاصکر اپنے آپکو مثل جلاد کے کام کرنے
والا ظاہر کرتے تھے۔ لکڑیوں کا انبار تیار کیا۔ مقدس
پولیکارپس نے اپنے کپڑے اُتار ڈالے اور یہ دیکھکر کہ وہ
مجھے کیلوں کے ساتھ میخ زنی کرنے کو ہیں تو اس نے اُن سے
کہا "ان میخوں کو ایک طرف رکھو۔ وہ جو مجھکو اس آگ
کے برداشت کرنے کا فضل دیتا ہے مجھے اس قابل بھی کریگا
کہ میں اُن کے بغیر ہی مستحکم رہوں گا" تو انھوں نے اسکے
ہاتھ اس کی پشت پر باندھے اور اُسے لکڑیوں کے انبار پر
رکھا۔ یہاں پولیکارپس نے اپنی آنکھیں آسمان کی طرف
اٹھا کر یوں دعا مانگی کہ "اے خدا میں تجھکو مبارک کہتا ہوں
کہ تو نے مجھ کو اپنے بیٹے یسوع مسیح کی مصیبت میں شریک بنایا۔
اور میں تیرے جلال کی خاطر اپنی جان کی قربانی کرنے کے
لائق ہوا تا کہ بہشت میں تیری تعریف کروں اور ہمیشہ ہمیشہ
تک تجھے مبارک کہوں۔ لکڑیوں کے انبار میں آگ دیگئی
مگر شعلوں نے پاک شہید کے جسم کو کوئی ضرر نہ پہنچایا۔ بلکہ
اُس کے چاروں طرف مثل ایک محراب بن کر رہ گئے اُن کے
جسم سے ایک عجیب خوشبو نکلتی تھی۔ بت پرست یہ دیکھکر
کہ آگ اس پر کوئی اثر نہیں کرتی ہے۔ بیحد غصہ ہوئے
اور اُن کو ایک بھالے سے چھیدا۔ اُن کے زخموں سے اتنا
خون بہا کہ اس نے آگ کے شعلوں کو سرد کر دیا۔ مقدس
پولیکارپس نے اس طرح جام شہادت نوش فرمایا۔
جیسا کہ اس مشہور خط میں مرقوم ہے۔ جو کہ سمرنا کے دینداروں
نے کل کلیسیاؤں کو لکھا تھا۔ یہ خط شہیدوں کے اعمال
کے مجموعہ مصنفہ رونالٹ میں بھی پایا جاتا ہے۔ اُن کی شہادت
سنہ ۱۶۰ء کے قریب ظہور پذیر ہوئی"

بھوک اور بیماری کیخلاف

پاپائے اعظم کا ایک اہم اقدام!

خود انکاری کا تقاضہ ہے کہ اپنی مدد آپ کی جائے!!
ہندوستان کے کاتھلک بشپ صاحبان نے فیصلہ

کیا ہے کہ بھوک اور بیماری کی روک تھام کیلئے ایک اہم
اقدام اُٹھایا جائیگا - اس کام کی ذمہ داری بھوپال کے
آرچ بشپ یوجین ڈی سوزا اور مونسینور اگنیشس لوبو جو کہ
کاتھولک کلیسیا کی امداد باہمی کے ڈائریکٹر ہیں کے سپرد
کی گئی ہے۔

بشپ صاحب کا کہنا ہے کہ ہم لوگ ایک عرصہ سے غیر ممالک
انجمنوں سے مدد لیتے چلے آتے ہیں۔ لیکن اب زیادہ عرصہ
تک فقیروں کی طرح اپنے ہاتھوں کو پھیلا نہیں سکتے۔ ہماری
خودداری کی مانگ ہے کہ ہم خود ایسے ادارے قائم کریں
جن کے ذریعہ کچھ نہ کچھ بوجھ اپنے کاندھوں پر لے کر اس کار خیر
کے عظیم کام کو عملی جامہ پہنا سکیں۔

یہ مہم ہمارے گرجوں - کاتھولک تعلیم گاہوں - اور
ایسی سوسائٹیوں کے ذریعہ چلے گی جیسی کہ کاتھولک ایسوسی ایشن
یا آل انڈیا کاتھولک یونیورسٹی فیڈریشن وغیرہ۔

ان کاموں کے لئے فنڈ کی فراہمی کے کام کی ایک
خاص مقررہ کردہ تاریخ سے ہی شروع کیا جائے گا۔ اور
یہ بھی اسکولوں - گرجوں - میلوں، کھیل تماشوں وغیرہ کے
ذریعے ہی ہوگی۔

امسال یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ۱۴ ستمبر سے جو کہ اتوار کا دن
ہے۔ فنڈ اکٹھا کرنے کی مہم چلائی جائے۔

بشپ صاحبان کا کہنا ہے۔ کہ اس مہم کی کامیابی کا انحصار
سب کی ہی امداد پر منحصر ہے اور ہماری خواہش ہے کہ
اس کارِ خیر میں ہمارے تمام لوگ حصہ لیں۔

خبریں!

پاپائے اعظم پول ششم نے مغربی بنگال میں کوڑھیوں
کی ایک بستی تعمیر کرنے کے لئے ایک لاکھ روپیہ عنایت کیا
ہے۔ اس بستی کی تمام تر ذمہ داری مدر ٹریزا کے سر ہے
اس بستی کا نام شانتی نگر ہے اور موجودہ اسکیم کے
ماتحت اس میں ۷۵ خاندان رہ سکیں گے۔

انگلینڈ:- انگلینڈ اور ویلز کی کاتھولک کلیسیا دس سال
کے اندر اندر ایک ہزار نئے گرجے تعمیر کرے گی اور دیہاتی
علاقوں میں تقریباً دو سو چھوٹے گرجے تعمیر کرنے کی ضرورت
محسوس ہوئی۔ آجکل انگلینڈ اور ویلز میں ۳۵۰۰ گرجے
موجود ہیں۔

پولینڈ:- پولینڈ کو مسیحی مذہب قبول کئے ہوئے
ایک ہزار برس گذر گئے ہیں۔ امسال کلیسیا نے اس یادگار
کو نہایت دھوم دھام سے منایا۔ یہاں کی کلیسیا نے پاپائے
اعظم کو دعوت دی تھی کہ وہ وہاں جاکر جشن میں شرکت
کریں۔ لیکن وہاں کی کمیونسٹ سرکار نے انھیں اجازت نہ دی

ڈایوسیس:- مصوری، سردار ڈھینسن ۲۵ مئی کو
اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے ہیں۔ وہ آئرلینڈ
کے رہنے والے تھے اور انھوں نے اپنا وطن سنہ ۱۹۰۳ء
میں چھوڑا تھا جبکہ آپکی عمر صرف ۲۱ سال کی ہی تھی۔ اُن کا
زیادہ تر عمر کا حصہ مصوری ہی میں گذرا اور خصوصاً
سنٹ جارج کالج میں۔ وہ اس کالج کے ایک عرصہ تک
پرنسپل بھی رہے۔ آپ ایک ملنے ہوئے کھلاڑی تھے
انھیں مذہب سے لا انتہا محبت تھی۔ اُن کا جنازہ فادر
پیٹرک نائیر نے پڑھا جو کہ برادر ڈھینسن کے ہی شاگرد
رشید ہیں۔ خدا آپکی روح کو جنت نصیب کرے۔

سہارنپور:- ۱۴ جولائی سنہ ۱۹۶۶ء کو سنٹ میری
اکاڈمی کا افتتاح جناب بزرگ بشپ جے بی اوبخلشی
نے کیا۔ حاضرین کی تعداد تقریباً ۳۰۰ کے تھی۔ افتتاحی
تقریر جناب بزرگ بشپ مذکور نے کی۔ اسکے بعد اے۔ ڈی
ایم سہارنپور جناب فادر ڈانیل فادر سیریرنے اور جناب
فادر لوئیس سندرم اس اکادمی کے پرنسپل ہیں۔

سہارنپور میں ایک انگریزی اسکول کا کھولا جانا فادر
امبروز لوئس صاحب ہی کی محنتوں کا نتیجہ ہے۔ آپ
اسکول ہذا کے منیجر ہیں۔

تلاوت کلام پاک

اپنی تبلیغی زندگی میں خداوند یسوع مسیح نے کئی تمثیلوں اور معجزوں کے ذریعہ لوگوں پر ظاہر کیا کہ کسطرح خدا گنہگاروں کو معافی دیتا ہے۔ اسکے علاوہ اس کی کتنی خواہش ہے کہ گنہگار پھر سے خدا کی نزدیکی حاصل کریں۔

(۱)۔ ہم سب سے پہلے اچھے چرواہے کی تمثیل کو یاد کریں جس نے سو بھیڑوں میں سے ایک بھیڑ کو کھو دیا تھا۔ اچھا چرواہا۔ ننانوے بھیڑوں کو میدان میں چھوڑ کر کھوئی ہوئی بھیڑ کی تلاش میں جا نکلتا ہے۔ جس وقت یہ بھیڑ مل جاتی ہے۔ تو وہ نہ صرف اپنے کندھے پر رکھکر واپس لے آتا ہے بلکہ خوشی بھی مناتا ہے۔

(۲) عجیب اور تسلی بخش مصرف بیٹے کی تمثیل ہے جو اپنے باپ کا گھر چھوڑ کر دور دراز ملک میں چلا جاتا ہے اور اپنے تمام مال و دولت کو برباد کر دیتا ہے۔ اسکی حالت اتنی بری ہو جاتی ہے کہ اسکا بیان کرنا مشکل ہے۔ تو بھی وہ خود ہی اپنی ناگفتہ بہ حالت پر نظر کر کے پچھتاتا ہے کہ باپ کے پاس واپس جانے کا ارادہ کرتا ہے۔ اپنی غلطیوں اور اپنے قصوروں کا اقرار کرتا ہے اور اپنے باپ کے سامنے گرتا ہے۔ تاکہ وہ اسکو معاف کرے۔ باپ اس کو محبت سے قبول کر لیتا ہے اور اسے گلے لگاتا ہے اور ایسی خوشی مناتا ہے جیسے ایک بیٹا قبر میں سے نکل آیا ہو۔ (لوقا $\frac{۱۵}{۱۱ \text{ تا } ۳۲}$)۔

تمثیلوں کے علاوہ خداوند یسوع مسیح کے معجزے بہت مشہور ہیں۔

(۱) دس کوڑھیوں کو چنگا کرنا۔ جن کو خداوند یسوع مسیح کاہنوں کے پاس بھیجتا ہے۔ تاکہ وہ اپنے زخمیں کو دکھائیں۔ اور شفا پائیں۔ یہاں قابل غور ایک بات یہ ہے کہ خداوند یسوع مسیح ان کوڑھیوں کو اسی وقت بھی آرام بخش سکتا تھا۔ مگر وہ چاہتا تھا کہ یہ لوگ پہلے اپنے زخموں کو کاہنوں کو دکھائیں اور پھر یہ صحت یاب ہوں۔ یہ طریقہ اس اختیار کی مثال بھی جو خداوند یسوع مسیح اپنے کاہنوں کو دیتا ہے جس سے گناہ کے کوڑھی اعتراف کے ذریعے شفا پائیں گے۔

(۲) نائین کی بیوہ کے بیٹے کو پھر سے جلایا جانا۔ اور جیرت کی نوجوان بیٹی کا جلایا جانا اس روحانی شفا کی طرف اشارہ ہے جب انسان گناہ کی وجہ سے روحانی طور پر مر جاتا ہے۔ تو خداوند یسوع مسیح کے کاہنوں کے اختیار سے ان کو پھر روحانی زندگی مل سکتی ہے جس طرح خداوند یسوع مسیح نے صرف ایک لفظ کے ذریعے جسمانی موت کو دور کر دیا تھا۔ سو اسی طرح اسکے نام سے اس کے کاہن روحانی موت کو دور کریں گے۔

(۳) لعزر کا پھر جی اٹھنا جو چار دن سے دفن تھا اور قبر میں سڑ تا جا رہا تھا۔ اس گناہگار کی طرف اشارہ ہے جو عادتاً "گناہ میں ڈوبا رہتا ہے۔

آپ غور کریں کہ خداوند یسوع مسیح نے اس اس موقع پر کس طرح معجزہ کیا۔ سب سے پہلے لعزر کو موت سے زندگی میں واپس بلاتا ہے۔ لیکن وہ رسیوں اور چادر سے لپٹا ہوا تھا۔ تب اس نے رسولوں کو حکم دیا تھا۔ کہ اس کے ہاتھ پیر جو رسیوں سے بندھے ہوئے تھے کھولا جائے اور اس طرح اس کو چلنے پھرنے کے لئے آزاد کر دیا جائے۔ مقدس اگستین اس کے بارے میں بیان کرتا ہے کہ لعزر کو پھر زندہ ہونے سے کیا فائدہ ہوتا۔ اگر رسولوں کے ذریعہ اس کے ہاتھ پیر نہ کھلوائے جاتے، گناہ گار کو پچھتانے کا فضل خدا سے ملتا ہے۔ یہ ایک فضل ہے جو صرف خدا سے ہی مل سکتا ہے۔ مگر یہ ہی کافی نہیں ہے اس کے علاوہ کچھ اور بھی چاہیئے۔ سچ ہے کہ جب کوئی پچھتانے لگتا ہے تو اس میں پھر سے روحانی زندگی آتی ہے۔ تب پچھتایا ہوا۔ آدمی اپنی ضمیر کو کھولتا ہے۔ اور ایک اچھا اعتراف کرنے کے قابل بنا جاتا ہے۔ اور وہ ایک طرح سے قبر میں سے اٹھ کر باہر نکلنے کی کوشش کرتا ہے

مگر لعزر کی طرح اُس کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے ہیں لعزر کی طرح چادر میں لپٹا ہوا ہے۔ اُسکو موت کی زنجیروں سے کون چھٹکارا دیگا؟ کاہن ہی اس کام کے لئے مقرر ہوا ہے۔ وہ کاہن جسکو خداوند یسوع مسیح نے رسولوں کے ذریعے کہا ہے "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو کچھ تم زمین پر باندھو گے۔ وہ آسمان پر بندھے گا۔ اور جو کچھ تم زمین پر کھولو گے وہ آسمان پر کھلے گا"۔ اِن دیئے ہوئے حوالاجات سے اشارہ کیا گیا ہے کہ خدا کی مہربانی انسان کے اوپر اپنا اثر کرتی ہے اور ساتھ ساتھ اس عجیب سیکرامنٹ کی ضرورت ظاہر کرتا ہے اعتراف کا نشان قدیمی قوموں میں پایا جاتا ہے۔ مگر نئے عہد نامہ میں خداوند یسوع مسیح نے ایسا مقرر کیا ہے۔ کہ ہمیں خدا کی مہربانی کی تعریف اور شکر گزاری کرنا پڑے گی۔ کتنے افسوس کی بات ہو گی۔ اگر ہم کسی ضد یا بُری عادت کی وجہ سے اس نجات کے ذریعہ اپنے سے دُور کر دیں۔ خدا نہ کرے کہ ہم اُن نالائق لوگوں میں گنے جائیں وہ اعتراف کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

ایک دن کا واقعہ ہے کہ ایک مسافر نے کسی گاؤں سے گزرتے ہوئے ایک بچے کو دیکھا جو ایک کنوئیں کے کنارے پر کھیلتا تھا اور کنوئیں میں پتھروں کو گرا رہا تھا تاکہ اُن کے گرنے کے شور سے دوسرے لڑکوں کے لئے بھی ایک کھیل بن جائے۔ مسافر نے لڑکے کو خبردار کر دیا۔ کہ اے بچے ہوشیار رہو ورنہ تم کنوئیں میں گر جاؤ گے۔ مسافر ابھی مشکل سے ہی بیس قدم آگے بڑھا ہو گا۔ کہ اُس نے دوسرے بچوں کے منہ سے گھبرانے کا شور سنا وہ لڑکا خود ہی کنوئیں میں گر چکا تھا۔ فوراً مدد کے لئے آواز لگائی گئی۔ اُسی وقت تمام گاؤں اس خوفناک واقعہ کو دیکھنے کے لئے جمع ہو گیا۔ لوگ سیڑھیاں اور رسیاں بھی لیکر دوڑے۔ کچھ لوگ سیڑھی کو کنوئیں میں اُتارنا چاہتے تھے۔ مگر ایک بڈھے نے منع کر دیا۔ کہ نہیں سیڑھی سے کام نہیں چلے گا۔ اس کی بجائے اس کا ایک سرا نیچے چھوڑ دو۔ تاکہ اُسکا ایک سرا پکڑ لے اور ہم اُسکو اُوپر کھینچ لیں۔ تو وہ لڑکا بچ جائے گا۔ تب اُس بوڑھے شخص کی رائے کے مطابق ہی کیا گیا۔ لڑکے نے فوراً رسّی کو پکڑ بڑی زور سے اُسکو تھامے رہا اور اسطرح وہ لڑکا کنوئیں میں سے نکالا گیا۔ تب بوڑھے نے لڑکے سے کہا!

"اے بچے اس رسّی کو چومو اسکے ذریعہ تم موت سے بچے"۔

حقیقتاً اعتراف وہی رسّی ہے جس سے گنہگار جو گناہ کی گہرائی کی تہہ تک گر چکا ہے۔ پھر سے اُٹھ سکتا ہے اور ڈوبنے اور بربادی سے بچ سکتا ہے۔ کیا وہ بچہ جو کنوئیں میں ڈوبنے والا تھا۔ اور ڈوبنے اور بربادی سے بچ سکتا تھا؟ بیچارہ گنہگار جو گناہ کی گہرائیوں میں پھنس چکا ہے کیا اعتراف کے سیکرامنٹ کو منع کرے گا جو اتنی مہربانی سے خدا نے اس کے سامنے رکھا ہے؟

اطلاعِ عام

تمام ناظرین کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ہندی کی ایک عظیم کتاب "رانی کنواری مریا اور بائیبل" چھپ کر تیار ہو گئی ہے۔ جو حضرات چاہیں اس کتاب کو منگوا سکتے ہیں۔ لہذا اپنے آرڈر بھیجدیں۔ تاکہ اِس کتاب کے پڑھنے سے وہ رُوحانی فائدہ سے معمور رہوں۔ اسکی قیمت بہت واجبی ہے اور صفحات تقریباً ۲۸۰ ہیں۔

جلوۂ یسوع مسیح

(جناب وفا دھام پوری)

سال دیکھا نہ کوئی ایسا مہینہ دیکھا
جس میں یسوع مسیح کا نہ جلوہ دیکھا!

جھولی بھر دیتے ہیں امید سے زائد سبکی
ایسا کوئی بھی زمانے میں نہ داتا دیکھا!

کور باطن جو ہوں کس طرح وہ دیکھیں انکو
ہم نے یسوع کے جلووں کو ہمیشہ دیکھا

روشنی آگئی آنکھوں میں ہوا دل روشن
دیکھنے والوں نے جب آپ کا جلوہ دیکھا

دل میں قائل ہی مخالف ہے مگر اسکی زباں
اس صدی چودھویں میں آدمی ایسا دیکھا

ہو گئیں دور مرے سر سے بلائیں ساری
میں نے یہ نام مسیح کا کرشمہ دیکھا

یوں تو کہنے کو عدو نے بھی پکارا انکو
اپنا جب ڈوبتا دریا میں سفینہ دیکھا

نور وحدت سے مزین ہے مرا سینہ وفا
دیکھنے والوں نے ایماں کا خزینہ دیکھا

(مالک) فادر امیدیوس ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر نے ہمدرد پریس میں چھپوا کر دفتر فضلوں کی ماں کورٹ روڈ سہارنپور سے شائع کیا

رجسٹرڈ نمبر ایل 1364

شہیدانِ یوگنڈا

از جناب فادر امبیدیوس او۔ ایف۔ ایم۔ کیپ

(قسط ہفتم)

۲۵ مئی کو بادشاہ نے دریائی گھوڑے کے شکار کو جانے کا ارادہ کیا۔ اور ملوگو کی بندرگاہ پر کشتیوں کو تیار کرنے کا حکم کتیکیٹو کو دیا۔ جب کشتیاں تیار ہو گئیں تو بادشاہ ہتھیاروں سے لیس اندریاس کاگوا اور دیگر بیس دریاؤں کے ساتھ لاوے کے جزیرہ پر پہنچا۔ لیکن افسوس ہر طرح کی محنت اور مشقت کے باوجود اس روز ان کے ہاتھ کوئی شکار نہ لگا جس کی وجہ سے بادشاہ کے مزاج میں چڑچڑاپن آگیا۔ بادشاہ کی غیر حاضری میں کئی درباریوں نے جو محل ہی میں رہ گئے تھے یہ جانکر کہ بادشاہ موجود نہیں ہے ہتھیار خانہ کے محافظ کیتو کے پاس گئے تاکہ اسکے ساتھ مل کر دعا کریں اور مسیح کی تعلیم حاصل کریں۔ لیکن اسی شام تقریباً ۶ بجے بادشاہ نہایت مایوسی اور جھنجھلاہٹ کے عالم میں اپنے گھر واپس لوٹ آیا اور جب اس نے درباریوں کو وہاں نہ پایا تو نہایت غضبناک ہو کر اندریاس سے انکے بارے میں دریافت کرنے لگا۔ اس کے بعدہ خود ہی کہنے لگا۔ میں جانتا ہوں یہ لوگ کہاں گئے ہونگے وہ ضرور ولائتی لوگوں کے پاس دعا کرنے کو گئے ہونگے۔ میرا حکم ہے کہ کوئی وہاں نہ جائے۔ پھر میرا حکم کوئی نہیں مانتا۔ کاتیرو کا بیٹا موافو جو میری تعبداری کرنے میں نہایت پیش پیش تھا اب اس نے بھی مجھے چھوڑ دیا ہے۔ یہ کہکر وہ اپنے کمرے میں چلا گیا تاکہ کچھ آرام کرے۔ دوسرے درباری جو اسکے ساتھ تھے وہ بھی واپس چلے گئے۔

جب ایک گھنٹہ بعد ہوا تو بادشاہ اٹھا اور اپنے خدمتگاروں کو طلب کیا تو انمیں سے کوئی بھی وہاں حاضر نہ تھا صرف ایک لڑکا تھا۔ بادشاہ کو خوش کرنے کے لئے اس نے کہا کہ موافو اور سیبگ واؤ کسی کام کے لئے باہر گئے ہوئے ہیں۔ اتنے میں موافو واپس لوٹ آیا۔ بادشاہ نے اسے بہت برا بھلا کہا اور اس سے پوچھا۔

س: تم کہاں تھے؟ ج:۔ میں سیبگ واؤ کے ساتھ تھا!

س:۔ تم وہاں کیا کر رہے تھے؟ ج:۔ میں وہاں مسیحیت کے بارے میں سیکھ رہا تھا!

س:۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ تمہارے باپ نے تمہیں میری خدمت کے لئے اس لئے رکھا تھا تاکہ تم مسیحیت کے پیروکار بن جاؤ؟

اس بار موافو خاموش رہا۔ تب بادشاہ کا غصہ بہت بھڑک گیا اور نوجوان درباری کو بہت مارا۔ اسکے ہاتھ پیروں کو باندھکر اسے مال خانے کی طرف کھینچ لایا۔ جہاں اپلو کاگوا مال خانہ کا محافظ تھا۔ بادشاہ نے اس سے نہایت غضبناک ہو کر ایک بھالا مانگا تاکہ موافو کو چھید ڈالے پر

اپلوکا گوانے بادشاہ سے کہا کہ تمام بھالے تیز کرانے کے لئے
لوہار کے پاس بھیجدیئے گئے ہیں۔ اُس کے بعد بادشاہ نے
اُس سے تلوار مانگی۔ اور تلوار لیکر وہ اُس کا سر کاٹنے ہی
والا تھا کہ اُس کا ہاتھ رک گیا کیونکہ مواغو کا باپ کیتوکیرو
بادشاہ کے مرحوم والد کا عزیز ترین دوست تھا اور انھوں
نے آپس میں عہد باندھا تھا۔ تب بادشاہ نے اُسے دھکا
دیکر دور کیا۔ اور سپاہیوں کو حکم دیا کہ سیبگ واؤ کو لے آئیں
اور اُسے پیش کریں جب وہ آیا تو بادشاہ نے نہایت سختی کے
ساتھ اُس سے پوچھا۔ "کیا مواغو تمہارے ساتھ تھا؟ جی ہاں!
تم دونوں کیا کر رہے تھے؟ میں اُنکو مذہب کی باتیں سکھا رہا تھا
تم کیوں میرے وزیر اعظم کے بیٹے کو مذہب کی باتیں سکھا رہے
تھے؟ کیا تم نہیں جانتے کہ میں کسی کو عیسائیوں کا مذہب سیکھنے
کی اجازت نہیں دیتا؟ بادشاہ غصہ کے مارے اپنے ہوش
کھو چکا تھا۔ اُسنے سیبگ واؤ کو پکڑ کر زور سے اپنی طرف کھینچا
اور چلایا۔ میں اُن سب کو جان سے مار دوں گا۔ جنہوں نے
مسیحیت کو قبول کیا ہے۔ دیگر درباری لوگ وہاں سے بھاگ
کھڑے ہوئے۔ کیونکہ بادشاہ کی آنکھوں میں غصہ کے مارے
خون بھرا ہوا تھا۔ اُسنے مڑکر مرحوم بادشاہ کے بھالے کو لیا جو زہر
میں ڈوبا ہوا تھا۔ اور اُسے سیبگ واؤ کی گردن پر مارا۔ نوجوان
درباری بادشاہ کے قدموں میں آگرا اور مرنے کی سی حالت
میں ہوگیا۔ سیبگ واؤ کو اب بادشاہ نے جلاد کے ہاتھوں میں
دیدیا تاکہ وہ اُسے قتل کردے۔ لیکن اس جلاد نے جسکا نام
کالیگے تھا اُسے ایک نوکر کی جھونپڑی میں چھپا دیا۔ اور کچھ عرصہ
بعد اسی نوکر نے ڈینس کے نام سے بپتسمہ لیا۔ ایک بات اور قابل
غور ہے کہ یہ جلاد سیبگ واؤ کو اس لئے نہ مارنا چاہتے کہ وہ بھی
وزیر اعظم کا پوتا تھا۔

روباگا شہر میں سب لوگ گھبرائے ہوئے تھے بادشاہ نے غصہ
کی وجہ سے فیصلہ کیا تھا کہ تمام مسیحیوں کو تہہ تیغ کردیا جائے جلاد
اپنے اپنے اوزاروں کو تیز کر رہے تھے۔ بادشاہ خون کا پیاسا
اپنے محل میں آگے پیچھے گھوم رہا تھا۔ اُسکے ہاتھ میں وہی بھالا
موجود تھا۔ اُس نے غصہ سے اپولوکاگو کو بلایا اور چلا کر کہا تم
بھی عیسائی ہو؟ اپولو بھی اینگلیکن مسیحی تھا۔ بادشاہ نے اُسے
بھی اسی بھالے سے زخمی کردیا۔ اور اُس پر اتنی دفعہ بھالوں سے
وار کیا کہ اُسکا بھالا بھی ٹوٹ گیا۔ اب بادشاہ نے غلاموں کو حکم
دیا کہ اُسے ٹکڑے ٹکڑے میں مار کر ختم کر دیا جائے۔ جب یہ اذیت
اپولو کی برداشت سے باہر ہوگئی تو اُسنے بادشاہ کی تابعداری
کو قبول کیا۔ اور بادشاہ نے اُس سے کہا کہ وہ اپنی دعاؤں کی
کتابیں جلادے۔

اس آزمائش کے وقت میں کالیگے، انوراتو اور اندریاس
کاگوا بڑی ہمت کے ساتھ اپنی جگہ پر ڈٹے رہے۔ اور دیگر مسیحی
نوجوانوں کو صلاح دی کہ وہ کہیں اور جا کر پناہ لیں۔ بادشاہ
غصہ کی حالت میں اپنے خزانے کی کمرے سے نکل رہا تھا کہ اُسے
انوراتو راستے میں ملا۔ بادشاہ نے اُس سے بھی دریافت
کیا کہ وہ بھی عیسائی ہے؟ اُس نے نہایت دلیری سے
جواب دیا۔ "بادشاہ کیا آپ نہیں جانتے کہ میں آپکا خادم ہوں
اور مسیح مذہب کا پیروکار۔ بادشاہ نے اُس کے لئے بھی حکم
صادر کیا کہ اُسکو سیباتائے کے پاس لے جایا جائے تاکہ وہ اُسکو اچھی
طرح سے سزا دے۔

بادشاہ غصہ میں پھر ہی رہا تھا۔ کہ اُسے جیمس ملا۔
اُس نے جیمس کو بھی جیل خانہ میں بھجوا دیا۔ ایک اور نوکر جسکا نام
اگوما بھی تھا۔ جب بادشاہ کو پتہ لگا کہ وہ بھی عیسائی ہے تو
اُسے موتا ندوے پہاڑ پر اس لئے بھیجا تاکہ اُسے سزا
دیجائے۔ آخرکار اگوما اس سزا سے جانبر نہ ہوسکا اور کچھ دن
بعد قید شاہ اور قید حیات سے آزاد ہوگیا۔ اسی طرح

ایک اور اینگلکن مسیحی بنام موسیٰ تھا وہ بھی دوسرے مسیحیوں کا حوصلہ بڑھانے میں مدد کرتا۔ جب بادشاہ کو اُسکے بارے میں معلوم ہوا تو اُس نے جلادوں کو حکم دیا کہ موسیٰ کو قتل کر دیا جائے۔ موسیٰ اسوقت محل میں نہ تھا۔ اُسکو محل سے باہر ہی پتہ لگ چکا تھا کہ اب اُسکا وقت آپہنچا ہے۔ وہ نہایت دلیری سے محل میں گیا اور وہاں پکڑا گیا۔ اُسکے بعد اُس نے بھی جام شہادت بڑی خوشی کے ساتھ نوش کیا۔

پہلی شہادت یعنی جوزف مکاسہ کی شہادت سے اب تک تقریباً چھ ماہ کا عرصہ گزر چکا تھا۔ اور مسیحی درباریوں کو معلوم تھا کہ اُن کی بھی شہادت کا موقع آپہنچا ہے۔ گو گھبراہٹ بہت تھی لیکن اُنھوں نے فیصلہ کیا کہ کہیں نہ بھاگیں بلکہ اپنے ایمان کے لئے اپنی جانیں بھی نچھاور کر دیں۔ دو لڑکے شمعون اور ڈینس بادشاہ کے غضب سے فادر لورڈل کے پاس پناہ لینے کے لئے جانا چاہتے تھے جب وہ وہاں جا رہے تھے تو راستہ میں اُن کو متھیاس کیبولے کے گھر سے ہو کر گزرنا پڑا۔ وہاں اتفاق سے کزیتو بھی تھا جو موجودہ حالات سے بے بہرہ تھا جب اُسنے اُن کے بھاگنے کا سبب معلوم ہوا تو اُس نے انھیں بہت لعن طعن کیا اور انھیں بتایا کہ تمہارا بھاگنا ایمان سے انکار کے برابر ہے۔ دونوں نے کہا کہ ہم تو فادر لورڈل کے پاس جا رہے ہیں تب کزیتو محل کی طرف روانہ ہو گیا۔ جہاں ہر چہار طرف لوگوں نے آگ جلا رکھی تھی تاکہ اندھیرا دور کیا جا سکے۔ ڈینس اور شمعون، کیبولے کے مکان پر ہی رہے۔ یہ لوگ کافی دیر تک آپس میں بات چیت کرتے رہے۔ کیبولے کی صلاح تھی کہ اگر اُن کو جانا ہی ہے تو اُن کے لئے بہتر ہے کہ وہ اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے جائیں اور اگر انھیں یہ منظور ہے کہ مسیح کی خاطر اپنی جانیں دیں تو اُن کے لئے یہ مناسب ہے کہ وہ دلیرانہ محل میں واپس جائیں اور جام شہادت نوش کریں

اُن دونوں کو مسیح کا وہ قول یاد آیا "جو آدمیوں کے سامنے میرا انکار کریگا تو میں بھی اپنے آسمانی باپ کے سامنے انکار کروں گا"

دونوں نے محل میں واپس جانے کا ارادہ کیا۔ واپس جاتے ہوئے اندریاس کاگوا کا مکان پڑا جہاں یہ لوگ روزری پڑھنے کے لئے اکٹھے تھے۔ ان دونوں کو جب اندریاس کاگوا نے دیکھا تو اُسکے دل میں نہایت ہمدردی پیدا ہوئی۔ اور اُس نے سوچا کہ تمام حالات سے فادر لورڈل کو مطلع کرنا چاہیئے۔ اور وہ فادر کو اطلاع دینے کے لئے رات ہی کو پہنچا۔ جہاں پر پہلے سے ہی بہت سے مسیحی جمع ہو چکے تھے تاکہ دعا کرتے ہوئے رات بتائیں۔ اُن سب کی یہی خواہش تھی کہ اُن کو جام شہادت سے پہلے پاک سیکرامنٹ ملے۔"

(باقی آیندہ)

فادر پیو اپنے مقدس زخموں کیساتھ

(از جناب منظور لعیوک صاحب)

فادر پیو ۲۵ رمئی ۱۸۸۷ء کو جنوبی اٹلی میں پیدا ہوئے تھے۔ بچپن سے ہی انہیں خاص نعمتیں عنایت کی گئی تھیں اُنکا نام فرانسس تھا اپنے لڑکپن میں انھوں نے بھی دوسرے فاطمہ کے بچوں کی طرح تکالیف برداشت کیں اور نہ کبھی بھی کسی کھلونے سے نہیں کھیلے۔ جب اُن کے دوسرے بھائی بہن طرح طرح کے کھیل کھیلتے ہوتے تو وہ کسی نہ کسی کونے میں دعا کرنے میں مشغول دکھائی دیتے۔ اسکول میں وہ نہایت تندہی سے پڑھے اور وہاں بھی اُنکا مذہبی رجحان پیش پیش تھا اُن کی سب سے بڑی خواہش تھی کہ پاک دعا کے ذریعے مسیح کو حاصل کریں۔ جب وہ صرف ۱۳ ہی برس کے تھے تو اُن کی زندگی میں بہت سی عجیب باتیں رونما ہوئیں تھیں مثلاً ایک عورت اُن کے

پاس آئی۔" اُنھوں نے اُس سے پوچھا بتایئے کیا آپ پہلے مجھے جانتی ہیں یا میں آپ کو پہلے جانتا ہوں" اُس عورت نے کہا فادر پیو میں آپکو پہلے جانتی ہوں تب وہ مسکرائے اور بولے نہیں میں تمکو پہلے جانتا ہوں" جب میں صرف تیرہ برس کا ہی تھا تو مجھے خدا نے اُن تمام روحوں سے روشناس کرا دیا تھا جنہیں مجھے کبھی نہ کبھی ملنا ہے۔ اور اُن میں سے آپ بھی ایک تھیں

آیئے ہم دوسری مثال پر غور کریں۔ ایک عورت انہیں کچھ نہ کچھ چیزیں بھیجا کرتی تھیں۔ ایک دفعہ اُس نے ایک تھیلے میں چیسٹ نٹ بھیجے اور جب اُسے خالی تھیلی واپس ملی تو اُس نے اُسے اسلئے نہیں دھویا تاکہ یہ مستقبل کا تبرک اُس کے پاس رہے۔

ایک دفعہ وہ شام کے وقت ہاتھ میں موم بتی لئے اپنے ایک کمرہ سے گزر رہی تھی۔ کہ اچانک اُسکے خاوند کے بارود کے کنستر میں آگ لگ گئی۔ اور چشم زدن میں گھر جلکر خاک ہوگیا اور وہ بیہوش ہو کر گر پڑی جب اُسے ہوش آیا تو وہ اپنے چاروں ہاتھوں پیروں پر بڑی مشکل کیساتھ چلکر خون میں لت پت تبرک لینے کے لئے باورچی خانہ میں گئی بمشکل تمام وہ تبرک تک پہنچ سکی اور اُس نے اُس تبرک کو اُٹھالیا اور اپنے خون سے بہتے ہوئے زخموں پر زور سے لگایا۔ اور تعجب کی انتہا نہ رہی جب چشم زدن میں اُسکے گہرے زخم بالکل ٹھیک ہوگئے۔ یہ انکا سب سے پہلا معجزہ تھا جب وہ صرف ۱۳ ہی برس کے تھے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ اس معجزہ سے واقف بھی ہیں یا نہیں۔

۱۵ سال کی عمر میں فادر پیو نے کپوچن کانونٹ میں داخلہ لیا۔ حالانکہ ان کی تندرستی بہت اچھی نہ تھی پھر بھی انھوں نے یہ عظیم قربانی اپنے سر لے لی۔ عموماً وہ آدھی رات تک دُعا کرتے رہتے تھے اسلئے کہ وہ جانتے تھے کہ

اگر قربانی نہیں تو زندگی کا تاج بھی نہیں اسکے علاوہ اور دیگر قربانیاں بھی اپنے کاندھوں پر خود لے لیتے۔ ایک دفعہ وہ بہت زیادہ تیز بخار میں مبتلا تھے اُن کے لئے ڈاکٹر کو بلایا گیا۔ جب وہ انکے بخار کو ناپنے کی کوشش کرنے لگا تو اُسکا تھرما میٹر ٹوٹ گیا۔ ڈاکٹر نے دوسرا تھرما میٹر لگایا تو وہ بھی ٹوٹ گیا۔ اپنی بدحواسی میں اُس نے نہانے کا تھرما میٹر لگایا تو اُس میں (119,30F) 50 و 48 بخار دکھائی دیا۔ اور یہ بخار عموماً آج تک ظاہر ہوتا ہے۔ اسلئے اچھے سے اچھے سائینس دان بھی اپنی رائے قائم نہ کر سکے۔ فادر پیو نے کبھی بھی اس ضمن میں اپنی زبان نہ کھولی لیکن اب ہم جانتے ہیں کہ کس طرح فادر مذکور نے اُسوقت مسیح کے دُکھوں کو اپنے جسم میں محسوس کیا تھا۔ ایک دن جبکہ وہ بیمار تھے انھوں نے کھانا پینا سب کچھ چھوڑ دیا تو اُن کے فادر سپیریر نے سمجھا کہ اُنکی موت کا وقت بہت دُور نہیں ہے۔ لیکن جب اسی حالت میں ۲۰ دن گزر گئے تو انھوں نے فادر پیو کے والدین کو خبر دی کہ اُنکا لڑکا موت کی گھڑیاں گن رہا ہے جب اُن کے والد آئے تو انھوں نے اپنے بیٹے کی حالت کو دیگرگوں پایا اور کہا کہ میں اپنے بیٹے کو یہاں نہ مرنے دوں گا۔ اگر اسکو مرنا ہے تو بہتر ہے کہ یہ میرے ہی گھر پر مرے سو اپنے بیٹے کو بذریعہ ٹرین لے جانے لگے۔ ایک جگہ اُنہیں ٹرین بدلنا تھی جب وہ اسٹیشن پر رُکے تو انھوں نے اپنے باپ سے ایک گلاس لیمن کیلئے درخواست کی۔ جب وہ لیمن پی چکے تو فی الفور بولے کہ میں اچھا ہوں آپ مجھے ایک پوسٹ کارڈ لا دیں تاکہ میں اپنے سپیریر کو اپنی حالت کے بارے میں لکھ دوں۔

فادر پیو ابھی تک بہت کم کھاتے ہیں اور بعض اوقات تو وہ کھانا کھانا ہی بالکل بھول جاتے ہیں۔

سنہ ۱۹۱۴ء میں فادر مذکور کہانت کیلئے مخصوص ہوئے تھے۔ ۲۰ ستمبر ۱۹۱۵ء کو انھیں غائبانہ طریقے سے مسیح کے پانچ مبارک زخم بخشے گئے اور ٹھیک تین سال بعد یعنی

۲۰ ستمبر ۱۹۱۸ء کو انہیں مسیح کے دیدنی زخم عنایت کئے گئے
وہ ہمیشہ سب سے پہلے گرجہ گھر میں حاضر ہوتے اور سب سے آخر میں
گرجہ گھر سے باہر جاتے۔ ایک دن جب وہ اپنے دونوں ہاتھ
پھیلائے صلیب کے سامنے دعا میں مشغول تھے تو ایکدم وہاں
ایک عجیب روشنی نمودار ہوئی اس کے بعد مسیح منور صورت میں
فادر کی طرف بڑھتے ہوئے دکھائی دیئے۔ اور مکتی داتا کے
زخموں میں سے ایک نہایت ہی عجیب روشنی نکلتی نظر آئی ہی
بھی یہ روشنی فادر پیو کے ہاتھ پیروں میں ظاہر ہوئی جس سے
ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح نے اپنے زخم فادر کو عنایت کئے تھے انکے
دوستوں نے انکو فرش پر پڑے ہوئے پایا اور وہ اٹھا کر
انکو ان کے کمرہ میں لے گئے جہاں ان سب نے ان کے ہاتھوں
پیروں میں زخم دیکھے یہ زخم دونوں ہاتھوں۔ دونوں پیروں
اور پسلی پر تھے۔ ان کے ساتھیوں میں سے ایک چاہتا تھا کہ ان
زخموں کو بہت نزدیک سے دیکھے لیکن فادر پیو نے اسے منع
کر دیا اور یہ بھی کہدیا کہ کسی کو نہ بتایے۔ لیکن اسکے باوجود یہ عجیب
معجزہ تمام لوگوں کے کانوں تک جا پہنچا۔ آج تمام دنیا میں
اس کا چرچا ہے دور اور نزدیک کے بہت سے ایماندار لوگ
ان سے ملنے آتے ہیں اور ان سے بات چیت کرتے ہیں ایک
عجیب بات تو یہ ہے کہ ۴۸ سال بیت چکے ہیں پھر بھی ان
زخموں میں کسی قسم کی تبدیلی واقع نہ ہوئی۔ آیئے ہم ان کے
سب زخموں کو نزدیک سے دیکھیں۔ ان ہاتھ پیروں میں
یہ زخم تقریباً ایک انچ کی گولائی میں ہیں۔ پسلی کا زخم دو انچ
لمبا اور سوا انچ چوڑا ہے۔ یہ زخم دل تک پہنچتا ہے ایک
بہت ہی مشہور ڈاکٹر جناب فیسٹر (FESTER) نے
مندرجہ ذیل بیان دیا کہ اس کاہن کے زخم بالکل ایسے ہی
ہیں جیسے کہ مقدس مسیح کے تھے۔ وہ مادی اعتبار سے کبھی
بھی بیان نہیں کئے جا سکتے۔ کیونکہ جتنے بھی زخم کے بارے میں
فطرت کے اصول ہیں یہ زخم ان سے مختلف ہیں کیونکہ
یا تو کوئی زخم کچھ دنوں کے بعد بھر جاتا ہے یا پھر وہ زخم بہت
ہی خراب ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ زخم نہ ہی بڑھتے ہیں اور
نہ ہی بھرتے ہیں۔ حالانکہ بڑے بڑے سائنس دان لوگوں
نے کوشش کی کہ انھیں اچھا کر دیا جائے۔ نہ ہی یہ زخم
اچھے ہوتے ہیں اور نہ ہی بڑھتے ہیں۔ حالانکہ ہاتھوں
کے زخم روزانہ ہی ایک معمولی قسم کے صابن سے دھوئے جاتے ہیں
اور ہمیشہ اونی دستانوں کے ساتھ مس ہوتے رہتے ہیں۔
۱۹۲۵ء میں فادر پیو کے سینہ کا اپریشن ہوا تھا انکے اپریشن
کا جو زخم تھا وہ اچھی طرح جلد ہی بھر گیا۔ لیکن یہ مبارک زخم متواتر
بہتا رہتا ہے۔ رات کے وقت وہ سفید سوتی دستانے پہنتے
ہیں اور جب وہ صبح اٹھتے ہیں تو ان کے دستانے خون میں
تر ملتے ہیں۔ وہ ان دستانوں کو جلدی ہی دھوتے ہیں انکی
پسلی کا زخم بھی بہت زیادہ بہتا ہے۔ اور جو کچھ خون انکے
جسم سے نکل جاتا ہے۔ وہ تقریباً روزانہ ایک چائے کے
پیالے کی برابر ہوتا ہے۔

ایک دفعہ ایک عورت نے ان سے پوچھا کہ فادر کیا
ان زخموں میں تکلیف بھی ہوتی ہے؟ تو انھوں نے جواب
دیا کہ یہ زخم اس لئے نہیں دیئے گئے کہ میں ان سے اپنے جسم کو
سجاؤں۔

ایک اور عورت نے ان سے پوچھا کہ ان زخموں میں
کیسا درد ہوتا ہے۔ انھوں نے کہا اس طرح جیسے تم کسی
کے ہاتھ میں کیل ٹھونک کر اس کیل کو زخم کے چاروں طرف
گھماؤ۔ اس سے ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ان کو کتنی تکلیف
ہوگی اس تکلیف میں ماس کی پاک قربانی کے وقت اور بھی درد
میں اضافہ ہوتا ہے۔

فادر پیو کا کہنا ہے کہ یہ زخم میرے لئے خدا کی طرف سے

ایک نہایت عظیم اعزاز ہیں۔ وہ ان زخموں کے ذریعے جو دکھ برداشت کرتے ہیں اُن کا بیان اس طرح کرتے ہیں کہ یہ زخم نہیں بلکہ ابدی محبت کی شعاعیں ہیں" میں خوشی کے ساتھ ان کو برداشت کرتا ہوں"۔ وہ جانتے ہیں کہ وہ اس دکھ کے برداشت کرنے سے بہت سی روحوں کو بچا سکتے ہیں۔ اُن کی ہمیشہ خواہش رہتی ہے کہ گنہگار نجات پائیں وہ مقدسہ مریم کے بھی بہت بڑے مداح ہیں اور جب وہ ماں مریم سے کچھ مانگتے ہیں تو اُن کو ضرور ملتا ہے عموماً لوگوں کی خواہش رہتی ہے۔ کہ اپنی پریشانی کے عالم میں اُن کے پاس جائیں خاص طور سے وہ لوگ جو بیماریوں میں پھنسے ہوئے ہیں وہ دکھوں سے واقف ہیں اسلئے وہ ہر دکھی کی مدد کو تیار رہتے ہیں اُن کے پاس روزانہ تقریباً آٹھ سو سے ایک ہزار تک خطوط آتے رہتے ہیں۔ اُن کے پاس اتنا وقت نہیں کہ سبکو پڑھا جائے پھر بھی زیادہ ضروری خطوط کا جواب دیا جاتا ہے۔ دُنیا کی ہر زبان میں لوگ اُنکو خط لکھتے ہیں اور اُنکے سیکریٹری اُن خطوط کا ترجمہ کرتے ہیں اگر آپ چاہیں آپ بھی اُنہیں خط لکھ سکتے ہیں لیکن جواب کے لئے ضروری ہے کہ آپ بین الاقوامی جوابی کوپن بھیجیں جو کہ کسی بھی پوسٹ آفس سے مِل سکتا ہے۔

فادر پیو SAN ROTONDO میں رہتے ہیں جو کہ اٹلی میں واقع ہے یہاں کا گرجہ گھر نہایت چھوٹا اور سادہ تھا۔ لیکن اب یہ گرجہ ضرورت کے اعتبار سے بہت ہی چھوٹا رہ گیا ہے۔ اسکے عوض ایک بہت ہی بڑا اور خوبصورت گرجا گھر بنایا گیا ہے یہاں ایک بہت خوبصورت اور بڑا ہسپتال ہے جو کہ فادر پیو کی محنتوں کا نتیجہ ہے وہاں ریکارڈ لونمنٹ بھی ہے اور اُس کے گرد و نواح میں بہت سے ہوٹل۔ ریسٹورینٹ۔ پرائیویٹ گھر، دوکانیں وغیرہ ہیں تاکہ زائرین یا یاتری یہاں پر آرام کیساتھ رہ سکیں یہ چھوٹا سا گاؤں اب بڑھ گیا ہے۔ (باقی آئندہ)

خدا کا حصّہ

ایک مرتبہ آرچ بشپ جان ماوک گیفون نے سوالات کا سلسلہ یوں شروع کیا!

" اگر خدا آپکو ۷۰ سال کی عمر عطا کرے تو آپ اُسکو کسطرح تقسیم کریں گے؟ آپ اپنی عمر کو کسطرح بتائیں گے؟!!

تخمینا لگانے والے ان ستّر سالوں کو اسطرح بانٹتے ہیں:۔

" تین سال تعلیم کے لئے "

" آٹھ سال سیر و تفریح کے لئے "

" چھ سال کھانے کی میز پر "

" پانچ سال سفر میں "

" چار سال گفت و شنید میں "

" چودہ سال کام میں "

" تین سال مطالعہ میں "

" چوبیس سال سونے میں "

● ہم اپنی زندگی کا کتنا حصّہ خدا کو دیتے ہیں؟ اگر آپ ہر اتوار کو عِبادت میں جاتے ہیں اور ہر صبح و شام دُعا میں پانچ پانچ منٹ صرف کرتے ہیں تو آپ خدا کو صرف پانچ ماہ ہی دیتے ہیں کل پانچ ماہ آپکی ستّر سالہ زندگی میں سے خدا کو نذر کئے جاتے ہیں"۔

ناظرین و خریداران اور احباب سے التماس ہے کہ آپ "فضلوں کی ماں" کی توسیع اشاعت میں حصّہ لیں تاکہ ہمیں ترقی ہو۔

"اندھی تقلید"

"(از قلم ماسٹر فلپ ایل ڈین کھنہ صاحب ریناله خورد)"

ہمارے ایک کاتھولک ایڈیٹر صاحب اپنے جریدے کے ماہ اگست ۱۹۶۶ کے شمارے میں ایک "تقریظ و تبصرہ" کا جواب قلمبند فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ!

★ ہمارے قارئین کی "زیادہ تعداد سادہ لوح ایمانداروں کی ہے اور جو کچھ کیتھولک جرائد میں شائع ہو جاتا ہے (خواہ وہ کسی نو پسندہ کی اپنی اختراع ہو یا غلط نظریہ ہی ہو) ایماندار اُس کی قدر کرتے اور اُسے کلیسائی بات سمجھ لیتے ہیں..... اسلئے اداریوں کو محتاط رہنا پڑتا ہے کہ سادہ سے سادہ روح کی بھی ٹھوکر کا باعث نہ ہو"

لیکن اگر مدیر موصوف کے اس مذکور کے مماثل ہماری مذہبی و روحانی پوزیشن واقعی ایسی ہے تو یہ ہمارے لئے انتہائی افسوسناک ہے چونکہ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہم روایت پسندی میں اُلجھ کر قطعی اندھی تقلید سے ہمکنار ہو چکے ہیں جسکی بنا پر ہماری مذہبی تربیت اور بھی کاملیت سے مندرجہ ذیل آیات کریمہ کی روشنی میں ہونی چاہیئے - ہمارے خداوند یسوع مسیح ہمیں روایت پسندی سے گریزاں رہنے کی بدیں الفاظ تلقین فرماتے ہیں -

"اس لئے جو باتیں ہم نے سُنیں اُن پر اور بھی دل لگا کر غور کرنا چاہیئے - تاکہ بہہ کر اُن سے دُور نہ چلے جائیں (عبرانیوں ۲ : ۱)

اِن سے بعید ہمیں اپنے مذہبی کردار کی تعمیر کیلئے مندرجہ ذیل آیت کریمہ کو بھی ملحوظ رکھنا چاہیئے - جس میں ہمارے خداوند ہم سے یوں گویا ہیں"

"دیکھو میں تمکو بھیجتا ہوں گویا بھیڑیوں کے بیچ میں پس سانپوں کی مانند ہوشیار اور کبوتروں کی مانند بے آزار ہو" (متی ۱۰ : ۱۶)

اِس آیت کریمہ سے مقصد یہ ہے کہ ہمیں اپنی راست بازی میں کبوتر کی طرح بھولے بھالے ہونا چاہیئے - دوسرے لفظوں میں جیسے یوں کہا جا سکتا ہے کہ ہماری راست بازی چھلے دار نہیں بلکہ بالکل سیدھی سادھی ہونی چاہیئے - لیکن ہماری یہ سادگی کبوتر کی مانند اس انتہا کی نہیں ہونی چاہیئے کہ ہم بھی بلی (دشمن) کو دیکھ کر اپنی آنکھیں بند کر کے یہ تصور کر لیں کہ گویا اب بلی ہمیں دکھائی نہیں دیگا بلکہ دشمن یعنی کفر و ابلیس کے مقابل ہمیں عین سانپ کی طرح چوکس و چوکنا ہونا چاہیئے تاکہ ایسا نہ ہو کہ ہم اُس سے مغلوب ہو کر اپنے خدا سے بعید، اپنے لئے ابدی ہلاکت ہی مول لے لیں -

اندھی تقلید کا دوسرا عظیم جواز، ایمان کو بے سمجھ تصور کرنا ہے چونکہ ایمان کو بے سمجھ تصور کرنا گویا کسی بے جان بت کی پرستش سے ہمکنار ہونا چاہیئے - یہی وجہ ہے کہ بے سمجھ ایمان کے تردید کے لئے مقدس پولوس اپنے تیمتھیس کے دوسرے خط میں یوں رقمطراز ہیں!

"جسکا میں نے یقین کیا ہے اُسے جانتا ہوں"

(۲ - تیمتھیس ۱ = ۱۲)

اِن امور سے قطع نظر میں نے عوام میں سے بعض ایک کو کلیسیائی نظام کی نسبت بھی شاکی دیکھا ہے چونکہ اُن کی نظر میں موجودہ کلیسیائی نظام انسانی رضا و رغبت و مطلق العنانی کا شکار ہو کر رہ گیا ہے اس لئے میں اُن کی غلط فہمی کا بھی ازالہ کر دینا ضروری تصور کرتا ہوں - لیکن موجودہ نظام کو سمجھنے سے پیشتر لازم ہے کہ اس نظام کی ابتدائی وضع اور اُس کے بنیادی خطوط سے بھی شناسا ہو جائیں -

سو کلیسیائی نظام کا آغاز ہمارے خداوند نے مجسم دانش حضرت سلیمان بن داؤد کے مطابق قول ایک سردار اور مشاورتی مجلس سے کیا تھا - چونکہ حضرت سلیمان بن داؤد اپنی کتاب امثال میں اُس کی نسبت یوں رقمطراز ہیں کہ :-

۵ نیک صلاح کے بغیر لوگ تباہ ہوتے ہیں۔ لیکن صلاح کاروں کی کثرت میں سلامتی ہے (امثال ۱۱ : ۱۴)

۵ صلاح کے بغیر ارادے پورے نہیں ہوتے پر صلاح کاروں کی کثرت سے قیام پاتے ہیں۔ (امثال ۱۵ : ۲۲)

۵ ہر ایک کام مشورت سے ٹھیک ہوتا ہے اور تو نیک صلاح کار لیکر جنگ کر۔ (امثال ۲۰ : ۱۸)

۵ تو نیک صلاح لیکر جنگ کر سکتا ہے اور صلاح کاروں کی کثرت میں سلامتی ہے۔ (امثال ۲۴ : ۶)

ہمارے خداوند سے کلیسیائی نظام کا آغاز مشاورتی مجلس کے بغیر اپنے الٰہی نظام کیطرح شخص واحد سے مطلق العنانی کیوں نہ قائم کیا؟ اسلئے کہ خدا تو نظام کائنات کا واحد پروردگار ہے۔ اس لئے اس سے خطا قطعی طور پر سرزد نہیں ہو سکتی لیکن اس کے برعکس انسان خطا کا پتلا ہے۔ اس نکتہ کو سمجھنے کے لئے کلام حضرت سلیمان بن داؤد مجسم دانش انسانی کو ملاحظہ فرمایئے۔

۵ ایسی راہ بھی ہے جو انسان کو سیدھی معلوم ہوتی ہے پر اس کی انتہا میں موت کی راہیں ہیں۔ (امثال ۱۴ : ۱۲)

انسانی مطلق العنانی کے نقائص کو زیادہ واضح طور سے سمجھنے کے لئے کلام سلیمانی ملاحظہ فرمایئے۔

۵ جو اپنے آپکو سب سے الگ رکھتا ہے اپنی خواہش کا طالب ہے اور ہر معقول بات سے برہم ہوتا ہے۔ (امثال ۱۸ : ۱)

اب دیکھنے کی چیز یہ ہے کہ ہمارے خداوند نے مذکورہ خطوط پر اپنے کلیسائی نظام کا آغاز کیونکر کیا؟ ہمارے خداوند نے اپنے کلیسیائی نظام کا انسانی سردار مقدس پطرس کو بدیں الفاظ مقرر کیا،

۵ میں بھی تجھ سے کہتا ہوں کہ تو پطرس ہے اور میں اس پتھر پر اپنی کلیسیا بناؤں گا۔ اور عالم ارواح کے دروازے اس پر غالب نہ آئینگے میں آسمان کی بادشاہی کی کنجیاں تجھے دونگا اور جو کچھ تو زمین پر باندھیگا وہ آسمان پر بندھیگا اور جو کچھ تو زمین پر کھولیگا وہ آسمان پر کھلیگا (۱۶ : ۱۸-۲۰)

اور پھر اس کی مشاورتی کونسل کو قائم کرنے کے لئے وہ تمام شاگردان ارشد و رشید سے یوں مخاطب ہوتا ہے۔

۵ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو کچھ تم زمین پر باندھو گے وہ آسمان پر بندھیگا اور جو کچھ تم زمین پر کھولو گے وہ آسمان پر کھلیگا پھر میں تم سے کہتا ہوں کہ اگر تم میں سے دو شخص زمین پر کسی بات کے لئے جسے وہ چاہتے ہوں اتفاق کریں تو وہ میرے باپ کی طرف سے جو آسمان پر ہے ان کیلئے ہو جائیگی کیونکہ جہاں دو یا تین میرے نام پر اکٹھے ہیں وہاں میں ان کے بیچ میں ہوں۔ (متی ۱۸ : ۱۸-۲۰)

اب مذکورہ کلیسیائی اساس کو ملحوظ رکھتے ہوئے موجودہ کلیسیائی نظام کو ملاحظہ فرمایئے ہمارے خداوند کے ارشاد کے مطابق تقدس مآب جناب پوپ اعظم ہماری موجودہ کلیسیا کے سردار اولیٰ ہیں اور مشاورتی کونسل کے مشیران خصوصی ان کے قائم کردہ (CARDINALS) کارڈینلز ہیں جس سے صاف ظاہر ہے کہ ہمارا کلیسیائی نظام انسانی رضا و رغبت یا مطلق العنانی کا شکار ہرگز نہیں ہے بلکہ اس کی ترتیب عین الٰہی آغاز ہی ہے۔ اسلئے اسکو مطلق العنانی کے الزام سے آلودہ بنانے کی کوشش قطعی زنگ آلود ذہنیوں کی اختراع ہے جسکو دوسرے لفظوں میں کفر عظیم سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

فی الجملہ آمدن برسر مطلب تحریر یوں ہے کہ ہمیں اندھی تقلید سے قطعی گریز کرنا چاہئیے۔ اور یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہئیے کہ ہمارے جرائد و رسائل اور کتب میں علماء دین کے کلام اقدس کی روشنی میں اپنے قائم کردہ انفرادی یا اجتماعی نظریات بھی تحقیق*

* لہذا ضروری ہے کہ ہم تمام تحریری و تقریری نظریات کو کلام اقدس کی کسوٹی پر پرکھ کر دیکھ لیں کہ وہ واقعی کندن ہیں یا کہ محض ملمع کاری ہے

"مبارک حضرتِ مریم"

(جناب فلسلیس سردار مسیح آوز امرتسری)

ہے بڑھکر! فخرِ دو عالم مبارک حضرتِ مریم
عفیفہ ہے، سعیدہ ہے، نئی حوا، نئی اماں!
وہ پہنچاتی ہے ہر مومن کو عیسے کی حضوری میں
جھکیں تعظیم کو جس کی فرشتے، کیوں نہ پھر اپنے
زمیں پر ہم، سما پر ہیں سروشِ عالمِ بالے
منور آسمانوں میں مسیح نورِ اکبر ہے
بچا لینا، ہمیں شیطان پھنسا لیتا ہے پھندوں میں
پھنسا ڈالی ہے شیطانوں نے چکر میں تیری ملت
حفاظت کر بلاؤں سے تو از بس اپنے بندوں کی
تو ملت کی رگِ مردہ میں جاں ڈلوا دے عیسیٰ سے
ہے بس اپنا قلعہ، اپنی پناہ، اپنی نگاہوں میں
دلی تسکیں، دلی خوشیاں، ہمیں بھی کر عنایت تو
تو رہنا حشر کو ہمراہ میرے کہ لگے پھر نہ!
ہماری التجاؤں پر، ہماری تو دعاؤں پر

ہے برتر! فخرِ دو عالم مبارک حضرتِ مریم
سراسر! فخرِ دو عالم مبارک حضرتِ مریم
سما پر! فخرِ دو عالم مبارک حضرتِ مریم
جھکیں سر! فخرِ دو عالم مبارک حضرتِ مریم
ثنا گر! فخرِ دو عالم مبارک حضرتِ مریم
ہے اصغر! فخرِ دو عالم مبارک حضرتِ مریم
حمد اکثر! فخرِ دو عالم مبارک حضرتِ مریم
زمیں پر! فخرِ دو عالم مبارک حضرتِ مریم
اے رہبر! فخرِ دو عالم مبارک حضرتِ مریم
ہو جاں بر! فخرِ دو عالم مبارک حضرتِ مریم
تیرا در! فخرِ دو عالم مبارک حضرتِ مریم
اے خوشتر! فخرِ دو عالم مبارک حضرتِ مریم
نجھے ڈر! فخرِ دو عالم مبارک حضرتِ مریم
نظر کر! فخرِ دو عالم مبارک حضرتِ مریم

بسائے! آوز کو عیسے کے تو گوشۂ جنت میں
بنا گھر! فخرِ دو عالم مبارک حضرتِ مریم

"ایمان گم گشتہ"

"شیخ نے مسجد بنا مسمار بتخانہ کیا" ــــــــ (نا سخ)
"پہلے ایک صورت بھی تھی اب صاف ویرانہ کیا" ــ (تسلیم سہسوانی)

(از منظور لیوک ادیب ماہر علیگ)

اگر ہم مندرجہ بالا مصرعوں کو ملا کر ایک شعر کی صورت میں کر لیں اور پھر اسکی روشنی میں اس پورے مضمون کا مطالعہ کریں تو ہمارے اس مضمون کو سمجھنے میں اور زیادہ آسانی ہو گی۔

کہاوت ہے کہ انسان کو اپنی خامیاں مذہب کی روشنی میں دور کرنا چاہیئے نہ کہ ہم مذہب کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھال لیں۔ بدقسمتی سے پندرھویں صدی میں پروٹسٹنٹ کلیساؤں کا آغاز بالکل اسی طرح ہوا۔ رسولی کلیسیا میں اگر کچھ خامیاں آگئیں تھیں تو ان کی اصلاح کی جاتی۔ لیکن ہوا سب کچھ اسکے برعکس، لہذا اسکے نتیجے میں آج جتنی بھی کلیسیائیں موجود ہیں وہ سب ایک دوسرے کی ضد ہیں صرف امریکہ ہی میں تقریباً سوا دوسو کلیسیائیں ہیں اور ان میں سے کوئی بھی ایکدوسرے کو من وعن ماننے کو تیار نہیں۔ اُن کے زاویۂ ایمان میں فرق ہے اُنکے بپتسمہ کا طریقہ بھی جدا ہے اُن کے تواریخی حالات تو یکسر سے ہی مختلف ہیں اُنکے ایمان و اخلاق میں امتزاج ہے گویا اُن کی کسی بات میں کسی قسم کی یکسانیت ہے ہی نہیں۔ اسکے برعکس اگر ہم بائیبل کی روشنی میں دیکھیں تو ہم پر واضح ہو جائے گا۔ کہ ہمیں بائیبل سکھاتی ہے کہ ایک ہی ایمان ہے۔ ایک بپتسمہ اور ایک ہی کلیسیا۔ اب اس بات کا اندازہ لگانا مشکل ہے کہ ان سوا دوسو کلیساؤں میں سے کونسی کلیسیا ہے جسکی بنیاد خود مسیحؑ نے رکھی اور باگ ڈور پطرس کو تھما دی تھی کیونکہ ان سب کلیساؤں کے رہنما اپنی اپنی کلیساؤں کو سب سے افضل کہتے اور سمجھتے ہیں۔ ہاں ایک بات تو بڑی عجیب کی ہے کہ کوئی بھی ان میں سے تواریخی ثبوت پیش کرنے کو تیار نہیں کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ ان سب کلیساؤں کا جنم پندرھویں صدی ہی میں ہوا تھا۔ اور اس سے پیشتر نہیں۔ اسلئے یہ بات تو اب صاف ہے کہ یہ کلیسیائیں خدا کی طرف سے نہیں بلکہ انسانی ہاتھ کا کرشمہ ہیں جس میں "مارٹن لوتھر" پیش پیش ہے۔

اب ہم رسولی کلیسیا کو دیکھیں کہ اسکا سلسلہ کہاں سے ملتا ہے۔ اس سلسلے کی دو ہزار سال پرانی کڑیاں کسی نہ کسی شکل میں ہمیں ملتی ہیں جو دکھائی دیتی ہیں یہ سلسلہ متواتر اور مسلسل بھی نظر آتا ہے۔ اس کلیسیا کے تواریخی شہادت بھی موجود ہے جن سے کوئی منکر نہیں ہو سکتا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا کے تمام کاتھولکوں کا ایک ایمان ہے۔ طریقہ پرستش ایک ہے۔ طریقہ بپتسمہ جدا نہیں۔ سب کی دعائیں ایک سی ہیں۔ تمام کلیسیا کی ہر دعا بائیبل کا ہی ایک حصہ ہیں جو موقع اور لحاظ کے مطابق استعمال کی جاتی ہیں عموماً لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اس کلیسیا میں رٹی رٹائی دعاؤں کو استعمال کیا جاتا ہے۔ لیکن کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ بائیبل کی آیات کو ورد کرنے سے بڑا اثر نہیں ہو سکتی جتنی کہ بائیبل مقدس کی آیات اور نہ ہی ان میں اتنی خوش آہنگی اور سلاست آ سکتی ہے۔ پس معنوی اعتبار سے بھی اور ادبی اعتبار سے بھی یہ آیات جنہیں دعا کی طرح پڑھا جا سکتا ہے زیادہ پر زور ہیں۔ اگر ہم اُن حالات کا جائزہ لیں جن کی بنا پر بنیادی کلیسیا کو چھوڑ کر لوگوں نے متوازی کلیسیائیں بنائیں۔ تو ہم پر ظاہر ہو جائیگا کہ خواہ اُسوقت کلیسیا میں کتنی بھی خامیاں کیوں نہ ہوں پھر بھی علیحدگی اختیار کرنے والوں نے ایک ایسی غلطی کی ہے جسکا

مداوا ابھی ہی نہیں سکتا۔ لوتھر اور اُسکے حواریوں نے اس علیحدگی کا ایک سبب بتایا ہے یعنی "کلیسیا کی اصلاح" اسوقت ضرور کلیسیا میں کوئی نہ کوئی بدنظمی ہوگی۔ لیکن اصلاح کا مطلب علیحدگی سے کیونکر لیا جا سکتا ہے۔ اس اصلاح کیلئے نہیں نہیں۔ علیحدگی کے لئے جو خون خرابہ ہوا ہے اُسکی مثال تواریخ میں ملنا محال ہے اور اس سے جو خلا پیدا ہو چکا ہے اُسکو پُر کرنا قریب قریب ناممکن سا ہے کلیسیا میں اس سے پیشتر بھی خامیاں آئیں تھیں لیکن مدبّر لوگوں نے اُن خامیوں کو دور کرنے کے لئے اہم قدم اُٹھائے اور کلیسا کی اصلاح ہوگئی۔ اس دفعہ بھی ایسا ہی ہو سکتا تھا۔ لیکن ان اصلاح پسندوں نے علیحدگی اختیار کر کے اپنی کمزوری کا ثبوت مہیا کر دیا۔ کلیسیا میں کچھ نہ کچھ کمی خود مسیح کے شاگرد یہودہ نے مسیح کو پکڑوا دیا تھا ہم نہ بھولیں کہ گیہوں کے ساتھ گھن ہر جگہ موجود رہتا ہے لیکن اُس گھن کی وجہ سے ہم گیہوں کھانا نہیں چھوڑتے۔

سب جانتے ہیں کہ ابتدائی کلیسیا کی بنیاد خود مسیح نے رکھی تھی اور وعدہ کیا تھا کہ وہ ان پر روح القدس نازل کریگا۔ اور ابد تک اس کلیسیا کو قائم رکھیگا۔ تواریخ شاہد ہے کہ یہ دیرینہ کلیسا کوئی اور نہیں بلکہ کاتھولک کلیسا ہی ہے اگر یہ کلیسیا ۱۵۱۷ء میں اتنی خراب ہو چکی تھی۔ کہ کلیسیا کو دوسری کلیسیا کے ساتھ بدلنے کی نوبت آ چکی تھی تو مسیح کا وعدہ کہ اپنی کلیسیا کو ابد تک قائم رکھے گا۔ کہاں رہا۔ ایک بات اور قابل غور ہے کہ مسیح نے کہا تھا کہ میں تمہارے پاس ایک مددگار بھیجوں گا۔ یعنی روح القدس۔ لیکن ان لوگوں نے روح القدس کی کوئی پرواہ نہ کی بلکہ خود کلیسیا بنا کر مسیح کی تخلیق کردہ کلیسیا کو ایک چیلنج دیدیا۔ اور اس بھیجنے کے وقت روح القدس کی مدد کا انتظار نہ کیا۔

اُس وقت کلیسیا میں جو کچھ بھی بدنظمی تھی وہ نقطہ ایمان کی غلطی نہ تھی بلکہ اسوقت کے لوگوں کی بدنظمی کا نتیجہ ہو سکتی ہے پھر چند اشخاص کی بنا پر کلیسیا ہی کو خیرباد کہہ دینا اور ایک اور متوازی کلیسیا کی داغ بیل ڈالدینا ناعاقبت اندیشی نہیں تو کیا ہے؟ مسیح نے جب دیکھا کہ ہیکل میں بدنظمیں پھیلی ہوئی ہے تو خود اُس نے ہر مخالفت کا مقابلہ کرتے ہوئے اس ہیکل کی صفائی کی۔ مسیح کا یہ نمونہ ایسا ہے جسے کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا ہم دور کیوں جائیں۔ جب ہمارے گھروں میں کچھ گڑبڑ نظر آتی ہے تو اُسے دور کر کے ہی رہتے ہیں۔ خواہ کچھ بھی قیمت کیوں نہ چکانا پڑے یا اگر کوئی ہمارے گھر میں سے بیمار ہو جاتا ہے تو ہم اُسے اکیلا چھوڑ کر باہر بھاگ نہیں جاتے۔ بلکہ اُس کی تیمارداری کرتے ہیں خواہ اس بیماری کی وجہ سے ہمیں خود بھی کیوں نہ بیمار ہونا پڑے۔ یہ قدرت کا اصول ہے اور محبت کا تقاضہ۔ اگر کوئی گھر چھوڑ کر بھاگ بھی کھڑا ہوتا ہے۔ تو دنیا بلا جھجک اُسے جنہوں نے کلیسیا کی اصلاح کا ڈھونگ رچا کر ایک اور متوازی کلیسا بنا ڈالی اور بنیادی کلیسیا سے علیحدہ ہو گئے۔ لہٰذا ایک بات تو اب بالکل صاف ہو گئی کہ اُن لوگوں میں کلیسیا کے لئے محبت تھی ہی نہیں۔ اگر وہ کلیسیا میں رہکر ہی اصلاح کرتے تو بہت بہتر تھا۔

آپ کسی کو اگر اچھی طرح پہچاننا چاہتے ہیں تو اُسکی تحریرات اور تقاریر کو ہی نہ دیکھیں اُسکے اعمال پر بھی غور کریں اگر ان تینوں چیزوں میں تضاد ہے تو سمجھ لیجئے کہ وہ شخص کہتا کچھ اور ہے اور کرتا کچھ اور ہے۔ تحریر اور تقریر کی بجائے آپ کسی کے اعمال پر زیادہ بھروسہ کر سکتے ہیں۔ اس طرح اگر مارٹن لوتھر اور اُسکے پیروکاروں میں کچھ بھی صدق دلی ہوتی تو وہ کبھی بھی کلیسیا سے منہ موڑتے اور مسیح کی بنائی ہوئی کلیسیا کے مقابلے اپنی ایک اور کلیسا نہ بناتے۔ جو شخص مسیح کی مخالفت کرتا ہے وہ مخالف مسیح نہیں تو کیا ہے۔ ایک جہاز کے اگر کچھ ملاح باغی ہو جائیں تو کیا اس جہاز کو ہی ڈبو دینا چاہیئے؟

آیئے ہم اب اس انقلاب کے جنم داتا کی زندگی پر ایک نظر ڈالکر اس کی زندگی کے دونوں پہلوؤں کو دیکھیں یعنی اس بوعت سے پہلے اور بعد کی زندگی پر غور کریں تو ہمیں معلوم ہو جائیگا کہ واقعی وہ کتنا اصلاح پسند تھا۔

مارٹن لوتھر ۳۵ سال کی عمر تک مسیح اور اس کی کلیسیا کی خدمت کرتے رہے تو اسوقت تک اسکی زندگی کچھ اور تھی اور جب وہ اس خدمت سے منحرف ہوئے تو وہ بالکل بدل چکے تھے۔ اس بات کو سمجھنے کے لئے میں اُن کی زندگی کے دو نمونے یہاں پیش کرتا ہوں۔

پہلا ایک خط ہے جو اُنھوں نے پاپائے اعظم کو لکھا تھا اسمیں انکساری اور خود انکاری کا کتنا جذبہ موجود ہے اُس کا اندازہ آپ خود لگا لیں گے۔ آیئے اس خط کو دیکھیے۔

مقدس باپ! "میں اپنے آپکو جیساکہ میں ہوں اور جو کچھ میرے پاس ہے آپکے قدموں میں پیش کرتا ہوں آپ زندگی بخشیں یا زندگی سے محروم کر دیں۔ آپ میرے کاموں کی تصدیق کریں یا تجدید سب کچھ آپ ہی کے اختیار میں ہے۔ آپ کی آواز مسیح کی آواز ہے کیونکہ وہ آپ میں ہوکر بولتا ہے"

اس خط میں پاپائے اعظم کے لئے کتنا پیار، کتنی انکساری اور کتنا حلم دکھائی پڑتا ہے۔ لیکن اُس کے برعکس جب وہ مسیح اور کلیسیا کی خدمت سے منہ موڑ لیتے ہیں تو وہ بالکل ہی بدلے ہوئے نظر آتے ہیں۔ آیئے اُس کی مثال بھی دیکھ لیجیئے "روزہ رکھنا ہمارے لئے عملی ایمان کا نتیجہ ہے۔ مسیح نے خود بھی روزے رکھے اور اسکی اہمیت کے لئے پولوس رسول نے ہدایت بھی دی تھی۔ لیکن یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ مارٹن لوتھر کی نظروں میں روزہ رکھنے کا فعل بہت مقدس نہ تھا (LUTHERS WORKS VOl II P730)

اُس ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح نے جو چالیس روزے رکھے وہ مارٹن لوتھر کی نظر میں ایک غلط کام تھا۔ کلیسیا سے علیحدگی کے بعد ڈاکٹر لوتھر نے ایک کام یہ اور کیا کہ ایک سابقہ راہبہ کے ساتھ شادی کی۔ جس نے خود بھی ڈاکٹر لوتھر کی طرح خدا کے ساتھ اپنے سنجیدہ عہد کو توڑ ڈالا تھا۔ یہ راہبہ بھی اُن بارہ میں سے ایک تھی جن کو ایسٹر سے پہلے کی رات کو ایک شخص بنام KOPPE نے اپنے دو ساتھیوں کی مدد سے اغوا کر لیا تھا اُن کے آنے کے بعد لوتھر نے KOPPE کو مبارک چور (BLSSED, ROBBER) کرکے لکھا۔ اور اسکا موازنہ مسیح کے ساتھ اسطرح کیا!

"مسیح کی طرح" جیسے مسیح نے موت پر فتح پاکر دنیا کو نجات دلائی اسی طرح KOPPE نے ایسٹر کی رات کو ان بارہ خواتین کو نجات دلائی۔ LUTHCRS WORKS VOL II P 40

ان بارہ میں سے ہی ایک خاتون کیتھر این بورا تھی جس سے مارٹن لوتھر نے چالیس سال کی عمر میں شادی کی کیتھر این اُس سے سولہ سال چھوٹی تھی۔ اُن کی شادی ایک پاسٹر بنام BUGEHAGEN نے پڑھی یہ پاسٹر لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر لوتھر کی شادی کا سبب وہ بری افواہیں تھیں جو ہر طرف پھیلی ہوئی تھیں (GRISAR, VOl II P 175)

اس ضمن میں اُس زمانہ کا مشہور اسکالر لکھتا ہے:۔
"یہ سوچا جا رہا تھا کہ لوتھر ٹریجیڈی کا ایک ہیرو ہے لیکن میں اُسے کامیڈی کا اہم رول ادا کرتے ہوئے دیکھتا ہوں اور ہر کامیڈی کی طرح اسکا اختتام بھی شادی پر ہی ہوا"

(باقی آئندہ)

"چناؤ اپنا اپنا، پسند اپنی اپنی"

بھلائی کے بدلے میں جو بھلائی کرے وہ انسان ہے
برائی کے بدلے میں جو برائی کرے وہ حیوان ہے
بھلائی کے بدلے میں جو برائی کرے وہ شیطان ہے
برائی کے بدلے میں جو بھلائی کرے وہ رحمان ہے

(عبد الحفیظ خان [illegible])

تلافیٔ مافات!

(از قلم ماسٹر فلپ ایل ڈیپن کھنہ رسالہ خورد (مغربی پاکستان)

☆

دل ہوں مخروم تڑپ، ذہن و عقل ہوں مسخر
قلمروِ انسانیت میں ایسی نادانی بھی کیا؟
حدِ نظر کفر و شرک، انسان ہو یوں بے ظرف
اس جہانِ رنگ و بو میں ایسی ارزانی بھی کیا؟
کو بکو جبر و زنا، مسلط ہو ہر سو گناہ!
ترقیٔ معکوس کی الٰہ ہے یہ حشر ہے!
نامِ ثقافت آڑ ہے عصمت فروشی کا ساماں،
غلبۂ نفس کی ایسی فراوانی بھی کیا؟

☆

زہد و صدق کے روپ میں، منافق رکھیں بغل چھری!
نامِ خدا کے رنگ سے ہوتا ہے یہ تیرہ کار!
قوی تنوں کی پرچ کے سادہ لوحوں کو لوٹ کے!
کیسی روش سے چل رہا ہے دنیا کا یہ کاروبار
آ! اور رنگ دیکھ لے، نقشہ جم بھی دیکھ لے!
معاہدوں کی اک نظر سے تو فرنگ دیکھ لے!
واہ! کیا خوب ہے! دنیا کی یہ ٹیپ ٹاپ،
لیکن ہے یہ بخدا آلودہ اور داغ دار!!

☆

لیکن ہو نہ فکر مند، اے چراغِ راہ گذر!
بلکہ آ کہ کوششِ تعمیرِ کائنات کریں!
کیونکہ اس ممات میں اب بھی ہے رمقِ بقا!
آ پھر کہ ہم بھی چارۂ التفات کریں
(دوسرے کالم میں)

بیشک درست ہے ہم بھی ہیں تیرہ کار
اور ہیں ہمارے دل آماجگاہِ شیطنت
لیکن عزمِ صمیم کے، مقابل یہ کچھ بھی نہیں
آ فکرِ روشن سے تلافیٔ مافات کریں

〰〰〰〰〰〰〰〰

خداوند کا دن!

مسیحیوں کے لئے ہفتہ میں اتوار کا دن تہوار کی حیثیت رکھتا ہے اس روز ایماندار لوگ خدا کی عبادت میں شریک ہوتے اور جسمانی محنت و مشقت کے کاموں سے پرہیز کرتے ہیں تاکہ وہ روحانی بہبودی اور جسمانی آرام حاصل کریں اس مقدس دن کو ہفتہ کے دوسرے دنوں پر اسلئے فوقیت حاصل ہے کہ دنیا پر اسی روز ایک عظیم واقع رونما ہوا تھا یعنی خداوند یسوع مسیح دنیا کے نجات دہندہ نے اسی روز نجات کا کام مکمل کیا اور گناہ اور تاریکی کی گرفت سے انسانی ذات کو مخلصی بخشی۔

یوں تو ہر روز خدا کی خدمت کرنا انسانی فرض ہے اسی میں خدا کی محبت اور فرمانبرداری کا راز مضمر ہے تاہم خدا اور کلیسیا کے حکموں کے مطابق ہفتہ کے سات دنوں میں ایکدن (اتوار) خدا کی عبودیت کے لئے خاص مقرر کیا گیا ہے اس دن خدائے خالق کی بندگی و پرستش کرنا اور جسمانی محنت کے کاموں سے فراغت حاصل کرنا ہر مسیحی کا فرض ہے مگر افسوس کہ ہمارے ہاں اس طرف بہت کم توجہ دی جاتی ہے۔ مسیحیوں کی کثیر تعداد اس ضروری حکم کی پروا نہیں کرتی۔ تبصرہ کرنے پر گھروں میں اکثر افلاس کا رونا رویا جاتا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ محض غریبی ہی اس حکم کی بجاآوری میں سدِ راہ ہے مگر مشاہدہ کیا گیا ہے کہ یہ محض ایک بہانہ ہے۔ بعض دیندار مگر غریب مسیحی اپنے دنیوی کاروبار کو خیرباد کہہ کر ہر اتوار کو اقدس عبادت میں شامل ہوتے ہیں

کبھی کوتاہی نہیں کرتے۔ مگر بیشتر لوگوں کو اسی روز اپنا وقت
دوسرے مشاغل میں صرف کرتے دیکھا جاتا ہے۔ انہیں تاش و
شطرنج کھیلتے، سینما جاتے، میلوں، بیاہ شادیوں اور رشتہ داروں
کے ہاں جاتے دیکھا جاتا ہے۔ دوسرے ملکوں میں بھی غریب مسیحی
آباد ہیں۔ مگر وہ خدا کے دن کو مقدس رکھنے میں امیروں سے
کسی حالت میں پیچھے نہیں رہتے۔ ہماری پسماندہ حالات کو مدنظر
رکھتے ہوئے ہمارے ملک میں سردارانِ کلیسا نے مراعات بھی
عنایت فرمائی ہیں جن سے ہم مستفیض ہو سکتے ہیں اس پر بھی
احساس کمتری ہمیں آگے بڑھنے سے روک دیتا ہے۔ ہمارے
دلوں میں وقت کی قدر نہیں ہم گھر بیٹھے گپیں ہانکنے اور فضول کاموں
میں اپنا قیمتی وقت گزار دیتے ہیں۔ مگر گرجہ جانے کا وقت
نہیں نکال سکتے اس غفلت یا لاپرواہی کو اسقدر طول دیا گیا
ہے کہ ہم اس روز بلا وجہ اقدس مسار سے غیر حاضر رہنا کبیرہ
گناہ ہی نہیں سمجھتے۔ کاش! ہمارے دلوں میں خدا کے اس مقدس
دن کی اہمیت کا گہرا احساس ہو تاکہ ہم خدا کی بادشاہت اور
اس کی راستی کی تلاش کرنے والوں میں گنے جائیں۔ اور دوسری
چیزیں حاصل کرنے کے مستحق ٹھہریں جن کا اس نے خود بخود
دینے کا وعدہ کیا ہے۔ ناظرین کرام کی دلچسپی کے لئے اسی عنوان
پر چند مثالیں ذیل میں درج ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

کسی سرگرم کاتھولک مسیحی سے ایک سرگرم کاتھولک مسیحی
ہمسایہ نے یہ سوال کیا "اگر میرے پاس صرف سات روپے
ہوں اور ان میں سے چھ روپے از راہ ہمدردی کسی حاجتمند کو
دیدوں مگر وہ مجھ سے ساتواں روپیہ بھی چھیننے کی جد و جہد
کرے تو آپ اس کے حق میں کیا کہیں گے؟" "بے شک ایسا شخص
ایک کمینہ بے انصاف اور احسان فراموش ثابت ہوگا" اسنے
جواب دیا۔ تب سائل نے بلا جھجک اسے کہا "دوست! آپ بھی
اسی کی مانند ہیں جبکہ خدا کے خالق نے تمہیں روزی کمانے کیلئے
چھ دن دے رکھے ہیں اور ساتواں دن اسی کی عبادت کیلئے
وقف ہے تو تم اسے بھی اپنے ذاتی کاموں میں استعمال کیوں کرتے
ہو۔ کیا یہ سراسر بے انصافی نہیں ہے؟"

پروٹسٹنٹ عوام بھی خداوند کے دن کا احترام کرنے پر
ہمیشہ زور دیتے ہیں۔ قریباً ایک سو سال قبل کا ذکر ہے کہ
شہزادہ انگلستان ایڈورڈ کو ایک اتوار کے روز گھوڑ دوڑ
میں شریک ہونے کے لئے مدعو کیا گیا۔ قصر شاہی میں خداوند کے
دن کو مقدس رکھنے کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ ایڈورڈ کو
خیال آیا کہ اس کے لئے اس دنیوی مشغلہ میں شامل ہونا رعایا
کے لئے ایک بھاری ٹھوکر کا باعث ہوگا۔ چنانچہ اس نے اپنی
والدہ ملکہ وکٹوریہ سے مشورہ کیا۔ والدہ نے کہا کہ "تمہارے
لئے گھر میں ہی رہنا بہتر ہے۔"

فرانس کے صوبہ لیبون میں ایک کاتھولک مسیحی زمیندار نے
اتوار کے روز اپنی فصل کاٹنے کا ارادہ کیا۔ مگر اس کی بیوی نے
اس کی سخت مخالفت کی۔ خاوند نے کہا "تم فکر مت کرو میں
بدست خود کام نہیں کروں گا۔ بس کسی مزدور سے یہ کام کروانے
کا انتظام کر لوں گا" بیوی غصہ سے بولی! خواہ کچھ بھی ہو۔
ہمارے ہاں اتوار کے روز ہرگز کوئی کام نہ ہوگا۔ اگر مزدور
کام کرنے آئے تو میں اس کے سامنے کھیت میں کھڑی ہو جاؤں گی
اور اسے آگے بڑھنے سے روک دوں گی۔"

شاہ بلجیم البرٹ اپنے ایک دیہاتی قلعہ میں چند روز سیر و
تفریح کی غرض سے گیا ہوا تھا۔ اتوار کے روز جب وہ پہلی
اقدس مسار میں شامل ہونے کے بعد واپس آ رہا تھا تو راستہ
میں اس کو ایک دیہاتی لڑکا مویشی چراتے ہوئے ملا۔ بادشاہ
نے اس سے پوچھا "تم یہاں اور کتنی دیر ٹھہرو گے کیا تم اقدس مسار
میں شامل نہ ہوگے؟" لڑکا بولا "حضور! اگر آپ کسی اور چرواہے
کو یہاں بھیجدیں تو میں بخوشی اقدس مسار میں شامل ہو سکوں گا"

یہ سنکر بادشاہ آلبرٹ نے مسکراتے ہوئے اُس چرواہے لڑکے سے چھڑی لی اور خود مویشی چرانے لگا۔

ایک جوہری نے خداوند کے دن پر اپنی دوکان بند رکھنے کا عہد کیا تھا۔ ایک اتوار کے روز ایک افسر اور اُس کی اہلیہ اُسکے گھر گئے اور اُسسے دکان کھولنے اور زیورات دکھانے کو کہا۔ اگرچہ کافی منافع کمانے کا موقعہ تھا مگر جوہری اپنے عہد پر قائم رہا۔ اور دکان کھولنے سے انکار کر دیا۔ افسر اُس کی دینداری پر عش عش کر اُٹھا۔ چنانچہ دونوں میاں بیوی اگلے دن اُسی دوکان پر گئے اور انھوں نے کافی زیورات خریدے۔ خداوند اپنے وفادار خادموں کو جو اُس کے دن کا احترام کرتے ہیں کبھی فراموش نہیں کرتا۔

برٹنی کے ماہی گیر اتوار کے دن دُنیوی کاروبار کرنے سے گریز کرتے ہیں اُسپر بھی ایک مرتبہ شیطان نے ایک ماہی گیر کو لالچ کے جال میں پھنسا لیا وہ اتوار کے روز اپنی ناؤ پر سوار ہوا اور مچھلیاں پکڑنے سمندر میں چلا گیا۔ واپس آکر اُس نے بازار میں مچھلیاں فروخت کیں اور بکری کی رقم مبلغ تین روپے اپنی بیوی کے حوالے کی۔ بیوی نے اُس رقم کو ناجائز خیال کرتے ہوئے گھر میں رکھنا مناسب نہ سمجھا۔ چنانچہ خاوند کے سامنے اُس نے یکے بعد دیگرے تینوں روپے سمندر میں پھینک دیئے۔ خاوند نے سرد آہ بھر کر کہا! "آہ اتنی محنت سے کمائی ہوئی رقم ...." "یہ ٹھیک ہے لیکن یاد رکھیئے کہ خداوند کا دن خداوند ہی کے لئے وقف ہونا چاہیئے۔ عورت نے اُسکی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

بادشاہ سلیمان نے خدا کے لئے ایک عالیشان ہیکل تعمیر کی اور اپنے باپ داؤد کی منت کو پورا کیا۔ جب ہیکل کی تعمیر کا کام ختم ہوا۔ تو سلیمان خداوند کے مذبح کے آگے اسرائیل کی ساری جماعت کے سامنے کھڑا ہوا اور اپنے ہاتھ آسمان کی طرف پھیلاتے ہوئے کہا "لیس کیا فی الحقیقت خدا زمین پر سکونت

کیونکہ افلاک بلکہ فلک الافلاک میں تیری گنجائش نہیں تو پھر کس طرح اس گھر میں جو میں نے بنایا ہے" اگر منظر کمو دیکھا جائے تو ہمارے گرجا گھروں کو یروشلم کی ہیکل سے تشبیہ نہیں دی جا سکتی۔ مسیح یسوع ہمارے گرجوں میں ہمیشہ موجود رہتا ہے اور اقدس مسارمیں اپنے آپکو قربان کرتا ہے۔ یہی ہے خدا کا گھر جس میں مسیحی خاندان ہر اتوار کو جمع ہوتے اور اپنی روح میں اُسسے حاصل کرتے ہیں۔ (رافائل)

ہندوستان میں مسیحیت

سنہ ۱۹۶۱ء کی مردم شماری کے اعتبار سے ہندوستان کی کل آبادی 439 ملین (MILLION) سے کچھ زیادہ تھی اس میں سے مسیحیوں کا شمار 10.7 ملین سے کچھ زیادہ تھا یعنی تقریباً 2.44 فیصدی، ہندوستان میں تقریباً 366 ملین ہندو ہیں یعنی وہ لوگ 83.51 فیصدی ہیں۔ مسلمان بھی 47 ملین ہیں گویا کل آبادی کا دس فیصدی ہیں بدھ مذہب کو ماننے والے تین ملین اور جین مت کو ماننے والے دو ملین ہیں اس نقشے کو مد نظر رکھتے ہوئے مسیحیت تمام اقلیت میں سے دوسرے نمبر پر ہے سنہ ۱۹۵۱ء کی مردم شماری سے سنہ ۱۹۶۱ء کی مردم شماری تک مسیحی لوگوں کی تعداد ۲۷ فیصدی کا اضافہ ہوا ہے۔ ہندوستان میں کتنے کاتھولک ہیں! سرکاری اعداد و شمار میں کاتھولک اور غیر کاتھولک کا کوئی امتیاز نہیں رکھا گیا۔ لیکن مسیحیوں کی جماعت دو حصوں پر مشتمل ہے۔ یعنی کاتھولک اور غیر کاتھولک، کاتھولک تقریباً ۶ ملین ہیں۔ اور دیگر مسیحی ۴ ملین۔ لیکن درحقیقت ہندوستان کی کاتھولک ڈائرکٹری کے مطابق کاتھولک لوگ 2915157ر6 ملین ہیں کاتھولک لوگ زیادہ تر کیرالہ میں ہیں۔ لیکن شمالی حصوں میں آتے ہوئے تعداد میں کمی واقع ہوتی جاتی ہے۔ بمبئی کی کاتھولک

آبادی کافی زیادہ ہے یہی حالت کلکتہ کی بھی ہے۔ وہاں کے کاتھولک لوگوں کی حالت کافی اچھی ہے۔ کیونکہ تجارت کی وجہ سے غیر ممالک کے بہت سے کاتھولک وہاں موجود ہیں چھوٹے ناگپور اور رانچی کے ایریا میں کاتھولک لوگوں کی تعداد تقریباً 500,000 ہے جوں جوں ہم شمال کی طرف کو بڑھتے ہیں تو بڑے شہروں میں جیسے دہلی وغیرہ میں کاتھولک لوگ ہسپتالوں گرجوں اور مشن احاطوں میں ملتے ہیں۔ مردم شماری سے ایک بات اور عیاں ہو جاتی ہے۔ کہ 10.7 ملین مسیحیوں میں سے 8.01 ملین مسیحی دیہاتوں کے رہنے والے ہیں۔ دیہاتی مسیحی زیادہ تر کیرالا۔ آندھیرا پردیش۔ آسام اور بہار وغیرہ صوبوں میں ہیں۔ جبکہ شہری مسیحی زیادہ تر میسور، مہاراشٹر وغیرہ میں ہیں۔

اِن حالات کے پیشِ نظر مسیحی لوگوں کی بہتری کیلئے دیہاتی حصوں میں خاص طور سے امداد کی ضرورت ہے۔ اور انہی باتوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے غیر ممالک کی خیراتی سوسائٹیاں برسرِ پیکار ہیں جیسے کہ جرمن۔ میزیورہ اور کاتھولک ریلیف سروس آف امریکہ کی مدد سے کئی تجاویز عمل میں لائی جا رہی ہیں، تاکہ اِن دیہاتی کاموں میں ترقی ہو سکے۔"

"سوال و جواب"

س ۱: کیا یوحنا بپتسمہ دینے والا بغیر موروثی گناہ کے پیدا ہوا تھا؟

ج: ایسا یقین کیا جاتا ہے کہ جب وہ ماں کے شکم میں تھا تب ہی وہ خداوند یسوع مسیح کی ماں مریم کے ذریعہ موروثی گناہ سے آزاد کر دیا گیا تھا۔ جب مقدسہ مریم حاملہ ہونے کے بعد الیشبع کے گھر گئیں۔ اسکا ذکر انجیل جلیل میں یوں مرقوم ہے "اور ذکریاہ کے گھر میں داخل ہو کر الیشبع کو سلام کیا اور جونہی الیشبع نے مریم کا سلام سُنا تو ایسا ہوا کہ بچہ اُسکے رحم میں اُچھل پڑا۔ اور الیشبع روح القدس سے بھر گئی۔ اور بلند آواز سے پکار کر کہنے لگی کہ تو عورتوں میں مبارک اور تیرے رحم کا پھل مبارک ہے۔ اور مجھ پر یہ فضل کہاں سے ہوا کہ میرے خداوند کی ماں میرے پاس آئی۔ کیونکہ دیکھ جونہی تیرے سلام کی آواز میرے کان میں پہنچی۔ بچہ مارے خوشی کے رحم میں اُچھل پڑا۔" (لوقا ۱/ ۴۱ تا ۴۴)

س ۲: سکھایا جاتا ہے کہ خداوند ابتدا سے ہے اور انتہا تک رہے گا۔ لیکن کتابوں میں لکھا جاتا ہے مسیح کے بعد یا مسیح سے پیشتر B.C یا A.D. ایسا کیوں ہے؟

ج: خدا قادرِ مطلق ہے وہ شروع سے ہے اور آخر تک رہے گا۔ لیکن تواریخی نقطہ نگاہ سے خدا نے انسان کی شکل اختیار کی، خدا کی محبت، مہربانی اور اُسکی قدرت کا شخصی طور سے دُنیا میں ظہور ہوا۔ اس لئے اس ظہور سے پیشتر کو مسیح سے پہلے اور اس ظہور کے بعد مسیح کے بعد کہا جاتا ہے۔

س ۳: میں ایک دیندار کاتھولک ہوں۔ لیکن جوانی کے ایام میں میں نے عشائے ربانی کی پاک قربانی کی اہمیت کو نہ سمجھا اور اس میں بہت کم شرکت کی۔ میں اپنے گذشتہ وقت کے بارے میں سوچا کرتا ہوں اور نہیں جانتا کہ وہ گناہ تھا یا نہیں! اب مجھے کیا کرنا چاہیئے؟

ج: موجودہ حالت کے لئے خدا کا شکر کیجئے اور گذشتہ زمانے کو فراموش کر دیجئے گناہ کیلئے اُسکا جاننا ضروری ہے یعنی اگر ہم ایک کام کو کرتے ہوئے یہ جان رہے ہیں۔ کہ یہ کام ایک گناہ ہے اور پھر بھی اُس کو کرتے جاتے ہیں تو ہم یقیناً اس گناہ کے ذمہ دار ٹھہر جائیں گے۔ لہذا اپنے گذرے ہوئے زمانے کیلئے آپ زیادہ قصوروار نہیں کیونکہ اس وقت آپ میں سمجھ کی کمی تھی۔

(مالک) نادر اُمیدی مدیر ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر نے ہمدرد پریس سہارنپور میں چھپوا کر دفتر فصلوں کی ماں۔ کورٹ روڈ۔ سہارنپور سے شائع کیا۔

رجسٹرڈ نمبر ایل 1364

اُنکے لئے دُعا کیجئے!

کیا کبھی آپ نے اپنے کاہن کے لئے دُعا کی ہے؟ آپکا فرض ہے اور وہ آپکی دُعاؤں کے متمنی بھی ہیں۔ کیا آپکا خیال ہے کہ آپکے کاہن کو دُعا کی ضرورت نہیں ہے؟ مگر آپکا یہ خیال درست نہیں ہے۔ جتنی ایک انسان کے فرض کی ذمہ داری زیادہ ہے اتنی ہی اُسکو زیادہ دُعا کی ضرورت ہے۔

مقدس پولوس اپنے مسیحیوں سے بار بار درخواست کرتا تھا کہ وہ اُس کے لئے دُعا کریں۔ تمام یروشلم کی مسیحی جماعت جب مقدس پطرس جیل میں تھے اُس کے لئے دُعا کرتے رہے۔ اِس طرح آجکل بھی پاپائے اعظم بشپ صاحبان اور کاہن لوگ اپنے لئے دُعاؤں کی ضرورت کو محسوس کرتے ہیں اور ایمانداروں سے دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔

حسب ذیل دُعا اپنی دُعا کی کتاب میں رکھئے۔ اور ضرور اُسکو دن میں پڑھئے:۔

"اے یسوع دائمی کاہن، اِس تیرے بندے کو اپنی پناہ میں رکھ۔ تاکہ کوئی اُن کو نقصان نہ پہنچا سکے۔

اُس کے مخصوص کئے ہوئے ہاتھ کو بیداغ رکھ۔ تاکہ روزانہ تیرے پاک بدن کو چھو سکیں۔

اُس کے ہونٹوں کو پاک رکھ جن سے وہ تیرے بیش قیمت خون کو روزانہ پیتا ہے۔

اُس کے دل کو پاک اور رُوحانی خیالات سے بھرا ہوا رکھ۔ اور اُس کے اوپر اپنی جلالی کہانت کا نشان نقش کر۔

کاش کہ تیری پاک محبت اسکو گھیرے رکھے اور دُنیاوی آزمائشوں سے اُسکو محفوظ رکھ۔ اُس کی محنت اور مشقت اپنی برکت سے پھلدار بنا۔ اور وہ لوگ جنکی اُس نے خدمت کی اُس کی خوشی اور تسلی بن جائے۔ اور آسمان پر اُس کا عمدہ اور دائمی تاج بنا رہے۔"

شہیدانِ یوگنڈا

قسط (۸)

(جناب فادر اُمیدیوس او۔ ایف۔ ایم، کیپ)

شاہی محل میں مسیحی لوگ اپنی اپنی شہادت کے منتظر تھے کارلو لوانگا نے اپنے پاس کئی اور لوگوں کو کھینچ لیا تھا۔ یہ سب نوجوان درباری لوگ تھے جو کہ ابتک مشلاشی تھے۔ فادر لورڈل نے اُن کو مسیحی تعلیم دہرا کر بپتسمہ دے دیا۔ یہ سب کیلئے خوشی کا موقعہ تھا۔ خاص طور پر بپتسمہ کے لئے۔ مرکاسہ ایک اینگلیکن مسیحی تھا جو لوگوں کے بپتسمہ کی خبر سُنکر بہت خوش ہوا اور آنکے

پاس ملنے کے لئے گیا۔ اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آکر انھیں بھی ایمان میں مضبوط رہنے کی نصیحت کی۔ "ہم بھی قتل کئے جائیں گے مگر اپنے مذہب کا انکار نہ کریں گے" صبح کے وقت محل کے دروازے پھر سے کھولے گئے۔ وہاں تمام کا تھولک درباری لوگ موجود تھے۔ چارلس لوانگا اُن سے یوں مخاطب ہوا۔ "بادشاہ نے کہا ہے کہ ہم لوگوں کو غیر مسیحی درباریوں سے علیحدہ کرے گا۔ تاکہ ہم اپنے مذہب سے منکر ہوں۔ جب وہ دوبارہ ایسی بات کہے تو تم لوگ میرے پیچھے چلنا اور تب ہم اُس جگہ پر چلیں گے جہاں بادشاہ ہمیں جلنے کو کہیگا۔" لیکن اپنے ایمان کا انکار مت کرنا۔ اور ہمت کے ساتھ خدا کے کلام کی شہادت دیتے رہنا۔ تھوڑی دیر کے لئے انھوں نے ایک ساتھ دُعا کی اور تب اپنے اپنے کاموں پر چلے گئے۔ آٹھ بجے کے قریب یہ خبر پھیل گئی تھی کہ فادر لورڈل تشریف لے آئے ہیں گو کہ باہر بہت تیز بارش ہو رہی تھی۔ اور دس کلو میٹر راستہ طے کرنا پڑا تھا تو بھی وہ محل میں اپنے روحانی بیٹوں کی مدد کے لئے آئے تھے۔ فادر لورڈل کے سامنے ہی مسیحی لوگوں کو گرفتار کیا گیا۔ کچھ انھیں سے مسکراتے ہوئے جا رہے تھے لیکن کچھ خوفزدہ بھی تھے غیر مسیحی لوگ اُن سے کہا کرتے تھے کہ تم کو بھاگنا چاہیئے تھا مگر مسیحی لوگ جواب دیتے تھے کہ کیوں بھاگ جائیں؟ محل کا دروازہ پھر سے کھلا۔ چارلس لوانگا سب سے پہلے داخل ہوا۔ اور انھیں کے ساتھ باقی درباری لوگ بھی تھے جو زیادہ تر مسیحی تھے۔

موانگا بادشاہ منتظر تھا کہ بادشاہت کے معزز امرا اکٹھے ہو جائیں تاکہ انھیں کے سامنے مسیحیوں کے اوپر الزام لگا سکے۔ وہ بڑے غصہ میں تھا۔ اس لئے تمام امرا اُسکی باتوں کو خاموشی سے سنتے رہے۔ آخر کار کسی نے بادشاہ کو جواب دیا۔ ہم لوگوں نے انھیں اچھے اور تابعدار نوجوان دیکھے تھے۔ ہمارا اس میں کوئی قصور نہیں اگر کسی نے اُن پر جادو کر دیا ہو۔ اور اگر یہ اچھے نہیں ہیں تو انھیں جان سے مار دیا جائے۔ اور ہم آپ کو ایسے لوگ دیں گے جو آپ کی خدمت ان سے بہتر کریں گے۔ سب نے ان باتوں کو اسلئے منظور کیا تاکہ بادشاہ کا غصہ دب جائے۔ اس طرح بادشاہ کا مقصد پورا ہو گیا۔ اُس کو مسیحیوں کو ختم کرنے کے لئے ایک منظوری مل چکی تھی۔ بادشاہ نے خوش ہو کر اُن امراء کو برخاست کر دیا۔ اب وہ مسیحیوں کو قتل کروا سکتا تھا۔ اسکو اب کوئی خطرہ نہ تھا کہ مسیحیوں کے مرنے سے اب کوئی بغاوت پھیل سکتی ہے۔ چارلس لوانگا اور اُسکے ساتھی موانگا بادشاہ کی حضوری میں پیش کئے گئے۔ اور دربار کے ریت و رسم کے مطابق وہ بادشاہ کے سامنے جھکے جیسے کہ کوئی بات ہی نہ ہوئی ہو۔

بادشاہ فوراً اُن کے اوپر غصہ ہونے لگا اور اُنکی بےعزتی کی۔ "تم مسیحی لوگ میرے کتے سے بھی کمین ہو۔ جب میں اُس کی طرف ایک ہڈی پھینک دیتا ہوں تو وہ بھاگ کر آتا ہے۔ مگر تم لوگ میری تابعداری سے باہر ہو جاتے ہو" تب سپاہیوں کی طرف مخاطب ہو کر اُن سے پوچھا کہ تمام مسیحی حاضر ہیں۔ یا نہیں؟ اور اپنے محل کے دروازہ کو بند کرنے کا حکم دیا۔ تب درباریوں کی طرف مخاطب ہو کر اُن سے کہا کہ جنھوں نے مسیحی مذہب کو قبول کر لیا ہے وہ ایک طرف ہو جائیں، اور جنھوں نے اِس مذہب کو قبول نہیں کیا وہ میرے پاس آئیں" چارلس لوانگا سب سے پہلے بول اُٹھا " ہم لوگوں نے جو کچھ کیا ہے وہ سوچ سمجھ کر کیا ہے۔ کیزیتو نے چارلس کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھیوں کے آگے آگے اُس کونے پر پہنچے جہاں موانگا نے اشارہ کیا تھا۔ ڈینس کمیو کا نے اس کے بارے میں کہا کہ ہم لوگوں نے بڑی خوشی سے یہ فیصلہ کیا تھا اور ہم میں سے کوئی بھی رنجیدہ

نہیں ہے۔ اُن میں سے ایک آدمی تبروتو سیمرولی کو ناتھا جو محل کی تمام بندوقوں کا انچارج تھا۔ وہ بھی چارلس لوانگا کے پیچھے پیچھے چلا اُس کو معلوم تھا کہ بادشاہ تمام مسیحیوں کو موت کا نتیجہ دے دیگا۔ اور وہ خود اس خوشی سے محروم نہ رہنا چاہتا تھا۔ تب بادشاہ نے سوال کیا۔ کیا تم مسیحی ہو؟ جی! ہم مسیحی ہیں۔ تب بادشاہ نے کہا کیا مسیحیت ہی میں قائم رہنا چاہتے ہو؟ سب نے ملکر ایک ساتھ کہا۔ "بیشک ہم کبھی اُسکا انکار نہ کریں گے"۔ اگر ہمیں معاف کرنا چاہتے ہیں تو آپکی مرضی ہے مگر ہمارے ایمان کے بارے میں کچھ نہ پوچھئے۔"

تب موانگا نے تین آدمیوں کو معاف کر دیا جو ابھی تک بپتسمہ یافتہ نہ تھے۔ اُس کے بعد اُس نے ملمان سباکا کی طرف مخاطب ہو کر پوچھا کہ اُسکے گروپ میں کوئی مسیحی تو نہ تھا۔ تب سباکا کی نے جواب دیا کہ "سب میں سے صرف نابوگو ابتک عیسائی نہیں ہوا ہے۔" تب بادشاہ نے شمعون سوگا سے مخاطب ہو کر کہا۔ کیا تم بھی عیسائی ہو۔ شمعون نے فوراً جواب دیا میں مسیحی ہوں اور میں اُمید کرتا تھا کہ آپ بھی اتنے عرصہ میں مسیحی ہو جائیں گے۔ تب بادشاہ نے چلا کر حکم دیا۔ اُسکو سباکا کے پاس لے جاؤ۔ اتنے میں کسیکیو ونے موگاگا کو دیکھا۔ تو اُس سے کہا کہ تم عیسائی نہیں ہو۔ کب تم نے دعا کی تھی؟ موگاگا نے جواباً کہا۔ میں ہر وقت دعا کرتا ہوں۔ اور چارلس لوانگا نے مجھے تعلیم دی ہے۔ وہ اپنے ایمان کیلئے اپنی جان دینے کے لئے تیار ہے۔ میں بھی اُسی کے نقش قدم پر چلونگا۔

اس کے بعد موانگا نے پھر سے لوگوں کو اپنے ایمان سے ہٹانے کی کوشش کی۔ "جنہوں نے مذہب کو قبول کر لیا ہے وہ سب اُس کونے میں اکٹھے رہیں۔ کیا تم میں کوئی عیسائی تو نہیں رہا ہے؟ تب سباکا کی نے کہا، نہیں! تب بادشاہ نے جلادوں کو حکم دیا کہ مسیحیوں کو ہتھکڑیاں ڈال دے اور اُن کو لے جانے کیلئے حکم دیا تاکہ اُن کو جلایا جائے۔ باگا تو زندرے کو باندھا نہیں گیا تھا کیونکہ اسکا باپ اُسکو ایمان کا انکار کرنے کی صلاح دیتا تھا۔ لیکن باگا نے کسی بات کی پرواہ نہیں کی اور اپنے ساتھیوں کے پیچھے پیچھے چلا۔ ان نوجوانوں کے چہرے پر خوشی ظاہر تھی۔ اور ان میں سے کوئی بھی رنجیدہ نہ تھا۔

جیسے ہی بہادر لوگ جلادوں کے ساتھ چلنے کو تیار ہوئے تو موانگا نے پھر اُن کی بے عزتی کی۔ اور بادشاہت کے اُمرا نے بھی بادشاہ کو خوش کرنے کے لئے اُن نوجوانوں کی ہنسی اُڑائی۔ اُسوقت شمعون سیوتا ڈر گیا اور رونے لگا تب چارلس لوانگا نے اُس سے کہا کہ ہمت باندھو۔ مت رو۔ کیا تم نے مسیح کو قبول نہیں کیا؟ سیوتا کی آنکھوں پر ایک دو آنسو نظر آئے مگر اُس نے فوراً اُنھیں پونچھ ڈالا۔

یہ سب مسیحی لوگ موگا نجا کی قید میں بھیجدیئے گئے جب وہ محل سے نکل رہے تھے تو اُسی جگہ سے گزرے جہاں فادر لورڈل اُن لوگوں کے منتظر تھے۔ فادر لورڈل کا دل رنج سے بھرا ہوا تھا اور وہ دعا میں مشغول تھے۔ یہ نوجوان شہید اُنھیں کے پاس رک گئے۔ وہ آپس میں ایسے بندھے ہوئے تھے کہ اُن کے واسطے قدم بڑھانا بھی مشکل تھا۔ کیزیتو جو عمر میں سب سے کم تھا۔ اُسکے چہرے پر مسکراہٹ تھی گویا کسی کھیل میں شرکت کرنے کے لئے جا رہا ہو۔ فادر لورڈل کو خیال آیا کہ اُس نے بڑے شوق سے بپتسمہ حاصل کرنے کی خواہش ظاہر کی تھی۔ لیکن ان کو معلوم نہ تھا کہ اُسی رات کو چارلس لوانگا نے اُسے بپتسمہ دے دیا تھا۔

شہادت کی خواہش اور وہ الٰہی فضل جو اُنھیں بپتسمہ کے سیکرامنٹ سے حاصل کیا تھا۔ اُس سے ہر ایک کے چہرے پر تسلی و تسکین نمایاں تھی۔ اُن کے پرسکون اور پرمسرت

چہروں سے حاضرین اور جلادوں پر بہت اثر ہوا۔ لوگ گواہی دیتے ہیں کہ حقیقتاً اُن نوجوانوں کے چہرے سے خاص خوشی ظاہر ہوتی تھی۔ جو صرف خداوند تعالےٰ کی ہی طرف سے نصیب ہو سکتی تھی۔ سب قیدیوں نے فادر لورڈل کی طرف اپنی نگاہ اُٹھائی اور اپنی محبت اور شکر گزاری کا اظہار کیا۔ فادر لورڈل کی آنکھوں میں بھی آنسو تھے۔ جب اُنھوں نے اپنے روحانی فرزندوں پر آخری دفعہ برکت دی۔ اگرچہ فادر لورڈل ان سب کو کچھ نصیحت سُنانا چاہتے تھے۔ لیکن ظالم جلاد اپنے کام کی تکمیل کے لئے بے چین تھے کہ اُنھوں نے فادر کو موقع نہ دیا کہ انہیں کچھ نصیحت دے سکیں۔ وہ ان لوگوں کے لئے دُعا کرتے رہے کہ خدا اُن کے دلوں کو طاقت دے تاکہ آخر وقت وہ اپنے ایمان میں ثابت قدم رہیں اور ساتھ ساتھ مقدسہ ماں کی بھی مدد کے خواہاں تھے۔ جو کلوری پہاڑ پر صلیب کے نیچے اپنے بیٹے کی اذیت کے وقت کھڑی رہی تھی۔ اسکے علاوہ فادر لورڈل نے خدا کا شکر کیا کہ یوگانڈا کے مشن میں سے انہیں چیندو روحوں کو پسند کیا جن کا خون مسیحیت کا تخم ہوگا۔

کچھ گھنٹے تک یہ نڈر قیدی مکانجا کی قید میں بند رہے۔ انہیں سے ایک برونو سیرونکُوما نامی شخص بھی تھا جس کی بہن کی شادی جیل کے سپرنٹنڈنٹ سے ہوئی تھی سپرنٹنڈنٹ نے اُسے خوب پٹوایا تو بھی برونوں کا ایمان ڈانوا ڈول نہیں ہوا۔ بلکہ برونوں کے الفاظ یہ تھے۔ کہ "مجھے بھی لے چلو۔ اور مجھے جان سے مار ڈالو۔ کیوں اتنا انتظار کرتے ہو۔" "ہم آپ لوگوں کے لئے بھی اپنی جان دے رہے ہیں۔ اور آپ لوگوں کو ہمارے خون کا پھل مل جائے گا۔" جیمس بوزا بالیاوُ ایک سرگرم مناد تھا۔ اور بادشاہ کو یہ بات معلوم تھی۔ موانگا نے اُس کو بلوا کر کئی دفعہ موت کی دھمکی دی تھی اور پوچھا تھا۔ "کیا تم عیسائیوں کے سردار ہو؟" جیمس نے جواب دیا "جی ہاں میں عیسائی ہوں مگر اُن کا سردار نہیں ہوں" بادشاہ نے جلادوں کو حکم دیا کہ وہ سب سے پہلے قتل کیا جائے۔ تب جیمس نے کہا "خدا حافظ میں آپکے واسطے خدا سے دُعا کروں گا" سُننے والوں نے اُس کی ہنسی اُڑائی۔ جلادوں نے اُسکو باندھا اور قید خانے کی طرف لے گئے۔

غیر مسیحی لوگ اتنی ہمت اور استقلال کی وجہ سے حیران تھے اُنھوں نے سوچا تھا کہ جیسے یہ قیدی لوگ بادشاہ کے سامنے پہنچے گے تو اپنی جان بچانے کے لئے اپنے ایمان کا انکار کرینگے فادر لورڈل نے موانگا بادشاہ سے کوشش کی تھی کہ بادشاہ اُن کو معاف کرے۔ مگر اُسکے پیغام کا کوئی جواب نہ ملا۔ (باقی آئیندہ)

نبیوں اور اُنکے کارہائے نمایاں پر ایک نظر!

(جناب منظور لیوک)

اِس مضمون میں ہم کچھ نبیوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے۔ ہم جانتے ہیں کہ زمانہ بزمانہ خدا نے ہمارے لئے نبیوں کے ذریعے پیغامات بھیجے تاکہ ہم اپنے آپکو اُنکی روشنی میں جانچیں اور اگر ہم راستے سے بھٹک چکے ہیں تو اپنے آپکو راہِ راست پر لے آئیں۔ نبیوں کی زبان ہمیشہ ہمارے لئے ایک کمپاس کا کام دیتی رہی ہے۔ اگر ہم نے اُس کمپاس کی سوئی کی سمت کو دھیان میں نہ رکھا تو ہمارا جہاز چٹانوں سے جا ٹکرایا اور پاش پاش ہو کر منتشر ہو گیا۔ اور اگر ہم نے اُس سوئی کا خیال رکھا تو ہمارا جہاز مسافت طے کرتا ہوا منزل مقصود کو جا پہنچا۔ خدا تعالیٰ رحیم و کریم ہے اُس کی ہمیشہ یہ خواہش رہی ہے کہ انسان اُس موت کا مزا نہ چکھے جو گناہ کے

ذریعہ ملتی ہے۔ کیونکہ وہ ابدی موت ہو گی۔ اس لئے خدا نے
زمانے کے اعتبار سے۔ موقع کے لحاظ سے حالات کے پیش نظر
اور ضرورت کے مطابق ہی نبی بھیجے۔ کسی نے لوگوں کو آنے والا
زمانہ و حالات سے باخبر کیا تو کسی نے لوگوں کی بُری روش پر نگاہ
اٹھائی۔ اب اگر ہم ان نبیوں کے بارے میں کچھ معلوم کریں
تو میری دانست میں وہ خالی از دلچسپی نہ ہو گا۔ آئیے ہم
اپنا یہ سلسلہ یشعیاہ نبی سے شروع کریں۔

یشعیاہ نبی:۔ لوگوں کا خیال ہے کہ یشعیاہ نبی
یہودی نبیوں میں سب سے بڑا نبی گزرا ہے۔ اسکی پیدائش
یہودیہ میں 740 مسیح سے قبل ہوئی تھی۔ نبوت کیلئے
یشعیاہ کو خدا نے 760 قبل مسیح چنا تھا اور تقریباً 50 سال
تک وہ نبوت کے کام کو سرانجام دیتا رہا۔ یشعیاہ نبی کی کتاب
کے دو حصے ہیں۔ پہلے ۳۹ ابواب میں نبی اور اسکے زمانہ کا
حال مندرج ہے۔ لیکن چالیس باب سے 66 باب میں
بالکل فرق حالات اور زمانہ کا ذکر ہے۔ اس میں نبی اپنے
آپ سے دو آنے والی صدیوں کے بارے میں مخاطب ہوتا
ہے۔ یعنی یہودیوں کے اخراج اور دوبارہ فلسطین میں
واپسی کا ذکر ہے۔ اس بیان سے ایسا ظاہر ہوتا ہے گویا خود
یہ نبی اس لمبے عرصہ تک یہودیوں کے درمیان میں موجود رہے
یشعیاہ نبی کو انصاف کا نبی کہا جاتا ہے۔ اس نے
اپنی آواز بت پرستی اور سماجی خامیوں کے خلاف بلند کی اس نے
امیروں اور طاقتوروں کو خائف کیا ہے بہانہ خوروں
اور حیلہ بازوں کی بھی خاطر پرسی کی ہے۔ اس نے لوگوں کو توبہ
کی تلقین کی اور با ایمان ہونے کے لئے حکم دیا۔

اس کی تمام نبوتیں ایک ایسے بادشاہ کی آمد کی طرف اشارہ
کرتی ہیں جو دنیا میں صلاح و سلامتی قائم کریگا۔ گویا یہ اشارہ
مسیحا کی طرف ہے۔

کتاب کے دوسرے حصہ میں یشعیاہ اطمینان و تسکین
اور امید کا نبی نظر آتا ہے۔ اس حصے میں خدا کو خالق،
مالک، اعظیم، فاتح دنیا، اور اپنے بندوں کا نجات دہندہ
بتایا گیا ہے۔ اس جگہ میں کئی ایسی منظوم حکایات ہیں
جن کا اشارہ خدا کے خادم کی طرف ہے۔ بعض لوگوں کا
خیال ہے کہ یشعیاہ نبی فارس کے بادشاہ CYRUS کو
خدا کا خادم کہتا ہے جسنے یہودیوں کو دوبارہ ان کے وطن میں
بسایا۔ لیکن مسیحی عالم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اشارہ ہمارے خداوند
یسوع مسیح کی طرف ہے۔ یہ بات زیادہ جامع و مستند معلوم
دیتی ہے۔ کیونکہ یشعیاہ نبی صرف خدا کے خادم کو ایک روحانی
ایک نجات دہندہ اور مذہبی ایک ایسے اگوا کی طرف اشارہ کرتا ہے
جسکو سب پیار کرتے ہوں بلکہ اس خدا کے خادم کی طرف اشارہ
ہے جو مرد غمناک بھی ہے۔ اور مرد غمناک کا خطاب صرف
مسیح کو ہی نصیب ہوا ہے۔ اور کسی کو نہیں۔ کیونکہ اس نے خود اپنے
اوپر دکھ برداشت کر کے لوگوں کو نجات بخشی۔

آئیے اب ہم کچھ معلومات یرمیاہ نبی کے بارے میں حاصل کریں

یرمیاہ نبی:۔ یہودیہ کے ایک گاؤں میں تقریباً ۶۵۰ قبل
مسیح پیدا ہوا۔ یرمیاہ نبی کی نبوت کا عرصہ تقریباً ۴۰ سال کا ہے
اس کی نبوت کا آغاز 622 قبل مسیح سے ہوتا ہے۔ یرمیاہ نبی
کی حیثیت دوسرے نبیوں کے مقابلے میں ایک خاص اہمیت
حاصل کئے ہوئے ہے۔ جبکہ دوسرے نبی اپنے بارے میں یا تو بالکل
ذکر ہی نہیں کرتے یا اگر ذکر کرتے ہیں تو نہایت مختصر۔ لیکن
یرمیاہ نبی کی کتاب ایسی کہانیوں اور منظوم سے بھری پڑی
ہے جس میں اسکی زندگی کے بہت سے واقعات اس کی زندگی کی
بہت سی مصیبتیں اس کی اندرونی کشمکش اور مرد جذبہ
مندرج ہیں۔

یرمیاہ نبی کا مشن نہایت سنجیدہ تھا۔ وہاں کچھ خوف بوجہ

نازک خیالی ہے اور پرہیزگاری بھی ہے۔ سرگرمی ہے لیکن نرمی بھی، وہ محسوس کرتا ہے گویا وہ دُکھ مصیبت کا بنی ہے۔ اُس کے ہاں اُن سب کے لئے نفرت ملتی ہے جنکے گناہ اور برائیوں کیلئے اُس نے آواز بلند کی۔ اُسکے دشمنوں نے اُسے بدنام کیا۔ اُسے پکڑوایا۔ اور اُس کی جان کے درپے ہوئے۔ 586 کی بربادی کے زمانے میں لوگوں کو بھاگتے ہوئے دیکھا اور وہ خود وہیں چند دیہاتیوں کے ساتھ رہا۔ اینیں سے بہت سے دُکھوں میں مبتلا ہو کر مصر کی طرف بھاگ گئے۔ اور وہ اپنے ساتھ اس نبی کو بھی لیتے گئے۔ یرمیاہ نے مصر پر چڑھائی کی پیشین گوئی کی۔ لیکن اُسکے ساتھ ساتھ اُس نے اس غریب الوطنی کے اختتام کی بھی پیشین گوئی کردی تھی۔ یرمیاہ نبی غالباً 586 قبل مسیح میں مصر کے نزدیک راہِ ملک عدم ہوئے۔

یرمیاہ نبی کی پیشین گوئیوں کی اہمیت اس بات میں ہے کہ پہلے اُس نے ایک قوم کی بربادی کے لئے لوگوں پر واضح کردیا اور اُس کے بعد اُس بربادی کو جکی اُس نے خود پیشین گوئی کی تھی اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ گویا اُسکی پیشینگوئی خود اُسکے زمانہ میں ہی پوری ہوتی گئیں۔

یرمیاہ کے نوحہ میں پانچ نظمیں ہیں جو کہ ہم پیش مرثیہ کی صورت میں پیش کی گئیں ہیں۔ پہلی چار کو حرف تہجی سلسلے میں پرو دیا گیا ہے۔ اور پانچویں ایک دُعا ہے ان نظموں کو یروشلم کی بربادی کے وقت نظم کیا گیا تھا لیکن لوگوں کی اس بارے مختلف رائیں ہیں۔ بعض لوگ سمجھتے کہ ان نظموں کے بارے میں ابھی تک ثابت نہیں ہو سکا کہ یہ واقعی یرمیاہ نبی کی تصنیف کردہ ہیں۔ لیکن اس میں تو شک کی گنجائش نہیں ہے کہ یہ نظمیں نہایت عمیق حد تک نبی کی نبوتوں سے متاثرہ ہیں۔

حزقیل نبی :- جبکہ 599 B.C میں پہلی دفعہ نبوکدنضر بادشاہ نے یروشلم کو فتح کیا تو، بادشاہ اُس کے حوارین۔ اور ملٹری کے 7000 آدمیوں کو بابل بھیج دیا گیا اُنہیں اتنا زیادہ غلامی کا مقابلہ نہیں کرنا پڑا جتنا کہ وہ غریب الوطنی کو محسوس کرتے تھے۔ گو وہ غلام تھے تو بھی غلامی کا جوا اُن کے واسطے اتنا گراں نہ تھا جتنا کہ وہ اپنے گھروں کو واپس لوٹنے کے لئے تشنہ تھے۔ اُن کے لئے یہ بھی نہایت تکلیف دہ تھا کہ بُت پرستوں کے درمیان رہنے پر مجبور تھے۔ اور اپنے مذہبی رسوم کی ادائیگی سے قاصر۔ یہ سبب اس لئے تھا کہ اُس زمانہ میں اسرائیلی لوگ اندھیر نامی میں تھے لیکن افسوس ان بُت پرستوں کے زیر اثر وہ خود بُت پرستی کی طرف مائل ہو گئے۔ اور فاخروں کی رسم و رواج کو اپنا لیا۔ یہ وہی وقت تھا یعنی تقریباً 593 B.C جبکہ حزقیل نبی نے نبوتیں کرنا شروع کیں۔

اُسکو خدا نے اُن کے پاس بھیجا تھا۔ جو کہ بُت پرستی کی طرف راغب ہوتے جا رہے تھے۔ حزقیل نبی کا بھی وہی مشن تھا جو یرمیاہ نبی کا اُن یہودی کے لئے تھا جو یروشلم میں رہ گئے تھے۔

حزقیل نبی پہلا ایسا نبی ہے جس نے انفرادی ذمہ داری کو سمجھایا۔ اس کی کتاب میں تین حصے ہیں جو کہ نہایت دلیرانہ انداز میں بیان کئے گئے ہیں۔ وہ بُت پرستی کو خدا کے خلاف نہایت عظیم گناہ بتاتا ہے۔ (باقی آئندہ)

عزت و تعظیم اور پرستش کا فرق

پروٹسٹنٹ لوگ عزت اور پرستش میں کوئی فرق محسوس نہیں کرتے۔ اور اسی غلط فہمی کی بنا پر ہی وہ کہتے ہیں

کہ کاتھولک لوگ مقدسہ مریم اور دیگر مقدسین کی پرستش کرتے ہیں۔ اور وہ کاتھولک لوگوں کو بُت پرست سمجھتے ہیں۔ گویا بالفاظ دیگر اُن کی اپنی کوتاہ فہمی کا خمیازہ بچارے کاتھولک لوگوں کو ہی بھگتنا پڑتا ہے۔

اگر ہمارے یہ بھائی تھوڑے استقلال اور سمجھ سے کام لیں تو اُن پر عیاں ہو جائیگا۔ کہ پرستش صرف خدا تعالےٰ کی ہی کی جاتی ہے۔ لیکن عزت درجہ بدرجہ کسی کو بھی دے سکتے ہیں۔ یعنی ایک چھوٹا بھائی اپنے بڑے بھائی کو بھی عزت دیتا ہے۔ اور اپنے باپ کو بھی، لیکن باپ کی عزت میں اور بھائی کی عزت میں فرق ضرور ہے۔ گویا یہ فرق ایک ایسا فرق ہے جس پر کسی کو بھی کوئی اعتراض واجب نہیں۔ یہ فرق بنیادی بھی ہے اور اصولی بھی۔ بالکل اسی طرح جب ہم رسُولوں کو عزت دیتے ہیں تو انہیں ہم اپنے دُنیاوی رشتہ داروں سے زیادہ عزت کا حقدار سمجھتے ہیں اور جب ہم مقدسہ مریم کو عزت دیتے ہیں۔ تو یقیناً ہم اُنھیں تمام رسولوں اور مقدسین سے زیادہ عزت دیتے ہیں کیونکہ وہ تمام رسولوں اور مقدسین کی "ماں" ہیں لہٰذا ایک ماں کی عزت اور ایک بچے کی عزت سے زیادہ ہونا ضروری ہے۔ اسکے ساتھ ساتھ ہم نہ بھولیں کہ مسیح کے ساتھ صرف عزت پر ہی اکتفا نہیں کیا جاسکتا کیونکہ وہ تو خود کامل خدا ہے لہٰذا اُسکو تو پرستش کا ہی رتبہ ملیگا ہم نے یہ بات اس لئے کہی ہے تاکہ کسی قسم کی غلط فہمی نہ رہ جائے اور مندرجہ بالا جملہ کو ہی تختۂ مشق نہ بنالیا جائے۔ "یعنی بچے سے زیادہ ماں کو عزت دینا چاہیئے" یہاں بچہ سے مراد مسیح نہیں بلکہ رسُول۔ مقدسین اور ایماندار لوگ ہیں۔

پرستش:۔ پرستش وہ عبادت ہے جو صرف خدا کے ہی لائق ہے۔ پرستش کے ذریعہ ہم اپنی تابعداری اور رضا کی عظمت کا اقرار کرتے ہیں۔ ہم اپنی پرستش کا اظہار سر جھکانے۔ گھٹنے ٹیکنے۔ دُعا و التجا کرنے اور گانا گانے اور باجے بجانے سے کر سکتے ہیں۔ لیکن ہم نہ بھولیں کہ یہی طریقے ہم عزت کیلئے بھی کرتے ہیں بائیبل میں یعنی پرانے عہد نامہ میں دو سو پندرہ دفعہ اور نئے عہد نامہ میں ستّاون دفعہ سر جھکانے اور منہ کے بل گرنے کا ذکر آیا ہے۔ گویا تعظیماً گھٹنے ہونا، یا سر جھکانا عبث پرستی نہیں ہے۔ لاطینی اور انگریزی زبان میں پرستش کو ADORATION کہتے ہیں جو صرف خدا کو ہی دیتے ہیں۔ لیکن مقدسہ مریم کو اُن کے درجہ کے مطابق ایک خاص عزت دیتے ہیں۔ جس کو لاطینی زبان میں اپرڈولیا (IPERDULIA) کہتے ہیں۔ اسی طرح مقدسین کی عزت کے لئے ایک اور خاص درجہ ہے جسکو ڈولیا (DOLIA) کہتے ہیں۔ لہٰذا مندرجہ بالا سطور کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ صاف ہو جاتا ہے کہ کاتھولک صرف خدا کی ہی پرستش کرتے ہیں اور مقدسہ مریم کو اُن کے درجہ کے مطابق اُن کی نہایت تعظیم کرتے ہیں جو کہ اُن کے لائق اور مناسب ہے اسی طرح رسولوں اور تمام مقدسین کو بھی اُن کے درجہ کے مطابق عزت دی جاتی ہے۔"

"تنظیم"

(جناب ماسٹر فلپ ایل ڈین کھنہ ترینالہ خورد (مغربی پاکستان)

تیرگی اپنے مقدر کی مٹانے کے لئے
چھین کر چاند ستاروں سے اُجالے لیو

دُنیا میں صرف وہی اقوام ترقی سے ہمکنار ہو سکتی ہیں کہ جو تنظیم کی پابند ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ پابندیٔ تنظیم کے بغیر اقوام کے لئے اپنی بقا کو قائم رکھنا بھی انتہائی مشکل ہوتا ہے۔ اور اگر تنظیم کی پابندی کا احترام کیا جائے تو ہم اپنے اناڑی پن کے باوجود عروج میں کامرانی سے ہمکنار ہو سکتے ہیں۔ اس امر کی صداقت کا جائزہ لینے کے لئے میں آپکی خدمت میں ۲۵ فروری ۱۸۵۱ء کی برکن ہیڈ (BIRKEN HEAD) کی تنظیم بے فقید المثال

مظاہرے کو پیش کرتا ہوں ملاحظہ فرمایئے کہ اس فوجی جہاز میں جو چھ سو تینتیس[633] مسافر تھے ان میں سے ایک سو ستر[170] تو عورتیں اور بچے تھے باقی چار سو ساٹھ[460] مسافروں کی اکثریت نوجوان اور ناتجربہ کار سپاہیوں اور افسروں پر مشتمل تھی جو کہ سمندری (مجوزہ) راستے سے قطعی ناآزمودہ تھی اور ان کی ناتجربہ کاری کی وجہ سے ہی انھیں اپنی منزلِ مقصود کے قطعی قرب پر حادثہ کا شکار ہونا پڑا تھا۔ لیکن ملاحظہ فرمایئے کہ حادثہ کے بعد 630 مسافروں کے بچاؤ کے لئے صرف تین لائف بوٹس رہ گئی تھیں جن کی وساطت سے (بوجہ گنجائش فی کشتی ساٹھ مسافر) کل ایک سو اسّی[180] مسافروں کی جان کو بچایا جاسکتا تھا اور اگر حادثہ کے عالم میں افراتفری برپا ہو جاتی تو اولاً عورتیں اور بچوں کے لئے اس عالم میں بوقت جہدِ تحفظِ حیات ہی پاؤں تلے روند ڈالا جاتا اور بقیہ 460 مسافر بھی کھینچا تانی میں مبتلا ہو کر لائقِ حفاظت تین کشتیوں کو بھی اپنے ساتھ سمندر میں غرق کر بیٹھتے اور جس کے نتیجہ میں 630 مسافروں میں سے کوئی مسافر بھی باعافیت ساحلِ مراد سے ہمکنار نہ ہو پاتا۔ لیکن چونکہ وہ اپنے اناڑی پن کے باوجود ایک تنظیم کے پابند تھے اس لئے انھوں نے ایسے نازک موقعہ پر بھی ابتری سے ہمکنار ہونے سے احتراز کیا۔ اور کمزوروں (عورتوں بچوں اور بوڑھوں) کو حسب گنجائش جینے کا موقعہ دیکر اور خود موت کا مردانہ وار مقابلہ کر کے (170 عورتیں اور بچے) + ۱۰ بوڑھے) 180 کشتی سوار کے علاوہ چودہ[14] اور بلند ہمت نوجوانوں کو زندہ رہنے کا موقعہ دیا۔ اس پابندیٔ تنظیم سے ہر تنظیم کی پابندی کے محاسن و خواص سے بخوبی آگاہ ہوا جاسکتا ہے۔

لیکن اس تنظیم کی روشنی میں اب ہمیں اپنے برصغیر ہند و پاک کے عیسائیوں کے معیارِ زندگی کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے سب سے پہلے دیکھیئے کہ — "عیسائیت برصغیر ہند و پاک میں کب سے جاگزیں ہے۔ سو تاریخ کلیسیائے برصغیر ہند و پاک کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ عیسائیت مقدس تھامس رسول کی آمد کے ہمراہ اس خطۂ ارض میں سنہ ۴۶ء میں وارد ہوئی۔ جس کی بدولت صاف ظاہر ہے کہ عیسائیت بھی ہندوازم کی طرح اس خطۂ ارض کا قدیم ترین مذہب ہے۔ لیکن اب لائقِ غور امر یہ ہے کہ اس خطۂ ارض کی ہر قوم نے عروج و زوال کے مصائب و محاسن کی لذات سے شناسائی حاصل کی ہے لیکن ہم عیسائیوں کا احوال از ابتدائے آمد ہی سے یکساں و ناگفتہ بہ ہے ہماری زندگی پر ایک قسم کا جمود مسلط ہے۔ ہم اپنے معیارِ زندگی کو بلند کرنے کے لئے کبھی بھی ملتفت نہیں ہوئے ہمارا منتہائے زندگی پیدا ہو کر اپنے عرصۂ حیات کو جوں توں کر کے صرف انجام دیدینا ہے ہم ہمیشہ غیروں سے غیروں کے تمدن پر اور غیروں کی تہذیب پر اور غیروں کے عروج پر فاخر و نازاں ہیں ہم خود کو غیروں سے وابستہ کرنے میں مصروف رہے ہم نے غیروں کو اپنا سمجھا اور ہمیشہ سے فریب کھاتے رہے، اے مریدانِ اغیار ذرا مجھے بتاؤ تو سہی کہ آج کے ہند و پاک مسیحی کا مقام تمدن و معاشرت کیا ہے؟ اسے اپنے معاشرہ میں کیا وقعت حاصل ہے؟ اس کی معاشی پوزیشن کیا ہے؟ اسے اپنے مذہب سے کس قدر آگہی حاصل ہے؟ — کیوں ہے ہر صورت میں بیگانہ، ہر حال میں اجنبی؟

کس قدر افسوسناک بات ہے کہ ہم جیتے تو ہیں لیکن بے مقصد، ہم کماتے تو ہیں لیکن صرف اپنے لئے، ہم پڑھتے تو ہیں لیکن صرف روزگار کے لئے، ہم عیسائی تو ہیں لیکن مسیح سے بیگانہ ہماری زندگی کا کوئی نصب العین نہیں ہے، کوئی مقصد نہیں ہے ہماری زندگی کسی تنظیم کی پابند نہیں ہے۔ افسوس! صد افسوس!! خیر چھوڑیئے عہدِ رفتہ کو اور عصرِ حاضر کی طرف متوجہ ہوں اور اپنی زندگی کا کوئی نصب العین قائم کیجئے تاکہ آپکا جینا بے مقصد نہیں

بلکہ بامقصد ہو اور ہمیں بھی تنظیم کا پابند ہونا چاہیئے تاکہ ہمارا بھی معاشرے میں مقام پیدا ہو سکے۔

☆ ہماری زندگی کا نصب العین عرفانِ الہٰی اور ارضِ خداوندی میں حصولِ ترقی اور خدمتِ خلق ہونا چاہیئے۔ اور ہم اپنے اِس نصب العین میں سے عہدہ برآ صرف اُسی وقت ہو سکتے ہیں کہ جب ہم اپنے پاؤں پر صحت و استقلال سے کھڑے ہوں اور ہمارا معیارِ زندگی بھی اقبالمند اقوام کی طرح بلند و خوش گوار ہو۔

☆ لیکن کسی نصب العین کے حصول کیلئے ضروری ہے کہ افرادِ قوم ایک ہی تنظیم کے پابند ہوں اور اپنے فرائض کو انتہائی صحت اور دیانت سے پہچانتے اور اُنہیں اسی طور سے پورا بھی کرتے ہوں۔ آج تو اللہ کی بڑی کرم نوازی ہے کہ ہمارے پاس جوشوا افضل الدین ایم اے، ایل ایل، بی، سرزا لنمسیح ایم۔ اے، ایم او، ایل ڈاکٹر ہیرلڈ ٹھاکر داس ایم، اے، ایم، بی۔ بی۔ ایس، پروفیسر مائیکل ایم، آر، چوہان فقیر ایم، اے ماسٹر پال ارنسٹ بی۔ اے اور یونس صابر سرحدی ایسے باشعور اہلِ قلم حضرات ارضِ پاک میں اور ماسٹر کرسٹوفر سلوانو ایم، اے، ہما میرٹھی بی اے، منظور یوک ادیب ماہر علیگ، حبیب پیٹر حقیر میرٹھی اور رہزا امرتسری ایسے ہوش مند قلمکار ارضِ ہند میں جاگزیں ہیں جو کہ ارضِ ہند و پاک کی معاشرت و تمدن کو خوب سمجھتے ہیں اور اگر ملتفت ہوں تو ہند و پاک کے مسیحیوں کے معیارِ زندگی کو بلند کرنے کیلئے بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ لہٰذا میں مذکورہ بالا اہلِ قلم حضرات کے علاوہ نوخیز پُر جوش و ہوش مند قلمکاروں سے بھی ملتمس ہوں کہ وہ بھی برصغیر ہند و پاک کے مسیحیوں کو ایک ہی پلیٹ فارم پر جمع کرنے کے لئے اپنے قلم کو جنبش دینے کی زحمت گوارا فرمائیں اور اپنے عوام کو ایک ہی تنظیم کے تحت کام کرنے کی ترغیب و تربیت دیں۔

☆ میں نے اپنے بعض اہلِ علم اور متموّل افرادِ ملت کو یہ کہتے سُنا ہے کہ عیسائی عوام تو اس اہل ہی نہیں ہیں کہ ترقی سے ہمکنار ہو سکیں چونکہ اُن کے نونہال تو انتہائی کُند ذہن قسم کے ہیں لیکن وہ یہ کیوں فراموش کرتے ہیں کہ ہم برصغیر ہند و پاک کے مسیحیوں کی اکثریت تو رہینِ افلاس ہے جس کی بنا پر ہماری اُن کے نونہالوں کی آنکھ ہی ایک گھُٹے گھُٹے سے ماحول میں کھلتی ہے تو پھر اُن کے جوہر اگر ہماری نظروں کے سامنے نہیں نکھرتے یا نہیں اُجاگر ہوتے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ کُند ذہن یا غبی گردانے جائیں۔ اگر ہم اُن کی خوابیدہ صلاحیتوں کے جوہر کو اُجاگر دیکھنا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ ہم اُنہیں ایک خوشگوار اور آزاد فضا میں پرورش پانے کے مواقع فراہم کریں اور اُنکے دل و نظر سے نفسیاتی طریق سے تعصب و گھٹن کے پردوں کو چاک کر دیں۔ ہمیں اپنے مجوزہ نصب العین کے حصول کیلئے مندرجہ ذیل تحریری و عملی خطوط پر اپنی تنظیم کو قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ تحریری جوازِ یوں طور ہیں۔

میرے خیال میں برصغیر ہند و پاک کے ہر ہوشمند اور باشعور مسیحی کو میری اِس بات سے اتفاق ہو گا۔ کہ ہر قوم کی بقا کے لئے مندرجہ ذیل شعبہ جات خصوصیت طلب ہوتے ہیں اور اُن کی ترقی کے بغیر کوئی قوم بھی اقبال مند نہیں کہلا سکتی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:۔

(۱) مذہب (۲) معیشت (۳) تعلیم (۴) معاشرت (۵) اور ثقافت وغیرہ۔

مذکورہ شعبہ جات زندگی کی تعمیر کا آغاز بعینہٖ مندرجہ ترتیب کے مطابق ہونا چاہیئے چونکہ!

● ۔ مذہب کو اوّل پوزیشن اِس لئے حاصل ہونی چاہیئے کہ کلامِ اقدس کی شناسائی ہی دانشِ انسانی کی معراج ہے۔ مزید برآں نامِ خداوندی سے آغاز برکت بخش ہوتا ہے۔ اور جس کا انجام لازماً خوشگوار برآمد ہوتا ہے

● ۔ مذہب سے دوسرے نمبر پر معیشت ہے چونکہ

نام خداوندی اور معاشی خوشحالی کے بغیر دیگر کارہائے زندگی کا انجام دینا قطعی دشوار ہوتا ہے، کیونکہ جب تک پیٹ کے دوزخ کا آپ ایندھن نہ ہو اُس وقت تک اپنی دوسری ترقی کی طرف توجہ دینا ہی ناممکن ہے۔

● ۔ اپنے مذہب اور معیشت کو ترقی پذیر بنانے کیلئے تعلیم و علم کا حصول لابدی ہے چونکہ علم کی بدولت ہی کلام اقدس کو ٹھیک طور سے سمجھا اور معیشت کو نئے نئے طریقوں سے خوشگوار بنایا جا سکتا ہے۔

● ۔ نام خداوندی کی شناسائی معاشی خوشحالی اور تعلیم کے فروغ کے بعد ہی ہم اپنی معاشرتی برائیوں کو رفع کر سکتے ہیں۔ چونکہ مذکورہ امور سے شناسائی کے بعد ہی ہم اپنی معاشرتی برائیوں کی تشخیص سے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں

● ۔ مذہبی، معاشی، تعلیمی اور معاشرتی فروغ و ترقی کے بعد ہی ہر قوم کے لئے ثقافت کی ترقی سود مند ہو سکتی ہے اور اگر کوئی قوم اپنی دیگر انواع کی تعمیرات کو فراموش کر کے ثقافت کی ترقی کو ان سب پر فوقیت دے تو وہ قوم اپنی ناموس و آبرو کو قطعی طور پر قائم نہیں رکھ سکتی بلکہ یہ ثقافت اُس کی بقا کے لئے سم قاتل ثابت ہوتی ہے۔ اس لئے ہر قوم کو جو کہ چاہتی ہے کہ اُس کی دُنیا میں ناموس و آبرو سالم اور وقار و مرتبت بلند و بالا رہے تو اُس کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنی ثقافتی ترقی کو دُوسری بالا ترقی سے ہمکنار بنانے کیلئے کوشاں ہو۔

(نوٹ) ثقافت سے میرا منشا عوام کے عام نظریہ کے مطابق سامانِ رنگ و سرود، چنگ و رباب، رقص و سرود آرائش و زیبائش اور عیش و نشاط کا حصول ہے (فافہم)

اب ہمیں اس چیز کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ مذکورہ شعبہ جات میں سے ہماری قومی زندگی کس قدر ترقی پذیر ہے اور ان شعبہ جات کا جائزہ ذیل میں حسب ترتیب لیتے چلئے۔

(۱) ۔ بعض افراد کا خیال ہو گا۔ کہ شائد ہماری مذہبی پوزیشن تسکین دہ ہے لیکن میرے نظریہ کے مطابق ہم برصغیر ہند و پاک کے مسیحیوں کی مذہبی پوزیشن قطعی تسکین بخش نہیں ہے۔ چونکہ ہم پاکستان و ہند کے مسیحیوں کے نزدیک ایمان بے سمجھ شے ہے اور ہم نے روایت پسندی میں اُلجھ کر اندھی تقلید کو اپنا لیا ہے اسلئے ہم میں مذہبی بیداری کو مندرجہ ذیل آیات کی روشنی میں ہی پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

"تم نے اپنی روایت سے خدا کا کلام باطل کر دیا ہے" (متی ۱۵: ۶)

"جو باتیں ہم نے سُنیں اُن پر اور بھی دل لگا کر غور کرنا چاہیئے۔ تاکہ بہہ کر اُن سے دُور نہ چلے جائیں" ۔ (عبرانیوں ۲: ۱)۔

"جس کا میں نے یقین کیا ہے اُسے جانتا ہوں"۔ (۲ تیمتھیس ۱: ۱۲)

(۲) ۔ ہماری معاشی پوزیشن تو انتہائی خستہ ہے اور اگر ہم یہ سوچیں کہ افلاس خدا کی طرف سے آتا ہے۔ تو یہ ہماری عین حماقت ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

"جو ڈھیلے ہاتھ سے کام کرتا ہے کنگال ہو جاتا ہے لیکن محنتی کا ہاتھ دولت مند بناتا ہے"۔ (امثال ۱۰: ۴)۔

"سست آدمی آرزو کرتا ہے پر کچھ نہیں پاتا لیکن محنتی کی جان فربہ ہو گی۔ (امثال ۱۳: ۴)۔

"کاہل کی راہ کانٹوں کی باڑ سی ہے" (امثال ۱۵: ۱۹)۔

"کاہلی نیند میں غرق کر دیتی ہے، اور کاہل آدمی بھوکا رہیگا" (امثال ۱۹: ۱۵)

(۳) ۔ ہماری تعلیمی پوزیشن بھی قطعی ناتسلی بخش ہے۔

(۴) ۔ ہماری معاشرتی پوزیشن بھی قطعی ناگفتہ بہ ہے لیکن یہ پیش گفتہ امور کے ترقی پذیر ہوئے بغیر قطعی طور پر سُدھر نہیں سکتی۔

(۵) ہم ثقافت میں تو ترقی سے ہمکنار ہونے کے لئے انتہائی کوشاں ہیں لیکن یہ ہمارے لئے مضرت رساں ہے اب مذکورہ حالات کے تحت ہمیں اس امر کا جائزہ لینا

ضرورت ہے کہ ہمارا قلم ان کی ترقی کے لئے کیا کچھ کرسکتا ہے ہمیشہ
اس کے متعلق میرا نظریہ یہ ہے کہ ہمیں مذکورہ شعبہ جات کی نسبت
اپنے جرائد میں منفعت بخش قسم کے مقالات و منظومات کو زیادہ
سے زیادہ جگہ دینی چاہیئے نیز مذکورہ شعبہ جات کی ترقی کیلئے
اچھے اچھے باشعور و ہوشمند قلمکاروں سے کتابیں لکھوا کر کے
کتب خانوں اور مطالعہ گاہوں میں رکھی جانی چاہئیں۔ اور ان
مفید و سودمند تصنیفات کو عوام تک پہنچانے کے لئے لازم
ہے کہ ہم اپنے ہر مشنری اسٹیشن پر ایک لائبریری قائم کریں یا
قائم کروائیں۔ قلمکاروں اور کاتبوں نیز کتابت کے اخراجات
کو برداشت کرنے کے لئے بیرونی ممالک میں پینشنگ سینٹر قائم کرنیکی
کوشش کریں جو کہ قلمکاروں کو مناسب معاوضہ دیکر مناسب و
معقول کتب لکھوا کر شائع کرنیکا اہتمام کریں۔ ہر مسیحی درسگاہوں
میں بھی ایک چلڈرن لائبریری کا قیام ہونا چاہیئے تاکہ ہمارے
نونہال (جو کہ ہماری آئیندہ قوم کے نقیب ہیں) بھی ان سے
خاطر خواہ فائدہ اٹھا سکیں اور مسیحی مبشرین کے لئے لائق
تحسین تربیت گاہیں قائم کی جانی چاہئیں جن کے نصاب کو بیدار
قسم کا مرتب ہونا چاہیئے۔ اور اُن کی تدریس کیلئے بیدار مغز
اور ہوشمند علمائے دین کی تصنیف کا انتخاب ہونا چاہیئے۔ اگر
ایسی تصنیفات کی قلت ہو تو اُس کے ازالہ کیلئے تصنیفات
حسنہ کروائی جائیں، مناسب و معقول غیر ملکی تصنیفات کے
تراجم کروائے جائیں اور اُن کے کردار کی تعمیر کے لئے یعنی
(HOSEA BEGG) ترجمہ نیا آدمی قسم کی تصنیفات کو بھی
شاملِ نصاب کیا جائے۔

معاشی بدحالی سے نبرد آزما ہونیکے لئے ضروری
ہے کہ ہمارے عوام کے معیار کے مطابق ٹیکنیکل میڈیکل
اور نارمل ادارے (TECNNICAL, MEDICAL — institutes)
قائم کئے جائیں اور امکان میں ہو تو کمرشل سینٹر بھی قائم کئے
جائیں تاکہ ہمارے نونہال کسب معاش کے بکھیڑوں سے تو بطریق
سہل نپٹ سکیں۔ جہاں تک اساتذہ کا تعلق ہے اور اُن کے
اخراجات کا، میرے خیال میں ہم میں ایسے افراد ہیں کہ جو
مذکورہ اداروں کو بخوبی چلا سکتے ہیں بشرطیکہ اُن کے دلوں
میں خوفِ خدا اور قومی ہمدردی موجزن ہو۔ لیکن اگر ہم میں
خود غرضی کار فرما ہے اور ہم صرف اپنا پیٹ ہی پالنا جانتے
ہیں تو پھر تو کچھ چارہ ہی نہیں ہے۔ لیکن دریں حالات
یاد رکھیئے کہ عنقریب وہ وقت آنے کو ہے کہ تم اِک حرفِ
غلط کی طرح اس خطۂ ارض سے مٹا ڈالے جاؤ گے۔ اور تمہاری
یہ دولت تمہارے کسی کام میں بھی نہ آسکے گی۔ سوائے
غافلو! اٹھو! اور گردشِ زمانہ ملاحظہ کرو ایسا نہ ہو کہ تم
ایک ناگہانی موت مر کر عدم کو سدھار جاؤ تمہیں ؎

گُل کھلے کان سُنتا ہے دُنیا ہے غنچہ تال
گاتی ہے عندلیب ترانہ بشّنت کا (نامعلوم)

کے نغمے زیب نہیں دیتے ہیں۔ چونکہ تمہارے سروں پر لو
خزاں چکر کاٹ رہی ہے۔ اور اگر تم ہوش میں نہ آئے
تو اس کا لقمہ بن کر کفِ افسوس ملتے ہوئے وداع ہو جاؤ گے
سو جاگو! جاگو!! اے غفلت شعار و جاگو!!!
اور متحد ہو کر رہنا سیکھو! "

مسیحیت اور مقدس بائبل

ایک دلچسپ اور نہایت مفید کتاب ہے جس
ثابت کیا جاتا ہے۔ کہ بائبل کے مطابق مسیحی ایمان
کے بنیادی اصول کیا ہیں۔ اور کس طرح آپس کی
نا اتفاقی کو مٹایا جا سکتا ہے۔ آپ اپنا آرڈر فوراً
(قیمت ایک روپیہ ۵ پیسے) "دفتر فضلوں کی ماں
کاتھولک چرچ سہارنپور کو بھیجیں۔

اے کلوری

جناب رؤف امرتسری

کوہ تھا بدبخت تو اک بدنصیب اے کلوری
نام تیرا لکھو تیری تھا تو مہیب اے کلوری

نام اونچا کر دیا اللہ نے ایسا تیرا
ہے حسد سے دیکھتا شیطان رقیب اے کلوری

کوہ دنیا بھر میں ہیں لاکھوں کوئی تجھ سا نہیں
دے رہی ہے یہ پتہ تیری صلیب اے کلوری

بہرِ کفارہ ملائک تھا نہ تھا انساں کوئی
ہو گیا تصلیب خود رب کا حبیب اے کلوری

مرتے دم تک تیرے سینے پہ سہے مولا نے غم
ہے تیری خدمت بھلی بیشک عجیب اے کلوری

تھی جو عصیاں کی دوا! کیوں نہ لٹاتا زندگی!
پیرِ طور کے اونچے پہ طبیبوں کا طبیب اے کلوری

ہے جگہ سجدوں کی واجب ہے وہ جائے احترام
تھے ٹنگے جب جا میرے شاہِ مجیب اے کلوری

دیکھ لوں میں کاش آ کر جا کر اذیت کا مقام
پر نہیں پرواز کے مجھ کو نصیب اے کلوری

ہو گئی منزل تیری تو منزلِ درگاہِ پاک
جنت الفردوس ہے تیرے قریب اے کلوری

مرتبت میں طور و سینا سے کہیں بالا رہے تو
تھا خدا پردوں سے باہر پر صلیب اے کلوری

ہے رواں حلقے میں تیرے کیا مسیحائی کا فیض
راہ زن آئے تو بن جائے خطیب اے کلوری

کیوں نہ چوموں خاکِ پا جا کر تیری شاہ و گدا
زندگی کی ہے تیری مٹی میں طیب اے کلوری

پا ہی لیتے ہیں دلی تسکین، دلی راحت تمام
داستاں سن کر تیری روحی غریب اے کلوری

کیوں پھریں ہو کر نہ دیوانے سنانے کے لئے
تیرے مژدۂ محبت کو نقیب اے کلوری

ہو رہا ہے چرچے ہیں تیرے عالمِ افلاک پر
لکھ رہے ہیں تیرے فسانے ہیں ادیب اے کلوری

ہے کمالِ فیضِ عیسیٰ جو کمالِ رشک ہے
گا رہا ہے تیرے نغمے عندلیب اے کلوری

فادر پیو اپنے مقدس زخموں کے ساتھ

(قسط دوم)

—— جناب منظور لیوک ——

ہر روز خواہ سردیاں ہوں یا گرمیاں فادر پیو اپنی ماس روزانہ صبح ۵ بجے کہتے ہیں۔ صبح ایک بجے سے ہی لوگ جوق در جوق گرجہ کے باہر جمع ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ اور جب تک گرجہ کے دروازے نہیں کھلتے وہ لوگ وہیں دعائیں کرتے اور گانے گاتے ہوئے انتظار کرتے رہتے ہیں۔ چار بجے تک وہاں ایک جم غفیر ہو جاتا ہے جو کہ اپنی اپنی زبان میں دعائیں کرتے اور گاتے سُنے جا سکتے ہیں۔ یہ لوگ دور دراز سے آئے ہوئے ہوتے ہیں اور کبھی اس بات کا خیال نہیں کرتے کہ وہ کتنی صبح یہاں پر اٹھ کر کے آئے ہیں تاکہ فادر پیو کے ALTAR کے نزدیک تر ہو سکیں تقریباً ساڑھے چار بجے گرجہ گھر کا دروازہ کھل جاتا ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے گرجہ زائرین سے بھر جاتا ہے۔ فادر مذکور خود پاک قربانی کی تیاری کے لئے تقریباً تین گھنٹے صرف کرتے ہیں۔ تقریباً پونے پانچ بجے وہ تکلیف کی وجہ سے کراہتے اور کانپتے ہوئے ویسٹری سے نکلتے ہیں۔ اُسوقت وہ یسوع مسیح کے دُکھوں کو اپنے اندر محسوس کرتے ہیں جو مسیح نے زیتون کے پہاڑ پر برداشت کئے تھے۔ اسکے باوجود فادر پیو کو آرام میسر نہیں۔ بہت سے کاہن اور دیگر بڑے بڑے لوگ اُن کے پاس اپنی اپنی درخواست پیش کرتے ہیں کچھ دیر بعد وہ اپنے میں نئی طاقت محسوس کرتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ اور ڈریسنگ ٹیبل پر جاتے ہیں وہاں وہ اپنے مبارک چوغہ کو پہنتے ہیں۔ اور ماس کی پاک قربانی کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ عموماً اُن کی آنکھوں میں آنسو دکھائی دیتے ہیں۔ اور بھرائی ہوئی آواز میں کہتے ہیں کہ "میں اس قابل نہیں ہوں کہ ماس کی پاک قربانی گذاراں سکوں میں کاہنوں میں سے سب سے نااہل کاہن ہوں" کتنی تعجب کی بات ہے کہ ایک ستر سالہ انسان رو پڑے۔ ٹھیک ۵ بجے وہ التار کی سیڑھیوں پر ہوتے ہیں۔ اُسوقت غور سے دیکھنے پر معلوم کیا جا سکتا ہے کہ ہر قدم، ہر جنبش، ہر حرکت اُن کے لئے تکلیف دہ ہے۔ وہ پاک ماس کی قربانی مرکزی التار پر ہی گذرانتے ہیں۔ زائرین کیلئے یہ بات بھی فائدہ مند ہے کیونکہ وہ ہر تین طرف سے اُنکو دیکھ سکتے ہیں۔

فادر مذکور نہایت تندہی اور لگن کے ساتھ دعا کرتے ہیں دیر تک کھڑے رہنے سے اُن کے زخموں میں نہایت تکلیف ہوتی ہے بعض اوقات وہ تکلیف کی وجہ سے اپنے ماتھے کو چھوتے ہیں گویا اپنے سر کے کانٹوں کے تاج کو ڈھیلا کر رہے ہیں۔ پھر وہ التار کی طرف قدم بڑھاتے ہیں اسکو چومنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن یہ بے انتہا تکلیف ہمیشہ اُن کے آڑے آتی ہے۔ اور تب وہ ایکدم خوشی میں گر پڑتے ہیں۔ اور دکھ برداشت کرتے ہوئے گناہوں کا کفارہ دیتے ہیں۔ اُن گناہوں کا کفارہ دینے میں جن کو خدا بار بار اُن کی نظروں کے سامنے لاتا ہے۔ کلمہ تثلیث پڑھتے ہیں اور بعض دفعہ عقیدہ پڑھتے ہوئے اُن پر وجد سا طاری ہو جاتا ہے۔ دیکھنے والوں کو ایسا لگتا ہے گویا فادر پیو کے مُنہ سے جو کچھ بھی نکل رہا ہے وہ اُسکو دیکھ بھی رہے ہیں جو فادر دعائیں پڑھتے ہیں وہ سب کچھ اُن کے چہرے سے عیاں ہو جاتا ہے۔ عموماً اُن کے چہرے پر دکھ کے آثار نمایاں رہتے ہیں شاذ و نادر ہی خوشی کی جھلک دکھائی پڑتی ہے کلام کے مطالعہ کے وقت فادر التار کے قریب جاتے ہیں۔ وہاں جھک کر دعا کرتے ہیں اور پھر اُن پر وجد طاری ہو جاتا ہے

تب آپ پہلی دفعہ فادر کو روتے اور سسکیاں لیتے ہوئے سنیں گے۔ الطار پر اُن کے لئے ایک خاص کپڑا رکھا رہتا ہے۔ لوگ اُسکو آنسوؤں کا ٹکڑا کہتے ہیں اسی کپڑے سے فادر اپنے آنسوؤں کو خشک کرتے ہیں۔ اور جب وجد کی کیفیت میں کمی واقع ہوتی ہے تو وہ نہایت محبت اور جذبہ عقیدت میں ہو کر دُعا کرتے ہیں اور جب وہ پاک قربانی کو چڑھاتے ہوئے اپنے ہاتھ بلند کرتے ہیں تو وہ نہایت دھیمی آواز میں کسی سے بولتے دکھائی دیتے ہیں۔ جس کو ہم نہیں دیکھ سکتے۔ لیکن ایسا لگتا ہے گویا وہ تمام درخواستوں کو کسی کے سامنے پیش کر رہے ہیں جو لوگوں نے اُن سے کہیں یا اُن کے پاس بھیجی ہیں۔ اِس حالت میں وہ تھوڑی دیر تک رہتے ہیں قربانی کے دوسرے حصہ میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ جب وہ اپنے چہرہ کو لوگوں کی طرف کرتے ہیں تو اُنکا چہرہ بدلا ہوا نظر آتا ہے، اُن کے درد میں اضافہ معلوم دیتا ہے۔ اور ماس ہونے تک عموماً اُنھیں نہایت تیز بخار چڑھ جاتا ہے۔ تب اُنھیں اپنے جسم میں آگ سی محسوس ہوتی ہے۔ تب اُن کے درد میں اتنی زیادتی ہو جاتی ہے جیسے کوئی ڈنک مار رہا ہو۔ اُسکے بعد موت کی سی حالت اُن کے جسم کو ہلا دیتی ہے اور پھر اُن کے زخموں سے تازہ خون بہنے لگتا ہے۔

فادر پیو مسیح کے دُکھوں پر صرف غور ہی نہیں کرتے بلکہ وہ اُن دکھوں کو اپنے جسم میں محسوس کرتے ہیں۔ لوگ چلاتے روتے اور آنسو بہاتے ہیں۔ میرے پیارے یسوع رحم کر، لوگ ڈرتے ہیں کہ کہیں فادر ان دکھوں کی وجہ سے جان بحق نہ ہو جائیں ایک خاص بات یہ ہے کہ جب فادر پیو مسیح کی پاک قربانی کو دہراتے ہیں تو وہ اپنا جسم و جان سب کچھ پیش کر دیتے ہیں۔ پاک قربانی کے وقت اُن کے جسم سے خون بہنے لگتا ہے۔ اس بات سے لوگ بہت متاثر ہوتے ہیں۔ اور اسوقت لوگ روتے اور سسکیاں لیتے ہوئے دکھائی پڑتے ہیں۔ میرا یقین ہے کہ فادر پیو ان روحوں کی نجات کے لئے اپنے آپکو پیش کر دیتے ہیں تاکہ لوگ ایمان لائیں اور اس طرح بہت سے لوگ ایمان لے آتے ہیں۔ عموماً پاک CONSECRATION پانچ منٹ تک رہتا ہے۔ اسکے بعد فادر پیو کے دُکھوں میں کمی واقع ہوتی ہے۔ اور عموماً وہ پھر وجد میں آجاتے ہیں۔ اور آخر کار جب وہ یہ کہتے ہوئے سنائی دیتے ہیں کہ "اے خداوند میں اس لائق نہیں کہ" اُس وقت آپ اُنکی آواز میں کپکپاہٹ محسوس کریں گے۔ اسکے بعد وہ پاک عشا کو حاصل کرتے ہیں۔ آپ دیکھیں گے۔ کہ اتنی تکالیف کے بعد بھی اُن کے چہرہ پر شگفتگی ہے۔ دراصل اُنھیں آسمانی خوشی اور اطمینان تمام اُس بوجھ کے عیوض ملتا ہے جسکو وہ نہایت تندہی سے برداشت کرتے ہیں۔

ماس کے بعد وہ بمشکل تمام ایکیلے ہی سے ہوتے ہوئے VESTRY میں پہنچتے ہیں جہاں وہ اپنے جامہ کو اُتارتے اور اپنے اُن ہی دستانوں کو پہن لیتے ہیں جن میں خون جذب ہوتا رہتا ہے اور جو اُن مبارک زخموں کو چھپانے کا کام بھی کرتے ہیں۔ ماس کے بعد بہت سے زائرین الطار کے پاس کھڑے ہوئے دکھائی دیتے ہیں جن کی آنکھیں نم آلودہ ہوتی ہیں۔ اور اپنے گناہوں سے پچھتاتے ہوئے دکھائی پڑتے ہیں بہت سے لوگوں کو آپ روتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے دیکھ سکتے ہیں! "افسوس ہم نے خدا کو بہت دیر میں پہچانا ہے"

(باقی آئندہ)

धन्य कुंवारी मारया तथा
पवित्र बाइबल
کتاب اب چھپ کر تیار ہو گئی ہے اس کی قیمت کل 65 پیسے ہیں۔ آپ اپنا آرڈر حسب ذیل پتہ پر فوراً بھیجیے۔
بشپ ہاؤس 283 رڑکی روڈ۔ میرٹھ

غنچۂ آبی

(جناب ماسٹر فلپ ایل ڈین کھنہ رینالہ خورد)

تصورِ خوباں سے تھی ہم پہ اِک ربودگی
وقتِ وصل جو بنی، اپنے لئے ژولیدگی!

لیکن اِس عالم میں ہم نے کچھ گنوایا نہیں!
دھوکا کن خود ہی گرا ہے ہم نے چھل کھایا نہیں

خدا کرے حاصل ہو تجھ سا، سب کو یہ علمِ عرفاں
برپا ہو ہر زندگی میں رخشاں نرسایہ طغیان

واللہ تجھ کو اس سے خبر، حالتِ انام ہے
حقیقت جن و کروبی، طشت از بام ہے!

وقتِ مطلب ہم سے پوچھیں یہی موہنی مورتیں
اجنبی آنکھوں سے تاکیں، سب شناسا صورتیں!

یہیں دیکھے اور ٹٹولے، ہم نے بھولے بھالے لوگ
تن ہی کے اُجلے نکلے، من پر کالے لوگ!

زندگی تیری ہے کیا؟ گوہرِ آبی ہے!
تندئ طوفان سے بھٹکے، غنچۂ آبی ہے!

کون ہیں جو وارث ہوں گے؟

(پہلا پطرس ۳: ۷)

وہ جو خدا سے ڈرتا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (زبور ۲۵: ۱۲ و ۱۳)

وہ جس کو خداوند کی آس ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (زبور ۳۷: ۹)۔

وہ جو حلیم ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (متی ۵: ۵)۔

وہ جو صادق بابرکت ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (زبور ۳۷: ۲۲، ۲۹)

وہ جو دانا ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (امثال ۳: ۳۵)

وہ جو محبت رکھتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (امثال ۸: ۲۱)

وہ جو کامل ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (متی ۱۹: ۲۱)

وہ جو روح سے خلق ہوئے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (رومیوں ۸: ۱۷)

وہ جو وسیلہ (مسیح) کے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (گلتیوں ۴: ۷)

وہ جو مسیح یسوع کا وسیلہ رکھتے ہیں۔ (افسیوں ۳: ۶)

وہ جو ایمان و تحمل رکھتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (عبرانیوں ۶: ۱۲)

وہ جو راست باز ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (عبرانیوں ۱۱: ۷)

وہ جو ۔ ۔ ۔ ۔ برگزیدہ ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (یعقوب ۲: ۵)

وہ جو غالب آئے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (مکاشفہ ۲۱: ۷)

وہ جو ترک کو ترک کر چکے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (متی ۱۹: ۲۹)

-(از عبد القیوم خاں سرحدی)-

پوپ کی لاخطائی!

(جناب رابرٹ نکولاس - راولپنڈی)

بہت سے پروٹسٹنٹ کاتھولکوں کا بڑا مضحکہ اُڑاتے ہیں۔ اُن کا سوال ہوتا ہے کہ کاتھولک مسیحی اپنے پوپ کو کیوں لاخطا مانتے ہیں۔ کیا ایک انسان کو لاخطا ماننا بیوقوفی نہیں؟ اِس کا جواب دینے سے پیشتر مجھے کہنا پڑتا ہے۔ کہ کسی معاملہ

میں لاعلمی یا تعصب و ہٹ اُس کی اصلیت کو دیکھنے سے محروم کر دیتے ہیں۔

پوپ لاطینی لفظ پاپا سے اخذ ہوا ہے یعنی باپ، اور یہ خطاب روم کے بشپ کو دیا جاتا ہے۔

کلیسیا اُس چٹان پر تعمیر کرے گا۔ چنانچہ پطرس کو حکم دیا گیا "میرے برے چرا..... بھیڑیں چرا" مسیح نے خاص طور پر پطرس کے لئے دُعا کی کہ اُس کا ایمان کم نہ ہو۔ بلکہ خوب مضبوط ہو۔ اور اُسکو ایک رسالت دی گئی کہ اپنے بھائیوں کا ایمان مضبوط کرنا۔ خدا انسان کو بہت پیار کرتا ہے اور اُس کے پیار و عدل کی بابت جانتے ہوئے ہم رتی بھر بھی وہم نہیں کر سکتے کہ خدا اپنی کلیسیا کو ایسا سردار دیگا جو اُن کو غلطی میں دھکیلے یا غلطی کی طرف اُن کی رہنمائی کرے۔ قوتِ ادراک اور دلیل ظاہر کرتی ہے کہ ایک سردار زیرِ الہٰی رہنمائی ہونا چاہیئے جو خدا کا ظاہر کیا ہوا کلام تشریح کر سکے۔ جو غلطیوں کو درست کر سکے تاکہ خدا کی کلیسیا غلط راہ پر نہ چلے۔ کاتھولک کلیسیا کے دشمن آج تک نہیں دکھا سکتے کہ کسی ایک بھی پوپ نے جھوٹی یا زبوں تعلیم دی ہو۔ بلکہ بہت سی بدعتوں کو کیلنے کا کاتھولک کلیسیا کے سردار کے حکم سے کچلی اور رد کی گئیں۔ بنیادِ عمارت کو قائم رکھنے کے لئے ہوتی ہے، نہ کہ عمارت بنیاد کو، بنیاد، یا چٹان جس پر کلیسیا قائم کی گئی وہ پطرس اور اُس کے جانشین ہیں۔ کوئی شخص مسیح میں قائم رہتا ہوا، مسیح کے پاک رُوح کو اپنے اندر رکھتا ہوا اُس کی تعلیم دینے میں غلطی نہیں کر سکتا۔ ایک نائب جسکو بادشاہ مقرر کرے جبتک وہ بادشاہ کے صلاح و مشورہ سے کام کرتا ہے وہ بادشاہ کے خلاف نہیں جا سکتا۔ خداوند مسیح کا وعدہ ہے کہ دُنیا کے آخر تک میں تمہارے ساتھ ہوں اور اُس کا وعدہ خطا نہیں ہو سکتا۔ اگر پوپ غلطی کرتا ہے تو لاکھوں کروڑوں روحوں کی تباہی کا باعث ہوگا اور خداوند مسیح کا وعدہ جھوٹا ہوگا۔

پاک نوشتوں (عہدِ عتیق..... استثنا (تفسیر شرح) ($\frac{۱۷}{۸-۱۳}$) میں ہم دیکھتے ہیں کہ سردار کاہن کو سچی تعلیم سکھانے میں خدا کی خاص مدد ملتی تھی اور یہ سردار کاہن نئے عہد کے سردار کاہن کا نمونہ تھا۔ مسیح کا اعلان (متی $\frac{۱۶}{۱۸}$)۔

پوپ کی لاخطائی سے اُس کی بے گناہی ہرگز مراد نہیں سوائے خداوند مسیح اور اُس کی قابلِ تعظیم والدہ کے "کوئی انسان" بے گناہ نہیں ہوا۔ جب ہم پوپ کو لاخطا کہتے ہیں تو اسکا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جب وہ اپنی سرداری کی گدی پر بیٹھتا اور بطورِ چرواہا اور اُستاد تمام مسیحیوں کے لئے کسی اصولِ الہٰی کی تشریح یا تعریف کرتا ہے۔ اور کلیسیائی معاملات و اخلاق کے متعلق کوئی فیصلہ سُنایا ہے۔ یا علمِ الہٰی کے متعلق سکھاتا ہے۔ تو وہ لاخطا ہے۔

اب آپ خود فیصلہ کر لیں کہ کیا خداوند مسیح اپنی کلیسیا کے سردار کو جو کہ اُسکا خاص نائب ہے غلطی کرنے دے گا؟ کیا خدا روحوں کی بربادی چاہتا ہے؟

دوسری بات یہ ہے کہ کلیسیائی تعلیم، اصولِ الہٰی و حکمت اور کلیسیائی اخلاق کے معاملات میں پوپ خطا نہیں کر سکتا۔ اس لاخطائی کو بے گناہی کہنا باقی غلطیوں سے بڑی اور بھاری غلطی ہے۔ سیاسی، یا دُنیاوی کاروباری معاملات میں پوپ لاخطا نہیں ہو سکتا۔ نیز پوپ کی لاخطائی کا اُس کے ذاتی چال چلن کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں، مگر روح القدس کی سنگت میں رہتا ہوا اُسکا چال چلن خراب نہیں ہو سکتا۔"

(مالک) فادر اُمیدیوس ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر نے ہمدرد پریس سہارنپور میں چھپوا کر دفتر فضیلوں کی ماں، کورٹ روڈ سہارنپور سے شائع کیا.....

رجسٹرڈ نمبر ایل 1364

شہیدانِ یوگنڈا (قسط نہم)

جناب فادر امبیدیوس او۔ ایف۔ ایم۔ کیپ

اندریاس کاگوا کی شہادت:- وزیر اعظم کیتیکرو اندریاس کاگوا سے دشمنی رکھتا تھا۔ لیکن بادشاہ کو اندریاس سے بہت ہی محبت تھی۔ یہ محبت بادشاہ کے بچپن سے ہی تھی موانگا بادشاہ اُسے اتنا عزیز رکھتا کہ دورانِ سفر بھی وہ اُسکے ساتھ ساتھ ہی رہتا تھا۔ اِسی لئے وزیر اعظم کو اپنی دشمنی کا بدلہ لینے کا موقعہ نہ ملتا تھا۔ لیکن اب آخر کار اُسے موقعہ مل ہی گیا۔ اور وہ اِس موقعہ کو ہاتھ سے جانے نہ دینا چاہتا تھا۔ بادشاہ نہیں چاہتا تھا کہ دیگر مسیحیوں کے ساتھ اندریاس کو بھی بلا کر سزا دی جائے۔ جب وزیر اعظم نے یہ کیفیت معلوم کی تو اُسنے بادشاہ سے کہا کہ اندریاس کا قتل کرنا تو اور بھی ضروری ہے کیونکہ وہ مسیحیوں کا سردار ہے۔ بادشاہ نے اُس سے کہا "نہیں! اندریاس میرا دوست ہے اور میں نہیں چاہتا کہ اُسے قتل کروں" "لیکن آپ یاد رکھیے کہ اندریاس مسیحیوں کا لیڈر ہے اور جب تک اُسے قتل نہیں کیا جاتا مسیحیت کو ختم کرنا ممکن نہیں ہے"

موانگا بادشاہ ذاتی اور دلی تھا اور نہیں چاہتا تھا کہ اُسے قتل کرے لہذا طرح طرح کے بہانے تلاش کر رہا تھا۔ بادشاہ نے پھر کہا "وہ میرے شاہی بینڈ کی تنظیم کرتا ہے لہذا مجھے اُس کی ضرورت ہے"۔ تب وزیر اعظم نے کہا "تب میں ہی اُسکو مار ڈالوں گا" اس معاملہ میں بادشاہ کمزور پڑتا جا رہا تھا اسلئے وزیر اعظم نے اُس سے پورا پورا فائدہ اُٹھایا۔ اور آخر کار بادشاہ نے کہہ ہی دیا "تم ہی اُسکا انصاف کرو میں نہیں چاہتا کہ میں اُس سے نظریں ملاؤں" تب وزیر اعظم نے تین جلادوں کو حکم دیا تاکہ اُسکو پکڑ کر لے آئیں۔

اندریاس کو معلوم تھا کہ اب اسکا وقت بھی نزدیک آ پہنچا ہے۔ اس لئے اُسنے اپنی لڑکی اور بیوی کو باہر بھیج دیا اور خود ایک سفید اور قیمتی پوشاک پہن کر اپنے وقت کا انتظار کرنے لگا۔ جلادوں نے اُسکے گھر پہنچکر اُسے حکم دیا کہ جتنے مسیحی چھپے ہوئے ہیں اُن کا پتہ دے۔ تب اُس نے کہا "اگر تم عیسائیوں کو ڈھونڈھتے ہو تو میں ہی ہوں... میں بھی عیسائی ہوں۔ جلاد لوگ اُسے باندھ کر وزیر اعظم کے پاس لے گئے۔ وزیر اعظم نے اُسکا مضحکہ اُڑایا اور ایسا ظاہر کیا گویا اُسے وہ جانتا ہی نہیں ہے۔ اور اُس سے دریافت کیا۔ "کیا تم کگوا کے سردار ہو" اندریاس نے کہا کیا آپ مجھے بھول گئے ہیں جب مجھے یہ عہدہ دیا گیا تھا تو میں آپ

لوگوں کے ساتھ آپ کی شکر گزاری ادا کرنے آیا تھا"
"تو پھر تم نے دعا کرنا کیوں سیکھا؟ اور تمام یوگنڈا کو مسیحی
مذہب سے کیوں روشناس کر رہے ہو؟ اور تم نے
اپنے بچوں کو بھی دعا کرنا سکھائی ہے" "میں اس سے
منکر نہیں ہوں" "اگر تم اپنے بچوں کو دعا کرنا نہ سکھاتے
تو وہ قتل ہو جانے سے بچ جاتے" "کیا یہ درست ہے
کہ مکاسا نے مرنے سے پیشتر اپنی بندوقیں تمہارے پاس
چھوڑ دی ہیں تاکہ تم بادشاہ کو مار ڈالو۔ اور موتیسا بادشاہ
نے بھی بہت سی بندوقیں اپنے مرنے سے پہلے تمہیں دی
تھیں تاکہ تم اسکے جانشین کو قتل کر سکو۔ تب وزیر اعظم
نے سوچا کہ موقع اچھا ہے ورنہ بادشاہ اندریاس کو بچانے
کی کوشش کریگا۔ لہذا اُسنے جلادوں کو حکم دیا کہ جلد ہی
اسکو قتل کر دیا جائے اور اُسکا ایک ہاتھ کاٹ کر میرے
پاس لایا جائے۔ اندریاس کا گذا خاموش رہا۔ لیکن جلاد
لوگ جانتے تھے کہ اندریاس بادشاہ کا منظور نظر ہے اور
اُن میں ہمت نہ تھی کہ اُسپر ہاتھ اُٹھائیں۔ لیکن اندریاس
کی خواہش تھی کہ وہ جلد از جلد اپنے خدا کے پاس پہنچے
لہذا اُس نے خود جلادوں سے کہا کہ تاخیر کیوں کرتے ہو
مجھے لیجاؤ اور قتل کر دو۔ میں نہیں چاہتا کہ تمہارا افسر
تم سے ناراض ہو۔ اتنی آزمائش کے وقت بھی اُسکے
مُنہ سے اُف نہ نکلا۔ صرف اُسنے اتنا کہا!
"اے میرے خدا۔ اے میرے خدا!!" جلادوں نے
بوجہ عزت اُس کے کپڑے نہیں اُتارے اُسے قتل کر کے
اُس کا ایک ہاتھ وزیر اعظم کے سامنے لے آئے۔
اتنے میں فادر لورڈل اڈولف تومبا سے ملے
جو اُسی وقت بشپ اور دوسرے مشنریوں کا سامان
ایکہ بذریعہ کشتی آیا تھا۔ فادر لورڈل نہایت پریشان
تھے اور شہیدوں کی مصیبت کو بخوبی محسوس کر رہے تھے۔ اُن
کی خواہش تھی کہ تومبا کے ساتھ شاہی محل میں جائیں جب
تومبا شاہی محل میں داخل ہوا تو اُسنے اپنی آمد کی اطلاع
بندوق کے فائر سے کی جس کی آواز کو سُنکر بادشاہ گھبرا گیا۔
دراصل اُس نے سمجھا کہ کہیں اندریاس کے لوگ اُسکی موت کا
بدلہ لینے کے لئے نہ آ گئے ہوں۔ لیکن جب اُسے معلوم ہوا کہ
اڈولف ہے تو اُس کو تسلی ہوئی۔ پھر بادشاہ نے اڈولف سے
دریافت کیا کہ وہ مشن کے لئے کتنا سامان لایا ہے۔ اور حکم دیا
کہ سب سامان منزتو نکو کے لئے روانہ کر دیا جائے۔ فادر لورڈل
نے بادشاہ سے نہایت غمگین ہو کر کہا کہ اپنے اچھے خدمت
گذاروں کو مروا کر خود اپنا ہی نقصان کر رہے ہو۔ لیکن بادشاہ
پر اس بات کا کچھ اثر نہ پڑا۔ بادشاہ کی خواہش تھی کہ آئندہ اُسکی
رعیت کو مسیحیت کی تعلیم نہ دی جائے۔ بادشاہ یہ بھی چاہتا تھا
کہ اگر کوئی درباری مشن کے احاطے میں جائے تو اُسے ضرور اس
بات کی خبر کر دی جائے۔ لیکن فادر لورڈل نے نہایت دلیری
سے اس بات کا انکار کر دیا۔ فادر نے بادشاہ سے یہ بھی درخواست
کی کہ جتنے مسیحی لوگ قیدی ہیں اُن کو رہا کر دیا جائے۔ بادشاہ نے
فادر سے کہا کہ کچھ لوگ ضرور رہا کر دیئے جائیں گے۔ فادر لورڈل
نے خواہش ظاہر کہ اُن کو بھی دیگر مسیحیوں کے ساتھ قتل کر دیا جائے
لیکن بادشاہ نے کہا کہ آپ ولایتی ہیں اور میں اپنے ہی ملک
کے لوگوں کو قتل کر سکتا ہوں۔

جب وہ واپس جا رہے تھے تو راہ میں ایک بوڑھا ملا۔
اور رو رو کر کہنے لگا کہ میرے تینوں لڑکوں کو ناحق گرفتار
کر لیا گیا ہے حالانکہ نہ انھوں نے چوری کی اور نہ ہی بادشاہ
کے خلاف انھوں نے اپنی زبان کھولی۔ اس بوڑھے نے
اپنی محبت کے اظہار میں انھیں اپنے گلے سے لگا لیا۔
اُسی رات بہت سے مسیحی لوگ فادر لورڈل کے پاس مشن

ہیں مگئے اور اندریاس کی شہادت کے واقعات
بتلائے - فادر لورڈل صرف اتنا کہہ سکے کہ اسطرح بادشاہ
نے اپنے وفادار دوست اور سرگرم ساتھی کا بدلہ دیا ہے
بچپن سے وہ رات دن بادشاہ کے ساتھ رہتا تھا اور اپنی
وفاداری کا ثبوت پیش کرتا تھا بشپ نے بھی کہا کہ اندریاس
مسیحیوں کا سب سے جوشیلا اور بہادر شہید ہوا - (باقی آئیندہ)

فادر پیو اپنے مقدس زخموں کیساتھ

(قسط سوم) (جناب منظور ولیوک)

" جن کے گناہ تم معاف کرو - اُن کے گناہ معاف
کئے گئے ہیں - جن کے گناہ تم قائم رکھو اُن کے قائم رکھے گئے
ہیں - " یوحنا ۲۰: ۲۳ - اعتراف کے موقعوں پر جن کے بارے
میں آپ نیچے کی سطور میں پڑھیں گے - اور جن کو فادر پیو
نے نہیں بلکہ اعتراف کرنے والوں نے متعجب ہو کر بیان کیا ہے
ایک بات قابلِ تحریر ہے کہ فادر پیو ہر اعتراف کو مخفی رکھتے
ہیں اور ایک اعلیٰ کاہن کی طرح اپنے کام کو دلیرانہ سنبھالتے
ہیں وہ خداوند کی طرح اچھے چرواہے ہیں - اور جب کسی روح
کے بچانے کا سوال پیدا ہوتا ہے تو وہ کسی بھی مشکل کا مقابلہ
اور خیرات کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں - فادر پیو اعتراف
کرنے والے کیلئے شہید کی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں اور
اس مشکل کام کے لئے عموماً وہ اپنے ۱۸ گھنٹے صرف کرتے تھے
اس میں شک نہیں کہ مضبوط سے مضبوط انسان بھی اس
سخت جسمانی اور روحانی کام کی ادائیگی کی تاب نہیں لا سکتا
لیکن فادر مذکور ایک بہت ہی خاص ہستی ہیں جو یہ سب
کچھ برداشت کر لیتے ہیں - ایک موقع تھا جبکہ پولیس بڑی
بھیڑ کو قابو میں رکھتی تھی - ایسے موقعوں کے بارے میں ہمیں
خود فادر پیو اپنے خط کے ذریعہ بتاتے ہیں جو کہ انھوں
نے ستمبر ۱۹۱۹ء میں اُستاد CACAQO کو لکھا کہ میں اچھا
تو ہوں لیکن رات دن لوگوں کے اعتراف سننے میں مشغول
ہوں - میرے پاس ایک منٹ بھی فالتو نہیں ہے لیکن
مسیح کی تجدید ہو جو [illegible] مدد کرتا ہے - آج کل بھی فادر
پیو اعتراف سنتے ہیں لیکن صرف چند گھنٹے روزانہ جب
تک کہ اُن کی تندرستی اور اُن کے سپیریر SUPERIOR اُنکو
اجازت دیتے ہیں - کیونکہ اب اُن کی عمر ۷۷ سال کی ہے -
وہ لوگ چاہتے ہیں کہ اُن کی تندرستی کا خیال رکھا جائے
تاکہ اُن کا رحم دل ہمارے درمیان ایک عرصہ تک چلتا رہے
آئیے ہم گرجہ گھر کے اندر دیکھیں جہاں خواتین کا اعتراف
گاہ ہے - فادر پیو اُن کا اعتراف سنتے ہیں - اعتراف گاہ
سجا ہوا نہیں ہے بالکل سادہ ہے عموماً ویسا ہی جیسے کہ
دیگر کیتھولک گرجوں میں پایا جاتا ہے - ویسٹری میں آدمیوں
کے اعتراف کرنے کی جگہ ہے - یہ بھی ایسا ہی سادہ ہے
جیسے کہ خواتین کا - اسکے باہر ایک پردہ پڑا ہوا ہے تاکہ
لوگوں کی نظریں اعتراف کرنے والوں کا تعاقب نہ کریں -
یہاں پر لوگ اپنی باری کے منتظر رہتے ہیں - عموماً آدمیوں
کو پانچ سے اٹھارہ دن تک انتظار کرنا پڑتا ہے اور خواتین
کو آٹھ سے پچیس دن تک - فادر پیو ہر اعتراف کرنے والے
سے اسی کے مطابق برتاؤ کرتے ہیں - بعض کا اپنے دونوں
ہاتھ پھیلا کر استقبال کرتے ہیں - فادر پیو کیلئے کسی آدمی کا
عہدہ کچھ معنی نہیں رکھتا - خواہ کچھ بھی کیوں نہ ہو - انھیں تو
اُس کی روح سے ہی کام ہے - جسکو وہ خدا کی روشنی میں
دیکھتے ہیں - ایک پاک اور عاجز روح کیساتھ وہ نہایت
مہربانی کے ساتھ پیش آتے ہیں جب وہ ایسے اعتراف
کرنے والے کو رخصت کرتے ہیں تو کہتے ہیں - جاؤ مسیح تم کو
پیار کرتا ہے " اور بعض اوقات وہ سخت الفاظ بھی استعمال

کرتے ہیں یہ الفاظ ان کے لئے ہیں جو سخت گنہگار ہونے کے باوجود بناوٹ سے کام لیتے ہیں۔ یہاں پر کچھ مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

جو لوگ فادر پیٹو کے سامنے کچھ چھپانے کی کوشش کرتے ہیں فادر انہیں ایکدم ٹوک دیتے ہیں۔ کیونکہ ان کی نظروں کے سامنے کچھ پوشیدہ نہیں رہتا۔ جو لوگ شرابی یا بری زندگی برتتے ہیں ان کے لئے فادر مذکور زیادہ سخت ہیں۔ اور ان کو کہتے ہیں کہ وہ اچھی زندگی گذاریں۔ ان کو وہ کچھ ٹائم دیتے ہیں تاکہ وہ اپنے آپ کو درست کر سکیں اور جب تک کہ وہ درحقیقت بدل نہیں جاتے معافی حاصل نہیں کر سکتے۔ وہ آجکل کے زمانے کے فیشن پر بلا جھجک اعتراض کرتے ہیں خاص طور پر ان عورتوں پر جو اپنے کپڑوں کو اچھی طرح نہیں استعمال کرتیں۔ وہ کہتے ہیں کہ خدا نے ہر انسان کیلئے اور ہر زمانہ کیلئے پتھر کی تختیوں پر لکھ کر احکام دیئے ہیں۔ یہ احکام ربڑ کی تختیوں پر نہیں ہیں جنہیں انسان اپنی مرضی کے مطابق کھینچ تان لے۔ فادر پیٹو کو اس وقت خاص طور سے بہت غصہ آتا ہے جبکہ کوئی عورت نازیبا لباس پہنکر گرجہ گھر میں داخل ہو جائے۔ وہ انہیں گرجہ گھر سے باہر جانے کا راستہ دکھا دیتے ہیں۔ عورتیں اور آدمی ۳/۴ آستین پہن کر ہی گرجہ گھر میں داخل ہو سکتے ہیں لڑکوں اور آدمیوں کو پوری پتلون پہننا ضروری ہے اگر وہ پہن کر نہیں آتے تو ان کے ساتھ بھی ویسا ہی سلوک ہوتا ہے۔

بعض دفعہ وہ اعتراف کرنے والوں کو جواب دے دیتے ہیں۔ ایک دفعہ کسی نے ان سے پوچھا کہ آپ اعتراف کرنے والوں سے اتنا سخت رویہ کیوں اختیار کرتے ہیں تو انھوں نے جواب دیا کہ میں جواب دینے والا کون ہوں مجھے جو کچھ بھی ہدایت خدا سے ملتی ہے ویسا ہی کرتا ہوں نہ میں کسی کو بلاتا ہوں نہ کسی کو بھیجتا ہوں بلانے والا بھی خدا ہی ہے (اور بھیجنے والا بھی)۔ (باقی آئندہ)

افکار

جناب نسیم السلام ثمرؔ دہلوی۔ لال ہسپتال امرتسر

کروں سیر گلشن کی کیونکر ہوس
کھٹکے بھی مقدر سے باب قفس

پر و بال کو تو ہلا رانہ کس
یہ کیا کم ہے صیاد و کنج قفس

بہت نا امیدی کا مشکور ہوں
پر و بال ہیں اب نہ بل ہے نہ کس

قفس سے رہا ہو کے پابند ہوں
کہ باقی ہے حسرت نہ ذلیں ہوس

جفائیں نہ کیجئے خدا کے لئے
ذرا تو غریبوں پہ کھاؤ ترس

توقع رہائی کی ممکن نہیں
نہ صیاد غافل نہ ٹوٹا قفس

نہیں مدت غم کی کچھ انتہا
خوشی کا زمانہ برس دو برس

وطن میں کہ بن میں کہ پردیس میں
نکلے گا کہاں کاروان نفس

مثل سچ کہی ہے کسی نے ثمرؔ
کہ اللہ بس اور باقی ہوس

"تجربات زندگی"

۱۔ میں نے بہت سے وعظ و نصائح خوشی و دل سے سنے ہیں۔ لیکن اپنے سفید بالوں اور ضمیر سے زیادہ سحر بیان مقرر آج تک نہیں دیکھا۔

۲۔ میں نے اعلیٰ درجہ کے لذیذ کھانے کھائے، بڑی بڑی طاقت کی دوائیں پی۔ مگر مسرت و نشاط کو نہ پہنچا۔ مقابل ایک صحت مند۔

۳۔ میں نے تلخ ترین اشیاء چکھی ہیں۔ لیکن مفلسی سے زیادہ کڑوی اور شے نہیں پائی۔

۴۔ میں نے سنگ فولاد اپنی کمر پہ اٹھایا۔ لیکن قرض سے گراں وزنی چیز میری نظر سے آج تک نہیں گذری۔

۵۔ میں نے ہر قسم کی دولت و ثروت سے آشنائی کی، لیکن گنج قناعت سے زیادہ معمور خزانہ آج تک نہیں دیکھا۔

۶۔ میں نے بڑے بڑے عالیشان گھر خدا کے لئے دیکھے لیکن دل سے اچھا خانۂ خدا کہیں نہ دیکھا۔

۷۔ میں نے بڑے بڑے قصے و کہانیوں کو پڑھا و سنا یسوع ناصری کے ماجرے سے زیادہ دل و دماغ پر اثر اور کسی نے نہ کیا۔

(جناب عبدالقیوم خاں سرحدی)

"زندگی اُداس ہے"

(جناب ماسٹر فلپ ایل، ڈین کھوکھر، رینالا خورد (پاکستان)

نہ نغمۂ گل ہوں، نہ پردۂ ساز
میں تو ہوں اپنی شکست کی آواز (غالب)

✡ جس زندگی میں تلاطم نہیں، تلاش و جستجو نہیں، وہ زندگی نہیں بلکہ ایک بیدار موت ہے۔ چونکہ زندگی میں تلاش و بیقراری ناگزیر ہے۔ ساکن پانی مسموم اور مضرت رساں ہوتا ہے۔ متلاطم اور رواں دواں پانی پاکیزہ اور صحت بخش ہوتا ہے۔ اِس لئے قیام بقا کے لئے ضروری ہے کہ ہماری زندگی میں بھی تلاطم و جستجو برپا ہو۔

لیکن ایک مُردہ قوم تلاطم و طغیان سے خائف رہتی ہے چونکہ یہ اُس کی عیش کوشی اور تن آسانی کے منافی ہیں اُسے تلاش و جستجو سے نفرت ہے چونکہ اس سے اُس کی ساکن فضا میں ارتعاش برپا ہو جاتا ہے اور اُسے متحرک ہونا پسند نہیں وہ تو کاہلیت و دلدلہ کے نشے سے بدمست ہو کر صرف سازِ سخن پر یہی ترانے الاپ سکتے ہیں کہ۔ ع "انجام نہ جانے کیا ہوگا؟"

✡ سب سے اہم اور ضروری وجہ یہ ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ ہمارے عوام میں بھی تحقیق و جستجو کا مادہ پیدا ہو یہ نہیں کہ وہ پکی پکائی کھیر کھا کر لمبی تان کر ہی سونے کے عادی رہیں بلکہ انھیں بھی یہ معلوم کرنے کی زحمت گوارا کرنی چاہیئے۔ کہ کھیر ہے تو واقعی میٹھی اور کھانے میں مزیدار لیکن یہ بنتی کیسے ہے۔ لہٰذا اگر انھیں میری تحریر سود مند معلوم ہوتی ہے تو بہتر ہے کہ وہ مجھے آسان نویسی کے لئے مجبور کرنے کی بجائے منشائے خصوصی کے حصول کے لئے لغت سے رجوع کریں۔

اُمید کہ میری ان چند سطور سے غلط فہم ذہنیتوں کا غبار بالضرور ڈھل گیا ہوگا۔ "شکریہ"

✡ گو میں نے تعصب و عصبیت زدہ قسم کے ماحول میں پرورش پائی ہے اور مجھے ایک پُرفضا ماحول کی لذات سے محظوظ ہونے کا موقعہ میسر نہیں آیا ہے۔ لیکن پھر بھی میں دل برداشتہ نہیں ہوں بلکہ خوش ہوں کہ مجھے ایک سامانِ عیش و سرور سے معمور فضا میں آنکھ کھولنے کا

موقع نہیں ملا ہے۔ چونکہ اگر میں ایک آزاد اور طرب آگیں ماحول میں پیدا ہوتا تو میرے قلم میں آپکو یہ درد اور تاثیر ہرگز نہ ملتی جو کہ آج مظلوم مقہور معاشرے سے متاثر ہو کر آپکے دلوں کو بھی گداز بننے پر مجبور کر دیتی ہے اور مجھے یہ خدمت کا موقعہ بھی ہاتھ نہ آتا جو کہ آج میسر ہے۔

☆ یہ دُنیا ایک کتاب ہے، اور ہم اس کتاب کے قاری ہیں جو شخص اس کتاب کے مذکور کو ایک طائرانہ یا اُچٹتی نظر سے پڑھتا ہے وہ منصودِ حقیقی کو پانے سے قطعی معذور رہتا ہے لیکن اس کے برعکس جو شخص اس کتاب کو کمال دھیان سے یہاں تک کہ معمولی شوشہ و نقطہ کو بھی بلا دیکھے گذرنا گوارا نہیں کرتا ہے وہ اس کتاب کا مالک ہے اور دُنیا کی سرداری کا تاج اسی کے سر پر ہے وہ اُسکے قارئین کو جس تال چاہے نچاتا اور نچا سکتا ہے۔

☆ ہم گناہ کرنے میں تو دلیر ہیں لیکن افسوس اس کے اقرار میں ہم اپنی اس دلیری سے بھی کئی گُنا بزدل ہیں چونکہ ہم گناہ تو کرتے ہیں لیکن مابعد ہم میں اس قدر سکت نہیں ہوتی کہ اپنے بھائیوں کے سامنے اس کا اقرار بھی کر لیں اور میری نظر میں عظیم صرف وہی شخص ہے کہ جو اپنے گناہوں کا اقرار بھی کمال جرأت اور صفائی سے کر سکے۔

ہماری بزدلی ملاحظ فرمایئے کہ ہم اپنی گناہگاری کے باوجود اپنے لئے وہ حصہ منتخب کرتے ہیں کہ جس سے ہماری معصومیت اجاگر ہو۔ مثلاً ہم ناراستی دولت سے دوست پیدا کرو" والی تمثیل پڑھتے ہیں تو "اس جہان کے فرزند اپنے ہم جنسوں کے ساتھ معاملات میں نور کے فرزندوں سے زیادہ ہوشیار ہیں" کے الفاظ میں سے ہم اپنی ذات کے لئے "نور کے فرزندوں" کے الفاظ منتخب کر لیتے ہیں۔ حالانکہ ہم کسی طور پر بھی نور کے فرزند کہلانے کے مستحق نہیں ہیں چونکہ کلام مقدس میں صاف طور پر لکھا ہوا ہے۔

☆ جو مجھ سے اَے خداوند! اے خداوند! کہتے ہیں اُن میں سے ہر ایک آسمان کی بادشاہی میں داخل نہ ہوگا۔ مگر وہی جو میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہے۔ (متی ۷ : ۲۱)۔

سو ہمارا یہ فخر بیکار ہے جو کہ ہمیں رحمتِ خداوندی سے دُور کر دیتا ہے۔ چونکہ اس بیکار قسم کے فخر نے ہی یہودیوں کو اپنے حق کے حصول سے معطل کر دیا تھا۔ اور اسی گھمنڈ نے لوسیفر فرشتے کو ملعون بننے پر مجبور کر دیا اور اسی بیکار دانست نے ہی آدم کو باغ عدن سے نکلوا باہر کیا تھا۔ ان امثلہ سے صاف ظاہر ہے کہ قربتِ خداوندی کے لئے عجز و انکسار اور دل کی غریبی کی ضرورت ہے۔

اگر ہم یہ سوچیں کہ شائد ہمارا نصرانیت کو قبول کر لینا ہی نجات کے لئے کافی ہے قطعی بیکار عقیدہ ہے چونکہ لکھا ہے کہ "ایمان بغیر اعمال مُردہ ہے" اور ہم یہ بھی نہ سوچیں کہ شائد ہمارے مسیحی جماعت میں ہونے سے نجات کا وسیلہ ہمارے پاس ہی رہیگا۔ چونکہ جو اُس کی پیروی سے برگشتہ ہو جاتے ہیں اُن کی نسبت خداوند صاف فرماتے ہیں کہ

☆ جس پتھر کو معمار نے رد کیا، وہی کونے کے سرے کا پتھر ہو گیا یہ خداوند کی طرف سے ہوا۔ اور ہماری نظر میں عجیب ہے اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہی تم سے لے لی جائے گی اور اُس قوم کو جو اس کے پھل لائے دیدی جائے گی (متی ۲۱ : ۴۲، ۴۳، ۴۴)۔

اس امر کا جائزہ لینے کے لئے کہ ہم خدا کی نظر میں کس قدر مقبول ہیں کلام اقدس سے درج ذیل آیت کریمہ کو ملاحظ فرمائیں۔

٭ جب انسان کی روشیں خداوند کو پسند آتی ہیں تو وہ اُس کے دشمنوں کو بھی اُس کے دوست بناتا ہے۔ (امثال ۱۶ : ۷)

اَب آپ ہی بتا دیجئیے کہ ہمارے فی زمانہ کتنے دوست ہیں جو کہ پہلے دشمن تھے مجھے تو ہر سمت عیسائیت کے نواح میں دشمنوں کا ہی ہجوم دکھائی دیتا ہے حصولِ حمایت خداوندی کا نمونہ کلام آقدس سے ملاحظہ فرمائیے۔

△ ارام بادشاہ بن ہدد نے اپنے سارے لشکر کو اکٹھا کیا اور اُس کے ساتھ ۳۲ بادشاہ اور گھوڑے اور رتھ تھے اور اُس نے سامریہ پر چڑھائی کر کے اُس کا محاصرہ کر لیا اور اُس نے شہر میں اور قاصد روانہ کئے اور اسرائیل کے بادشاہ اخی اب کو کہلا بھیجا تیری چاندی اور تیرا سونا میرا ہے تیری بیویاں اور تیرے لڑکوں میں سے خوبصورت جو ہیں، تب اسرائیل کے بادشاہ نے ملک کے سب بزرگوں کو بلا کر کہا غور کرو اور دیکھو کہ یہ شخص کس طرح شرارت کے درپے ہے تب بزرگوں اور سب لوگوں نے اُس سے کہا کہ تو مت سُن اور مت مان پس از اں بعد شاہِ اسرائیل نے جواب دیا کہ تم اُس سے کہنا کہ جو ہتھیار باندھتا ہے وہ اُس کی مانند فخر نہ کرے جو اُسے اُتارتا ہے بن ہدد نے یہ پیغام سُنا تو اپنے ملازموں کو حکم کیا کہ صف باندھ لو اور دیکھو ایک نبی نے کہا خداوند فرماتا ہے، کہ کیا تو نے اس بڑے ہجوم کو دیکھ لیا میں آج ہی اُسے تیرے ہاتھ کر دونگا اور تو جان لیگا کہ خداوند میں ہی ہوں اور میدان میں اسرائیل ارامیوں کے جم غفیر کے مقابل ایسے معلوم ہوتے تھے جیسے حلوانوں کے دو چھوٹے ریوڑ، چھ دن لشکر آمنے سامنے پڑے رہے لیکن ساتویں دن جنگ چھڑ گئی اور بنی اسرائیل نے ایک دن میں ہی ایک لاکھ پیادے قتل کر دیئے۔ باقی افیق کے شہر کے اندر بھاگ گئے وہاں جو ستائیس ہزار تھے اُن پر ایک دیوار گر پڑی اور بن ہدد نے ایک اندرونی کوٹھڑی میں گھس کر جان بچائی اس کے خادموں نے کہا ہم نے سُنا ہے کہ اسرائیل کے بادشاہ رحیم ہوتے ہیں۔ سو بادشاہ سے منت ہے کہ وہ اپنے خادم بن ہدد کو جینے دے سو اخی اب نے اس سے عہد باندھا اور اُسے چھوڑ دیا۔ (اقتباس از ا۔ سلاطین بیسواں باب)

المختصر، میرے اس مذکور کا منشا یہ ہے کہ ہم اپنی زندگیوں میں بیداری پیدا کریں اور بیکار فخر میں مبتلا ہو کر اپنے خدا سے دُور ہو کر ملعون ہونے سے گریز کریں۔

اُمید کہ آپ میری اس تلخ نوائی کو درگزر فرما کر شکر گزار ہونے کا موقعہ دیں گے ۔

سیاہی آنکھ سے لیکر یہ نامہ تم کو لکھتا ہوں
کہ تم نامہ کو دیکھو اور تمہیں دیکھیں میری آنکھیں

”گیت“

(از قلم جناب ریورنڈ سسٹر میری برتھا آف جینرس
ایف ایم، ایم ہیڈ مسٹرس سینٹ کیتھرین گرلز ہائی سکول
(راولپنڈی)

دُنیا کے درد و غم سے اَب چشم نم نہیں
یسُوع ہے میرے دِلمیں اَب کوئی غم نہیں

مجھ کو اکیلا چھوڑ دو، سامان چھین لو !
کر کے تم ایسا دیکھ لو گر یوں یقین نہو
تم گالیاں بھی دو، بدنام بھی کرو !
اُس نے نہ جو سہا ہو کوئی ستم نہیں ۔ دُنیا کے درد و غم ......

دوزخ ہو یا بہشت ہو کچھ بھی نہ لوں گا میں
جس جا ہو میرا یسُوع اُس جا رہونگا میں
دل میرا اُسکے نور سے جنت سے کم نہیں
یسُوع ہے میرے دل میں اب کوئی غم نہیں

یسُوع مجھے سنبھال لے، باہوں میں ڈال کے
شیطان کسی بھی ڈھنگ سے مجھکو نہ پا سکے
آئے جو میرے پاس خالی نہ جا سکے ۔ تیرا فضل کسی بھی خزانے سے کم نہیں

پروٹسٹنٹ کیوں کاتھولک مسیحیوں سے نفرت کرتے ہیں؟

(ڈ ر ابرٹ نکولاس)

اِس سوال کے متعلق کوئی شخص خاص بندھا ہوا جواب نہیں دے سکتا۔ نفرت دراصل ایک انسانی جذبہ ہے جو کہ انسانی فطرت میں ہر خاص و عام میں موجود ہے یہاں تک کہ ننھے بچوں میں بھی کسی حد تک موجود ہے کسی شخص میں کم اور کسی میں زیادہ۔ جہاں ایک شخص اس کا مجرم قرار دیا جا سکتا ہے وہاں دوسرا بالکل بری بھی کیا جا سکتا ہے۔ اسکے متعلق کوئی شخص اٹل فیصلہ نہیں دے سکتا۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ کاتھولک مسیحی تو اتنا نہیں۔ بلکہ پروٹسٹنٹ مسیحی کاتھولکوں سے نفرت کرتے ہیں۔ بعض انکو بُت پرست اور بعض کوئی حقارت آمیز خطاب دیتے ہیں۔ اور یہ تو فطرتاً اس ہاتھ دے اور اس ہاتھ لے والا تقاضا ہے۔ جو کچھ وہ ہمیں دیتے ہیں وہی کچھ ان کو ملتا ہے خواہ انسانی کمزوری کی وجہ سے ہو خواہ اصولاً ہو۔ کاتھولک مسیحی اپنے پروٹسٹنٹ بھائیوں سے نفرت نہیں کرتے ہوں گے کسی انسان سے نفرت کرنا یا اسکو حقیر جاننا خدا کو ناراض کرنا ہے اور کاتھولک اپنے خدا کو ناراض کرنے سے پرہیز کرتا ہے۔ مگر دیکھا یہ جاتا ہے کہ پروٹسٹنٹ مسیحی تو کاتھولک مسیحیو مسیحی کہنا بھی گوارا نہیں کرتے بلکہ کہتے ہیں کہ ان سے تو ہندو و مسلمان اچھے ہیں۔

اگر کوئی شخص دعویٰ کرے کہ وہ خدا کو پیار کرتا ہے مگر اپنے بھائی سے نفرت کرتا ہو تو وہ جھوٹا ہے۔ کیونکہ جب وہ اپنے بھائی کو جسے وہ سامنے دیکھتا ہے پیار نہیں کر سکتا تو خدا کو جسکو وہ دیکھ نہیں سکتا کیسے پیار کرے گا۔ اسلئے اگر دونوں، کاتھولک اور پروٹسٹنٹ اس عیب میں مبتلا ہیں تو انکو چاہیئے کہ اس عیب کی بیخ کنی کریں جو کوئی اپنے ہمسایہ کو حقارت سے دیکھتا ہے وہ اس کے بنانے والے کی حقارت کرتا اور اسے ناراض کرتا ہے ایک سچا کاتھولک اپنے خدا کو ناراض کرنے سے ضرور ڈرتا ہے کاتھولک مسیحی پروٹسٹنٹ مسیحیوں کے لئے افسوس ضرور کرتے ہیں اور بے جا اعتراضوں اور جھگڑوں کو درمیان میں نہ لانے کی غرض سے رسولوں کی تعلیم کے مطابق ان سے کنارہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مقدس پولوس رسول لکھتا ہے "اگر کوئی شخص اور طرح کی تعلیم دیتا ہے اور صحیح باتوں کو یعنی ہمارے خداوند یسوع مسیح کی باتوں اور تعلیم کو نہیں مانتا جو کہ دینداری کے مطابق ہے وہ مغرور ہے اور کچھ نہیں جانتا۔ ہم اپنے خداوند یسوع مسیح کے نام سے تمہیں حکم دیتے ہیں، کہ ہر ایک ایسے بھائی سے کنارہ کرو۔ جو بے قاعدہ چلتا ہے اور اس تعلیم پر عمل نہیں کرتا جو ہماری طرف سے پہنچی۔ جو لوگ اس تعلیم کے برخلاف جو تم نے پائی پھوٹ ڈالتے اور ٹھوکر کھلانے کا باعث ہیں ان کو تاڑ لیا کرو۔ اور ان سے کنارہ کیا کرو" اس کا یہ مقصد نہیں کہ وہ نفرت کرتے ہیں۔ بلکہ مقدس پولوس رسول تو یہاں تک کہتا ہے: "البتہ بعض ایسے ہیں جو تمہیں گھبرا دیتے ہیں اور مسیح کی خوشخبری کو بگاڑنا چاہتے ہیں لیکن اگر ہم یا آسمان کا کوئی فرشتہ بھی اس خوشخبری کے سوا کے جو ہم نے تمہیں سنائی کوئی اور خوشخبری تمہیں سنائے تو ملعون ہو" مگر مجلس عامہ ثانی نے جو گذرے برس ختم ہوئی ایسی باڑوں کو گرا ڈالنے کا

قدم اٹھایا ہے اور اب ہم دیکھتے ہیں کہ کاتھولک مسیحی جو پہلے پروٹسٹنٹ مسیحیوں سے الگ رہنے میں بہتری سمجھتے تھے اب اپنے رویہ کو بدل رہے ہیں وہ اس تقسیم کو دُور کر کے ایک ہو جانے کی کوشش میں ہیں۔ بلکہ دونوں طرفین ایک دوسرے کو گلے لگانے میں کوشاں ہیں اسلئے اس سوال پر بحث و مباحثہ کرنے کی بجائے دلی تعاون کی ضرورت ہے۔

مگر یہ قدرتی بات ہے کہ ہر شخص سیدھا چل رہا ہو اگر دوسرا اُسے سیدھے راستے سے بے راہ کرنے اور ٹھوکر کھلانے کا باعث ہو تو وہ شخص ضرور اُس سے کنارہ اور احتراز کریگا۔ پندرہ سو سال (1500) کے بعد ایک شخص اُنھیں میں سے علیحدہ ہو کر دوسروں کو بھی اپنے ساتھ ٹھوکر کھلائے تو کیا وہ کنارہ کشی کے لائق نہیں ہوگا؟ مسیح نے ایک کلیسیا کا بیج بویا۔ پندرہ سو برس تک وہ کلیسیا نشوونما کرتی رہی۔ دشمن اُٹھا اور کڑوے دانے بو گیا۔ خواہ وہ دوسری فصل سے بڑھے ہوئے نظر آتے ہوں مالک چاہتا ہے کہ کاٹنے کے دن تک دونوں ساتھ ساتھ بڑھیں۔

سوال و جواب

۔(الیف چارلس۔ بی۔ اے)۔

سوال نمبر ۱: مقدس یوحنا بپتسمہ کی عمر کیا تھی۔ جب خداوند یسوع مسیح کا جنم ہوا؟

جواب: یوحنا بپتسمہ کی عمر مسیح کی پیدائش کے وقت ۶ ماہ تھی۔ (دیکھیں لوقا ۱/۳۶-۳۷)

سوال نمبر ۲: حضرت مریم کتنے ماہ کی حاملہ تھیں جب فرشتہ اُن کے پاس پیغام لایا؟

جواب: جب مقدسہ مریم نے فرشتہ کے پیغام کو قبول کیا۔ اُسی وقت وہ حاملہ ہوئیں۔ (لوقا ۱/۳۸)

سوال نمبر ۳: کیا خدا ذکریا کو گونگا کئے بنا اولاد نہیں بخش سکتا تھا؟

جواب: خدا اُسکے ڈانواڈول ایمان کی سزا دیئے بغیر بھی اُسے بیٹا بخش سکتا تھا۔ لیکن اس سزا کے ذریعہ خدا نے نہ صرف اُس کے ایمان کی جانچ کی بلکہ لوگ بھی اُس کے بارے میں سوچنے لگے کہ خدا نے اُسکو کسی خاص کام کیلئے ہی چنا تھا۔ "اور سب سننے والوں نے اُن کو دل میں سوچ کر کہا کہ یہ لڑکا کیسا ہونے والا ہے۔ کیونکہ خداوند کا ہاتھ اُس پر تھا" (لوقا ۱/۶۶)۔

سوال نمبر ۴: عیسائیوں کا ایک فرقہ تسلیم کرتا ہے کہ "خدا" لفظ کا نام کہیں بائیبل میں نہیں آیا۔ "یہواہ آیا ہے" دلیل دی جائے۔

جواب: بائیبل میں خدا کا نام اُردو ترجمہ میں آتا ہے۔ انگلش ترجمہ میں لفظ GOD ملتا ہے۔ عبرانی زبان کی بائیبل میں یہواہ کا لفظ ہے۔ جو لوگ اُردو بائیبل میں یہواہ کا لفظ استعمال کرتے ہیں وہی انگلش بائیبل میں جہواہ پڑھتے ہیں یعنی وہ فرقہ خود بھی ملکی زبان کے اعتبار سے اُسکا تلفظ بدل دیتا ہے۔ آجکل کے زمانے کے معلم اس لفظ کو یاہ وے (YAHWEH) کہتے ہیں عبرانی زبان کی بائیبل میں یہ لفظ چھ ہزار دفعہ آیا ہے۔ اور صرف خدا کیلئے ہی استعمال ہوتا ہے

سوال نمبر ۵: جمعہ کو گوشت نہ کھاؤ۔ کلیسیا کا حکم ہے۔ کیا عبرانی شریعت میں بھی ایسا ہی تھا۔ اگر نہیں تھا تو نئی شریعت میں اس حکم پر سختی کیوں نہیں؟

جواب: جمعہ کو گوشت نہ کھانے کا حکم کلیسیا سے تعلق رکھتا ہے اور یہ حکم پرانے زمانے کے دستور سے وابستہ ہے جنہیں روزہ رکھنے کا دستور بہت عام تھا۔ دیکھیں "میں ہفتہ

میں دو بار روزہ رکھتا ہوں" (لوقا ۱۸ : ۱۲) "تیرے شاگرد کیوں روزہ نہیں رکھتے جبکہ ہم اور فریسی اکثر روزہ رکھتے ہیں" متی ۹ " اور انھوں نے اُس سے کہا کہ یوحنا کے شاگرد کیوں اکثر روزہ رکھتے اور دُعا کرتے ہیں اور اسی طرح فریسیوں کے بھی مگر تیرے تو کھاتے اور پیتے ہیں۔ پر یسوع نے اُن سے کہا۔ کیا تم براتیوں سے جب تک دُلہا اُن کے ساتھ ہے روزہ رکھوا سکتے ہو؟ لیکن وہ دن آئیں گے۔ کہ دُلہا اُن سے جدا کیا جائے گا۔ اُن دنوں میں وہ روزہ رکھیں گے" لوقا ۵ : ۳۳ تا ۳۵،

روزہ یا پرہیز کرنے کا حکم نئے عہد نامہ میں کہیں نہیں پایا جاتا ہے۔ مگر خداوند یسوع مسیح نے اپنی کلیسیا کو قانون بنانے کا اختیار دیا جو تمہاری سُنتا ہے وہ میری سُنتا ہے اور جو تمہیں ناچیز جانتا ہے وہ مجھے ناچیز جانتا ہے اور جو مجھے ناچیز جانتا ہے وہ اُسے ناچیز جانتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔" لوقا ۱۰ : ۱۶ کلیسیا نے زمانوں کے لحاظ سے روزہ کے بارے میں قوانین بنائے۔ کبھی زیادہ سخت، کبھی کم۔ آجکل روزہ رکھنے کے حکم کو بہت آسان بنایا گیا ہے۔ اور اُن میں یہی قانون رہ گیا ہے کہ جمعہ کے دن خداوند یسوع مسیح کے دُکھ، مصیبت اور یادگاری میں گوشت کھانے سے پرہیز کیا جائے۔ اس لئے کہ یہ کلیسیا کا حکم ہے۔ ہمارا فرض صرف یہ ہے کہ ہم کلیسیا کے تابعدار رہیں۔

سوال نمبر ۶:۔ کیا حرامکاری کے ثبوت میں میاں بیوی الگ ہو سکتے ہیں؟ جبکہ لکھا ہے "پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی بیوی کو حرامکاری کی وجہ کے بغیر چھوڑ دے۔ اُس سے زنا کرواتا ہے اور جو کوئی چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرے زنا کرتا ہے" متی ۵ : ۳۱، ۳۲)

جواب:۔ اِس آیت سے آپکو طلاق نامہ کی اجازت نہیں ملتی ہے۔ بلکہ صرف علیحدہ رہنے کی اجازت ہی ملتی ہے۔ اتنا ہے کہ خداوند یسوع مسیح اس آیت میں خود ہی کہتا ہے کہ جو چھوڑی ہوئی عورت سے بیاہ کرے وہ زنا کرتا ہے۔

نومبر کا مہینہ

نومبر کا مہینہ آنے والی زندگی کی یاد دلانے کیلئے مخصوص کیا گیا ہے۔ دو ہی صورتیں ممکن ہیں، یا ہم لوگ مقدسین کے ساتھ بہشت میں رہیں یا (خدا نہ کرے) دوزخ کا ایندھن بنیں، لہٰذا ابھی سے مقدسین کی شراکت میں شامل ہیں اگر وہ گناہ میں نہ ہوں، ایسی شراکت میں ہمیشہ تک قائم رہنے کے لئے ہمیں اپنی زندگی صرف کرنی چاہیئے۔ سوال ہے کہ ہمارا انجام کیا ہوگا؟ جواب یہی دیا جا سکتا ہے کہ "بہشت یا دوزخ" یشوع بن سیراخ ۷ : ۴۰ میں اسکا عجیب غریب علاج درج کہ " اپنے سارے کاموں میں اپنے آخری انجام کو یاد رکھ تو تو ابد تک ہرگز گناہ نہ کریگا" درحقیقت اس جلالی شراکت میں شمولیت کا اس سے زیادہ پر اثر کوئی دوسرا ذریعہ ممکن نظر نہیں آتا، ہمارا انجام کیا ہوگا؟ "جو کچھ ہم چاہتے ہیں" بہت سے آدمی ہم لوگوں سے قبل اس دُنیا سے گذر گئے ہیں، وہ اس وقت خدا کے جلال میں ہیں، اور اپنی اس جلالی حالت کا ثبوت اُنھوں نے جگہ بہ جگہ (جہاں اُن کی زندگی گذری یا جہاں خدا نے اُن کے جلال کو ظاہر کرنا چاہا) معجزے کر کے ثابت کرتے ہیں کہ اب وہ خدا کے جلال میں ہیں۔ اور وہ پوری خوشی حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ جن میں سے کئی ایک مقدسین کا بدن ابتک ہمارے درمیان موجود ہے۔ (گویا وہ زندہ ہوئی) کیونکہ تو

میری جان کو برزخ میں نہ چھوڑے گا- اور نہ اپنے قدوس کو سڑنے دیگا،، زبور ۱۵ = ۱۰

ایسا معلوم ہوتا ہے- جیسے یہ جسم قیامت کے دن کا انتظار کر رہے ہوں کہ اپنی رُوح سے پھر مل جائیں، کچھ ایسے بھی ہیں- کہ اُن کا بدن تو موت سے برباد کر دیا گیا تو بھی اُن کی ہڈیوں کے تبرکات سے ہمیں پاکیزگی کا ثبوت ملتا ہے اور خدا کا جلال ظاہر ہوتا ہے، ایسوں کا شمار آسمان کے ستاروں سے زیادہ ہے-

اعراف:- قیامت کے دن تک حقیقتاً ہمیں جلالی لوگوں کی تعداد کا پتہ نہیں لگے گا- ایسے بھی ہیں- جو مرتے ہی خدا کے جلال میں ایکدم شامل ہو گئے- وہ ہیں بھی بڑے خوش نصیب- مگر اُن کی تعداد کم ہو گی- کیونکہ لکھا ہے کہ" کوئی ناپاک چیز بہشت میں داخل نہ ہو گی" مکاشفہ ۲۱ = ۲۷، اور بہت سے لوگ جیسا پاک کلام میں لکھا ہوا ہے- نجات پائیں گے گویا جلتے جلتے بچ گئے ہوں-" اور جس کا کام جل جائے گا وہ نقصان اُٹھائے گا لیکن وہ آپ بچ جائیگا- مگر اس طرح جیسے آگ سے" پہلا کرنتھیون ۳ = ۱۵ یوں سمجھ لیجئے کہ " وہ ہر ایک کو اُس کے کاموں کے موافق بدلہ دے گا-" رومیوں ۲ = ۶ موت کے لئے ہمیں تیار ہونا پڑیگا ہمیشہ تاکہ ہم دم مستعد رہیں اور یہ ہماری تیاری مکمل ہو، اور اس تیاری کو تکمیل تک پہنچانے کے لئے ہمیں وہ تمام ذریعے اور نجات کے وسیلے استعمال کرنے چاہئیں جن کو خداوند یسوع مسیح نے مقرر کیا ہے- یسوع مسیح کے پیروکاروں کو بھی اسی طرح جان دینا چاہئیے جیسے اُن کے منجی نے دی، خدا کو پیار کرتے ہوئے اُس کی مہربانی پر بھروسہ رکھتے ہوئے اپنی رُوح کو اُس کے ہاتھوں سونپ دینا چاہئیے- تب ہمیں جانچنا چاہئیے کہ ہماری رُوح اتنی پاک و صاف ہو گئی ہو کہ اس میں کوئی گناہ کوئی چھوٹا سا بھی گناہ یا گناہ کی کچھ سزا ابھی باقی ہو؟ اس کا جواب دینا مشکل ہے اس لئے کہ موت ڈاکو کی طرح ہمارے اُوپر حملہ کرے گی- اگر اتفاقیہ ہماری رُوح میں کوئی چھوٹا موٹا گناہ یا گناہ کی کچھ سزا باقی رہ گئی ہو تو ہمارا بہشت میں داخل ہونا ناممکن ہو گا- اور ہمیں کچھ دات تک کے لئے اعراف میں سزا اُٹھانی پڑے گی تب ہی ہم بہشت میں داخل ہو سکتے ہیں-

ہمارا فرض ہے کہ اُن ایمانداروں کی رُوحوں کیلئے دُعا کرتے رہیں جو اس وقت اعراف میں سزا اُٹھاتے ہیں- تاکہ خدا جلد از جلد اُن کو اپنے جلال میں شامل کرے- آمین

اِس مہینہ ہم مقدسین کی پاکیزہ زندگی سے سیکھیں کہ ہم بھی بہشت میں کیسے داخل ہوں گے، وہ بھی ہماری طرح کمزور انسان تھے وہ بھی آزمائے گئے اور مصیبت کا مقابلہ کیا- دُنیاوی دُکھ اور پریشانیوں کا سامنا کیا تو بھی اپنے خداوند کے ساتھ وفادار رہے، اگر انھوں نے ایسا کیا تو ہم بھی کیوں ویسا نہیں کر سکتے؟ مبارک ہیں وہ جو خداوند میں مرتے ہیں، بہشت کی طرف ہماری آنکھیں اُٹھی رہیں کیونکہ وہ ہی ہمارا حقیقی وطن ہے- ہم مسافر ہیں، ہمارے ساتھ اور ہماری طرح کئی اور انسان ہیں جو ابھی تک بہشت میں نہیں پہنچے (حالانکہ اس دُنیا سے گذر چکے ہیں) جو اس دُنیا میں زندہ ہیں- اُن اعراف کی روحوں کی طرف نگاہیں اُٹھائیں تاکہ ہماری پوری زندگی اُن کو اُس اعراف کی سزا سے چھُڑانے کے لئے صرف ہو- اپنی دُعائیں اپنی قربانیوں کو اُن کے لئے پڑھائیں- اور اُن کو ماس کی پاک قربانی میں خاص طور سے یاد کریں-

مقدسہ مونیکا کی اس خواہش کو جو اُس نے اپنے بستر مرگ پر مقدس اگستین سے کی تھی یاد رکھیں کہ " اِس لاش

کو کہیں بھی رکھو اس کا خیال تمہیں تکلیف نہ دے صرف اتنا چاہتی ہوں کہ تم مجھے خداوند کے الطار کے پاس جا ہے وہ کہیں بھی ہو مجھے یاد رکھو"

یہ فرض ہمارے اُوپر زندگی بھر رہے گا۔ شاید ہمارے ماں باپ، بھائی، بہن، دوست یا دشمنوں میں سے کوئی گذر چکا ہو۔ جو ہماری دُعاؤں یا قربانیوں کا منتظر ہو تا کہ اس ذریعہ سے اُس کو اعراف کے دُکھوں سے رہائی ملے۔

آپ لوگوں نے ان کی مدد کے واسطے کیا کیا کیا۔ اُن کی آواز آپ کے دل میں سُنائی نہیں دیتی، یا اُن کی محبت آپکے دل سے مٹ گئی ہے۔

کلیسیائی دُعا۔ "اے خداوند اُن کو دائمی آرام بخش اور دائمی روشنی اُن پر چمکے۔" اتنی چھوٹی اور عمدہ ہے کہ ہر ایک اُسے دُہرائے اور زبانی یاد رکھ سکتا ہے حتیٰ کہ اپنے کام کرتے وقت بھی۔

ہماری درخواست ہے کہ یہ دُعا ہمیشہ آپکے لبوں پر ہو۔ تاکہ ہمارا پرانا میل اِن لوگوں سے نہ ٹوٹے۔ بلکہ اُس کے ذریعہ اور زیادہ مضبوط ہو جائے۔

اے انسان یاد رکھ!

(از۔ کرسٹوفر سلوانو، ایم۔ اے):

۲ نومبر:۔ سب سنتوں کی عید کے بعد ہم اپنے مرحوم بزرگوں اور دوسروں کی روحوں کے لئے دُعا کرتے ہیں معمولی بول چال میں ہم اس دن کو مرحوم ایمانداروں کی یادگاری کہتے ہیں۔ اس موقعہ پر لوگوں کو گرجے جاتے ہوئے دیکھکر ہمارے دل میں اُن مرحوم ایمانداروں کے لئے محبت اور ہمدردی بڑھ جاتی ہے۔ کسی نے بائیبل کے الفاظ اپنا کر یہ لکھ دیا، دیندار مسافر یاد رکھ کہ اس دُنیا کی خوشیاں چند روزہ ہیں مگر اُن کی سزا دائمی ہے جیسا کہ اب یاد رکھ کہ جو اس پر گزرا وہ مجھ پر بھی گزرے گا۔ مجھ پر کل اور تجھ پر آج زمانہ حال میں جبکہ ہم مسیحی اتحاد کے خواہشمند ہیں اس دن کی رسم پر توجہ دینی چاہیئے۔ مرحوم ایمانداروں کی یادگاری منانے کا رواج ملک فرانس سے شروع ہوا۔ ۹۹۸ء میں مقدس

مُردوں کا ماتم

مُردوں کا ماتم:۔ بیٹا! مُردے پر آنسو بہا، اور نوحہ کرنا شروع کر جیسے کہ کوئی سخت مصیبت زدہ کرتا ہے اور جیسے کہ مناسب ہے اُسکے جسم کو کفن دے اور اُسکے دفن کرنے میں غفلت نہ کر اپنے دل کو غمگینی کے سپرد نہ کر بلکہ اپنا انجام یاد کر کے اُس کو نکال دے۔ یہ نہ کہہ کہ وہاں سے واپس نہیں آتا ہے اور نہ اُسکو کچھ فائدہ نہ پہنچیگا مگر تو اپنی جان کو دکھ دیگا یاد رکھ کہ جو اس پر گزرا وہ تجھ پر بھی گزرے گا مجھ پر کل اور تجھ پر آج (یشوع بن سیراخ ۳۸ ۱۶، ۲۱، ۲۲، ۲۳)۔ مسافر یاد رکھ کہ اس دُنیا کی خوشیاں چند روزہ ہیں۔ مگر اُن کی سزا دائمی ہے۔

اوڈیلو نے محسوس کیا کہ ایک دن مرحوم ایمانداروں کی عبادت کا ہونا چاہیئے۔ انھوں نے اپنے طبقہ کے کاہنوں کو تاکید کی کہ وہ دن سب مقدسوں کی عید کے بعد ہی ہونا چاہیئے۔ یہ دن شاید اس لئے چنا گیا۔ کہ بیچاری مرحوم رُوحیں اپنے گناہوں کی سزا سے چھٹکارا پا کر بہشت میں داخل ہو جائیں۔ رفتہ رفتہ یہ رواج کئی ملکوں میں پھیل گیا اور چودھویں صدی میں کلیسیا نے تمام دُنیا میں ایک عبادت کا دن اعراف کی روحوں کے لئے مخصوص کیا۔ اُس دن کاہنوں کو تین مرتبہ پاک ماس کی قربانی چڑھانے کی اجازت دیتی ہے اور کچھ دُعائیں مقرر کیں جن سے ایماندار لوگ اعراف کی روحوں

کے لئے پوری انڈلجنسیا کما سکیں۔

بعض ملکوں میں اِس دن لوگ قبرستان جاتے ہیں۔ اور اپنے عزیزوں اقارب رشتہ داروں، اور متعلقین کے لئے اُن کی قبروں پر دُعا کرتے ہیں۔ کہیں لوگ موم بتیاں اور لوبان جلاتے ہیں۔ اور کہیں پاک پانی وغیرہ چھڑکتے ہیں۔ جس سے اُن ایمانداروں کے ایمان اور نیک کام مُراد ہیں کہیں کہیں عزیزوں کے نام کاہن کو لکھکر دیتے ہیں تاکہ وہ ان کی روحوں کے مرحوم ایمانداروں کے لئے دُعا کرنے کے لئے یاد دلایا جائے۔ وہ خود اَے باپ ہمارے سلام، اے مریم، اقدس تثلیث کی حمد پڑھتے ہیں۔ اور ایماندار لوگ آمین کہتے ہیں۔ رواج پُرانے ہونے پر بھی دلچسپ ہوتے ہیں۔ ہمارے ملک کے ایماندار لوگ بھی صبح اُٹھ کر گرجے جاتے ہیں۔ اور بجائے ایک ماس کے کئی ماس سُنتے ہیں اور ۶ بار اے باپ ہمارے، سلام اے مریم، اقدس تثلیث کی حمد پڑھتے ہیں۔ پاک شراکت لیتے ہیں۔ ماس کی پاک قربانی کو اعراف کی روحوں کے لئے چڑھانا سب سے فائدہ مند طریقہ ہے لوگ جلوس کے ساتھ قبرستان جاتے ہیں مجموعی عبادت کے علاوہ الگ الگ قبروں پر دُعا کرکے اور اپنے متعلقین کی قبروں کو صاف کرکے اُن پر پھول وغیرہ چڑھاتے ہیں اور موم بتیاں بھی روشن کرتے ہیں۔ اِس طرح اپنی اٹوٹ محبت کا اظہار کرتے ہیں۔

اعراف کی روحوں کے لئے دُعا کرنا نہایت پاکیزہ کام ہے۔ مرحوم ایمانداروں کا دن اپنی محبت اور دین داری ظاہر کرنے کا دن ہے۔ اُس دن ہم اُن کو جن کا انصاف ہو چکا ہے یاد کرتے ہیں۔ اور اپنی دُعاؤں سے اُنھیں بہشت جانے میں مدد دیتے ہیں۔"

"مُعلّم کلیسیا"

از عابد صاحب عابدؔ بی اے مرحوم

دینِ حق سکھاتی ہے کاتھولک کلیسیا
جنّتی بناتی ہے کاتھولک کلیسیا

سارے شک مٹانے کو راستی سکھانے کو
پیار سے بُلاتی ہے کاتھولک کلیسیا

مانیں یا نہ مانیں ہم اِس کا اختیار ہے
حُکمِ ربّ سُناتی ہے کاتھولک کلیسیا

راستی سے پھر گئے جو گُناہ میں گِر گئے
اِن کو پھر اُٹھاتی ہے کاتھولک کلیسیا

پہونچیں ہم بہشت میں جسکے یاد کرنے سے
وہ سبق سکھاتی ہے کاتھولک کلیسیا

مشکلیں ہٹاتی ہے درد سب مٹاتی ہے
دُکھ میں کام آتی ہے کاتھولک کلیسیا

عابدؔ اِس بیان سے کیوں نہ ہو خوشی مجھے
شاہ سے مِلاتی ہے کاتھولک کلیسیا

مغفرت کیلئے دُعاء

جناب جعفر میرٹھی

زبور ۱۲۹ کاتھولک بائبل، پروٹسٹنٹ بائبل زبور ۱۳۰

مَیں نے دی تجھکو صدا گہرائیوں سے اے خدا
کون ٹھہریگا اگر دیکھے گا تو سہو و خطا
انتظار اب ہے ترا مجھ کو خُدا و ند علا
پاسباں کرتے ہیں جیسے صبح ہونے کی دُعا
ہے خدا کے پاس رحم و مخلصی لاانتہا

سُن لے میری، کان اپنا میری منت پر لگا
پاس تیرے مغفرت ہے فضل ہے بے انتہا!
تیرے وعدوں پر بھروسہ ہے مری جاں نے کیا
یوں ہو اسرائیل کا تجھ پر توکّل اے خُدا!
دے گا اسرائیل کو ہر اک مصیبت سے چھڑا!

مہرباں ہو یا خدا آرام کر اُن کو عطاء!
کر عطا اعراف کی رُوحوں پہ عظمت کی ضیاء!

خبریں

دہلی:۔ دہلی میں سترہ تاریخ سے بتیس تاریخ تک ہندوستان کے کاتھولک بشپ صاحبان کی کانفرنس کے دوران میں بشپ صاحبان نے ہمارے وزیر اعظم سے بھی ملاقات کی۔ اس کانفرنس سے پہلے تمام ایماندار لوگوں سے درخواست کی گئی تھی کہ وہ اس کی کامیابی کے لئے دُعا کریں۔ تاکہ رُوح القدس کی روشنی سے بشپ صاحبان منور ہو جائیں۔

رُوم:۔ پاپائے اعظم پول ششم نے بارہ سو علم الٰہی کے نمائندوں سے مخاطب ہو کر یہ یاد دلایا کہ اپنی ذاتی رائے کو کبھی زیادہ اہمیت نہ دینی چاہیئے۔ اور نہ ہی ان کو قائم کردہ اصولوں کی جگہ میں رکھنا مناسب ہے اُن کو بھی دوسروں کے ساتھ بڑی انکساری کے ساتھ بات چیت کرنا چاہیئے۔ کلیسیا [illegible] تبدیل نہیں ہو سکتی ہے۔ اگرچہ ہر ایک انسان کو مطالعہ اور کھوج کرنا فرض ہے تاکہ اُن سچائیوں کو اور گہرائی سے پہچان سکیں۔

پیرس:۔ پاپائے اعظم نے بشپ صاحبان کو صلاح دی تھی کہ ۷۵ سال کی عمر میں اپنے عہدہ سے دست بردار ہوں۔ اس ہدایت کے مطابق کئی بشپ صاحبان نے درخواست دی ہے کہ اُنھیں تنہائی کی زندگی اختیار کرنے کی اجازت دیدی جائے۔ اِن لوگوں میں پیرس شہر کے کارڈنل فیلتھن بھی ہیں جن کی عمر اس وقت ۸۳ سال کی ہے۔

نیو یارک:۔ یو۔ این۔ او۔ کے جنرل سیکرٹری اوتھانٹ نے پاپائے اعظم کے عام خط کو جو آپ نے دُنیا کی صلح کیلئے لِکھا ہے۔ ایک تواریخی حیثیت دی ہے۔ جس سے ایک اور ثبوت ملتا ہے۔ کہ پاپائے اعظم کی طرف سے زمانہ بزمانہ صلح کے لئے کتنی کوشش ہوتی رہتی ہے۔ پریذیڈنٹ جونسن نے کہا کہ وہ پورے طور سے پاپائے اعظم کے صلح کے کام میں متفق ہیں۔ اور وہ پوری کوشش کریں گے تاکہ ویت نام کی لڑائی بند ہو جائے۔

رُوم:۔ اتحاد کے کام کو ترقی دینے کیلئے روم میں آرچ بشپ آف کنٹربری کی طرف سے ایک اینگلیکن سنٹر کھُل گیا ہے۔ تاکہ وہ لوگ جو اینگلیکن چرچ کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں اُن کے واسطے آسانی ہو جائے۔ اس سنٹر کی بنیاد پچھلے سال ڈالی گئی تھی جب ڈاکٹر رمیزی پاپائے اعظم سے ملاقات کرنے کیلئے گئے تھے۔ اِس کا افتتاح کرتے ہوئے کاتھولک بشپ جون ولبرانڈ جو ویٹیکن کی طرف سے مسیحیوں کے اتحاد کے سیکریٹری ہیں نے ایک تقریر کی جسمیں انھوں نے بتایا کہ پاپائے اعظم اور ڈاکٹر رمیزی کی ملاقات کی اہمیت کتنی بڑی ہے۔

مسوری:۔ آرچ بشپ جے اور نجلتی مسوری کے تبتی شرنارتھیوں سے ملنے کے لئے تشریف لے گئے۔ سویٹزرلینڈ سے کئی خیر خواہ لوگوں نے ان تبتی شرنارتھیوں کے لئے کافی امداد بھیجی جس سے انھوں نے ایک مقام بنایا جسکو پوپ جان تیسویں کے نام سے منسوب کیا گیا ہے۔ ان شرنارتھیوں کے حالات کو دیکھکر آرچ بشپ جے۔ بی اور نجلتی نے بھی اپنی بھی اپنی طرف سے کچھ امداد دی۔ تاکہ ان لوگوں کے حالات سُدھر جائیں۔

سردھنہ زیارت گاہ کا پروگرام

۔ فضائل خاتون کی زیارت گاہ کا سالانہ جلسہ اس سال ۱۳ نومبر کو منعقد ہوگا۔ پروگرام گذشتہ سالوں کے مطابق ہے۔ یعنی صبح دس بجے بشپ صاحب ماس کی پاک قربانی گانے کے ساتھ چڑھائیں گے اور مقدسہ مریم کے مجسمہ کیساتھ جلوس ساڑھے تین بجے نکلے گا۔ کاتھولک اور غیر کاتھولک زائرین سے اِستدعا ہے کہ وہ اپنا پروگرام زیارت گاہ پر پہنچنے کا بنالیں۔ یقین رکھئے خداوند کی ماں مقدسہ مریم ہماری روحوں کو فضل و روشنی بخشیں گی۔ اور ہمارے دلوں کو زمانے کی تاریک فضا میں مضبوط بنائیں گی۔ ہم اُس کی مدد کی بدولت گناہ کی تاریکی سے نکل کر ایمان، صداقت اور پاکیزگی کی روشنی میں داخل ہوجائیں"

زائرین نہایت سنجیدگی اور احترام کیساتھ اس زیارت میں شریک ہوں۔ لازم ہے کہ وہ اسے تفریحی نقطۂ نظر سے نہ دیکھیں۔ کیونکہ خدا کا فضل حاصل کرنے کے لئے سب سے پہلے اپنے گناہوں پر پچھتانا چاہیئے۔ اور تمام انکساری اور صدق دلی کیساتھ مقدس سیکرامینٹ کا سجدہ کریں اور مقدسہ مریم کے الطار کے سامنے جاکر اپنے دِلکی مُرادیں اِس مبارک ماں کے ہاتھوں میں سونپ دیں۔

مسیحیت اور بائبل مقدس

مصنف۔ ریورنڈ فادر اُمید یوس او۔ ایف ایم کیپ ایڈیٹر ماہنامہ فضلوں کی ماں سہارنپور

مذکورہ بالا کتاب مسیحیوں میں اتحاد و یگانگت پیدا کرنے کی غرض سے لکھی گئی ہے۔ ادارے کو یقین واثق ہے کہ جو حضرات اس کتاب کا مطالعہ کریں گے، وہ نہ صرف اپنی مذہبی معلومات میں اضافہ کر کے فیضیاب ہونگے بلکہ اُن کے دل سے تعصب و دیگر غلط فہمیاں دُور ہو جائیں گی۔ قارئین کی دلچسپی میں اضافہ کی غرض سے فہرست مضامین دیجاتی ہے:۔ (۱) خدا کا کلام (۲) سچی کلیسیا اور اُس کی پہچان (۳) کلیسیا کی صدارت (۴) ازلی اور اختیاری گناہ (۵) بپتسمہ کا سیکرامینٹ (۶) اعتراف کا سیکرامینٹ (۷) ماس کی پاک قربانی (۸) پاک شراکت (۹) نکاح اور طلاق، (۱۰) سبت یا اتوار (۱۱) تصویروں اور مجسموں کا رکھنا جائز ہے۔ (۱۲) فرشتوں اور مقدسوں کی عزت و تعظیم (۱۳) تبرکات کا استعمال (۱۴) انسان کا آخری انجام (۱۵) روزری کی عبادت (۱۶) مقدسہ مریم (۱۷) مقدسہ مریم کے حالات زندگی (۱۸) مسیحی اتحاد کی ضرورت۔ اُمید ہے کہ آپ اپنا آرڈر جلد از جلد بھیجکر مایوسی سے بچیں گے۔ قیمت صرف 1.50 رکھی گئی ہے ملنے کا پتہ:۔ دفتر "فضلوں کی ماں" کاتھولک چرچ۔ سہارنپور۔ (نوٹ) ہندی قارئین کیلئے ہندی ایڈیشن بھی تیار کیا گیا ہے

(قیمت 65 پیسے)

अनन्य कुंवारी मरिया तथा पवित्र बाइबल :—

اکثر حضرات آپ سے مقدسہ مریم کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔ اِس کے علاوہ روزری کے بارے میں بھی معلومات حاصل کرنیکے خواہشمند ہیں۔ مذکورہ کتاب میں آپکو اِن دونوں مسائل کا جامع اور مدلّل بیان ملے گا۔"

(مالک) فادر اُمید یوس ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر نے ہمدرد پریس سہارنپور میں چھپوا کر دفتر فضلوں کی ماں۔ کورٹ روڈ۔ سہارنپور سے شائع کیا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر 1364

ماہنامہ فضلوں کی ماں سہارنپور

کرسمس نمبر

مقام اشاعت:- فضلوں کی ماں، کورٹ روڈ سہارنپور

سالانہ چندہ Rs. 3-50

جلد (۹) | ماہ دسمبر سنہ ۱۹۶۶ء | شمارہ (۱۲)

در تہنیت ولادت خداوند عیسیٰ المسیح
(منجی عاصیاں)

جناب ڈاکٹر ای۔ نیوٹن صاحب ثمر دہلوی امرتسر

آج وہ ابن خدا شاہ جہاں پیدا ہوا
ہو مبارک آج انیسِ بندگان پیدا ہوا
مالکِ ارض و سما جانِ جہاں پیدا ہوا
آفتابِ جلوہ ہائے عارفاں پیدا ہوا
جسکی موسیٰ و خلیل اللہ سناتے تھے نوید
وہ امامِ کل رسولِ کامراں پیدا ہوا
توبہ آدم کی ہوئی جسکے وسیلے سے قبول
آج وہ فرزندِ حق جانِ جہاں پیدا ہوا
جسکے جلوے سے ہوئے روشن زمین و آسمان
شکر ہے وہ آفتابِ ضوفشاں پیدا ہوا
عاصیوں کا سر بشارت سے ہے کیونکر بلند
مالکِ محشر شفیعِ عاصیاں پیدا ہوا
بیکسو گھر گھر جلانے چاہئیں گھی کے چراغ
مژدہ ہو اے چارہ سازِ بیکساں پیدا ہوا

خم بھی ہیں تعظیم سے سر فخر سے بھی ہیں بلند
کیا مسیحِ محترم فخرِ زماں پیدا ہوا
داغِ عصیاں اب تو دامانِ بشر سے ہوگا دور
شکر ہے پاکیزگی کا ربِّ جہاں پیدا ہوا

(بقیہ صفحہ ۱۲ سے آگے)

نیکی اور راستی کا کامل نمونہ بنجائے۔ جرم، جبر، تشدد اور ناانصافی بے دردی کا پھل ہے۔ اِن بدیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے خداوند یسوع مسیح نے ہم لوگوں سے کہا۔ "میں زمین پر آگ بھڑکانے آیا ہوں۔ کاش یہ سُلگ جاتی!" (لوقا ۱۲/۴۹) شروع سے ہمارے الٰہی بادشاہ کا دل آگ کی مانند جلتا رہا۔ اس خواہش سے کہ وہ انسانی ذات کو بچائے اور سب آدمیوں کو باپ کے پاس لے آئے۔ جب ہم بیت الحم کی کھرلی کو دیکھتے ہیں جسمیں وہ اپنی عزیزہ ماں کی گود میں لیٹا ہوا ہے تب ہمارے دلمیں وہی آگ سُلگنی چاہیئے یعنی ہم ہر قوم کے آدمیوں کو عملی محبت کریں اور ہر طرح کی بدی اور اس کے بیروکاروں کا مقابلہ کریں۔ یہ یاد رکھتے ہوئے کہ اس مقابلے کو جاری رکھنے کے لئے بادشاہ نے اپنی تبلیغ میں ہم کو ہدایت دی۔

"یہ نہیں ہوسکتا کہ ٹھوکریں نہ لگیں لیکن اس پر افسوس ہے جسکے باعث سے لگیں"۔ (لوقا ۱۷/۱)۔

ہمارا شیرخوار بادشاہ اپنی ولادت کی عید پر ہمیں یاد دلاتا ہے کہ وہ بے مقصد نہیں پیدا ہوا۔ نہ بلا مقصد جیا اور نہ بے مقصد ہمارے لئے قربان ہوا۔ اگر دُنیا اور اُسکی خوشیاں فانی ہیں تو ہمکو اپنا جائزہ لینا ہوگا۔ جب ہم بیت الحم کی کھرلی کو دیکھتے ہیں تو ہمیں اپنے مکمل وجود کو اُس کے حضور مخصوص کرنا چاہیئے بالکل اسی طرح جیسے آپنے ہمارے واسطے کیا تھا۔ اگر ہم صدق دلی کے ساتھ یہ سب کچھ کریں گے تو اپنا محبت بھرا دل اُس کے قدموں پہ رکھ سکتے ہیں اور کہہ سکتے ہیں "مبارک ہو یوم ولادت اے شیرخوار بادشاہ"

جملہ مسیحیوں کو عیدِ ولادت!
مُبارک ہو!!

آمدِ مسیح

جناب ہما میرٹھی بی۔ اے

نظروں کی بصارت کہیں چھپ سکتی ہے
باطل میں حقیقت کبھی چھپ سکتی ہے
منکر کوئی آمد سے ہو اُسکی کیسے
شیشے میں بھی صورت کہیں چھپ سکتی ہے

ہے خوب داستاں کلیوں کے مسکرانے کی
عجیب سُرخیاں رنگیں ہیں اس فسانے کی
مسیحِ پاک کی آمد کا یہ کرشمہ ہے
بدل گئی ہے ہوا ایکدم زمانے کی

رفعت کے لئے رہبرِ زینہ آیا
ساحل پہ لگانے کو سفینہ آیا
ہر خاتمِ اُمید جلا پائے گی
دربارِ الٰہی کا نگینہ آیا

خداوند یسوع مسیح کی معجزانہ پیدائش

از۔ پال ارنسٹ بی اے
خوشپورہ

لفظ یسوع کے معنی ہیں کہ خداوند نجات ہے۔ یعنی خداوند بچانے والا ہے۔ یسوع اپنی اُمت کو گناہوں سے بچانے کے لئے آیا۔ اسلئے اُس کو گناہ سے پاک پیدا ہونا تھا اُسے معصوم اور بے گناہ ہونا چاہیئے تھا اور وہ جیسے بے نظیر کام کیلئے

آتا تھا اُس کی آمد پاک اور بے نظیر ہونی چاہیئے تھی
بغیر باپ کے پیدا کیا گیا وہ رُوح القدس کے
خاصہ سے پیدا کیا گیا اور پاک پیدا کیا گیا۔ وہ
مرد اُس کا باپ نہ ہو۔ وہ کنواری سے
خدا کا بیٹا ہونے کے باعث کنواری
وجہ یہ ہیں۔ اسرائیلی قوم خدا کا بیٹا
بیا اسرائیلی تھا اس لئے وہ خدا کا
خدا کا بیٹا سمجھا جاتا تھا پس یسوع
تھا۔ ہر راستباز شخص اپنی راستبازی
مسیح سب سے بڑا راستباز تھا اس لئے
خدا کا بیٹا کہلاتا تھا۔ مسیح اسرائیل کا
مسیح موعود خدا کا بیٹا کہلاتا تھا یسوع مسیح
اور اسی طرح کا بیٹا وہ کنواری سے پیدا ہونیکے
مسیح خدا کا اکلوتا بیٹا ہے یعنی وہ خدا کا ایک
اُس معنی میں اور کوئی خدا کا بیٹا نہیں اور نہ
وہ خدا میں سے پیدا ہوا ہے وہ عین خدا ہیں
اور چونکہ وہ خدا کا کلمہ یعنی علم ہے اِس لئے
شروع ہے۔ پس وہ جو یہ سمجھتے ہیں کہ
مانتے ہیں کیونکہ وہ حضرت مریم سے بحالت
بالکل غلط ہے ہم اُسے اسلئے مانتے ہیں۔
کے ذریعہ سے خدا میں سے پیدا ہوتا ہے
معنوں میں خدا کا بیٹا ہے محض مجازی

پس اُسکی آمد پاک اور بے نظیر طریقہ سے ہوئی کہ وہ
سایہ کے تلے پیدا کیا گیا اس لئے وہ خدا کی قدرت
کنواری حضرت مریم سے پیدا کیا گیا تاکہ کوئی
پیدا ہونے کے باعث خدا کا بیٹا نہیں بلکہ
سے پیدا ہوا۔ اُس کے بیٹا ہونے کی
تھا یسوع اسرائیلی تھا بلکہ خدا کا
بیٹا تھا۔ ہر یہودی یا ہر اسرائیلی
یہودی ہونے کی وجہ سے خدا کا بیٹا
کے باعث خدا کا بیٹا کہلاتا تھا
وہ خدا کا بیٹا تھا اسرائیلی کا بادشاہ
بادشاہ ہے اسلئے وہ خدا کا بیٹا ہے
موعود مسیح ہے اسلئے وہ خدا کا بیٹا ہے
باعث بھی ہے مگر ایک معنے میں یسوع
ہی بیٹا ہے جس معنی میں وہ خدا کا بیٹا ہے
ہو سکتا ہے۔ وہ خدا کا ذاتی بیٹا ہے
ہے عین خدا ہے وہ خدا کا کلمہ ہے
خدا کا کلمہ خدا کی طرح ازلی اور بے
مسیحی لوگ مسیح کو خدا کا بیٹا اسلئے
بکارت پیدا ہوا تھا اُن کا یہ خیال
کیونکہ وہ ازل سے خدا کی عقل
اور چونکہ وہ فی الحقیقت اور حقیقی
معنوں میں نہیں اسلئے اُس لامحدود

شان والے الہٰی شخص کی پیدائش بے نظیر اور پاک ہونی چاہیئے تھی مقدس جبرائیل فرشتہ نے حضرت مریم سے فرمایا کہ چونکہ وہ بچہ خدا کی قدرت سے پیدا ہوگا۔ اس لئے وہ بچہ پاک ہوگا۔ وہ خدا کا بیٹا ہوگا۔ بچہ جو پیدا ہوگا وہ پاک بچہ ہوگا اور وہ پاک بچہ خدا کا بیٹا ہوگا۔

قرآن میں یسوع مسیح کی معجزانہ پیدائش کی تصدیق۔

یسوع کی پاک اور بے لوث پیدائش کا بیان انجیل قرآن اور حدیث تینوں میں پایا جاتا ہے انجیل مقدس میں انجیلِ اوّل کے پہلے باب اور انجیل سوم کے پہلے اور دوسرے بابوں میں اِس پاک بے عیب بے نظیر اور معجزانہ پیدائش کا ذکر پایا جاتا ہے اور قرآن مجید میں سورۃ آل عمران میں یوں آیا ہے کہ "جب فرشتوں نے کہا کہ اے مریم اللہ نے تجھے چن لیا اور پاک کیا اور دُنیا کی ساری عورتوں میں سے منتخب کیا۔ اے مریم اپنے رَبّ کی حکم بردار ہوجا اور سجدہ کر اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کر، یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تجھ پر الہام کرتے ہیں تو اُنکے پاس نہ تھا جبکہ وہ قلم ڈال رہے تھے کہ ہم میں سے کون شخص مریم کا نگران ہو۔ تو وہاں نہیں تھا جبکہ وہ آپس میں جھگڑ رہے تھے۔ جبکہ فرشتوں نے کہا "اے مریم۔ اللہ تجھکو اپنے کلمہ کی بشارت دیتا ہے۔ جس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہے وہ دُنیا اور آخرت میں معزز اور مقربین میں سے ہے۔ وہ لوگوں سے پالنے میں اور پوری عمر میں کلام کریگا۔ اور وہ نیکوں میں سے ہوگا۔ اُس نے کہا اے میرے رب میرے لڑکا کیسے ہوگا مجھے تو کسی بشر نے ہاتھ تک نہیں لگایا وہ بولا کہ یوں ہی ہوگا۔ اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے وہ جب کسی کام کو کرنا چاہتا ہے۔ تو یوں کہہ دیتا ہے کہ ہوجا اور وہ ہوجاتا ہے۔ اور اللہ اُس کو کتاب اور حکمت، توریت اور انجیل کا علم عطا کرے گا۔ اور بنی اسرائیل کی طرف رسول کرکے بھیجے گا" (سورۃ آل عمران رکوع ۵ آیات ۴۲تا۴۹)

حضرت مریم کو جس کی پیدائش کی خبر دی گئی وہ اللہ کا کلمہ ہے انجیلِ مقدس میں انجیل چہارم کے پہلے باب کی چودھویں آیت میں یوں ہی لکھا ہے کہ کلمہ مجسّد ہوا تھا۔ انجیل میں یہ پایا جاتا ہے کہ حضرت یوحنا اصطباغی اُس کی تصدیق کریگا اور اُس نے اُس کی تصدیق کی تھی قرآن مجید میں بھی یوں ہی آیا ہے۔ یوحنا کے ذکر میں آیا ہے کہ" ذکریاہ نے بھی اپنے رب سے دُعا کی" اے میرے رب مجھکو اپنے ہاں سے پاک اولاد عطا کر بے شک تو دُعا کا سُننے والا ہے۔ پس اُسکو فرشتوں نے جبکہ وہ حجرہ کے اندر نماز میں کھڑا تھا آواز دی کہ اللہ تجھ کو یحییٰ کی بشارت دیتا ہے۔

"جو اللہ کے کلمہ کی تصدیق کرے گا" (سورۃ آل عمران رکوع ۴ آیات ۳۳-۳۴)۔

فرشتوں نے حضرت مریم سے کہا کہ خدا تجھے اس بات کی خوشخبری دیتا ہے کہ تیرے ہاں اللہ کا کلمہ پیدا ہوگا۔ حضرت مریم نے فرمایا کہ مجھے کسی مرد نے ہاتھ تک نہیں لگایا تو میرے ہاں لڑکا کیسے پیدا ہوگا۔ فرشتوں نے کہا کہ یوں ہی ہوگا۔ اسی طرح ہوگا۔ یعنی تجھے کسی مرد کے چھونے کی حالت میں تجھ سے لڑکا پیدا ہوگا۔ اسی حالت میں تجھ سے لڑکا پیدا ہوگا تجھے کوئی مرد نہیں چھوئیگا۔ اور تجھ سے وہ لڑکا پیدا ہوگا۔ اللہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو کہہ دیتا ہے کہ ہوجا پس وہ ہوجاتا ہے۔ پس یہ عجیب اور انوکھا کام قانونِ قدرت کے مطابق مرد کے ذریعہ سے نہیں ہوگا جس کے لئے خدا کو خاص طور پر ہوجا کہنے کی ضرورت نہیں بلکہ محض ہوجا کہنے سے ہوگا پس یہ پیدائش فوق الفطرت طریقے سے ہوگی

قرآن مجید کی اِن آیات میں معجزانہ اور باکرانہ پیدائش کے بارے میں دو ثبوت ہیں ایک تو یہ کہ فرشتوں نے کہا کہ اسی طرح ہو گا۔ اور دوسرے یہ کہ جب کسی کام کو خدا چاہتا ہے تب خدا کہتا ہے "ہو جا" تو وہ ہو جاتا ہے۔ دوسرا ثبوت یہ ہے کہ مسیح خدا کے ہو جانا کہنے سے ہو جائے گا۔ بذریعہ مرد ہرگز نہیں ہو گا۔

سُورۃ مریم میں یوں وارد ہوا ہے کہ "کتاب میں مریم کا ذکر کر جب وہ لوگوں سے الگ جا بیٹھی پورب کی جانب اور اُس نے اُن کی طرف سے پردہ کر لیا اور ہم نے اُس کی طرف اپنی روح کو بھیجا تو وہ اُس کے سامنے اچھا خاصا آدمی بن کے آیا۔ وہ کہنے لگی میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو نیکوکار ہے۔ وہ بولا میں تو تیرے ربّ کا بھیجا ہوا ہوں کہ تجھے ایک پاکیزہ لڑکا دے جاؤں۔ وہ بولی کہ بھلا میرے لڑکا کیونکر ہو گا۔ حالانکہ مجھ کو کسی آدمی نے نہیں چھوا اور نہ میں بدکار ہوں۔ بولا "اسی طرح سے" میرے ربّ نے کہا ہے کہ مجھ پر یہ "آسان" ہے اور ہم اُسے آدمیوں کے لئے "نشان" اور اپنی طرف سے رحمت بنائیں گے اور یہ کام ٹھہر چکا ہے پھر اُس نے اُس کو پیٹ میں لیا۔ اور اُس کو لے کر دُور مقام میں الگ جا بیٹھی اور دردِ زہ اُسے ایک کھجور کی جڑ کے پاس لے آیا۔ وہ بولی اے کاش "میں اس سے پہلے مر جاتی اور بھُولی بسری ہو جاتی" پھر اُس کے نیچے سے اُس کو آواز دی کہ غم نہ کھا۔ تیرے ربّ نے تیرے نیچے ایک چشمہ پیدا کر دیا ہے اور کھجور کے تنے کو ہِلا تو اُس سے تجھ پر تازہ کھجوریں گریں گی۔ اب کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی کر۔ اگر تو کسی بشر کو دیکھے۔ تو کہہ دینا کہ بے شک میں نے رحمٰن کے لئے روزہ رکھنے کی منت مانی ہے پس میں آج کسی سے ہرگز بات نہیں کروں گی

پھر اُس کو اپنی قوم کے پاس گود میں اُٹھائے ہوئے لائی۔ وہ بولے۔ "اے مریم! یہ تو تُو ایک عجیب شے لائی ہے۔ اے ہارون کی بہن! نہ تو تیرا باپ بُرا آدمی تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی اُس نے اُس کی طرف اشارہ کر دیا۔ وہ بولے گود کے بچے سے ہم کیونکر بات کریں وہ بولا۔ بیشک میں اللہ کا بندہ ہوں اُس نے مجھے کتاب دی ہے اور اُس نے مجھے نبی کیا ہے اور مجھ کو بابرکت بنایا ہے جہاں کہیں میں رہوں اور مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا جب تک کہ میں زندہ رہوں اور مجھ کو اپنی ماں کا تابع بنایا اور مجھے سرکش اور بدبخت نہیں کیا" (سُورۃ مریم رکوع ۲ آیات ۱۶ تا ۳۳)

قرآن مجید کے اس اقتباس میں بھی حضرت مریم نے فرمایا کہ میرے ہاں لڑکا کیونکر پیدا ہو گا۔ جبکہ مجھ کو کسی مرد نے نہیں چھُوا اور نہ میں بدکار ہوں۔ فرشتہ نے کہا کہ اسی طرح سے ہو گا یعنی نہ تجھے خاوند چھُوئیگا اور نہ تو بدکاری کرے گی کسی مرد کے اِس سے نہ چھُونے اور بدکاری نہ کرنے کی حالت میں تجھ سے لڑکا پیدا ہو گا۔ یعنی تجھ سے کنوارپن کی حالت میں لڑکا پیدا ہو گا۔

جب حضرت مریم اُس پاکیزہ بچے کو جننے لگی تو فرمایا کہ میں اِس سے پہلے مر جاتی اور بھُولی بسری ہو جاتی حضرت مریم نے یہ دردِ زِہ کے ناقابلِ برداشت ہونے کے باعث نہیں فرمایا تھا۔ عورتیں سخت درد سے بچے جنتی رہتی ہیں مگر یہ بات کبھی نہیں کہتیں۔ حضرت مریم کی اس بات کا دوسرا حصّہ پہلے حصّے کا مطلب بھی واضح کر دیتا ہے دوسرا حصّہ یہ ہے کہ میں بھُولی بسری ہو گئی ہوئی ہوتی۔ مجھے مرے ہوئے اتنا طویل عرصہ ہو چکا ہوا ہوتا کہ لوگ مجھے بھُول گئے ہوتے تو مجھ بھُولی بسری کو اب بدنام نہ کر سکتے۔ حضرت مریم نے یہ بات بدنامی کے ڈر سے کہی تھی۔ دردِ زِہ کی شدت کے ڈر سے نہیں

کہی تھی یہ بات بھی حضرت مریم کی کنوارپن کی حالت کو ثابت کرتی ہے کہ یسوع کی پیدائش کے وقت حضرت مریم باکرہ تھی حضرت مریم نے بدنامی کے ڈر سے یہ بات کہی تھی اور یہ بات سچ مچ واقع ہوئی تھی قرآن مجید کا اس واقعہ کو بیان کرنا ثابت کرتا ہے کہ یہ بات بدنامی ہی کے ڈر سے کہی گئی تھی اور یہ بات اس واقعہ کو بیان کرکے اس کی وضاحت کر دیتا ہے حضرت مریم کی قوم کے لوگوں نے کہا یہ تو تو ایک عجیب شے لائی ہے یعنی تیرا کوئی خاوند نہیں ہے تو یہ لڑکا کہاں سے آیا۔ لوگوں کے یہ کہنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ یوسف کو نہ حضرت مریم کا خاوند سمجھتے تھے اور نہ ہی یسوع کو یوسف کا بیٹا مانتے تھے۔ اسلامی لٹریچر میں حضرت مریم کے کسی خاوند کا ذکر نہیں وہ ایسی دائمی کنواری ماں مانی گئی ہے جس کا کبھی کسی سے نکاح نہیں ہوا تھا وہ پیدائش سے لیکر موت تک کنواری رہی نہ وہ کبھی بیوی بنی اور نہ بیوہ ہوئی۔ اسلامی لٹریچر میں خصوصاً قرآن مجید اور حدیث شریف میں یسوع کو ہمیشہ ابن مریم کہا گیا ہے ایک دفعہ بھی ابنِ یوسف نہیں کہا گیا، نہ حضرت مریم کی شادی کا ذکر ہے اور نہ خاوند کا۔

جب فرشتہ نے کہا کہ اسی طرح سے ہوگا یعنی نہ خاوند کے چھونے سے کیونکہ تیرا خاوند نہ ہے اور نہ ہوگا اور کسی غیر مرد کے چھونے سے بلکہ کنواری سے ہوگا۔ تو فرشتہ نے مزید یہ کہا کہ میرے رب نے کہا ہے کہ یہ مجھ پر آسان ہے۔ قدرتی طور پر بچہ پیدا کرنے کو آسان کہنا کوئی بہادری اور جوانمردی نہیں بلکہ مشکل اور ناممکن کو آسان ثابت کر دینا بڑی قدرت کا ثبوت ہے۔ بغیر مرد کے چھوئے بچہ پیدا ہونا آدمیوں کے نزدیک ناممکن ہے لیکن میرے لئے آسان ہے پس لفظ "آسان" سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس طریقہ سے بچہ پیدا ہونے کو ہے وہ عام آسان طریقہ نہیں بلکہ ایسا طریقہ ہے جو صرف خدا کے لئے آسان ہے یعنی بچہ قدرتی آسان طریقہ سے نہیں ہوگا بلکہ فوق الفطرت طریقہ سے ہوگا جو صرف خدا کے لئے آسان ہے

لوگوں کا یہ کہنا کہ نہ تیرا باپ برا آدمی تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی اس سے یہ مراد ہے کہ تو نے برا کام کیونکر کیا اس سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بچہ بغیر خاوند کے پیدا ہوا تھا۔ بچہ جب پیدا ہوا اس نے پہلے ہی روز یعنی اپنی پیدائش کے دن ہی کو یہ کہا کہ مجھ کو اپنی ماں کا تابع بنایا اگر اس کے ماں باپ ہوتے تو وہ کہتا کہ مجھ کو اپنے ماں باپ کا فرمانبردار بنایا جیسے کہ یوحنا یعنی یحیٰی کے بارے میں لکھا ہے کہ "وہ اپنے ماں باپ کا فرمانبردار تھا" (سورۃ مریم رکوع ۱ آیت ۱۴) مگر مسیح فرماتا ہے کہ مجھے اپنی ماں کا فرمانبردار بنایا جس سے ظاہر ہے کہ اس کی صرف ماں ہی ماں تھی باپ کوئی نہیں تھا یعنی وہ بلا باپ صرف ماں سے پیدا ہوا تھا لہذا قرآن مجید کی رو سے وہ کنواری مریم کا بیٹا تھا۔ یوسف کا بیٹا ہرگز نہیں تھا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ہم اسے آدمیوں کے لئے نشان بنائیں گے۔ وہ کس بات کا نشان بنایا جائے گا اسے کنواری سے پیدا کرکے اسے خدا کی قدرتِ مطلق کا نشان بنایا جائے گا۔ پس نشان بنائے جانے سے بھی اس کا کنواری سے پیدا کیا جانا ظاہر ہوتا ہے۔

سورۃ تحریم میں حضرت مریم کے بارے میں آیا ہے کہ "عمران کی بیٹی مریم جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی پھر ہم نے اس میں اپنی روح پھونکدی اور وہ اپنے رب کی باتوں اور اس کی کتابوں کی تصدیق کرتی رہی اور وہ فرمانبرداروں میں سے تھی" (سورۃ تحریم رکوع ۲ آیت ۱۲) جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی یعنی جو پاکدامن رہی۔ یہاں شرمگاہ کی حفاظت

کرنے سے کنواری رہنا مراد ہے ۔ یعنی جو کنواری رہی
جس میں کنواریوں والی پاکدامنی پائی جاتی رہی جس عربی
لفظ کا ترجمہ محافظت کی یا حفاظت کی ہے وہ یعنی
"اَحْصَنَتْ" ہے یہ لفظ صرف اُس حفاظت کے
لئے نہیں آتا جو خاوند والی عورت غیر مرد سے کرتی ہے
بلکہ ہر طرح کی حفاظت کے لئے آتا ہے یعنی خواہ کنواری
عورت اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور خواہ شادی شدہ
عورت غیر مرد سے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے ۔ یہاں
یہ لکھا ہے کہ عمران کی بیٹی مریم اپنی شرمگاہ کی حفاظت
کی یہ نہیں لکھا کہ یوسف کی بیوی مریم نے یا فلاں کی بیوی مریم
نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی یہاں اُسی قسم کی حفاظت
سمجھی جا سکتی ہے جو قرآن مجید کے دوسرے حصوں کے مطابق
ہو ۔ قرآن مجید کے دوسروں حصوں میں بہ صراحت اور بوضاحت
لکھا ہے کہ حضرت مریم کنواری رہی اور کنواری سے
مسیح پیدا ہوا ۔ پس ان بیانات کی مطابقت میں شرمگاہ
کی حفاظت کرنے سے کنوارپن کی حالت میں حفاظت
کرنا مراد ہے ۔ یسوع مسیح اور حضرت مریم کو خدا نے
ایک ہی نشان بنایا ۔ ملاحظہ ہو " ہم نے ابنِ مریم اور
اُنھی کی ماں کو نشان بنایا " (سورۃ مومنون رکوع ۳ آیت ۵۲)
خداوند یسوع مسیح اور حضرت مریم یسوع کی پیدائش کے *
ہم لئے خدا کی قدرتِ مطلق سے فوق الفطرت طور پر حاملہ ہوئی
اور یسوع مسیح کنواری مریم سے فوق الفطرت طور پر پیدا
ہوا ۔ وہ دونوں مسیح کی فوق الفطرت پیدائش
کے بارے میں دونوں ماں بیٹا خدا کی قدرتِ مطلق کا ایک
ایک ہی نشان ہیں ۔ یسوع مسیح کو سورۃ زخرف میں قیامت
کا نشان بھی کہا گیا ہے ۔ ملاحظہ ہو " وہ تو اُس گھڑی کا
نشان ہے " (سورۃ زخرف رکوع ۶ آیت ۶۱) اُس گھڑی

سے قیامت مراد ہے وہ قیامت کا نشان ہے اِسمیں
مسیح کے آسمان سے دوسری بار آنے کی طرف اشارہ ہے کہ
جب مسیح آسمان سے واپس آئے گا تو گویا اس بات کا نشان
ہو گا کہ اب قیامت کا وقت بالکل نزدیک ہے ۔
اسلامی عقیدہ کے مطابق مسیح قیامت سے کچھ عرصہ پہلے
آسمان سے واپس آئے گا ۔ پس مسیح دو نشان ہے ۔
ایک تو اپنی فوق الفطرت پیدائش کے لحاظ سے خدا کی
قدرتِ مطلق کا نشان ہے اور دوسرے اپنی دوسری
آمد سے قیامت کے بالکل نزدیک ہونیکا نشان ہے ۔
قرآن مجید میں مسیح کی باکرانہ پیدائش کا ایک ثبوت
یہ ہے کہ " بلاشک عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک آدم
کی مثال ہے جس کو اس نے مٹی سے بنایا اور کہا ہو جا تو
ہو گیا " (سورۃ عمران رکوع ۶ آیت ۵۲) ۔ آدم بغیر باپ
کے پیدا کیا گیا تھا مسیح بھی بغیر باپ کے پیدا کیا گیا ۔ اس بات
میں عیسیٰ آدم کی مثال ہے ۔ آدم نطفہ سے پیدا نہیں
کیا گیا تھا یسوع مسیح بھی کسی مرد کے نطفہ سے پیدا نہیں
کیا گیا تھا اس بات سے وہ آدم کی مثال ہے آدم کے بارے
میں خدا نے کہا ہو جا تو وہ ہو گیا ۔ عیسیٰ کے بارے میں
بھی کہا گیا کہ ہو جا تو وہ ہو گیا ۔ پس اس بات میں عیسیٰ
آدم کی مثال تھا پس آیت کا دوسرے مقاموں سے
مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام میں بھی مسیح
کے کنواری سے پیدا ہونے کی تعلیم دی گئی ہے ۔
صحیح بخاری کے تیرھویں سپارے میں بھی مسیح کے
کنواری مریم سے پیدا ہونا کا یعنی مسیح کی باکرانہ
پیدائش کا مفصل بیان پایا جاتا ہے ۔

* بارے میں دونوں ایک ہی نشان ہیں اور ایک ہی بات کا نشان ہیں وہ دونوں اِسبات کا نشان ہیں کہ حضرت مریم مسیح کی پیدائش کے ضمن

گیت

(بطرز:- لُولو! لُولو! املکرساوے)

(مرسلہ:- جناب فلپ ایل ڈین کھنّہ)

(از قلم جناب ریوزنڈ سسٹر میری بر تھا آف جینرس ہیڈ مسٹرس سینٹ کیتھرینز گرلز ہائی اسکول راولپنڈی پاکستان)

کورس:- ایک نیا حکم میں دیتا ہوں تم کو ٭ ایک دوسرے سے محبت رکھو!

آنکھ کے بدلے آنکھ نہ لو ٭ دانت کے بدلے دانت نہ لو
کبھی نہ بُرے سے بُرائی کرو ٭ بدلہ کبھی بھی نہ لو
دشمن کو تم پیار کرو ٭ ستانے والوں کو دعائیں دو
نام جو کرے بدنام اُسکو ٭ ہزاروں دعائیں دو
دل نہ کسی کا دُکھاؤ کبھی ٭ غصّے سے پیش نہ آؤ کبھی
اپنی زبان پر نہ لاؤ کبھی ٭ بیوقوف اور نالائق بھی
تم جو دعا کرنے جاؤ ٭ بھائی کو گر تم خفا پاؤ

اُلٹے قدم سے واپس جاؤ ٭ اور اُسکو مناکے آؤ
کبھی کسی سے جھگڑا نہ کرو ٭ ایکدوسرے کا کہا مانو
تم جھگڑے کو بُرا مانو ٭ اور بہت ہی بُرا جانو
کوٹ جو تجھ سے کوئی مانگے ٭ تو اُسکو کُرتا بھی دے
کبھی جو کوئی تجھ پاس آئے ٭ دامن بھرنے جاؤ!
تاکہ مقدسوں میں شامل ہو ٭ باپ کی مانند کامل ہو
اپنی صلیب کو لے کے اُٹھو ٭ یسوع کے پیچھے چلو!

پیغام

(از قلم ماسٹر فلپ ایل ڈین کھنّہ)
رنیالہ خورد، مغربی پاکستان)

● جب تک ہم اپنے سارے وسائل اپنی تعلیمی ترقی اور فنی تربیت پر صرف نہیں کرتے ہیں۔ تو!
یاد رکھئے کہ ہم اپنی تعمیر و ترقی میں اِسی طرح ہی محروم القسمت رہیں گے کہ جس طرح آج ہیں۔
اور ہم تا مدۃ العُمر اپنے پاؤں پر کھڑے نہ ہوسکیں گے۔
اسلئے لازم ہے کہ!
"اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم بھی اقبال مند اقوام کی طرح آزادی و ترقی کے ثمرات سے استفادہ کرسکیں"
کہ ہم اپنے باہمی مناقشات اور جھگڑوں سے ہم اپنی قوت کو ضائع کرنے سے گریز کریں۔
اور اپنی عظمتِ رفتہ کو از سرِ نو قائم کرنے اور اس کے لئے فضا کو سازگار بنانے کے لئے ایک
مضبوط و مستحکم وحدت کی شکل اختیار کرلیں۔
"خدائے قادر و کریم ہمیں اپنے اس نیک ارادے کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق
عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

صُلح کا شاہزادہ

(از کرسٹوفر سلوانو، ایم، اے)

"ہمارے لئے ایک لڑکا تولد ہوا۔ اور ہمکو ایک بیٹا بخشا گیا اور سلطنت اُسکے کندھے پر ہو گی اور اُس کا نام عجیب مشیر خدائے قادر ابدیت کا باپ سلامتی کا شاہزادہ ہو گا۔ (یعشیاہ ۹/۶)

یشعیاہ کی یہ نبوت مطالب سے پُر ہے اور اُس نے مسیح کے بارے میں اُس کی تعریف اس خوبی سے کی کہ اُسکی کتاب پُرانے عہد نامے کی انجیل کہلائی جا سکتی ہے۔ سات سو سال قبل اُس نے اُس بچے کے نام کی نبوت کی جو بیت الحم میں پیدا ہونے والا تھا جسکا نام عجیب ..... صُلح کا شاہزادہ ہو گا۔ اُس آنسوؤں کی وادی میں جہاں اسقدر شور و غل مچایا جاتا ہے۔ اُسکے نام پر دھیان کرتے ہوئے جتنا ہم اُسکے بارے میں سیکھتے ہیں۔ اتنا ہی زیادہ ہمارا تعجب بڑھتا جاتا مخلوقات کے ذریعہ جتنا زیادہ خدا کا عکس ظاہر ہوتا ہے۔ اتنا ہی اُس کے بارے میں ہمارا استعجاب بڑھتا ہے۔ اسلئے یسوع مسیح کے بارے میں جو باپ کا کامل عکس ہے، جو مجسّم خدا ہے، جو انسانوں میں رہا۔ ہمارا تعجب روز افزوں ہے۔ کوئی تعجب نہیں کہ یسوع مسیح کی پیدائش سے آسمان کے لوگ بھی متحیّر ہوئے ہوں۔ اِسلئے فرشتے آکر انسانوں کو جتانے لگے کہ جائیں اور اپنے نجات دہندہ کو تلاش کریں۔ ان الفاظ کے ذریعہ:۔

"دیکھو میں تمہیں بڑی خوشی کی بشارت دیتا ہوں۔ ساری اُمت کے واسطے ہو گی۔ کہ آج داؤد کے شہر میں

تمہارے لئے ایک منجی پیدا ہوا ہے یعنی مسیح خداوند... زمین پر اُن آدمیوں میں جن سے وہ راضی ہے صلح" (لوقا ۲/۱۴) فرشتوں نے یہ خوشخبری سادہ لوح آدمیوں کو دی تاکہ وہ یہی پیغام دوسروں تک پہنچائیں۔ وہ گئے اور رات کے اندھیرے میں انھوں نے اپنے نجات دہندہ کو تلاش کیا جو اگرچہ ایک چھوٹے بچے کی شکل میں دُنیا پر ظاہر ہوا۔ تو بھی یہ واقعہ اُس کی عجیب قدرت کا ایک ثبوت تھا۔

یہ بچہ اپنی محبت میں بھی عجیب تھا۔ نہ صرف اس محبت میں جو وہ انسانی ذات سے کرتا ہے بلکہ اس محبت میں بھی جو وہ دوسروں میں پیدا کرتا ہے۔ ۱۹۶۶ برس سے شہید لوگ اپنے خون سے اُسکا نام لکھتے آرہے ہیں اسلئے کہ وہ محبت جو اس بچے نے اُن کے دلوں میں پیدا کی موت پر بھی غالب آئی۔ اُس نام کی محبت پشت در پشت ہر انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے جس نے اُسکو سُنا ہے اُس نام میں محبت کی عجیب تاثیر ہے۔ اُسکا نام عجیب ہوگا نہ صرف اس لئے کہ اس کا مطلب نجات دہندہ ہے۔ بلکہ اس لئے بھی کہ اُسکے ذریعہ سے ہم نجات پائیں گے۔ "اور کسی دوسرے کے وسیلہ سے نجات نہیں، کیونکہ آسمان کے تلے آدمیوں کو کوئی دوسرا نام نہیں بخشا گیا جسکے وسیلہ سے ہم نجات پا سکیں" (اعمال ۴/۱۲) ہم زندگی میں بہت سے لوگوں کے نام لیتے ہیں لیکن اتنی قدر کسی نام کی نہیں کریں گے۔ جتنی اس نام کی جسکے ذریعہ ہمارے لئے آسمان کے دروازے کھلتے ہیں۔

اور اُسکا نام صلح کا شاہزادہ ہوگا۔ کرسمس کے تہوار کا تمام مقصد دل کی سلامتی ہے یہ فرشتہ کی خوشخبری کا ایک حصہ ہے مگر اسکو دوسری بخششوں سے علیحدہ نہیں سمجھنا چاہیئے۔ دل کی سلامتی خدا کی سب سے بڑی بخشش ہے مگر ضرورت ہے کہ انسان اس بخشش کی قدر کرے اور اُسکی حفاظت کرے۔ اس بخشش کی حفاظت کے لئے راستبازی اور محبت کی ضرورت ہے۔ سلامتی پھل ہے اُس کوشش کا جو انسان خدا کے جلال کے لئے اور اپنے پڑوسی کی خدمت کے لئے کرتا ہے۔ ہم نے اس سلامتی کی حفاظت کے لئے کتنی کوشش کی ہے؟ دُنیا میں سلامتی کے حصول کی راہ میں کتنی رکاوٹیں اور مشکلات حائل ہیں ہر جگہ جبر و تشدد، اور خونریزی و گناہ دکھائی دیتے ہیں۔ یہ سب کچھ دیکھکر نیک نیت لوگوں کے دل مغموم ہوتے ہیں کہ لوگ صلح کے شاہزادے کو قبول نہیں کرتے۔ اگر انسان صلح کے پیغام کو نہ سمجھے تو اس کے لئے مسیح کا آنا بیکار ہے۔ ان لوگوں کے لئے کرسمس کا تہوار منانے سے کیا حاصل؟ مقدس کلام میں صلح کا لفظ پانچسو مرتبہ آتا ہے۔ یسوع مسیح کی پیدائش کے موقع پر فرشتے انسان کو صلح کا پیغام دیتے ہیں۔ اپنے پھر جی اُٹھنے کے بعد یسوع مسیح خود اپنے رسولوں پر ظاہر ہو کر کہتا ہے:۔

"تم پر سلامتی ہو" جب اپنے رسولوں کو انجیل کی تبلیغ کی ہدایت دیتا ہے تو ان الفاظ میں انکو رخصت کرتا ہے۔ "جس گھر میں داخل ہو پہلے کہو کہ اس گھر کی سلامتی ہو۔ اگر وہاں کوئی سلامتی کا فرزند ہوگا۔ تو تمہارا سلام اس پر ٹھیریگا نہیں تو تم پر لوٹ آئے گا۔" (لوقا ۱۰/۵) حقیقت میں انسان کی سب سے بڑی کوشش صلح کی تلاش ہے۔

یسوع مسیح نے واضح طور پر کہا "میں تمہیں اطمینان دیئے جاتا ہوں۔ اپنا اطمینان تمہیں دیتا ہوں جس طرح دُنیا دیتی ہے۔ میں تمہیں اُس طرح نہیں دیتا"۔ (یوحنا ۱۴/۲۷) اسطرح کی صلح پیدا کرنے کے لئے ہمیں اپنے دل سے شروع کرنا چاہیئے۔ اُسمیں سے وہ تمام باتیں دور کرنا چاہیئے جن سے آزمائش گناہ پیدا ہوتے ہیں۔ وہ باتیں جن سے ہم اپنے پڑوسی اور خدا کے دشمن بن جاتے ہیں۔ انکو دور کرنا چاہیئے

یعنی ہم لوگوں کو خدا کے حکم پر ایسے چلنا چاہیئے کہ ہمیشہ گناہ
کے مواقع سے دور رہیں۔ ہمیں اپنے دل سے ہر طرح کی
خود غرضی اور دنیاوی خوشی کو نکالنا چاہیئے تاکہ اپنے نفس
پر قابو رکھ سکیں۔

اگر ہم خداوند یسوع مسیح اور اسکی کلیسیا کے سچے ممبر
ہونا چاہتے ہیں تو ہمکو ہمیشہ صلح کا متمنی اور اسپر کاربند رہنا
چاہیئے۔ مقدس فرانسس اسیسی کی زندگی کے نمونہ کو اپنانا
چاہیئے اور اس کی دعا کو بھی "اے خداوند مجھے اپنی صلح کا
ایک ذریعہ بناؤ" یہ نیک ارادہ صرف اس مضبوط ایمان
اور امید سے پورا ہو سکتا ہے جو حقیقی محبت سے پیدا ہوتا
ہے جب ہم اپنی روزانہ زندگی میں یاد رکھیں گے "ہمارے
لئے ایک لڑکا تولد ہوا جو یسوع مسیح ہے اور اسکا نام عجیب اور
صلح کا شاہزادہ ہے"

(ناظرین کو عید ولادت مبارک ہو)

"شہیدانِ یوگنڈا" ------- قسط (دہم)

"شہادت میں اتحاد"

(جناب فادر امید یوسف او۔ ایف۔ ایم۔ کیپ) سہارنپور

● جملہ مسیحیوں کو خواہ وہ کاتھولک تھے یا پروٹسٹنٹ
یکساں طور پر اذیت و سزائیں دیجاتی تھیں۔ بادشاہ کے
خدمتگاروں میں اینگلیکن لوگوں کی تعداد تقریباً اتنی ہی
تھی جتنی کہ کاتھولک لوگوں کی۔ صبر و استقلال میں دونوں
ہی ثابت قدم رہے۔ کبھی کبھی ایک ہی خاندان کے کچھ افراد
پروٹسٹنٹ ہوتے اور کچھ کاتھولک۔ برونو سیرونکو کا بھائی
الیگزنڈر کدو کو تھا جو کیتی صوبہ کا حکم اعلیٰ تھا جب اس کو
معلوم ہوا کہ کچھ کاتھولک لوگ قید کئے گئے ہیں تو وہ خود بھی
دربار میں آیا اور کہا "میں بھی مسیحی ہوں" اور اسطرح وہ
بھی اپنے بھائی برونو اور دوسرے مسیحیوں کے ساتھ شہید
ہو گیا۔ دانی ناکا باندہ جو ملکہ کا سب سے بڑا خانساماں تھا اس
نے خود ہی اپنے آپکو شہادت کے لئے پیش کر دیا۔ اسی طرح
البرٹ مونیاگابیا بجو جو شاہی محل کے دروازوں کا محافظ
تھا وہ بھی کلیسیا کا سرگرم ممبر تھا جب وہ لوگوں کو مسیحی تعلیم
دے رہا تھا تو سپاہی اسے قید کرنے کی غرض سے اس کے
پاس جانے لگے لیکن وہ لوگ جانتے تھے کہ دروازے کے
پیچھے ایک بندوق رکھی ہے جس سے وہ خائف تھے۔ اور
پیشقدمی کرتے ہوئے ہچکچا رہے تھے۔ اس نے ان سے کہا!
گھبراؤ نہیں میں بندوق کا استعمال نہ کرونگا۔ جب سپاہی
لوگ وہاں پہنچے تو اس نے ان سے کہا کہ مجھے کچھ دیر کی مہلت
دو تاکہ میں اپنا سفید لباس پہن لوں۔ اس کی خواہش تھی کہ
بوقتِ شہادت وہ بھی اندریاس کاگوا کی طرح اپنے بہترین
کپڑوں کا استعمال کرے کیونکہ وہ اپنی جان خداوند یسوع
مسیح کی خاطر قربان کرنے جا رہا تھا۔ دربار میں پہنچا تھا کہ بلانے
پر جب بادشاہ نے اس سے پوچھا "کیا تم بھی دعا کرتے ہو؟"
تو اس نے نہایت دلیری کے ساتھ جواب دیا۔ "جی ہاں میں بھی
دعا کرتا ہوں" بادشاہ اس کے اس جواب سے نہایت خشمناک ہوا
اور ایکدم حکم صادر کیا کہ اسے بھی نذرِ آتش کر دیا جائے۔

فریڈرک کیزا ایک نہایت ہی دلیر مسیحی تھا جب بادشاہ
کے بھیجے ہوئے آدمیوں نے اس کو بھاگ جانے کی صلاح دی تو
وہ وہاں سے نہ ہلا۔ جلادوں نے اسے جلانے سے پیشتر اس کا
سر ہتھوڑی سے پھوڑ دیا۔ ایک اور شخص نوئلالا کاگا نامی تھا
جو بادشاہ کے لوہاروں کا سردار تھا۔ وہ ایک پروٹسٹنٹ
مسیحی تھا اس نے کچھ درباری اپنے گھر میں چھپا رکھے تھے جب
وہ لوگ کچھ خائف نظر آئے تو وہ انکو سمجھاتے ہوئے کہتا "گھبراؤ

نہیں کیونکہ ہم لوگ مذہب کی خاطر شہید ہونے کو ہیں"۔ جب جلاد اسے قید کرنے کو آئے تو انھوں نے تو کو نہایت مطمئن پایا۔

اس کے علاوہ اور بھی بہت سے پروٹسٹینٹ لوگ تھے جو اپنے ایمان کی وجہ سے بہت زیادہ زدوکوب کئے گئے تھے اُن میں سے ایک الیاس تمبو نامی شخص تھا جو کہ سمولہ کا حاکم تھا۔ وہ ان زخموں کی تاب نہ لاکر اس جہان فانی سے رخصت ہو گیا۔

ناظرین معلوم کرنا چاہیں گے کہ شہید کس کو کہتے ہیں؟

ہم جواباً عرض کریں گے کہ مسیحی شہید وہ ہے جو سچی ایمان اور الٰہی شریعت کی تعمیل میں اپنی مرضی سے اپنی جان قربان کرتا ہے جو بھی مسیحی، خواہ کاتھولک تھے یا پروٹسٹینٹ اور ایذارسانی کے ذریعہ مارے گئے۔ اُن کو یقین تھا کہ اُنھوں نے یسوع مسیح کا سچا مذہب قبول کیا ہے اور اُنھوں نے اپنی موت کے ذریعہ گواہی دی کہ وہ خداوند یسوع مسیح کی تعلیم کو مانتے تھے اسطرح وہ لوگ شہید مانے جاتے ہیں۔ شہید کا رتبہ اُن سب لوگوں کو نہیں دیا گیا جو ایذارسانی کے دوران مارے گئے تھے کلیسیا نے ہر ایک شہید کے بارے میں نہایت چھان بین کرنے کے بعد ہی اُن کا نام شہیدوں کی فہرست میں درج کیا ہے۔ اِس طرح کل ۲۲ شہید ایسے ہیں جن کے بارے میں کلیسیا نے اعلان کیا ہے۔

۲۶ مئی ۱۸۸۶ء کی دوپہر کو جونہی جلادوں نے اپنا دوپہر کا کھانا وغیرہ سے فراغت حاصل کی تو ان ہی اُن کا سردار موکاجانگا بادشاہ کے حکم کی تعمیل کے لئے تیار ہو گیا اسی دوران دو اور مسیحی نوجوان اِن جلادوں کے پاس پہنچائے گئے اُن کا نام تھا پونسیان اور ایری وا وانوو۔ موکاجانگا نے پونسیاں سے کہا کہ مجھے حکم ہے کہ تمام مسیحیوں کو تہہ تیغ کر دوں اس لئے ہم نے دریافت کیا تھا کہ کیا تم بھی مسیحی ہو؟ اُسپر اُس نے کہا بیشک میں مسیحی ہوں۔ جلادوں نے کروانا نگو سے بھی دریافت کیا۔ کیا تم بھی وہ مکاسہ ہو جو مسیحیوں کے ساتھ دعا کیا کرتا تھا؟ اُس نے بھی نہایت دلیری سے جواب دیا۔ ہاں میں بھی وہ ہوں۔ جلادوں نے اُسے بھی دوسرے کے ساتھ قتل کرنے کے لئے کھڑا کیا۔ اسپر مکاسہ نے اُنکا شکریہ ادا کیا۔ اور دیگر مسیحیوں کی طرف دیکھکر کہا اے عزیزو میں تمہیں دیکھکر نہایت ہی خوش ہوں مجھے ڈر تھا کہ کہیں آپ لوگ مجھ سے فراموش نہ کر دیں۔ شہیدوں کے چہروں کے اوپر رونق اور خوشی تھی۔ گیاویرا جو زخمی ہو چکا تھا وہ مکاسہ کے پاس آیا تو اُس سے یوں مخاطب ہوا "دوست تجھے دیکھکر میں بہت ہی خوش ہوں" (خدا مبارک ہو) اب ہم مسیح کی خاطر جام شہادت پئیں گے۔ رسیوں سے بندھے ہوئے یہ قیدی مقام نامو گونگو کی جانب روانہ ہوئے جو کہ اس جگہ سے ۲۸ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع تھا اس مقام کا چناؤ اس لئے ہوا تھا کیونکہ یہاں پر پہلے سے ہی ایسے لوگوں کو قتل کیا جاتا تھا جو شاہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے یا جو بہت ہی اعلیٰ عہدیدار ہوا کرتے تھے۔ اور ان مسیحیوں میں زیادہ تر لوگ ایسے ہی تھے جو کہ یا تو شاہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے یا اعلیٰ عہدیدار تھے۔ روایت کے مطابق جب قیدیوں کی تعداد زیادہ ہوئی تو ان میں سے کچھ کو راستے ہی میں تہہ تیغ کر دیا جاتا تھا۔ اِسی طرح راستے میں جب کسی دیوتا کی مورت کے پاس سے گزرتے تو بھی ایک آدھ کو اُس کی بھینٹ کر دیا جاتا۔ اِس کے علاوہ بعض اوقات صرف لوگوں میں خوف و ہراس پھیلانے کی غرض سے ہی کچھ لوگوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا جاتا تھا جب یہ قافلہ شاہی محل کی طرف سے گزر رہا تھا پونسیاں نے آگے بڑھ کر نمسکار کر دیا۔ اور چلا کر کہا کہ میں اعلان کرتا ہوں کہ میں مسیحی ہوں سو مجھے تو یہیں قتل کر دو۔ کیا یہاں کی موت اور

نامو گونگو کی موت میں کچھ فرق ہے؟ موکا جانگانے اس کے پاس آکر طنزاً کہا کیا تم دعا کرتے ہو۔ اس نے کہا ہاں میں دعا کرتا ہوں پھر بھی موکا جانے اس سے پوچھا کیا یہ سچ ہے کہ تم مسیحی مذہب پر چلتے ہو؟ تو پول نسیاں نے دلیری کے ساتھ اعلان کیا کہ ہاں میں مسیحی مذہب کا پیرو کار ہوں تب موکا جانگانے اسکے سینے کو تلوار سے چھید دیا۔ وہ منہ کے بل گرا اور جان بحق ہوا۔ ایک اور نوجوان دانی نا کا بانڈہ تھا اس نے بھی چلا کر کہا کہ مجھے بھی اسی طرح قتل کر دیا جائے لیکن جلاد نے ان کی بات کا جواب نہ دیا۔ دانی ایک پروٹسٹنٹ مسیحی تھا۔ اس وقت قیدیوں کی کل تعداد ۴۳ تھی کاتھولک کے علاوہ ۹ پروٹسٹنٹ بھی تھے ایک ساتھ سات آٹھ غیر مسیحی بھی تھے اور ایک مسلمان کیونکہ بادشاہ کا حکم تھا کہ وہ سب لوگ مارے جائیں جو دعا کرتے ہیں۔

مذہب کا جلاد لوگ امتیاز نہیں کر سکتے تھے۔ سفر لمبا تھا جب وہ راستے میں گروہوں میں ہو کر جا رہے تھے تو زنجیریں جو ان کے جسم میں پیوست ہوتی جا رہی تھیں (ان کی اذیت میں نہایت اضافہ کر رہی تھیں۔ تو بھی انھوں نے کوئی شکایت نہیں کی آپس میں یہ لوگ دو گروہوں میں منقسم تھے کچھ لوگ ان میں سے ایسے تھے جنہوں نے چارلس لوانگا سے بپتسمہ حاصل کیا تھا۔ دوسرے قیدی ان سے کہنے لگے ہمیں ڈر تھا کہ کہیں تم ایمان سے منکر نہ ہو جاؤ" وہ لوگ جواباً فخریہ کہہ رہے تھے کیا ہم نے اپنے آپکو مسیح کے حوالے نہیں کیا جو ہم منکر ہو جائیں۔ جلاد لوگ ان باتوں سے بہت متاثر تھے اور کہتے تھے "یہ مسیحی لوگ عجیب ہیں۔ دوسرے قیدی روتے ہوئے موت کی طرف بڑھتے ہیں مگر یہ قیدی مسکراتے ہوئے اور حمد گاتے ہوئے موت کو گلے لگاتے جا رہے ہیں

(باقی آئندہ)

فیض رواں ہو تم

(جناب سردار لکھنوی)

رعنائی بہار و گل و گلستاں ہو تم!
یہ واقعہ ہے رونق بزم جہاں ہو تم!

بجھتی رہی ہے جس سے زمانے کی تشنگی
وہ چشمۂ عنایت و فیض رواں ہو تم!

ہر دل میں عکس نور جمال مسیح ہے
ہو ساکن قلوب مگر لامکاں ہو تم!

ہو رازدان و قادر مرگ و حیات تم
فرمانروا و ہادی کون و مکاں ہو تم!

تم پر ہے تا بہ ارض و سموات کا مدار
دنیائے ممکنات کی روح رواں ہو تم!

دور خزاں میں جس نے بچائی چمن کی لاج
اس گلشن جہاں کے وہی باغباں ہو تم!

قوموں کو تا بہ حشر تری احتیاج ہے
سالار و میر قافلہ و کارواں ہو تم!

کب سے تڑپ رہی ہے جبین نیاز مند
دیوانہ وار پھرتا ہوں بولو کہاں ہو تم!

تکتے رہے ہیں غیر بھی چھپ چھپ کے آپکو
ہر چند دوستوں کے دلوں میں نہاں ہو تم

نازاں رہے گا جس پہ زمانہ ابد تلک
عشق و وفا کی ایسی حسیں داستاں ہو تم

رکھ لی جہاں میں تم نے شکستہ دلوں کی لاج
بیشک ہر ایک پیر و جواں کی اماں ہو تم

سردار یہ کرشمۂ فیض مسیح ہے!
رشک سخنوراں و شیریں بیاں ہو تم!

بڑے دن کا مہمان

(جناب منظور لیوک سہارنپور)

پرانے زمانے میں ایک چھوٹے سے گاؤں میں ایک موچی رہا کرتا تھا وہ دن بھر اپنے گاؤں والوں کی جوتیاں مرمت کرتا تھا۔ گو یہ موچی غریب اور بوڑھا تھا۔ لیکن وہ لوگوں کے ساتھ نہایت مہربانی سے پیش آتا اور جب لوگ اُس کے پاس اپنی جوتیاں مرمت کروانے کے لئے لاتے تو اُس کی نرم مزاجی سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے۔

بڑے دن کا موقع ایک ایسا موقع ہوتا ہے جبکہ خاندان والے ایک دوسرے کے نزدیک تر ہوتے جاتے ہیں اور اسطرح ایک دوسرے کیساتھ بڑے دن کی خوشیاں مناتے ہیں۔ لیکن اس بچارے موچی کا کوئی بھی تو رشتہ دار نہ تھا جو کہ اُسکے پاس آتا اور وہ اپنے بڑے دن کو اُسکے ساتھ گزارتا۔

بڑے دن کی صبح کو لوگ خوشی میں پھولے نہیں سما رہے تھے سب اپنے اپنے دوستوں کے ساتھ ملاقات کرنے کے لئے ایک دوسرے کے گھر جا رہے تھے اس موچی کے چند پڑوسیوں نے سوچا کہ بچارہ موچی تنہا ہے بہتر ہے کہ اُس کے گھر بھی ہو آئیں۔ لیکن جب وہ لوگ اُس کے گھر گئے تو اُن کے تعجب کی انتہا نہ رہی کہ اس کا گھر بھی نہایت نفاست کے ساتھ سجا ہوا تھا اور وہ بوڑھا موچی نہایت خوش تھا۔ اُنھوں نے اُس سے پوچھا کیا تمہارے ہاں کوئی مہمان آنے والا ہے؟ اُس نے کہا ہاں! رات میں نے خواب میں خداوند مسیح کو دیکھا اور اُس نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ خود آج میرا مہمان ہوگا۔ اس لئے میں بہت خوش ہوں وہ لوگ اُس کے اس بیان پر خوب ہنسے اور اُسکے گھر سے باہر چلے گئے۔ باہر جا کر لوگوں کو اس بات کے بارے میں بتایا۔

جب وہ لوگ باہر چلے گئے تو یہ بچارا موچی خداوند یسوع کے انتظار میں اپنی کھڑکی میں جا بیٹھا۔ اُسے راہ دیکھتے دیکھتے ایک عرصہ ہو گیا۔ اُس کے دل میں خیالات موجزن تھے کہ جب خداوند آئیں گے تو کس طرح وہ اُن کے پیر دھوئیگا کسطرح وہ اُس کے ہاتھوں کو بوسہ دیگا اور کس طرح وہ اُس کے ساتھ روٹی کھائے گا۔ جبکہ وہ کھڑکی کے پاس بیٹھا ہوا یہ باتیں سوچ ہی رہا تھا۔ تو ایک بھکاری اُس کی کھڑکی کے پاس سے گذرا۔ اُس موچی نے دیکھا کہ وہ بھکاری نہایت ہی نحیف ہے غریب ہے اور سردی کے مارے ٹھٹھر رہا ہے اُس رحمدل موچی سے نہ رہا گیا اور اُس نے ایکدم اُسے بلایا۔ اور کھانے کو دیا، کچھ کپڑا اور ایک جوڑا جوتا بھی دیا۔ کیونکہ اُسکے پیر بھی سردی سے اکڑ رہے تھے۔ ابھی وہ بھکاری جانے بھی نہ پایا تھا۔ کہ اُس موچی نے ایک غریب بوڑھی عورت کو لکڑی کے گٹھے کو لاتے ہوئے دیکھا وہ دوڑا دوڑا گیا اور اُس کے گٹھے کو اٹھا کر ایک طرف رکھدیا اور اُس عورت کو بھی کچھ کھانے کو دیا۔ اور جب اُس عورت نے تھوڑا آرام کر لیا تو موچی نے اُس کے لکڑی کے گٹھے کو اُٹھانے میں مدد دی اور رخصت کر دیا۔

وہ پھر سے اپنی کھڑکی کے پاس آ بیٹھا اور مسیح کے آنے کا انتظار کرنے لگا۔ ابھی تھوڑا عرصہ ہی بیتا تھا کہ اُسنے ایک بچے کے رونے کی آواز سنی۔ جب وہ اپنا دروازہ کھولکر باہر گیا تو دیکھا کہ ایک بچہ برف میں اِدھر اُدھر

کھویا ہوا ابھر رہا ہے وہ اُسے گھر لے آیا۔ اور گرم دودھ پینے کو دیا اور تسلی بخش باتیں کیں اس طرح بچے کو تھوڑا سکون نصیب ہوا اُس نے بچہ کو اُس کی ماں کے پاس پہونچا دیا۔

وہ پھر اُسی کھڑکی کے پاس آکر انتظار کرنے لگا۔ لیکن وہ مہمان جس کا اُسے انتظار تھا ابھی تک دکھائی نہ دیا۔ سورج ڈوب رہا تھا اور سردیوں کا یہ دن دھیرے دھیرے اندھیرے کی گود میں جا رہا تھا۔ جب وہ بہت ہی اندھیرا ہو گیا تو یہ بچارا موچی دکھ نالوں ہو گیا۔ اور کہنے لگا۔ اے خداوند مجھے کس وجہ سے میرے غریب خانے پر آنے میں دیری ہوئی؟ چاروں طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ لیکن جب وہ موچی دعا کو تھا تو اس خاموشی کو چیرتی ہوئی ایک میٹھی آواز اُس کے کانوں میں پہنچی اے نیکدل تو نہ گھرا۔ کیونکہ میں تین دفعہ تیرے دروازے پر آچکا ہوں۔ پہلی دفعہ میں ایک بھکاری کی صورت میں آیا۔ دوسری دفعہ ایک غریب عورت کی صورت میں اور تیسری دفعہ ایک بچے کی شکل میں آیا۔ تو نے ان تینوں کی خدمت کی۔ گویا۔ آج کے دن ہی میں تین دفعہ تیرا مہمان رہا اور تو میرا نہایت مہربان میزبان!!!

فادر پیو اپنے مقدس زخموں کے ساتھ!

(قسط چہارم)

(جناب منظور لیوک سہاہسیہ نور)

ایک دن ایک نوجوان فادر پیو کے پاس ویسٹری میں گیا۔ (وہ جگہ جہاں عبادت کے لباس رکھے جاتے ہیں) ویسٹری اعتراف کرنے والوں سے بھری ہوئی تھی نوجوان نے فادر سے کہا! فادر میں اعتراف کرنا چاہتا ہوں۔ فادر پیو نے اُس کی طرف دیکھا اور اس کو ملامت کیا جس پر نوجوان چلا گیا۔ ایک درویش نے جو فادر پیو کیساتھ رہتا تھا اس سلوک پر تعجب کرتے ہوئے اُن سے پوچھتا ہے کہ فادر آپ نے اتنے سخت الفاظ اس لڑکے سے کیوں کہے؟ فادر پیو نے جواب دیا اگر میں ایسے الفاظ نہ کہتا تو وہ ہمیشہ کے لئے لعنتی بن جاتا۔ اس لئے کہ وہ آدمی زنا کار ہے۔ میرے الفاظ سے وہ فائدہ اُٹھائے گا۔ اور ضرور لوٹ کر واپس آئے گا۔ اگر میں ایسا نہ کہتا تو وہ شخص اپنی افسوسناک حالت پر نہ پچھتاتا اور نہ ہی آگے کے لئے اصلاح کا ارادہ کرتا۔ لہذا میں اسکے واسطے معافی کے کلمات نہیں پڑھ سکتا تھا۔ سو ایسا ہی ہوا کچھ دن بعد یہ شخص بالکل تبدیل ہو کر پھر سے اعتراف کرنے کے لئے آیا۔ وہ ایک بچے کی طرح اپنے گناہوں پر رو رہا تھا۔ فادر پیو نے مسکراتے ہوئے اُسے گلے سے لگایا۔ جیسے کہ مُسرف بیٹے کو اُس کے باپ نے گلے سے لگایا تھا۔ فادر پیو نے اس سے کہا۔ دیکھو میرے بیٹے اب ہمارا نجات دہندہ تم سے بہت خوش ہے کوئی شک نہیں اس نوجوان کو اپنے گندے تعلقات کو منقطع کرتے وقت نہایت مشکل پیش آئی ہو گی۔ فادر نے اس بات کو جانتے ہوئے بڑی مہربانی کیساتھ بات چیت کی۔ نوجوان اعتراف گاہ سے اُٹھ کر بہت خوش نظر آ رہا تھا۔ اور اس کا اپنی زندگی کی اصلاح کرنے کا مصمم ارادہ ہو چکا تھا۔

اسی طرح کچھ اور اعتراف کرنے والوں کو فادر پیو انکار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ پہلے جاؤ اور اپنے صحیح بندوبست کر کے آؤ۔ اُن کو معلوم ہے کہ یہ اشخاص ضرور واپس آئیں گے۔ اسلئے کہ اس انکار کا اثر لوگوں پر بہت

گہرا ہوتا ہے یہ لوگ اپنے بُرے نمونے یا بُرے تعلقات کو چھوڑ کر فادر پیو کے پاس واپس جاتے ہیں۔ اور اُن کے دلوں کو تسلی مل جاتی ہے۔ ایسی مثالیں لاتعداد ہیں۔

ایک آدمی نے اقرار کیا کہ فادر پیو نے اُس کی آنکھیں کھولدیں جب اُسکو اُنھوں نے ایک دشمنی کے بارے میں آگاہ کیا تھا جو کئی برسوں سے وہ اپنے پڑوسی کے لئے اپنے دل میں رکھتا تھا اسکو سب سے پہلے اپنے دشمن سے صلح کرنے کے لئے بھیجا اور تب اُنھوں نے معافی کا کلمہ بولا۔ اگرچہ فادر پیو اُس کی دشمنی کے بارے میں جانتے تھے۔ لیکن اس سے پیشتر وہ اُس آدمی سے بالکل ناواقف تھے۔

شہر مودینا سے ایک آدمی آیا۔ فادر پیو نے اُس سے کہا کہ وہ اپنے گناہوں کا اقرار اچھی طرح سے یاد کرے کیونکہ جب وہ کار صاف کر رہا تھا تو اُس کے ہاتھ سے ایک رینچ گرا تو اُس نے ایک بہت بڑا کفر بکا تھا۔ وہ آدمی یہ سنکر نہایت شرمندہ ہوا۔ فادر پیو نے یہ بات ایسے کہی گویا وہ بھی اُس موقعہ پر وہیں موجود تھے

ایک عورت جو اپنے اعتراف میں اور گناہوں کو یاد نہیں کر سکتی تھی۔ اُسسے بھی فادر پیو نے کہا "جلد ہی فلاں تالاب کے پاس جاؤ اُسکے پانی میں دیکھو اور واپس آجاؤ جیسے ہی اُس عورت نے اُس تالاب میں اپنے اُس بچے کو دیکھا جس کو اُسنے ۱۰ سال پیشتر مار کر تالاب میں ڈالدیا تھا۔ وہ نہایت پشیمان واپس آئی اور اپنے گناہوں کا اقرار کیا۔

ایک دفعہ ایک ڈراونا واقع ہوا۔ ایک خونی آدمی جسکا ضمیر اُسے برابر پریشان کرتا رہتا تھا۔ ایک دن فادر کے اعتراف گاہ پہنچ گیا۔ یہ اُمید کرتے ہوئے کہ اُسے اسطرح سے دل کی تسلی حاصل ہوگی۔ اُس نے اپنی زندگی کے کئی گناہوں کے بارے میں اعتراف کیا۔ مگر نہیں اتنی ہمت [illegible] کہ اُس خون

کے جرم کا اعتراف بھی کرے۔ اس نامکمل اعتراف کے بعد وہ خاموش ہو گیا اور فادر پیو بھی خاموش رہے۔ دونوں اُس بڑے گناہ سے واقف تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد فادر پیو نے اُٹھکر اُس کو بنچ میں بٹھایا جہاں دوسرے آدمی بیٹھے ہوئے تھے اچانک اُس آدمی نے ایک زوردار چیخ ماری اور کچھ منٹ کے لئے بے ہوش ہو گیا۔ جب وہ ہوش میں آیا تو فادر اُس کو پھر اعتراف گاہ میں لے گئے۔ فادر نے اُس آدمی پر معافی کا کلمہ بولا۔ اور وہ ایک روشن چہرہ کے ساتھ اعتراف گاہ سے باہر آیا۔ بعد میں اُس نے لوگوں سے کہا کہ اپنی دُعا کے ذریعہ فادر پیو نے مجھکو یہ بخشش دی کہ مجھے مرا ہوا آدمی دکھائی دیا جیسے اعراف کی روحیں اور سنت لوگ دکھائی دیتے ہیں اِس طرح اُسکے جرم کا نقشہ اُسے دکھائی دیا کہ اُسکے بعد صرف اعتراف کرنے سے ہی اُسے تسلی مل سکتی تھی۔

فروری ۱۹۵۶ء میں ایک لڑکی اعتراف کرنے آئی۔ اعتراف کے بعد اُس نے فادر سے کہا کہ میرے واسطے دُعا کیجئے تاکہ میں سسٹر بن سکوں۔ مگر وہ حیران ہوئی جب فادر پیو نے اُس سے کہا کہ پہلے آپ اپنے کام پر واپس جائیں آپکے مالک لوگ اپنی چھٹیاں منانے سمندر کے کنارے جائیں گے۔ وہاں تم اُن کے ساتھ کام کرو گی تب پھر میرے پاس آنا۔ تو سسٹر بننے کے بارے میں بات چیت کریں گے۔" یہ کہکر فادر پیو نے دروازے کو بند کر دیا لڑکی بہت خوش تھی اور جیسے فادر پیو نے کہا تھا وہ واپس اپنے کام پر چلی گئی۔ کچھ ماہ بعد جب وہ فادر کے پاس گئی تو اُن سے ملاقات کرنے میں ۲۸ دن تک انتظار کرنا پڑا۔ اعتراف کرنے کے بعد اُس نے گھبراتے ہوئے فادر سے کہا فادر میں اب سسٹر بننا نہیں چاہتی ہوں۔ میں چھٹیوں میں سمندر کے کنارے گئی تھی اور وہیں کسی نوجوان سے میری ملاقات ہو گئی اور اب میں اُس سے شادی کرنا چاہتی ہوں" فادر پیو مسکرائے۔ اور

اُنھوں نے اُس سے کہا کہ میں نے پہلے ہی تم سے کہا تھا اب جاؤ اور اچھی بیوی بن جاؤ۔

ایک اور آدمی اعتراف گاہ میں جا کر گھٹنے ٹیکتا اور پچھتاتے ہوئے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا۔ مگر اُسکو بڑا تعجب ہوا۔ جب فادر نے اُس سے پوچھا کہ اُس چُرائے ہوئے بٹوے کے بارے میں تم کیوں اعتراف کرنا نہیں چاہتے ہو؟ وہ آدمی حیران رہ گیا اور پوچھنے لگا "کونسا بٹوا ہے؟" تب فادر نے اُس سے کہا ایسا معلوم دے رہا ہے جیسے اُس کے بارے میں آپ خیال نہیں کر رہے ہو۔ تمہیں یاد کرنا چاہیئے کہ جب فرانس میں تم لڑائی میں تھے تب تم کسی گھر میں گئے جہاں تمہیں ایک بٹوا ملا تھا۔ جس میں 75 ہزار روپیہ تھے تمہیں اُسکو لینے کی کوئی ایسی ضرورت نہ تھی اور نہ ہی تمہارا کوئی حق تھا۔ تب اُس آدمی نے جواب دیا فادر میں نہیں جانتا تھا کہ وہ بٹوا کس کا تھا" تب فادر پیو نے کہا بہت عجیب بات ہے تم تو یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ وہ گھر کس کا تھا تو پھر گھر کو اٹھا کر کیوں نہیں لائے؟ وہ آدمی لاجواب ہو گیا۔ فادر پیو نے اُسے حکم دیا کہ وہ خیرات کے کام کرے اور آہستہ آہستہ اُس رقم کو خیرات کے کاموں ہی میں صرف کر دے اس لئے کہ تمہاری حیثیت ایسی ہے کہ اس کام کو ضرور کر سکتے ہو اُس آدمی نے جواب دیا کہ فادر میں اس کام کو نہیں کرنا چاہتا تب فادر پیو نے اُس سے کہا کہ میں اس حالت میں تمہارے لئے معافی کا کلمہ نہیں بول سکتا۔ تب وہ آدمی اعتراف گاہ سے اُٹھ کر چلا گیا۔ لیکن کچھ دن بعد پچھتاتا ہوا واپس آیا اور اُس نے وعدہ کیا کہ اُس چوری کی رقم کو خیرات کے کام میں لگا دے گا۔ تب فادر پیو نے اُس پر معافی کا کلمہ بولا۔

وائینا شہر سے کئی نوجوان فادر پیو کے پاس گئے اور اُن سے اپنے کام کے بارے میں سوال کئے۔ ایک نے فادر سے کہا کہ میں ڈاکٹر بن جاؤں گا۔ تو فادر نے بڑے پیار کے ساتھ جواب دیا کہ یہ بہت اچھا پیشہ ہے۔ ایک اور نوجوان نے اپنے کام کے بارے میں کہا لیکن فادر نے اُسے منظور نہیں کیا۔ اور دوسرا پیشہ اختیار کرنے کو کہا۔ تیسرے لڑکے نے فادر سے کہا کہ میں پریسٹ بننا چاہتا ہوں۔ فادر نے جواب دیا ہاں ضرور، خدا نے تمہیں چُنا ہے۔ مگر کسی درویشانہ جماعت میں شریک ہو جاؤ۔ ایک دوسرے لڑکے نے اعتراف گاہ میں آ کر اُن سے پوچھا! "فادر کیا میں پریسٹ بنوں۔ یا شادی کروں؟" فادر نے فوراً جواب دیا کہ شادی کرو۔ کیونکہ ایک خراب پریسٹ ہونے سے تو یہ بہتر ہے کہ تم پریسٹ نہ بنو۔ ایک لڑکی جو سسٹر بننا چاہتی تھی اُس سے کہا بیشک خدا نے تمہیں یہ فضل دیا ہے۔ اور تمہیں سسٹر بننا ہی چاہیئے۔ تب لڑکی نے کہا کہ میری ماں مجھے نہیں جانے دیتی۔ (اُس کے والد کافی عرصہ پیشتر فوت ہو چکے تھے) فادر نے کہا کہ اُسکو تمہیں بھیجنا چاہیئے کیونکہ خدا تمہیں بلاتا ہے۔ میں تمہارے لئے دُعا کروں گا" لڑکی کی ماں نے اپنے ارادہ کو نہیں بدلا۔ مگر ڈیڑھ سال بعد وہ مر گئی اور لڑکی کانونٹ میں چلی گئی۔ کیا یہ فادر پیو کی دُعا کا جواب تھا؟ بہت عرصہ ایسے ہی واقعات ہوئے جہاں لوگ اپنے بچوں کو خدا کی خدمت سے محروم رکھنا چاہتے تھے۔ لیکن عموماً دیکھا گیا کہ جب والدین نے رُکاوٹ ڈالی تو یا تو اُن کا خود انتقال ہو گیا یا بچہ کا انتقال ہو گیا

کچھ عورتوں نے ارادہ کیا کہ فادر پیو کے پاس جائیں۔ ایک آدمی جو اُن کے نزدیک رہتا تھا اُن کے ارادہ کو سُن کر ہنسی اُڑانے لگا۔ تب ایک عورت نے اُس سے کہا کہ تم بھی ہمارے ساتھ چلو اور اپنی آنکھوں سے دیکھو ایسے کام کے لئے میں ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کروں گا"۔ تب اُن میں سے کسی عورت نے کہا کہ "میں کرایہ بھی دوں گی" اُس آدمی نے شروع میں منع کر دیا اور آخر کار اُس نے جانے کا ارادہ کر لیا۔ صبح کے وقت ۵ بجے وہ لوگ فادر پیو کے مقام پر پہنچے جبکہ فادر ماس کی پاک قربانی چڑھا رہے تھے۔ اُس

ختم ہونے پر اس آدمی نے کہا کہ "اس میں کونسی انوکھی بات تھی؟
میں اس سے بہتر یہ سمجھتا ہوں کہ جنگل میں جا کر لکڑی کو پھاڑوں
میں تو گھر جا رہا ہوں وہ لوگ زور دیکر اُسے واپس گرجے میں
لے آئے۔ کئی لوگ فادر پیو کے لئے عجیب عجیب باتیں سُنا رہے تھے
تب وہ بھی آدمی اُن کے ساتھ ویسٹری میں گیا جب فادر پیو وہاں
اعتراف سُننے کے لئے آئے تو اُس آدمی پر نظر رکھی۔ اُن کی آنکھوں
اور چہرہ سے محبت دکھائی پڑتی تھی۔ جسکا اُس آدمی پر پورا اثر پڑا
سارا دن گذر گیا اور رات کو اُس سے نہ رہا گیا۔ اور اپنی مرضی
سے رات کے ڈھائی بجے کھٹکھٹا کر گرجے میں واپس گیا۔ اب اُس
آدمی میں پوری تبدیلی آچکی تھی اور وہ لکڑی پھاڑنے کا
دھیان فراموش کر چکا تھا۔ ماس کی پاک قربانی سُننے کے بعد
پھر سے وہ ویسٹری میں چلا گیا۔ جہاں فادر اعتراف سُننے کیلئے
آئے۔ فادر اُس کی طرف گئے اور اُس سے کہا۔ ہلو، تمہاری
رُوح کافی گندی ہے" اور یہ کہکر فادر اُسے اپنے ساتھ
اعتراف گاہ میں لے گئے وہ شخص خوشی سے بھرپور ہو کر
اعتراف گاہ سے واپس آیا اور اپنے دوستوں سے
کہا کہ اعتراف گاہ میں جا کر فادر نے مجھ سے کہا کہ اپنے گناہ
مجھے بتا دو۔ میں نے اپنے گناہوں کو بتایا اور خاموش ہو گیا
تب فادر نے میری طرف دیکھکر کہا کہ سوچو تم ایک بات بھول
گئے ہو۔ تو بھی میں خاموش رہا۔ فادر نے پھر ایکدفعہ کہا کہ
اور سوچو کہ ایک گناہ ہے جس کا اقرار ابھی تک تم نے نہیں
کیا۔ تب بھی میں خاموش رہا۔ مگر فادر پیو نے دُکھ بھری
آواز سے کہا کہ کیا تمہیں یاد نہیں کہ تم نے ایک دفعہ جوتی اتار کر
غصہ میں صلیب پر ماری تھیں۔ کیا تمہیں یاد ہے یا نہیں؟
مجھ سے جواب نہیں بن پڑا۔ لیکن میں رونے لگا۔ اور ہمت کر کے
فادر سے پوچھا کیا خدا مجھے اس گناہ سے معاف کر دیگا؟
فادر نے جواباً کہا کہ خدا کی مہربانی بیحد ہے تب میں نے
بہت دُکھ کے ساتھ کہا کہ میں اُس کے عیوض کیا کر سکتا ہوں!
انہوں نے کہا اب تم اپنے دوستوں کو بھی تبدیل کرنے کے لئے
جاؤ۔ میں نے تمہارے دل میں ایمان جگایا ہے تم بھی اپنے دوستوں
کا ایمان زندہ کرو" وہ نیک عورتیں جو اُسے فادر کے پاس لے
گئیں تھی نہایت خوش ہو کر اپنے گاؤں واپس آئیں اُس عورت کا
خرچہ بیکار نہیں گیا۔ کیونکہ واپس جاکر وہ آدمی دوسرے گمراہ
لوگوں کو سیدھے راستے پر واپس لایا۔ خدا کی راہیں سچ مچ
بڑی عجیب ہیں" (باقی آئندہ)

دیدۂ شبنم افشاں

سُن اے ملّت میری، اقوام میں تو فرد تھی!
خوف سے تیرے یہ دُنیا زعفران سی زرد تھی
مکارم و ماثر سے تو تھی، لائق گردوں نشیں!
بہرِ ظلمت راہنما تھی، تیری یہ روشن جبیں
افسوس تو نے عیش کوشی سے ہے کھویا یہ مقام
زخم ہے، کہ ہو بس از سخت کوشی اہتمام
تیری یہ ہیئت کذائی کیسی غم انگیز ہے!
دیکھ کر تیرا یہ عالم چشم نم ریز ہے
ضرورت ہے ظلمت کدہ میں پیدا ہو اک موج نور
نالہ ہو جائیں منور جس سے یہ سینا و طور
اے فلپ تو قوم کی اِس روش سے نہ ہو حزیں
کھینچ وہ نالہ کہ ہو جا اک جسارت آفریں

(نتیجۂ فکر)
جناب ماسٹر فلپ ایل۔ ڈین۔ کھنہ
رینالہ خورد۔ (پاکستان)

طلوعِ آفتابِ صداقت

(جناب فدلیس سردار مسیح روز امرتسری)

آفتابِ صداقت کی آئی کرن — ہو گئی پر ضیا قسمتِ انجمن
کون آیا چمن میں نگارِ چمن — زمزمے کی لگی بلبلوں کو لگن
بحرِ روحانیت ہو گیا موجزن — جوشِ روحانیت سے ہوئے دل فگن
آج بیت الحم میں ہے جلوہ فگن — تھا جلا سے جلا جس کی طورِ یمن
جس کی مدت سے تھی منتظر انجمن — وہ تولد ہوا ہے مسیحِ زمن!
لعلِ مریم دمکتا ہے آغوش میں — آج چرنی کی ہے اِک نرالی پھبن!
آگیا آج جانِ جہاں آگیا! — جھومتے ہیں بہجت میں اہلِ وطن
آیا اقنومِ ثانیِ تثلیث ہے — کیوں ثنا گر نہ ہو پھر زبانِ دہن
لو جلا وطنیِ عدن بھی مٹ گئی — آج دنیا ہوئی سر بسر مطمئن
افتخارِ جہاں نازشِ عاصیاں — کیوں نہ بگڑا بنائے بشر کا چلن
خوب روحانیت کا تشنج ہوا — بھر گیا روح سے ہر دلِ مرد و زن
چل بسی ہے خزاں اور بہار آگئی — گل کھلے ہر کلی ہو گئی خندہ زن
مرہم باکمال آج ایسا ملا! — ہر کسی کے بھرا دل کا زخمِ کہن
خار اُبھرنے لگے گل نکھرنے لگے — کیا بہاروں پہ آئی بہارِ چمن
آج شہزادۂ صلح پیدا ہوا — شادماں، شادماں ہو جانِ من
خالقِ دو جہاں آقائے بندگاں — وہ نہیں گلبدن شیریں کوہ کن
کیوں نہ فکرِ خلش اُس لعیں کو پڑے — آج قلبِ عدو میں اُٹھی ہے چبھن
کوئی ثانی کہاں ہے ترا دوسرا — شافعِ عاصیاں خالقِ روح و تن
حمد خوانی لکھی روز واجب لکھی — خوب گرمائی ہے آج بزمِ سخن

نوئیل کا بڑا دن

مسز روتھ بی ۔ لال

کسی نے فادر سے کہا۔ یہ پندرہ روپے آپکو دیتا ہوں تاکہ کسی غریب بچے کے لئے آپکو بڑے دن کا انعام خرید سکیں۔ میں کسی لڑکے یا لڑکی کو بڑے دن کے موقع پر خوش کرنا چاہتا ہوں جب میں اپنے دونوں بچوں کو دیکھتا ہوں تو مجھے اُن بچوں کا دھیان آتا ہے جو غربت میں اپنی زندگی گذارتے ہیں یہ پندرہ روپے زیادہ تو نہیں ہیں مگر اِس سے کچھ امداد تو ضرور ملے گی۔

فادر جون نے جوزف کو بُلایا۔ کیونکہ وہ یجن آف میری کا پریزیڈنٹ تھا۔ سو اُس سے دریافت کیا کہ ہمارے علاقے میں کونسا ایسا بچہ ہے جس کو مدد کی زیادہ ضرورت ہے۔ جوزف نے کہا: کیوں نہ ہم نوئیل کے لئے کچھ خریدیں نوئیل دو سال سے مقامی ہسپتال میں پڑا ہوا تھا۔ جو کہ کسی وجہ سے لنگڑا ہو گیا تھا۔ یجن آف میری کے ہفتہ وار کام میں جوزف نے نوئیل سے ملاقات کی تھی۔ مگر اُن دنوں نوئیل عیسائی نہ تھا۔ جوزف نے اُس مریض بچے کو خداوند یسوع مسیح کی زندگی کے کئی واقعات سُنائے تھے جس کے ذریعے نوئیل کی زندگی مسیحیت کی طرف کھنچ گئی تھی اور مسیحیت میں اُسکی دلچسپی بڑھتی جاتی تھی اِس مریض بچے نے مسیحی تعلیم کو نہایت شوق سے سیکھا۔ بپتسمہ کے موقع پر جوزف اُس کا دھرم باپ بنا۔ وہ دن ۲۴ دسمبر کا تھا۔ اسلیے اُس بچے کا نام نوئیل رکھا گیا۔ جس کے معنی کرسمس ہے۔

فادر جون کو یاد آیا کہ نوئیل کتنا غریب و لاچار ہے لہذا کوئی شک نہیں کہ وہ سچ مچ کرسمس کے انعام کے لائق ہے دوسرے دن یجن آف میری کی میٹنگ ہونے والی تھی اور جوزف نے درخواست کی تھی کہ اُسے ہسپتال میں Visit کرنے کی ذمہ داری دیدی جائے تاکہ وہ انعام نوئیل کو دے سکے اور اُس کی خوشی میں اضافہ کر سکے۔

بڑے دن سے ایک دن پہلے تقریباً آٹھ بچے ...... فادر جون کے ساتھ ہسپتال گئے۔ فادر نے نوئیل کا اعتراف سُنا۔ اور اُس کے بعد بہت سے بچے اُس کے پاس بات چیت کرنے لگے۔ بات چیت کرتے ہوئے معلوم ہوا۔ کہ ڈاکٹر نے نوئیل کو اجازت دیدی ہے کہ وہ کرسمس کی رات کو ماس کے لئے جا سکتا ہے پہلی دفعہ اُس کو یہ موقع دیا گیا تھا وہ ابھی تک چل پھر نہیں سکتا تھا لیکن وہ تین پہیئے کی سائیکل پر بیٹھ سکتا تھا۔ جوزف نے کہا وہ تین پہیوں والی سائیکل مانگ کر لا سکتا ہے ہسپتال سے باہر جانے کے لئے ایک اور چیز کی ضرورت تھی یعنی کپڑے نوئیل کے پاس صرف پجامہ اور کچھ نہانے دھونے کے لئے کپڑے تھے۔ ملاقات کے بعد لڑکوں نے فیصلہ کیا کہ نوئیل کے واسطے ایک پورا سوٹ خریدا جائے سب نے اِس خیال کو پسند کیا۔ اور منظور کر لیا۔ اور اس نیک کام کے لئے کچھ پیسے جمع کئے گئے۔ اس کے علاوہ انھوں نے کچھ سیب اور دیگر کھانے کی اشیاء خریدیں اور ہسپتال کی طرف روانہ ہو گئے۔ اَب نوئیل کے کمرہ چھوڑنے سے پہلے فادر جون نے نوئیل سے دریافت کیا کہ اُسکو کسی اور چیز کی ضرورت ہے؟ نوئیل نے کہا ہاں! کچھ عرصہ پیشتر میری روزری کھو گئی تھی اور اب اُسکی ضرورت ہے۔ فادر نے وعدہ کیا کہ جب نوئیل اپنی پہلی شراکت کے لئے گرجہ میں آئے گا۔ تو اُسے روزری بھی دیدی جائیگی

(بقیہ صفحہ ۲۲ پر)....

بیت الحم کی زیارت

از- جناب ڈاکٹر بشیر اللہ بی سنگھ امیر نگر مظفر نگر

ہم پانچ زائرین مسیحی تھے اور ہمارے دلوں میں وہی خواہش تھی جو زمانہ بزمانہ ہزاروں آدمیوں کی ہوئی کہ ہم بیت الحم کو جائیں اور وہاں اچھے چرواہوں کی مانند اس جگہ کو دیکھیں جہاں خداوند مسیح کی پیدائش ہوئی۔ مقدس بیت الحم کے راستہ پر ہمکو ایسا محسوس ہوا کہ ہم بہشت کی طرف روانہ ہوئے ہوں۔ یہاں ہم اپنے دلوں کو اس کے سامنے سرگرم کرنا چاہتے تھے جہاں یشعیاہ نبی کے قول کے مطابق صلح کا شہزادہ پیدا ہوا تھا ہم بھی اپنے دلوں اور دماغ کو اس کے حضور چڑھائیں۔

ہم لوگوں کو لمبا راستہ طے کرنا پڑا یعنی پانچ میل کے بجائے سترہ میل کا سفر کرنا پڑا- یہ وادی کھیتوں سے سرسبز تھی اور پہاڑوں کی جانب چرواہے اپنی بھیڑوں کو چراتے نظر آئے۔ جس پانچ میل کے راستہ سے جہاں مقدسہ مریم اور مقدس یوسف نے سفر کیا تھا وہ آجکل بند ہے۔ اس لئے کہ کچھ اسرائیلی اور کچھ یردن کی ریاستوں میں سے ہو کر گذرتا ہے اِن دونوں ریاستوں کی فوجوں کی وجہ سے جانی نقصان کا خطرہ ہے۔ ملکی حدود کی وجہ سے جہاں صلح کا شہزادہ پیدا ہوا وہاں جھگڑے اور دشمنی کا اڈا بن گیا۔

بیت الحم کے تنگ راستوں سے گزرتے ہوئے ہم پیدائش (NATIVITY) کے گرجہ پر پہونچے جو زیارت گاہوں میں سب سے زیادہ تعظیم کے لائق ہے اس میں تین مجوسیوں کی تصویر ہے جس میں وہ فارسی لباس میں ملبوس ہیں۔ گرجہ کا دروازہ صرف چار فٹ اونچا ہے یہ اس لئے اتنا نیچا بنایا گیا ہے تاکہ چراتے زمانہ کے مسلمان لوگ گھوڑوں پر سوار ہو کر بھی اندر داخل نہ ہو سکیں لیکن زیارتی لوگوں کے لئے یہ نیچا اور تنگ دروازہ گہرے معانی رکھتا ہے۔ جو مجسّم ہو کر حلیمی کا نمونہ بن گیا ہمیں سکھاتا ہے کہ کس طرح ایک حلیم اور پچھتائے ہوئے دل کے ساتھ اسکے پاس آئیں۔ وہ جس نے آدمی کی شکل اختیار کی اتنا فروتن بننا ہمیں سکھاتا ہے کہ آدمی کو خدا کی نزدیکی میں پہونچنے کے لئے بچوں کی مانند بننا چاہیئے۔

یہ گرجہ ارتھوڈکس مسیحیوں کے ہاتھ میں ہے جس کی وجہ سے آپس میں میل ملاپ ہونے کے بجائے بہت مرتبہ مخالفت برپا ہو جاتی ہے۔ ہم اس گرجہ کے اندر جاکر اس غار میں داخل ہوئے جہاں شہزادہ صلح پیدا ہوا اس مقام پر ۱۴ کونے کا ایک بہت خوبصورت ستارہ بنا ہوا دکھائی دیا۔ جہاں یہ الفاظ تحریر ہیں۔

"یہاں یسوع مسیح مقدسہ مریم سے پیدا ہوا" ہمیں یہ محسوس ہوا کہ ہم یہاں گھٹنوں کے بل گریں اور اس پاک جگہ کو چومیں۔

آپ کے دل میں ضرور یہ خیال پیدا ہوگا کہ اس مقدس رات کو مقدسہ مریم کا کیا حال ہوا ہوگا اور کہ مقدس یوسف نے اتنے عجیب واقعات کے سامنے کیا سوچا ہوگا کہ وہ چھوٹا بچہ جو اس چرنی میں رکھا گیا کتنا خوبصورت تھا۔ "جب سب چیزوں پر خاموشی چھا گئی اور آدھی رات ہو گئی قادر مطلق اپنے شاہی تخت سے اس غیر معمولی جگہ میں آ گیا" یہاں آ کر تمام خیالات دور ہو جاتے ہیں منہ سے الفاظ نہیں نکلتے لوگ گھٹنے ہو جاتے ہیں اور اس عجیب ستارہ پر اپنی نظر رکھتے ہیں" یہاں مقدسہ مریم

سے یسوع مسیح پیدا ہوا۔"

بیشک اس کھرلی کے اندر یہ بچہ یسوع مسکرایا ہوگا۔ اُن لوگوں کے سامنے جو لوگ اُس کو دیکھنے آئے ہوں گے مگر لوگوں کے چہروں پر ہمیشہ ہی سنجیدگی ظاہر ہوگی جو اس گہرے بھید کے دھیان سے پیدا ہوتی ہے۔

اگرچہ یہ عالیشان گرجہ برباد ہو جائے۔ تو بھی انسان خدا کی اس محبت کو ہرگز نہیں بھول سکتا! یہی کرسمس کا مطلب ہے یہی وہ سبق ہے جو ہم بیت لحم کی کھرلی کے سامنے ہو کر سیکھ سکتے ہیں۔

بیت لحم کا اصلی مطلب عبرانی زبان میں روٹی کا گھر ہے عربی زبان میں جسم یا گوشت کا گھر ہے۔ دونوں صورتوں میں یہ نام مطلب سے بھرپور ہے یعنی یسوع مسیح جو پاک شراکت میں روٹی کی صورت میں ہماری روح کی خوراک بنتا ہے اور ابدی کلام کی صورت میں وہ ہمارے لئے مجسم ہوتا ہے۔

دو میل کے فاصلہ پر ہم ایک اور غار کے اندر داخل ہوئے جسکو چرواہوں کا غار کہتے ہیں وہاں سے وہ نیک چرواہے روانہ ہوئے جب فرشتہ نے انکو اس پاک رات میں یسوع مسیح کی پیدائش کی خبر دی۔ ان پہاڑوں میں ابتک وہی ماحول معلوم دیتا ہے جیساکہ خداوند یسوع مسیح کے زمانہ میں تھا۔ یہاں داؤد نبی کے زبور گائے جاتے ہیں۔ وہی زبور مسیحی اور یہودی لوگ آجکل بھی گاتے ہیں۔ مسافروں کی نظر جب بھیڑ بکریوں پر پڑتی ہے تو ایسا معلوم دیتا ہے کہ اب تک فرشتے وہی پیغام چرواہوں کو دے رہے ہیں جس سے دنیا کی حالت بدل گئی۔

فرشتوں نے اس پیغام کو ہم سبھوں کو سونپ دیا۔ جو یسوع مسیح کی تعلیم پر ایمان لائے۔ کرسمس ایک دن کا تہوار نہیں ہے بلکہ زندگی بھر کا تہوار ہے۔ کرسمس سے ایک نئی زندگی پیدا ہونی چاہئیے۔ چرواہے بیت لحم کو گئے الغرض بچہ اور اس کی ماں کو دیکھا۔ وہ گھٹنوں کے بل ہوئے اور اُن کو سجدہ کیا۔ اسکے بعد وہ کھیتوں اور جنگلوں میں واپس گئے جب سے ہی اُن کے اندر ایسی تبدیلی پیدا ہوئی۔ کہ زندگی بھر کوئی مٹا نہ سکا۔ جیسے مقدس لوقا کہتا ہے کہ:-

"وہ بات جو اس لڑکے کے حق میں اُن سے کہی گئی تھی مشہور کی اور سب سننے والوں نے ان باتوں پر جو چرواہوں نے ان سے کہیں تعجب کیا۔" (لوقا ۲ باب ۱۷/۱۸) ہم اِس نمونہ کو نہ بھولیں بلکہ روز بروز ہمارے دلوں میں خواہش ہونی چاہئیے کہ سب آدمیوں کو ہم نجات دہندہ کا پیغام پہونچائیں۔"

(آپکو بڑا دن مبارک ہو)

بقیہ صفحہ ۲ (نوئیل کا بڑا دن)

۲۵ دسمبر کو سچ مچ نوئیل کا بڑا دن منایا گیا۔ اور نوئیل نے پہلی بار پاک شراکت لی تھی۔

اُس کے بہت سے دوست گرجہ کے بعد اُس سے ملے اور اُسکو بھی اپنے خاندان کا ایک فرد سمجھتے ہوئے اس کی ہمت افزائی کرتے رہے۔ نوئیل بھی آج بہت مسرور تھا۔ وہ اپنی بیماری اور تنہائی کو بھول چکا تھا اور مسیحی برادرانہ محبت سے متاثر معلوم دیتا تھا۔"

ضروری اطلاع

برائے مہربانی وہ خریداران جن کے پاس ماہنامہ "فضلیوں کی ماں" نہ پہنچتا ہو۔ فوراً ادارہ کو مطلع فرمائیں۔

(ادارہ)

اے شیر خوار بادشاہ

(جناب منظور لیوک ادیب ماہر علیگ)

اس سال بھی یسوع اپنی سالگرہ کے موقع پر ہمارے پاس آئے گا۔ ہم جانتے ہیں کہ وہ ہمیشہ ہمارے ساتھ ہے لیکن اس کی ولادت کا دن ایک خصوصیت کا حامل ہے آمد کے اتواروں میں ہم انکساری اور ریاضت کے ساتھ اس کے استقبال کی تیاری کرتے رہے تاکہ ہم اس شیر خوار بادشاہ کو خوش آمدید کہنے کے مستحق بن جائیں۔

افسوس ہے کہ ہماری کوششیں ناکافی رہی ہیں۔ ہماری آج کی دنیا کچھ پہلوؤں سے بہتر ہے اور کئی لحاظ سے بدتر بھی بہ نسبت اس دنیا کے جس میں ہمارا نجات دہندہ آج سے تقریباً دو ہزار سال قبل پیدا ہوا۔ یہ سچ ہے کہ آجکل کروڑوں اشخاص موجود ہیں جو دل و جان سے اس طفل شیر خوار کو اپنی محبت کا مرکز مانتے ہیں لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ کروڑوں آدمی ایسے بھی ہیں جو لاعلمی کی بنا پر یا عمداً اس کو قبول نہیں کرتے۔

اگر بہ نظر غائر دیکھا جائے تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ ابھی تک دینداروں کو بدی کی طاقتوں پر غلبہ حاصل نہیں ہو سکا۔ جیسے مقدس یوحنا فرماتا ہے:۔ " دنیا نے اسے نہ پہچانا وہ اپنے گھر آیا۔ اور اس کے اپنوں نے اسے قبول نہ کیا" (یوحنا ۱/۱۱) لوگ خدا کو مانتے ہیں لیکن وہ جو اسے فراموش کرتے ہیں۔ یا اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ ان کی تعداد بھی کافی ہے۔

کیوں؟ شاید ایسا اس لئے ہے کہ انسان مادی فوائد اور دنیاوی عیش و عشرت کی طرف کھنچے ہوئے ہیں۔ ان باتوں کی وجہ سے بے دھیان ہو کر وہ سچائی ایمانداری اور انصاف کی تلاش سچے دل سے نہیں کرتے۔ وہ مصیبت زدہ بھائیوں کے لئے کوئی ہمدردی محسوس نہیں کرتے۔

اختصار یہ ہے کہ صدیوں کے دوران میں ایماندار لوگ خدا دشمنوں کے بالمقابل ایک متحدہ محاذ بنانے میں ناکام رہے انھوں نے اپنی صفوں میں ایسے آدمیوں کو گھسنے دیا جن کا اصلی مقصد یہ تھا کہ وہ آزادی کو مٹا دیں۔ اور خود دوسرے انسانوں کے دل اور دماغ پر تسلط جمالیں۔

ان حالات کی تمام تر ذمہ داری ان سب خاندانوں اور افراد پر عائد ہوتی ہے جنھوں نے ایسے حالات کی اصلاح کی جانب توجہ نہ دی۔

ہم سب یسوع مسیح کی محبت کا نمونہ دوسروں کو دکھانے میں ناکام رہے۔ ہم ان لوگوں کو جو کہ خود غرضی اور مفاد پرستی کے لئے کوشاں تھے یسوع مسیح کا وہ نمونہ پیش نہ کر سکے جس میں وہ بدی کا مقابلہ ہر ممکن طور پر کرتا ہے۔

کچھ لوگ اپنی خانگی زندگی میں تو نیکی پر عمل کرتے ہیں مگر بدی کا دروازہ دوسروں کے لئے بند نہیں کرتے۔

یسوع مسیح اس دنیا میں اسلئے آیا کہ وہ ہمارے لئے

(بقیہ صہ ۲ پر ملاحظہ کیجئے)

(خبریں)

بہار ریلیف کیلئے پاپائے اعظم کا عطیہ

پاپائے اعظم پال نے بہار کے سوکھا سے متاثرہ علاقوں میں ریلیف اور امدادی کاموں کے لئے ایک لاکھ روپے کی گرانقدر رقم عطا کی ہے پٹنہ کے بشپ صاحب آگسٹین وائلڈرمتھ نے عطیہ مرکزی ریلیف کمیٹی کو جسکے سربراہ مسٹر جے پرکاش نرائن ہیں پیش کیا۔

ویٹی کن: ۔ ۱۹ اکتوبر۔ فلاڈلفیا کے میتھوڈسٹ کونسل کے صدر بشپ فرید کورسن نے پاپائے اعظم پولوس سے ملاقات کی۔ آپ کاتھولک کلیسیا کے نمائندوں کیساتھ مسیحی اتحاد کی تجاویز پر غور وخوض کرنے ، ویٹیکن تشریف لے گئے تھے“

ویت نام: ۔ جنوبی ویت نام کے نائب وزیر اعظم پاپائے اعظم سے ملاقات کرنے کے لئے ویٹی کن گئے۔ اور انھوں نے پاپائے اعظم کی ویت نام میں امن قائم کرنے کی کوششوں کا شکریہ ادا کیا۔ ساتھ ہی اُن کی اس فیاضانہ امداد کا بھی شکریہ ادا کیا جسکے ذریعہ ویت نامی عوام کو مشکلات اور تکالیف میں کمی واقع ہوئی۔ انھوں نے پاپائے اعظم کو یقین دلایا کہ جنوبی ویت نام صرف اپنی آزادی کی خاطر جد وجہد کر رہا ہے اور اس کا مقصد صرف ایک باعزت اور منصفانہ حل کے ذریعہ امن لانا ہے۔

پاپائے اعظم نے ویت نام میں جنگ بند کرنے اور صلح قائم کرنیکی خاطر اپنے خاص سفیر آرچ بشپ پینڈولی کو ویت نام بھیجا۔ انھوں نے واپس آکر بتایا کہ ”مجھے اُمید ہے کہ خدائے فضل کی مدد سے صلح قائم ہو جائے گی۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ بدھ مذہب بونزو کے اکثر لیڈر پاپائے اعظم کے شکر گذار ہیں کیونکہ انھوں نے دونوں ملکوں میں جنگ بند کروانے اور امن وصلح قائم کرنیکی متعدد بار کوشش کی ہے جنوبی ویت نام کے اساقف نے سب نیک نیت آدمیوں سے اپیل کی ہے کہ وہ اس جنگ کو بند کروانیکی کوشش کریں۔ انھوں نے لوگوں پر اس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ جنگ اختلافات ختم کرنیکا نہیں بلکہ اُن کو بڑھانیکا ذریعہ ہے“

۱۔ کیا آپ کرسمس کے متبرک موقع پر اپنے احباب کو ایک نادر تحفہ پیش کرنیکے خواہشمند ہیں؟ بلاشبہ ضرور! آپ اُنھیں ”مسیحیت اور بائبل مقدس“ پیش کریں اسطرح آپ نہ صرف اُنھیں ایک تحفہ دیں گے بلکہ مسیحی اتحاد کی تحریک میں معاون ثابت ہوں گے۔ قیمت (1-50)

۲۔ جرمنی۔ انگلینڈ اور امریکہ میں مسیحی اتحاد کے جلسوں کے ذریعہ لوگوں کو اپنی مذہبی معلومات بڑھانے کا موقع ملتا رہتا ہے۔ مگر آپ کے دوست کس طرح کاتھولک عقیدہ کے بارے میں معلوم کر سکتے ہیں؟ آپ اُن کو ”کھرلیستی دھرم تتھا پوتر بائبل“ (ख्रीस्तीय धर्म तथा पवित्र बाइबल) پیش کریں۔ قیمت صرف 1-50

۳۔ مقدسہ مریم کی تعظیم کے بارے میں آپکے پروٹسٹنٹ دوست اکثر معلومات حاصل کرنیکے خواہشمند ہوں گے آپ اُن کو کرسمس کے مبارک موقع پر ”دھنیہ کنواری مریا تتھا پوتر بائبل“ (धन्य कुंवारी मरिया तथा पवित्र बाइबल) پیش کریں۔ قیمت صرف 65-00 پیسے)

ملنے کا پتہ:۔ دفتر ”فضلوں کی ماں“ کاتھولک چرچ۔ سہارنپور

(مالک) فادر [illegible] فضلوں کی ماں [illegible] سہارنپور سے شائع کیا)